



مُسْتَنَد ابنِ حَبِيبٍ رَاهُوْبِيٍّ

تَأَلَّفَ

امام الامن الوقيتوب الحق بن الكريم بن الهميم مشهور

ترجمه

ابو اس محمد سرور گوهر

تصحیح و فوائد

حافظ عبا لث كور زدي حافظ محمد زنت

نظر ثانی

پروفیسر عدیل الرحمن

تقدیم

شیخ ایش عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ



انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ النَّبِيَّ



مُسْتَنَد اشعوب بن رافع

تأليف

امام الامام ابو يعقوب اسحق بن ابراهيم بن ابي عمير متوفى 332 هـ

ترجمہ

ابوالانس محمد سرور کوہر

تصحیح و فوائد

حافظ عبد الباقی کورمزی حافظ محمد منیر

نظرائی

پروفیسر عدیل الرحمن

تقدیم

شاہد عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ

پبلیکیشنز لاہور



اسلامی اکادمی - ۱- الفضل مارکیٹ امر ڈوبکانر لاہور

042-37357587

برائے ایصالِ ثواب

کتاب ہذا کی طباعت کے ابتدائی مصارف چوہدری شہزاد وحید صاحب نے اپنی والدہ مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لیے اٹھائے ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اپنی نیک دعاؤں میں ان کی والدہ مرحومہ کے درجات کی بلندی کی دعا فرمائیں۔ (آمین)

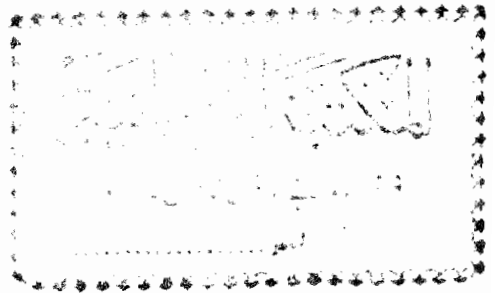
(ادارہ)

www.KitaboSunnat.com



اللہ

کے نام سے شروع کرتا ہوں
جو بڑا ہی مہربان
نہایت رحم کرنے والا ہے



فہرست

مسند اسحاق بن راہویہ

- ۷ تقدیم
- ۱۵ امام اسحاق بن راہویہ کے مختصر حالات زندگی
- ۲۵ کتاب العلم علم کی اہمیت و فضیلت کا بیان
- ۳۶ کتاب الایمان ایمان کا بیان
- ۸۳ کتاب الطہارۃ طہارت اور پاکیزگی کے احکام و مسائل
- ۱۱۰ کتاب الصلوٰۃ نماز کے احکام و مسائل
- ۱۶۶ کتاب الجمعۃ جمعہ کے احکام و مسائل
- ۱۷۱ کتاب العیدین عیدین کے احکام و مسائل
- ۱۷۶ کتاب التہجد و التطوع تہجد اور نفل نماز کے احکام و مسائل
- ۱۸۴ کتاب الجنائز جنازے کے احکام و مسائل
- ۲۰۳ کتاب الزکوٰۃ زکوٰۃ کے احکام و مسائل
- ۲۱۸ کتاب المناسک اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل
- ۲۷۱ کتاب الصوم روزوں کے احکام و مسائل
- ۲۹۳ کتاب البیوع خرید و فروخت کے احکام و مسائل
- ۳۱۴ کتاب الرهن و الاجارۃ گروی اور اجارہ کے احکام و مسائل
- ۳۱۶ کتاب العتق و المکاتب غلاموں کی آزادی اور مکاتب کا بیان
- ۳۲۳ کتاب الہبۃ و فضلہا ہبہ اور اس کی فضیلت کا بیان
- ۳۳۰ کتاب الجہاد جہاد کے فضائل و مسائل

- کتاب الخمس نس کی فرضیت اور اس کے مسائل ۳۵۸
- کتاب الفضائل فضائل کا بیان ۳۶۱
- کتاب فضائل القرآن قرآن مجید کے فضائل کا بیان ۳۸۱
- کتاب التفسیر قرآن مجید کی تفسیر کا بیان ۳۸۵
- کتاب الانبیاء انبیاء علیہم السلام کا بیان ۳۹۲
- کتاب النکاح والطلاق نکاح اور طلاق کے احکام و مسائل ۳۹۴
- کتاب الاضاحی قربانی کے احکام و مسائل ۴۳۱
- کتاب الصيد والذبائح شکار اور ذبح کرنے کے احکام و مسائل ۴۳۵
- کتاب المرضی والطب مریضوں اور ان کے علاج کا بیان ۴۳۷
- کتاب اللباس والزینة لباس اور زینت اختیار کرنے کا بیان ۴۵۴
- کتاب الاطعمة کھانے سے متعلق احکام و مسائل ۴۶۸
- کتاب الفرائض وراثت کے احکام و مسائل ۴۷۸
- کتاب الوصایا وصیت کے احکام و مسائل ۴۸۲
- کتاب تعبیر الرؤیا خوابوں کی تعبیر کا بیان ۴۸۶
- کتاب البر والصلة نیکی اور صلہ رحمی کا بیان ۴۹۳
- کتاب الدعوات دعاؤں کے فضائل و مسائل ۵۴۲
- کتاب الفتن فتنوں کا بیان ۵۵۷
- کتاب الامارة امارت کے احکام و مسائل ۵۸۸
- کتاب الاقضية فیصلہ کرنے کرانے مسائل ۵۹۵
- کتاب الديات والحدود حدود اور دیتوں کا بیان ۶۰۱
- کتاب الزهد زہد کے فضائل ۶۰۸
- کتاب أحوال الآخرة احوال آخرت کا بیان ۶۲۴
- کتاب الجنة والنار ووصفتهما جنت اور جہنم کے فضائل ۶۵۲



تقدیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين ، وعلى آله وصحبه وسلم ، أما بعد!

قرآن مجید لاریب کتاب ہے، جسے لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے نازل کیا گیا:

﴿ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝﴾ (البقرة : ۱)

”اس کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے۔“

قرآن مجید ایک واضح اور کھلی کتاب ہے، اس میں کوئی غموض و خفا نہیں ہے:

﴿حَمْدٌ ۝ تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝﴾

(حم السجده : ۱ تا ۳)

”حم، یہ کتاب نہایت مہربان، بے حد رحم کرنے والے کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب

ہے جس کی آیتیں واضح کر دی گئی ہیں، عربی قرآن ہے، اُن لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔“

قرآن مجید کے بعد مسلمانوں کا اصل دار و مدار ان احادیث نبویہ پر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے صحیح اور

مستند طریق پر ان تک پہنچی ہیں۔ قرآن مجید میں جو اصول و کلیات، بنیادی تعلیمات و ہدایات اور مجمل احکام بیان کیے

گئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے اقوال و اعمال کے ذریعہ ان کی تشریح و تفصیل اور تفسیر بیان فرمائی ہے:

﴿وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لَتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ۝﴾ (النحل : ۴۴)

”اور آپ پر ہم نے قرآن نازل کیا ہے، تاکہ لوگوں کے لیے جو کچھ نازل کیا گیا ہے، اسے آپ ان کے

لیے کھول کر بیان کر دیجیے۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝﴾

(النحل : ۴۴)

”اور ہم نے آپ پر کتاب اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ ان کے آپس کے اختلاف کھول کر بیان کر دیں،

اور وہ کتاب ان لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔“

یہ تبیین اور تشریح آپ اپنی طرف سے نہیں کرتے تھے، آپ جو کچھ کہتے تھے، یا جو حکم بھی دیتے تھے، وہ درحقیقت وحی ہوتی تھی جو آپ پر نازل کی جاتی تھی۔

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۗ﴾ (النجم: ۳ تا ۴)

”اور آپ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے، بلکہ وہ تو وحی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے۔“

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر دو قسم کی وحی نازل کی اور دونوں پر ایمان لانا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اس پر عمل کرنا واجب قرار دیا ہے، اور وہ دونوں قرآن و حکمت ہیں..... کتاب تو قرآن ہے اور حکمت سے باجماع سلف سنت مراد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے حاصل کر کے جو خبر دی اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے جو خبر دی دونوں واجب التصدیق ہونے میں یکساں ہیں۔ یہ اہل اسلام کا بنیادی اور اتفاتی مسئلہ ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا جو ان میں سے نہیں ہے، خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ”مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اسی کے مثل ایک اور چیز بھی دی گئی ہے یعنی سنت۔“ (کتاب الروح، ص: ۹۲)

حدیث شریف کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

((أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ.))^①

”خبردار! مجھے قرآن اور اس جیسی اس کے ساتھ اور چیز بھی دی گئی ہے۔“

لہذا آپ کے تمام احکام واجب التعمیل ہیں، اس فہم نبوت اور وحی سے مستنبط احکام کو قرآن مجید نے حکمت سے تعبیر کیا ہے:

﴿وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ (النساء: ۱۱۳)

”اور اللہ نے آپ پر کتاب و حکمت اتاری ہے اور جو آپ نہیں جانتے تھے وہ آپ کو سکھایا ہے، اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل تھا۔“

اللہ عزوجل نے اہل اسلام پر یہ احسان جنمایا ہے کہ اُس نے انہیں کتاب کے ساتھ حکمت دی اور قرآن کے ساتھ سنت عطا فرمائی:

﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ لِيُعْظِمَكُمْ بِهِ﴾

(البقرة: ۲۳۱)

”اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور قرآن و سنت کو یاد کرو جو اس نے تم پر اتارا ہے، جس کے ذریعے

① مسند أحمد: ۴۰/۱۳۰ - صحیح ابن حبان، رقم: ۲.

تمہیں نصیحت کرتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ کے ذمہ صرف آیات قرآنی کی تلاوت و تبلیغ نہیں بلکہ مسلمانوں کی تعلیم و تزکیہ بھی تھا اور آپ ان کو کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ حکمت کی تعلیم بھی دیتے تھے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (الجمعه: ۲)

”اُسی (ذات باری تعالیٰ) نے اُن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو مبعوث کیا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور انہیں (کفر و شرک کی آلائشوں سے) پاک کرتے ہیں اور انہیں قرآن و سنت کی تعلیم دیتے ہیں، بے شک وہ لوگ اُن کی بعثت سے قبل صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔“

یہ حکمت رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال ہیں، لہذا وہ بھی مسلمانوں کے لیے واجب العمل ہیں:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

”فی الحقیقت تم مسلمانوں کے لیے رسول اللہ کا قول و عمل ایک بہترین نمونہ ہے۔“

یہی وجہ ہے قرآن مجید میں اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی بھی تاکید ہے اور بہت سی آیات میں اطیعوا اللہ کے ساتھ اطیعوا الرسول کا بھی حکم ہے۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا:

﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۳۲)

”اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اور سورۃ محمد میں ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تَبْغُلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۳)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔“

یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ اطاعت نام ہے کسی حکم کی تعمیل کا، یعنی رسول اللہ ﷺ جو حکم دیں اس کی تعمیل اور جس پر عمل کریں اس پر عمل کیا جائے، اسی کا نام حدیث و سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت اور رسول کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے: ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء: ۸۰) ”جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ .))^①

① صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعة الأمير فی غیر المعصية و تحريمها فی المعصية .

”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔“

اطاعت کے ان احکام میں رسول اللہ ﷺ کے وہ تمام اقوال و افعال داخل ہیں جو آپ نے دُنیا کے باشندوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں ارشاد فرمائے یا ان پر عمل کیا، لہذا کتاب اللہ کے بعد ان کی حیثیت بھی قانون کی ہے اور وہ مسلمانوں کے لیے کتاب اللہ ہی کی طرح واجب التعمیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلًّا مُّبِينًا﴾ (الاحزاب: ۳۶)

”اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دیں تو کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اور فیصلہ قبول کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔“

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ آیت میں مذکور حکم تمام امور کو شامل ہے، یعنی کسی بھی معاملے میں جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم صادر ہو جائے تو کسی کے لیے بھی اس کی مخالفت جائز نہیں اور نہ کسی کے قول یا رائے کی کوئی حیثیت باقی رہ جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں فرمایا ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: ۶۵) ”آپ کے رب کی قسم! وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی امور میں اپنا فیصلہ نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تکلیف نہ محسوس کریں اور پورے طور سے اسے تسلیم کر لیں۔“

(تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ)

پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام اقوال و اعمال مسلمانوں کے لیے واجب العمل ہیں، اور جس طرح قرآن مجید کے اوامر و نواہی کا ماننا ان کے لیے ضروری ہے اسی طرح رسول کے اوامر و نواہی کا بھی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷)

”اور جو تمہیں رسول دیں اس کو لے لو اور جس سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوهُ.))^①

① صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب توقیرہ ﷺ.

”میں جس چیز سے تمہیں منع کر دوں اس سے رک جاؤ اور جس چیز کا تمہیں حکم دوں اس کو اختیار کرو۔“

اس لیے مسلمانوں کا اصل سرمایہ اور اس المال بھی دونوں چیزیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تَرَكَتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا ، كِتَابُ اللّٰهِ ، وَسُنَّةُ رَسُوْلِهِ .))^①

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں

ہو گے، وہ دو چیزیں ہیں: اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔“

جناب ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”إِذَا حَدَّثْتَ الرَّجُلَ بِالسُّنَّةِ فَقَالَ: دَعْنَا مِنْ هَذَا وَحَدِيثِنَا مِنَ الْقُرْآنِ فَأَعْلَمَ أَنَّهُ ضَالٌّ مُضِلٌّ.“^②

”جب آپ کسی شخص کو سنت نبوی بیان کریں اور وہ کہے کہ سنت کو رہنے دیں، ہمیں قرآن سے مسائل بیان

کریں تو جان لو کہ وہ شخص خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔“

درحقیقت اسلام کی پوری عمارت قرآن مجید اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر قائم ہے، وہ قرآن مجید کی

تفسیر بھی ہے، اُس کے اجمال کی تفصیل بھی، اس کے کلی احکام سے جزئیات کی تفریح بھی اور اسلام کے قرن اول کی

تاریخ بھی، اس کے بغیر اسلام کی تعلیم اور اس کی ابتدائی تاریخ کے بہت سے اوراق سادہ رہ جاتے ہیں، اسلام کے

ارکانِ خمسہ، توحید، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے تفصیلی احکام بھی نہیں معلوم ہو سکتے ہیں اور نہ ان کو حدیث کی مدد کے بغیر

سمجھا اور ادا کیا جاسکتا ہے، ان کے صرف کلی احکام قرآن مجید میں ہیں، ان کی تفصیل حدیث و سنت سے معلوم ہوتی ہے،

یہی حال اکثر اموار و نواہی اور حلال و حرام کا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ

بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُونَ﴾ (الانعام: ۸۲) ”وہ لوگ جنہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کو شامل نہیں

کیا، انہی کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔“ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے، اور عرض کیا: اے اللہ کے

رسول! ہم میں سے کون ہے جس نے کوئی ظلم نہ کیا ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آیت میں ظلم سے مراد شرک

ہے؟ کیا تم نے لقمان (عليه السلام) کی اپنے بیٹے کو نصیحت نہیں سنی کہ انہوں نے کہا: ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ

عَظِيمٌ﴾ (لقمان: ۱۳) ”اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے۔“^③

① مؤطا امام مالک، کتاب القدر، باب النهی عن القول بالقدر، رقم: ۳۔ مستدرک حاکم: ۹۳/۱، رقم: ۳۲۴۔

② مفتاح الجنة، ص: ۳۵۔

③ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم: ۳۳۶۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۴۲۵۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت، اسلام کا ظہور، اس کی تبلیغ، اس کی راہ میں صعوبتیں،، غزوات، اسلام کا غلبہ و اقتدار، حکومت الہیہ کا قیام، اس کا نظام، رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ اور آپ کی سیرت معلوم کرنے کا ذریعہ صرف حدیث و سنت ہے، اگر اس کو نظر انداز کر دیا جائے تو اسلام کی بہت سی تعلیمات اور تاریخ اسلام کے بہت سے گوشے مخفی رہ جائیں گے، اس لیے احادیث نبویہ اسلام اور اسلامی تاریخ کا بڑا قیمتی سرمایہ ہیں اور اس پر ان کی عمارت قائم ہے، اس لیے خود رسول اللہ ﷺ نے ان کی روایت و اشاعت کا حکم دیا ہے۔

((تَسْمَعُونَ مِنِّي وَيَسْمَعُ مِنْكُمْ ، وَيَسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنْكُمْ .))^①

”تم لوگ مجھ سے سنتے ہو، دوسرے لوگ تم سے سنا کریں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے۔“

مبلغ حدیث کے لیے بڑی دلربا، دلفریب، دلکش اور دل کو بروقت پہنچانے والی عظیم دعا فرمائی ہے:

((نَضَرَ اللَّهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا ، ثُمَّ آذَاهَا إِلَى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا .))^②

”اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو رونق اور روشنی عطا فرمائے، جس نے میری بات سنی، اور پھر یاد رکھی، اور پھر وہ بات اس شخص تک پہنچا دی، جس نے اسے نہیں سنا۔“

آپ ﷺ نے حدیثوں کی کتابت کا بھی حکم دیا اور بعض لوگوں کے لیے حدیثیں لکھوائیں بھی:

((أَكْتُبُ فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ .))^③

”تم لکھا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((قِيدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ))^④

”علم کو لکھ کر محفوظ کر لو۔“

① سنن ابوداؤد، کتاب العلم، رقم: ۳۶۵۹۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، رقم: ۱۷۸۴۔

② شرف أصحاب الحدیث للخطیب، رقم: ۲۰۔ موافقۃ الخبر الخیر للحافظ ابن حجر: ۱/۳۷۱۔ وقال: هذا الحدیث صحیح المتن۔

③ سنن ابوداؤد، کتاب العلم، رقم: ۳۶۴۶۔ مسند أحمد: ۱/۱۶۲۔ مستدرک حاکم: ۱/۱۰۵۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۱۰۳۲۔

④ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۴۴۳۴۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۲۰۲۶۔

انسانی تاریخ میں بنیادی حقوق کے تحفظ اور عملی نفاذ کے حوالے سے خطبہ حجۃ الوداع کو کلیدی حیثیت حاصل ہے جو بنیادی حقوق کی سب سے اولین اور اہم ترین دستاویز اور آئینی چارٹر ہے، اُسے بیان کرنے کے بعد رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((فَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ .))^① ”جو لوگ موجود ہیں، وہ اُن لوگوں تک ان احکام کو پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔“

آنحضرت ﷺ کے ساتھیوں اور جانثاروں نے آپ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ اور آپ کے ایک ایک فرمودہ کو نہ صرف یاد رکھا بلکہ آپ ﷺ کی تعلیم و تلقین کے مطابق اسے دوسروں تک بھی پورے حزم و احتیاط اور ذمہ داری سے پہنچایا، اس طرح برابر چراغ سے چراغ جلتا رہا اور ہر دور میں احادیث نبویہ سے مسلمانوں کا شغف و انہماک قائم رہا جس کی بنا پر آپ کے اقوال و اعمال اور سیرت و زندگی کا کوئی پہلو لوگوں سے مخفی و مستور نہیں رہا۔ یہ حدیثیں پوری دنیا میں بکھری ہوئی تھیں، محدثین کرام کا یہ بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اس زمانہ میں جب کہ سفر کی سہولتیں تھیں اور نہ ہی نشر و اشاعت کے موجودہ سامان تھے، تعلیم بھی محدود تھی، دنیائے اسلام کا چپہ چپہ چھان کر احادیث رسول ﷺ کو تحقیق و صحت کے پورے اہتمام کے ساتھ جمع و مرتب کیا، ان کے رد و قبول اور صحت و سقم کے جانچنے اور رواۃ کی جرح و تعدیل کے اصول بنائے، اصول حدیث کا مستقل فن ایجاد کیا، ہزاروں راویان حدیث کے حالات نہایت صحت و تحقیق کے ساتھ قلمبند کئے جو مسلمانوں کا بڑا قابل فخر کارنامہ ہے۔ فن اسماء الرجال کی عظیم کتاب ”الإصابة فی تمييز الصحابة“ کو ایڈٹ کرتے ہوئے ایک جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے اپنے مقدمہ میں یہ تاریخی الفاظ رقم کیے ہیں:

”دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری اور نہ آج کہیں موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا

عظیم المرتبت فن ایجاد کیا ہو جس کے باعث پانچ لاکھ مسلمانوں کے احوال معلوم ہو سکتے ہیں۔“

خلیفہ ہارون الرشید (۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ) نے ایک زندیق کو گرفتار کر کے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا جو وضع حدیث کے جرم میں گرفتار تھا۔ اس موقع پر اس زندیق نے ہارون سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ ان چار ہزار احادیث کا کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں اور ان میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے، حالانکہ ان میں ایک لفظ بھی رسول کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا؟ اس پر ہارون نے کہا:

”این انت یا عدو اللہ من ابی اسحاق الفزاری و عبد اللہ بن المبارک ینخلانہا،

فیخر جانہا حرفا حرفا؟“

”اے اللہ کے دشمن! تو ابواسحاق فزاری اور عبد اللہ بن مبارک سے بچ کر کہاں جائے گا جو ان (وضعی

احادیث) کو چھلنی کی طرح چھان کر ان کا ایک ایک حرف نکال باہر پھینکیں گے؟“

① مسند احمد: ۵/۱۱۱، رقم: ۲۳۴۸۹۔ مجمع الزوائد، رقم: ۵۶۲۲۔

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”نقل الثقة عن الثقة مع الإتصال حتى يبلغ النبي ﷺ خص الله به المسلمين دون سائر الملل كلها.“^①

”ثقہ راوی کا ثقہ راوی سے اتصالِ سند کے ساتھ نقل کرنا حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ تک سند کا پہنچنا، اس کام میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو تمام امتوں میں نمایاں مقام دیا ہے۔“

ادارہ انصار السنہ پہلی کیشنز نے اہل اسلام کی علمی خدمت کرنے کے لیے حدیث کی نشر و اشاعت کا جو عظیم الشان منصوبہ بنایا ہے، مسند اسحاق بن راہویہ کی بزبانِ اردو اشاعت بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے ترجمہ کا کام بطریق احسن سرانجام دیا گیا ہے۔ ترجمہ میں حتیٰ المقدور کوشش کی گئی ہے کہ یہ نہایت سلیس اور عام فہم ہو۔ جب کہ شرح اور تخریج کا کام بڑی عرق ریزی کے ساتھ انجام دیا۔ امام اسحاق کی یہ عظیم تصنیف ”مسند“ کی ترتیب پر تھی، اصطلاحات المحدثین میں مسند اس کتاب کو کہا جاتا ہے جو صحابہ کے ناموں کو حروف تہجی یا پھر ان کے مراتب کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ پہلے خلفاء اربعہ، پھر عشرہ مبشرہ، پھر اہل بدر یا کسی بھی اعتبار سے انہیں جمع کرنے کے بعد ان کے تحت ان کی مرویات کو ذکر کیا جائے یا پھر ایک کتاب میں صرف ایک صحابی کی مرویات کو ذکر کیا جائے۔ چنانچہ مسند سے استفادہ عامی کے لیے مشکل ہوتا ہے، اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اور عوام الناس کے استفادہ کی آسانی کے لیے کتاب کو فقہی ترتیب دے دی گئی ہے۔

ہمارے انتہائی قریب دوست ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے جو دیارِ غیر میں رہتے ہوئے بھی حدیث رسول کی خدمت میں مصروف کار ہیں۔ دیارِ غیر میں منج سلف کی ترجمانی میں ان کا کردار انتہائی وافر و نمایاں ہے۔ ایسے ہی ان کے دست راست اور ہمارے انتہائی مخلص و محبت حافظ حامد محمود الخضری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ اجرِ جزیل عطا فرمائے کہ جن کے علمی تعاون و اشراف سے کتبِ احادیث کو بزبانِ اردو منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔ جزاہم اللہ خیراً فی الدنيا والآخرة واجزل مثوبتهم۔

اللہ کے حضور سر بسجود دعا گو ہیں کہ وہ اس مبارک عمل کو قبول عام بخشنے، اور ہمارے لیے، ہمارے والدین کے لیے اور ہمارے اساتذہ کرام کے لیے اس عظیم عمل کو ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یا رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و صحبہ وسلم

وکتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث و رئیس المعهد السلفی للتعلیم و التربیہ، کراچی

امام اسحاق بن راہویہ کے مختصر حالاتِ زندگی

www.KitaboSunnat.com

نام و نسب اور نسبت:

آپ کا نام اسحاق، کنیت ابو یعقوب اور ابن راہویہ لقب تھا، شجرۂ نسب کچھ اس طرح ہے: اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن مطر بن عبید اللہ بن غالب بن عبد الوارث بن عبید اللہ بن عطیہ بن مرہ بن کعب ابن ہمام بن اسد بن مرہ بن حنظلہ بن مالک بن زید بن منات بن تمیم۔

امام اسحاق کے والد ابراہیم شکمِ مادر ہی میں تھے کہ ان کی والدہ نے مکہ معظمہ کا سفر کیا، اسی سفر میں کسی مقام پر ان کی ولادت ہوئی، اس لیے اہل مرو انہیں راہوی یا راہویہ یعنی راستہ والا کہتے تھے۔^① عام اعراب راہویہ ہے اور کچھ نحوی و محدث راہویہ بھی پڑھتے ہیں اور نحوی اس کو سیہویہ کے وزن پر راہویہ پڑھتے ہیں۔

ولادت:

ابن راہویہ بروایت صحیح ۱۱۶ھ میں پیدا ہوئے، ۱۶۶ھ اور ۱۶۳ھ کی روایتیں بھی ملتی ہیں۔^②

خاندان و وطن:

ان کا وطن خراسان کا مشہور شہر مرو تھا لیکن انھوں نے نیشاپور میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی،^③ اس لیے مروزی اور نیشاپوری کہلاتے تھے، تمیمی اور حنظلی کی نسبتوں سے ان کا عربی النسل ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

مشائخِ کرام:

ان کے مشہور مشائخ کے نام یہ ہیں:

ابو اسامہ، ابو بکر، بن عیاش، ابو معاویہ، اسباط بن محمد، اسماعیل بن علیہ، بشر بن مفضل، بقیہ بن ولید، جریر بن عبد الحمید

① تاریخ بغداد ۶/۳۴۷، ۳۴۸۔ تاریخ ابن عساکر ۲/۴۰۹، ۴۱۰۔ طبقات الشافعیہ ۱/۲۳۳۔ تاریخ ابن خلکان ۱/۱۱۳۔ التہذیب ۱/۲۱۶۔

② سیر أعلام النبلاء ۱۱/۳۵۸، کتاب الأنساب ۶/۵۶، تذکرۃ الحفاظ ۲/۴۳۳۔ التاريخ الكبير ۱/۳۷۹۔ التاريخ الصغير ۱/۳۶۸۔ الجرح والتعديل ۲/۲۰۹۔ حلیۃ الأولیاء ۹/۲۳۴۔ الفہرست ص ۲۸۶۔ تہذیب الکمال ورقہ ۸۰۔ الوافی بالوفیات ۶/۳۸۶۔ النجوم الزاہرة ۲/۲۹۰۔ طبقات الحفاظ ص ۱۸۸۔ طبقات المفسرین ۱/۱۰۲۔ الرسالة المستطرفة، ص: ۶۵۔

③ الانتقاء لابن عبد البر، ص: ۱۰۸۔

رازی، حاتم بن اسمعیل، حفص بن غیاث، سفیان بن عیینہ، سلیمان بن نافع عبدی، سوید بن عبد العزیز، شعیب بن اسحاق، عبد الرحمن بن مہدی، عبد الرزاق بن ہمام، عبد العزیز در اوردی، عبد اللہ بن مبارک، عبد اللہ بن وہب، عبدہ بن سلیمان، عبد الوہاب ثقفی، عتاب بن بشیر جزری، عمر بن ہارون، عیسیٰ بن یونس، غندر، فضیل بن عیاض، محمد بن بکر برسانی، محمد بن سلمہ حرانی، معاذ بن ہشام، معتمر بن سلیمان، نصر بن شمیل، وکیع بن جراح، ولید بن مسلم اور یحییٰ بن قاضح وغیرہ۔
امام اسحاق کے تلامذہ:

امام اسحاق ابن راہویہ کے تلامذہ کے مختلف طبقات ہیں۔ (۱)..... ان کے بعض اساتذہ بقیہ بن ولید، محمد بن یحییٰ ذہلی اور یحییٰ بن آدم وغیرہ۔ (۲)..... اور معاصرین میں احمد بن حنبل، اسحاق بن منصور کوج، محمد بن رافع اور یحییٰ بن معین۔ (۳)..... اور رشتہ داروں میں بیٹے محمد نے بھی استفادہ کیا ہے اور صحاح ستہ کے مصنفین میں امام ابن ماجہ کے علاوہ سب کو ان سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ بعض اور ممتاز تلامذہ اور منتسبین کے نام حسب ذیل ہیں:

ابراہیم بن ابی طالب، احمد بن سلمہ، اسحاق بن ابراہیم نیشاپوری، جعفر فریابی، حسن بن سفیان، زکریا سجری، ابوالعباس سراج، عبد اللہ بن عبد الرحمن داری، عبد اللہ بن محمد بن شیروہ، محمد بن فلاح، محمد بن نصر مروزی اور موسیٰ بن ہارون وغیرہ۔^①
طلب حدیث کے لیے سفر:

علامہ ابن عساکر اور حافظ ابن حجر نے آپ کے کثرت سفر (فطاف البلاد لطلب الحدیث) (حدیث کی طلب و تحصیل کے لیے مختلف شہروں میں پھرے) کہہ کر ذکر کیا ہے۔ اور خطیب نے لکھا ہے کہ حجاز، عراق، یمن اور شام وغیرہ مراکز حدیث کا سفر کیا اور بغداد میں کئی بار تشریف لائے، عراق کا سفر ۲۳ سال کی عمر میں ۱۸۴ھ میں کیا تھا۔^②
علم و فضل کا اعتراف:

اسحاق بن راہویہ بلند پایہ اہل علم میں تھے، معاصرین علما اور اساطین فن ان کے فضل و کمال اور علمی عظمت و بلند پایگی کے انتہائی معترف ہیں۔

امام احمد بن حنبل جو ان کے بڑے مداح اور قدرداں تھے، فرماتے ہیں: خراسان و عراق میں ان کا کوئی ہمسر نہیں، بغداد کے اس پل کو ان سے زیادہ عظیم و برتر کسی آدمی نے عبور نہیں کیا، گو بعض مسائل میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہے اور اہل علم کے درمیان تو اختلافات ہوا ہی کرتے ہیں، ایک مرتبہ اسحاق کے صاحبزادے محمد ان کی خدمت میں حصول علم کے

① تاریخ بغداد: ۶/ ۲۴۵ تا ۲۴۷۔ ابن عساکر: ۲/ ۴۱۰۔ طبقات الشافعیہ: ۱/ ۲۳۲ و ۲۳۳۔ التہذیب: ۳۱۷/۱

② تاریخ ابن عساکر: ۲/ ص ۴۰۹۔ التہذیب: ۱/ ۲۱۷۔ تاریخ بغداد: ۶/ ۳۴۵ تا ۳۴۷۔ طبقات الشافعیہ: ۲۳۳/۱

لیے حاضر ہوئے تو ارشاد ہوا کہ تمہارا اپنے والد سے وابستہ رہنا زیادہ مفید اور بہتر ہے ان سے زیادہ پُر عظمت آدمی تمہاری آنکھوں نے نہ دیکھا ہوگا۔

محمد اسلم کہتے ہیں کہ اگر امام ثوری زندہ ہوتے تو اسحاق کے علم و فضل سے بے نیاز نہیں رہتے۔

احمد بن سعید رباطی کا قول ہے کہ ابن عیینہ اور حماد بھی ان کے محتاج ہوتے۔

محمد بن یحییٰ صفار نے سنا تو کہا کہ اگر حسن بصری زندہ ہوتے تو اکثر چیزوں میں ان کو اسحاق کی جانب رجوع کرنا پڑتا۔

ابن خزیمہ کا بیان ہے کہ اگر وہ تابعین کے زمانہ میں ہوتے تو وہ لوگ بھی ان کے علم و فضل کے معترف ہوتے۔
نعیم بن حماد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی خراسانی اسحاق بن راہویہ کے علم و کمال میں کلام یا نکتہ چینی کرے تو اسے متم فی الدین سمجھو۔

امام ذہبی نے ”سیر اعلام النبلاء“ میں انھیں شیخ المشرق اور سید الحفاظ کہا ہے۔

سعید بن ذویب فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر اسحاق کے مانند میں نے کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

ابو یحییٰ شعرانی کا بیان ہے کہ علمی مذاکرہ کے وقت وہ یکتا اور یگانہ معلوم ہوتے تھے۔^①

یحییٰ بن یحییٰ کا بیان ہے کہ خراسان میں علم کے دو خزانے تھے: ایک محمد بن سلام بیکندی کے پاس، دوسرا اسحاق بن راہویہ کے پاس ہے۔

حسین بن منصور بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں یحییٰ اور اسحاق کے ہمراہ ایک شخص کی عیادت کرنے گیا، جب ہم لوگ اس کے گھر گئے، پاس پہنچے تو اسحاق پیچھے ہو گئے اور یحییٰ سے کہا: پہلے آپ داخل ہوں کیونکہ آپ ہم سے عمر میں بڑے ہیں، انہوں نے کہا: بے شک میں عمر میں بڑا ہوں لیکن علم و فضل میں آپ فائق ہیں، اس لیے پہلے آپ ہی چلیں۔
حافظ ابن عبد البر رقم طراز ہیں ”وہ جلیل القدر علمائے اسلام اور نامور محدثین و حفاظ علماء میں تھے۔“^②

شرف امامت:

اسحاق بن راہویہ کا شمار ان ائمہ میں ہوتا ہے جو صاحب مذہب، فقیہ و مجتہد تھے مگر اب ان کا فقہی اور اجتہادی مذہب مٹ چکا ہے لیکن ایک زمانہ میں یہ بھی مسلمانوں کا معمول بہ مسلک رہا ہے۔

امام احمد اور امام نسائی ان کے متعلق فرماتے ہیں: ”إِمَامٌ مِنْ أُمَّةِ الْمُسْلِمِينَ“ یعنی ”مسلمانوں کے ائمہ میں

① السیر للذہبی: ۱۱/۳۵۸.

② تاریخ بغداد: ۶/۳۴۹، ۵۰، ۵۱۔ تاریخ ابن عساکر: ۲/۴۱۰، ۱۱، ۱۲۔ تہذیب التہذیب: ۱/۲۶۸،

۲۱۹۔ طبقات الشافعیہ: ۱/۳۳۴، ۳۳۵۔ لانتقاء لابن عبد البر، ص: ۱۰۸.

سے ایک امام یہ بھی ہیں۔“

ایک مرتبہ امام احمد سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ مسلمانوں کے امام ہیں، ہمارے نزدیک شافعی، حمیدی اور اسحاق تینوں امام ہیں۔

محمد بن یحییٰ ذہلی کا بیان ہے کہ ایک دن بغداد کے مقام رصافہ میں ائمہ محدثین امام احمد اور یحییٰ بن معین وغیرہ جمع تھے لیکن مجلس صدارت پر اسحاق بن راہویہ رونق افروز تھے اور وہی اس مجلس کے خطیب بھی تھے۔

محمد بن نصر فرماتے ہیں: وہ ہمارے اور ہمارے مشائخ کے شیخ تھے۔

فضل شعرانی کہتے ہیں: وہ بلاشک و شبہ خراسان کے امام تھے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: ”أَحَدُ الْأَعْلَامِ وَعُلَمَاءِ الْإِسْلَامِ.“

علامہ ابن سبکی تحریر فرماتے ہیں: ”أَحَدُ أَيْمَةِ الدِّينِ وَأَعْلَامِ الْمُسْلِمِينَ وَهُدَاةَ الْمُؤْمِنِينَ.“ دوسرے

مورخین نے بھی ان کو ”أَحَدُ أَيْمَةِ الْإِسْلَامِ أَحَدُ أَيْمَةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَلَمًا مِنْ أَعْلَامِ الدِّينِ.“ امام مشرق اور عالم نیشاپور وغیرہ لکھا ہے۔^①

علم حدیث میں کمال و امتیاز:

علم حدیث سے ان کو خاص تعلق تھا اور وہ اکابر محدثین اور نامور حفاظ میں شمار کیے جاتے ہیں، خلیلی کا بیان ہے کہ وہ ”شہنشاہ حدیث تھے“ حدیثوں کے نشر و اشاعت، درس و مذاکرہ، حفظ و ضبط اور حزم و احتیاط کے لیے ان کی ذات بڑی اہمیت اور شہرت رکھتی ہے، ذیل میں ان کی چند خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حفظ و ضبط:

اسحاق بن راہویہ کا حافظہ غیر معمولی اور یادداشت حیرت انگیز تھی، ابن حبان، خطیب بغدادی اور ابن عساکر وغیرہ نے حافظہ میں ان کی جامعیت کا اعتراف کیا ہے، امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں کہ اگر اسحاق تابعین کے عہد میں ہوتے تو وہ لوگ بھی ان کے حافظہ کے معترف ہوتے۔

قتیبہ بن سعید کا بیان ہے کہ خراسان کے نامور حفاظ میں اسحاق بن راہویہ اور ان کے بعد امام دارمی اور امام بخاری تھے۔

ابو یحییٰ شعرانی کہتے ہیں کہ میں نے ان کے ہاتھ میں کبھی کتاب نہیں دیکھی وہ ہمیشہ یادداشت سے حدیثیں بیان

① حوالہ مذکورہ اختلاف صفحات و تاریخ ابن خلکان: ۱/۱۱۲ - البدایہ: ۱۰/۳۱۷ - میزان الاعتدال: ۱/۸۶ - العبر

۱/۴۴۶ - مرآة الجنان: ۲/۱۲۱ و شذرات الذهب: ۲/۸۹.

کرتے تھے، ان کا خود بیان ہے کہ میں نے کبھی کوئی چیز قلمبند نہیں کی جب بھی مجھے کوئی حدیث بیان کی گئی میں نے اسے یاد کر لیا، میں نے کسی محدث سے کوئی حدیث کبھی دوبارہ بیان کرنے کے لیے نہیں کہا، یہ کہنے کے بعد انھوں نے پوچھا: کیا تم لوگوں کو اس پر تعجب ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں؟ یہ حیرت کی بات ہی ہے، انھوں نے کہا: جس چیز کو میں ایک مرتبہ سن لیتا ہوں وہ مجھے یاد ہو جاتی ہے، ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں ہر وقت میری نگاہ کے سامنے رہتی ہیں اور میں ان کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ وہ کتاب میں کس جگہ ہیں؟ ابوداؤد بخفاف کی روایت کے مطابق انھوں نے ایک لاکھ حدیثوں کے متعلق کہا کہ وہ میری نظر کے سامنے ہیں، میں ان کا تذکرہ کر سکتا ہوں۔ ایک دفعہ انھوں نے گیارہ ہزار حدیثیں زبانی املا کرائیں اور پھر جب دوبارہ کتاب سے ان کی قرأت کی تو ایک لفظ کی بھی کمی یا بیشی نہیں نکلی۔

احمد بن سلمہ کہتے ہیں کہ انھوں نے پوری مسند کا زبانی املا کرایا۔

ابوحاتم رازی نے ابوزرعہ سے اسحاق بن راہویہ کے حفظ اسانید و متون کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ ان سے بڑا کوئی حافظ حدیث نہیں دیکھا گیا۔

احمد بن سلمہ نے ابوحاتم کو بتایا کہ انھوں نے یادداشت سے اپنی تفسیر کا املا کرایا ہے تو ابوحاتم نے کہا کہ یہ اور زیادہ حیرت انگیز بات ہے کیوں کہ مسند حدیثوں کا ضبط تفسیر کے اسناد و الفاظ کے ضبط کے مقابلہ میں آسان ہے۔

امیر خراسان عبداللہ بن طاہر نے ایک مرتبہ ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا، انھوں نے فرمایا کہ اس کے متعلق سنت یہ ہے اور یہی اہل سنت کا قول ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ کی رائے اس سے مختلف ہے، ابراہیم بن ابی صالح وہاں موجود تھے۔ بولے: امیر المؤمنین اسحاق غلط کہتے ہیں، امام ابوحنیفہ کا مسلک اس سے مختلف نہیں ہے، انھوں نے جواب دیا کہ مجھ کو یہ مسئلہ یاد ہے، فلاں کتاب کا فلاں جز لائیے، کتاب لائی گئی اور ابن طاہر نے اس کو الٹنا شروع کیا تو امام اسحاق نے کہا: امیر المؤمنین! گیارہویں ورق کی نویں سطر میں ملاحظہ فرمائیے، چنانچہ اس کے اندر وہ مسئلہ امام اسحاق کے بیان کے عین مطابق نکلا، امیر نے کہا: ہم کو معلوم تھا کہ آپ کو مسائل ازبر ہیں، لیکن حافظہ کا یہ مشاہدہ ہمارے لیے یقیناً حیرت انگیز ہے۔^①

ثقافت:

اس غیر معمولی حفظ کے ساتھ اسی درجہ کی ثقافت بھی تھی، ابوحاتم فرماتے ہیں کہ کثیر الحفظ ہونے کے باوجود امام اسحاق کا ضبط و اتقان اور غلطیوں سے محفوظ و مصون رہنا حیرت انگیز ہے۔
خطیب بغدادی وغیرہ لکھتے ہیں کہ وہ حفظ و ثقافت دونوں کے جامع تھے۔

① تاریخ بغداد: ۶/۳۵۰ تا ۳۵۴۔ تاریخ ابن عساکر: ۲/۴۱۳ و ۴۱۴۔ طبقات الشافعیہ: ۱/۲۳۴، ۲۳۵۔

تہذیب التہذیب: ۱/۲۱۷۔ میزان الاعتدال: ۱/۱۸۷۔ ابن خلکان: ۱/۱۱۳۔

علامہ ذہبی نے ان کو ثقہ و حجت بتایا ہے۔

ابن حبان نے ان کا ثقاہت میں ذکر کیا ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ و مامون تھے۔

امام دارمی کا بیان ہے کہ اسحاق اپنے صدق کی وجہ سے اہل مغرب و مشرق کے سردار بن گئے تھے۔

امام احمد کو ان کے صدق و ثقاہت پر اتنا اعتماد تھا کہ ایک دفعہ انھوں نے ان سے کوئی حدیث پوچھی، جب امام اسحاق نے اسے بیان کیا تو ایک شخص نے اعتراضاً کہا کہ وکیع نے یہی روایت اس سے مختلف طریقہ پر بیان کی ہے، امام احمد نے برا فروختہ ہو کر کہا: خاموش رہو، جب ابو یعقوب امیر المؤمنین فی الحدیث کوئی روایت بیان کریں تو اسے بلا تامل قبول کر لینا چاہیے۔^①

حزم و احتیاط:

اس حفظ کے ساتھ اتنے محتاط تھے کہ بچپن میں انھوں نے عبد اللہ بن مبارک سے حدیثیں سنی تھیں مگر ان کو روایت نہیں کرتے تھے کہ احتیاط کے خلاف ہے۔^②

حفاظت و اشاعت حدیث:

ان کی ذات سے حدیث نبوی کی بڑی اشاعت اور سنت نبوی کا بڑا احیا ہوا، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ”اسحاق بن راہویہ نے سنتوں کا دفاع اور مخالفین حدیث کا قلع مٹع کیا۔“

وہب بن جریر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ اسحاق، صدقہ اور بیمر کو ان کی اسلامی خدمات کا صلہ عطا فرمائے، ان لوگوں نے مشرق کی سر زمین میں حدیثوں کی اشاعت اور سنت نبوی کا احیا کیا۔

فقہ و اجتہاد:

حدیث کی طرح فقہ و اجتہاد کے بھی ماہر تھے، ابو اسحاق شیرازی، حاکم صاحب مستدرک اور خطیب نے ان کو فقہ و اجتہاد میں جامع اور اکابر فقہاء میں شمار کیا ہے، حافظ ابن کثیر نے ”احد المجتہدین من الانام“ اور ابن حبان نے نامور و ممتاز فقہاء میں ان کا شمار کیا ہے، ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل سے ان کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ اسحاق کے مانند کون ہو سکتا ہے، ایسے ہی لوگوں سے مسائل دریافت کرنا چاہیے، ہم لوگ بھی ان سے فتوے پوچھتے ہیں۔^③

① تاریخ بغداد: ۶/۳۵۰، ۳۵۳۔ تاریخ ابن عساکر: ۲/۴۱۲، ۴۱۳۔ طبقات الشافعیہ: ۱/۲۳۴۔ التہذیب: ۲۱۷/۱۔

② تاریخ بغداد: ۶/۳۴۵۔ تاریخ ابن عساکر: ۲/۴۱۰۔

③ تاریخ بغداد: ۶/۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱۔ تاریخ ابن عساکر: ۲/۴۱۱، ۴۱۲۔ البدایہ والنہایہ: ۱۰/۳۱۷۔

غرض فقہی حیثیت سے بھی ان کا پایہ بہت بلند تھا اور وہ مسلمہ امام اور صاحب مذہب فقہا میں ہیں اور متعدد علمائے ان کا محدث کے بجائے فقیہ و مجتہد ہی کی حیثیت سے ذکر کیا ہے، کتب خلاف میں ان کے اقوال و فتاویٰ اور فقہی و اجتہادی تخریجات موجود ہیں، امام ترمذی نے اپنی ”سنن“ میں اور ابن رشد مالکی نے اپنی کتاب ”بداية المجتهد“ میں اکثر امام احمد کے ساتھ اسحاق کے اقوال بھی نقل کیے ہیں، ایک زمانہ تک مسلمانوں میں اسحاق کا مذہب رائج رہا۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ”محمد بن اسحاق امام الائمہ کے لقب سے موسوم کیے جاتے تھے، ان کے متبعین ان کے مذہب کی پیروی کرتے تھے، وہ مقلد کے بجائے خود امام مستقل اور صاحب مذہب تھے، بیہقی نے یحییٰ بن محمد عنبري کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اصحاب حدیث کے پانچ طبقے ہیں: (۱) مالکیہ۔ (۲) شافعیہ۔ (۳) حنبلیہ۔ (۴) راہویہ اور (۵) خرمیہ۔ (اعلام الموقعین، ص: ۳۶۲)

فقہی اصول اور بنیادیں:

فقہ و حدیث میں امام احمد بن حنبل اور اسحاق کا نام ساتھ لیا جاتا ہے، دونوں بزرگوں کی فقہ و اجتہاد کا دار و مدار حدیث پر ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ ”الانصاف“ میں لکھا ہے کہ ان کے مسائل کی بنیاد احادیث اور اقوال صحابہ پر زیادہ ہے۔

ابوحاتم سے پوچھا گیا کہ آپ کا میلان ان دونوں کی جانب زیادہ ہے، فرمایا: مجھے ان سے زیادہ پر عظمت شخص نظر نہیں آتا، ان دونوں نے احادیث قلمبند کیں، ان کا مذاکرہ کیا اور ان پر تصنیفات کیں۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ”و فرغ علی السنن“ یعنی ان کی فقہی تفریحات سنن و احادیث پر مبنی ہوتی ہیں لیکن امام احمد کے برخلاف ان کا میلان، امام مالک کی طرف زیادہ ہے جن کا اصل ماخذ اہل مدینہ کے اقوال ہوتے ہیں اور امام احمد زیادہ تر آثار و روایات پر اعتماد کرتے ہیں۔

فقہ و اجتہاد میں ان کے کمال کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے امام شافعی جیسے عظیم المرتبت امام و مجتہد سے دو مرتبہ مناظرہ کیا۔

اور صالح بن احمد روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مناظرہ کے موقع پر میرے والد بھی موجود تھے، ان کا بیان ہے کہ اسحاق امام شافعی کے مقابلہ میں غالب نظر آ رہے تھے۔^①

عقیدہ و کلام:

اسحاق بن راہویہ اتباع سنت اور طریقہ سلف کی پیروی میں نہایت متشدد تھے، اس لیے کلام و عقائد کے غیر ضروری مسائل میں بحث و تفتیح اور غور و خوض ناپسند کرتے تھے، ان کے زمانہ میں خلق قرآن کا معرکہ الآراء مسئلہ پیش آیا، وہ

① تاریخ ابن عساکر: ۲/۴۱۱، ۴۱۲۔ تہذیب التہذیب: ۱/۲۱۹۔ تاریخ بغداد: ۶/۳۵۱۔

بھی قرآن کو اللہ تعالیٰ کا کلام اور غیر مخلوق سمجھتے تھے، احمد بن سعید رباطی کا شعر ہے:

لم يجعل القرآن خلقا كما قد قاله زنديق ناق^①
 ”اسحاق بن راہویہ نے فاسق اور زندق شخص کی طرح قرآن کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق قرار نہیں دیا۔“

زہد و ورع:

امام ابن راہویہ کے زہد و ورع کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ وہ حدیث و فقہ اور حفظ و صدق کی طرح ورع و تقویٰ کے بھی جامع تھے، محمد بن اسلم طوسی نے ان کی وفات کے وقت فرمایا ”میں نے ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّمَّا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (الفاطر: ۲۸) یعنی ”اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔“^②

وفات:

مشہور روایت کے مطابق انھوں نے ۷۷ سال کی عمر میں بروز یکشنبہ ۱۳ یا ۱۵ شعبان ۲۳۸ھ کو انتقال کیا، ۲۳۷ھ بھی روایت کی گئی ہے، ایک شاعر کا مرثیہ کا شعر ہے:

يا هدة ما هدنا ليلة الاحد في نصف شعبان لا تنسى مدى الابد
 ”جس سانچہ عظیم سے ہم لوگ اتوار کی رات میں ۱۵ شعبان کو دو چار ہوئے، اس کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔“^③

اولاد:

آپ کی اولاد میں تین صاحبزادوں کا نام ضمناً ملتا ہے۔ (۱)..... ابو الحسن علی، (۲)..... محمد، (۳)..... یعقوب۔^④

تصانیف:

علمائے طبقات و تراجم نے ان کو صاحب تصانیف کثیرہ لکھا ہے، مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب ضائع ہو گئیں جن تصنیفات کے نام معلوم ہو سکے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) کتاب السنن فی الفقہ^⑤:..... اس کے نام سے موضوع ظاہر ہے۔

(۲) کتاب التفسیر:..... علامہ سیوطی نے عہد تابعین کے بعد کی جن تفسیروں کو اہم اور اقوال صحابہ و تابعین کی جامع

① تاریخ ابن عساکر: ۲/ ۲۱۲۔ طبقات الشافعیہ: ۱/ ۲۲۵۔

② تاریخ بغداد: ۶/ ۳۴۵۔ تاریخ ابن عساکر: ۲/ ۴۱۲۔

③ تاریخ بغداد: ۶/ ۳۵۵۔ تاریخ ابن عساکر: ۲/ ۴۱۴۔

④ تاریخ بغداد: ۶/ ۳۴۷۔ تاریخ ابن عساکر: ۲/ ۲۱۰۔ طبقات الشافعیہ: ۱/ ۲۳۳۔

⑤ الفہرست، ص: ۳۲۱۔

قرار دیا ہے ان میں سفیان بن عیینہ اور کعب بن جراح وغیرہ کی تفسیروں کے ساتھ اس کا بھی ذکر کیا ہے۔^① اس کو وہ خود باقاعدہ مرتب و مکمل بھی کر چکے تھے اور اس کا الما بھی کرایا تھا۔

(۳) مسند:..... یہ ان کی سب سے اہم اور مشہور تصنیف اور ۶ جلدوں پر مشتمل ہے،^② حاکم نیشاپوری نے دوسرے دور کی مسانید میں امام احمد کی مسند کے ساتھ اس کا نام بھی شمار کیا گیا ہے۔^③ اس کی ترتیب و تکمیل سے بھی وہ اپنی زندگی میں فارغ ہو چکے تھے اور اپنے شاگردوں کو زبانی اور پڑھ کر اس کا الما بھی کرایا تھا، علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

”واسحاق یخرج امثل ماورد عن ذالك الصحابي فيما ذكره الرازي.“^④

”ابوزرعہ رازی کا بیان ہے کہ اسحاق ان ہی روایتوں کی تخریج کرتے تھے جو اس صحابی کی سب سے بہتر اور اچھی روایت ہوتی تھی۔“

اس مسند کا ایک قلمی نسخہ علامہ سیوطی کے قلم کا لکھا ہوا جرمنی کے کتب خانہ میں موجود ہے، علامہ ذہبی نے اس کے رجال کے نقد میں ایک مستقل کتاب لکھی تھی، اس کو بھی سیوطی نے اس نسخہ کے حاشیے میں درج کیا ہے۔^⑤ صحیح بخاری سے قبل لکھی گئی کتب احادیث میں مؤطا امام مالک، مسند ابی داؤد الطیالسی اور مسند حمیدی کے بعد مسند اسحاق بن راہویہ کا مرتبہ ہے اور اس کے بعد پھر مسند احمد ہے۔ اس میں موضوع اور واہمی سند سے کوئی روایت نہیں ہے صرف صحیح، حسن اور ضعیف روایات ہیں۔ یہ مسند سوائے جلد ششم کے مور زمانہ کے ساتھ ضائع ہو گئی۔ ابن حجر نے اس کی چھ جلدوں کا تذکرہ کیا ہے۔^⑥

محمفوظ مخطوط کا آغاز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات سے ہوتا ہے اور آخر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات ہیں۔^⑦ یہ چھٹی جلد ہے، اس مطبوعہ جزء میں روایات کی تعداد (۹۸۰) ہے۔ صرف مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تعداد احادیث

۵۳۳ ہے۔

① الانقان: ۱۹۰/۲.

② تاریخ ابن خلکان ۱/۱۱۳.

③ المدخل فی اصول الحدیث ص ۴.

④ تدریب الراوی ص ۵۷.

⑤ مقدمہ تحفة الاحوذی ص ۱۶۵.

⑥ المطالب العالیہ لابن حجر: ۱/۳، تذکرہ ذیل: ۳۳۴.

⑦ تذکرہ: ۲/۷۰۵۔ العبر: ۲/۱۲۹.

(مسند اسحاق بن راہویہ) الدكتور عبد الغفور بن عبد الحق البلوشی کی تحقیق کے ساتھ پانچ اجزاء (۳ جلدوں) میں سے مکتبۃ الایمان، المدینۃ المنورہ سے ۱۹۹۱ء بمطابق ۱۴۱۲ھ میں چھپی۔
(مسند اسحاق بن راہویہ، مسند ابن عباس) محمد مختار ضرار المفتی کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں دارالکتب العربی، بیروت، لبنان، سے ۲۰۰۲ء بمطابق ۱۴۲۳ھ میں چھپی۔

راقم الحروف

حافظ حامد محمد انصاری

رفیق ادارہ انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

لاہور، پاکستان



کتاب العلم

علم کی اہمیت و فضیلت کا بیان

[۳۱۷/۱]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”علم قبض کر لیا جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے اور ”ہرج“ بہت ہو جائے گا۔“ ہم نے آپ سے عرض کیا: ”ہرج“ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قتل“ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ”علم قبض کر لیا جائے گا۔“ سنا تو فرمایا: ”علم کا چلے جانا، اس سے یہ مراد نہیں کہ اسے لوگوں کے سینوں سے نکال دیا جائے گا، بلکہ علم کا ختم ہو جانا علماء کے ختم ہو جانے کی وجہ سے ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتْنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ، فَقُلْنَا لَهُ: وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: الْقَتْلُ، فَلَمَّا سَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَوْلَهُ يُقْبَضُ يَأْتِرُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ ذَهَابَ الْعِلْمِ أَنْ يُنَزَعَ مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ، وَلَكِنْ ذَهَابَ الْعِلْمِ ذَهَابَ الْعُلَمَاءِ. ①

[۳۱۸/۲]..... أَخْبَرَنَا الْمَلَائِيُّ.....

جعفر نے اس اسناد سے اسی کی مثل روایت کیا ہے، اور انہوں نے کہا: ”فناء العلماء“ (علماء کا ختم ہو جانا)۔

عَنْ جَعْفَرٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ: فَنَاءُ الْعُلَمَاءِ. ②

① بخاری، کتاب العلم، باب من اجاب الفتيا باشارة الخ، رقم: ۸۵۔ مسلم، کتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه الخ، رقم: ۱۵۷۔ سنن ابوداود، رقم: ۴۲۵۵۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۴۰۴۷۔ مسند احمد: ۲/۲۶۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۷۱۷۔ ② تقدم تخريجه: ۳۱۷۔

..... مذکورہ حدیث میں قیامت کی چند نشانیوں کا تذکرہ ہے۔

(۱) علم قبض کر لیا جائے گا جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ علماء کے ختم ہونے سے علم ختم ہو جائے

گا۔ (دیکھئے حدیث: ۳۱۸)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ لوگوں سے چھین کر علم کو قبض نہیں کرتا، بلکہ علماء کو فوت کر کے علم کو اٹھاتا ہے حتیٰ کہ (قریب قیامت) کوئی بھی عالم نہیں بچے گا۔ یہاں تک کہ لوگ جہلاء کو علماء سمجھیں گے جو بغیر علم کے فتوے دیں گے۔ وہ خود گمراہ ہوں گے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔“ (مسلم، کتاب العلم، رقم: ۶۷۹۶)

(۲) فتنے ظاہر ہوں گے، فتنے سے مراد ہر ایک آزمائش ہے۔ دینی ہو یا دنیاوی، بعض اوقات بیوی، بچے

بھی فتنہ بن جاتے ہیں۔ اور اللہ ذوالجلال نے ان کے فتنے سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (التغابن: ۱۵)..... ”بلاشبہ تمہاری دولت اور تمہاری اولاد ایک آزمائش ہے۔“

کبھی فتنہ عذاب کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ﴾..... اس آیت مبارکہ میں فتنے سے مراد گناہ ہے جس کی سزا عام ہوتی ہے مثلاً بری بات دیکھ کر خاموش رہنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سستی، پھوٹ و نا اتفاقی، بدعت کا پھیلنا اور جہاد میں سستی وغیرہ۔

معلوم ہوا علامات قیامت میں سے قتل کی کثرت بھی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے، یہ دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی۔ جب تک لوگوں پر یہ دن نہ آجائے کہ قاتل کو پتہ نہ ہو کہ اس نے کیوں قتل کیا ہے؟ اور مقتول کو بھی پتہ نہ ہو کہ اسے کیوں قتل کیا گیا ہے؟ (مسلم،

رقم: ۲۹۰۸)

[۳۳۲/۳]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي أَبُو هَانَءٍ حَمِيدُ بْنُ هَانَءٍ، عَنْ أَبِي عَثْمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ لوگ تمہیں ایسی ایسی احادیث سنائیں گے جنہیں تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے آباء و اجداد نے، پس تم ان لوگوں اور ان روایات سے اجتناب کرنا۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُحَدِّثُكُمْ نَاسٌ بِأَحَادِيثَ لَمْ تَسْمَعُوهَا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ قَبْلَ يَأْتِيكُمْ وَإِيَاهُمْ. ①

① مسلم، باب النهی عن الروایة الخ، رقم: ۶۔ مسند احمد: ۲ / ۳۲۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۷۶۶۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کوئی بھی حدیث ہو اس کو اچھی طرح جانچ لینا چاہیے، بے سند اور موضوع روایات کے بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ نبی معظم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .)) ”جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنا لے۔“ (دیکھئے تفصیل کے لیے حدیث و شرح: ۲۶۳)

محدثین، محققین کا ہم پر احسانِ عظیم ہے کہ ان لوگوں نے جہاں احادیث کی صحت و ضعف کو واضح کیا، وہاں تحقیق کے اصول و ضوابط بھی وضع کیے اور بعد والوں کے لیے آسانی پیدا کی۔ رحمہم اللہ علیہم اجمعین

[۳۳۳/۴]..... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ شَيْخِ، سَمَاءُ.....

عَنْ كَعْبِ قَالَ: سَيِّئَتِي قَوْمٌ يَزِينُونَ كَعْبُ نے بیان کیا: کچھ ایسے لوگ آئیں گے کہ وہ اپنی باتوں کو جھوٹ کے ساتھ مزین کریں گے انہیں اصحاب الاالواح کہا جائے گا، لولو موتی کو جوہر سے علیحدہ کیا جائے گا۔

[۳۳۴/۵]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِي، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي عُمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ اسْتَشَارَهُ أَخُوهُ الْمُسْلِمُ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِغَيْرِ رُشْدٍ فَقَدْ خَانَهُ، وَمَنْ أَفْتَى فُتْيَا بِغَيْرِ تَبْتُّتٍ فَإِنَّ إِثْمَهَا عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میرے حوالے سے ایسی بات کی جو میں نے نہ کہی ہو تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنا لے، جس سے اس کا مسلمان بھائی مشورہ طلب کرے اور وہ اسے صحیح مشورہ نہ دے تو اس نے اس سے خیانت کی اور جس نے بلا تحقیق کوئی فتویٰ دیا تو اس کا گناہ اس فتویٰ دینے والے پر ہے۔“

نوٹ: (۱) رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا کبیرہ گناہ ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے شرح حدیث: ۱۶۳)

(۲) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مشورہ ایک امانت ہے جس سے مشورہ طلب کیا جائے اس کو امانتداری کے ساتھ

مشورہ دینا چاہیے۔

ایک حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی معظم ﷺ نے ابوالہیثم سے فرمایا: ”تمہارے پاس

کوئی خادم ہے۔“ انہوں نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب ہمارے پاس کوئی قیدی آجائیں تو ہمارے پاس آجانا“ (اس کے بعد) نبی معظم ﷺ کے پاس دو قیدی لائے گئے۔ ابواہیشم آپ ﷺ کے پاس آئے تو ان سے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”ان دونوں میں سے چن لو“ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ میرے لیے چن دیجئے، نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانتدار ہوتا ہے۔ اس (غلام) کو لے لو، میں نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔“ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۱۶۴۱۔ ادب المفرد، رقم: ۲۵۶)

معلوم ہوا جس سے مشورہ طلب کیا جائے اس کو صحیح مشورہ دینا چاہیے اور ایسا مشورہ دینا چاہیے جو اس کی دنیا و آخرت کے لیے بہتر ہو۔ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے صحابہ سے مشاورت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿وَأَمْرُهُمْ فِی الْأُمُورِ﴾ (ال عمران: ۱۵۹) ”آپ ان سے معاملات میں مشورہ کیا کریں۔“

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ: ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ (الشوری: ۳۸) ”ان کا (ہر) کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔“

[۳۳۵/۶]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ ضَرَّارِ بْنِ مَرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ.....
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَنْ أَفْتَىٰ فُتْيًا سَيَدْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَفْسًا لَمْ يَكُنْ يَدْرِي مَا يَفْتِي بِهَا، فَالْتَمَسْنَا مِنْهُمُ الْفَتْوَىٰ دِيَارًا يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ، فَانْتَمَا إِلَيْهَا عَلَيْهِ. ①
اس کا گناہ اس فتویٰ دینے والے پر ہے۔

فوائد:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا فتویٰ دینے میں احتیاط کرنی چاہیے اگر کسی سے مسئلہ پوچھا جائے اور وہ بغیر علم کے غلط فتویٰ دے دے۔ انجان آدمی اس کے فتویٰ پر عمل کر لے تو اس غلط عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے کو ہوگا۔ علماء ماہرین نے فرمایا ہے کہ ”لا ادری“ (یعنی میں نہیں جانتا) یہ کہہ دینا بھی علم کی بات ہے یا نصف علم ہے، جبکہ آخرت کی مسؤلیت بڑی سخت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: فتویٰ دینا اقلیم علم کی حقیقی بادشاہت ہے اور علم کے بغیر فتویٰ دینا انتہائی قابلِ مذمت اور لائقِ نفرت ہے۔ (فتح الباری: ۱/۲۳۶)

علامہ ابن خلدہ نے امام ربیع کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: اے ربیع! آپ لوگوں کو فتویٰ دیتے ہیں آپ کے پیش نظر سائل کو سہولت دینا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ آپ کو اپنی نجات کی فکر ہونی چاہیے۔ کہ میں اس مسئلہ کے بھنور سے کیسے خلاصی حاصل کروں۔ (الفقیہ والمتفقہ: ۲/۳۵۷)

① سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب التوقی فی الفتیا، رقم: ۳۶۵۷۔ قال الشيخ الالبانی: حسن۔ سنن دارمی، رقم: ۱۵۹۔

[۳۸۳/۷] وَبِهَذَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَأَنْ أَصْبِرَ مَعَ قَوْمٍ يَدْعُونَ اللَّهَ وَيَذْكُرُونَهُ مِنْ صَلَاةِ الْعَدَاةِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَرْبَعِ مُحَرَّرِينَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ أَوْ مِنْ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ مِثْلَهُمْ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ جو نماز فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک اللہ سے دعا کرتے اور اس کا ذکر کرتے ہیں، بیٹھنا اولاد اسماعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے، یا عصر سے غروب آفتاب تک، کہ میں ان کے مثل آزاد کروں۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر سے لے کر سورج نکلنے تک اور نماز عصر سے لے کر غروب آفتاب تک کا وقت ذکر الہی کے لیے فائدہ مند ہے۔ اور قرآن مجید میں اس دوران بہت زیادہ ذکر کی ترغیب آئی ہے۔ جیسا کہ فرمان الہی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۖ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ (الاحزاب: ۴۱-۴۲) ”مسلمانوں اللہ کا بہت زیادہ ذکر کیا کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کیا کرو۔“ اور فرمایا: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾ (ق: ۳۹) ”طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے قبل اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کیجئے۔“ ﴿فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ﴾ (الروم: ۱۷) ”اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو جب شام کرتے ہو اور جب صبح کرتے ہو۔“

[۴۱۶/۸] أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ حِينَ ذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ، وَأَنْكَرَهُ بَعْضُهُمْ فَقَالَ: يَمْنَعُنَا هَؤُلَاءِ الْاِثْنَانُ أَنْ نَتْرُكَ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحَدِّثَ بِهِ، كُلَّمَا جَهَلْنَا مَعْنَى حَدِيثٍ تَرَكْنَاهُ؟ لَا، بَلْ نُرْوِيهِ كَمَا سَمِعْنَاهُ، وَنُلْزِمُ الْجَهْلَ أَنْفُسَنَا. ②

سفیان بن عبد الملک نے بیان کیا، ابن المبارک رضی اللہ عنہ نے جس وقت یہ حدیث ذکر کی اور ان میں سے بعض نے اس کا انکار کیا تو انہوں نے کہا: یہ بے لوگ ہمیں روک دیں گے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث چھوڑ دیں اور ہم اسے بیان نہ کریں، جس حدیث کا معنی ہمیں معلوم نہیں ہوگا تو ہم اسے چھوڑ دیں گے؟ نہیں بلکہ ہم اسے روایت کریں گے جس طرح ہم نے سنا ہے اور لاعلمی کا اپنی جانوں کو الزام دیں گے۔

① سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب فی القصص، رقم: ۳۶۶۷۔ قال الشيخ الالبانی حسن.

② رواه المروزی فی تعظیم قدر الصلاة، رقم: ۵۵۹، اسنادہ صحیح.

[۹/۴۲۳]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَخِيهِ عَبَادِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ.....

انہ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ! میں چار چیزوں، ایسے علم سے جو نفع مند نہ ہو، ایسے دل سے جو ڈرتا نہ ہو، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہوتا ہو اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جاتی ہو، تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

نوٹ:..... نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف موقعوں پر مختلف دعائیں کیا کرتے تھے اور امت کے لیے اس میں تعلیم بھی ہے کہ اس طرح دعا کیا کریں۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بہت سی دعائیں مذکور ہیں، انسان موقع محل کی مناسبت سے ان میں سے کوئی بھی دعا منتخب کر سکتا ہے۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا چار چیزوں سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ذوالجلال کی پناہ مانگتے: (۱)..... علم کی دو اقسام ہیں ایک علم نافع اور دوسرا غیر نافع۔

علم نافع:..... علم نافع وہ ہے جس سے انسان اپنے رب کا تقرب حاصل کرے اور اس کے دین کی معرفت اور حق کے راستہ میں بصیرت حاصل کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے: ((اللَّهُمَّ أَنْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا.)) (صحیح ترمذی، رقم: ۲۸۴۵) ”اے اللہ! تو مجھے جو علم نصیب فرمائے اس سے مجھے فائدہ پہنچا اور مجھے وہ علم دے جو مجھے فائدہ دے اور میرے علم میں اضافہ فرما۔“

غیر نافع:..... جیسا کہ اللہ ذوالجلال نے جادوگروں اور ہاروت ماروت کی سکھائی ہوئی باتوں کے پیچھے چلنے والوں کے متعلق فرمایا: ﴿وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ﴾ (البقرة: ۱۰۲) وہ ایسی چیز سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچاتی ہے اور انہیں فائدہ نہیں دیتی۔“

اسی طرح ناول، افسانے اور گندی باتیں ہیں۔ اس لیے آدمی کو صرف وہ علم سیکھنا چاہیے جو دنیا و آخرت کے لیے نفع دینے والا ہو۔ اور ایسے علم کی دعا کرتے رہنا چاہیے جیسا کہ حدیث میں ہے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے جب فارغ ہوتے تو فرماتے: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا)) ”اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم، پاک روزی اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔“ (صحیح ابن ماجہ، رقم: ۷۵۳)

① سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب فی الاستعاذة، رقم: ۱۵۴۸۔ سنن ترمذی، ابواب، رقم: ۳۴۸۲۔ سنن

نسائی، رقم: ۵۴۶۷۔

(۲)..... مذکورہ حدیث سے خشوع کی بھی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، کیونکہ جس دل میں خوف خدا نہیں وہ نیکیوں میں معاون یا گناہوں سے بچانے والا نہیں بن سکتا۔

(۳)..... سیر نہ ہونے والے نفس سے مراد دنیا کی دولت، شہرت اور منصب وغیرہ کا حریص نفس ہے۔

(۴)..... وہ دعا جو سنی نہ جائے یعنی قبول نہ ہو، مطلب یہ کہ میری دعائیں قبول فرمانا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعائیں دو طرح کی ہیں۔ ایک وہ جو اللہ ذوالجلال کے ہاں قبول ہوتی ہے۔ دوسری جو قبول نہیں ہوتی۔

[۴۳۵/۱۰]..... أَخْبَرَنَا كُثُومُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي سِدْرَةَ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ الْخُرَّاسَانِيُّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا،
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ جس کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ
خَيْرًا يَفْقَهُهُ فِي الدِّينِ. ① چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرمادیتا ہے۔“

ترجمہ:..... مذکورہ حدیث سے فقہت فی الدین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ فقہت سے مراد قرآن و حدیث کا فہم ہے نہ کہ اس سے مراد مروجہ اور مخصوص فقہ جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَضَرَ اللَّهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي وَحَفِظَهَا وَوَعَاَهَا وَأَدَّأَهَا فُرْبَّ حَامِلٍ فَقِيهِ غَيْرَ فَقِيهِ
وَرُبَّ حَامِلٍ فَقِيهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ)) (ترمذی: ۲۶۵۸۔ مسند احمد: ۱/ ۴۳۶)

”اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے اس شخص کو جس نے میری بات سنی، اس کو یاد کیا اور پھر اس کو آگے پہنچا دیا، کئی
حاملین فقہ غیر فقیہ ہوتے ہیں اور کئی حاملین فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ تک میری بات پہنچا دیتے ہیں۔“

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث کو فقہ کہا ہے۔ لیکن افسوس کے آج فقیہ اس کو کہا جاتا ہے جو قرآن و حدیث کی
نصوص سے انحراف کر کے صرف اقوال ائمہ اور ان پر مبنی تخریجات کا علم رکھتے ہوں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

[۴۹۸/۱۱]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خَالِدٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ

① بخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیراً یفقهہ فی الدین، رقم: ۷۱۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب النهی عن المسألة، رقم: ۱۰۳۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۶۴۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۲۰۔ مسند احمد: ۴/ ۹۲۔

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: النَّاسُ مَعَادِنُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَفَّهُوا. ①

نے فرمایا: ”لوگ خیر و شر میں کان کے مانند ہیں، پس ان میں سے جو جاہلیت میں بہتر تھے وہ ان میں سے اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں۔“

[۵۷۸/۱۲]..... قَالَ لَيْثٌ: أَنْتِ.....

وَقَالَ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ: وَنَزَلَتْ سُورَةُ الْأَنْعَامِ وَمَعَهَا زَجَلٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، قَدْ نَظَّمُوا السَّمَاءَ الدُّنْيَا إِلَى الْأَرْضِ، قَالَ: وَهِيَ مَكِّيَّةٌ غَيْرُ اثْنَتَيْنِ مِنْهَا: ﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ (الأنعام: ۱۵۱) الْآيَةَ وَالَّتِي تَلِيهَا. ②

شہر بن حوشب نے بیان کیا، سورہ الانعام نازل ہوئی جبکہ اس کے ساتھ فرشتوں کی بلند آواز تھی، انہوں نے آسمان دنیا زمین تک بھر رکھا تھا، فرمایا: وہ مکی سورت ہے، سوائے اس کی دو آیتوں آیت نمبر ۱۵۱ اور ۱۵۲ کے۔

[۵۸۰/۱۳]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا هَارُونُ النَّحْوِيُّ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَهَا: ﴿عَمَلٌ غَيْرٌ صَالِحٍ﴾ ③

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا، آپ نے اس (سورہ ہود کی آیت: ۴۶) ﴿عَمَلٌ غَيْرٌ صَالِحٍ﴾ کو اس طرح پڑھا: ﴿عَمَلٌ غَيْرٌ صَالِحٍ﴾ ”اس نے ایسے عمل نہیں کیے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی مختلف قراءات کا ثبوت ملتا ہے جیسے نبی کریم ﷺ نے پڑھا: ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرٌ صَالِحٍ﴾ یعنی عملِ ماضی غیر مفعول بہ یعنی منصوب۔ فعل ماضی میں اس کا ترجمہ یوں ہوگا: ”اس نے غیر صالح عمل کیے ہیں۔“ لیکن جمہور کی قراءت ہے: ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرٌ صَالِحٍ﴾ عمل: إِنَّ كِي خبر مرفوع اور غَيْرُ اس کی صفت ہے۔ یہ آیت سیدنا نوح علیہ السلام کے بیٹے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

[۵۸۲/۱۴]..... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ

① تقدم تخريجه: ۱۱۸.

② مستدرک حاکم: ۲ / ۳۴۴۔ اسنادہ ضعیف.

③ سنن ترمذی، ابواب القراءات باب سورہ ہود، رقم: ۲۹۳۲، ۲۹۳۱۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح.

شَهْرِ بْنِ حَوْشِبٍ قَالَ:

سَمِعْتُ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا..... (وَلَا يُبَالِي) إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ پڑھتے ہوئے سنا: (یعنی لفظ ”ولا يبالي“ پڑھتے ہوئے سنا)۔

[۵۸۳/۱۵]..... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنِ شَهْرِ بْنِ حَوْشِبٍ قَالَ:

سَمِعْتُ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا..... (وَلَا يُبَالِي) إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔

[۵۸۴/۱۶]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، حَدَّثَنَا هَارُونُ الْأَعْوَرُ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنِ شَهْرِ بْنِ حَوْشِبٍ:

عَنِ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَرَأَ: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا..... (وَلَا يُبَالِي) إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔

[۸۲۰/۱۷]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُوسٍ، عَنِ أَبِيهِ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيثَ فَقَطَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا إِذَا رَكَبْتُمْ كُلَّ صَعْبٍ سَيِّئٍ، فَاصْبِرُوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا..... (وَلَا يُبَالِي) إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔

① سنن ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب سورة الزمر، رقم: ۳۲۳۷۔ قال شعيب الارناؤوط: اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد: ۶/ ۴۶۱۔

② سنن ابوداؤد، کتاب الحروف والقراءات، رقم: ۳۹۸۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۹۳۱۔ مسند احمد: ۶/ ۴۵۹۔ سلسلہ صحیحہ: ۲۸۰۹۔

③ السابق۔

وَذُلُولٍ، فَهَهَاتَ. ①

نوٹ:..... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت ایسا تھا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم سن کر قبول کر لیتے کہ یہ حدیث رسول ہے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی معظم ﷺ کی زندگی میں چھوٹے تھے بعد میں صحابہ کرام سے احادیث سن کر کثیر الروایت بن گئے۔ لیکن فرماتے ہیں: جب سے لوگوں نے غلط روایات بیان کرنی شروع کر دیں ہم نے روایات کو سننا ہی چھوڑ دیا۔ مسلم شریف کے الفاظ ہیں: ((لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَا نَعْرِفُ.)) (مسلم مقدمہ) ”ہم لوگوں نے سننا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہیں۔“

[۸۸۳/۱۸]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَحْسِبُهُ رَفَعَهُ، قَالَ: سَيِّدَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ مَرْفُوعًا بَيَانًا كَرْتَهُ هِيَ، آيَةُ ﷺ فِي مَنْهُوْمَانَ، لَا يَقْضَى أَحَدُهُمَا هَمَّتَهُ، فَرَمَايَا: ”دو حریص ہیں، ان دونوں میں سے کسی ایک کی حرص ختم نہیں ہوتی: طلب علم میں حرص رکھنے والا، اس کی حرص ختم نہیں ہوتی، طلب مال میں حرص رکھنے والا اس کی حرص بھی ختم نہیں ہوتی۔“ ②

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا طالب علم اور طالب دنیا ان دونوں کی حرص ختم نہیں ہوتی، لیکن ان دونوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔ کیونکہ علم کا طالب اللہ کی رضامندی کے لیے آگے بڑھتا ہے اور دنیا کا لالچی سرکشی اور خود پسندی میں آگے بڑھتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو قسم کے لوگ کبھی سیر نہیں ہوتے: ایک صاحب علم اور دوسرا صاحب دنیا۔ اور نہ ہی وہ درجہ میں برابر ہو سکتے ہیں، کیونکہ صاحب علم رب رحمن کو راضی کرنے میں بہت آگے ہوتا ہے اور صاحب دنیا سرکشی میں بہت آگے نکلا ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے قرآن مجید کی درج ذیل آیات تلاوت کیں۔ ﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِكَفْرٍ ۖ أَن رَّأَاهُ اسْتَغْنَى ۚ﴾ (العلق: ۶، ۷) ”ہرگز نہیں بے شک آدمی سرکش بن جاتا ہے جب دیکھتا ہے کہ وہ دولت مند ہو گیا۔“

راوی کہتے ہیں اور مزید یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنَّمَا يَنْخَشِي اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (الفاطر: ۲۸) ”اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔“ (سنن دارمی، رقم: ۳۳۲)

① مسلم، المقدمة، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء الخ، رقم: ۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۷۔ مستدرک حاکم: ۱/۱۹۶۔ سنن دارمی، رقم: ۴۲۷۔

② سنن دارمی، رقم: ۳۳۴۔ قال حسين سليم اسد: اسنادہ صحیح إلى الحسن البصری صحیح الجامع الصغير، رقم: ۶۶۲۴۔ مستدرک حاکم: ۱/۱۶۹۔

علم کے اضافہ کے لیے دعا کا خود اللہ ذوالجلال نے حکم دیا ہے، ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ (طہ: ۱۱۶) انسان کی مال کی حرص کے متعلق۔ (مزید دیکھئے حدیث و شرح نمبر: ۹۳۳)

[۹۷۳/۱۹]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلَمِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا إِلَّا قَدْ عَلِمْتُ، وَلَا أَدْرِي: أَكَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ أَمْ لَا، وَلَا أَدْرِي أَنْ كَانَ يَقُولُ: ﴿قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتْيًا أَوْ عَسِيًّا﴾ (مریم: ۸) میں تیسری چیز بھول گیا ہوں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی طریقہ جاری کیا وہ مجھے معلوم ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ آپ ظہر و عصر میں قراءت کرتے تھے یا نہیں؟ اور مجھے معلوم نہیں کہ آپ یہ پڑھتے تھے ﴿قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتْيًا أَوْ عَسِيًّا﴾ (مریم: ۸) میں تیسری چیز بھول گیا ہوں۔

وَنَسِيتُ الثَّلَاثَةَ. ①

..... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ظہر اور عصر میں قراءت کے متعلق تردد تھا لیکن ظہر اور عصر میں قراءت کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے، جیسا کہ حضرت ابو عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نمازوں میں قراءت کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کرنے کو آپ لوگ کس طرح معلوم کر لیتے تھے؟ فرمایا: آپ کی داڑھی مبارک کے ہلنے سے۔ (بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۷۶۱)



① مسند احمد: ۱/ ۲۴۹، ۲۵۷۔ قال شعيب الارناؤوط: اسنادہ صحیح۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۸۰۸، ۸۰۹۔ سنن نسائی، رقم: ۳۵۸۱۔

کتاب الایمان

ایمان کا بیان

[۶/۲۰]..... أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثْتُ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْهُ أَوْ تَكَلَّمْ بِهِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ نے میری امت سے اس کے دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات سے، جب تک وہ انہیں عملی جامہ نہ پہنا لیں یا ان کے متعلق بات نہ کر لیں، درگزر فرمایا ہے۔“

[۷/۲۱]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا مَسْعَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ.....

عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مِثْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ. ②

زرارہ بن ابی اوفی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی مثل روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

[۸/۲۲]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْأَعْرَجِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثْتُ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْهُ أَوْ تَكَلَّمْ بِهِ. ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ نے میری امت کے دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات سے، جب تک وہ انہیں عملی جامہ نہ پہنا لیں یا ان کے متعلق بات نہ کر لیں، درگزر فرمایا ہے۔“

① البخاری، کتاب النکاح، باب الطلاق فی الاغلاق والکفر، رقم: ۵۲۶۹۔ سنن نسائی، رقم: ۳۴۳۳۔

② السابق.

③ السابق.

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ دل میں جو مختلف خیالات آتے رہتے ہیں، ان خیالات پر مواخذہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس میں انسان کا اختیار نہیں ہوتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يَكْفُرُ اللَّهُ نَفْسًا﴾ (البقرة: ۲۸۶) پھر یہ خیالات اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی اور اگر خیالات گندے کاموں کی طرف دعوت دیں تو ان خیالات کو 'وسوسوں' کہتے ہیں۔ اور اگر نیکی کی طرف دعوت دیں تو 'الہامات' ہیں۔ لیکن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب انسان گناہ کا عزم کرتا ہے اور مکمل کوشش کرتا ہے اور اس میں ناکام ہو جائے تو وہ عند اللہ مجرم ہوگا۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل آجائیں تو قاتل اور مقتول (دونوں) جہنم میں جائیں گے۔" عرض کیا گیا: یہ تو قاتل ہے (اس لیے مجرم ہے) مقتول (کو سزا ملنے) کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: "وہ بھی اپنے ساتھی کے قتل کی خواہش رکھتا تھا۔" (صحیح بخاری، رقم: ۷۰۸۳)

بعض اوقات انسان مجبوراً اپنی زبان سے ایسے کلمات کہتا ہے لیکن دل سے انکا اقرار نہیں کرتا تو ایسے انسان پر بھی مواخذہ نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (النحل: ۱۰۶) "جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔"

اسی طرح بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان کا اظہار زبان سے نہ بھی کیا جائے تو اس کی جزا سزا ملتی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے محبت کرنا، اللہ ذوالجلال کے شعار کا احترام کرنا ثواب ہے اور اسی طرح برے کام سے نفرت کرنا بھی ثواب ہے۔ ان کا تعلق دل سے ہی ہے اگر انسان اظہار نہ بھی کرے تو عند اللہ ماجور ہوگا۔

[۳۸۴/۲۳]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَفَلَا أَدَلُّكُمْ عَلَىٰ أَمْرٍ إِذَا أَتَيْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ قَالُوا: وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم جنت میں نہیں جاؤ گے حتیٰ کہ تم ایمان لے آؤ، اور تم ایمان دار نہیں بن سکتے حتیٰ کہ تم باہم محبت کرو، کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں جب تم وہ بجالاؤ تو تمہاری باہم محبت پیدا ہو جائے؟" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ کام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "آپس میں

① مسلم، کتاب الایمان، باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المومنون الخ، رقم: ۵۴۔ سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی افشاء السلام، رقم: ۵۱۹۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۶۸۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۶۸۔ مسند احمد: ۳۹۱/۲۔

سلام کو عام کرو۔“

نوٹ:..... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دخول جنت کے لیے ایمان شرط ہے، اگر ایمان نہ ہوگا تو جنت نصیب نہیں ہوگی۔

(۲)..... یہ بھی معلوم ہوا باہمی محبت ایمان کی تکمیل کا ذریعہ ہے لہذا وہ کام کرنے چاہیں جو ایمان کی تکمیل کا ذریعہ بنیں اور جن سے آپس میں محبت پیدا ہو۔ اور ان کاموں سے بچنا چاہیے جن کی وجہ سے آپس میں نفرت، حسد و بغض پیدا ہوتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آپس میں ہدیہ لیا دیا کرو، اس سے باہمی محبت پیدا ہوگی۔“ (ادب المفرد للبخاری، رقم: ۵۹۴)

(۳)..... مذکورہ بالا حدیث میں ایک دوسرے کو السلام علیکم کہنے کی بھی اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے آپس میں محبتیں پیدا ہوتی ہیں اگر آپس میں محبت ہوگی تو صحیح مسلمان بنیں گے۔ [۴۰۸/۲۴]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے امانت کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایمان و امانت لازم و ملزوم ہیں۔ اگر بندہ امانت دار نہیں تو یقیناً وہ ایمان سے محروم ہے جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ((لَا يَغْرُنَكَ صَلَاةُ رَجُلٍ وَلَا صِيَامُهُ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ صَلَّى وَلَكِنْ لَا دِينَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ.)) (شعب الایمان: ۳۳۶/۴)..... ”تمہیں کسی شخص کی نماز اور اس کا روزہ دھوکہ میں نہ ڈالے، جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے نماز پڑھے مگر اس کا کوئی دین نہیں جو امانت دار نہیں۔“

اسی طرح حدیث میں ہے کہ منافق کی تین علامتیں ہیں: ((إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اتُّمِّنَ خَانَ.))..... ”جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو اُس میں خیانت کرے۔“

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ((وَإِنْ صَلَّى وَصَامَ وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ.))..... ”اور اگرچہ نماز پڑھے، روزہ رکھے اور یہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے۔“ (تفصیل کے لیے دیکھئے شرح حدیث نمبر ۳۸۲)

اللہ ذوالجلال نے قرآن مجید میں مومنوں کی صفات کا تذکرہ فرمایا ہے، ان صفات میں امانتداری بھی ہے:

① مسند احمد: ۳/ ۱۳۵، ۱۵۴ قال شعيب الأرنؤوط: حسن- صحيح ابن حبان، رقم: ۱۹۴- صحيح الجامع الصغير، رقم: ۷۱۷۹- صحيح ترمذ و ترمذ، رقم: ۵۷۵.

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ﴾ (المؤمنون: ۸)..... ”اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرتے ہیں۔“

اگر دیکھا جائے تو پورے دین کی عمارت امانت پر قائم ہے۔ دین اللہ ذوالجلال نے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا فرمایا تو جبریل علیہ السلام کا لقب ہی الروح الامین قرار پایا۔ اور اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو بھی امین کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ جیسا کہ سورۃ الشعراء میں انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کے حوالے سے ہر نبی کا یہ قول بیان ہوا ہے کہ: ﴿إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ﴾ (الشعراء: ۱۰۷)..... ”میں تمہارے پاس رسول امین ہوں۔“

[۴۱۴/۲۵]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، وَعَنْ رَجُلٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ . وَعَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَحْسَبُهُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”زانی مومن رہتے ہوئے زانی نہیں کر سکتا، چور چوری کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا، شرابی مومن رہتے ہوئے شراب نہیں پی سکتا، خیانت کرنے والا مومن رہتے ہوئے خیانت نہیں کر سکتا، اور کوئی شخص مومن رہتے ہوئے لوٹ اور غارت گری نہیں کر سکتا کہ لوگوں کی نظریں اس کی طرف اٹھی ہوئی ہوں اور وہ لوٹ رہا ہو۔“ ابن طاووس کہتے ہیں: اور میرے والد نے کہا: جب وہ یہ (اعمال) کرتا ہے تو اس سے ایمان زائل ہو جاتا ہے۔ فرمایا: ایمان سایہ کی مثل ہے یا اسی کی طرح ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كُلُّهُمْ يَرْفَعُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَعْلُ وَهُوَ حِينَ يَعْلُ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهَبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، قَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: وَقَالَ أَبِي: إِذَا فَعَلَ ذَلِكَ زَالَ عَنْهُ الْإِيمَانُ، قَالَ: فَقَالَ: الْإِيمَانُ كَالظِّلِّ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ. ①

[۳۰/۲۶]..... أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَائِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مکھن (دیکھنے کا) زنا کرتی ہیں، ٹانگیں، پاؤں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ

① بخاری، کتاب المظالم، باب النهی بغیر اذن صاحبه، رقم: ۲۴۷۵۔ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان الخ: ۵۷۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۶۶۸۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۹۳۶۔ مسند احمد: ۲/ ۳۱۷۔

وَالرَّجُلَانِ تَزْنِيَانِ وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ
أَوْ يَكْذِبُهُ. ①

زنا کرتے ہیں، اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔“

[۳۱/۲۷]..... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ.....

عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ
مِثْلَهُ، قَالَ: بَدَّلَ الرَّجُلَيْنِ الْيَدَيْنِ. ①

حماد بن سلمہ نے اس حدیث کو اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے،
اور انہوں نے ”پاؤں“ کے بجائے ”ہاتھوں“ کا ذکر کیا ہے۔

..... ایک دوسری حدیث میں مذکورہ حدیث کی وضاحت ملتی ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر آدم زاد کے لیے زنا سے اس کا حصہ (لکھا گیا) ہے“ اور مذکورہ قصہ بیان کیا، ”کہا: ہاتھ زنا
کرتے ہیں، ان کا بدکاری کو پکڑنا ہے۔ پاؤں زنا کرتے ہیں، ان کا بدکاری کی طرف چلنا ہے۔ منہ زنا کرتا ہے اور اس
کا بدکاری کا بوسہ لینا ہے۔“ (سنن ابی داؤد، رقم: ۲۱۵۳)

ایک اور روایت میں ہے کہ ”کان زنا کرتے ہیں اور ان کا بدکاری سننا ہے۔“ (سنن ابو داؤد، رقم: ۲۱۵۴)
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ابن آدم پر اس کے زنا کا ایک حصہ مقرر کیا گیا ہے۔
چنانچہ بعض ان میں حقیقی زنا کرتے ہیں، یعنی اپنی شرمگاہ کو دوسرے کی شرمگاہ میں داخل کرتے ہیں۔ (جو حرام ہے)
اور بعض مجازی زنا کرتے ہیں یعنی غیر محرم اشیاء کو دیکھتے ہیں یا لمس کرتے ہیں یا پھر انہیں سنتے ہیں، مثال کے طور پر
کسی ناواقف (غیر محرم) عورت کو چھونا، یا اسے بوسہ دینا، چومنا یا اس کے پاس زنا کی غرض سے چل کر جانا، یا اسے دیکھنا اور
(اسی طرح) دل میں کوئی (براعزم) خیال سوچنا وغیرہ یہ سب مجازی زنا کی اقسام ہیں۔ (شرح مسلم للنووی: ص ۱۸۸)
گناہ کی دو اقسام ہیں: کبیرہ اور صغیرہ۔ صغیرہ وہ ہے جن پر شریعت نے کوئی حد تعزیر مقرر نہیں کی اور کبیرہ وہ ہے
جن پر شریعت نے کوئی حد تعزیر مقرر کر دی ہے۔ صغیرہ گناہ عام نیکی سے معاف ہو جاتے ہیں تاہم شریعت نے صغیرہ گناہ
کرنے سے بھی روکا ہے، بعض اوقات یہ صغیرہ گناہ، کبیرہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اس وقت جب ان گناہوں کو گناہ نہ
سمجھا جائے اور عادت بنا لی جائے۔ مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو ہر قسم کے گناہوں سے بچتے رہنا چاہیے۔
اعضائے جسم کو زنا سے تعبیر کرنا، اس سے زنا کے قبیح ہونے کی طرف اشارہ ہے اور ایسے لوگوں کا انجام انتہائی برا
ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا تَقْرُبُوا الزَّوْجِيْنَ اِنَّهٗ كَانَ فَاْحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا﴾ (الاسراء: ۳۲) ”اور تم
زنا کے قریب نہ جاؤ وہ بے حیائی کا کام اور برا راستہ ہے۔“

① بخاری، کتاب الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، رقم: ۶۳۴۳۔ مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی
ابن آدم حظه الخ، رقم: ۲۶۵۷۔ مسند احمد: ۲/۳۲۹۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۷/۸۹۔

② صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۴۱۵۰۔ صحیح ترغیب وترہیب، رقم: ۱۹۰۴۔

[۷۵/۲۸]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَ: فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مُحْصِنٍ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ، فَقَالَ آخَرُ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔“ عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ان میں سے بنا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ! اسے ان میں سے بنا دے۔“ پھر دوسرے شخص نے عرض کیا: اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ان میں سے بنا دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عکاشہ اس میں تم پر بازی لے گیا ہے۔“

[۷۶/۲۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ.....

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ سِوَاءً. ②

ایک دوسری سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سابق کے مانند مروی ہے۔

نوٹ:..... ایک حدیث میں ہے حج سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار افراد کو وہ بلا حساب اور عذاب، جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور ہر ہزار کے ساتھ (مزید) ستر ہزار آدمی جنت میں داخل فرمائے گا اور تین لپ بھرے ہوئے میرے رب کے اور بھی جنت میں داخل ہوں گے۔“ (سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة، باب ماجاء في الشفاعة)

مذکورہ حدیث سے امت محمدیہ کی فضیلت واضح ہے کہ انچاس لاکھ ستر ہزار افراد بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ بعض روایات میں ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ بالا روایت سنا کر گھر تشریف لے گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں ان ستر ہزار کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے لگے، بعض نے کہا: یہ وہ ہوں گے جو اسلام پر پیدا ہوئے اور انہوں نے شرک نہیں کیا۔ بعض نے کہا: جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے یہ وہ لوگ ہیں۔ جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی مختلف آراء کا اظہار کیا۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ ہیں:

① بخاری، کتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون الفا، رقم: ۶۵۴۱۔ مسلم، کتاب الايمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الخ، رقم: ۲۱۶۔ دارمی، رقم: ۲۸۰۷۔ مسند احمد: ۲/۳۵۱۔

② ایضاً۔

((لَا يَكْتُوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ.)) (بخاری، رقم: ۶۵۴۱) ”جو داغ نہیں لگواتے، دم جھاڑ نہیں کرواتے، شگون نہیں لیتے، اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔“

مذکورہ حدیث مبارکہ میں بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہونے والوں کی نمایاں صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ شرک کی کسی بھی قسم میں مبتلا نہیں ہوتے اور ان کا دم، داغ پر بھروسہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ پر توکل کرتے ہیں کہ اس دوائی دم میں تب شفا ہوگی جب اللہ ذوالجلال نے دی یعنی اللہ پر پختہ یقین ہونا چاہیے۔

مذکورہ حدیث سے سیدنا عکاشہ بن محسن اسدی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بھی اثبات ہے کہ وہ قطعی طور پر بغیر حساب و کتاب جنت میں جائیں گے جو دوسرے صحابی کھڑے ہوئے۔ وہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے تو فرمایا: ”عکاشہ اس میں تم پر بازی لے گیا“ مطلب یہ کہ وہ قبولیت کی گھڑی تھی جو اب نکل چکی ہے۔

[۱۲۱/۳۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ.....

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے ملاقات کی تو کہا: آپ آدم ہیں، جنہیں اللہ نے اپنے ہاتھ سے تخلیق فرمایا، اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور آپ کو اپنی جنت میں بسایا، اور آپ نے اپنی اولاد کو جنت سے نکلوا دیا، انہوں نے ان سے فرمایا: اے موسیٰ! آپ وہی ہیں کہ اللہ نے اپنی رسالت اور اپنی ہم کلامی سے آپ کو مختص فرمایا، پس میں پہلے ہوں یا ذکر؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، بلکہ ذکر، پس آدم علیہ السلام فرمایا: لا بَلِّ الذِّكْرُ، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى. ①

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹا اپنے باپ سے اور چھوٹا کسی بڑے عالم سے اظہار حق یا علمی اضافہ کی غرض سے مناظرہ اور مباحثہ کر سکتا ہے، بشرطیکہ وہ مناظرہ اور مباحثہ حقائق پر موقوف ہونہ کہ آج سے، مناظرے اور مباحثے جو سراسر تعصب و تشدد اور ایک دوسرے کو ہلکا اور نیچا کرنے کی غرض سے کیے جاتے ہیں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا مقصد سیدنا آدم علیہ السلام کو طعنہ دینا نہیں تھا کہ انہوں نے غلطی کیوں کی۔ حالانکہ ان کی غلطی تو اللہ

① بخاری، کتاب القدر، باب تحاج آدم وموسى عند الله، رقم: ۶۶۱۴۔ مسلم، کتاب القدر، باب كيفية الخلق

الآدم الخ، رقم: ۲۶۵۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۴۷۰۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۱۳۴۔ مسند احمد: ۲/ ۲۴۸۔

تعالیٰ نے معاف کر دی تھی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَاهُ﴾ (طہ: ۱۲۲) ”پھر انہیں ان کے رب نے نوازا، ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان کی رہنمائی کی۔“

بلکہ کہنے کا مقصد تھا کہ تمام انسانوں کو آپ کی وجہ سے مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ تو سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا۔ (بخاری، کتاب القدر، رقم: ۶۶۱۴)

تو یہ جواب دے کر سیدنا آدم علیہ السلام نے وضاحت فرمادی کہ یہ مصائب تقدیر میں پہلے ہی لکھے جا چکے تھے۔ معلوم ہوا تقدیر برحق اور ثابت ہے لیکن اکثر جاہل لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ جو تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا اور اس چیز کو مد نظر رکھ کر گناہ کرتے ہیں، حالانکہ انسان مجبور محض نہیں ہے اس کو دونوں (بری و اچھی) راہیں دکھا کر مطالبہ اچھی راہ پر چلنے کا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا﴾ (الدھر: ۳) ”ہم نے اسے راہ دکھائی اب خواہ وہ شکر گزار بنے خواہ ناشکر۔“

تقدیر اللہ کا کلی و پیشگی علم ہے اور اللہ کی رضا و خوشنودی اور چیز ہے۔ اگر چور کہے کہ میری قسمت میں چوری کرنا تھا تو اس کا ہاتھ پھر بھی کاٹ دیا جائے گا کہ اس کی تقدیر میں اس کا ہاتھ کاٹنا بھی لکھا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ایک شخص پر چوری کی حد لگانے لگے تو وہ کہنے لگا: تقدیر میں یوں ہی لکھا تھا۔ میرا کیا قصور ہے؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”تقدیر کے مطابق ہی ہم تمہارا ہاتھ کاٹ رہے ہیں، اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔“

[۱۶۷/۳۱]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو فَرَوَةَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما ہوئے تھے، پس اجنبی شخص آتا تو وہ آپ کو پہچانتا نہ اسے پتہ چلتا کہ آپ کہاں ہیں حتیٰ کہ وہ دریافت کرتا، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اگر ہم آپ کے لیے نشست بنا دیں تاکہ آپ اس پر تشریف رکھا کریں حتیٰ کہ اجنبی شخص آپ کو پہچان سکے، ہم نے آپ کے لیے مٹی کا ایک چبوترہ بنا دیا، ہم آپ کے دونوں جانب بیٹھا کرتے تھے، ہم بیٹھے ہوئے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنی مجلس میں تشریف لائے کہ اچانک ایک خوبصورت شخص بہترین خوشبو لگائے انتہائی صاف ستھرا لباس زیب تن کیے ہوئے آیا اس کا لباس اس طرح تھا جیسا کہ میل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي ذَرِّ قَالَا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ بَيْنَ ظَهْرَانِي أَصْحَابِيهِ، فَيَجِيءُ الْغَرِيبُ فَلَا يَعْرِفُهُ وَلَا يَدْرِي أَيْنَ هُوَ حَتَّى يَسْأَلَ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ جَعَلْنَا لَكَ مَجْلِسًا فَتَجْلِسَ فِيهِ حَتَّى يَعْرِفَكَ الْغَرِيبُ، فَبَيْنَا لَهُ دُكَّانًا مِنْ طِينٍ فَكُنَّا نَجْلِسُ بِجَانِبِيهِ، فَكُنَّا جُلُوسًا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ فِي مَجْلِسِيهِ، إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ أَحْسَنُ النَّاسِ وَجْهًا وَأَطْيَبُ النَّاسِ

کچیل نے اسے چھوا تک نہ ہو، حتیٰ کہ اس نے لوگوں کی صف کے کنارے سے سلام کیا تو اس نے کہا: السلام علیک یا محمد (ﷺ) آپ نے اسے سلام کا جواب دیا، پھر اس نے کہا: کیا میں قریب آ جاؤں؟ وہ قریب آنے کے لیے کہتا ہی رہا اور محمد (ﷺ) فرماتے: ”اسے قریب کرو۔“ حتیٰ کہ اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ (ﷺ) کے گھٹنوں پر رکھ دیا تو کہا: محمد (ﷺ)! اسلام کیا ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ”تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔“ اس نے کہا: جب میں یہ سب بجا لاؤں گا تو میں نے اسلام قبول کر لیا؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ”ہاں“ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ راوی نے بیان کیا: ہمیں اس کی یہ بات پسند نہ آئی کہ آپ نے سچ فرمایا (کیونکہ وہ سائل تھا) اس نے کہا: محمد (ﷺ)! مجھے ایمان کے متعلق بتائیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ”اللہ پر، فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، انبیاء (ﷺ) پر اور ہر قسم کی تقدیر پر ایمان (لاؤ)۔“ اس نے کہا: محمد (ﷺ)! احسان کے متعلق بتائیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ”یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھتا ہے۔“ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ اس نے کہا: محمد (ﷺ)! مجھے قیامت کے متعلق بتائیں، آپ (ﷺ) نے سر جھکا لیا اور اسے جواب نہ دیا، اس نے پھر دوبارہ پوچھا لیکن آپ نے اسے جواب نہ دیا، اس نے پھر سوال دہرایا لیکن آپ (ﷺ) نے اسے جواب نہ دیا، پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا، اللہ کی قسم اٹھائی یا فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس نے محمد (ﷺ) کو ہدایت اور

رِيحًا وَأَنْتَى النَّاسِ ثَوْبًا، كَأَنَّ ثِيَابَهُ لَمْ يُصْبَهَا دَنْسٌ حَتَّى سَلَّمَ مِنْ عِنْدِ طَرَفِ السِّمَاطِ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: أَدْنُو؟ فَمَا زَالَ يَقُولُ: أَدْنُو؟ وَيَقُولُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَدْنُو حَتَّى وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رُكْبَتِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ، قَالَ: إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ فَقَدْ أَسَلَمْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَأَنْكَرْنَا مِنْهُ قَوْلُهُ صَدَقْتَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَبِالنَّبِيِّينَ وَبِالْقَدَرِ كُلِّهِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، فَقَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، قَالَ: صَدَقْتَ، يَا مُحَمَّدُ، فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: فَنَكَسَ وَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ عَادَ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ عَادَ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَحَلَفَ بِهِ بِاللَّهِ أَوْ قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ، مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ لَهَا عِلَامَاتٌ

دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس (قیامت) کے متعلق مسؤل (جس سے پوچھا جا رہا ہے) سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ لیکن اس کی کچھ علامتیں ہیں جن سے اس کی معرفت ہو سکتی ہے۔ جب تم جانوروں کے چرواہوں کو دیکھو کہ وہ بڑی بڑی عمارتوں کے بارے میں غرور کریں گے اور جب تم ننگے پاؤں اور ننگے بدن والوں کو ملک کے بادشاہ دیکھو گے اور جب عورت اپنے مالک/ آقا کو جنم دے گی، غیب کے متعلق پانچ چیزیں ہیں جنہیں صرف اللہ ہی جانتا ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے اور رحم مادر میں جو کچھ ہے اسے وہی جانتا ہے..... علم والا باخبر ہے۔“ پھر آسمان سے غبار بلند ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں تم میں سے کسی شخص سے زیادہ اس کے متعلق نہیں جانتا، وہ جبریل تھے، دحیہ کلبی (رضی اللہ عنہ) کی صورت میں تمہیں تعلیم دینے تمہارے پاس آئے تھے۔“

تَعْرِفُ بِهَا، إِذَا رَأَيْتَ رِعَاءَ الْبَهْمِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبَنِيَانِ، وَإِذَا رَأَيْتَ الْحَفَاةَ وَالْعُرَاةَ مُلُوكَ الْأَرْضِ، وَإِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبَّهَا فِي خَمْسِ مِنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ ثُمَّ تَلَا إِلَى: ﴿عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (لقمان)، ثُمَّ سَطَعَ غُبَارٌ مِنَ السَّمَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْهُدَى وَدِينَ الْحَقِّ مَا أَنَا بِأَعْلَمَ بِهِ مِنْ رَجُلٍ مِنْكُمْ وَإِنَّهُ لَجِبْرِيلُ جَاءَكُمْ لِيُعَلِّمَكُمْ فِي صُورَةِ دَحِيَّةِ الْكَلْبِيِّ. ①

[۱۶۸/۳۲]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ..... عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ يَمَشِي، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ، وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا الْإِسْلَامُ قَالَ: لَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ لوگوں میں نمایاں موجود تھے، کہ ایک آدمی چلتا ہوا آیا، اس نے کہا: محمد ﷺ! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں پر، اس سے ملاقات کرنے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لاؤ۔“ اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! اسلام کیا ہے؟

① سنن ابوداؤد، کتاب السنہ، باب فی القدر، رقم: ۴۶۹۸۔ قال الشيخ الالبانی صحیح۔ سنن نسائی، کتاب الایمان وشرائعه، باب صفة الایمان والاسلام، رقم: ۴۹۹۱۔ نسائی کبری، رقم: ۵۹۷۴۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نماز پڑھو، فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔“ اس نے کہا: محمد (ﷺ)! احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، پس اگر تم اسے نہیں دیکھ پاتے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔“ اس نے کہا: محمد (ﷺ)! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے متعلق جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، اور میں اس کی علامتوں کے بارے میں تمہیں بتاتا ہوں، جب عورت اپنے مالک کو جنم دے گی، اور تم ننگے بدن والے، لوگوں کو عوام کا سربراہ دیکھو گے، اور پانچ چیزوں کے متعلق، صرف اللہ ہی جانتا ہے: ”بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش برساتا ہے۔“ پھر وہ آدمی چلا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے واپس لاؤ۔“ انہوں نے اسے تلاش کیا لیکن وہ انہیں نہ ملا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جبریل تھے لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔“

[۱۶۹/۳۳]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”مجھ سے پوچھو۔“ پس وہ اس بات سے ڈرے کہ وہ آپ سے پوچھیں، ایک آدمی آیا تو اس نے اپنے ہاتھ آپ کے گھٹنوں پر رکھ دیئے تو کہا: محمد (ﷺ)! مجھے ایمان کے متعلق بتائیں، پس راوی نے حدیث سابقہ کے مثل ذکر کیا، اور یہ اضافہ نقل کیا: ”اور تم مرنے کے بعد

تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتَقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فَمَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فَمَتَى السَّاعَةُ؟ فَقَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَأَحَدِثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبَّتَهَا، وَرَأَيْتِ الْحُفَاةَ رُؤُوسَ النَّاسِ، فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيَنْزِلُ الْغَيْثُ﴾ (لقمان الآية) ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رُدُّوهُ، التَّمَسُّوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَقَالَ: ذَاكَ جَبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ. ①

① بخاری، کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان، رقم: ۵۰۔ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان

الایمان، والاسلام الخ، رقم: ۹۔

دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لاؤ اور ہر قسم کی تقدیر پر ایمان لاؤ۔“ اور وہ آپ سے جو بھی سوال کرتا تو کہتا: تم نے سچ کہا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم ننگے بدن، ننگے قدم، بہرے، گونگے (مانند جانور) افراد کو زمین/ ملک کا مالک، دیکھو، اور تم جانوروں کے چرواہوں کو تعمیرات میں باہم فخر کرتے ہوئے دیکھو۔“ اس حدیث میں یہ بیان کیا: ”یہ کہ تم اللہ سے ڈرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔“ اور حدیث میں بیان کیا: ”یہ جبریل ہیں۔“ ابو زرعة نے بیان کیا: آپ نے چاہا کہ انہیں تعلیم دی جائے کہ وہ آپ سے سوال کریں۔

وَيَقُولُ فِي كُلِّ مَسْأَلَةٍ: صَدَقْتَ، وَقَالَ: إِذَا رَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصَّمَّ الْبُكْمَ مَلُوكَ الْأَرْضِ، وَرَأَيْتَ رِعَاءَ الْبَهْمِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ، وَقَالَ فِيهِ: أَنْ تَخْشَى اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: هَذَا جِبْرِيلُ، قَالَ: أَبُو زُرْعَةَ أَرَادَ أَنْ تَعْلَمُوا أَنَّ تَسْأَلُوهُ. ①

مذکورہ حدیث سے علماء سے مسئلہ پوچھنے کے آداب سمجھ آتے ہیں۔

(۱)..... مسئلہ قریب بیٹھ کر دریافت کیا جائے۔ (۲)..... معلوم ہوا اساتذہ یا امراء کے لیے دوسروں سے نمایاں جگہ بنانا جائز ہے۔ (۳)..... معلوم ہوا طالب علم کا لباس صاف ستھرا ہونا چاہیے اور اپنے استاد کے سامنے عاجزی سے بیٹھنا چاہیے۔ (۴)..... سیدنا جبریل ﷺ نے جب اسلام کے بارے میں پوچھا تو نبی معظم ﷺ نے انہیں ظاہری امور کے بارے میں بتایا اور جب انہوں نے ایمان کے متعلق پوچھا تو آپ نے انہیں باطنی امور کے متعلق بتایا اسلام اور ایمان کے الفاظ اگر اکٹھے ذکر کیے جائیں تو ان کے معنی میں فرق ہوتا ہے چونکہ (اسلام و ایمان) یہاں اکٹھے مذکور ہیں۔ لہذا اسلام کی تفسیر ظاہری امور سے کی گئی ہے۔ اور یہی اسلام کے معنی سے مناسبت ہے۔

اسلام اللہ کے لیے سر تسلیم خم کر دینے اور فرمانبرداری کا نام ہے، ایمان کی تفسیر باطنی امور سے کی گئی ہے اور یہ اس کے معنی سے مناسب ہے۔ (دل، زبان اور عمل سے) تصدیق و اقرار کو ایمان کہتے ہیں جب اسلام اور ایمان کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا جائے تو ظاہری و باطنی امور کے دونوں معنی مراد ہوتے ہیں۔ اسلام کا علیحدہ ذکر اس ارشاد باری تعالیٰ میں ہے: ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (ال عمران: ۸۵) ”جس نے اسلام کے سوا دوسرا دین چاہا تو اس سے وہ (دین) ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔“

ایمان کا علیحدہ ذکر اس آیت میں آیا ہے: ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (المائدة: ۵) ”جس نے ایمان کے ساتھ کفر کیا تو اس کا (ہر) عمل ضائع ہو گیا اور وہ آخرت میں

① مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان، والاسلام الخ، رقم: ۱۰۔

نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔“

(۵) احسان:..... علامہ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ احسان کی تفسیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک (أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ) ”تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔“ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں، اس میں اشارہ ہے کہ (احسان والا) بندہ اس صفت پر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور یہ اس کی قربت کا استحضار (حاضر کرنا) ہے اور یہ کہ وہ اس کے سامنے ہے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ اس سے خشیت، خوف، ہیبت اور تعظیم پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں آیا ہے: ((أَنَّ تَخْشِيَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ.))..... ”تو اللہ سے ڈرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔“ اور اس سے یہ بھی لازم ہوتا ہے کہ عبادت میں خیر خواہی اس کی تحسین، اتمام اور اکمال میں پوری کوشش ہو۔ (جامع العلوم والحکم: ۱/۱۲۶)

(۶) قیامت کا علم:..... اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ (لقمان: ۳۴) ”بے شک قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَلُهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي﴾ (الاعراف: ۱۸۷)..... ”وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب آئے گی؟ آپ کہہ دیجئے: اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے۔“ قیامت کے متعلق تو علم اللہ ذوالجلال کو ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ علامات بتلائی ہیں اور اسی طرح یہ بھی بتلایا ہے کہ جمعہ والے دن آئے گی، لیکن کس مہینے اور کس سال آئے گی یہ نہیں بتلایا۔ مذکورہ بالا حدیث میں دونوں باتوں کا تذکرہ ہے۔

(۷)..... ننگے پیر ننگے بدن، غریب چرواہے (اونچی) کوٹھیوں میں غرور کریں گے۔ (اور اترائیں گے) کا معنی یہ ہے کہ غریب لوگ جو بکریاں چراتے تھے اور پہننے کے لیے ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا۔ ان کے احوال بدل جائیں گے، وہ شہروں میں سکونت پذیر ہو کر (بڑی بڑی) کوٹھیوں میں فخر و غرور کریں گے۔ (اور اترائیں گے)

(۸) لونڈی اپنے مالک کو جہنم دے گی:..... مطلب یہ کہ کثرت سے فتوحات ہوں گی اور بہت سے غلام بنائے جائیں گے، بعض لونڈیوں میں سے ایسی بھی ہوں گی جن کا آقا ان سے ہم بستری کرے گا تو ان کی اولاد ہوگی، وہ لونڈی ام ولد (اولاد کی ماں) بن جائے گی اور اس کی اولاد اس کے آقا کے مقام پر ہوگی، جیسا کہ تاریخ گواہ ہے بڑے بڑے امراء لونڈیوں کی اولاد میں سے تھے یا اولاد اپنی ماں کی نافرمانی کرے گی اور ان پر غالب ہو جائے گی، حتیٰ کہ اولاد اس مقام پر پہنچ جائے گی گویا وہ اپنے ماں باپ کے آقا ہیں۔ (دیکھیے فتح الباری: ۱/۱۳۳)

[۱۷۸/۳۴]..... أَخْبَرَنَا جَبْرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا،

بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمَنُونَ ﴿۱﴾ (النمل) قَالَ: هِيَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ﴿۲﴾ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكَبَّتْ وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ ﴿۳﴾ (النمل) وَهِيَ الشِّرْكَ. ①

گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔“ (اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ”اس سے ”لا الہ الا اللہ“ مراد ہے۔“ اور ”جس نے گناہ کیا تو ان کو چہروں کے بل جہنم میں گرایا جائے گا۔“ (وہ گناہ) شرک ہے۔“

نوٹ: (۱)..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی آیت: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا﴾..... الخ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔ معلوم ہوا کہ کلمہ توحید کی بڑی فضیلت ہے جس کی بدولت بندہ میدانِ محشر میں ہر قسم کی گھبراہٹ سے محفوظ ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّهُمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ (الانبیاء: ۱۰۳) ”وہ بڑی گھبراہٹ (بھی) انہیں غمگین نہ کر سکے گی اور فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔“ (۲)..... یہ بھی معلوم ہوا کہ: ﴿وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكَبَّتْ وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ﴾ (النمل: ۹۰) سے مراد شرک کرنے والے ہیں اور ان کا انجام جہنم ہے۔ دوسری جگہ پر ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (النساء: ۴۸)

”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔“

کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اللہ ذوالجلال کا حق انسان دوسرے کو دیتا ہے اس لیے ایسے لوگوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

[۲۰۳، ۳۶]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین قسم کے لوگ ہیں جن سے اللہ کلام کرے گا نہ قیامت کے دن ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ ہی ان کا تزکیہ کرے گا جبکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور غرور کرنے والا مفلس۔“ ②

① مستدرک حاکم: ۲/ ۴۴۱ - اسنادہ صحیح .

② مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلط تحریم اسباب الازار الخ، رقم: ۱۰۷ - سنن نسائی، رقم: ۲۵۷۵ - مسند احمد: ۲/ ۴۸۰ .

فتاویٰ: (۱) معلوم ہوا مجرم کی حیثیت سے گناہ کی نوعیت بڑھ جاتی ہے، حالانکہ تکبر، جھوٹ اور زنا کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔ لیکن اگر بوڑھا زنا کرے تو جرم بڑھ جاتا ہے، کیونکہ اس کو تو قبر و قیامت کی فکر کرنی چاہیے اور پھر اس عمر میں بنسبت جوانی انسان کی خواہشات بھی کم پڑ جاتی ہیں، اس کے باوجود یہ زنا کرے تو مطلب یہ ہوا کہ اس کا مزاج بہت زیادہ بگڑا ہوا ہے اور اللہ کے خوف سے اس کا دل بالکل خالی ہے۔ حالانکہ اللہ ذوالجلال نے مومنوں کی یہ صفیں بیان کی ہیں کہ: ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾ (الفرقان: ۶۸).....
 ”وہ نہ ہی اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں۔“

اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحٰفِظِينَ وَالذَّكِرِينَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالذَّكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: ۳۵)..... ”اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔“

(۲) جھوٹا بادشاہ:..... اس کا بھی گناہ بہت بڑا ہے، کیونکہ وہ ہر طرح کے اختیارات اور وسائل سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور اس پر کسی کا دباؤ نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود جھوٹ بولے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں اللہ ذوالجلال کا خوف نہیں ہے۔

(۳)..... تکبر کرنا بہت بڑا جرم ہے، ایسے لوگوں کو اللہ ذوالجلال پسند نہیں کرتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَلًا فَخُورًا﴾ (النساء: ۳۶) ”یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے شیخی خور کو پسند نہیں فرماتا۔“ لیکن اگر یہ تکبر فقیر اور نادار کرے تو اس کا گناہ بڑھ جاتا ہے، کیونکہ تکبر اس لیے آتا ہے جب آدمی کے پاس مال و دولت آتی ہے اور یہ ان اسباب سے محروم ہونے کے باوجود غرور کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے دل میں اللہ کا خوف ہی نہیں ہے، اس لیے مالدار آدمی کی بنسبت اس کا اظہار کبر زیادہ بدتر ہے۔

[۲۱۰/۳۷]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا (ابوطالب) سے فرمایا: ”لا اله الا الله کا اقرار کر لو میں قیامت کے دن اس وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دوں گا۔“ تو انہوں نے کہا: اگر یہ نہ ہوتا کہ قریش مجھے عار دلائیں گے تو میں آپ کے سامنے اس کا اقرار کر لیتا، پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ”آپ جسے چاہیں کہ ہدایت دے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمِيهِ: قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنْ يُعَيَّرَ قُرَيْشٌ بِي لَأَقْرَرْتُ عَيْنَكَ بِهَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ

اللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿القصص: ۵۶﴾^① دیتا ہے اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کے متعلق خوب جانتا ہے۔“

فوائد: صحیح بخاری میں ہے سیدنا میتب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے دیکھا تو ان کے پاس اس وقت ابو جہل بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ”چچا! آپ ایک کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کلمہ کی وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔“ اس پر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ نے کہا: ابوطالب! کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر کلمہ اسلام ان پر پیش کرتے رہے ابو جہل اور ابن ابی امیہ بھی اپنی بات دہراتے رہے، آخر ابوطالب کی آخری بات یہ تھی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا، پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں آپ کے لیے استغفار کرتا رہوں گا جب تک مجھے آپ کے بارے میں ایسا کرنے سے منع نہیں کر دیا جاتا۔“ پھر اللہ ذوالجلال نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أَوْلَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ (التوبة: ۱۱۳)

”نبی اور ایمان والوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے بخشش طلب کریں، خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان پر یہ بات واضح ہو چکی کہ مشرکین جہنمی ہیں۔“

(بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۶۰)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا موت سے پہلے مشرک توبہ کرے تو اس کا ایمان درست ہوگا۔ اور اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے بشرطیکہ توبہ سکرات سے پہلے۔

لیکن سکرات الموت کے بعد توبہ قابل قبول نہیں ہوگی۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَاسَنَا﴾ (المومن: ۸۵) ”لیکن ہمارے عذاب کو دیکھ لینے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں نفع نہ دیا۔“ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حق کو پہچاننے کے باوجود بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بندہ اپنی برادری کے طعنوں یا دنیاوی غرض کے لیے حق قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: ابوطالب تو فوت ہو گئے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ”جاؤ انہیں دفن کر دو،“ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: وہ ایک مشرک کی

① مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی صحۃ الاسلام الخ، رقم: ۲۵۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۱۸۸۔ سنن

حیثیت سے فوت ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر یہی فرمایا: ”جاؤ اور ان کو دفن کر دو“۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں نے انہیں دفن کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”وعسل کر لو“۔

(سنن ابوداؤد، رقم: ۳۲۱۴۔ سنن نسائی، رقم: ۱۹۰ اسنادہ صحیح)

معلوم ہوا ہدایت دینا اللہ کا اختیار ہے نبی جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔

[۲۲۰/۳۸]..... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ وَهُوَ ابْنُ عَزْوَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ أَمْنَتْ مِنْ قَبْلِ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا: الدَّجَالُ وَالذَّابَّةُ، وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تین چیزوں کا ظہور ہو جائے گا، تو کسی نفس کو اس کا ایمان لانا نفع مند نہیں ہوگا، جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا یا اس نے اپنے ایمان کی حالت میں کوئی بھلائی نہیں کی ہوگی: دجال، دابہ (جانور) اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دجال کے ظہور کے بعد، دابۃ الارض کے نکلنے کے بعد اور سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونے کے بعد کسی کا ایمان لانا قابل قبول نہیں ہوگا۔ کیونکہ ایمان تو وہ قابل قبول ہے جو غیب پر ہو۔ اور جب نشانیاں ظاہر ہوں گی تو اس وقت غیر مسلموں کو بھی یقین ہو جائے گا۔

(۱) دجال:..... قیامت کے قریب ایک آدمی ظاہر ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ لوگوں کی آزمائش کے لیے بعض کاموں کی قدرت دیں گے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آزمائش کے لیے شیطان کو وسوسہ ڈالنے کا اختیار دیا ہے۔ اور اس کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”کہ آدم سے لے کر قیامت تک اللہ کی مخلوق میں سے (فتنہ) دجال سے بڑا اور کوئی (فتنہ) نہیں ہوگا۔“

(مسلم، کتاب الفتن، واشراط الساعة، باب بقية من احاديث الدجال)

اور اس کے فتنہ سے رسول اللہ ﷺ تعوذ کرتے تھے۔

(۲) دابۃ الارض:..... قیامت کے قریب ایک جانور نکلے گا، جس کے نکلنے کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور یہ دابۃ الارض لوگوں سے باتیں کرے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ﴾ (النمل: ۸۲) ”جب ان کے اوپر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہوگا کہ لوگ

① مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیہ الایمان، رقم: ۱۵۸۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۶۱۷۰۔

ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔“

(۳)..... سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا۔ (مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳۹۹)

[۲۲۹/۳۹]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمِيرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب یہ آیت: ”اپنے قریبی رشتے داروں کو آگاہ فرمائیں۔“ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے عام و خاص کو جمع کیا اور فرمایا: ”بنو کعب بن لؤی! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، بنو مرہ بن کعب! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، بنو عبد شمس! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، بنو عبد مناف! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ۔ فاطمہ! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا، البتہ جو رشتے داری ہے میں اس تعلق کو نبھاؤں گا۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء) دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَجَمَعَهُمْ فَعَمَّ، وَخَصَّ: يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ، أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي مُرَّةِ بْنِ كَعْبٍ، أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، أَنْقِدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِي نَفْسِكَ مِنَ النَّارِ، وَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنْ لَكُمْ رَحِمًا سَابَلُهَا بِبَلَالِهَا. ①

نوٹ:..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پوری قوم کے لیے اور پوری نسل انسانی کے لیے تھی لیکن ترجیاً اپنے رشتے داروں کے لیے تھی جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے توحید کی دعوت اپنے باپ آزر کو دی۔

دوسری روایت میں ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء: ۲۱۴) نازل ہوئی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے یہاں تک کہ کوہ صفا پر چڑھ گئے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز لگائی: ”یا صباحا“ (یہ جملہ ایسے موقع پر لوگوں کو جمع کرنے کے لیے بولا جاتا تھا جب کوئی عظیم واقعہ رونما ہو جاتا) سب لوگوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگو! تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ گھوڑوں کا ایک لشکر اس پہاڑ کے پیچھے سے نکلنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا جانو گے؟“ سب نے کہا: ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ہم نے آپ کو کبھی جھوٹا نہیں پایا۔ یہ جواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پھر میں

① مسلم، کتاب الایمان، باب فی قوله تعالیٰ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾، رقم: ۲۰۴۔ سنن ترمذی، رقم:

۳۱۸۴، ۳۱۸۵۔ سنن نسائی، رقم: ۳۶۴۴۔ مسند احمد: ۲/۳۳۳۔

تمہیں سخت ترین عذاب سے ڈراتا ہوں۔“ یہ سن کر ابولہب کھڑا ہو کر کہنے لگا: تیری تباہی ہو۔ کیا تو نے ہمیں اس کام کے لیے جمع کیا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں سورہ تبت نازل فرمائی۔

(بخاری، رقم: ۴۹۷۱۔ مسلم، رقم: ۲۰۸)

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن حسب و نسب کام نہیں آئے گا، بلکہ ایمان اور عمل صالح پر ہی نجات ہوگی جیسا کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے جب اللہ ذوالجلال سے اپنے بیٹے کے متعلق دعا کی تو فرمایا: ﴿يُنُوْحُ اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ (ہود: ۴۶) یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن مشرک کافر کی نہ نجات ہوگی اور شفاعت بھی ان کے حق میں منظور نہیں ہوگی۔

حدیث کے آخر میں ہے رشتہ داری کے تعلق کو نبھاتا رہوں گا۔ مطلب یہ کہ صلہ رحمی کے طور پر مجھ سے جو ہو سکا وہ میں کروں گا۔ کیونکہ یہ دنیاوی معاملہ ہے۔ معلوم ہوا مشرک رشتہ داروں سے بھی صلہ رحمی کرنی چاہیے۔

[۲۳۵/۴۰]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ فَإِنْ عَمَلَهَا كُتِبَتْ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَمَلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةٌ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو نیکی کا ارادہ کرتا ہے لیکن اسے کر نہیں پاتا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، اگر وہ اس نیکی کو کر لیتا ہے تو دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اور جو کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے لیکن اسے کرتا نہیں تو اس کے خلاف نہیں لکھی جاتی، اور اگر وہ اسے کر لیتا ہے تو وہ ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے اللہ ذوالجلال کے فضل و کرم کا اثبات ہوتا ہے جو اہل ایمان کے ساتھ وہ کرے گا کہ ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیوں کے برابر عطا فرمائے گا یہ کم از کم ہے۔ حالانکہ دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی کئی

گنا زیادہ نیکیوں کا ثواب اس کے لیے لکھ دیتا ہے۔“ (بخاری، رقم: ۶۴۹۱۔ مسلم، رقم: ۱۳۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ (الانعام: ۱۰۶) ”جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے اور جو شخص برا کام کرے گا

① بخاری، کتاب التوحید..... ، رقم: ۷۵۰۱۔ مسلم، کتاب الایمان، باب اذا هم العبد بحسنة الخ، رقم: ۱۳۰۔

اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔“

[۲۵۲/۴۱]..... خَبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَلَجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ، يُحَدِّثُ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجِدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ فَلْيُحِبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جسے پسند ہو کہ وہ ایمان کی حلاوت پا لے تو وہ کسی بندے سے صرف اللہ ہی کی خاطر محبت کرے۔“

[۳۶۵/۴۲]..... أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَمَوِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ أَبُو بَلَجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ، يُحَدِّثُ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَجِدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ فَلْيُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جسے پسند ہو کہ وہ ایمان کا ذائقہ چکھ لے تو وہ کسی شخص سے محبت کرے تو محض اللہ کی رضا کی خاطر محبت کرے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اللہ ذوالجلال کی خاطر کسی سے محبت کرنا لذت ایمان کا باعث ہے۔

[۲۴۷/۴۳]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: زِنَاءُ الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَاءُ اللِّسَانِ النَّطْقُ، وَزِنَاءُ الْيَدِ الْبَطْشُ، وَزِنَاءُ الْبَطْنِ، وَزِنَاءُ الرَّجْلِ الْمَشْيُ، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ مَا تَمَّ أَوْ يَكْذِبُهُ. ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پیٹ کا زنا پاؤں کا زنا چلنا ہے، شرمگاہ تصدیق کرتی ہے یا اس کی تکذیب کرتی ہے۔“

① مسند احمد: ۲/ ۲۹۸۔ قال شعيب الأرنؤوط: اسنادہ حسن۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۴۴۔ مسند ابی داؤد

الطيالسي، ۴/ ۲۳۵، رقم: ۲۶۱۷.

② السابق.

③ بخاری، کتاب القدر، رقم: ۶۶۱۲۔ مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظه من الزنی، رقم: ۲۶۵۷.

نوٹ:..... معلوم ہوا انسان کے اعضاء آنکھیں، زبان، ہاتھ اور پاؤں سے بھی زنا کا صدور ہوتا ہے۔ آنکھیں غیر محرم کو دیکھتی ہیں، زبان گفتگو کرتی ہے، ہاتھ غیر محرم کو چھوتے ہیں، پاؤں سے بندہ چل کر جاتا ہے آگے شرم گاہ زنا کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

[۲۶۵/۴۴]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ كُمَيْلِ بْنِ زِيَادٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں مدینہ کے کھجوروں کے باغ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابو ہریرہ! زیادہ مال والے ہلاک ہوں گے مگر وہ جس نے اس طرح، اس طرح اور اس طرح اپنے آگے، اپنے دائیں اور اپنے بائیں خرچ کیا۔“ پھر آپ کچھ دیر چلے اور فرمایا: ”ابو ہریرہ! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟“ فرمایا: ”لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ وَلَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ“ پھر کچھ دیر چلے تو فرمایا: ”ابو ہریرہ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا لوگوں پر کیا حق ہے اور لوگوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ اللہ کا لوگوں پر حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور لوگوں کا اللہ پر حق ہے کہ جب وہ یہ کر لیں تو پھر وہ انہیں عذاب نہ دے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْلِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَلْكَ الْمُكْثَرُونَ إِلَّا مَنْ تَلَّ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَيَسَارِهِ، ثُمَّ مَشَى سَاعَةً، فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟، قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ وَلَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ، ثُمَّ مَشَى سَاعَةً، فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى النَّاسِ وَحَقُّ النَّاسِ عَلَى اللَّهِ؟ حَقُّ اللَّهِ عَلَى النَّاسِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقُّ النَّاسِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ. ①

[۲۶۶/۴۵]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.....

کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

عَنْ كُمَيْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ②

① مسند احمد: ۲/ ۳۰۹۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ صحیح .

② ایضاً .

[۳۱۹/۴۶]..... أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ.....
 عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ أَلْتَكُمُ النَّاسَ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَقُولُوا: هَذَا اللَّهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ، فَمَنْ خَلَقَهُ؟ قَالَ جَعْفَرٌ: فَحَدَّثَنِي أُجْحَى،
 عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَأَنَّهُ رَفَعَهُ قَالَ: فَإِنْ سُئِلْتُمْ فَقُولُوا: اللَّهُ كَانَ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَهُوَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ، وَهُوَ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگ تم سے ہر چیز کے متعلق پوچھیں گے حتیٰ کہ وہ کہیں گے: ان سب چیزوں کو تو اللہ نے پیدا فرمایا ہے تو پھر اسے کس نے پیدا فرمایا ہے؟“
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم سے (اس طرح کا سوال) پوچھا جائے تو کہو: اللہ ہر چیز سے پہلے موجود تھا، اسی نے ہر چیز کو پیدا فرمایا، اور وہی ہر چیز کے بعد بھی ہوگا۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کے دل میں شیطان ایسے وسوسے ڈالتا ہے جو ایمان کے خلاف ہوتے ہیں۔ ایسی باتیں عموماً اہل ایمان کو پیش آتی ہیں کیونکہ شیطان ایمان کا دشمن ہے، اس لیے اہل ایمان پر ہی اس کے وسوسوں کا بکثرت ورود ہوتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلِيَّتِهِ))..... ”جب کسی کو ایسا تردد لاحق ہو جائے تو وہ شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور اپنی توجہ اس وسوسہ سے ہٹالے۔“ (صحیح بخاری، رقم: ۳۲۷۶۔ صحیح مسلم، رقم: ۲۱۴)

ایک دوسری حدیث میں ہے جب یہ خیال آئے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو اس کے جواب میں کہو:
 ((اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ))

(سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ: ۴۷۲۲)

اسی طرح معوذتین کی تلاوت صبح و شام تین تین مرتبہ اور ہر نماز کے بعد ایک ایک مرتبہ کرنی چاہیے تاکہ شیطان کے وسوسوں سے بچا جاسکے۔

[۳۳۶/۴۷]..... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بِنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمُتَوَكِّلِ.....

عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَتَى اللَّهَ بِثَلَاثِ أَدْخَلَهُ
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص تین چیزیں لے کر اللہ کے

① بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده، رقم: ۳۲۷۶۔ مسلم، کتاب الايمان، باب بيان الوسوسة في الايمان الخ، رقم: ۱۳۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۷۲۱۔ مسند احمد: ۲ / ۲۸۲۔

اللَّهُ الْجَنَّةَ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ وَلَا يُشْرِكُ بِهِ، وَسَمِعَ وَأَطَاعَ. ①

حضور پیش ہوگا اللہ سے جنت میں داخل فرمائے گا: وہ ایک اللہ کی عبادت کرتا ہو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو

اور سَمِعَ وَاطَاعَتِ کا رویہ رکھتا ہو۔“

[۳۳۷/۴۸]..... أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي سَالِمٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مُعْتَبِ الْهَدَلِيِّ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: شفاعت کے بارے میں آپ کے رب نے آپ کو کیا جواب دیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! ان کا باب جنت پر روک دیا جانا میرے نزدیک اس سے زیادہ اہم ہے اور میری شفاعت اس شخص کے لیے ہے جس نے اخلاص کے ساتھ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس وقت اس کی زبان اس کے دل کی اور اس کا دل اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہو۔“

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَاذَا رَدَّ إِلَيْكَ رَبُّكَ فِي الشَّفَاعَةِ؟ فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَمَا يُهْمُنِي مِنْ أَنْقِصَافِهِمْ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ أَهْمٌ عِنْدِي مِنْ ذَلِكَ وَشَفَاعَتِي لِمَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصًا يَصْدُقُ لِسَانُهُ قَلْبَهُ، وَقَلْبُهُ لِسَانَهُ. ②

[۳۶۸/۴۹]..... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، يُحَدِّثُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عرب کی شاعری میں سب سے سچی بات لبید کی یہ ہے: سنو اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل (ختم ہونے والی) ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مِنْ أَصْدَقِ بَيِّنَاتِ قَالَتُهُ الْعَرَبُ: إِلَّا كُلُّ شَيْءٍ مَا لَخَلَا اللَّهُ بَاطِلٌ. ③

[۳۶۹/۵۰]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ

① مجمع الزوائد: ۱/ ۱۰۳. قال الهيثمي: فيه بقية بن الوليد وهو مدلس.

② ضعيف ترغيب وترهيب، رقم: ۲۱۱۳.

③ بخاری، كتاب الرقاق، باب الجنة اقرب الى احدكم الخ، رقم: ۶۴۸۹- مسلم، كتاب الشعر، رقم: ۲۲۵۶-

سنن ترمذی، رقم: ۲۸۴۹- مسند احمد: ۲/ ۲۴۸.

أَبِي سَلَمَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عرب نے جو کلام کیا ہے اس میں سے سب سے سچی بات لیبید (شاعر) کی بات ہے: سنو اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل (ختم ہونے والی) ہے۔“ قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت اسلام قبول کر لیتا۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَصْدَقَ كَلِمَةٍ قَالَتْهَا الْعَرَبُ قَوْلُ لَيْبِيدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَادَ أُمِيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ لَيُسْلِمُ. ①

نوٹ:..... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ اچھے اشعار کہنے اور سننے جائز ہیں۔ لیبید عرب کا مشہور و معروف شاعر تھا اور مسلمان ہو گیا تھا۔ امیہ بن ابی صلت ایک غیر مسلم شاعر تھا۔ لیکن اس کے اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمائے ہیں معلوم ہوا کہ اچھے اشعار غیر مسلم بھی پڑھے تو سننے جائز ہیں۔ لیکن برے اشعار مسلمان بھی سنائے تو سننے جائز نہیں ہیں۔ مذکورہ بالا اشعار میں ((أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ)) ہے جو ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (الرحمن: ۲۶-۲۷)

”زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔ صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔“ کا ترجمان ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین کام امر جاہلیت میں سے ہیں: نوحہ کرنا، کسی شخص کا اپنے والد سے لائق ظاہر کرنا اور اس کا لوگوں پر فخر کرنا۔“

[۳۸۱/۵۱]..... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْتُ: مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ النَّيَّاحَةُ، وَتَبْرُّهُ أَمْرٌ مِنْ ابْنِهِ، وَفَخْرُهُ عَلَى النَّاسِ. ②

نوٹ:..... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ مذکورہ کام امت مسلمہ میں جاہلیت کے باقی رہنے والے

کام ہیں۔

(۱) نوحہ کرنا:..... نوحہ سے مراد یہ ہے کہ میت کے اوصاف بیان کرنا یا اس کے بعد آنے والی متوقع مشکلات کا اونچی اونچی آواز سے ذکر کر کے رونا پیٹنا منع ہے۔ مسلم شریف میں ہے سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو اسے قیامت کے دن اس طرح کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تار کول کا کرتہ اور خارش کی زرہ ہوگی۔“

① مسند حمیدی، رقم: ۱۰۵۳۔ انظر ما قبلہ.

② مسند احمد: ۲ / ۲۶۲۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۱۳۱.

(۲) اپنے والد سے لاتعلقی ظاہر کرنا:..... مطلب یہ کہ اپنے والد کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کرنا۔

(۳) لوگوں پر فخر کرنا:..... ایک حدیث میں ہے: ”التَّفَاخُرُ فِي الْأَحْسَابِ .“

(سلسلة الصحيحه، رقم : ۱۷۹۹) یعنی ”خاندانی عظمت پر فخر کرنا۔“

معلوم ہوا لوگوں پر حسب و نسب کی بنیاد پر فخر کرنا جاہلیت کے امور سے ہے کیونکہ خاندانوں اور قبیلوں کی تقسیم محض تعارف کے لیے ہے اللہ ذوالجلال کے ہاں عزت کا معیار خاندان یا مال نہیں ہے۔
لوگوں پر فخر کرنا یعنی لوگوں کو حقیر جاننا تکبر کی علامت ہے۔

[۳۸۲/۵۲]..... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مِنْ أَمْرِ الْمُنَافِقِ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اتُّمِّنَ حَانَ. ①
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تین کام امر نفاق سے ہیں خواہ انکا کرنے والا روزہ رکھے، نماز پڑھے اور کہے کہ وہ مسلمان ہے: جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے ہاں امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے منافق کی علامات معلوم ہوتی ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے: ((وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ.)) (بخاری، رقم : ۳۴۔ مسلم، رقم : ۵۸) ”اور جب جھگڑے تو گالی گلوچ کرے۔“
منافق، نفاق سے مشتق ہے جو جنگلی چوہے (یربوع) کے بل کا ایک منہ ہوتا ہے۔ اور وہ اسے اس طرح بناتا ہے کہ اس جگہ مٹی کی طرف اتنی تہہ رہنے دیتا ہے کہ سر نمایاں ہو تو کھل جائے، اس منہ کو وہ چھپا کر رکھتا ہے۔
دوسرا منہ ظاہر کر دیتا ہے۔ منافق بھی چونکہ اپنا کفر چھپاتا اور ایمان ظاہر کرتا ہے، اس لیے اس کا یہ نام رکھا گیا۔
منافق بھی کفر کو چھپاتا ہے اور ایمان ظاہر کرتا ہے۔ منافق کی دو اقسام ہیں: (۱) اعتقادی منافق۔ (۲) عملی منافق۔
(۱) اعتقادی:..... یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اس کا ایمان ہی نہیں صرف زبانی کلمہ پڑھا ہے، لوگ اسے مسلمان سمجھ رہے ہیں حالانکہ وہ دل سے مسلمان ہی نہیں۔ یہ نفاق اکبر ہے۔ ایسے منافقین جہنم کی چکی تہہ میں ہوں گے۔
(۲) عملی منافق:..... لوگ اس کو اچھے عمل والا سمجھیں لیکن حقیقت میں اچھے عمل والا نہ ہو۔ کمزور ایمان والا مسلمان جس میں مذکورہ بالا علامات پائی جائیں وہ عملی منافق ہے۔

[۳۸۶/۵۳]..... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اِی سنی سند سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک

① بخاری، کتاب الایمان، باب علامة المنافق، رقم: ۳۳۔ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال المنافق، رقم: ۵۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۶۳۱۔ سنن نسائی، رقم: ۵۰۲۱۔ مسند احمد: ۲/ ۲۰۰، ۵۳۶۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَوْ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ. ①

ایک آدمی بھی لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہوگا یا وہ نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرتا ہوگا تو قیامت قائم نہیں ہوگی۔

نوٹ: مذکورہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم ایک دوسری صحیح حدیث میں ہے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ اللہ ذوالجلال اہل زمین میں سے بہترین لوگ اٹھا لیں گے اور کمینے لوگ باقی رہ جائیں گے جو نہ نیکی کو نیکی سمجھیں گے اور نہ برائی کو برائی سمجھیں گے۔“

(مجمع الزوائد: ۸/۲۵، رقم: ۱۲۶۰۶، اسنادہ صحیح)

[۳۹۲/۵۴]..... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بَيْنَهُ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَيَكْرَهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ هَدَاهُ اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يَغْرَقَ فِي النَّارِ. ②

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص میں تین چیزیں ہوں وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس پا لیتا ہے: اللہ اور اس کا رسول اسے سب سے بڑھ کر محبوب ہوں، وہ کسی شخص سے صرف اللہ کی خاطر محبت کرتا ہو، اور وہ اس کے بعد کہ اللہ نے اس کی اسلام کی طرف راہنمائی کی ہو کفر کی طرف لوٹ جانا ایسے ہی ناپسند کرے جس طرح وہ آگ میں پھینکا جانا ناپسند کرتا ہے۔“

نوٹ: (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت لذت ایمان کا باعث ہے۔ بشرطیکہ سب سے بڑھ کر ہوا اس کی مزید وضاحت اس آیت مبارکہ سے ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ نِ افْتَرَقْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تُرَضُّوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ﴾ (التوبة: ۲۴)

”آپ کہہ دیجئے! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے اور قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز ہیں تو تم انتظار

① ابن عدی ضعفاء: ۶/۲۰۹۲.

② بخاری، کتاب الایمان، باب حلاوة الایمان، رقم: ۱۶- مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف الخ، رقم: ۴۳- سنن ترمذی، رقم: ۲۶۲۴- سنن نسائی، رقم: ۴۹۸۷- سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۰۳۳.

کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔“

معلوم ہوا جب مذکورہ بالا چیزوں اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا ٹکراؤ ہو تو اللہ کی رضا اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کو اولیت و اہمیت دی جائے۔

(۲)..... اللہ کی رضا کے لیے محبت کرنا۔ (دیکھئے شرح حدیث نمبر ۲۵۲)

(۳)..... کفر سے کراہت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ذوالجلال کی نافرمانیوں سے اجتناب کرنا اور کافروں کے رسم

و رواج سے نفرت کرنا اور مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں سے محبت اور ان کی مدد نہ کرنا۔

[۳۹۷/۵۵]..... أَحْبَبْنَا بَقِيَّةَ بَنِ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ الْقُسَيْرِيُّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ الْعَلَاءِ.....

عَنْ أَنَسٍ، يَرْفَعُهُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ سَيِّدَنَا نَسْرَةَ مَرْفُوعًا بَيَانٌ كَرْتَمٌ هِيَ، أَيْ نَسْرَةَ مَرْفُوعًا فِي التَّوْبَةِ، عَنْ صَاحِبِ كُلِّ بَدْعَةٍ. ① فرمایا: اللہ نے توبہ کو ہر بدعتی شخص سے روک دیا ہے۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ بدعتی کی توبہ قبول نہیں ہوتی، دوسری حدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بَدْعَةٍ حَتَّى يَدَعَ بَدْعَتَهُ)) (صحیح ترغیب و ترہیب، رقم: ۵۲) ”اللہ تعالیٰ بدعتی کی توبہ قبول نہیں کرتا جب تک وہ بدعت چھوڑ نہ دے۔“ (مزید تفصیل کے لیے دیکھئے شرح حدیث نمبر ۳۹۵)

[۴۰۳/۵۶]..... وَيَهْدَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ اِى سِنْدٍ سِى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِى مَرُوِي هِى، اِى اِى ﷺ نِى فِرْمَاىَا: ”اِس ذَاتِ كِى قِسْمِ جِسِّ كِى هَاتِهْ مِىْى مَحْمُودِ ﷺ“ كِى جَان هِى! تَمْ ضَرُوْر جَنَّتْ مِىْى جَاؤْ كِى سِوَاىِى اِس كِى جِسِّ نِى اِنْكَارِ كَرِىَا۔“

نوٹ:..... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبِي قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ أَبِي؟ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي

دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبِي)) (بخاری، رقم: ۷۲۸۰)

”میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا“، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

① طبرانی اوسط، رقم: ۴۲۰۲۔ صحیح ترغیب و ترہیب، رقم: ۵۴۔ قال الالبانی: اسنادہ حسن۔ السنة لابن ابی

عاصم، رقم: ۳۷، ۲۱/۱۔

② بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب، باب قول النبی ﷺ بعثت بجوامع الکلم، مسند احمد: ۲/ ۳۶۱۔ مستدرک

حاکم: ۱/ ۱۲۲۔

اے اللہ کے رسول ﷺ انکار کون کرے گا؟ ”فرمایا: جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔“

معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کرنے والے ہی جنت میں جائیں گے اور نافرمان جنت میں جانے سے محروم رہیں گے۔ اطاعت کا معنی کیا ہے؟ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هُرُونٌ مِنْ قَبْلُ يَقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي وَاطِيعُوا اَمْرِي﴾ (طہ: ۹۰)

”اور ہارون (ؑ) نے اس سے پہلے ہی ان سے کہہ دیا تھا اے میری قوم! اس بچھڑے سے تو صرف تمہاری آزمائش کی گئی ہے تمہارا حقیقی پروردگار تو اللہ رحمن ہی ہے پس تم سب میری تابعداری کرو اور میری بات مانتے چلے جاؤ۔“

اس میں اطاعت کا معنی بات ماننا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا اَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷) ”رسول تمہیں جو دین اسے لے لو اور جس سے تمہیں روک دیں اس سے رک جاؤ۔“ جنت کا داخلہ اطاعت رسول ہی میں ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَدْخُلْهُ جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (النساء: ۱۳)

”جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا ایسی جنت جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

[۴۰۷/۵۷] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ اِسى سند سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ كِي ابتدا اجنبیت سے ہوئی اور اس کی انتہاء بھی اجنبیت پر غَرِيْبًا وَسَبْعُوْدٌ كَمَا بَدَأَ غَرِيْبًا. ① ہوگی۔“

توانا: معلوم ہوا اسلام شروع میں اجنبی تھا اور اس کو کوئی جانتا نہیں تھا اور لوگ اسلام کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے اور لوگوں نے اس کو مٹانے کی کوشش کی۔ لیکن آہستہ آہستہ اسلام پھیلا۔ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد پھر دین اسلام سے لوگ دور ہوتے گئے، اسلام کو ماننے والوں نے اغیار کے طریقوں کو اپنالیا اور نئی چیزیں اسلام میں شامل کر لیں۔ موجودہ زمانہ میں بھی چند لوگ اسلام پر کاربند ہیں۔ اگرچہ مسلمان کثیر تعداد میں ہیں

① مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الاسلام بدأ غریبا وینتشر وغریبہ وانہ ابرز، رقم: ۱۴۵۔ سنن ترمذی، رقم:

لیکن اسلام کے احکامات پر عمل پیرا نہیں ہیں۔

[۴۱۵/۵۸]..... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ بْنِ حَازِمٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ فَضْلِ بْنِ يَسَارٍ.....

ابو جعفر سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ”زانی مومن رہتے ہوئے زنا نہیں کر سکتا، چور مومن رہتے ہوئے چوری نہیں کر سکتا۔“ کے متعلق پوچھا گیا، تو ابو جعفر نے کہا: یہ اسلام ہے، اور انہوں نے ایک بڑا دائرہ لگایا، یہ ایمان ہے اور انہوں نے بڑے دائرے کے وسط میں ایک چھوٹا دائرہ لگایا، اور کہا: ایمان اسلام میں محدود ہے، پس جب وہ زنا اور چوری کرتا ہے تو وہ ایمان سے اسلام کی طرف نکل آتا ہے، اور اللہ کی ذات کے ساتھ کفر ہی اسے اسلام سے خارج کر سکتا ہے۔

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: هَذَا الْإِسْلَامُ وَدَوْرَ دَارَةِ كَبِيرَةٍ، وَهَذَا الْإِيمَانُ وَدَوْرَ دَارَةِ صَغِيرَةٍ فِي وَسْطِ الْكَبِيرَةِ، قَالَ: وَالْإِيمَانُ مَقْصُورٌ فِي الْإِسْلَامِ فَإِذَا زَنَى وَسَرَقَ خَرَجَ مِنَ الْإِيمَانِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَلَا يُخْرِجُهُ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا الْكُفْرُ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ①

فوائد:..... مذکورہ حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب شخص مومن نہیں ہے۔ معتزلہ اور خوارج کا یہی مذہب ہے۔ جبکہ اہل سنت اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ شرک کے علاوہ دیگر گناہوں سے کوئی مومن کافر نہیں ہوتا البتہ اس کا ایمان ناقص ہو جاتا ہے۔ اگر وہ تائب ہو جائے تو اس کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ اور اگر وہ کبائر کرتے کرتے فوت ہو جائے تو اللہ کی مشیت میں ہے کہ اسے بخش دے یا عذاب دے، یا یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ ایمان کی نفی سے مقصود زجر و توبیح ہے تاکہ وہ کبیرہ گناہوں سے کنارہ کش رہے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ بظاہر یہ جملہ خبریہ ہے لیکن درحقیقت نہی کا صیغہ ہے کہ مومن درحالت ایمان زنا نہ کرے، شراب استعمال نہ کرے اور کسی کے مال پر ڈاکہ نہ ڈالے۔ (مرعاة المفاتیح: ۱/۲۶۱)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہل حق کا اجماع ہے کہ گناہ کبیرہ کے مرتکبین کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا، سوائے شرک کے، بلکہ یہ ناقص ایمان والے ہیں۔ لہذا اگر تائب ہو گئے تو ان کی سزا ساقط ہو جائے گی اور اگر اسی حالت میں وفات پائی تو ان کا معاملہ اللہ ذوالجلال کے سپرد ہوگا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو انہیں معاف کر کے اولاً جنت میں داخل کر دے وگرنہ پہلے سزا دے گا اور بعد میں جنت میں داخل کرے گا۔ (شرح مسلم للنووی: ص ۱۶۴ طبعہ دار ابن حزم)

① السنة لعبد اللّٰفه بن احمد ۱/۳۴۲۔ شرح اصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائى ۶/، رقم: ۱۸۷۷۔
قوت القلوب لابی طالب المکی: ۲/۲۲۱۔

دوسری حدیث سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایسے آدمی جو مذکورہ بالا گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں دین اسلام سے خارج نہیں ہوتے جیسا کہ حدیث میں ہے: ((وَلَا يُخْرِجُهُ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا الْكُفْرُ بِاللَّهِ)) اور ایک دوسری حدیث میں ہے:

((إِذَا زَنَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ فَكَانَ فَوْقَ رَأْسِهِ كَالظُّلَّةِ فَإِذَا خَرَجَ مِنْ ذَلِكَ الْعَمَلِ عَادَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ)) (مصنف عبدالرزاق، رقم: ۱۳۶۸۲)

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایمان نکلتا ہے لیکن بعد میں واپس لوٹ آتا ہے۔

[۴۳۱/۵۹]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ السَّائِبِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ماہ رمضان دوسرے رمضان تک ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے، جمعہ دوسرے جمعہ تک کے لیے کفارہ ہے، فرض نماز ساتھ والی دوسری فرض نماز تک کے لیے کفارہ ہے:“ پھر اس کے بعد فرمایا: ”سوائے تین افراد کے، اس شخص کے جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، ”نكث صَفَقَه“ اور ”تارك السنه“ کے راوی نے بیان کیا: پس ہم نے پہچان لیا کہ یہ کوئی نیا واقعہ ہے، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جہاں تک اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کا تعلق ہے تو وہ ہم نے جان لیا ہے، ”نكث صَفَقَه“ اور ترك السنه“ سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نكث صَفَقَه“ سے یہ مراد ہے کہ تم کسی شخص کی بیعت کرو اس کے ہاتھ میں اپنا دایاں ہاتھ دو پھر تم وہ بیعت توڑ کر اس شخص سے تلوار کے ساتھ قتال کرو، اور رہا ترك السنه تو وہ مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الشَّهْرُ إِلَى الشَّهْرِ كَفَّارَةٌ، يَعْنِي: رَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ، وَالصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ الَّتِي تَلِيهَا كَفَّارَةٌ، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ: إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَنَكْثُ الصَّفَقَةِ، وَتَرْكُ السُّنَّةِ، قَالَ: فَعَرَفْنَا أَنَّ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِ حَدَّثَ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَمَا الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ فَقَدْ عَرَفْنَا، مَا نَكْثُ الصَّفَقَةِ وَتَرْكُ السُّنَّةِ؟ قَالَ: نَكْثُ الصَّفَقَةِ أَنْ تَبَايَعَ رَجُلًا فَتُعْطِيَهُ صَفَقَةَ يَمِينِكَ، ثُمَّ تَرَجِعَ عَلَيْهِ فَتُقَاتِلَهُ بِسَيْفِكَ، وَأَمَّا تَرْكُ السُّنَّةِ فَالْخُرُوجُ مِنَ الْجَمَاعَةِ. ①

① مسند احمد: ۲ / ۲۲۹ - قال شعيب الارناؤط: صحيح دون قوله "الا من ثلاث"

فوائد: مذکورہ حدیث سے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ ذوالجلال گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) (بخاری، رقم: ۱۹۰)

”جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے (اللہ کی رضا کے لیے) رمضان کے روزے رکھے تو

اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

مذکورہ حدیث میں جو گناہوں کی معافی کا تذکرہ ہے اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔

[۶۰/۴۴۰]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرَأَيْتُمُ الزَّانِي، وَالسَّارِقَ، وَشَارِبَ الْخَمْرِ مَا تَرَوْنَ فِيهِمْ؟ فَقَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: هُنَّ فَوَاحِشٌ وَفِيهِنَّ عُقُوبَةٌ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُنبئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَوْلُ الزُّورِ، وَقَتْلُ الْمُسْلِمِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ. ①

اسی سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے بتاؤ زانی، چور اور شراب نوش کے متعلق تم کیا خیال کرتے ہو؟“ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ برے ہیں اور ان پر سزا ہے۔“ پھر فرمایا: ”کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟“ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کو ستانا، جھوٹی بات کرنا، مسلمان کو قتل کرنا اور پاک دامن خاتون پر تہمت لگانا۔“

فوائد: (۱)..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا زنا، چوری اور شراب نوشی کے مجرموں کے لیے سزا ہے۔ زانی کی سزا:..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (النور: ۲)..... ”زنا کار مرد و عورت میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔“ لیکن اگر شادی شدہ زنا کریں گے تو ان کو رجم

کیا جائے گا۔ (دیکھئے: بخاری، رقم: ۶۸۲۷، ۶۸۲۸۔ مسلم، رقم: ۱۶۹۷، ۱۶۹۸)

چور کی سزا:..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر رابع دینار یا اس سے زیادہ مالیت کی چوری میں۔“ (مسلم، رقم: ۱۶۸۴)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹا، جس کی قیمت تین درہم تھی۔ (بخاری، کتاب الحدود، رقم: ۶۷۹۵، ۶۷۹۸۔ مسلم، رقم: ۱۶۸۶)

معلوم ہوا چور اگر دینار کا چوتھائی حصہ یا تین درہم چوری کرے یا ان کی قیمت کے برابر کوئی چیز چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

شرابی کی سزا:..... شراب پینے والے کو کوڑے لگانے چاہئیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسا آدمی لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دو چھڑیوں سے تقریباً چالیس ضربیں لگوائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی سزا دی۔ پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سب سے ہلکی سزا اسی کوڑے ہے، چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم دے دیا۔ (بخاری، رقم: ۶۷۷۳۔ مسلم، رقم: ۱۷۰۶)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بڑے بڑے گناہوں میں شرک سب سے بڑا ہے۔ انسان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ ایسے لوگوں کو شریک ٹھہرائے جو خود مخلوق اور محتاج ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (البقرة: ۲۲) ”پس تم دیدہ دانستہ اللہ کے لیے شریک نہ بناؤ۔“ کیونکہ یہ اللہ کی غیرت کو چیلنج ہے اور اتنا بڑا گناہ ہے کہ دوسرے گناہ اگر اللہ چاہے تو بخش دے مگر اسے ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (النساء: ۴۸، ۱۱۶)

”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔“

(۲)..... شرک کے بعد والدین کا تذکرہ فرمایا ہے، ان کی نافرمانی کرنا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ ذوالجلال نے

جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے وہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بھی حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (الاسراء: ۲۳)

”اور تمہارے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن

سلوک سے پیش آؤ۔“

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”والدین کا نافرمان، احسان جتلانے والا، شراب کا عادی جنت میں نہیں جائیں گے۔“ (مسند احمد: ۱۳۴/۲)

(۳) جھوٹی بات کرنا:..... جھوٹ بولنا بھی بہت بڑا گناہ ہے، منافق کی علامات میں سے ایک علامت جھوٹ

بولنا ہے۔ (دیکھئے حدیث و شرح نمبر: ۳۸۲)

اور مومن کی یہ نشانی ہے کہ وہ جھوٹ سے اجتناب کرتا ہے، حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مومن

میں خیانت اور جھوٹ کے علاوہ کوئی بھی خصلت ہو سکتی ہے۔“ (بخاری، رقم: ۷۰۴۷)

(۴) قتل کرنا بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے:..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾ (الفرقان: ۶۸)

”اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے اور نہ ہی اس جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ اور نہ زنا کرتے ہیں۔“

سنن نسائی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مومن کا قتل اللہ کے ہاں زوال دنیا سے بھی بڑھ کر ہے۔“

(۵)..... معلوم ہوا پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

سات مہلک گناہوں سے بچو تو آپ نے ان میں پاک دامن، بھولی بھالی، مومن عورتوں پر تہمت لگانے کو بھی شمار کیا اور تذف یہ ہے کہ کوئی شخص کسی اجنبی آزاد پاک دامن مسلمان خاتون سے کہے: اے زانیہ! یا اے باغیہ! یا اے بدکارہ! یا وہ اس کے خاوند سے کہے بدکارہ کے خاوند یا اس کے بچے سے کہے زانیہ کے بچے! ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ (النور: ۲۳)

”وہ لوگ جو پاک دامن، بھولی بھالی ایماندار عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہوگی۔“

دوسری جگہ پر فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (النور: ۴)

”اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو ان کو اسی کوڑے لگاؤ (اس کے بعد) کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہ لوگ فاسق و بدکردار ہیں۔“

[۴۴۸/۶۱]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا تَوَادَّ اثْنَانِ فِي اللَّهِ فِي الْإِسْلَامِ فَيَقْسُدُ ذَلِكَ بَيْنَهُمَا إِلَّا مِنْ ذَنْبٍ يَحْدِثُهُ أَحَدُهُمَا. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو دو افراد اسلام میں اللہ کی خاطر محبت کرتے ہیں تو ان دونوں کے درمیان، ان میں سے کسی ایک کا گناہ کا ارتکاب کرنا، بگاڑ پیدا کرتا ہے۔“

..... مذکورہ حدیث سے گناہ کی نحوست اور بے برکتی کا اثبات ہے یعنی گناہ سے اسلام کی وجہ سے آپس میں دوستی کا رشتہ تھا وہ ختم ہو جاتا ہے۔

① مسند احمد: ۵ / ۷۱۔ قال شعيب الارناؤط: حديث صحيح- صحيح الجامع الصغير، رقم: ۵۶۰۳.

[۴۵۴/۶۲]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا، وَوَضَعَهُ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ كَتَبَ فِيهِ، إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے ایک تحریر لکھی اور اسے اپنے پاس عرش کے اوپر رکھ لیا، اس میں لکھا کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے۔“

فوائد:..... مذکورہ حدیث میں اللہ ذوالجلال کی رحمت کا ذکر ہے کہ جب کسی کام میں ایک پہلو رحمت کا تقاضا کرتا ہو اور دوسرا غضب کا تو اللہ ذوالجلال کی رحمت کا معاملہ غضب کے پہلو پر غالب آجاتا ہے۔ علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رحمت کے غالب ہونے میں اشارہ ہے رحمت کے مستحقین بھی تعداد کے لحاظ سے غضب کے مستحقین پر غالب رہیں گے رحمت ایسے لوگوں پر ہوگی جن سے نیکیوں کا صدور بھی نہیں ہوا۔ برخلاف اس کے غضب کے کہ وہ ان ہی لوگوں پر ہوگا جن سے گناہوں کا صدور ثابت ہوگا۔ (فتح الباری: ۶/۲۹۲۔ عمدۃ القاری: ۱۲/۲۵۸)

اللہ ذوالجلال کی رحمت کا اندازہ اس فرمان رسول سے بھی لگایا جاسکتا ہے، کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی ایک سو رحمتیں ہیں جن میں سے ایک رحمت اس نے تمام مخلوقات میں تقسیم کی ہے اسی (رحمت) کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں، اسی کی وجہ سے ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے جنگلی جانور اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہیں۔ اس نے ننانوے رحمتیں اپنے پاس رکھ چھوڑی ہیں۔ جن سے قیامت کے دن وہ اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔“ (مسلم، کتاب التوبہ، رقم: ۲۷۵۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاكُنْهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ﴾ (الاعراف: ۱۵۶)

”میری رحمت نے ہر چیز کو اپنے دامن میں لے رکھا ہے اور اس کے مستحق وہ لوگ ہیں جو تقویٰ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ہماری نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔“

[۴۵۵/۶۳]..... أَخْبَرَنَا جَبْرِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَا عَدْوَى، سِيدَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،

① بخاری، کتاب التوحید، رقم: ۸۴۰۴، ۷۵۵۴۔ مسلم، کتاب التوبہ، باب فی سعة رحمة الله تعالى وانها سبقت غضبه، رقم: ۲۷۵۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۵۴۳۔ مسند احمد: ۲/۲۵۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۱۴۴۔

وَلَا طَيْرَةَ وَأَحَبُّ الْفَالِ الصَّالِحَ ①
 آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بیماری متعدی ہے نہ بدفالی کی کوئی حیثیت ہے، میں نیک شگون لینا پسند کرتا ہوں۔“

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اچھا فال جائز ہے۔ صحیح بخاری میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ((لَا طَيْرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَالُ .)) ”بدشگونی کی کوئی اصل نہیں اور اس میں بہتر فال نیک ہے۔“ لوگوں نے پوچھا کہ نیک فال کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ .)) (بخاری، رقم: ۵۷۵۵) ”کلمہ صالحہ (نیک بات) جو تم میں سے کوئی سنے۔“

ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے نیک فال کو ”الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ“ فرمایا، جس پر امام کرمانی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نیک فال کی محبت فطرت میں رکھ دی ہے۔ جیسا کہ خوش کن منظر اور صاف پانی کو دیکھنے سے راحت محسوس ہوتی ہے۔ اگرچہ اس پانی کو استعمال نہ کیا ہو۔ (عون المعبود)

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب سہیل بن عمرو آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((قَدْ سَهَّلَ اللَّهُ أَمْرَكُمْ)) (بخاری، رقم: ۲۷۳۱-۲۷۳۲-مسند احمد: ۴/۳۲۸) ”اللہ نے تمہارا معاملہ آسان کر دیا ہے۔“

[۴۸۴/۶۴] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ: أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ ②
 اسی سند سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔“

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کامل مسلمان وہ ہے جس سے دوسروں کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ ایک دوسری روایت میں ہے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے، سوال کیا گیا:

((أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَلُ إِسْلَامًا؟ قَالَ: أَفْضَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِسْلَامًا مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)) (سلسلة صحیحہ، رقم: ۱۴۹۱)

اسلام کے لحاظ سے کون سے مومن افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام کے لحاظ سے افضل مومن وہ ہیں جن کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہتے ہیں۔“

① مسلم، کتاب السلام، باب الطيرة والقال ويكون فيه من الشوم، رقم: ۲۲۲۳- سنن ابوداود، رقم: ۳۹۱۶- سنن ابن ماجه، رقم: ۳۵۳۷- مسند احمد: ۲/۵۰۷.

② بخاری، کتاب الايمان، باب ای الاسلام افضل، رقم: ۱۱- مسلم، کتاب الايمان، باب بیان تفاضل الاسلام وای امورہ افضل، رقم: ۴۱- سنن ابوداود، رقم: ۲۴۸۱- سنن ترمذی، رقم: ۲۶۲۷- سنن نسائی، رقم: ۴۹۹۹- مسند احمد: ۲/۱۶۳.

ایک مسلمان مومن کو چاہیے کہ اپنی زبان سے کسی کو اذیت نہ پہنچائے یعنی کسی کی غیبت نہ کرے، نہ کسی کو گالی دے۔ اور نہ ہاتھ کے ساتھ کسی کو اذیت پہنچائے۔ یعنی ظاہری و باطنی کسی قسم کی بھی اذیت نہ پہنچائے۔ [۴۸۶/۶۵]..... وَبِهَذَا.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: دو آدمی گالی دے رہے تھے ان میں سے ایک دوسرے کو اس کی ماں کے حوالے سے عار دلائی، رسول اللہ ﷺ تک بات پہنچی تو آپ ﷺ نے اس آدمی کو بلوایا، اور فرمایا: ”کیا تم نے اسے اس کی ماں سے متعلق عار دلائی ہے؟“ آپ ﷺ نے یہ بات بار بار دہرائی، تو اس آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے جو کہا ہے اس بابت اللہ سے استغفار کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنا سر اٹھاؤ! اور اس جماعت کی طرف دیکھو۔“ اس نے رسول اللہ ﷺ کے آس پاس حضرات کی طرف دیکھا تو آپ نے فرمایا: ”تم ان میں سے کسی سرخ و سیاہ سے افضل نہیں ہو، فضیلت صرف اسے ہی حاصل ہے جو دین میں افضل ہو۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ فَعَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ بِأُمِّهِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الرَّجُلَ، فَقَالَ: أَعْيَرْتَهُ بِأُمِّهِ؟ فَأَعَادَ ذَلِكَ مِرَارًا، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِمَا قُلْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْفَعْ رَأْسَكَ فَانظُرْ إِلَى الْمَلِكِ، فَانظُرْ إِلَى مَنْ حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا أَنْتَ بِأَفْضَلَ مِنْ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ مِنْهُمْ إِلَّا مَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ فِي الدِّينِ. ①

نوٹ:..... مذکورہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم بخاری و مسلم میں اس کے ہم معنی روایت آتی ہے۔ جناب معرور بن سوید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان کے بدن پر بھی ایک جوڑا تھا اور ان کے غلام کے بدن پر بھی اسی قسم کا ایک جوڑا تھا، ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتلایا: ایک دفعہ میری ایک صاحب سے کچھ گالی گلوچ ہو گئی تھی، انہوں نے نبی معظم ﷺ سے میری شکایت کی آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تم نے انہیں ان کی ماں کی طرف سے عار دلائی ہے؟“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں، اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے، اس لیے جس کا بھی کوئی بھائی اس کے قبضہ میں ہو، اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے، اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے، اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے، لیکن اگر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالو تو پھر ان کی خود بھی مدد کیا کرو۔“ (بخاری، کتاب العتق، رقم: ۲۵۴۵)

① اسنادہ ضعیف، رواة البخاری، رقم: ۳۰۔ و مسلم، ۱۶۶۱۔ من حدیث ابی ذر بمعناة واحمد ۱۱/۵۔ من حدیث رجل من اصحاب النبی ﷺ بمعناة۔

[۵۳۶/۶۶]..... حَدَّثَنَا الْمَلَائِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ، يَقُولُ.....

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ يَحْيَى: أَحْسَبُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَرْعِ يَوْمِنِذٍ آمُونٌ﴾ (النمل: ۸۹) قَالَ: هِيَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ﴿وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكَبَّتْ وَجْوهُهُمْ فِي النَّارِ﴾ (النمل: ۹۰) وَهِيَ الشِّرْكَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے اس سے بہتر اجر ہوگا اور وہ (نیک لوگ) اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔“ فرمایا: وہ (نیکی) ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے، ”اور جو برائی/گناہ لے کر آئے گا تو ان کے چہرے جہنم میں اوندھے گرائے جائیں گے۔“ فرمایا: وہ (گناہ) شرک ہے۔“

نوائے..... (۱) مذکورہ حدیث میں کلمہ توحید کی فضیلت اور شرک کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

(۲)..... توحید دنیا و آخرت میں کامیابی اور عزت کا باعث ہے۔

(۳)..... شرک اخروی ناکامی اور دنیا و آخرت کی ذلت و خواری لاتا ہے۔

(۴)..... اہل ایمان، اہل توحید جنتی ہیں جبکہ اہل شرک جہنمی ہیں اور ان پر جنت حرام ہے۔

[۶۱۵/۶۷]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ.....

قَالَ: صَعَصَعَةُ بْنُ صَوْحَانَ لَأَبِي زَيْدٍ: أَنَا لَسْتُ أَحَبُّ إِلَى أُمِّكَ مِنْكَ، وَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ أُمِّي مِنِّي، خَصَلْتَانِ أَوْصِيكَ بِهِمَا، فَاحْفَظْهُمَا عَنِّي، خَالِصِ الْمُؤْمِنِ، وَخَالِصِ الْفَاجِرِ، فَإِنَّ الْفَاجِرَ (يَقْبَلُ) مِنْكَ بِالْخَلْقِ، وَأَنْتَ يُحَقُّ عَلَيْكَ أَنْ تُخَالِصَ الْمُؤْمِنِ ②

صعصعہ بن صوحان نے ابو زید سے کہا: میں تمہاری والدہ کو تم سے زیادہ محبوب نہیں ہوں، جبکہ تم میری والدہ کو مجھ سے زیادہ محبوب ہو، دو خصالتیں ہیں میں تمہیں ان کی وصیت کرتا ہوں، پس انہیں مجھ سے یاد کرو، مومن شخص سے خالص دوستی رکھو، فاجر شخص سے اچھا برتاؤ کرو، کیونکہ فاجر شخص اچھے اخلاق کے ذریعے تمہاری بات قبول کرے گا، اور مومن تجھ سے حق رکھتا ہے کہ تم اس سے خالص دوستی رکھو۔“

نوائے..... (۱) معلوم ہوا مومن کے ساتھ خالص اللہ کی رضا کے لیے تعلق ہونا چاہیے اور یہی وہ تعلق ہے

① الطبرانی: ۲۰/۲۲۔ الاسماء والصفات للبيهقي: ۲۰۹۔ الدر المنثور للسيوطي: ۶/۳۸۵۔

② اسنادہ صحيح: شعيب الايمان: ۶/۲۶۷، رقم: ۸۱۰۶۔ مصنف ابن ابی شيبه: ۵/۲۹۳۔ مسند عبد الرزاق:

۲/۳۱۰، رقم: ۲۹۱۔

جو دنیا و آخرت میں انسان کے کام آئے گا۔

(۲)..... فاجر کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ﴾ (حم السجده: ۳۴)

”نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتیں برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے

ایسا ہو جائے گا جیسے تمہارا گرم جوش دوست ہے۔“

[۶۱۸/۶۸]..... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ خَالِهِ.....

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وسوسہ پیدا ہونے کی شکایت کی، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے دلوں میں ایسے ایسے خیالات پیدا ہوتے ہیں کہ ہم میں سے کسی کو آسمان سے گرنا اس (خیال/ وسوسے) کو بیان کرنے سے زیادہ پسند ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو خالص ایمان ہے۔“

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: شَكُّوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَجِدُونَ مِنَ الْوَسْوَسَةِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ بِالشَّيْءِ، لَأَن يَكُونَ أَحَدُنَا يَخْرُجُ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَهْكَلَمَ بِهِ، فَقَالَ: ذَلِكَ مَحْضُ الْإِيمَانِ. ①

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مومن بندوں کو شیطان ایسے وسوسے ڈالتا ہے جو ایمان کے خلاف ہوتے ہیں جن کو مومن کسی بھی صورت اپنی زبان پر لانا گوارا نہیں کرتا۔ کیونکہ مومن کے دل میں ایمان ہے اور شیطان ایمان کا دشمن ہے۔

[۷۲۸/۶۹]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ مَعْبِدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ.....

قتیلہ بنت صفیٰ جہنیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، یہودیوں کا ایک عالم رسول اللہ ﷺ کے ہاں آیا تو اس نے کہا: امت محمد (ﷺ)! تم بہترین لوگ ہو، کاش کہ تم شرک نہ کرتے، فرمایا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: تم کہتے ہو، کعبہ کی

عَنْ قُتَيْبَةَ بِنْتِ صَيْفِيٍّ الْجُهَنِيَّةِ قَالَتْ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: نِعَمَ الْقَوْمِ أَنْتُمْ أُمَّةٌ مُحَمَّدٍ، لَوْلَا أَنْكُمْ تُشْرِكُونَ؟ فَقَالُوا: وَمَا

① مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الوسوسة فی الایمان الخ، رقم: ۱۳۲۔ سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی رد الوسوسة، رقم: ۵۱۱۲-۵۱۱۱۔

قسم! رسول اللہ ﷺ نے توقف فرمایا، پھر فرمایا: ”جب تم قسم اٹھاؤ تو کہو: رب کعبہ کی قسم!“ اس نے پھر کہا: تم اچھے لوگ ہو اگر تم اللہ کا شریک نہ بناؤ، فرمایا: ”وہ کیا ہے؟“ اس نے کہا: تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے گا اور جو آپ چاہیں گے، پس رسول اللہ ﷺ نے کچھ توقف فرمایا، پھر فرمایا: ”تم میں سے جو کہے جو اللہ چاہے گا، تو وہ کہے پھر جو آپ چاہیں گے۔“

ذَٰكَ ؟ قَالَ: تَقُولُونَ: وَالْكَعْبَةَ، فَأَمْهَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: إِذَا حَلَفْتُمْ فَقُولُوا: وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ قَالَ: نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنْكُمْ تَجْعَلُونَ لِلَّهِ نِدَاءً، قَالُوا: وَمَا ذَٰكَ؟ قَالَ: تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ، قَالَتْ: فَأَمْهَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ: مَنْ قَالَ مِنْكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ فَلْيُقَلِّبْهُ ثُمَّ شِئْتَ. ①

.....[۷۲۹/۷۰]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِي، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِي، عَنْ مَعْبِدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ.....
قتیلہ بنت صفیٰ جہنیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، پس راوی نے حدیث سابق کے مثل روایت کیا، اور یہ اضافہ نقل کیا: دونوں باتوں پر فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! (کلمہ تعجب) وہ کیا ہے؟ اور فرمایا: ”جو کہے جو اللہ چاہے گا، تو وہ ان دونوں کے درمیان کہے: پھر جیسے آپ چاہیں گے۔“

عَنْ قُتَيْلَةَ بِنْتِ صَفِيٍّ، قَالَ: وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ: جَاءَ حَبْرٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ سِوَاءً، وَزَادَ قَالَ فِي كَلَا الْقَوْلَيْنِ: سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا ذَٰكَ؟ وَقَالَ: وَمَنْ قَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ فَلْيُقَلِّبْ بَيْنَهُمَا ثُمَّ شِئْتَ. ②

.....[۷۳۰/۷۱]..... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي حَمَزَةَ السُّكْرِيِّ.....
عبداللہ بن یسار جہنی نے بیان کیا: ہمارے قبیلے کی ایک خاتون نے مجھے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”تم میں سے کوئی یوں نہ کہے: اگر اللہ اور فلاں نہ (کرتے) اگر اس نے ضرور کہنا ہی ہے تو یوں کہے: اگر اللہ نہ (کرتا) پھر فلاں۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارِ الْجَهَنِيِّ قَالَ: أَخْبَرْتَنِي امْرَأَةٌ، مِمَّنَا أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: لَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ: لَوْلَا اللَّهُ وَفُلَانٌ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعْلَا فَلْيُقَلِّبْ: وَلَوْلَا اللَّهُ ثُمَّ فُلَانٌ. ③

① سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب، رقم: ۴۹۸۰۔ سنن نسائی، کتاب الایمان والنذور، باب الحلف بالکعبۃ، رقم: ۳۷۷۳۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۷۲۵۔ مسند احمد: ۵ / ۳۹۳۔

② انظر ما قبله. ③ السابق.

آدمی کو بیان کرتے ہوئے سنا: شرقتدیر کے مطابق نہیں، تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہمارے اور اہل قدر کے درمیان اللہ تعالیٰ کا فرمان: ”مشرک کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک کرتے نہ ہمارے آباء و اجداد“ یہاں تک تلاوت فرمائی: ”اگر وہ چاہتا تو وہ تم سب کو ہدایت دے دیتا۔“ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عجز و دانائی تقدیر سے ہے۔

نوٹ:..... معلوم ہوا کہ ہر چیز تقدیر سے ہے یعنی اگر کوئی آدمی عقلمند ہوشیار ہے تو وہ بھی تقدیر سے ہے۔ اور اگر کوئی بیوقوف ہے تو یہ بھی تقدیر سے ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جو چیز دنیا میں جس رنگ میں ظاہر ہو رہی ہے اسی طرح وہ پہلے سے لکھی جا چکی ہے اور اللہ تعالیٰ کو اس کا پہلے ہی سے علم ہے۔

ابن طاووس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تقدیر کے بارے میں کلام کرنے والے علم کے بغیر کلام کرتے ہیں، تقدیر کے بارے میں کلام، انہوں نے کہا: ایلیس، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملا تو اس نے انہیں کہا: کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ وہی ہوگا جو تمہارے مقدر میں لکھا ہے، پہاڑ کی چوٹی پر جاؤ اور وہاں سے گر جاؤ اور پھر دیکھو کہ تم زندہ رہتے ہو یا نہیں؟ تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے: بندے کے لیے مناسب نہیں کہ وہ مجھے آزمائے، میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ایلیس، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملا، پس اس نے اسی مثل ذکر کیا، اور بیان کیا، عیسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا: بندہ اپنے رب کو نہیں آزما سکتا، لیکن اللہ اپنے بندے کو آزما سکتا ہے، پس انہوں نے اس سے بحث و مباحثہ کیا۔

الشَّرُّ لَيْسَ بِقَدْرِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَيْنَنَا وَبَيْنَ أَهْلِ الْقَدْرِ: ﴿سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا﴾ تلا (الی قَوْلِهِ) ﴿فَلَوْ شَاءَ لَهَدَيْكُمْ أَجْمَعِينَ﴾ (الانعام: ۱۴۸) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَالْعَجْزُ وَالْكَيْسُ مِنَ الْقَدْرِ. ①

[۸۲۵/۷۳]..... قَالَ ابْنُ طَاوُوسٍ: وَالْمُتَكَلِّمَانِ فِي الْقَدْرِ يَقُولَانِ بغيرِ عِلْمٍ، الْكَلَامُ فِي الْقَدْرِ، قَالَ: وَلَقِيَ إِبْلِيسُ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ، فَقَالَ لَهُ: أَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يُصِيبُكَ إِلَّا مَا قُدِّرَ عَلَيْكَ، فَارِقُ بَدْرُوهَ الْجَبَلِ فَتَرْدِي مِنْهُ، فَانظُرْ أَتَعِيشُ أَمْ لَا؟ فَقَالَ عِيسَى: إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: إِنَّ الْعَبْدَ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُجَرَّبَنِي، وَمَا شِئْتُ فَعَلْتُ. ②

[۸۲۶/۷۴]..... أَخْبَرَنَا وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: لَقِيَ إِبْلِيسُ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: قَالَ عِيسَى لَهُ: إِنَّ الْعَبْدَ لَا يَتَّبِلِي رَبَّهُ، وَلَكِنَّ اللَّهَ يَتَّبِلِي عَبْدَهُ، فَحَصَمَهُ. ③

① مسلم، کتاب القدر، باب کل شئی بقدر، رقم: ۲۶۵۵۔ مسند احمد: ۱۱۰/۲۔ صحیح ابن حبان، رقم:

۶۱۴۹۔ مستدرک حاکم: ۲/۳۴۷۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۲۰۰۷۳۔

② المطالب العالیہ: ۳/۱۰۔ رقم: ۲۰۰۷۳۔ اسنادہ صحیح۔ ③ المطالب العالیہ: ۳/۸۱۔ اسنادہ صحیح۔

[۸۳۶/۷۵]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، نَزَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ الْمَكِّيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو رسول اللہ ﷺ انہیں فرمایا: ”تم اہل کتاب کے لوگوں کے ہاں جا رہے ہو، انہیں (سب سے پہلے) اس بات کی طرف دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر وہ تمہاری یہ دعوت قبول کر لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ان کے اموال میں صدقہ فرض کیا ہے، وہ ان کے مال داروں سے لیا جائے گا اور واپس انہی کے ناداروں کو دیا جائے گا، اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو پھر تم ان کے عمدہ مال لینے سے اجتناب کرنا، اور مظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ، فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِنْ هُمْ أَجَابُوا لِدَلِّكَ، فَاعْلَمَهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ، تُؤَخَذُ مِنْ أَعْيَانِهِمْ، فَتَرُدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ لِذَلِكَ، فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَإِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ. ①

نوٹ:..... (۱) سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو نبی معظم ﷺ نے حجۃ الوداع سے قبل دس ہجری کو یمن بھیجا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ راوی کہتا ہے: یمن کے دو صوبے تھے۔ ایک صوبے کا گورنر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو بنایا اور دوسرے کا سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ (صحیح بخاری، رقم: ۴۳۴۱-۴۳۴۲)

(۲)..... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا غیر مسلم کو سب سے پہلے کلمہ توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی دعوت دینی چاہیے۔ لیکن مذکورہ بالا حدیث میں رسالت کا تذکرہ نہیں۔ البتہ سنن ابی داؤد کی روایت کے الفاظ ہیں: ((فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ.)) ”انہیں شہادت توحید (لا الہ الا اللہ) کی اور اس (شہادت رسالت) کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں دعوت دینا۔“ (سنن ابوداؤد، رقم: ۱۵۸۴)

(۳)..... جب انسان مسلمان ہو جائے تو اس پر سب سے پہلا عائد ہونے والا فریضہ نماز ہے۔ اگرچہ مذکورہ بالا حدیث میں نماز کا تذکرہ نہیں ہے لیکن مسلم میں ہے: ((فَاعْلَمَهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ.)) (مسلم، رقم: ۱۹) ”انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔“

① مسلم، کتاب الایمان، باب الدعاء، الی الشہادتین وشرائع الاسلام، رقم: ۱۹۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۵۸۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۷۸۳۔ مسند احمد: ۱/ ۲۳۳۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۲۳۴۶۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۸/۷۔

(۴)..... معلوم ہوا جس علاقے سے زکاۃ جمع کی جائے تو اس علاقے والوں پر ہی خرچ کرنی چاہیے۔ اگر وہاں کے مستحقین کی ضروریات سے زیادہ مال ہے تو دوسرے علاقے کے مسلمانوں میں تقسیم کرنا جائز ہے۔

آج صورت حال اس کے برعکس ہے ہمسایہ غریب ہے، رشتہ دار مستحق ہیں لیکن اس کے باوجود ہم ان لوگوں کو چھوڑ کر قربانی کی کھالیں، عشر، فطرانہ، زکاۃ وغیرہ باہر بھیج دیتے ہیں۔ یہ شرعی لحاظ سے جائز نہیں ہے۔ ترجیح اپنے علاقے کو دینی چاہیے۔ ہاں بعض اوقات دوسرے علاقے کے لوگ ایمر جنسی کی وجہ سے زیادہ مستحق ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سیلاب زدگان اور زلزلہ سے متاثرہ علاقے بشرطیکہ مقامی لوگوں کا گزارہ ہوتا ہو۔

(۵)..... معلوم ہوا ظلم بہت بڑا گناہ ہے۔

(۶)..... زکوٰۃ مناسب مال سے وصول کرنی چاہیے۔

(۷)..... امام، حاکم یا امیر کو اپنے عاملوں کو تقویٰ، للہیت اور حقوق العباد کی نصیحت کرتے رہنا چاہیے۔

(۸)..... کفار نماز، روزہ یا دیگر شرعی احکامات کے مخاطبین نہیں ہیں۔

نماز، روزہ وغیرہ ان پر اس وقت فرض ہے جب وہ مسلمان ہوں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا ہے: ”اگر وہ اس کو مان لیں تو ان کو یہ بتلاؤ۔“

(۹) معلوم ہوا مظلوم کی بددعا سے بچنا چاہیے، کیونکہ اس کے اور اللہ ذوالجلال کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی بددعا ضرور قبول ہوگی، اس کی قبولیت کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں۔ اور اس کا وبال دنیا میں بھی ہوتا ہے اور آخرت کو بھی ہوگا۔

[۸۶۵/۷۶]..... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، نَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عُبَيْتَةَ.....

محمد ابن عبید الہکی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، ان سے کہا گیا: ایک آدمی ہمارے ہاں آیا، وہ تقدیر کے بارے میں کلام کرتا ہے، تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ مجھے دکھاؤ میں اسے سر سے پکڑوں گا، اللہ کی قسم! اگر اس کی گردن میرے ہاتھ میں آگئی تو میں اسے توڑ دوں گا، اگر اس کی ناک میرے منہ میں آگئی تو میں اسے کاٹ دوں گا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”گویا میں بنو نفیم کی خواتین کے پاس ہوں وہ خزر ج کے ساتھ چکر لگا رہی ہیں (گویا ان کے سرین حالت

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبِيدِ الْمَكِّيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: أَنَّ رَجُلًا قَدِمَ عَلَيْنَا، يَتَكَلَّمُ فِي الْقَدْرِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَرُونِيهِ أَخَذُ بِرَأْسِهِ، فَوَاللَّهِ لَئِنْ وَقَعَتْ رَقَبَتُهُ فِي يَدِي لَأَدَقَّنَهَا، وَلَئِنْ وَقَعَ أَنْفُهُ فِي فَمِي لَأَعْصَنَهُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كَأَنِّي بِنِسَاءِ بَنِي فَهْمٍ يَطْفَنَ بِالْخَزْرَجِ، حَتَّى يَخْرُجُوا اللَّهَ مِنْ أَنْ يَقْدِرَ الْخَيْرِ، كَمَا أَخْرَجُوهُ مِنْ أَنْ

یَقْدِرَ الشَّرَّ. ①
 شرک میں ٹکرا رہے ہیں، اللہ کی قسم! ان کے متعلق ان کی بری رائے ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ وہ اللہ کو اس سے خارج کر دیں کہ خیر مقدر کی جائے جیسا کہ انہوں نے اس سے خارج کیا کہ شر مقدر کیا جائے۔

[۸۶۶/۷۷]..... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ: فَلَقِيْتُ الْعَلَاءَ بْنَ عْتَبَةَ، فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ.....

عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ. ②
 مجاہد بن جبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

[۸۶۷/۷۸]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيُّ قَبْلِي وَلَا فُخْرًا، بُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، وَكَانَ النَّبِيُّ قَبْلِي يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَةً وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، فَهُوَ أَمَامِي مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهْرًا، وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ، وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ فَادْخَرْتُهَا لِأُمَّتِي، فَهِيَ نَائِلَةٌ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں اور میں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا، مجھے سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، جبکہ مجھ سے پہلے جو نبی تھے انہیں ان کو قوم کی طرف خصوصی طور پر مبعوث کیا جاتا تھا جبکہ مجھے سارے لوگوں کی طرف عمومی طور پر مبعوث کیا گیا ہے، رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے، وہ مہینے کی مسافت پر مجھ سے آگے ہوتا ہے، ساری زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور باعث طہارت و پاکیزگی بنا دی گئی ہے، میرے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا ہے جو کہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھا، مجھے شفاعت دی گئی، میں نے اسے اپنی امت کے لیے ذخیرہ کر لیا ہے، وہ ہر اس شخص کو حاصل ہوگی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ہوگا۔“

www.KitaboSunnat.com

① مسند احمد: ۱/ ۳۳۰۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ ضعيف۔ المطالب العالیہ: ۳/ ۸۱، رقم: ۲۹۳۶۔

② ایضاً۔

③ مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۲۱، ۵۲۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۵۵۳۔ سنن نسائی، رقم: ۴۳۲۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے نبی معظم ﷺ کی عظمت و فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(۱)..... سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا، یعنی سارے لوگوں کی طرف نبی معظم ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا آپ عرب و عجم، شرق و غرب سب کے لیے بلا تفریق و امتیاز نبی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ (الاعراف: ۱۵۸)..... ”آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔“

تین مہینے کی مسافت پر رعب یعنی اس وقت کی بڑی طاقت روم خوفزدہ تھی۔ معلوم ہوا ساری زمین امت محمدیہ کے لیے سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے۔ پہلے یہود و نصاریٰ صرف اپنے عبادت خانہ میں ہی نماز پڑھ سکتے تھے ان کے لیے کسی اور جگہ عبادت درست نہیں تھی۔ اللہ ذوالجلال نے امت محمدیہ پر احسان کیا کہ ان کے لیے صرف مسجد میں ہی نہیں بلکہ جہاں چاہیں عبادت کر سکتے ہیں۔ سوائے چند جگہوں کے جن کے متعلق احادیث میں وضاحت موجود ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ)) (سنن ابوداؤد، رقم: ۴۹۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۷۴۵)..... ”قبرستان اور غسل خانے کے سوا ساری زمین مسجد ہے۔“

پہلی امتوں میں تیمم کا حکم نہیں تھا اس امت پر اللہ ذوالجلال نے یہ احسان فرمایا کہ پانی نہ ہو تو تیمم کر لیا کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (المائدة: ۶)..... ”تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لو۔“

مال غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو کافروں سے لڑائی کر کے فتح و غلبہ حاصل ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ پہلی امتوں کے لیے یہ حرام تھا، وہ اس طرح کرتے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد کافروں سے حاصل کردہ سارا مال ایک جگہ ڈھیر کر دیا جاتا، آسمان سے آگ آتی اور اسے جلا کر بھسم کر ڈالتی، لیکن امت محمدیہ کے لیے یہ مال غنیمت حلال کر دیا گیا۔

معلوم ہوا قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لیے شفاعت کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت کے لیے تڑپ اور محبت کا بھی اثبات ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دعا کا اختیار دیا گیا لیکن آپ ﷺ نے اپنی ذات یا رشتہ داروں کے لیے نہیں بلکہ آپ نے یہ دعا اپنی امت کے لیے ذخیرہ کی ہے۔

معلوم ہوا مشرک کو شفاعت کا فائدہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے روز میری شفاعت سے فیض یاب ہونے والے خوش نصیب لوگ وہ ہیں جنہوں نے خلوص دل سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا۔“ (بخاری، کتاب العلم، باب الحرص علی الحدیث)

سیدنا نوح علیہ السلام کا بیٹا مشرک تھا۔ تو سیدنا نوح علیہ السلام کی سفارش رڈ کر دی گئی۔ (دیکھئے سورہ ہود: ۴۵-۴۷) صحیح بخاری میں ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے مشرک والد کے لیے دعا کریں گے لیکن باپ کو سفارش فائدہ نہیں دے

کی۔ (بخاری، ص ۱۰۰، کتاب ماہ الخلق، باب قول اللہ تعالیٰ ﷻ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً)۔

[۷۹/۸۶۸] ... أَحَبُّرْنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ مُجَاهِدٍ.....

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عَمِيرٍ، عَنْ أَبِي ذَرِّ نَحْوٍ. عبید بن عمیر نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اسی مانند روایت کیا ہے، راوی نے بیان کیا، مجاہد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: سرخ وَاَلْأَسْوَدُ: الْجِنَّ وَالْإِنْسُ. ① سیاہ سے مراد جن اور انسان ہیں۔



① انظر ما قبله

کتاب الطہارۃ

طہارت اور پاکیزگی کے احکام و مسائل

[۳۲۵/۸۰] أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، وَمَالِكٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَشْرِ، وَإِذَا اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو وہ ناک جھاڑے، اور جب (استنجا کے لیے) ڈھیلے استعمال کرے تو وہ طاق عدد میں استعمال کرے۔“

ترجمہ: (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا صرف ناک میں پانی ڈالنا کافی نہیں بلکہ ناک کو جھاڑنا اور اسے اچھی طرح صاف کرنا بھی ضروری ہے۔

(۲) استنجا کرنا مسنون عمل ہے۔

(۳) مٹی کے ڈھیلوں وغیرہ سے بھی استنجا کرنا درست ہے۔

(۴) استنجا کے لیے مٹی کے ڈھیلے طاق استعمال کرنے چاہئیں۔

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ڈھیلوں کے ساتھ استنجا کا حکم دیا۔ (دیکھئے: سنن ابوداؤد، رقم: ۶۰)

(۶) اگر تین سے زائد ڈھیلوں کے استعمال کی ضرورت محسوس ہو تو بھی طاق تعداد کو ملحوظ رکھنا چاہیے جیسا کہ

① بخاری۔ مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الايتار فی الاستنثار والاستجمار، رقم: ۲۳۷۔ سنن نسائی، رقم: ۸۶۔

سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۰۹۔ سنن ابن خزیمہ، رقم: ۷۵۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۴۳۸۔

مذکورہ حدیث سے واضح ہے۔

[۱۹/۸۱]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، وَمَطَرٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ، ثُمَّ جَهَدَهَا فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ، زَادَ مَطَرٌ فِيهِ: وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جب وہ اس (اہلیہ) کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے، پھر کوشش (جماع) کرے، تو اس پر غسل لازم ہو جاتا ہے۔“ مطر (راوی) نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: ”خواہ انزال نہ ہوگا۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جب شرمگاہیں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ منی خارج نہ بھی ہو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ: ((الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ)) ”پانی پانی سے ہے۔“ (مسلم، رقم: ۳۴۳)

مطلب یہ کہ منی خارج ہوگی تب غسل واجب ہوگا۔ بظاہر مذکورہ بالا دونوں احادیث متعارض ہیں، علماء نے ان میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ پہلی روایت ناسخ اور دوسری منسوخ یعنی دوسری حدیث والا حکم ابتدائے اسلام میں تھا۔ بعد میں منسوخ ہو گیا پھر بعد میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجرد دخول سے ہی غسل واجب ہو جائے گا“ جیسا کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ بلاشبہ وہ فتویٰ جسے لوگ بیان کرتے تھے۔ پانی کا استعمال پانی (یعنی منی) کے خروج سے ہے، ایسی رخصت تھی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے اسلام میں عنایت فرمایا تھا۔ لیکن پھر اس کے بعد آپ نے ہمیں (مجرد دخول سے ہی) غسل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ (سنن ابوداؤد، رقم: ۲۱۵۔ صحیح ابن ماجہ، رقم: ۴۹۳)

خلفائے اربعہ جمہور و صحابہ، تابعین رضم اور فقہائے امت اسی کے قائل ہیں کہ انزال ضروری نہیں بلکہ مجرد

شرمگاہوں کے ملنے سے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۱/۳۹۷۔ نصب الرایہ: ۱/۸۲)

[۲۰/۸۲]..... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، وَأَبِي رَافِعٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ، ثُمَّ اجْتَهَدَ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جب وہ اس (اہلیہ) کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے اور پھر کوشش (جماع) کرے تو اس پر غسل لازم ہے۔“

① بخاری، کتاب الغسل.....، باب اذا التقى الختانان، رقم: ۲۹۱۔ مسلم، کتاب الحيض، باب نسخ الماء من الماء، رقم: ۳۴۸۔ مسند احمد: ۲/۳۹۳۔ سنن دارمی، رقم: ۷۶۱۔ ② انظر ما قبله.

[۳۹/۸۳] أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، صَاحِبُ الدُّسْتَوَائِي، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلاَسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنْاءٍ أَحَدِكُمْ فَأَغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ إِحْدَاهُنَّ بِالتُّرَابِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات بار دھوؤ اور ان میں سے ایک بار مٹی کے ساتھ۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو اس کو سات مرتبہ دھونا چاہیے۔ جمہور کا موقف ہے کہ سات مرتبہ دھونا واجب ہے، احناف کہتے ہیں: سات مرتبہ دھونا مستحب اور تین مرتبہ دھونا واجب ہے۔ (بداية المجتهد: ۱/۸۳۔ المغنی: ۱/۵۲) احناف کا موقف سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ (سنن دارقطنی: ۱/۸۳) لیکن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سات مرتبہ دھونے کا قول بھی منقول ہے۔

(نیل الاوطار: ۱/۷۶۔ سبل السلام: ۱/۲۸)

لہذا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی وہی قول اختیار کیا جائے جو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے زیادہ قریب ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ مٹی کے ساتھ دھویا جائے، کیا پہلی مٹی کے ساتھ یا درمیان میں یا آخر میں دھونا چاہیے؟ صحیح مسلم میں ہے: ((أَوْ لَاهُنَّ بِالتُّرَابِ)) (مسلم، رقم: ۲۷۹)..... ”پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ۔“

جامع ترمذی میں ہے: ((أُخْرَاهُنَّ أَوْ أَوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ)) (سنن ترمذی، رقم: ۹۱)..... ”آخری مرتبہ یا پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ۔“

زیادہ بہتر یہ ہے کہ پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ دھویا جائے، کیونکہ صحیح مسلم میں پہلی مرتبہ دھونے کا حکم ہے۔ اور اس میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ کیا کتے کا صرف لعاب ہی نجس ہے یا اس کا مکمل جسم بھی؟ اس کے متعلق شافعیہ اور حنابلہ کا کہنا ہے کہ کتا اور اس کی ہر چیز نجس ہے۔ (المغنی: ۱/۵۲)

مالکیہ کا کہنا ہے کہ نہ کتا نجس اور نہ ہی اس کا لعاب۔ (الشرح الصغیر: ۱/۴۳)

احناف کا موقف یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب، منہ اور پاخانہ نجس ہے اس کے علاوہ بذات خود کتا نجس نہیں ہے کیونکہ اس سے پہرے داری وغیرہ کا کام لیا جاتا ہے۔ (فتح القدیر: ۱/۶۴)

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے جس بات کو ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ مذکورہ حدیث کی وجہ سے کتے کا لعاب ہی نجس ہے

① مسلم، کتاب الطہارۃ، باب حکم ولوغ الکلب، رقم: ۲۷۹۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۷۳۔ سنن نسائی، رقم:

نلاوہ ازیں اس کے باقی اعضاء مثلاً بال، گوشت اور کمال وغیرہ پاک ہیں کیونکہ اصل طہارت ہے اور اس کی ذات کی نجاست کے متعلق کوئی واضح دلیل موجود نہیں۔ (السبل الجرار: ۱/۳۷)

[۸۴/۴۸] أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ...

محمد بن زیاد القرشی نے بیان کیا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو برتن سے وضو کرتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: خوب اچھی طرح وضو کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”(وضوء کے دوران) خشک رہ جانے والی ایڑیوں کے لیے جہنم کی آگ کا عذاب ہے۔“

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادِ الْقُرَشِيِّ ، قَالَ: رَأَى أَبُو هُرَيْرَةَ قَوْمًا يَتَوَضَّئُونَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَقَالَ: أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَيْلٌ لِلْعَرَائِقِ مِنَ النَّارِ .^①

[۸۵/۴۹] أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ ...

محمد بن زیاد نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو برتن سے وضو کرتے ہوئے دیکھا، پس انہوں نے اسی مثل ذکر کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يَتَوَضَّئُونَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً .^②

نوٹ:

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ وضوء میں پاؤں دھونا فرض ہیں، اور مذکورہ حدیث سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو صرف مسح کرنے کے قائل ہیں حالانکہ پاؤں پر مسح نہیں، بلکہ پاؤں کو اچھی طرح دھونا فرض ہے۔ اور مسح اس وقت ہو سکتا ہے جب با وضو حالت میں موزے یا جرابیں پہنی ہوں یا پاؤں پر کوئی زخم ہو اور پانی سے نقصان کا اندیشہ ہو۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ ناکمل وضو باعث ہلاکت ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صاحب ایمان بھی اپنے کسی گناہ کی وجہ سے جہنم کے عذاب کا مستحق ہو سکتا ہے، لیکن دائمی عذاب نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ناکمل وضو قابل قبول نہیں، لہذا اچھی طرح وضو کرنا چاہیے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا اس کے پاؤں میں ناخن کے برابر جگہ ایسی تھی جہاں پانی نہیں پہنچا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”واپس جاؤ اور اچھے طریقے سے وضو کرو۔“ (سنن ابوداؤد، رقم: ۱۷۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۶۶۵)

[۸۶/۹۸] أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَامُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ قَتَادَةَ ،

① بخاری، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل الرجلین بکمالہما، رقم: ۲۴۲۔ سنن نسائی، رقم: ۱۱۰۔ مسند احمد: ۲/۴۷۱۔ نسائی کبریٰ، رقم: ۱۱۳۔

② انظر ما قبلہ .

عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكَ.....
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمِطْرَ عَلَيَّ
أَيُّوبَ عَلَيْهِ وَعَلَى نَبِينَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
فَرَأَشُ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَأْخُذُهُ فَأَوْحَى
اللَّهُ إِلَيْهِ: أَلَمْ أَوْسِعْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: بَلَى يَا
رَبِّ، وَلَكِنْ لَا غِنَى لِي عَنْ فَضْلِكَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایوب علیہ السلام پر سونے کے پتنگوں کی بارش ہوئی تو وہ انہیں پکڑنے لگے، اللہ نے ان کی طرف وحی فرمائی: کیا میں نے تمہیں کشائش عطا نہیں فرمائی؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں پروردگار! لیکن میں تیرے فضل سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔“

ترجمہ: مذکورہ حدیث سے فقیری پر امیری کی افضلیت و برتری معلوم ہوتی ہے جیسا کہ سیدنا ایوب علیہ السلام نے سونے کے جراد کو پانے، مال بڑھانے اور اپنی ضروریات زندگی پورا کرنے کے لیے جمع فرمایا تھا اور اس میں رزق حاصل کرنے کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے جسے ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے۔ سیدنا ایوب علیہ السلام اپنے بدن کے لباس کا ایک کنارہ پھیلا لیتے اور ان ٹڈیوں کو پکڑ پکڑ کر اس میں ڈالتے، یہاں تک کہ جب ایک کنارہ بھر جاتا تو دوسرا کنارہ پھیلا لیتے۔ (فتح الباری: ۶ / ۳۲۰، ۳۲۱)

صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا ایوب علیہ السلام ننگے غسل کر رہے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں۔

(بخاری: ۳۳۹۱)

[۱۲۰/۸۷]..... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ
مُوسَى عَلَيْهِ وَعَلَى نَبِينَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
حَيًّا سَتِيرًا لَا يَرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ
اسْتَحْيَاءَ مِنْهُ، فَادَّاهُ بَعْضُ بَنِي إِسْرَائِيلَ،
فَقَالُوا: مَا يَسْتَتِرُ هَذَا التَّسْتُرَ إِلَّا مِنْ شَيْءٍ
بِجِلْدِهِ، إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ أَوْ آفَةٌ،
فَدَخَلَ يَغْتَسِلُ وَيُوضَعُ ثِيَابُهُ عَلَى الْحَجَرِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے تھے، ان کے حیا کی وجہ سے ان کے جسم کا کوئی حصہ نہیں دیکھا جا سکتا تھا، بنی اسرائیل کے بعض افراد نے انہیں اذیت پہنچائی تو انہوں نے کہا: اس حد تک بدن چھپانا صرف اس لیے ہے کہ ان کے جسم میں کوئی عیب ہے یا کوڑھ ہے یا ان کے فوطے بڑھے ہوئے ہیں یا پھر کوئی اور بیماری ہے، پس وہ نہانے لگے اور اپنے

① بخاری، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ (وایوب اذا نادى الخ) نسائی، کتاب الغسل، باب الاستغفار عند

الاغتسال، رقم: ۴۰۹۔ مسند احمد: ۲ / ۳۱۴۔

کپڑے پتھر پر رکھ دیئے، تو پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ پڑا، وہ (موسیٰ علیہ السلام) بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے، بنو اسرائیل نے انہیں (نگا) دیکھ لیا کہ وہ تو بہترین مرد ہیں، پس اللہ نے ان کی تہمت سے ان کی براءت ظاہر کر دی، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اذیت دی تھی اور اللہ نے انہیں بری قرار دیا۔“

فَعَدَا الْحَجَرُ بِبَيْبِهِ، فَخَرَجَ يَشْتَدُّ فِي أَثَرِهِ
فَرَأَهُ بَنُو إِسْرَائِيلَ أَحْسَنَ الرِّجَالِ خَلْقًا
وَأَبْرَاهُ مِمَّا يَقُولُونَ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى:
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا
مُوسَىٰ فَبَرَّاهُ اللَّهُ﴾ (الأحزاب : ۶۹)
الآيَةَ. ①

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ برہنہ حالت میں غسل کرنا جائز ہے جیسا کہ سیدنا موسیٰ (علیہ السلام) نے غسل کیا اور پیچھے گزرا ہے کہ سیدنا ایوب (علیہ السلام) نے بھی کیا، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ پہلی امتوں کی بات ہے۔ تو پہلی شریعتیں ہمارے لیے حجت ہیں۔ لیکن پہلی امتوں کے جو امور قرآن پاک نے منسوخ ٹھہرائے یا اللہ کے رسول ﷺ کی کوئی واضح حدیث ملتی ہے جو ان کی شریعت کے متعارض ہے تو وہ ہمارے لیے حجت نہیں ہیں۔ اور سیدنا موسیٰ (علیہ السلام) کے مذکورہ واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ برہنہ حالت میں لوگوں سے مخفی ہو کر نہانا چاہیے نہ کہ لوگوں کے سامنے۔ لوگوں کے سامنے بے لباس ہو کر نہانا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ ایک کھلی جگہ میں کپڑا باندھے بغیر نہا رہا تھا تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: ”اللہ عزوجل انتہائی حیا والا اور پردہ پوش ہے، حیا اور پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے سو تم میں سے جب کوئی غسل کرنے لگے تو پردہ کرے۔“ (سنن ابوداؤد، رقم: ۴۰۱۲ اسنادہ صحیح)

سیدنا موسیٰ (علیہ السلام) کی شریعت میں بھی ایک ساتھ غسل کرنا ایک دوسرے کے ساتھ برہنہ حالت میں غسل کرنا حرام تھا، لیکن بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ (علیہ السلام) کی مخالفت کرتے ہوئے اس غیر شرعی فعل کا ارتکاب کیا اور اس کے علاوہ وہ اکثر امور میں شریعت موسوی سے اپنی سرکشی و نافرمانی کی بنیاد پر دور رہتے تھے۔ (ارشاد الساری: ۱/ ۳۳۱۔ عمدۃ القاری: ۱/ ۳۸۶)

پتھر کا کپڑے لے کر بھاگنے سے سیدنا موسیٰ (علیہ السلام) کا معجزہ ثابت ہوتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پیغمبر پر الزام لگا تو اللہ ذوالجلال نے اپنے پیغمبر پر اس الزام اور عیب کو دور کرنے کے لیے ایسا کروایا۔ حدیث کے آخر میں جو آیت مبارکہ ہے اس میں ایمان والوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ تم اپنے پیغمبر ﷺ کو بنی اسرائیل کی طرح ایذا مت دینا۔ جیسا کہ ایک موقع پر مال غنیمت کی تقسیم میں ایک شخص نے کہا کہ اس میں عدل و انصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ جب نبی معظم ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ غضبناک ہوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کا چہرہ

① بخاری، کتاب الانبیاء، رقم: ۳۴۰۴۔ مسلم، کتاب الحيض، باب جواز الاغتسال عريانا في الخلوة، رقم: ۳۳۹۔

انور سرخ ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی رحمت ہو، انہیں اس سے کہیں زیادہ ایذا پہنچائی گئی۔ لیکن انہوں نے صبر کیا۔ (مسلم، کتاب الزکاة، باب اعطاء المولفة قلوبہم علی الاسلام الخ)

[۱۶۵/۸۸]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ.....

ابو زرعة نے بیان کیا، میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں ایک گھر میں داخل ہوا جو کہ سعید یا مروان کے لیے مدینہ میں بنایا جا رہا تھا، پس سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وضو کیا تو انہوں نے ہاتھ بگلوں تک دھوئے، پاؤں گھٹنوں تک دھوئے، میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ منہائے طہور (پاکیزگی حاصل کرنے کی آخری حد) ہے، راوی نے بیان کیا، انہوں نے ایک مصور کو گھر میں تصویر بناتے ہوئے دیکھا، تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے، جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنے لگتا ہے، وہ ایک ذرا تو پیدا کریں، وہ ایک دانہ تو پیدا کریں۔“

نوٹ: ایک اور حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”بلاشبہ میری امت کے افراد روز قیامت اس حال میں آئیں گے کہ وضوء کے اثرات کی وجہ سے ان کے اعضائے وضوء چمک رہے ہوں گے۔ لہذا تم میں سے جو شخص اس چمک کو زیادہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے ایسا کرنا چاہیے۔“ (مسلم، رقم: ۲۴۶)

حدیث کے آخر میں جو الفاظ ہیں ان کے متعلق اختلاف ہے، یہ نبی مکرم ﷺ کے ہیں یا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے، اس کے متعلق سعودی کمیٹی برائے افتاء کا یہی فتویٰ ہے کہ یہ الفاظ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

(فتاویٰ اللجنة الدائمة الخ: ۵/ ۲۰۱)

(۲)..... مذکورہ بالا حدیث سے مصورین کے لیے سخت وعید کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

① بخاری، کتاب اللباس، باب نقض الصور، رقم: ۵۹۵۳۔ مسلم، کتاب الطہارة، باب تبلغ الحلیة حیث یبلغ الوضوء، رقم: ۲۵۰/ ۲۱۱۱۔ سنن نسائی، رقم: ۱۴۹۔

صحیح بخاری میں ہے کہ قیامت والے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا تصویر بنانے والے ہوں گے۔

(بخاری، رقم: ۵۹۵۰)

ایک اور روایت میں ہے، سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتایا تصویر ہو۔“ (بخاری، کتاب اللباس، رقم: ۵۹۴۹)

مسلمانوں نے پیروں فقیروں وغیرہ کی تصاویر کو حصول برکت کے لیے دیواروں سے آویزاں کیا ہوا ہے، حالانکہ یہ تصاویر برکت کا باعث تو کیا رحمت و برکت سے محرومی کا سبب ہیں۔

[۱۶۶/۸۹]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں گئے تو میں ایک برتن میں پانی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس کے ساتھ استنجا کیا، پھر دونوں ہاتھ زمین پر ملے اور پھر انہیں دھویا، پھر میں ایک دوسرا برتن لے کر آیا، تو آپ نے اس کے ساتھ وضو کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَلَاءَ فَأَتَيْتُهُ بِتَوْرٍ فِيهِ مَاءٌ فَاسْتَنْجَى بِهِ، ثُمَّ مَسَحَ يَدَيْهِ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ غَسَلَهَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِتَوْرٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ بِهِ. ①

تاہم دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے استنجا کرنے کے بعد ہاتھ کو زمین پر مارنا نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کی، پھر پیتل کے برتن سے (پانی لے کر) استنجا کیا، پھر ہاتھ زمین پر رگڑ کر صاف کیے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۵۸۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۵) شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن کہا ہے۔ معلوم ہوا کہ مٹی پر ہاتھ مل کر دھونے چاہیے، آج کل صابن اس مقصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے تاکہ بو کا شائبہ نہ رہے۔

[۲۵۵/۹۰]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رُزَيْنٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: ”جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ دوسرا جوتا پہن کر نہ چلے حتیٰ کہ وہ اس کو مرمت کر لے، اور جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي الْأُخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهَا، وَإِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ

① مسند احمد: ۲/ ۳۱۱۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ ضعيف .

أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ. ① وہ اسے سات بار دھوئے۔“

نوٹ: ایک جوتے میں نہیں چنانا چاہیے اس کے متعلق دیکھئے شرح حدیث نمبر ۷۲۔ کتاب جب کسی کے برتن میں منہ ڈالے، تو اس کے جوٹھے کو انڈیل دو اور اسے سات مرتبہ دھو ڈالو، آٹھویں دفعہ مٹی کے ساتھ۔

[۲۵۶/۹۱]..... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ.....

عَنْ أَبِي رَزِينٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلَى جَبْهَتِهِ بِالْعِرَاقِ وَهُوَ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ تَزْعُمُونَ أَنِّي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُونَ لَكُمْ الْمَهْنُ وَعَلَى الْإِثْمِ، أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِيْنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَإِذَا انْقَطَعَ شِسْعٌ نَعْلِهِ فَلَا يَمْسِ فِي الْأُخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهَا. ②

ابورزین نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو عراق میں اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر مارتے ہوئے دیکھا، اور وہ کہہ رہے تھے: عراق والو! کیا تم کہتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ذمے جھوٹ لگاؤں گا تاکہ تمہارے لیے خوش گواری ہو جائے اور میرے ذمے گناہ لگ جائے، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو وہ اسے سات بار دھوئے، اور جب اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ دوسرے میں نہ چلے حتیٰ کہ وہ اس کی مرمت کر لے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اہل عراق میں شروع سے ہی معزز لوگوں کا احترام کرنا موجود نہیں تھا۔ اور اس زمین سے بڑے بڑے فتنے اٹھے۔ کوفہ اور اہل کوفہ فساد میں معروف ہیں۔

[۳۲۶/۹۲]..... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.....

عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ③

ابو ادریس خولانی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

نوٹ:..... فوائد کے لیے دیکھئے حدیث نمبر ۸۰/۳۲۵۔

① مسلم، کتاب الطہارۃ، باب حکم ولوغ الکلب، رقم: ۲۷۹۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۱۳۷۔ سنن نسائی، رقم: ۵۳۷۰۔ مسند احمد: ۲/۳۱۴۔

② سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب غسل الاناء من ولوغ الکلب، رقم: ۳۵۳۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۲/۴۲۴۔ ادب المفرد، رقم: ۹۵۶۔

③ مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الايتار في الاستنثار والاستجمار، رقم: ۲۳۸۔

[۳۳۰/۹۳]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا بُرْدُ بْنُ سِنَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب آیت تیمم نازل ہوئی تو مجھے معلوم نہ تھا کہ میں کس طرح کروں؟ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے گھر حاضر ہوا لیکن میں نے آپ کو نہ پایا، بتایا گیا: آپ باہر تشریف لے گئے ہیں، مجھے اس راستے کا علم تھا جہاں میں آپ کو پا لوں گا، میں آپ کے پیچھے پیچھے گیا، میرا خیال ہے آپ نے میری ضرورت کو بھانپ لیا، آپ کھڑے ہوئے، پھر دونوں ہاتھ زمین پر مارے، اپنے چہرے اور ہاتھوں پر طے اور اس پر کوئی اضافہ نہ کیا، میں واپس آ گیا اور آپ سے (تیمم کا طریقہ) نہ پوچھا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى آيَةَ التَّيْمُمِ لَمْ أَدْرِ كَيْفَ أَصْنَعُ، فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِهِ فَلَمْ أَجِدْهُ، وَقِيلَ: قَدْ خَرَجَ الْوُقُوفُ الدَّرَجَةَ الَّتِي أَخَذَ فِيهَا، فَاتَّبَعْتُهُ فَأَرَانِي عَرَفَ حَاجَتِي، فَقَامَ ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ لَمْ يَزِدْ عَلَيَّ ذَلِكَ فَارْجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ. ①

[۳۳۱/۹۴]..... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کچھ دیہاتی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم تین اور چار ماہ تک اس ریگستان میں ہوتے ہیں، ہم میں نفاس و حیض والی خواتین اور جنبی بھی ہوتے ہیں، ہمیں پانی نہیں ملتا، (ہم کیا کریں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم مٹی استعمال (کر کے تیمم) کرو۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَكُونُ فِي هَذَا الرَّمْلِ الْأَشْهُرَ الثَّلَاثَةَ وَالْأَرْبَعَةَ، وَفِينَا النُّفْسَاءُ وَالْحَائِضُ، وَالْجُنُبُ وَلَسْنَا نَجِدُ الْمَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِالْأَرْضِ. ②

[۳۴۸/۹۵]..... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي أَبُو يَحْيَى السَّكُونِيُّ، عَنْ الْبُخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ

① مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۱۴۷ رقم: ۱۶۸۹ اسنادہ ضعیف.

② مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۵۸۷۰۔ قال حسین سلیم اسد، اسنادہ ضعیف۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۱/ ۲۱۶.

أَحَدِكُمْ فَلَا يَنْفُضُ يَدَيْهِ فَإِنَّهَا مَرَاوِحُ الشَّيْطَانِ. ①
 وہ اپنے ہاتھ نہ جھٹکے، کیونکہ وہ شیطان کے سنبھے ہیں۔“

[۳۴۹/۹۶]..... قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: أَحَدَثَكُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنِ مَكْحُولٍ.....
 عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: امْسَحُوا عَلَى الْخَفَيْنِ وَالْخِمَارِ فَإِنَّهُ حَقٌّ، فَأَقْرَبُهُ أَبُو أُسَامَةَ، وَقَالَ: نَعَمْ. ②
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”موزوں اور اوڑھنی پر مسح کرو، کیونکہ وہ حق ہے۔“

نوٹ:..... صحیح روایت سے ثابت ہے کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت جعفر بن عمرو اپنے والد (سیدنا عمرو بن حریت مخزومی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں اور پٹری پر مسح کرتے دیکھا ہے۔ (بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۰۵)

موزوں پر مسح کرنا اللہ ذوالجلال کی طرف سے مسلمانوں کے لیے ایک رخصت ہے۔ اسے اپنانا چاہیے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو یہ بات نہایت پسند ہے کہ اس کی دی ہوئی رخصتوں کو اپنایا جائے۔“
 (ابن خزیمہ: ۳/۲۵۹)

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین موزوں پر مسح کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ (توضیح الاحکام: ۱/۲۵۷)

مسح کے لیے شرط ہے کہ موزوں کو وضو کی حالت میں پہنا گیا ہو۔ اگر موزے حالت حدیث میں پہنے گئے ہوں تب مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ (دیکھئے شرح مسلم للنووی: ۲/۱۷۳)

[۳۷۶/۹۷]..... أَخْبَرَنَا كُثُومُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي سِدْرَةَ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ الْخُرَّاسَانِيُّ.....

عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ كَقَارَاتٍ لِمَا بَيْنَهُنَّ لِمَنِ اجْتَنَبَ
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک کبیرہ گناہوں سے بچنے والے کے لیے اس

① اسنادہ ضعیف، البختری بن عبید بن سلیمان خلف متروک كما قال الحافظ فی التقریب: ۶۴۲ .

② اسنادہ ضعیفٌ لِلانقطاع . مکحول لم یدرک اباهریرة . رواه ابن ابی شیبہ ، رقم : ۱۸۸۲ ، ۱۹۲۴ - جامع التحصیل للعلائی: ۲۸۵ .

الْكَبَائِرِ ①۔ درمیانی وقفے میں سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں۔“

نوٹ: (۱)۔۔۔۔۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نمازیں پڑھنے سے جہاں ثواب ملتا ہے اور درجات بلند ہوتے ہیں وہاں ان کی وجہ سے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔

(۲)۔۔۔۔۔ مذکورہ حدیث سے نماز جمعہ کی بھی فضیلت ہوتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک ان تمام گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں، جو ان کے درمیانے وقفوں میں سرزد ہو جاتے ہیں جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے اور (جمعہ) مزید تین دنوں میں ہونے والے گناہوں کا بھی کفارہ بن جاتا ہے۔“

(سلسلة الصحیحہ، رقم: ۱۹۲۰)

معلوم ہوا ان اعمال سے چھوٹے گناہ معاف ہوتے ہیں بشرطیکہ کبائر سے اجتناب کیا جائے۔ کیونکہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنْ تَحْتَبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نَكْفُرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا﴾ (النساء: ۳۱)۔۔۔۔۔ ”اور اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے باز رہو، تو ہم ضرور تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں ایک باعزت جگہ میں داخل کریں گے۔“

[۴۶۲/۹۸]۔۔۔۔۔ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: أَحَدَثَكُمْ إِدْرِيسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَوْدِيُّ، عَنْ أَبِيهِ۔۔۔۔۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَبِهِ أَذَى فَأَقْرَبَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَقَالَ: نَعَمْ ②۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی طہارت کے بغیر نماز پڑھنے کا قصد نہ کرے۔“

نوٹ:۔۔۔۔۔ ایک دوسری حدیث میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ((لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يَدْفَعُهُ الْأَخْبَانِ)) (مسلم، کتاب المساجد،

① مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة الخ، رقم: ۲۳۳۔ سنن ترمذی، رقم:

۲۱۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۸۶۔ مسند احمد: ۲/ ۳۵۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۷۳۳۔

② سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی النهی للحاقن الخ، رقم: ۶۱۸۔ قال الشیخ الالانی: صحیح۔

مسند احمد: ۲/ ۴۴۲۔

رقم : ۵۶۰۔ سنن ابوداؤد، رقم : ۸۹)..... ”جب کھانا حاضر ہو اور قضائے حاجت درپیش ہو تو نماز نہیں ہوتی۔“
 شرع نے یہ ممانعت اس لیے رکھی ہے کہ ان کی موجودگی میں خشوع خضوع نہیں رہتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں
 کی نماز کی یہ صفت بیان کی ہے: ﴿الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾ (المومنون : ۲)..... ”وہ اپنی نمازوں میں
 خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں۔“

پیشاب پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز پڑھے گا تو اس کا دل نماز کی طرف نہیں ہوگا بلکہ اپنی حاجت کی طرف ہوگا۔
 صحیح بخاری میں ہے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آدمی کے سمجھ دار ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنی
 حاجت پوری کرے تاکہ اپنی نماز پر متوجہ ہو اور اس کا دل فارغ ہو۔

اگر کوئی اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس کو پیشاب پاخانہ کی حاجت ہو تو کیا اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟
 جمہور علماء کا کہنا ہے کہ نماز ہو جائے گی، لیکن کامل نہیں ہوگی۔ اس لیے اسے دوبارہ پڑھنا مستحب ہے، جبکہ اہل ظاہر کہتے
 ہیں: نماز نہیں ہوتی۔ شیخ عبداللہ بسام رحمہ اللہ نے جمہور کے موقف کو ترجیح دی ہے۔ (توضیح الاحکام : ۱۰۳/۲)
 [۴۷۵/۹۹]..... أَخْبَرَنَا النَّصْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنِي حَكِيمُ الْأَثَرِ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ
 الْهَجِيمِيِّ.....

عن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَتَى
 كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ أَوْ أَتَى حَائِضًا أَوْ
 أَتَى امْرَأَةً فِي ذُبُرِهَا فَقَدْ بَرَّءَ مِمَّا أَنْزَلَ عَلَى
 مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ①
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،
 آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی کاہن کے پاس آئے
 اور اس کی بات کی تصدیق کرے، یا حائضہ سے جماع
 کرے، یا عورت سے اس کی پشت میں جماع کرے تو
 ایسا شخص محمد (ﷺ) پر نازل ہونے والی شریعت سے لا
 تعلق ہے۔“

نوٹ: (۱) کاہن کی تعریف: کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو کائنات کے بارے میں مستقبل کی خبریں
 بتائے اور راز و اسرار کو جاننے کا دعویٰ کرے۔ (لسان العرب : ۳۶۳/۱۳)

ازہری نے کہا ہے: عرب میں کہاوت کا وجود سیدنا محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے تھا، جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی
 اور شہاب ستاروں کے ذریعے آسمان پر پہرے لگا دیئے گئے اور شیاطین و جنات کو چوری چھپے آسمان کی خبریں سننے اور

① سنن ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الکھان، رقم : ۳۹۰۴۔ قال الالبانی : صحیح . سنن ترمذی، ابواب
 الطہارة، باب ماجاء فی کراہیة اتیان الحائض، رقم : ۱۳۵۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم : ۶۳۹۔ سنن دارمی، رقم :
 ۱۱۳۶۔ مسند احمد : ۲ / ۴۰۸.

انہیں کاہنوں تک پہنچانے سے روک دیا گیا، تو کہانت کا علم باطل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے کاہنوں کے باطل و کذب کو فرقان حمید کے ذریعے جس سے اللہ تعالیٰ حق و باطل میں فرق کرتا ہے، ناپید کر دیا۔ (لسان العرب: ۱۳/۲۶۳)

’کتاب التوحید‘ میں ہے: کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو آئندہ کے حالات کے بارے میں خبر دے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو دل کی بات بتائے۔ (حاشیہ کتاب التوحید عبد الرحمن بن محمد ص: ۲۰۶)

شیخ عبدالعزیز ابن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سوال کرنا ناجائز ہے۔ اور ان کی تصدیق کرنا اور بھی سخت گناہ اور حرام ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کفر کے ضمن میں آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’جو شخص کاہن کے پاس آئے اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔‘

(مسلم، کتاب السلام، باب تحريم الكهانة و ايتان الكهان)

(۲)..... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا دوران حیض عورت سے ہم بستری کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ﴾ (البقرة: ۲۲۲)..... ’حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب مت جاؤ۔‘

حیض کی حالت میں ہم بستری کرنا شرعی طور پر بھی جائز نہیں اور طبعی لحاظ سے بھی جائز نہیں، اگر کوئی ہم بستری کر لے تو ایسے شخص کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ)) (سنن ابوداؤد، رقم: ۲۶۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۶۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۶۴۰) ’وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔‘

(۳)..... یہ بھی معلوم ہوا عورت کی دبر میں ہم بستری کرنا بھی حرام ہے۔ اور اس میں عمل قوم لوط سے بھی مشابہت ہوتی ہے، قوم لوط کا جو انجام ہوا، اس کا تذکرہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر موجود ہے۔

(دیکھئے: سورة الشعراء: ۱۶۰ تا ۱۷۵ اور سورة القمر: ۳۳-۳۴)

مذکورہ بالا حدیث کے آخر میں ہے کہ جو یہ کام کرے گا ایسا شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے لاطعلق ہے۔ لہذا مسلمانوں کو ایسے کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

[۵۲۱/۱۰۰]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ، فِيمَا قَرَأَ عَلَيْهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَلَيْسَتْ تَبْرًا وَمَنْ اسْتَجَمَرَ فَلَيْتَبْرٌ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ’جو شخص وضو کرے تو وہ ناک جھاڑے، اور جو ڈھیلوں کے ساتھ استنجا کرے تو وہ طاق عدد میں

① مسلم، باب الايتان الاستنثار والاستجمار، رقم: ۲۳۸.

ڈھیلے استعمال کرے۔“

..... دیکھئے فوائد نمبر ۸۰/۳۲۵۔

[۵۴۰/۱۰۱]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ.....
عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ مَعُوذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: سِيدَةُ رُبَيْعِ بِنْتِ مَعُوذِ بْنِ عَفْرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمَّا بَيَّانَ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ بَرَقَ فِي يَدِي مِصْبَاةً فَتَوَضَّأْتُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا فَوَضَعْتُ لَهَا الْمِصْبَاةَ فَتَوَضَّأْتُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَأَمْسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ. ①

سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ کے لیے پانی کا بڑا برتن رکھا گیا، آپ نے تین تین بار اعضاء وضو دھوئے اور دو بار سر کا مسح کیا۔

..... مذکورہ حدیث میں ہے سر کا مسح دو بار کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے: ”مَسَّحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً“..... ”سر کا مسح ایک مرتبہ کیا“ (صحیح ترمذی، رقم: ۴۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۵۶)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے ”نبی ﷺ نے تین مرتبہ اپنے سر کا مسح کیا۔“ (صحیح ابوداؤد، رقم: ۱۰۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اسے دو سندوں سے روایت کیا ہے جن میں سے ایک کو تین مرتبہ سر کے مسح کے متعلق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں صحیح کہا ہے اور (واضح رہے کہ) ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ (فتح الباری: ۱/۳۱۲)

امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ مسح بھی بقیہ اعضاء کی طرح تین مرتبہ کرنا مستحب ہے۔ (کتاب الام: ۱/۲۶)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تین مرتبہ مسح کی احادیث اگر صحیح ہوں تو ان کا معنی یہ ہوگا کہ جو شخص زیادہ مسح کرنا چاہے وہ زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ مسح کر سکتا ہے اور اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ تین مرتبہ مسح کرنا بہر صورت لازم ہے۔ (فتح الباری: ۱/۳۹۹)

راج یہی ہے کہ وضو، میں ایک مرتبہ مسح کرنا واجب ہے جبکہ دو، یا تین مرتبہ کرنا سنت و مستحب ہے۔ واللہ اعلم

[۵۴۱/۱۰۲]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى الرَّبِيعِ بْنِ مَعُوذِ بْنِ عَفْرَاءَ فَقَالَتْ: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، قَالَتْ: فَمَنْ

عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب نے بیان کیا، میں سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا تو انہوں نے کہا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہوں، انہوں نے فرمایا: تمہاری ماں کون ہیں؟ میں

① سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب صفۃ وضوء النبی ﷺ، رقم: ۱۲۶۔ سنن ترمذی، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء انہ یبدا بموخر الراس، رقم: ۳۳۔ قال الشیخ الالبانی: حسن۔

نے کہا: ریبطہ بنت علی یا فلانہ بنت علی، تو انہوں نے فرمایا: بھتیجے! خوش آمدید، میں نے کہا: میں آپ کے ہاں آیا ہوں تاکہ آپ سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے متعلق پوچھوں، انہوں نے فرمایا: ہاں، رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے، آپ نے اس برتن سے وضو کیا، یا اس جیسے برتن سے، اور وہ مگہ (تقریباً دس چھٹانک) کے برابر ہے، آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر کھلی کی، ناک جھاڑا، اور تین بار چہرہ دھویا، پھر تین تین بار ہاتھ دھوئے، پھر دوبار سر کا مسح کیا، کانوں کی اندرونی اور بیرونی جانب سے مسح کیا، پھر تین تین بار پاؤں دھوئے، پھر فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے ہاں آئے تو انہوں نے اس حدیث کے متعلق مجھ سے پوچھا، تو میں نے انہیں بتایا، تو انہوں نے فرمایا: لوگ صرف غسل (دھونے) ہی کو مانتے ہیں، جبکہ ہم اللہ کی کتاب میں مسح کرنا پاتے ہیں، یعنی پاؤں پر۔

أُمَّكَ؟ فَقُلْتُ: رِبْطَةُ بِنْتُ عَلِيٍّ أَوْ فُلَانَةُ بِنْتُ عَلِيٍّ، فَقَالَتْ: مَرَحَبًا بِكَ يَا ابْنَ أَخِي، فَقُلْتُ: جِئْتُكَ أَسْأَلُكَ عَنْ وُضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: نَعَمْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلُنَا وَيَزُورُنَا، فَتَوَضَّأَ فِي هَذَا الْإِنَاءِ، أَوْ فِي مِثْلِ هَذَا الْإِنَاءِ، وَهُوَ نَحْوُ مِنْ مُدٍّ، قَالَتْ: فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَمَضَّمَصَّ، وَاسْتَنْشَرَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ، وَمَسَحَ بِأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَتْ: إِنَّمَا ابْنُ عَبَّاسٍ دَخَلَ عَلَيَّ فَسَأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: يَا بِي النَّاسُ إِلَّا الْغَسْلَ، وَنَجِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ الْمَسْحَ عِنِّي: عَلَى الْقَدَمَيْنِ. ①

نوٹ:..... (۱) مذکورہ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے مد کے برابر پانی سے وضوء کیا۔ مد ایک پیمانہ ہے جو کم و بیش دو رطل کے برابر اور جدید وزن کے مطابق تقریباً ۶ سوگرام بنتا ہے۔ اتنے کم پانی سے وضوء کرنے کا آپ ﷺ کا مقصد امت کو پانی کے ضیاع سے اجتناب کی ترغیب دلانا تھا۔

(۲)..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا سر کے علاوہ بقیہ اعضاء تین تین مرتبہ دھونے مستحب ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ((تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ لِهِنَّ مَرَّةً مَرَّةً)) (بخاری، رقم: ۱۵۷۷۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۳۸۰)..... ”رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک مرتبہ (اعضاء دھو کر) وضوء کیا۔“

سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ)) (بخاری، کتاب

① بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، رقم: ۱۵۹۔ مسلم، کتاب الطہارة، باب صفة الوضوء وکماله، رقم: ۲۲۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۰۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۸۔

الوضوء، رقم: ۱۵۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۲)..... ”نبی معظم ﷺ نے دو دو مرتبہ وضوء کیا۔“

مذکورہ بالا حدیث میں تین تین کا تذکرہ ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ایک ایک مرتبہ دھونا، فرض جبکہ تین تین مرتبہ اعضائے وضوء کو دھونا بالاجماع سنت ہے۔

(شرح مسلم للنووی: ۱۰۸/۲)

لیکن تین سے زیادہ کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدنا عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے: ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر سوال کرنے لگا تو آپ ﷺ نے اسے تین تین مرتبہ (وضوء کر کے) دکھایا اور فرمایا: ”یہ وضوء ہے اور جس نے اس پر زیادتی کی تو بے شک اس نے برا کیا، حد سے تجاوز کیا اور ظلم کیا۔“ (سنن ابوداؤد، رقم: ۱۳۵)

مذکورہ حدیث کے آخر میں جو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ پاؤں پر مسح کرنا۔ یہ صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دیہاتی سے ارشاد فرمایا: ”اس طرح وضوء کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے، پھر آپ ﷺ نے اسے وضوء کا طریقہ بتلایا اور اس میں ہے کہ پاؤں بھی دھوئے۔“ (صحیح ابن ماجہ، رقم: ۵۳۹)

جمہور کا موقف یہی ہے کہ پاؤں دھونا واجب ہیں۔ (نیل الاوطار: ۱/۲۶۱)

[۵۵۰/۱۰۳]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ.....

عَنْ قَابُوسَ بْنِ الْمُخَارِقِ، أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ أُمُّ الْفَضْلِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرِنِي ثَوْبَكَ كَيْمَا أَعْسِلَهُ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أُمَّ الْفَضْلِ، إِنَّمَا يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ. ①

قابوس بن مخارق سے روایت ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی گود میں تھے، انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا، تو ام الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اپنا کپڑا مجھے دیں تاکہ میں اسے دھو دوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ام الفضل! لڑکی کا پیشاب دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے۔“

[۵۵۱/۱۰۴]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، (أَوْ غَيْرُهُ) عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَابُوسَ بْنِ الْمُخَارِقِ.....

عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ: أَخَذَ رَسُولُ

لبابہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے

① سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب بول الصبی یصیب الثوب، رقم: ۳۷۵۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی بول الصبی، رقم: ۵۲۲۔ قال الشيخ الالبانی: حسن صحیح۔ مسند احمد: ۶/۳۳۹۔

حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو لیا اور انہیں اپنی گود میں بٹھالیا، انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اپنا ازار مجھے دیں تاکہ میں اسے دھو دوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے، اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔“

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ فَوَضَعَهُ فِي حَجْرِهِ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَعْطِنِي إِزَارَكَ كَيْ أَغْسِلَهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ، وَيُنْضَحُ بَوْلُ الْعَلَامِ. ①

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا شیر خوارگی کی عمر میں لڑکے اور لڑکی کے پیشاب کا حکم مختلف ہے۔ اگر شیر خوار بچہ کپڑے پر پیشاب کر دے تو کپڑا دھونا ضروری نہیں اگر بچی کرے تو کپڑا دھونا چاہیے۔ اس سے حنفیہ اور مالکیہ کے موقف کی بھی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں: دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی دونوں کے پیشاب والے کپڑے کو دھونا ضروری ہے۔ لیکن چھینے مارنا صرف اسی وقت تک کفایت کرے گا جب تک بچہ دودھ پر اکتفاء کرتا ہے۔ سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک وہ دونوں کھانا نہ کھاتے ہوں۔ جب کھانا کھانے لگ جائیں تو دونوں کا پیشاب دھویا جائے۔ (سنن ابوداؤد، رقم: ۳۷۸)

دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر چھینے مارنے کی جو رخصت ہے اس میں حکمت کیا ہے۔ اصل حکمت تو اللہ ذوالجلال ہی جانتے ہیں، تاہم سنن ابن ماجہ میں ہے ابوالیمان مصری بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیث نبوی کے متعلق سوال کیا (جس میں یہ حکم ہے کہ) لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے اور لڑکی کے پیشاب سے کپڑا دھویا جائے (میں نے پوچھا: اس فرق کی کیا وجہ ہے جب کہ) دونوں پیشاب ایک ہی چیز ہیں؟ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے ہے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے ہے۔ پھر کہا: سمجھ گئے؟ میں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو (انہیں مٹی اور پانی سے پیدا کیا اور) حوا علیہا السلام ان کی چھوٹی پوسلی سے پیدا ہوئیں، گویا لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے وجود میں آیا ہے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے، اب سمجھ گئے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تجھے اس (علم و فہم) سے فائدہ دے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۵۲۵)

[۱۰۵/۵۵۲]..... أَخْبَرَنَا الْمَلَانِيُّ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ رُسْتَمٍ، عَنْ أَبِي يَزِيدَ الْمَدَنِيِّ قَالَ.....

قَالَتْ أُمُّ أَيِّمَنَ قَالَ: نَاوِلِينِي الْحُمْرَةَ، قِيلَ: مَنْ؟ قَالَتْ: النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: إِنَّ حَيْضَتِكَ

ام ایمن (برکہ بنت ثعلبہ) رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے چٹائی پکڑا دو۔“ انہوں نے عرض کیا: میں حیض کی حالت میں ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا

لَيْسَتْ فِي يَدِكَ ①۔ حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں۔“

حواشی: سنن ابن ماجہ میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”مجھے مسجد میں سے مصلیٰ اٹھا دو“ میں نے عرض کیا: میں حیض سے ہوں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔“ (ابن ماجہ، رقم: ۶۳۲)

ذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عورت حالت حیض میں کسی کپڑے کو پکڑ لے یا کھانا پکائے، یا اگر وہ پانی پیے تو وہ چیزیں نجس نہیں ہوتیں۔

[۶۰۹/۱۰۶]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، نَا الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ.....
عَنْ مَيْمُونَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ، فَيَصِيبُ تَوْبِي ثِيَابَهُ إِذَا سَجَدَ، وَأَنَا حَائِضٌ. ②
سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں تھی، جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو میرا کپڑا آپ کے کپڑے کو لگ جاتا، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

حواشی: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی چیز حائضہ کو لگ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتی، یہ سختی اس امت میں نہیں ہے جیسا کہ یہودیوں کا نظریہ تھا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودیوں میں جب کوئی عورت حائضہ ہو جاتی تو وہ اس کے ساتھ کھانا پینا اور گھروں میں میل جول رکھنا چھوڑ دیتے تھے۔ صحابہ کرام نے نبی معظم ﷺ سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ﴾ (البقرة: ۲۲۲/۲) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ان سے ہر طرح کا فائدہ اٹھا سکتے ہو، البتہ جماع وہم بستی نہیں کر سکتے۔“

(مسلم، رقم: ۳۰۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۵۸)

[۶۲۴/۱۰۷]..... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، نَا الْحَارِثُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ.....
عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ مِنَ الْجَنَابَةِ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُوسَهُنَّ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لَقَدْ كَلَّفَهُنَّ، تَعَبًا شَدِيدًا، أَفَلَا
عبید بن عمیر نے بیان کیا، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما خواتین کو حکم دیا کرتے تھے کہ جب وہ غسل جنابت کریں تو اپنے سر کے بال کھول لیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے تو انہیں بڑی مشقت میں مبتلا

① مسلم، کتاب الحيض، باب جواز غسل راس زوجها الخ، رقم: ۲۹۸۔ سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب في الحائض تناول من المسجد، رقم: ۲۶۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۴۔ مسند احمد: ۶/ ۴۵۔

② بخاری، کتاب الحيض، باب الصلاة على النساء..... رقم: ۳۳۳۔ مسلم، رقم: ۵۱۳۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۷۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۶۵۳، ۶۵۲۔

یَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُؤُسَهُنَّ؟ لَقَدْ كُنْتُ
 أَعْتَسِلُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ، فَمَا أَزِيدُ عَلَى
 ثَلَاثِ أَفْرَاعَاتٍ. ①

کر دیا ہے، وہ انہیں سر مونڈ ڈالنے کا حکم کیوں نہیں دے
 دیتے؟ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک برتن سے
 غسل کیا کرتی تھی، پس میں صرف تین لپ پانی ہی ڈالا
 کرتی تھی۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عورت نے اگر بالوں کو مینڈیوں کی صورت میں باندھا ہو تو غسل
 جنابت میں انہیں کھولنا ضروری نہیں، لیکن اگر بال ڈھیلے ڈھالے باندھے ہوں یا کھلے ہوں تو بالوں کو اچھی طرح دھونا چاہیے۔
 سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بالوں کو باندھ لیتی
 ہوں، تو کیا میں غسل جنابت کے لیے انہیں کھولوں؟ اور ایک روایت میں غسل حیض کا ذکر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
 ”نہیں تمہیں صرف اتنا ہی کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین چلو پانی ڈال لو۔“ (مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۳۰)

اس میں غسل حیض کا بھی تذکرہ ہے۔ ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ سے غسل حیض کے لیے مینڈیاں کھولنے
 کا حکم منقول ہے۔ (سلسلة الصحيحه، رقم: ۱۸۸)

ان دونوں متعارض روایات کے درمیان امام صنعانی نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ غسل حیض کے لیے مینڈیاں
 کھولنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (سبل السلام: ۱۹۹/۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس حدیث میں مینڈیاں کھولنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کا ظاہر تو وجوب پر ہی
 دلالت کرتا ہے۔ (فتح الباری: ۴۱۸/۱)

[۶۳۴/۱۰۸]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَشْعَثِ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ.....
 عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ. ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ
 کے سر کے بالوں میں کنگھی کیا کرتی تھیں، جبکہ وہ حائضہ
 ہوتی تھیں۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ایام حیض میں عورت سے خدمت لی جاسکتی ہے۔

[۶۳۵/۱۰۹]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا ابْنَ أَبِي ذَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ أَبِي سَلَمَةَ،
 عَنْ أَبِي سُوَيْبَانَ، (ابن) سَعِيدِ بْنِ الْأَخْنَسِ.....

① مسلم، کتاب الحيض، باب حكم صفائر المغتسله، رقم: ۳۳۱۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۶۰۴۔ مسند احمد: ۴۳/۶۔
 ② بخاری، کتاب الحيض، باب غسل الحائض راس زوجها وترجله، رقم: ۲۹۵۔ مسلم، کتاب الحيض، باب
 جواز غسل راس زوجها الخ، رقم: ۲۹۷۔ سنن ابو داود، رقم: ۲۴۶۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۶۳۳۔

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. ①

نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز کو آگ نے چھوا ہو (آگ پر پکی ہو) اس (کے کھانے پینے) سے وضو کرو۔“

نوٹ:..... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی معظم ﷺ کو بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کر کھاتے ہوئے دیکھا، پھر نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور چھری کو پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا۔

(بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۰۸۔ اسی طرح دیکھئے حدیث نمبر: ۶۵۲)

بظاہر دونوں احادیث میں تعارض نظر آتا ہے۔ لیکن پہلی روایت منسوخ اور دوسری ناسخ ہے۔ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ترک کر دینا ہی رسول اللہ ﷺ کے دونوں معاملات میں سے آخری تھا۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۹۲۔ سنن نسائی، رقم: ۱۸۵۔ صحیح ابوداؤد، رقم: ۱۷۷)

[۶۵۲/۱۱۰]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ.....

عَنْ هِنْدَ بِنْتِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ عَمَّتِهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ مِنْ كَنْفِ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأ. ②

سیدنا ابن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنی پھوپھی سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کی دسی کا گوشت کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

نوٹ:..... (۱) معلوم ہوا بکری کا گوشت کھانا مننون ہے۔

(۲)..... آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں۔

[۶۷۹/۱۱۱]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ.....

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: كُنَّا لَا نَرَى التَّرِيَّةَ شَيْئًا: سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ہم (حیض سے پاک ہونے کے بعد) سفید، میالے اور زرد رنگت والے پانی کو

① مسلم، کتاب الحيض، باب الوضوء مما مسَّت النار، رقم: ۳۵۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۹۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۷۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۸۵۔

② بخاری، کتاب الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق، رقم: ۲۰۸۔ مسلم، کتاب الحيض، باب نسخ الوضوء مما مسَّت النار، رقم: ۳۵۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۸۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸۳۶۔

③ بخاری، کتاب الحيض، باب الصفرة والكدرۃ فی غير ايام الحيض، رقم: ۳۲۶۔ سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب المرأة ترى الكدرۃ والصفرة الخ، رقم: ۳۰۷۔ سنن نسائی، رقم: ۳۶۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۶۴۷۔

کچھ نہیں سمجھتی تھی۔

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا انقطاع حیض کے بعد اگر عورت کی شرمگاہ سے کوئی مادہ خارج ہو تو اسے حیض شمار نہیں کیا جائے گا خواہ وہ گد لے یا زرد رنگ کا ہو یا کسی اور رنگ کا۔ سید سابق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”ایام حیض میں پیلے یا مٹیالے رنگ کا خون حیض سمجھا جائے گا لیکن دیگر ایام میں اسے حیض نہیں سمجھا جائے گا۔“

(فقہ السنہ)

جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ طہر کے بعد اگر مٹیالے یا زرد رنگ کا پانی آئے تو وہ حیض نہیں ہے لیکن ایام حیض میں اس کا آنا حیض ہی ہوگا۔

(نیل الاوطار: ۱/ ۴۰۲)

[۷۰۴/۱۱۲]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ.....

عَنْ النُّعْمَانَ بْنِ خَرْبُوذٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ صَبِيَّةَ الْجُهَيْنِيَّةَ تَقُولُ: رَبَّمَا اخْتَلَفَتْ يَدِي وَيَدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ. ①

نعمان بن خربوذ نے بیان کیا، میں نے ام صبیہ جہنیہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے ہوئے سنا: بسا اوقات ایک ہی برتن میں سے وضو کرتے ہوئے میرا ہاتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ایک دوسرے سے ٹکراتا۔

فوائد: ممکن ہے مذکورہ بالا واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہو یا ممکن ہے ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسا رشتہ ہو جس کی وجہ سے پردہ واجب نہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ام صبیہ کا اصل نام خولہ بنت قیس تھا۔

[۷۳۷/۱۱۳]..... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ بُرْدَ بْنَ سِنَانَ يُحَدِّثُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.....

عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مِحْصَنِ أَخْتِ عُكَّاشَةَ بِنِ مِحْصَنِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابِنِ لَهَا فِي التَّنْدِي فَوَضَعَتْهُ فِي حِجْرِهِ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَأَخَذَ مِنْ قَعْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ، وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ.

سیدنا عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا اپنے شیر خوار بیٹے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور اسے آپ کی گود میں بٹھا دیا، اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، تو آپ نے اپنے ہاتھوں میں پانی لے کر اس (جگہ) پر ڈال دیا، اور اس پر کچھ اضافہ نہ فرمایا۔

① بخاری، کتاب الوضوء، باب وضوء الرجل مع امراته الخ، رقم: ۱۹۳۔ سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء بفضل وضوء المرأة، رقم: ۷۸۔ مسند احمد: ۶/ ۳۶۶۔

[۷۴۵/۱۱۴]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ كَلَيْبِ أَبِي مَعْشَرٍ.....
 عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانُوا يَسْتَجِبُونَ السَّوَاكَ إِبْرَاهِيمَ نَخَعِي نَكَتَ نِي فِي بِيَانِ كِيَا، وَه (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)
 بَعْدَ الْوُتْرِ قَبْلَ الرَّكَعَتَيْنِ. ①
 کے شاگرد) دو رکعتوں سے پہلے وتر کے بعد مسواک کرنا
 پسند کرتے تھے۔

نوٹ:..... معلوم ہوا زیادہ سے زیادہ مسواک کرنی چاہیے۔ بالخصوص عبادات کے وقت تاکہ منہ کی صفائی
 ہو اور فرشتوں کو اذیت نہ پہنچے۔

[۷۴۷/۱۱۵]..... وَقَدْ قَالَ الْمُغِيرَةُ، عَنْ مَوْلَى لِحْسَنِ.....
 عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ كَانَ يَسْتَاكُ الْبُوعْبِيدَةَ بِنَ عَبْدِ اللَّهِ سَ مِنْ رَوَايَتِ هِيَ كَهْ وَه وَرَ كَ بَعْدَ دَو
 بَعْدَ الْوُتْرِ، قَبْلَ الرَّكَعَتَيْنِ. ②
 رکعتوں سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔

[۷۵۲/۱۱۶]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، نَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُؤُسٍ.....
 عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ، فَقَالَ إِنَّهُمَا
 لِيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْسِي بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا
 الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْسِبِ
 رُطْبٍ، فَشَقَّهُ بِإِثْنَيْنِ، ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا، وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا وَقَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ
 يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَبْسَا. ③
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو
 قبروں کے پاس سے گزرے، تو فرمایا: ”ان دونوں کو
 عذاب دیا جا رہا ہے، اور انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے
 عذاب نہیں دیا جا رہا، ان میں سے ایک چغتل خور تھا، جبکہ
 دوسرا اپنے پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا۔“ پھر رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی سبز شاخ منگوائی، اس کے دو حصے
 کیے، پھر ایک اس پر گاڑ دیا اور ایک اس پر، اور فرمایا:
 ”امید ہے جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی ان سے عذاب
 کم کر دیا جائے گا۔“

[۷۵۳/۱۱۷]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُؤُسٍ.....

① مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۱۳-۱۸۱۴۔ اسنادہ صحیح۔

② السابق۔

③ بخاری، کتاب الوضوء، باب ماجاء فی غسل البوم، رقم: ۲۱۸۔ مسلم، کتاب الطہارة، باب الدلیل علی نجاسة البول الخ، رقم: ۲۹۲۔ سنن ابوداؤد، کتاب الطہارة، رقم: ۲۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۷۰۔ سنن نسائی، رقم: ۳۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۴۹۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۵۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: "ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور انہیں کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں ہو رہا، پھر فرمایا: "ہاں ان میں سے ایک۔" راوی نے حدیث سابق کے مثل ذکر کیا۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا لِيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، ثُمَّ قَالَ: بَلَى، أَمَا أَحَدُهُمَا، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. ①

[۷۵۴/۱۱۸]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ.....

عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ. ②

مجاہد رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی مانند ذکر کیا۔

[۸۷۱/۱۱۹]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، نَا مَنْصُورٌ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ مکہ یا مدینہ کے کسی باغ کے پاس سے گزرے، تو آپ ﷺ نے دو انسانوں کی آواز سنی کہ انہیں قبروں میں ان کو عذاب ہو رہا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور انہیں کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں ہو رہا: ان میں سے ایک چغل خور تھا، جبکہ دوسرا پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا، پھر آپ نے کھجور کی ایک تازہ شاخ لی اور اس کے دو حصے کر کے ہر قبر پر ایک ایک حصہ رکھ دیا، آپ سے عرض کیا گیا، اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے یہ کیوں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہو سکتا ہے جب تک یہ خشک نہ ہوں ان دونوں کے عذاب میں تخفیف کی جائے۔"

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ مَكَّةَ أَوْ الْمَدِينَةَ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قَبْرَيْهِمَا فَقَالَ: إِنَّهُمَا لِيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ: كَانَ أَحَدُهُمَا يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، وَالْآخَرُ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً فَكَسَرَهَا كَسْرَتَيْنِ، فَجَعَلَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كَسْرَةً، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ فَقَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَبْسَسَا، أَوْ إِلَى أَنْ يَبْسَسَا. ③

نوٹ:..... (۱) مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا قبر کا عذاب برحق ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نماز میں قبر کے عذاب سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) الخ عذاب جس وجہ سے ہو رہا تھا فرمایا: "وہ بڑے گناہ نہیں تھے" اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ چھوٹے گناہ ہیں مطلب یہ کہ ان کے نزدیک یہ گناہ بڑے نہیں تھے وہ ان کو معمولی سمجھتے تھے یا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ معمولی سی بھی احتیاط کرتے تو

③ السابق.

② السابق.

① السابق.

ان دونوں کاموں سے بچ سکتے تھے لیکن انہوں نے ان پر پرہیز نہ کیا۔ چغل خور کے متعلق ہے کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔
(۲)..... پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا۔ سنن ابی داؤد کے الفاظ ہیں: ((لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ))

”پیشاب سے نہ بچتا تھا۔“ یہاں بھی یہی معنی مراد ہے۔ (ابوداؤد، رقم: ۲۰)

معلوم ہوا پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا چاہیے اور پردہ کر کے بیٹھنا چاہیے۔ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا اور بے پردہ بیٹھ کر پیشاب کرنا عذاب قبر کا باعث ہے۔

[۱۲۰/۸۳۰]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّهُ.....

سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ وَوَاتَى بَطْعَامٍ، فَقِيلَ لَهُ: أَلَا تَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: لِمَ أَصَلِّي فَأَتَوَضَّأُ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، پس آپ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور عرض کیا گیا: کیا آپ وضو نہیں فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”کیوں؟ نماز پڑھوں گا تو وضو کر لوں گا۔“

[۱۲۱/۸۳۱]..... أَخْبَرَنَا النَّصْرُ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ.....

عمر نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے۔ ②

..... معلوم ہوا کھانا کھانے کے لیے وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ اور معلوم ہوا کہ جو پابندی شریعت نے نہیں لگائی خواہ مخواہ اپنے اوپر وہ پابندیاں نہیں لگانی چاہئیں۔ ہر وقت با وضو رہنا اچھا ہے لیکن ضروری نہیں۔ ضروری نماز کے لیے ہے۔

[۱۲۲/۸۷۵]..... أَخْبَرَنَا (جَرِيرٌ)، عَنْ مُسْلِمِ الْأَعْوَرِ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْلَا أَنْ تَضَيَّعُوا، لَأَمَرْتُكُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم ضائع نہ کر دیتے تو میں ہر نماز کے وقت سواک کرنے کا تمہیں حکم دیتا۔“

① مسلم، کتاب الحيض، باب جواز اكل المحدث الطعام الخ، رقم: ۳۷۴۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۷۶۰۔ سنن ترمذی، رقم، رقم: ۱۸۴۷۔ سنن نسائی، رقم: ۱۳۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۲۶۱۔ مسند احمد: ۲/۲۸۲۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۱/ ۴۲۔

② السابق.

③ اسنادہ ضعیف له شواهد صحيح۔ بخاری، کتاب الجمعة، باب السواک يوم الجمعة، رقم: ۸۸۷۔ مسلم، کتاب الطهارة، باب السواک، رقم: ۲۵۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۶۔

نوٹ: صحیح بخاری میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي أَوْ عَلَى النَّاسِ لَا مَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ)) (بخاری، رقم: ۸۸۷)..... "اگر مجھے اپنی امت یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لیے ان کو مسواک کا حکم دیتا۔"

معلوم ہوا ہر نماز کے لیے مسواک کرنا مشروع ہے، واجب نہیں۔ معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لیے انتہائی شفیق اور مہربان تھے۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہر نماز سے قبل مسواک کریں کیونکہ مسواک کرنے کی وجہ سے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مسواک کر کے پڑھی جانے والی نماز بغیر مسواک کے پڑھی جانے والی نماز سے ستر گنا بڑھ جاتی ہے۔ (صحیح ابن حزم، رقم: ۱۳۷)

شیخ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو مختلف شواہد کی بنا پر حسن لغیرہ قرار دیا ہے۔

(تسبیل الوصول الی تخریج احادیث صلاۃ الرسول، ص: ۸۴)

[۹۱۸/۱۲۳]..... أَخْبَرَنَا (عرعرہ بن البرند السامی)، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ عَطَاءٍ.....
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا تَتَّ دَاجِنٌ لِحَا لَيْتِهَا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ان کی خالہ کی بکری
فَالْقَوْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ فوت ہوگئی تو انہوں نے اسے باہر پھینک دیا، تو رسول
وَسَلَّمَ إِلَّا اِنْتَفَعْتُمْ بِهَايَهَا؟^① اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اس کے چمڑے سے فائدہ
کیوں نہ اٹھا لیا؟"

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مردار کے چمڑے سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کے چمڑے کو رنگا جائے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے۔ "چمڑے کو جب رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔"

(مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۶۶۔ سنن ابوداود، کتاب اللباس، رقم: ۴۱۲۳)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حرام جانور کے چمڑے کو رنگنے سے وہ پاک ہو جاتا ہے یا صرف حلال جانور کا چمڑا ہی پاک ہوگا۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں: ((أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِعَ فَقَدْ طَهَّرَ)) (سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۶۰۹)
"جو بھی چمڑا رنگ دیا جائے وہ پاک ہو جاتا ہے۔"

امام شافعی اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہما کا کہنا ہے کہ کتے اور خنزیر کے علاوہ باقی ہر جانور کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

① مسلم، کتاب الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالذباغ، رقم: ۳۶۳۔ سنن ابوداود، رقم: ۴۱۲۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۷۲۷۔ سنن نسائی، رقم: ۴۲۳۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۶۱۱، ۳۶۱۲۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ خنزیر کے علاوہ (کتے سمیت) سب جانوروں کا چمڑہ پاک ہو جاتا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ رنگنے سے کوئی چمڑہ بھی پاک نہیں ہوتا۔ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے اور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کا چمڑہ پاک نہیں ہوتا۔ امام داؤد ظاہری اور اہل ظاہر کا موقف یہ ہے کہ چمڑہ خواہ کتے کا ہو یا خنزیر کا حدیث کے عموم کی وجہ سے ہر جانور کا چمڑہ پاک ہو جاتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ۲ / ۲۹۰۔ نیل الاوطار: ۱ / ۱۱۵۔ سبیل السلام: ۱ / ۴۴)



کتاب الصلوة

نماز کے احکام و مسائل

[۴/۱۲۴]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرَمٍ.....

عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَلَاةُ الْفَجْرِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ شُعَاعِ الشَّمْسِ، فَذَكَرَ الْمَوَاقِيتَ كُلَّهَا، وَزَعَمَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الْأُولَى وَالْعَصْرَ ثَمَانِي سَجَدَاتٍ قَالَ: وَسُئِلَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ، فَقَالَ: زَعَمَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَافَرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَكُلُّهُمْ كَانَ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ مِنْ حِينَ يَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى يَرْجِعَ فِي الْمَسِيرِ وَالْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ، قَالَ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رَسُولُ

سیدنا جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے نمازوں کے اوقات کے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فجر کی نماز کا وقت طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے، پھر انہوں نے تمام نمازوں کے اوقات ذکر کیے۔ پھر فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں پہلی (نماز ظہر) اور نماز عصر آٹھ رکعتیں پڑھیں، راوی نے بیان کیا: جابر بن زید سے مسافر کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدینہ سے مکہ تک سفر کیا، وہ تمام حضرات مدینہ سے روانہ ہونے سے لے کر مکہ واپس آنے تک دوران سفر اور مکہ میں قیام کے دوران دو دو رکعتیں (نماز قصر) پڑھتے تھے، اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے مکہ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِمَكَّةَ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْهَجْرَةِ، فَلَمَّا أَتَى الْمَدِينَةَ فَرَضَتِ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ أَرْبَعًا، وَجَعَلَ صَلَاتَهُ بِمَكَّةَ لِلْمَسَافِرِ. ①

میں دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ پر چار رکعت نماز فرض کی گئی اور آپ کی مکہ والی نماز (دو دو رکعت) مسافر کے لیے مقرر کر دی گئی۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کا وقت طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے۔ صحیح مسلم میں ہے: ((وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ.)) (مسلم، رقم: ۶۱۲) ”نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔“

معلوم ہوا کہ فجر کی نماز کا وقت طلوع آفتاب تک ہے، اس کے بعد جو پڑھے گا وہ قضائی ہوگی۔ معلوم ہوا سفر میں نماز قصر کرنا مشروع ہے، بلکہ یہ اللہ ذوالجلال کی طرف سے رخصت ہے جیسا کہ اللہ ذوالجلال کا ارشاد ہے: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ﴾ (النساء: ۱۰۱) ”تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔“

یہ اللہ ذوالجلال کی طرف سے رخصت ہے اور اللہ ذوالجلال کی رخصتوں پر عمل کرنے والا آدمی اللہ ذوالجلال کو بڑا پیارا لگتا ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ کو اس کی دی ہوئی رخصتوں پر عمل کرنا اس طرح پسند ہے جیسے اسے یہ ناپسند ہے کہ اس کی نافرمانی والے کام کیے جائیں۔“

(مسند احمد: ۲/۱۰۸۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۹۱۸۸۶)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ کی سکھائی ہوئی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم دوران سفر صرف دو رکعت نماز ادا کریں۔

(صحیح سنن نسائی، رقم: ۴۴۳۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۹۴۶۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۶۶) انہی دلائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوران سفر قصر کو واجب کہا ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اور الشیخ عبدالرحمن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔ (السیل الجرار: ۱/۳۰۶۔ تحفة الاحوذی: ۳/۱۳۳)

یہ بھی معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ میں ہجرت سے قبل سفر و حضر میں دو دو رکعت نماز فرض تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ((أَلَا الْمَغْرِبَ فَإِنَّهَا وَتُرُّ النَّهَارَ وَالْأَلَا الصُّبْحَ فَإِنَّهَا تَطُولُ فِيهَا الْقِرَاءَةُ)) (مسند احمد: ۶/۲۴۱) ”سوائے مغرب کے کیونکہ وہ دن کے وتر ہیں اور سوائے صبح کی نماز کے کیونکہ اس میں قراءت لمبی کی جاتی ہے۔“

① سنن نسائی، کتاب المواقیب، باب الوقت الذي يجمع فيه المقيم، رقم: ۵۹۰۔ قال الالبانی: صحیح۔ ارواء الغلیل: ۳/۳۵۔

معلوم ہوا مغرب اور فجر کے علاوہ باقی نمازیں قصر ادا کرنی چاہئیں۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جب سفر شروع کرنا ہے شہر کی حدود سے نکلنے ہی قصر شروع ہو جائے گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کتنے سفر پر قصر ہوگی؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت پر (سفر کے لیے) نکلتے تو دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ (مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۶۸۱) اہل علم کہتے ہیں کہ میل کی مقدار تقریباً ۱۶۰۰ میٹر ہے۔

(توضیح الامام: ۵۳۹/۲)

اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ یہ نو میل بن جاتا ہے اہل علم نے احتیاطاً تین فرسخ یعنی نو میل کے لفظ کو ہی ترجیح دی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس میل یا فرسخ والی روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ صحیح ترین اور صریح ترین روایت اس مسئلہ میں یہی ہے۔ (فتح الباری: ۵۶۷/۲)

مذکورہ بالا روایت میں یہ بھی ہے کہ مکہ معظمہ پہنچ کر نبی معظم ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہما قصر پڑھتے۔ معلوم ہوا سفر میں دوران اقامت بھی نماز قصر کر کے ہی پڑھنی چاہیے۔ لیکن کتنے دن قیام کی نیت ہو تو دوران اقامت قصر درست ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ دس دن قیام کیا۔ بعض میں ۷ روز، بعض میں ۱۵ دن اور بعض میں ۱۹ دنوں کا تذکرہ ہے۔ (بخاری، رقم: ۱۰۸۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۲۳۰، ۱۳۳۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۷۵) امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو تردد پر محمول کیا ہے۔ اور جب تردد اور شک ہو تو جتنے روز بھی قیام کرے گا نماز قصر کر سکتا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما آذربائیجان کے علاقہ میں چھ ماہ تک حالت تردد میں دو رکعت نماز ادا کرتے رہے۔ (معرفۃ السنن والاثار للبيهقي: ۴/۲۷۴) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو شیخین کی شروط پر (صحیح) کہا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فارس کے علاقے میں دو سال تک قصر نماز ادا کرتے رہے۔ (تہذیب الاثار مسند عمر: ۲۵۷/۱) اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ تردد کی حالت میں انسان ہمیشہ قصر کر سکتا ہے۔ لیکن اگر انسان کو علم ہو کہ وہ اس علاقے میں اتنے روز قیام کرے گا، تو پھر کتنے دن قیام پر قصر کرے گا؟

امام مالک، امام شافعی، امام احمد رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ اگر چار دن قیام کا ارادہ ہو تو پہلے دن سے ہی مکمل نماز پڑھے گا اور اگر تین دن قیام کا ارادہ ہو تو پھر قصر کرے گا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ اگر پندرہ دن قیام کا ارادہ ہو تو مکمل پڑھے گا اور اگر اس سے کم کا ارادہ ہو تو قصر کرے گا۔ (کتاب الام: ۱/۳۱۹۔ المغنی: ۳/۱۴۸۔ الہدایۃ: ۱/۸۲)

جن علماء کا موقف ہے کہ تین دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو قصر جائز ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مہاجر کو (مٹی سے) واپسی پر (مکہ میں) تین دن رہنے کی اجازت ہے۔“

(بخاری، رقم: ۱۰۷۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۷۳)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ چار دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو نماز قصر کرے گا۔ (نیل الاوطار: ۲/ ۴۸۷) ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم چار ذوالحجہ کو مکہ میں داخل ہوئے اور پھر آٹھ کی صبح کو فجر کے بعد منیٰ روانہ ہو گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینہ واپسی تک قصر کی جاسکتی ہے۔

صحیح بخاری میں ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ (کوفہ سے سفر کے ارادے سے) نکلے تو اسی وقت نماز قصر پڑھنی شروع کر دی جبکہ ابھی کوفہ کے مکانات دکھائی دے رہے تھے۔ اور پھر واپسی پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ کوفہ سامنے ہے تو انہوں نے کہا: جب تک ہم شہر میں داخل نہ ہو جائیں نماز مکمل نہیں پڑھیں گے۔

(بخاری، کتاب تقصیر الصلاة: ۱۰۸۹)

[۱۴/۱۲۵]..... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُرَزَبِيِّ.....

ابو رافع نے بیان کیا: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی، تو انہوں نے سورہ الانشقاق پڑھی اور اس میں سجدہ تلاوت کیا، میں نے کہا: ابو ہریرہ! یہ سجدہ کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ”میں نے ابو القاسم رضی اللہ عنہ کے پیچھے یہ سجدہ کیا ہے، پس میں یہ سجدہ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ میں ان سے ملاقات کر لوں۔“

عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةِ، فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيهَا، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا هَذِهِ السَّجْدَةُ؟ فَقَالَ: سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ. ①

فوائد:..... مذکورہ حدیث سے سجدہ تلاوت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت نماز کے دوران بھی مسنون ہے خواہ نماز فرضی ہو یا نفلی۔

اہل علم کا سجدہ تلاوت کے حکم میں اختلاف ہے، جمہور اسے مستحب کہتے ہیں، جبکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اسے واجب کہتے ہیں۔ (سبل الاسلام: ۱/ ۴۸۱۔ کتاب الام: ۱/ ۲۵۲۔ بدایۃ المحتہد: ۱/ ۱۷۴) جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے، سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورہ نجم تلاوت کی تو آپ نے اس میں سجدہ تلاوت نہیں کیا۔ (بخاری، رقم: ۱۰۷۳۔ مسلم، رقم: ۵۷۷۔ سنن ابو داؤد، رقم: ۱۴۰۴) اور اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے جمعہ والے دن منبر پر سورہ نخل کی تلاوت کی حتیٰ کہ سجدہ

① بخاری، کتاب سجود القرآن، باب من قرأ السجدة فی الصلاة، رقم: ۱۰۷۸۔ مسلم، کتاب المساجد، باب سجود التلاوة، رقم: ۵۷۸۔ سنن نسائی، رقم: ۹۶۸۔

کی آیت آئی تو نیچے اترے اور سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا، پھر جب اگلا جمعہ آیا تو انہوں نے دوبارہ وہی سورت تلاوت کی حتیٰ کہ جب سجدے کی آیت آئی تو کہا: اے لوگو! یقیناً ہمیں ان سجدوں کا حکم نہیں دیا گیا، لہذا جو شخص یہ سجدے کرے گا اسے اجر و ثواب ملے گا اور جو یہ سجدے نہیں کرے گا اس پر کوئی گناہ نہیں۔

(بخاری، رقم: ۱۰۷۷۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۵۸۸۹)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وجوب سجدہ تلاوت کے لیے اس روایت سے استدلال کیا ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب ابن آدم کسی سجدہ کی آیت پر سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے میری ہلاکت ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کر لیا۔“

(مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۱۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۵۲)

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ یہ حکم استنباطی ہے وجوبی نہیں۔

راجح موقف جمہور ہی کا ہے شیخ ابن باز، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ سجدہ

تلاوت نہ تو قاری پر واجب ہے اور نہ ہی سامع پر، البتہ اگر کوئی کرے تو افضل اور باعث اجر و ثواب ہے۔

(توضیح الاحکام: ۲/۳۶۵۔ شرح مسلم للنووی: ۳/۳۸۸۔ فتاویٰ اسلامیہ: ۱/۳۵۳)

اس حدیث سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قیاس سنت ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

[۱۵/۱۲۶]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ، قَالَ.....

ابورافع بیان کرتے ہیں، میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو

سَمِعْتُ أَبَا رَافِعٍ، يَقُولُ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ

دیکھا انہوں نے سورہ الانشقاق میں سجدہ کیا، تو میں نے

سَجَدَ فِي إِذَا السَّمَاءُ أُسْقِطَتْ، فَقُلْتُ لَهُ:

انہیں کہا: کیا آپ اس میں سجدہ کرتے ہیں؟ انہوں نے

أَتَسْجُدُ فِيهَا؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ خَلِيلِي يَسْجُدُ

فرمایا: میں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سجدہ کرتے

فِيهَا فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتَّى أَلْقَاهُ. ①

ہوئے دیکھا ہے، پس میں اس میں سجدہ کرتا رہوں گا حتیٰ

کہ میں ان سے ملاقات کر لوں۔

[۱۶/۱۲۷]..... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ.....

شعبہ رضی اللہ عنہ نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے،

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، قَالَ:

انہوں نے کہا: میں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، انہوں نے

فَقُلْتُ: النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

① بخاری، کتاب سجود القرآن، باب من قرأ السجدة في الصلاة، رقم: ۱۰۷۸۔ مسلم، کتاب المساجد، باب

سجود التلاوة، رقم: ۵۷۸۔ سنن نسائی، رقم: ۹۶۸۔

فرمایا: نبی ﷺ۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ①

[۳۳/۱۲۸]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی جب تک اپنی جائے نماز پر نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے تو وہ نماز ہی میں رہتا ہے، فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم فرما، (یہ سلسلہ جاری رہتا ہے) حتیٰ کہ وہ اٹھ کر چلا جائے یا حدتِ سوء کر بیٹھے۔“ عرض کیا گیا: حدتِ سوء کیا ہے؟ فرمایا: ”یہ کہ وہ پاد مار دے یا بلا آواز گوز مار دے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، تَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَرْحَمَهُ مَا لَمْ يَنْصَرِفْ أَوْ يُحَدِّثْ حَدَثَ سُوءٍ، فَقِيلَ: وَمَا الْحَدَثُ السُّوءُ؟ فَقَالَ: أَنْ يَضْرِبَ أَوْ يَفْسُو. ②

[۳۴/۱۲۹]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ.....

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً. ③

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے نماز کے بعد نماز والی جگہ پر بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے والے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ایسے خوش نصیب لوگوں کے لیے فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم کر۔ جیسا کہ قرآن مجید فرقان حمید میں بھی ان کی دعا کے الفاظ ہیں: ﴿الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعُرَشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا﴾ (المومن: ۷)..... ”جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اس کے گرد جمع ہیں یہ سب اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔“

① بخاری، کتاب سجود القرآن، باب من قرأ السجدة في الصلاة، رقم: ۱۰۷۸۔ مسلم، کتاب المساجد، باب سجود التلاوة، رقم: ۵۷۸۔ سنن نسائی، رقم: ۹۶۸۔

② سنن ترمذی، ابواب الصلاة، باب القعود في المسجد الخ، رقم: ۳۳۰۔ معجم الاوسط طبرانی، رقم: ۱۷۴۷۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح۔

③ السابق۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر آدمی مسجد ہی میں دوسری جگہ منتقل ہو جائے تو پھر بھی اس کو وہی اجر حاصل ہوگا؟ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر دوسری جگہ بھی منتقل ہو جائے گا تو وہی ثواب حاصل ہوگا۔

(عمدة القاری: ۱۶۷/۵)

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے اگر عورت یا اسی طرح بیمار آدمی یا خوف کی وجہ سے کوئی آدمی گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے اور نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو اس کو بھی بیان کردہ اجر ملے گا۔ مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں بے وضو ہونے سے انسان مذکورہ بالا فضیلت سے محروم ہو جاتا ہے اور فرشتوں کی دعائیں بند ہو جاتی ہیں۔

[۳۷/۱۳۰]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَبْزُقُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلَكِنْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ بَيْنَهُمَا كَذَا وَبَزَقَ فِي ثَوْبِهِ فَذَلِكَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی حالت نماز میں ہو تو وہ اپنے سامنے تھوکے نہ اپنی دائیں جانب، لیکن اپنے بائیں پاؤں کے نیچے، اگر نہ کر سکے۔ اور اس طرح کرے انہوں نے اپنے کپڑے میں تھوک لیا۔ پس اسے مل دیا۔“

[۳۸/۱۳۱]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ.....

ثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مِهْرَانَ الْقَيْسِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَافِعٍ، حَدَّثَنِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَبْزُقُ إِلَى الْقِبْلَةِ وَلَا يَبْصُقُ عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَبْزُقْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَبْزُقْ فِي نَاحِيَةِ ثَوْبِهِ، وَلْيَتْفُلْ هَكَذَا وَعَزَلْ ثَوْبَهُ. ②

قاسم بن مہران القیسی نے بیان کیا، میں نے ابو رافع کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو تو وہ اپنے سامنے اور اپنی دائیں جانب نہ تھوके، اور اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوके، اگر ایسے نہ کر سکے تو پھر اپنے کپڑے کے کنارے پر تھوک کر اس طرح کر لے:“ اور انہوں نے اپنے کپڑے کو مل لیا۔

① مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن البصاق، الخ، رقم: ۵۵۱۔ سنن ابی داؤد، رقم: ۴۷۸۔ مسند

احمد: ۲/۲۶۶۔

② السابق.

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کی صفائی رکھنی چاہیے اور ایسی حرکت سے بچنا چاہیے جو مسجد کی صفائی کے منافی ہو۔ بائیں طرف بھی اس وقت تھوکنے جائز ہے جب مسجد کی زمین کچی ہو اور اس پر چٹائی وغیرہ بچھی ہوئی نہ ہو تو پھر بائیں پاؤں کے نیچے تھوکنے جائز ہے اور دوسری بات کہ بائیں طرف کوئی نمازی بھی نہ ہو، اگر ہو تو پھر بائیں جانب بھی جائز نہیں ہے اور اگر بائیں جانب تھوکا ہے تو تھوک کو چھپانا یا پاؤں کے ساتھ مل کر صاف کرنا ضروری ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر مسجد میں تھوکا اور دفن کرنا ممکن نہ ہو تو یہ تھوکنے ایسا گناہ ہوگا جس کا کفارہ ادا نہیں کیا گیا۔ (السیل الجرار: ۱/۱۸۲)

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نمازی آدمی نماز میں اللہ ذوالجلال سے مناجات کرتا ہے، وہ کسی بھی جگہ پر نماز ادا کر رہا ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے سامنے نہ تھو کے اور دائیں جانب بھی نہ تھو کے کیونکہ فرشتہ دائیں جانب ہوتا ہے۔ (طرح التثريب: ۲/۳۸۰) خصوصاً قبلہ سمت تھوکنے پر سخت وعید ہے۔ معلوم ہوا اپنے اللہ سے مناجات اور سرگوشی کرنے کے دوران تھوکنے کا عمل کرنا خلاف ادب ہے۔

[۴۰/۱۳۲]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....
 عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ يَعْلَمُ إِذَا شَهِدَ الصَّلَاةَ مَعِيَ خَيْرٌ لَهُ أَنْ يَدْعِيَ إِلَيَّ شَاةً سَمِيئَةً أَوْ سَمِيمٍ يَفْعَلُ فَمَا لَهُ فِي ذَلِكَ أَكْثَرُ. ①
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم میں سے کوئی جان لے لے کہ جب وہ میرے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو وہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ اسے موٹی تازی ایک بکری یا دو موٹی تازی بکریوں کی طرف بلایا جائے تو وہ ضرور کرے۔ نماز میں حاضر ہو) پس اس کے لیے جو اس میں ہے وہ بہت زیادہ ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے نماز باجماعت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی چیز نماز باجماعت ہے۔ مذکورہ حدیث سے ان مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو دعا کداری یا کاروباری مصروفیت کی وجہ سے نماز باجماعت چھوڑ دیتے ہیں بلکہ کچھ لوگ تو نماز پڑھتے ہی نہیں ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے ”اگر کوئی شخص ایک ہڈی فرہ جانور کی پائے تو (یہ منافق ہڈی کو حاصل کرنے کے لیے نماز پڑھنے کے لیے) ضرور آئے یعنی عشاء کی نماز۔“ (مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة)

[۶۵/۱۳۳]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ.....

① مسند احمد: ۲/۲۹۹۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ صحیح .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے نہیں ڈرتا کہ جب وہ اپنا سر امام کے سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے اٹھالے کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَالْإِمَامُ سَاجِدٌ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ. ①

[۶۶/۱۳۴]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مانند مروی ہے، البتہ اس میں یوں فرمایا: ”اللہ اس کے سر کو بدل دے۔“

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ سِوَاءً، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: يُحَوِّلُ اللَّهُ رَأْسَهُ. ②

..... **فوائد** : مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو رکوع یا سجدے میں امام سے پہلے سر نہیں اٹھانا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عام طور پر اللہ تعالیٰ گناہوں کی سزا دنیا میں نہیں دیتے، لیکن ایسا بھی ممکن ہے کہ بعض گناہوں کی سزا دنیا میں دے دیں۔ لہذا اللہ ذوالجلال کے لیے کسی کا سر یا شکل گدھے کی طرح بنانا کوئی مشکل نہیں ہے۔ ”مجم الاوسط للطبرانی“ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو کتے کا سر بنا دے۔

مشکوٰۃ شریف کے درسی نسخہ کے حاشیہ میں واقعہ لکھا ہوا ہے کہ ایک بہت بڑے محدث نے مذکورہ بالا حدیث جب پڑھائی تو کہنے لگے: مجھے اس حدیث میں شک پیدا ہوا ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کا سر گدھے کا بن جائے۔ تو اس نے تجربے کے لیے نماز میں اپنا سر امام سے پہلے اٹھایا تو اس کا سر واقعاً گدھے کا بن گیا، پھر جب وہ مسجد مدرسے سے باہر نکلتا تو اپنا سر ڈھانپ کر آتا اس ڈر سے کہ لوگ کہیں گے وہ گدھا آ گیا۔ (مشکوٰۃ، باب ما علی الماموم، پہلی فصل کی آخری حدیث پر یہ واقعہ لکھا ہوا ہے)

اللہ ذوالجلال ہمیں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں پہ عمل کرنے کی توفیق دے اور شک کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین [۸۷/۱۳۵]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ:.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”گذشتہ رات ایک بڑا جن مجھے غافل کرنے لگا

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ عَفْرِيَّتًا مِنَ الْجِنِّ

① بخاری، کتاب الاذان، باب اثم من رفع الخ: رقم: ۶۹۱۔ مسلم، کتاب الصلاة، باب تحريم سبق الامام الخ: رقم: ۴۲۷۔ سنن نسائی: رقم: ۸۲۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۵۸۲۔

② انظر ما قبله .

تاکہ وہ میری نماز توڑ دے، اللہ نے اسے میرے قابو میں کر دیا تو میں نے اسے زور سے دھکا دیا، میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں اسے پکڑ کر مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں حتیٰ کہ جب صبح ہو تو تم سب اسے دیکھ لو۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی، ”پروردگارا! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما کہ میرے بعد کسی اور کو عطا نہ ہو۔“ پس اللہ نے اسے ذلت کے ساتھ واپس کر دیا۔

[۸۸/۱۳۶]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.....

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَقَالَ بَدَلُ يَقْتِكَ كَلِمَةً نَحْوَهَا. ②
ایک اور سند سے رسول اللہ ﷺ سے اسی سابقہ حدیث کی مانند مروی ہے۔ اور ((يَقْتِكَ)) کی جگہ اسی طرح کا کلمہ ذکر کیا۔

نوٹ:..... (۱)..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ دشمن کو دھکا دینا جائز ہے، اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اسی طرح دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نماز کی حالت میں سانپ بچھو کو مارنا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں تکلیف دینے والے جانوروں یعنی سانپ اور بچھو کو مار دیا کرو۔“

(صحیح ابوداؤد، رقم: ۸۱۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۲۴۵)

اسی طرح ضرورت کے تحت چند قدم آگے اور پیچھے ہونا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے، دروازہ بند ہوتا، پس میں آ کر دروازہ کھلواتی۔ (یعنی کھٹکھٹاتی) تو آپ ﷺ چل کر دروازہ کھولتے، پھر نماز کی طرف لوٹ جاتے۔ (صحیح ابوداؤد، رقم: ۸۱۵۔ سنن ترمذی، رقم: ۶۰۱)
ہر انسان کے ساتھ شیطان رہتا ہے، لیکن نبی مکرم ﷺ شیطانی حملوں سے مکمل محفوظ تھے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک جن

① بخاری، کتاب العمل فی الصلاة، باب ما يجوز من العمل فی الصلاة، رقم: ۱۲۱۰۔ مسلم، کتاب المساجد، باب جواز لعن الشيطان الخ، رقم: ۵۴۱۔ مسند احمد: ۲/۲۹۸۔
② انظر ما قبله.

(شیطان) کو ساتھی بنا کر مقرر کر رکھا ہے، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ کے ساتھ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں میرے ساتھ بھی، مگر میرے رب نے اس کے مقابلے میں میری مدد کی ہے اور اسے میرے تابع کر دیا ہے۔ اس لیے وہ مجھے خیر دھلائی کے علاوہ کوئی اور حکم نہیں دیتا۔“ (مسلم، کتاب صفات المنافقین، رقم: ۲۹۱۴)

لیکن اس کے باوجود شیطان اپنے خبث باطن کا اظہار کرتا رہتا تھا اور وہ ناکام ہو کر واپس لوٹتا تھا۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کی دعایہ ہے: ﴿وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي﴾ (ص: ۳۵)..... ”(اے اللہ!) مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے علاوہ کسی (شخص) کے لائق نہ ہو۔“ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس جن کو چھوڑ دیا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن کو ماتحت بنانا جائز ہے یا کہ نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: انسان کے لیے جن کی تابعداری کی چند صورتیں ہیں، اگر انسان جن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام یعنی اللہ کی عبادت اور رسول کی اطاعت کا حکم دیتا ہو اور انسانوں کو بھی اس کی تاکید کرتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا افضل ترین ولی ہے اور اس معاملے میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ و نائب ہے۔

اگر کوئی شخص جن کو ایسی چیزوں میں استعمال کرے جو اس کے لیے شرعی طور پر جائز ہوں مثلاً فرائض کی ادائیگی کا حکم دے، حرام چیزوں سے روکے اور اپنی جائز خدمت لے تو اس کا مقام بادشاہوں کا مقام ہوگا۔ جو لوگوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی جن کو ایسی چیزوں میں استعمال کرے جو اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں ممنوع ہوں مثلاً شرک میں استعمال کرے یا کسی کو بے گناہ قتل یا کسی پر ظلم کرنے میں گناہ اور ظلم کے معاملے میں مدد لینے کے کام میں، اگر وہ کفر کے معاملے میں جنوں سے مدد لیتا ہے تو کافر ہے۔ نافرمانی کے کام میں مدد لیتا ہے تو نافرمان، فاسق اور گنہگار ہے۔ (مجموع الفتاویٰ: ۱۱/۳۰۷)

[۹۴/۱۳۷]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَالْمَسِيحِ الدَّجَالِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ عذاب جہنم، عذاب قبر اور مسیح دجال سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

..... دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب تم میں سے کوئی شخص تشہد پڑھ چکے تو چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے وہ کہے:

① بخاری، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، رقم: ۱۳۷۷۔ مسلم، کتاب المساجد، باب ما يستعاذ منه في صلاة، رقم: ۵۸۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۶۰۴۔ سنن ابو داؤد، رقم: ۹۸۳۔ سنن نسائی، رقم: ۵۵۱۷۔

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ
وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ .)) (مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۸۸)

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا دعا تشہد کے بعد پڑھنی مسنون ہے۔ مذکورہ حدیث سے جہنم کا اثبات ہوتا ہے اور ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو جہنم کے منکر ہیں۔ جہنم سے تعوذ (پناہ مانگنے) کو مقدم کیا ہے، اس لیے کہ یہ وہ جگہ ہے کہ جس سے بڑھ کر کہیں بھی عذاب نہیں ہوگا۔ ((وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .)) معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب بھی برحق ہے اور جو لوگ منکر ہیں ان کو اللہ ذوالجلال سے ڈرنا چاہیے۔ ((فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ .)) مسیح، ممسوح العین کے معنی میں ہے۔ کیونکہ اس کی آنکھ نہیں ہوگی اور دائیں آنکھ سے کاٹا ہوگا۔

دَجَّال، دجل سے ہے جس کا معنی جھوٹ ہے۔ کیونکہ یہ شخص الوہیت کا مدعی ہوگا اور لوگوں کی آزمائش کے لیے اللہ تعالیٰ اس سے کچھ خرق عادت کام بھی کروائے گا، جس سے بہت سے لوگ فتنوں میں پڑ جائیں گے۔ اور نیک لوگ اللہ کی توفیق سے اسے پہچان لیں گے۔ اور اس کا فتنہ آخری زمانے میں ہوگا اور یہ قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے۔

[۹۷/۱۳۸]..... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ بَرَكَةَ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكَ.....
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے وقت (اس قدر) ہاتھ اٹھایا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کی بغلیں نظر آ جاتی تھیں، انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ آری ذَلِكْ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ. ①

..... دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ استسقاء کے وقت زیادہ ہاتھ اٹھاتے تھے۔

(بخاری: ۳۵۶۵۔ مسلم: ۹۹۶)

استسقاء کا مطلب ہے، پانی طلب کرنا جس وقت بارش کی ضرورت ہو اور بارش نہ آئے تو ایسے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے اور باجماعت دو رکعت نماز پڑھتے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے مگر بارش کی دعا کرتے وقت ہاتھ (اس قدر) بلند کرتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ جاتی۔ (بخاری، رقم: ۱۰۳۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۱۸۰)

اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ باقی دعاؤں کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، مطلب یہ ہے کہ بارش کی دعا میں زیادہ بلند ہاتھ کرتے تھے جبکہ دوسری دعاؤں میں کم بلند کرتے تھے۔ جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مبالغہ سے ہاتھ اٹھانا

① بخاری، کتاب استسقاء، باب رفع الامام یدہ فی الاستسقاء، رقم: ۱۰۳۱۔ مسلم، کتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع الیدین بالدعاء الخ، رقم: ۸۹۵۔ سنن نسائی، رقم: ۱۵۱۳۔ مسند احمد: ۱/۳۔ سنن دارمی، رقم: ۱۵۳۵۔

مراد ہے یعنی استثناء کے علاوہ مقامات پر اتنے زیادہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ (شرح مسلم للنووی: ۱/۲۹۳)
 [۱۲۸/۱۳۹]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مَيْمُونٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُمَانَ
 النَّهْدِيَّ، يَقُولُ:.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا: ”باہر جا کر اعلان کرو کہ سورۃ الفاتحہ اور اس سے
 زائد قراءت کے بغیر کوئی نماز نہیں (ہوتی)۔“
 بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَمَا زَادَ. ①

نوٹ:..... مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اس میں موجود باتیں دوسری صحیح روایت سے ثابت ہیں
 کہ منفرد کے لیے سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت ملانی ضروری ہے اور سورۃ فاتحہ امام و مقتدی ہر ایک کے لیے ضروری
 ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور یہ ہر رکعت میں پڑھنی ضروری ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ((لَا صَلَاةَ
 لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) (بخاری، رقم: ۷۵۶)..... ”جس نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔“
 ایک دوسری روایت میں ہے: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لَا يَقْرَأُ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ)) (فتح الباری شرح حدیث:
 ۷۵۶)..... ”جس نماز میں ام القرآن نہ پڑھی جائے وہ قبول نہیں ہوتی۔“

ایک اور روایت میں ہے: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ يَقُولُهَا
 شَلَاثًا.)) (مسلم، کتاب الصلوة، رقم: ۳۹۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۸۲۱)..... ”جس نے کوئی نماز پڑھی
 اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص و نامکمل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی۔“
 معلوم ہوا ہر نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے خواہ کوئی مقتدی ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے کہ
 اس کی نماز ناقص ہے جو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا، اس روایت کے راوی ابو سائب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ!
 ((أَحْيَانًا أَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ.)) ”میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں“ تو انہوں نے میری کلائی دبا لی اور
 کہا: اِقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ، (مسلم، رقم: ۳۹۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۸۲۱) ”اے فارسی! اسے
 اپنے نفس میں (آہستہ) پڑھا کرو۔“

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ
 بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْإِمَامِ)) (بیہقی فی کتاب القراءة: ۵۶) ”اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے امام

① سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب، رقم: ۸۲۰۔ فیہ جعفر بن میمون
 وهو ضعيفٌ ضعفه احمد، وابن معين والنجاري والجمهور.

کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھی۔“ مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (فص الختام: ۱۴۷)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر رکعت میں امام مقتدی اور منفرد سب کے لیے سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے، خواہ سری نماز ہو یا جہری ہو فرض ہو یا نفل ہو۔

امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں: جہری نمازوں میں نہیں، بلکہ سری نمازوں میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی جبکہ احناف کا موقف ہے کہ مقتدی فاتحہ کی قراءت نہیں کرے گا، خواہ سری نماز ہو یا جہری ہو۔

(المغنی: ۱/۳۷۶۔ کتاب الام: ۱/۲۱۰۔ الہدایہ: ۱/۴۸۔ بدایۃ المجتہد: ۱/۱۱۹)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل:..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہری نماز سے فراغت کے بعد پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے؟

ایک آدمی نے اعتراف کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کہتا ہوں کہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں قرآن کے ساتھ جھگڑ رہا ہوں۔“ راوی کہتا ہے: اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہری نمازوں میں قراءت سے باز آ گئے۔

(صحیح ابوداؤد، رقم: ۷۳۶۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۸۴۸)

مذکورہ حدیث کی وضاحت راوی حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خود فرمادی ہے کہ جب کسی شخص نے ان سے سوال کیا کہ میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو انہوں نے جواب میں کہا: اے فارسی! اسے اپنے نفس میں پڑھ لیا کرو۔“ (ابوداؤد: ۸۲۱)

معلوم ہوا امام کے پیچھے جہری نمازوں میں صحابہ آواز نکال کر پڑھنے سے باز آ گئے تھے، جبکہ ہلکی آواز سے فاتحہ پڑھتے تھے۔

[۱۴۰/۱۵۳]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُؤَدِّثُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اذان دینے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز گردن والے ہوں گے۔“^①

مذکورہ حدیث سے مؤذنوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، میدان محشر میں یہ دوسرے لوگوں سے دراز ہوں گے یعنی ان کی گردنیں لمبی ہوں گی لیکن وہ عجیب سی نہیں لگیں گی، بلکہ خوبصورت لگیں گی جس طرح اونٹ کی

① مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الاذان وهرب الشيطان الخ: رقم: ۳۸۷۔ صحیح ابن حبان: رقم: ۱۶۶۹۔ طبرانی اوسط: رقم: ۲۸۵۱۔

گردن لمبی ہوتی ہے اور اونٹ خوبصورت جانور ہے۔ بعض نے لمبی گردن سے مراد ان کی عظمت اور مقام کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق محدثین کے آٹھ اقوال نقل فرمائے ہیں۔

(۱)..... روز قیامت لوگ پیاسے ہوں گے اور اس وجہ سے ان کی گردنیں مڑ جائیں گی۔ اذان دینے والے اس دن پیاسے نہ ہوں گے اور ان کی گردنیں باقی لوگوں کے مقابلے میں اونچی ہوں گی۔
(۲)..... اپنے ثواب کے شوق میں ان کی گردنیں بلند ہوں گی۔

(۳)..... جس طرح وہ بلند آواز سے اذان دینے کی خاطر دنیا میں اپنی گردنوں کو اونچا کرتے رہے ہیں، اسی طرح روز قیامت ان کی گردنیں بلند ہو جائیں گی اور وہ دیگر لوگوں سے نمایاں ہوں گے۔
(۴)..... جب لوگوں کو پسینے کی لگائیں پہنائی جائیں گی تو وہ ان سے محفوظ رہیں گے۔

(۵)..... اعناق، لفظ عنق کی جمع ہے اور اس کا معنی پیروکار اور ساتھی ہے اور حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ ان کے پیروکار (عام) لوگوں سے زیادہ ہوں گے، کیونکہ ان کی اذان کو سن کر آنے والے سب لوگ ان کے ساتھ ہوں گے۔
(۶)..... عنق کا معنی عمل ہے اور حدیث شریف کا معنی یہ ہوگا کہ ان کے اعمال (عام) لوگوں سے زیادہ ہوں گے۔
(۷)..... روز قیامت وہ لوگوں کے سردار ہوں گے، کیونکہ طویل العنق (لمبی گردن والے) سے مراد سردار ہوتا ہے۔

(۸)..... بعض حضرات نے اعناق کو اعناق پڑھا ہے، اور اس ہی سے عنق ہے اور یہ تیز چلنے کی ایک صورت کا نام ہے اور حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ وہ (عام) لوگوں سے زیادہ رفتار کے ساتھ جنت کی طرف جائیں گے۔ (نتائج الافکار: ۱/۲۲۷)

[۱۵۴/۱۴۱]..... قَالَ مَعْمَرٌ، وَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ عَبَادِ بْنِ أَنَسٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُعْفَرُ لِلْمُؤَدِّنِ مَدَّ صَوْتِهِ، وَيُصَدِّقُهُ مَنْ سَمِعَهُ مِنْ رَطْبٍ وَيَابِسٍ، وَلِلشَّاهِدِ عَلَيْهِ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ حَسَنَةً. ①
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، ہر تر اور خشک چیز جو اسے سنتی ہے وہ اس کی تصدیق کرتی ہے، اور اذان سن کر باجماعت نماز پڑھنے والے کے لیے پچیس نیکیاں ہیں۔“

① سنن ابن ماجہ، کتاب الاذان، باب فضل الاذان الخ، رقم: ۷۲۴۔ سنن نسائی، کتاب الاذان، باب رفع الصوت بالاذان، رقم: ۶۴۵۔ قال الالبانی: صحیح.

نوٹ:..... معلوم ہوا موزن کی تاحد آواز معافی ہو جاتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس آدمی کے اتنے زیادہ گناہ ہوں جس جگہ پر اذان دے رہا ہے اور اس جگہ سے لے کر جہاں تک اذان کی آواز پہنچی ہے جو درمیان میں خلا ہے، اگر اس کے گناہ اتنے ہیں کہ اس خلا کو پورا کر دے تو اذان کہنے کی برکت سے اللہ ذوالجلال وہ گناہ معاف کر دے گا، اور اسی طرح ہر سننے والی چیز اس کی تصدیق کرتی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے:

((لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جُنَّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ))

(بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۶۰۹)

”کیونکہ موزن کی آواز کو آخری حد تک جو جن، انسان اور کوئی اور چیز سنتی ہے تو قیامت والے دن وہ اس کے لیے گواہی دے گی۔“

حتیٰ کہ اس خوش نصیب کے لیے زمین بھی گواہی دے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ (الزلزال: ۴)..... ”اس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کر دے گی۔“

ایک روایت میں ہے کہ (موزن کے لیے) اس کے ساتھ نماز پڑھنے والے کے برابر اجر ہے (مطلب یہ ہے کہ جو بھی اذان سن کر آئیں گے جتنا اجر نماز کا ان کو ملے گا ان کے برابر اس موزن کو بھی ہر بندے کے اجر کے برابر ثواب ملے گا) (صحیح ترغیب و ترہیب: ۲۱۴/۱)

[۱۶۳/۱۴۲]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں تکبیر تحریرہ کہتے تو قراءت شروع کرنے سے پہلے کچھ دیر کے لیے خاموش رہتے تھے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والدین آپ پر قربان ہوں! تکبیر تحریرہ اور قراءت کے درمیان آپ جو سکوت فرماتے ہیں، وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں کہتا ہوں، اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اس طرح دوری فرما دے جس طرح تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری و فاصلہ پیدا فرمایا ہے، اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ سَكَتَ هُنِيهَةً قَبْلَ أَنْ يَقْرَأَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا هُوَ؟ قَالَ: أَقُولُ اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ بَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا بَقِّنِي الثُّوبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالْبَرْدِ وَالتَّلْجِ. ①

① بخاری، کتاب الاذان، باب ما يقول بعد التكبير، رقم: ۷۴۴۔ مسلم، کتاب المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الاحرام القراءه، رقم: ۵۹۸۔ سنن ابوداود، رقم: ۷۸۱۔ سنن نسائی، رقم: ۶۰۔

میل پکیل سے صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! مجھے پانی، برف

اور اولوں کے ساتھ میری خطاؤں سے صاف کر دے۔“

[۱۶۴/۱۴۲]..... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ التَّكْبِيرِ سَكْتَةً، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: عِنْدَ تَكْبِيرِ فَاتِحَةِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر (تکبیر) کہتے وقت مختصر وقت کے لیے سکوت فرمایا، راوی نے بیان کیا، میں نے سفیان سے کہا: نماز شروع کرتے وقت کی تکبیر کے وقت؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔

نوٹ

(۱) مذکورہ حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلیم الدین کے شوق کا اثبات ہوتا ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ہی پوچھ لیتے تھے اور معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا دعا تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھنی مسنون ہے، اس کے علاوہ اور بھی دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

(۲)..... جیسا کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ))

(سنن ابوداؤد، رقم : ۷۷۵)

(۳)..... سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے اٹھتے تو (پہلے) یہ دعا پڑھتے: ((إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ. ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ، لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا، لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ. لَبِّكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ. وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ. أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) (مسلم: ۷۷۱- ابوداؤد: ۷۶۰- مسند احمد: ۱/ ۹۴)

اور بھی متعدد دعائیں مروی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی دعا پڑھی جاسکتی ہے۔

[۱۹۹/۱۴۴]..... أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ وَهُوَ ابْنُ عَمْرِو الرَّقِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ

أَبِي أُبَيْسَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ مَشَى إِلَى بَيْتِ مَنْ يَبُوتُ اللَّهُ لِيَقْضِيَ فَرَائِضَ اللَّهِ كَانَتْ خَطَاؤُهُ إِحْدَاهُمَا تُحْطُ خَطِيئَةً وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اپنے گھر سے با وضو مسجد کی طرف آتا ہے تاکہ وہ اللہ کے فرائض ادا کر سکے تو وہ جو قدم اٹھاتا ہے اس کے ایک قدم سے گناہ مٹ جاتا ہے اور دوسرے سے درجہ بلند ہو جاتا ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے مسجد کی طرف با وضو پیدل جانے والوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس عمل سے گناہ مٹتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں اور دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص جماعت والی مسجد کی طرف جائے تو (اس کا) ایک قدم گناہ مٹاتا ہے اور (دوسرے) قدم کی وجہ سے نیکی لکھی جاتی ہے۔“ ((ذَاهِبًا وَرَاجِعًا)) (صحیح ابن حبان، رقم: ۲۰۳۹۔ صحیح ترغیب و ترہیب: ۲۴۱/۱).....

”جائے ہوئے (بھی) اور واپس آتے ہوئے بھی۔“

ایک دوسری حدیث میں ہے امام مسلم رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک انصاری صحابی کے متعلق روایت نقل کی ہے جو کہ مسجد نبوی سے دور رہنے کے باوجود باجماعت نمازیں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس صحابی نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: مجھے یہ پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو۔ بلاشبہ میں تو چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف جانا اور اپنے گھر کی طرف لوٹتے ہوئے میرا پلٹ کر آنا تحریر کیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جواب میں) فرمایا: ((قَدْ جَمَعَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ.)) (مسلم، کتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا الى المساجد)..... ”بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ تمہارے لیے جمع کر دیا ہے۔“

[۲۰۰/۱۴۵]..... أَخْبَرَنَا الْمُخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا زَيْدٌ، وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، يَقُولُ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: عَرَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ حَتَّى إِذَا نَاجَزَ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقِظْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرام کی غرض سے قیام کیا، پس ہم سوئے رہے حتیٰ کہ سورج کی تپش محسوس ہوئی تو ہم بیدار ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے ہر

① مسلم، کتاب المساجد، باب المشی الى الصلاة الخ، رقم: ۶۶۶.

ایک اپنی سواری کو اس جگہ سے ہٹائے کہ اس جگہ تم جس مسئلے کا شکار ہوئے ہو، جو تمہیں معلوم ہی ہے۔“
 راوی نے بیان کیا: پس ہم اس سے ہٹ گئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوا کر وضوء کیا، پھر آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر اقامت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے دن چڑھنے کے بعد ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِيَأْخُذَ كُلُّ مِنْكُمْ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ، عَنْ هَذَا الْمَوْضِعِ الَّذِي أَصَابَكُمْ فِيهِ مَا أَصَابَكُمْ، قَالَ: فَتَنَحَّيْنَا، عَنْ ذَلِكَ الْمَكَانِ، ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ بِهِ، ثُمَّ صَلَّى هُوَ وَأَصْحَابُهُ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ بَعْدَ مَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ. ①

نوٹ: صحیح مسلم میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب غزوہ خیبر سے واپس لوٹ رہے تھے تو ایک رات، رات بھر چلتے رہے حتیٰ کہ جب نیند آنے لگی تو آپ آرام کے لیے اتر گئے اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”آج رات ہمارا پہرہ دینا۔“ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بھی ان پر غالب آ گئیں۔ (یعنی سو گئے) اور وہ اپنے اونٹ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

چنانچہ نبی معظم ﷺ جاگے نہ بلال اور نہ کوئی اور صحابی حتیٰ کہ جب انہیں دھوپ لگی تو رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے جاگنے والے تھے، آپ ﷺ گھبرائے اور فرمایا: اے بلال! انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے بھی اسی چیز نے پکڑ لیا جس نے آپ کو پکڑا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان، پھر وہاں سے چل دیئے (اور کچھ دور جا کر اترے) تب آپ نے وضو کیا اور بلال کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہی اور آپ نے انہیں فجر کی نماز پڑھائی۔ (مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۸۰)

معلوم ہوا اگر آدمی نماز کے وقت سے سویا رہ جائے تو جب اٹھے اس وقت نماز ادا کر لے، تاخیر کا کوئی گناہ نہیں ہوگا، جبکہ ایسا عملاً نہ ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے نبی معظم ﷺ سے سوال کیا گیا اگر کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا سو جائے (تو کیا کرے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب یاد آئے اسی وقت نماز پڑھ لے۔“ (مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۸۴)

[۲۳۰/۱۴۶]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ.....
 عَنْ أَبِي الشَّيْثَانَ الْمُحَارَبِيِّ، قَالَ: حَرَجَ ابْوَالشَّيْثَانَ فِي بَيَانِ كَيْفَ نَمَازِ عَصْرِ كِي إِذَانِ هُوَ جَانِ كِي بَعْدَ

(۱) مسلم، کتاب المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة..... الخ، رقم: ۶۸۰۔ سنن نسائی، کتاب المواقيت، باب كيف يقضى الفائتة..... الخ رقم: ۶۲۳۔

رَجُلٌ بَعْدَمَا أُذِّنَ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَمَا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ. ①

ایک آدمی مسجد سے باہر نکل گیا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی ہے۔

[۲۳۱/۱۴۷]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَهُوَ ابْنُ الْمُهَاجِرِ قَالَ..... سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْثَاءِ، يَقُولُ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَمَا أُذِّنَ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَمَا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ②

ابو الشعثاء بیان کرتے ہیں، میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اذان ہو جانے کے بعد ایک آدمی مسجد سے باہر نکل گیا، تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: اس نے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی ہے۔

[۲۳۲/۱۴۸]..... أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبِيدِ الطَّنَافِسِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِثْلَهُ. ③

ابراہیم بن المہاجر نے ایک آدمی کے واسطے سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

[۲۳۳/۱۴۹]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ..... سَمِعْتُ ابْنَ الْمُهَاجِرِ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَمَا يُؤَدَّنُ فِيهِ، فَقَالَ: أَمَا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُذِّنَ الْمُؤَدَّنُ فَلَا تَخْرُجُوا حَتَّى تَصَلُّوا. ④

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ایک آدمی کو اس کے بعد مسجد سے باہر جاتے ہوئے دیکھا کہ وہاں اذان ہو چکی تھی، تو انہوں نے فرمایا: اس نے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا: ”جب مؤذن اذان دے چکے تو تم (مسجد سے) باہر نہ جاؤ حتیٰ کہ نماز پڑھ لو۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان سننے کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں لیکن شرعی عذر ہو تو

① مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن الخروج من المسجد الخ، رقم: ۶۵۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۵۳۶۔

سنن ترمذی، رقم: ۲۰۴۔ سنن نسائی، رقم: ۶۸۳۔ مسند احمد: ۲/ ۴۱۰، ۴۷۱۔

② انظر الحديث السابق.

③ انظر الحديث السابق برقم (۲۳۰/۱۴۵)

④ انظر الحديث السابق برقم (۲۳۰/۱۴۵)

اس کی گنجائش ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری اس مسجد سے اذان سن کر بلا ضرورت نکل کر واپس نہ آنے والا منافق ہے۔“ (مجمع الزوائد: ۲ / ۵۔ اسنادہ صحیح) امام دارمی رضی اللہ عنہ اپنی سنن میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو حج یا عمرے کے لیے (رواگلی) کے موقع پر الوداع کہنے آیا تو انہوں نے اسے فرمایا: نماز ادا کیے بغیر نہ جانا، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اذان کے بعد مسجد سے منافق کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہیں نکلتا۔ ہاں (وہ نکلنے والا منافق نہیں) جو کسی حاجت کی غرض سے واپس آنے کے ارادے سے نکلے“ اس نے جواب دیا: بے شک میرے ساتھی حرہ میں ہیں۔ سو وہ چلا گیا۔ (راوی بیان کرتا ہے کہ) سعید بہت اہتمام سے اس کا ذکر کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں خبر دی گئی کہ وہ اپنی سواری سے گر گیا ہے۔ اور اس کی ران ٹوٹ گئی ہے۔ (سنن دارمی، رقم: ۴۵۲۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۱۹۴۵)

[۲۳۸/۱۵۰]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ يُقَالُ لَهُ.....

ابوالاوبر نے بیان کیا، میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ایک آدمی ان کے پاس آیا تو اس نے کہا: آپ نے لوگوں کو جو توں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے منع نہیں کیا، لیکن رب کعبہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام ابراہیم کے پیچھے دیکھا آپ جوتے پہنے ہوئے تھے، پھر آپ واپس آئے تو بھی آپ جوتے پہنے ہوئے تھے۔ ایک آدمی نے کہا: آپ نے لوگوں کو جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم جمعہ کے دن روزہ نہ رکھا کرو، کیونکہ وہ یوم عید ہے مگر یہ کہ تم اسے دیگر ایام کے ساتھ ملا لو۔“ راوی نے بیان کیا، پھر وہ حدیث بیان کرنے لگے انہوں نے کہا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف فرما تھے جبکہ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ اچانک ایک بھیڑیا آیا حتیٰ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

أَبُو الْأَوْبَرِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَأَتَانَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنْتَ نَهَيْتَ النَّاسَ أَنْ يُصَلُّوا فِي نِعَالِهِمْ، فَقَالَ: مَا نَهَيْتُ وَلَكِنْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي خَلْفَ الْمَقَامِ وَعَلَيْهِ نَعْلَاهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَهُمَا عَلَيْهِ. فَقَالَ رَجُلٌ: أَنْتَ نَهَيْتَ النَّاسَ أَنْ يَصُومُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ: لَا تَصُومُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ عِيدٌ إِلَّا أَنْ تَصَلُّوهُ بِأَيَّامٍ. قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ، فَقَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجًا، وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عِنْدَهُ إِذْ أَقْبَلَ الدِّئْبُ حَتَّى أَقْعَى بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ بَصَبَصَ بِدَنْبِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

سامنے بیٹھ گیا، پھر اپنی دم ہلانے لگا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بھیڑیا دیگر بھیڑیوں کا سفیر ہے، کیا تم اپنے اموال میں سے اسے کچھ دیتے ہو؟ انہوں نے مل کر کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم اسے کچھ نہیں دیں گے، پس ایک آدمی کھڑا ہوا تو اس نے اسے ایک پتھر مارا، اور وہ بھونکتا ہوا واپس چلا گیا، فرمایا: یہ بھیڑیا ہے اور بھیڑیا کیا ہے؟

[۲۳۹/۱۵۱]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ زِيَادِ الْحَارِثِيِّ، قَالَ.....

زیاد الحارثی نے بیان کیا، میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، تو ایک آدمی نے ان سے کہا: کیا آپ نے لوگوں کو منع کیا ہے کہ وہ جوتے پہن کر نماز نہ پڑھیں؟ پس انہوں نے حدیث سابق کے ان الفاظ: ”پس آپ واپس آئے تو آپ نے جوتے پہن رکھے تھے۔“ تک حدیث سابق کے مثل ذکر کیا، اور اس کے بعد کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

[۲۴۰/۱۵۲]..... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عُمَيْرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْأَوْبَرِ، قَالَ.....

ابوالاوبر نے بیان کیا، میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، تو ایک آدمی نے انہیں کہا: کیا آپ نے لوگوں کو منع کیا ہے کہ وہ جوتے پہن کر نماز نہ پڑھیں؟ پس راوی نے جوتوں والا قصہ اور جمعہ کے دن کے روزے کے متعلق حدیث سابق کے مثل ذکر کیا، اور اس کے بعد جو ہے وہ ذکر نہیں کیا۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا الذُّبُّ وَهُوَ وَافِدُ الذُّبَابِ فَهَلْ تَرَوْنَ أَنْ تَجْعَلُوا لَهُ مِنْ أَمْوَالِكُمْ شَيْئًا؟ قَالَ: فَقَالُوا بِأَجْمَعِهِمْ: لَا وَاللَّهِ مَا نَجْعَلُ لَهُ شَيْئًا، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ: فَرَمَاهُ بِحَجَرٍ فَأَذْبَرَ وَلَهُ عَوَاءٌ، فَقَالَ: هَذَا الذُّبُّ وَمَا الذُّبُّ؟^①

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَأَنْتَ نَهَيْتَ النَّاسَ أَنْ يُصَلُّوا فِي بُعَالِهِمْ؟ فَذَكَرَ مِثْلَهُ إِلَيَّ قَوْلِهِ: فَانصَرَفَ وَعَلَيْهِ نَعْلَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.^②

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَأَنْتَ نَهَيْتَ النَّاسَ أَنْ يُصَلُّوا فِي بُعَالِهِمْ؟ فَذَكَرَ قِصَّةَ النَّعْلَيْنِ، وَصَوْمَ الْجُمُعَةِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.^③

① مسند احمد: ۲ / ۳۶۵۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ صحیح لغیرہ۔ المطالب العالیہ: ۲ / ۲۹۵۔ مجمع الزوائد:

فوائد: (۱) جوتے پہن کر اور اتار کر دونوں طرح نماز پڑھنا جائز ہے۔ جیسا کہ سیدنا عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جوتے اتار کر نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جوتے پہن کر بھی۔ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۳۸)

لیکن اگر جوتے پہن کر نماز ادا کرنی ہے تو جوتوں کا پاک ہونا شرط ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو اپنے جوتوں کو بغور دیکھ لیا کرے۔ اگر ان میں کوئی گندگی یا نجاست نظر آئے تو اسے پونچھ ڈالے اور پھر ان میں نماز پڑھ لے۔“ (سنن ابوداؤد، رقم: ۶۵۰)

(۲)..... معلوم ہوا اکیلے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، جمہور علماء اسے مکروہ کہتے ہیں جبکہ بعض نے اس دن کے روزے کو حرام کہا ہے۔

جمعہ کا روزہ کیوں منع ہے اس کی حدیث میں وضاحت ہو چکی ہے کہ جمعہ عید کا دن ہے اور عید کے دن بالاتفاق روزہ حرام ہے، اس لیے جمعہ کے دن روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ لیکن عید اور جمعہ میں اتنا فرق ضرور ہے کہ جمعہ سے پہلے یا ایک دن بعد ملا لے تو جمعہ کا روزہ درست ہو جاتا ہے۔

[۲۵۷/۱۵۳]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَىٰ بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا باجماعت نماز پڑھنا اس کے اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ باعث ثواب ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةِ الْفِدِّ حَمْسَةً وَعِشْرِينَ صَلَاةً. ①

[۲۵۸/۱۵۴]..... أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی باجماعت نماز اکیلے آدمی کی نماز سے پچیس گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَضْلُ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي الْجَمْعِ عَلَى صَلَاةِ

① بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة في مسجد الخ، رقم: ۴۷۷۔ مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة الخ، رقم: ۶۴۹۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۵۵۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۱۶۔ سنن نسائی، رقم: ۸۳۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۷۸۶۔ مسند احمد: ۲/ ۲۶۴۔

الْفِدَى خَمْسٌ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً. ①

[۲۵۹/۱۵۵]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ وَسَاجٍ.....

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ الْأَحْوَصِ نَعْنَى عَبْدِ اللَّهِ فِي حَوَالِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهُ.....
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ. ② اسی مانند روایت کیا ہے۔

نوٹ:..... مذکورہ احادیث سے باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةِ الْفِدَى بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً.)) "باجماعت نماز منفرد نماز سے ستائیس گنا افضل ہے۔" محدثین نے دونوں قسم کی روایات کے باہمی تعارض کو اس طرح دور کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے: پہلے آپ ﷺ نے پچیس گنا فضیلت بتائی ہو اور پھر ستائیس گنا بتا دی ہو۔ بعض نے کہا: ان اعداد میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ پچیس ستائیس میں داخل ہے۔ بعض نے کہا: یہ فرق مسجد کے قرب و بعد کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ جو نزدیک سے آئے اسے پچیس گنا اور جو دور سے آئے، اسے ستائیس گنا ثواب ملے۔ اسی طرح خشوع و خضوع، توجہ اور دلجمعی میں تفاوت کی بنا پر بھی ہو سکتا ہے۔

(شرح النووی: ۱۵۱/۵)

[۲۷۰/۱۵۶]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ.....

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ تَجَوَّزَ فِيهَا، قَالَ فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَكَذَا كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَعَمْ، وَأَوْجَزَ. ③

ابن ابی خالد نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے فجر کی نماز پڑھی وہ اس میں اختصار کرتے تھے، میں نے کہا: ابو ہریرہ! رسول اللہ ﷺ اس طرح نماز پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، اس سے بھی زیادہ مختصر۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا امام کو مختصر جماعت کروانی چاہیے۔ مختصر کا مطلب یہ ہے کہ قراءت میں زیادہ طوالت، رکوع و سجود اور تشہد میں بہت زیادہ اذکار و دعاؤں سے اجتناب کرے۔

صحیح بخاری میں ہے سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں فجر کی نماز میں تاخیر کر کے اس لیے شریک ہوتا ہوں کہ فلاں صاحب فجر کی نماز بہت طویل کر دیتے ہیں، اس پر آپ اس قدر غصہ ہوئے کہ میں نے نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ غضبناک آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔

② السابق.

① السنن الكبرى للبيهقي: ۳/ ۸۴.

③ مسند احمد: ۲/ ۴۷۲ - مسندی حمیدی، رقم: ۹۸۷ - اسنادہ حسن لغیرہ.

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! تم میں بعض لوگ (نماز سے لوگوں کو) دور کرنے کا باعث ہیں، پس جو شخص امام ہو اسے ہلکی نماز پڑھنی چاہیے، اس لیے کہ اس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور ضرورت والے سب ہوتے ہیں۔“

(بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۷۰۴)

جب اکیلا ہو تو آدمی جتنی چاہے لمبی نماز پڑھ سکتا ہے جیسا کہ (بخاری، رقم: ۷۰۳۔ مسلم، رقم: ۴۶۷) سے ثابت ہے۔

[۲۷۹/۱۵۷]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَبِي أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، اللہ صَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْجِمَارُ وَالْمَرْأَةُ. ① آپ ﷺ نے فرمایا: ”کتا، گدھا اور عورت (نمازی کے آگے سے گزر کر) نماز توڑ ڈالتے ہیں۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ، گدھے اور عورت کے گزرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اس مسئلے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

جمہور علماء کا کہنا ہے کہ یہ تینوں چیزیں نماز کو باطل نہیں کرتیں بلکہ صرف اجر و ثواب میں کمی کرتی ہیں۔ جبکہ امام احمد رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ صرف کتا گزرے تو نماز باطل ہوتی ہے، گدھے اور حائضہ عورت کے گزرنے سے نہیں ہوتی۔ (نیل الاوطار: ۲/۲۱۰)

لیکن حدیث کے عموم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز لوٹانی چاہیے جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ گدھے، عورت اور سیاہ کتے کے گزرنے پر نماز لوٹانی جائے۔ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۳۳۲۳)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، امام ابن حزم رحمہم اللہ کا موقف ہے: ان تینوں کے گزرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (توضیح الاحکام: ۲/۷۲)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان تینوں کے علاوہ اور کوئی گزرے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ اسلامیہ: ۱/۲۴۳-۲۴۴)

[۲۹۵/۱۵۸]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، وَالثَّوْرِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمِيَّةَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَرْفَعُهُ، قَالَ: إِذَا صَلَّى سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے أَحَدَكُمْ فَلْيَصِلْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ، فَإِنْ لَمْ فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو وہ کسی چیز کی

① مسلم، کتاب الصلاة، باب قدر ما يستر المصلي، رقم: ۵۱۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۹۵۰۔ مسند احمد: ۲/۴۲۵۔

يَجِدُ فَلْيَتَحَطَّ خَطَا، ثُمَّ لَا يَمُرُّ مَا بَيْنَ
 ① يَدَيْهِ .

طرف (منہ کر کے) نماز پڑھے جسے وہ سترہ بنائے، اگر وہ کوئی چیز نہ پائے تو وہ لیکر کھینچ لے پھر اس کے آگے سے جو بھی گزر جائے گا وہ اس کے لیے مضر نہیں ہوگا۔“

[۲۹۸/۱۵۹]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ كَعْبٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَوَافَقَ آمِينَ أَهْلُ الْأَرْضِ بِآمِينَ الْمَلَائِكَةُ أَهْلُ السَّمَاءِ غَفَرَ اللَّهُ لِلْعَبْدِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَثَلُ مَنْ لَا يَقُولُ آمِينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ غَزَا مَعَ قَوْمٍ فَأَقْرَعُوا فَخَرَجَتْ سَهْمُهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ سَهْمُهُ، فَقَالَ: مَا لِي لَا يَخْرُجُ سَهْمِي؟ فَقِيلَ: إِنَّكَ لَمْ تَقُلْ آمِينَ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَكَانَ الْإِمَامُ إِذَا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ جَهَرَ بِآمِينَ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب امام ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے اور زمین والوں کا آمین کہنا آسمان والوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہو جائے تو اللہ بندے کے سابقہ تمام گناہ بخش دیتا ہے، اور وہ شخص جو آمین نہیں کہتا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ لوگوں کے ساتھ جہادی سفر کیا تو انہوں نے قرعہ اندازی کی، پس ان کا حصہ اس کے حصے نکلنے سے پہلے نکل آیا، تو اس نے کہا: کیا وجہ ہے کہ میرا حصہ نہیں نکلا؟ اسے بتایا گیا: تم نے آمین نہیں کہی۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امام کا معمول تھا کہ جب وہ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا تو بلند آواز کے ساتھ آمین کہتا۔

..... مذکورہ روایت کا پہلا حصہ صحیح ہے جبکہ اس کا آخری حصہ ضعیف ہے، جس میں مثال بیان کی گئی ہے۔ (ضعیف ترغیب و ترہیب: ۲۶۹)

مذکورہ حدیث سے نماز میں آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ نماز میں آمین کہنی چاہیے، یہ بھی معلوم ہوا کہ آمین کہنے سے نماز باطل نہیں ہوتی، بلکہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کچھ لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ آمین کہنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ مذکورہ حدیث میں ہے کہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، کیونکہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، اسی طرح حقوق العباد بھی معاف نہیں ہوتے۔

① سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب الخط اذا لم يجد عصا، رقم: ۶۸۹۔ قال الشيخ الالبانی، ضعيف۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۹۴۳۔ مسند احمد: ۲/ ۲۵۴۔

② بخاری، کتاب الاذان، باب جهر الماموم بالتامين، رقم: ۷۸۲۔ مسلم، کتاب الصلاة، باب التسييح والتحميد والتامين، رقم: ۴۱۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۹۳۴۔ سنن نسائی، رقم: ۹۲۷۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے مراد ہے کہ صغیرہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں نہ کہ کبیرہ، اسی وجہ سے (مِنْ ذَنْبِهِ) میں (مِنْ) تبعیضیہ ہے نہ کہ بیانہ۔ لہذا حدیث کا ترجمہ اس طرح ہوگا کہ اس کے بعض گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (فتح الباری: ۲/۲۶۵)

زمین والوں کا آسمان والوں کی آئین سے مل جانے کا مطلب کیا ہے؟ علماء نے اس کی تشریح مختلف انداز سے کی ہے۔ وقت میں موافقت یعنی جس وقت فرشتے آئین کہیں اسی وقت نمازی آئین کہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے: دراصل بندوں کا فرشتوں سے قول و زمان میں موافق ہونا، اس کی حکمت یہ ہے کہ مقتدیوں کو بیدار رکھا جائے تاکہ وہ نماز میں غفلت نہ برتیں، کیونکہ فرشتے غافل نہیں ہوتے، وہ وقت پر آئین کہتے ہیں، پس اسی کی آئین ان سے موافقت کرے گی جو بیدار ہوگا۔

(فتح الباری: ۲/۲۶۵)

آئین کا مطلب کیا ہے؟ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لفظ (آئین) (صیہ) کے لفظ کی طرح اسمائے افعال میں سے ہے اور جمہور علماء کی رائے میں اس کا معنی یہ ہے، اے اللہ قبول فرما۔ (آئین) کے معنی کے بارے میں کچھ دیگر اقوال بھی ہیں، لیکن سب کا ما حاصل یہی معنی ہے۔ (فتح الباری: ۲/۲۶۲)

[۳۱۰/۱۶۰]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ بِالصَّلَاةِ فُتْقَامَ، ثُمَّ أَمُرَ فِئْتِي فَيَجْمَعُوا حِزْمَ الْحَطَبِ، ثُمَّ نُحَرِّقَ عَلَى أَقْوَامٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز کا حکم دوں پس نماز کے لیے اقامت کہی جائے، پھر میں نوجوانوں کو حکم دوں تو وہ لکڑیوں کے گٹھے اکٹھے کریں، پھر انہیں ان پر جلایا جائے جو نماز پڑھنے نہیں آتے۔“

[۳۱۱/۱۶۱]..... أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ فِئْتِي، فَيَجْمَعُوا حِزْمَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے ارادہ کیا کہ میں جوانوں کو حکم دوں کہ وہ لکڑیوں کے گٹھے اکٹھے کریں، پھر میں نماز کا

① بخاری، کتاب الاذان، باب وجوب صلوة الجماعة، رقم: ۶۴۴۔ مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة و بيان التشديد فى التخلف عنها، رقم: ۶۵۱۔ سنن ابو داود، رقم: ۵۴۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۱۷۔ سنن نسائی، رقم: ۸۴۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۷۹۱۔ مسند احمد: ۲/۴۲۴۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۲۰۹۸۔

حکم دوں تو اس کے لیے اقامت کہی جائے، پھر ان لوگوں پر ان کے گھر جلا دوں جو اذان سنتے ہیں لیکن نماز پڑھنے نہیں آتے۔“

الْحَطْبِ، ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّلَاةِ فَتَقَامَ، ثُمَّ أُحْرِقَ عَلَى أَقْوَامٍ بَيُّوتَهُمْ يَسْمَعُونَ النِّدَاءَ، ثُمَّ لَا يَأْتُوهَا. قَالَ: فَقِيلَ لِيَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ إِلَى جُمُعَةٍ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ذَكَرَ جُمُعَةً وَلَا غَيْرَهَا. ①

فضل بن موسیٰ اور الملائیٰ نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

[۳۱۲/۱۶۲]..... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، وَالْمَلَائِيُّ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ يَزِيدَ. ②

فوائد: مذکورہ بالا حدیث کے متعلق علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس میں باجماعت نماز چھوڑ کر گھروں میں چھپے رہنے والوں کو نکالنے کی غرض سے امام یا اس کے نائب کو جماعت ترک کرنے کی اجازت ہے۔ (فتح الباری: ۲/۱۳۰)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث سے ماخوذ کئی فوائد بیان کیے ہیں۔

(۱)..... ہمیشہ سزا دینے سے قبل وعید کو مقدم رکھنا چاہے، اس لیے کہ اگر اصلاح فقط ڈانٹ ڈپٹ اور مختصر سزا سے ہو جائے تو بجائے بڑی سزا دینے کے اسی پر اکتفا کیا جائے۔

(۲)..... حق کی وجہ سے کسی بھی شخص کو اس کے گھر سے نکالا جا سکتا ہے جب کہ وہ گھر میں روپوش ہوئے بیٹھا ہو اور اسے نکالنے کے لیے ہر ممکنہ طریقہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے آگ جلانے کا ارادہ فرمایا تھا۔

(۳)..... مجرم کی غفلت پر گرفت کرنی چاہیے۔ (عمدة القاری: ۴/۳۳۳، ۳۳۴)

علامہ ابوبکر کاسانی حنفی باجماعت نماز کے وجوب کے دلائل کے ضمن میں اسی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: ایسی وعید تو واجب ترک کرنے پر ہی ملتی ہے۔ (بدائع الصنائع: ۱/۱۵۵)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ظاہر ہے کہ جو شخص کسی امر مستحب یا فرض کفایہ سے پیچھے رہے تو اسے اس طرح سزائیں نہیں کی جاسکتی۔ (فتاویٰ اسلامیہ: ۱/۴۷۴)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: نماز باجماعت ادا کرنا فرض عین ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ اگر باجماعت نماز ادا کرنا سنت ہوتا تو رسول اللہ ﷺ جماعت کے تارک کے لیے جھلسا دینے والی اتنی غضبناک وعید (قطعاً) بیان نہ فرماتے۔ اور اگر یہ فعل فرض کفایہ ہوتا تو پھر اللہ کے نبی ﷺ اور ان کے ساتھ جو لوگ شریک تھے ان ہی کے لیے کافی تھا کہ وہ ایک

ساتھ ہو کر یہ فرض نبھادیں، اتنے تکلفات کی کیا ضرورت تھی کہ لوگوں کو نماز کے لیے بلایا جائے اور ان میں سے کسی ایک کو مصلیٰ امامت پر کھڑا کر کے لوگوں سمیت ان کے گھروں کو نظر آتش کیا جائے، یعنی ایسی باتیں کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسی لیے بعض فقہاء نے اس فرمان نبوی ﷺ سے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز باجماعت ادا کرنا فرض عین ہے۔ جن فقہاء کرام نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے وہ عطاء، اوزاعی، احمد، ابو ثور، ابن خزیمہ، ابن المنذر، ابن حبان اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (فتح الباری: ۲/ ۱۲۵، ۱۲۹)

[۳۱۳/۱۶۳]..... أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ عَمِّهِ، يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْمَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الصَّلَاةِ فَسَأَلَهُ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فِي بَيْتِهِ فَأَذِنَ لَهُ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ، فَقَالَ لَهُ: هَلْ تَسْمَعُ الْبِدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَجِبْ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک نابینا شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا: میرا ایسا کوئی قائد نہیں جو کہ مجھے نماز کے لیے لے آئے، پس اس نے آپ سے درخواست کی کہ وہ اسے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں، آپ نے اسے اجازت دے دی، جب وہ واپس مڑا تو آپ نے اسے بلا کر فرمایا: ”کیا تم نماز کے لیے اذان سنتے ہو؟“ اس نے عرض کیا: ”جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر نماز کے لیے آؤ۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے نماز باجماعت پڑھنے کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا جب ایک اندھے شخص کے لیے ترک جماعت کی رخصت نہیں تو بینا کے لیے تو بالاولیٰ رخصت نہیں۔ (فتاویٰ اسلامیہ: ۱/ ۴۷۴)

مولانا عبید اللہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جماعت کے واجب عین ہونے کے متعلق حدیث (کی دلالت) واضح ہے اسے چھوڑنے والا نمازی گناہ گار ہے۔ (مرعاة المفاتیح: ۳/ ۴۸۸)

سنن ابی داؤد میں ہے یہ نابینا صحابی سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (سنن ابی داؤد، رقم: ۵۵۳) نماز باجماعت کی اہمیت دیگر کئی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عتبان بن مالک سلمی رضی اللہ عنہ کو نبی مکرم ﷺ نے گھر میں نماز پڑھنے کی

① مسلم، کتاب المساجد، باب يجب ايتان المسجد الخ، رقم: ۶۵۳۔ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب فی

التشديد فی ترك الجماعة، رقم: ۵۵۲۔ سنن نسائی، رقم: ۸۵۰۔

اجازت دی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم : ۷۵۴)

”ججۃ اللہ البالغۃ“ میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو رخصت نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ شاید ان کا سوال عزیمت کے متعلق تھا۔

[۳۱۴/۱۶۴]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَصَمِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ.....
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ، وَالْكَلْبُ، وَالْحِمَارُ، وَيَقِي ذَلِكَ مِثْلُ مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عورت، کتا اور گدھا (نمازی کے آگے سے گزر کر) نماز توڑ دیتا ہے جبکہ پالان کی آخری لکڑی جیسی چیز اسے بچا دیتی ہے۔“

فوائد:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نمازی کے آگے اگر سترہ ہو تو کوئی بھی چیز گزر جائے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور سترے کی کم از کم مقدار یہ ہے کہ اونٹ کے پالان کے پچھلے حصے کی لکڑی کی اونچائی کے برابر ہو۔ نہ کہ چوڑائی کے، جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے (ہر) ایک کو نماز میں سترہ رکھنا چاہیے خواہ تیر کو ہی سترہ بنا لے۔“ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم : ۲۷۸۳)

اور کسی جانور کو سترہ بنانا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (صحیح ابوداؤد، رقم : ۶۴۱)

امام صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ لکڑی بازو کے دو تہائی حصے کے برابر ہوتی ہے۔ (سبیل السلام: ۱/۴۱۳)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا موقف ایک ہاتھ اور ایک باشت ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں تذکرہ ہے۔

[۳۱۵/۱۶۵]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ.....

عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: مُؤَخَّرَةٌ قَدْرُ ذِرَاعٍ، وَقَالَ: عَطَاءُ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، پالان کی آخری لکڑی ہاتھ کے برابر ہے، اور معمر نے قتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا: ②

ایک ہاتھ اور ایک باشت۔

فوائد:..... دیکھیے شرح حدیث نمبر: ۳۱۴۔

[۳۱۶/۱۶۶]..... أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ عَمِّهِ، يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ.....

① مسلم، کتاب الصلاة، باب قدر ما یستر المصلی، رقم: ۵۱۰۔ انظر: ۲۷۹۔

② سنن کبری بیہقی: ۲/ ۲۶۹۔ مصنف عبد الرزاق، رقم: ۲۲۷۲۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے، انہوں نے اپنے انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ. ①

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا قبروں پر مسجدیں بنانا جائز نہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کی بعض ازواج مطہرات نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ سیدہ ام سلمہ اور سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہما دونوں حبشہ کے ملک میں گئی تھیں۔ انہوں نے اس کی خوبصورتی اور اس میں رکھی گئی تصاویر کا بھی ذکر کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراٹھایا اور فرمایا: ”ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہوتا ہے تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے، پھر اس کی تصویر اس میں رکھ دیتے۔ یہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں۔“ (بخاری، رقم: ۱۳۴۱۔ مسلم، رقم: ۵۲۸)

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مذکور ہے کہ ”بے شک بدترین لوگ وہ ہیں جن پر قیامت قائم ہوگی اور جو قبروں کو مسجدیں بنا لیتے ہیں۔“ (احکام الجنائز: ص ۲۷۸۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۴۰)

امام صنعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قبروں کو مساجد بنا لینے میں یہ دونوں مفہوم ہی شامل ہیں۔ (۱)..... قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔ (۲)..... قبروں پر (مساجد بنا کر) نماز پڑھنا۔ (سبیل السلام: ۱/ ۲۱۴)

علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ قبروں کو مسجدیں بنانے میں تین امور شامل ہیں: (۱)..... قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔ (۲)..... قبروں پر سجدے کرنا۔ (۳)..... قبروں پر مسجدیں بنانا۔

(احکام الجنائز و بدعہا: ص ۲۷۹)

[۳۲۳/۱۶۷]..... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي مَرْزُوقٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے اور میرے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: فَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي،

① بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة في البعية، رقم: ۴۳۷۔ مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن بناء

المساجد..... الخ، رقم: ۵۳۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۲۲۷۔ سنن نسائی، رقم: ۲۰۴۷۔ مسند احمد: ۲/ ۲۸۵۔ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بندے کے لیے وہی ہے جس کا اس نے سوال کیا ہے، اس کا نصف اس کے لیے ہے اور نصف میرے لیے ہے، جب بندہ کہتا ہے: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ رب تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری حمد بیان کی، جب وہ کہتا ہے: ﴿الرَّحْمَنَ الرَّحِيمَ﴾ رب فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثناء بیان کی، جب وہ کہتا ہے: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ رب فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی، جب وہ کہتا ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ وہ فرماتا ہے: یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہی ہے جس کا اس نے سوال کیا ہے۔ جب وہ کہتا ہے: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ تو وہ فرماتا ہے: یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہی ہے جس کا اس نے سوال کیا ہے۔“
الفضل نے اسی طرح بیان کیا۔

فوائد: مذکورہ حدیث سے سورہ فاتحہ کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے کہ جو آدمی نماز میں اس سورت کی تلاوت کرتا ہے، اللہ ذوالجلال اس خوش نصیب پر مہربان اور راضی ہوتا ہے کہ اس کے ہر جملے کا جواب اللہ ذوالجلال دیتا ہے۔ مذکورہ حدیث قدسی کے ابتدائی الفاظ میں اللہ ذوالجلال نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز کو آدھا آدھا تقسیم کر لیا ہے۔ حالانکہ رکوع، سجدہ، جلسہ استراحت، قومہ کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر لیا۔ اور اسی طرح تکبیر تحریمہ، ثناء، تسبیحات، قومہ کی دعائیں وغیرہ کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ میں جواب دیتا ہوں صرف سورہ فاتحہ کے متعلق ہی فرمایا کہ میں جواب دیتا ہوں۔ اسی لیے بعض مفسرین نے سورہ فاتحہ کا نام 'سورہ المناجات' رکھا ہے۔

((سُورَةُ الْمُنَاجَاتِ لِأَنَّ الْعَبْدَ يُنَادِي جِئْ فِيهَا رَبِّهِ.)) (الاتقان في علوم القرآن: ۱/ ۵۳)

معلوم ہوا ہر نمازی کو سورہ فاتحہ ہر طرح کی نمازوں میں پڑھنا از حد ضروری ہے۔

① مسلم، کتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة الخ، رقم: ۳۹۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۹۲۱۔ سنن ترمذی،

رقم: ۲۹۵۳۔ سنن نسائی، رقم: ۹۰۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۷۸۴۔

[۳۲۹/۱۶۸]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، حَدَّثَنَا النَّهَّاسُ بْنُ قَهْمٍ، حَدَّثَنَا شَدَّادُ أَبُو عَمَّارٍ.....
 عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَافِظًا عَلَى شُفْعَةِ الضُّحَى
 غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ قَالَ النَّهَّاسُ: وَأَبُو عَمَّارٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص نماز چاشت کی دو رکعتوں کی حفاظت کرتا ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔“

[۳۳۸/۱۶۹]..... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعِيدٍ.....
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَأَرَى
 أَهْلًا يُقَادُونَ بِالسَّلَاسِلِ مِنَ النَّارِ إِلَى الْجَنَّةِ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں ایسی قوموں کو دیکھ رہا ہوں جنہیں زنجیروں میں جہنم سے نکال کر جنت کی طرف لایا جائے گا۔“

فوائد

..... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایسے لوگوں پر اللہ ذوالجلال کو تعجب ہوگا جو جنت میں داخل ہوں گے، حالانکہ دنیا میں اپنے کفر کی وجہ سے وہ بیڑیوں میں تھے۔“ (بخاری، رقم: ۳۰۱۰)

مذکورہ بالا احادیث کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدین کافر قیدیوں کو زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ کر دارالاسلام میں لائیں گے، پھر وہ قیدی دائرہ اسلام میں داخل ہو کر جنت کے حقدار بن جائیں گے۔ پہلی روایت میں ہے کہ زنجیروں میں جہنم سے نکال کر جنت کی طرف لایا جائے گا۔ اس کا یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اپنے کفریہ اعمال کی وجہ سے جہنم کی طرف جانے والے تھے تو مسلمانوں نے جہاد کیا، ان کو قیدی بنا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا اور وہ جنت میں چلے گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں کو قید کرنے کے بعد اسلام کی تعلیمات اور اس کی اہمیت و افادیت سے آگاہ کرنا چاہیے۔

[۳۵۳/۱۷۰]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ.....
 عَنْ أَبِي عَوْنٍ الْأَعْمُورِ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ ابِوَعُونَ الْأَعْمُورِ فِي بَيْتِ ابْنِ مَرْثَدَةَ، فِي يَوْمِ الْجِهَادِ، بَابِ فِي

① سنن ترمذی، ابواب الوتر، باب صلاة الضحی، رقم: ۴۷۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۳۸۲۔ مسند احمد: ۲/۴۴۳۔ قال الشيخ الالاسی، وشعیب الارناؤط: اسنادہ ضعیف۔

② بخاری، کتاب الجہاد، باب الاساری فی السلاسل، رقم: ۳۰۱۰۔ سنن ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الاسیر یوثق، رقم: ۲۶۷۷۔

صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ. ①

پھر اس فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہوتی۔“

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت کے بعد نفل، سنت پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

اگر کسی نے شروع کیے ہیں تو اس کو چاہیے توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔

احناف کا کہنا ہے: اقامت کے بعد فجر کی سنتیں پڑھی جاسکتی ہیں لیکن فجر کی دوسری رکعت بھی فوت ہونے کا

اندیشہ ہو تو سنتیں چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے۔ (شرح مسلم للنووی: ۳ / ۲۴۱)

احناف کی دلیل ”سنن بیہقی“ کی یہ روایت ہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو کوئی نماز نہیں سوائے فرض کے

الایہ کہ صحیح کی سنتیں ہوں۔ یہ روایت ضعیف ہے۔ مذکورہ بالا مسئلہ کی تفصیل کے لیے دیکھئے۔

(شرح مسلم للنووی: ۳ / ۲۴۱۔ نیل الاوطار: ۳ / ۳۱۳۔ الہدایہ: ۱ / ۷۲)

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی فرض نماز پڑھے اور وہ اس کا رکوع و سجود اور اس کی تکبیر و تضرع مکمل نہ کرے تو وہ اس تاجر کے مانند ہے جس کے مال میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا حتیٰ کہ اصل زر بھی پورا نہیں ہوتا۔“

[۳۸۹/۱۷۳] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ الْمَكْتُوبَةَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا وَتَكْبِيرَهَا وَالتَّضَرُّعَ فِيهَا كَانَ كَمَثَلِ التَّاجِرِ لَا يَشْفُ لَهُ حَتَّى بَقِيَ رَأْسُ الْمَالِ.

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرتا ہے۔“ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول ﷺ! وہ اپنی نماز کی چوری کس طرح کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اس کا رکوع پورا کرتا ہے نہ اس کا سجود۔“

[۳۹۰/۱۷۴] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ شَرَّ النَّاسِ سَرِقَةَ الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ؟ قَالَ: لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا. ②

فوائد: مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا رکوع و سجود کا مکمل نہ کرنا چوری ہے اور جو رکوع و سجود مکمل نہیں

کرتا ایسے انسان کی نماز بھی باطل ہے۔

① مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المودن، رقم: ۷۱۰۔ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب اذا ادرك الامام ولم يصل ركعتي الفجر، رقم: ۱۲۶۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۴۲۱۔ سنن نسائی، رقم: ۸۶۵۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۱۵۱۔ مسند احمد، رقم: ۴۵۵۲۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۲۱۹۳۔
② مسند احمد: ۵ / ۳۱۰۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۹۸۶۔ صحيح ترغيب وترهيب، رقم: ۵۲۴۔

جیسا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع و سجود مکمل طور پر نہیں کر رہا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تم نے نماز ہی نہیں پڑھی اور اگر تم مر گئے تو تمہاری موت اس سنت پر نہیں ہوگی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تھا۔ (بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۷۹۱) معلوم ہوا رکوع اور سجدہ اطمینان سے کرنا چاہیے۔

[۳۹۱/۱۷۵] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ مِنْ حُسْنِ صَلَاةِ إِقَامَةِ الصَّفِّ. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صف کی درستی نماز کی خوبی سے ہے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا صفوں کی درستی نماز کے حسن سے ہے۔ لیکن اس حسن سے مراد فقط نماز میں صفوں سے مرتب شدہ حسن نہیں ہے کہ امیر، غریب، عالم، غیر عالم، سیاہ، سفید، خوشنما اور بدنما سب ایک ہی صف میں کھڑے ایسے نظر آ رہے ہیں۔ بلکہ اس حس سے مراد حقیقی حسن ہے۔ (ارشاد الساری: ۲/۶۶)

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنی صفوں کو برابر کرو، پس تحقیق صفوں کا برابر کرنا نماز کے پورا کرنے سے ہے۔“ (بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۷۲۳)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا کراتے گویا اس کے ساتھ تیر کو سیدھا کیا جائے گا، یہاں تک کہ آپ کو اطمینان ہو گیا کہ ہم نے اس مسئلہ کو آپ سے خوب سمجھ لیا ہے۔ ایک دن آپصلے پر تشریف لائے اور ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا سینہ باہر نکلا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو برابر کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔“ (مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۹۷۹)

صفیں ملانے کا طریقہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صفیں برابر کر لو میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں اور (نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر) ہم میں سے ہر شخص یہ کرتا کہ (صف میں) اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا دیتا تھا۔“ (بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۷۲۵)

[۴۰۶/۱۷۶] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبَلَتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا وَصَامَ شَهْرَنَا، فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ

اسی سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ہماری نماز (کی طرح نماز) پڑھی اور ہمارے قبلے کو قبلہ بنایا، ہمارا ذبیحہ کھایا، ہمارے ماہ (رمضان) کے روزے رکھے تو یہ شخص مسلمان ہے اس کے لیے اللہ اور اس کے

① بخاری، کتاب الاذان، باب اقامة الصف من تمام الصلاة، رقم: ۷۲۲۔ مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف الخ، رقم: ۴۳۵۔ مسند احمد: ۳/۱۷۷۔ ابن خزيمة، رقم: ۱۵۴۳۔

رسول کا ذمہ ہے۔“

وَذِمَّةَ رَسُولِهِ. ①

ترجمہ: مذکورہ حدیث میں شہادتین کا تذکرہ نہیں ہے۔ چونکہ شہادتین نماز میں ہی داخل ہیں اور وہی آدمی نماز پڑھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہو، اس لیے ان کو الگ سے ذکر نہیں کیا گیا، دوران نماز مسجد حرام اور کعبہ کی طرف رخ کرنے کی قید لگا کر اہل کتاب وغیرہ کی نمازوں کو غیر معتبر قرار دیا۔ جیسے کسی کا ذبح شدہ جانور کھانے سے توقف کرنے کا تعلق عادات سے ہے اسی طرح یہ عبادات میں سے بھی ہے۔ یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ زکوٰۃ اور حج کا تذکرہ کیوں نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہر کسی پر فرض نہیں ہوتے، اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ سے مراد اسلام کی وجہ سے مسلمانوں کو نصیب ہونے والی برکات ہیں: مثلاً جان کی ضمانت، مال کی ضمانت، عزت کا تحفظ وغیرہ۔

[۴۵۷/۱۷۷]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا النَّهَّاسُ بْنُ قَهْمٍ، عَنْ شَدَّادِ أَبِي عَمَّارٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَافَظَ عَلَيَّ شُفْعَةَ الضُّحَى غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جس نے نماز چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کی تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہو۔“

[۴۶۴/۱۷۸]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِي، حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبِدِ الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِيهِ مَعْبِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ.....

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: أَوْصَانِي حَبِيبِي بِثَلَاثٍ لَا أَدْعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ: بِرَكَعَتِي الضُّحَى وَبِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَأَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلَى وَتْرٍ. ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے حبیب (رسول اللہ ﷺ) نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی میں زندگی بھر انہیں نہیں چھوڑوں گا: چاشت کی دو رکعتوں کے متعلق، ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا، اور یہ کہ میں وتر پڑھ کر سوؤں۔“

① بخاری، کتاب الصلاة، باب فضل استقبال القبلة، رقم: ۳۹۱۔ سنن نسائی، رقم: ۴۹۹۷۔

② سنن ترمذی، ابواب الوتر، باب صلاة الضحی، رقم: ۴۷۶۔ سنن ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة، باب ماجاء فی صلاة الضحی، رقم: ۱۳۸۲۔ قال الشيخ الالبانی: ضعيف.

③ مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب صلاة الضحی، رقم: ۷۲۲۔ سنن نسائی، رقم: ۲۴۰۴۔ صحيح ابن خزيمة، رقم: ۱۰۸۳۔ السنن الكبرى، رقم: ۴۸۹۶، ۶۶/۳۔

[۴۶۵/۱۷۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْعَوَامِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ، يَقُولُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی، میں نہیں کہوں گا کہ میرے خلیل (جگری دوست) نے مجھے وصیت فرمائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں ”اگر میں زمین والوں میں سے کسی کو خلیل بناتا۔“ آپ نے ہر ماہ تین دن روزہ (رکھنے)، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے اور وتر پڑھ کر سونے کی، مجھے وصیت فرمائی۔

[۴۹۹/۱۸۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر اس نے اسے پورا ادا کیا ہوگا تو ٹھیک، ورنہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو کیا میرے بندے کی نفل نماز ہے؟ پس اگر اس کی نفل نماز مل گئی تو فرمائے گا: اس کے ساتھ فرض نماز کو پورا کر دو۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا قیامت کے دن سب سے پہلے حساب نماز کے متعلق ہوگا، فارسی شاعر لکھتا ہے:

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولین پرشش نماز بود

صحیح مسلم میں ہے سب سے پہلے خونوں کا حساب لیا جائے گا۔ (مسلم: ۱۶۷۸)

① سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم كل صلاة رقم: ۸۶۴۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاة،

باب ان اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة، رقم: ۴۱۳۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ سنن نسائی، رقم:

۴۶۶۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۴۲۶۔ مسند احمد: ۴/۱۰۳۔

علماء نے لکھا ہے: حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، اور حقوق العباد میں قتل کا ہوگا۔

(سبل السلام: ۸/۴)

مذکورہ حدیث سے نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث سے نفل نماز کی اہمیت و فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ معلوم ہوا نفل نماز کو ترک نہیں کرنا چاہیے، بالخصوص سنت موکدہ جو فرض نماز سے پہلے یا بعد میں ادا کی جاتی ہیں۔ نبی معظم ﷺ نے حضر میں جن پر پابندی کی ہے۔ بلکہ نوافل و سنن کی ادائیگی کرنے والے خوش نصیب لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

جیسا کہ سیدنا ربیعہ بن کعب السلمی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی معظم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”(جو مانگتا چاہتا ہے) مانگ“ میں نے عرض کیا: میں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا طلب گار ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے علاوہ بھی کچھ؟“ میں نے عرض کیا: بس یہی مطلوب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((فَاعْتَنِي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ)) (مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۸۹۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۳۲۰)..... ”اپنے نفس کی طلب کے حصول کے لیے سجود (یعنی کثرت نوافل) کے ساتھ میری مدد کر۔“

[۵۲۲/۱۸۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ لَمْ يَحْبِسْهُ إِلَّا أَنْتَظَرُ الصَّلَاةَ، وَالْمَلَائِكَةُ مَعَهُ تَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحَدِّثْ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی نماز ہی میں رہتا ہے جب تک وہ اپنی جائے نماز پر رہتا ہے، اور نماز کا انتظار ہی اسے بٹھائے رکھتا ہے، اس کے ساتھ جو فرشتے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں: ”اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما، اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے جب تک وہ باوجود رہتا ہے۔“

[۵۳۷/۱۸۲]..... أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي عَطْفَانَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: التَّسْبِيحُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں (امام کو بھول جانے/ غلطی

① بخاری، کتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء الخ، رقم: ۱۷۶.

کرنے پر متنبہ کرنے کے لیے) مردوں کے لیے سبحان اللہ کہنا اور عورتوں کے لیے تالی بجانا ہے، اور جو شخص اپنی نماز میں کوئی ایسا اشارہ کرے جو سمجھا جائے تو وہ اس کے لیے نماز دہرائے۔“

لِلرِّجَالِ فِي الصَّلَاةِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ، وَمَنْ أَسَارَ فِي صَلَاتِهِ إِشَارَةً تُفْهِمُ فَلْيُعِدْ لَهَا الصَّلَاةَ آخِرُ أَحَادِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی آخری حدیث ہے۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دوران نماز امام کو غلطی لگ جائے تو اسے متنبہ کرنے کے لیے مرد سبحان اللہ کہیں گے اور عورتیں تالی بجا کر امام کو متنبہ کر سکتی ہیں۔ یعنی ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مار کر۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ عورت کی بلا ضرورت مردوں کو آواز نہ سنائی دے۔ اگر ضرورت پیش آجائے تو پھر اس کا جواز ملتا ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المؤمنین سے آ کر مسائل دریافت کرتے اور وہ بتایا کرتی تھیں، لیکن اس صورت میں عورت کو نرم انداز اپنانے کی اجازت نہیں۔

روایت کے آخر کے الفاظ ”مَنْ أَسَارَ فِي صَلَاتِهِ“ یہ صحیح ثابت نہیں ہیں۔

(سنن ابی داؤد، رقم: ۹۴۴۔ سلسلۃ الضعیفہ، رقم: ۱۱۰۴)

..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَنَامٍ، عَنْ أُمَّهَاتِهِ.....

سیدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والوں میں سے تھیں، نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھنا۔“

عَنْ أُمِّ فَرَوَةَ، وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا. ②

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے اول وقت میں نماز ادا کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ بعض احادیث میں ایمان باللہ کو سب سے افضل عمل اور بعض میں صدقہ کو افضل عمل قرار دیا گیا ہے۔ علماء نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ بدنی عبادات میں افضل عمل نماز ہے۔ قلبی عبادات میں افضل عمل ایمان باللہ ہے۔ مالی عبادات میں افضل عمل صدقہ ہے۔

① بخاری، کتاب الصلاة، باب التصفيق للنساء، رقم: ۱۲۰۳۔ مسلم، کتاب الصلاة، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة الخ، رقم: ۴۲۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۹۳۹۔ سنن نسائی، رقم: ۱۲۰۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۳۴۔ مسند احمد: ۲/ ۲۴۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۲۶۲۔ صحیح ابن خزيمة، رقم: ۸۹۴۔

② بخاری، کتاب مواقيت الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها، رقم: ۵۲۷۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۲۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۷۰۔

دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ نماز عشاءِ اول وقت میں نہیں بلکہ تاخیر سے پڑھنا افضل ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات نبی مکرم ﷺ نے نماز عشاء میں اتنی تاخیر کر دی کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا۔ پھر آپ ﷺ باہر نکلے اور نماز پڑھی اور فرمایا: ”یہ اس نماز کا وقت ہے اگر مجھے اس بات کا خدشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں اس کا یہی وقت مقرر کر دیتا۔“ (مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، رقم: ۶۳۸)

[۶۰۲/۱۸۴]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: سَمِعَ عَبِيدُ اللَّهِ بْنَ أَبِي يَزِيدَ، أَبَاهُ يَقُولُ.....

سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنْزَلَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ
أَحْرَفٍ كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ. ①
ہے وہ سب شافی (اطمینان بخش) کافی (کفایت کرنے والی) ہیں۔“

نوٹ: یہ قرآن پر ایمان رکھنے والوں کے لیے اللہ رب العزت کی طرف سے ایک طرح کی آسانی ہے کہ وہ کسی بھی قرأت میں قرآن کی تلاوت کریں اللہ ان کو اجر سے محروم نہیں کریں گے جبکہ وہ قراءات متواترہ ہوں۔
[۶۰۸/۱۸۵]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ.....

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى فِي يَوْمِ انْتَنَى
عَشْرَةَ رَكَعَةً بَنَى لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. ②
ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،
آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دن میں بارہ رکعتیں
(سنت موکدہ) پڑھتا ہے، اللہ اس کے لیے جنت میں گھر
بنا دیتا ہے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث میں جن بارہ رکعتوں کا تذکرہ ہے، یہ بارہ رکعتیں سنت موکدہ ہیں جو فرضی نماز سے پہلے اور بعد میں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ وہ ہیں جن پر نبی معظم ﷺ نے سفر کے علاوہ ہمیشگی کی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص پابندی سے بارہ رکعت سنتیں پڑھتا ہے اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر کر دیا جاتا ہے: ظہر سے پہلے چار رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں، عشاء کے بعد دو رکعتیں

① بخاری۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب بيان القرآن على سبعة احرف الخ، رقم: ۸۱۹۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۴۷۵۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۹۴۳۔ سنن نسائی، رقم: ۹۴۰۔

② مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل السنن الراتبه الخ، رقم: ۷۲۸۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۲۵۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۱۴۲۔ سنن نسائی، رقم: ۱۷۹۶۔ مسند احمد: ۶/۳۲۶۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۱۱۸۵۔

اور فجر سے پہلے دو رکعتیں۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها، رقم: ۱۱۴۰)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اہل علم نے ان میں تطبیق یوں دی ہے کہ بعض اوقات آپ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور بعض اوقات چار رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس لیے دونوں طرح جائز و درست ہے۔ (فتح الباری: ۳/ ۳۷۷)

[۶۲۱/۱۸۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ بْنِ سَعِيدٍ، نَا شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عْتَبَةَ.....

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مؤذن کو سنتے تو جس طرح (کے کلمات) وہ کہتا ویسے ہی (کلمات) آپ فرماتے تھے۔
عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ، قَالَ كَمَا يَقُولُ. ①

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کا جواب دینا مسنون ہے۔ دوسری حدیث میں ہے: ((إِذَا سَمِعْتُمُ النَّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ.)) (بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۶۱۱).....
”جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جیسے کہ مؤذن کہتا ہے۔“

صحیح مسلم میں ہے: ”حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ“ اور ”حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ“ کی بجائے ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ کہے اور اس روایت میں ہے کہ جو اذان کا جواب دے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن، رقم: ۳۸۵)
[۶۳۹/۱۸۷]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، نَا زَيْدُ بْنُ الْمُقَدَّامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ الْمُقَدَّامِ، عَنْ أَبِيهِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ.....

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ شریح رضی اللہ عنہ نے ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جتنی اللہ چاہتا کہ آپ نماز تہجد پڑھیں آپ تہجد پڑھتے رہتے، پھر جب نماز فجر کا وقت ہوتا تو اسے پڑھانے سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے، پھر تشریف لے جاتے اور فجر کی نماز پڑھتے۔ شرح صحیح
عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ شُرَيْحًا سَأَلَهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يُصَلِّيَ، فَإِذَا كَانَ قَبْلَ الْغَدَاةِ رَكَعَ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَّ النَّاسَ لِصَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَقَالَ لَهَا

① بخاری، کتاب الاذان، باب ما يقول اذا سمع المنادي، رقم: ۶۱۱۔ مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۳۸۳۔ بلفظ

اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما يقول المؤذن۔ مسند احمد: ۶/ ۳۲۶۔

شُرَيْحٌ: فَأَيُّ شَيْءٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ إِذَا رَجَعَ إِلَيْكَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يَبْدَأُ بِالسَّوَاكِ. ①

نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ جب مسجد سے واپس آپ کے پاس تشریف لاتے تھے تو آپ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ”آپ سواک سے ابتدا فرماتے تھے۔“

نوٹ:..... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا فجر کی نماز سے قبل فجر کی دو سنتیں ادا کرنا افضل ہے اور ان کا بہت بڑا اجر ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔“ (مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۷۲۵)

(۲)..... مذکورہ حدیث سے سواک کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کتنے اہتمام کے ساتھ سواک کیا کرتے تھے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے اپنی امت یا (فرمایا) لوگوں کے مشقت میں پڑ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یقیناً انہیں ہر نماز کے ساتھ سواک کرنے کا حکم دیتا۔“ (بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ۸۸۷۔ مسلم، رقم: ۲۵۲)

معلوم ہوا ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیے کہ ہر نماز سے پہلے سواک ضرور کرے۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ”سواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا کا ذریعہ ہے۔“

(بخاری، کتاب الصیام، رقم: ۱۹۳۴۔ سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، رقم: ۵)

[۶۴۴/۱۸۸]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى، أَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي حُرَّةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ.....

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي، افْتَتَحَ صَلَاتَهُ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب نماز تہجد پڑھتے تو دو ہلکی رکعتوں سے نماز کا آغاز فرماتے تھے۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا قیام اللیل کی پہلی دو رکعتیں مختصر پڑھنی مسنون ہیں۔ البتہ لمبا قیام کرنا افضل ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی معظم ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لمبا قیام۔“ (سنن ابوداؤد، کتاب الوتر، باب طول القیام، رقم: ۱۴۴۹)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں نے ایک مرتبہ رات میں نماز پڑھی۔

① اسنادہ صحیح لغیرہ۔ مختصر مسلم، رقم: ۲۵۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۱۵۰، ۲۹۰۔ مسند احمد: ۶/۱۱۰۔ السنن الكبرى للبيهقي: ۱/۳۴۔

② مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه، رقم: ۷۶۷۔ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب افتتاح صلاة الليل بركعتين، رقم: ۱۳۲۳۔

آپ ﷺ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ میرے دل میں ایک غلط خیال پیدا ہو گیا۔ ہم نے پوچھا کہ وہ غلط خیال کیا تھا؟ تو آپ نے بتایا: میں نے سوچا کہ بیٹھ جاؤں اور نبی مکرم ﷺ کا ساتھ چھوڑ دوں۔ (بخاری، کتاب التہجد، رقم: ۱۱۳۵)

معلوم ہوا کہ پہلی دو رکعتوں کے علاوہ باقی رکعتوں میں قیام لمبا کرنا چاہیے۔

[۷۱۷/۱۸۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، عَنْ هَارُونَ الْأَعْوَرِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.....

عَنْ ابْنِ أُمِّ الْحُصَيْنِ، عَنْ أُمِّهِ، أَنَّهَا صَلَّتْ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿مَالِكُ يَوْمَ الدِّينِ﴾ فَلَمَّا قَرَأَ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قَالَ: آمِينَ حَتَّى سَمِعْتَهُ وَهِيَ فِي صَفِّ النِّسَاءِ. ①

سیدہ ام الحسین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ﴿مَالِكُ يَوْمَ الدِّينِ﴾ پس جب آپ نے ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھا تو فرمایا: ”آمین“ حتیٰ کہ میں نے آپ کی آواز سنی جبکہ وہ خواتین کی صف میں تھی۔

نوٹ:..... مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح احادیث سے آمین بالجہر کا ثبوت ملتا ہے، مقتدی کو امام کی آمین سن کر آمین کہنی چاہیے اگرچہ مقتدی کی قرأت آگے پیچھے ہی کیوں نہ ہو۔ سنن الکبریٰ بیہقی میں ہے: جناب عطاء بن ابی رباح تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”أَدْرَكْتُ مَاتَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ يَعْنِي مَسْجِدَ الْحَرَامِ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ وَلَا الضَّالِّينَ رَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِأَمِينٍ.“..... ”میں نے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو اس مسجد حرام (بیت اللہ) میں پایا کہ جب امام ولا الضالین کہتا تو وہ با آواز بلند آمین کہتے۔“ (السنن الکبریٰ للبیہقی، باب الجہر المأموم بالتأمین ۲/۵۹)

[۷۵۵/۱۹۰]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ.....

نَا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ (طَاوُوسًا)، عَنْ السَّبْحَةِ فِي السَّفَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ بِنِ يَنَاقَ جَالِسٌ، فَقَالَ الْحَسَنُ: حَدَّثَنِي طَاوُوسٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْحَضَرِ، وَصَلَاةَ السَّفَرِ،

سیدنا اسامہ بن زید نے بیان کیا، میں نے طاووس سے دوران سفر ذکر اور نفل نماز کے متعلق پوچھا، جبکہ حسن بن مسلم بن یناق بیٹھے ہوئے تھے، تو حسن نے کہا: طاووس نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجھے بیان کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضور سفر کی نماز فرض کی، جس طرح حضر میں اس سے پہلے اور اس کے بعد نماز پڑھی جاتی

① المعجم الكبير للطبرانی: ۱۵۸/۲۵۔ اسنادہ ضعیف فیہ اسماعیل بن مسلم المکی، ضعیف الحدیث۔

التقریب: ۴۸۴۔ وابو اسحاق مدلس۔

فَكَمَّا يُصَلِّي قَبْلَهَا وَيَعْدَهَا فِي الْحَضَرِ ، ہے، انہوں نے کہا: اسی طرح سفر میں اس سے پہلے اور
 قَالَ: فَكَذَلِكَ يُصَلِّي قَبْلَهَا وَيَعْدَهَا فِي السَّفَرِ. ①
 اس کے بعد نماز پڑھی جائے گی۔

نوٹ:

..... حفص بن عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ”میں ایک سفر میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رہا۔ انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی، ہم نماز سے فارغ ہوئے اور وہ بھی فارغ ہوئے، انہوں نے نظر اٹھائی تو کچھ لوگ نماز پڑھتے نظر آئے۔ فرمایا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: نفل پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اگر مجھے نفل نماز پڑھنی ہوتی تو میں اپنی فرض نماز ہی پوری کر لیتا۔ سمجھتیے! میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں رہا ہوں وفات تک۔ آپ ﷺ نے سفر میں کبھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی، پھر میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہما کا ہم سفر رہا، تو انہوں نے دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی۔ پھر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا ہم سفر رہا، انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی۔ پھر میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہا تو انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی۔ ان سب کا اپنی وفات تک یہی عمل رہا۔“ (مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۶۸۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۷۱)

پہلی حدیث میں ہے: نماز سے پہلے اور فرض نماز کے بعد نفل پڑھنے جائز ہیں، دوسری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں پڑھتے تھے۔ تاہم سفر میں نفل پڑھنے کی رخصت ہے جو پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر کے دوران سواری پر نفل ادا کرتے تھے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”نبی مکرم ﷺ اپنی سواری پر خواہ اس کا رخ کسی طرف ہوتا (نفل) نماز پڑھتے تھے لیکن جب فرض نماز پڑھنا چاہتے تو سواری سے اتر جاتے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔“ (بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۰۰)

[۷۹۰/۱۹۱]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُؤُسٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، تمہارے نبی (ﷺ) کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ سات ہڈیوں پر سجدہ کریں، نیز بال اور کپڑے نہ سمیٹے جائیں۔ عمرو (بن دینار) نے ایک بار یوں بیان کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمْرٌ نَبِيُّكُمْ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ، وَلَا يَكْفُفَ شَعْرًا، وَلَا تَوْبًا. قَالَ شُعْبَةُ: وَقَالَ عَمْرُو مَرَّةً أُخْرَى: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ، وَأُمِرْتُ أَنْ لَا

① سنن ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة، باب التطوع في السفر، رقم: ۱۰۷۲۔ مسند احمد: ۱/ ۲۳۲، قال شعيب

الارناؤط: اسنادہ حسن۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۱۵۸ / ۳۔

اَكْفَ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا. ① کہ میں بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔“

[۷۹۱/۱۹۲]..... أَخْبَرَنَا (بشر)، نَا شُعْبَةُ وَمُعَاذُ (وحماد) بَنُ سَلَمَةَ، كِلَاهُمَا عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُوسٍ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ، وَلَا يَكْتِفَ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے وہ سات ہڈیوں پر سجدہ کریں اور بال و کپڑے نہ سمیٹیں۔

[۷۹۲/۱۹۳]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ، وَلَا يَكْفَ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ: سَأَلْتُ طَاوُوسًا عَنِ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ، فَقَالَ: هُوَ خَيْرٌ. قَالَ إِسْحَاقُ: أَيُّ الْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ شَيْءٌ وَاحِدٌ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ سات اعضاء پر سجدہ کیا جائے، بال اور کپڑے نہ سمیٹے جائیں۔ ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا: میں نے طاووس رضی اللہ عنہ سے ناک پر سجدہ کرنے کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: وہ بہتر ہے، اسحاق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پیشانی اور ناک ایک ہی چیز ہے۔

نوٹ:..... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا سات اعضاء پر سجدہ کرنا چاہیے۔ سات اعضاء کا مطلب یہ ہے کہ یہ اعضاء زمین پر لگنے چاہئیں۔ سات اعضاء کون کون سے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ پیشانی پر اور اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر۔“ (بخاری، رقم: ۸۱۲)

یہ بھی معلوم ہوا کہ پیشانی اور ناک ایک ہی عضو ہیں۔ امام احمد، امام مالک، امام شافعی، امام محمد، قاضی ابو یوسف رضی اللہ عنہم کا بھی یہی موقف ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے کہ صرف سر یا ناک پر ہی سجدہ کر لیا جائے تو کافی ہے۔

(کتاب الام للشافعی: ۱ / ۲۲۱۔ الحاوی: ۲ / ۱۲۶)

① بخاری، کتاب الاذان، باب السجود علی سبعة اعظم، رقم: ۸۱۰۔ مسلم، کتاب الصلاة، باب اعضاء السجود والنهی عن کف الشعر والثوب۔ سنن ابوداود، رقم: ۸۹۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۷۳۔ سنن نسائی، رقم: ۱۰۹۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۸۸۳، ۸۸۴۔ مسند احمد: ۱ / ۲۵۵۔ ② السابق۔ ③ سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاة، باب السجود، رقم: ۸۸۴۔ قال الالبانی: صحیح۔

معلوم ہوا نماز میں بالوں کو سمیٹنا جائز نہیں ہے۔ سمیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ جوڑا بنا لینا جس طرح عورتیں بناتی ہیں۔ شارحین لکھتے ہیں: اس میں حکمت یہ ہے کہ بالوں کو سمیٹنا نہ جائے تاکہ وہ بھی سر کے ساتھ جدہ کریں۔ سنن ابی داؤد میں ہے سعید بن ابی سعید مقبری اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا ابورافع (مولی رسول اللہ ﷺ) کو دیکھا وہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے اپنی گدی میں اپنے بالوں کی چوٹی دھنسا رکھی تھی۔ پھر ابورافع نے ان کے بال کھول دیے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے غصے سے ان کی طرف دیکھا تو ابورافع نے کہا: اپنی نماز پڑھیے اور ناراض مت ہوں۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جوڑے کا یہ مقام شیطان کی بیٹھک ہے۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۶۴۶)

کپڑے سمیٹنے، یعنی نیچے بھکتے وقت کپڑا اکٹھا کر لینا تاکہ مٹی نہ لگ جائے، آج کل صورت حال یہ ہوتی ہے کہ مٹی کا معاملہ تو نہیں کاٹن وغیرہ ہوتی ہے۔ جدے میں جاتے وقت کپڑا سمیٹ لیتے ہیں کہ استری نہ ٹوٹے یہ نماز کے خشوع و خضوع کے خلاف ہے۔ ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

[۸۱۳/۱۹۴]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ.....

أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُوسًا يَقُولُ: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْأَقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ، فَقَالَ: هُوَ سُنَّةٌ، قُلْنَا: فَمَا تَرَى ذَلِكَ مِنَ الْحَسَنِ إِذَا فَعَلَهُ الرَّجُلُ؟ فَقَالَ: بَلَى هُوَ سُنَّةٌ نَبِيِّكَ. ①

طاووس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے (سجدوں کے درمیان) قدموں پر سرین رکھ کر بیٹھنے کے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ سنت ہے، ہم نے کہا: جب آدمی اس طرح کرتا (بیٹھتا) ہے تو کیا آپ اسے اچھا سمجھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں، وہ تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ دو سجدوں کے درمیان اقعاء کرنا جائز ہے۔

اقعاء کا معنی ہے ایڑیوں پر سرین رکھ کر بیٹھنا۔ امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا حدیث کو اس باب کے تحت نقل فرمایا ہے: (بَابُ الْأَقْعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ)۔ امام نووی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اقعاء کے باب میں دو حدیثیں وارد ہیں۔ ایک حدیث کی رو سے تو اقعاء سنت ہے اور دوسری حدیث میں ممانعت ہے۔ (ممانعت عَقْبَةَ الشَّيْطَانِ وَالِى كَيْفِيَّتِ سِے ہے) اقعاء کے حکم اور اقعاء کی تفسیر میں علماء نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اقعاء کی دو قسمیں ہیں: ایک تو یہ کہ

① مسلم، کتاب المساجد، باب جواز الاقعاء على القدمين، رقم: ۵۳۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۸۴۵۔ سنن ترمذی،

اپنے دونوں سرین زمین پر لگا دے اور پنڈلیوں کو کھڑا کرے۔ اور ہاتھوں کو کتے کی طرح زمین پر رکھے، یہ ممنوع ہے اور حدیث میں اسی کی ممانعت ہے۔ دوسرا یہ کہ دونوں جہدوں کے بیچ میں ایڑیوں پر بیٹھے اور یہی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد ہے۔ اور یہ اقعاء دونوں جہدوں کے درمیان میں مسنون ہے۔

[۱۹۵/۸۲۱]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدِ الرَّوَّاسِيِّ، نَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُوسٍ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُدَ، كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ ہمیں اللہ علیہ وسلم کی تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح آپ ہمیں قرآن کی سورت پڑھایا کرتے تھے۔

مذکورہ حدیث میں ہے تشہد ہم کو اسی طرح رسول اللہ ﷺ سکھاتے جس طرح قرآن مجید کی سورت سکھائی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑے اہتمام کے ساتھ اور بڑی توجہ کے ساتھ سکھاتے اور یہ بھی معلوم

ہوا کہ تشہد واجب ہے اور تشہد کے الفاظ کون سے پڑھنے چاہئیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ ہیں:

((التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ.)) (مسلم، رقم: ۴۰۳۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۹۷۳)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں: ((التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.)) (بخاری، رقم: ۸۳۱۔ مسلم، رقم:

۴۰۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۹۶۸) تشہد کے کون سے الفاظ افضل ہیں، ان میں سے جمہور علماء نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تشہد کو افضل قرار دیا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشہد کو افضل کہا ہے۔

(کتاب الام: ۱/۲۲۸۔ سبل السلام: ۱/۲۶۷)

امام مسلم اور امام ترمذی اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تشہد کو زیادہ افضل اور بہتر قرار دیا ہے۔

(سبل السلام: ۱/۴۴۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۸۹۔ فتح الباری: ۲/۳۶۸)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو جس طرح قرآن کی تعلیم دی اسی طرح انہیں احادیث

① مسلم، کتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، رقم: ۴۰۳۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۹۷۴۔ سنن ترمذی، رقم:

۲۹۰۔ سنن نسائی، رقم: ۱۱۶۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۹۰۰۔

بھی سکھائیں، لہذا منکرین حدیث کا یہ اعتراض کہ احادیث کی تعلیم و تعلم کا سلسلہ عہد نبوی میں نہ تھا باطل و مردود ہے۔

[۸۲۳/۱۹۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: يَعْنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَ (رَكْعَةً) مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَهَا، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَرَكْعَةً بَعْدَ مَا تَطْلُعُ، فَقَدْ أَدْرَكَهَا. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے اس (عصر کی نماز) کو پال لیا اور جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی اور ایک رکعت سورج طلوع ہونے کے بعد پالی تو اس نے اس (فجر کی نماز) کو پال لیا۔“

نوٹ:..... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: تین اوقات ایسے ہیں جن میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں منع فرماتے تھے کہ ان میں نماز پڑھیں یا ان میں اپنے فوت شدگان کو دفن کریں۔ جب سورج طلوع ہو رہا ہو، عین دوپہر کے وقت حتیٰ کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج غروب ہونے کے قریب ہو حتیٰ کہ غروب ہو جائے۔

(مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۸۳۱۔ سنن ابوداد، رقم: ۳۱۹۲)

پہلی روایت دوسری روایت کے مخالف نہیں بلکہ ان اوقات میں نماز شروع کرنا منع ہے اگر کوئی طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے ابتداء کر لے تو بعد میں سورج طلوع یا غروب ہو بھی رہا ہو تو نماز کو جاری رکھنا چاہیے۔ اور باقی نماز کو مکمل کرنا چاہیے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما کا یہی موقف ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فجر اور عصر میں فرق کیا ہے۔ ان کا موقف ہے کہ عصر کی نماز میں تو یہ درست ہے لیکن اگر کوئی شخص فجر کی نماز سورج نکلنے سے پہلے شروع کرے گا سورج نکل آیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ (کتاب الام للشافعی: ۱/۱۰۶۔ المغنی: ۲/۵۱۶)

لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ موقف صریح حدیث کے خلاف ہے۔

[۸۳۷/۱۹۷]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، نَا صَالِحُ بْنُ رُسْتَمٍ، وَهُوَ أَبُو عَامِرٍ الْخَزَّازُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، وَلَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ، فَقُمْتُ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: نماز کے لیے اقامت ہوئی لیکن میں نے نماز فجر سے پہلے والی دو رکعتیں

① بخاری، کتاب مواقیح الصلاة، باب من ادرك من الفجر ركعة، رقم: ۵۷۹۔ مسلم، کتاب المساجد، باب من ادرك ركعة من الصلاة الخ، رقم: ۶۰۸۔ سنن ابوداد، رقم: ۴۱۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸۶۔ سنن نسائی، رقم: ۵۱۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ مسند احمد: ۲/۲۵۴۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۴۸۴۔

أَصَلَيْهِمَا، فَمَرَّيِي وَقَالَ: أَتَصَلَّى الصُّبْحَ
 أَرْبَعًا، قِيلَ لِصَالِحٍ: مَنْ قَالَ؟ قَالَ: النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ①

(سنتیں) نہیں پڑھی تھیں (سلام پھرنے کے بعد)، پس میں
 کھڑا ہوا اور انہیں پڑھنے لگا، آپ ﷺ میرے پاس سے
 گزرے تو فرمایا: ”کیا تم فجر کی نماز چار رکعتیں پڑھو گے؟“
 صالح (راوی) سے کہا گیا: یہ کس نے کہا تھا؟ انہوں نے
 کہا: نبی کریم ﷺ نے۔

نوٹ: معلوم ہوا اگر فجر کی سنتیں جماعت سے پہلے نہ پڑھ سکیں تو ان کو جماعت کے بعد ادا کرنے
 میں کچھ حرج نہیں ہے۔

[۸۳۸/۱۹۸]..... أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، نَا أَيُّوبُ.....

عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِرَجُلٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. ②

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک
 آدمی سے فرمایا: پس راوی نے حدیث سابق کے مثل ذکر
 کیا۔

[۸۴۷/۱۹۹]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي
 مَعْبُدٍ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ
 صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِالتَّكْبِيرِ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز
 کا اختتام اللہ اکبر کی آواز سے پہچانتے تھے۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نماز سے سلام پھیرنے کے بعد باواز بلند تکبیر کہنا سنت ہے۔ صحیح
 بخاری میں ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی معظم ﷺ کے زمانہ مبارک میں بلند آواز سے فرض نماز سے
 فارغ ہونے کے بعد ذکر جاری تھا۔ (بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۴۲)

لا اله الا اللہ کا اونچی آواز سے نماز کے بعد ذکر کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

① مسند احمد: ۱/ ۳۵۴۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ حسن .

② السابق .

③ بخاری، کتاب صفة الصلاة، باب الذكر بعد الصلاة، رقم: ۸۴۲۔ مسلم، کتاب المساجد، باب الذكر بعد
 الصلاة، رقم: ۵۸۳۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۰۰۲۔ سنن نسائی، رقم: ۱۳۳۵۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۲۔ صحيح ابن
 خزيمة، رقم: ۱۷۰۶ .

[۸۵۶/۲۰۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، نَا أَبُو عَامِرٍ الْخَزَارِ- وَهُوَ صَالِحُ بْنُ رُسْتَمٍ- عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قُمْتُ أُصَلِّي الرَّكَعَتَيْنِ، وَقَدْ أُقِمَّتِ الصَّلَاةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں کھڑا ہوا اور دو رکعتیں پڑھنے لگا، جبکہ نماز کے لیے اقامت ہو گئی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم فجر کی نماز چار رکعتیں پڑھو گے۔“

نوٹ:..... دیکھئے شرح حدیث نمبر: ۸۳۷۔

[۸۷۲/۲۰۱]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، نَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ بَكْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنِ مُجَاهِدٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْحَضْرِ أَرْبَعًا وَالسَّفَرِ رَكَعَتَيْنِ، وَالْخَوْفَ رَكَعَةً. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز حضر چار رکعت، نماز سفر دو رکعت اور نماز خوف ایک رکعت فرض کی۔

[۸۷۳/۲۰۲]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، نَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ بَكْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنِ مُجَاهِدٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ: صَلَاةَ الْحَضْرِ أَرْبَعًا وَالسَّفَرِ رَكَعَتَيْنِ، وَالْخَوْفَ رَكَعَةً. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، اللہ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی نماز حضر چار رکعت، نماز سفر دو رکعت اور نماز خوف ایک رکعت فرض کی۔

نوٹ:..... معلوم ہوا سفر میں دو رکعت پڑھنا فرض ہے اور حالت خوف میں ایک رکعت پڑھنا فرض ہے۔

صلاة الخوف سے مراد وہ نماز ہے جو خوف (جنگ) کی حالت میں پڑھی جاتی ہے۔ جبکہ اسلامی لشکر کفار کے مقابلے میں ہوں۔ مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ حالت خوف میں ایک رکعت فرض ہے۔ یہ کم از کم کی بات ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ رکعات بھی ثابت ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے ایک گروہ کو (نماز خوف کی) دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر سلام پھیر دیا، پھر دوسروں کو دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔

(بخاری، رقم: ۴۱۳۶ - سنن نسائی، رقم: ۱۵۵۲)

① مسند احمد: ۱/ ۳۵۴ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ حسن.

② مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، رقم: ۶۸۷ - سنن ابوداؤد، رقم: ۱۲۴۷.

سنن نسائی، رقم: ۱۵۳۲ - مسند احمد: ۱/ ۳۵۵.

③ انظر ما قبله.

[۸۸۶/۲۰۳]..... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَيُّوبَ الضَّبِّيُّ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....
 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَدَانَ سَبْعَ سِنِينَ مُحْتَسِبًا، كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ. ①
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی رضا کی خاطر ثواب کی نیت سے سات سال اذان دیتا ہے، اس کے لیے جہنم سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔“

[۸۸۷/۲۰۴]..... قَالَ جَابِرٌ: وَقَالَ عَامِرٌ.....
 عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ، أَنَّهُ قَالَ: لَأَنْ أَقْوَى عَلَى الْأَذَانِ مُحْتَسِبًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْجِهَادِ، وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.
 سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کی رضا کی خاطر ثواب کی نیت سے اذان دینے کی قوت پانا مجھے جہاد، حج اور عمرے سے زیادہ محبوب ہے۔“

[۸۹۳/۲۰۵]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ.....
 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَتَادَاهُ عُمَرُ: الصَّلَاةُ فَقَدْ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوَالِدَانُ، فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّهُ الْوَقْتُ، لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي. ②
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نماز عشاء کو مؤخر کیا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو آواز دی: (اللہ کے رسول ﷺ!) نماز، خواتین اور بچے تو سو چکے، پس آپ باہر تشریف لائے جبکہ آپ کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے، اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”(نماز عشاء کا) یہی وقت ہے، اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا۔“

[۸۹۴/۲۰۶]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ.....
 أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَيُّ سَاعَةٍ
 ابن جریر نے بیان کیا، میں نے عطاء رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ

① سنن ترمذی، ابواب الصلاة، باب ماجاء فی فضل الاذان، رقم: ۲۰۶۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاذان، ولسنة فیها باب فضل الاذان الخ، رقم: ۷۲۷۔ قال الشيخ الالبانی: ضعيف۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۲۵۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۱/ ۴۳۳۔

② بخاری، کتاب مواقيت الصلاة، باب النوم قبل العشاء الخ، رقم: ۵۶۹۔ مسلم، کتاب المساجد، باب وقت العشاء وتاخيرها، رقم: ۶۴۲۔ سنن ابن خزيمة، رقم: ۳۴۲۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۱/ ۴۴۹۔

کو امام اور اکیلے نماز عشاء کس وقت پڑھنا زیادہ محبوب ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا: ایک رات رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء کو مؤخر کیا، حتیٰ کہ لوگ سو گئے، پھر بیدار ہوئے، پھر سو گئے پھر بیدار ہوئے، پھر سو گئے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور کہا: نماز، نماز، رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: گویا کہ میں آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں اور آپ کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے ہیں، آپ اپنا دست مبارک اپنے سر پر رکھے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں: ”اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو میں انہیں حکم فرماتا کہ وہ اس طرح (اس وقت پر) نماز پڑھیں۔“

أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ أُصَلِّيَ الْعَتَمَةَ إِمَامًا وَخَلْوًا. فَقَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: اعْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَتَمَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، حَتَّى رَقَدَ النَّاسُ، ثُمَّ اسْتَيْقَظُوا، ثُمَّ رَقَدُوا، ثُمَّ اسْتَيْقَظُوا ثُمَّ رَقَدُوا، فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ وَرَأْسُهُ يَقَطِّرُ مَاءً، وَوَضِعُ يَدِهِ عَلَى رَأْسِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوا كَذَلِكَ. ①

نوٹ: ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز کو تہائی رات یا نصف رات تک مؤخر کرتا۔“

(صحیح ترمذی، رقم: ۱۴۱ - سنن ابن ماجہ، رقم: ۶۹۱)

معلوم ہوا نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنا افضل ہے۔ لیکن یہ تاخیر نصف شب سے تجاوز نہ کرے۔ عشاء کے علاوہ باقی نمازیں اوّل وقت میں ادا کرنا افضل ہیں۔ عشاء کی تاخیر سے ادا کرنا اس وقت افضل ہوگی جب مقتدی جاگنے پر راضی ہوں اور ان کو کسی قسم کی تکلیف بھی نہ ہو اگر ایسا معاملہ نہیں تو پھر اوّل وقت میں ہی پڑھ لینا افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا عشاء کی نماز سے قبل سونا جائز ہے۔ اگرچہ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری، رقم: ۵۶۸)

اس لیے ناپسند فرماتے کہ عشاء کی جماعت سے محروم نہ رہ جائے، ہاں اگر عشاء کی نماز باجماعت پڑھ سکتا ہے تو سونا جائز ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

[۹۱۰/۲۰۷]..... أَخْبَرَنَا الْمُضْعَبُ بْنُ الْمُقْدَامِ، نَزَائِدَةً، عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَيْدَنَا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي نَمَازِ عِشَاءٍ فَرَمَايَا: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَضْرَتِهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضْرِ وَالسَّفَرِ
بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ
وَالْعِشَاءِ. ①

سفر میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کر کے پڑھا۔

فتاویٰ: مذکورہ روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ حضر وسفر میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کر کے پڑھا کرتے۔ دوران سفر تو جمع کرنا دیگر احادیث سے ثابت ہے، ایک کو دوسری کے وقت میں ادا کرنا اسے جمع تقدیم و تاخیر کہتے ہیں۔ امام احمد، مالک، شافعی رحمہم اللہ دوران سفر اس جمع کے جواز کے قائل ہیں۔ اور حضر میں بھی بیماری، بارش اور خوف کی وجہ سے نمازیں جمع کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ہم کو آٹھ رکعتیں اور سات رکعتیں یعنی ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں (جمع کر کے) پڑھائیں۔

(سنن ابوداؤد، رقم: ۱۲۱۴)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں بغیر کسی خوف یا بارش کے ظہر وعصر کی اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کا اس سے کیا مقصد تھا؟ انہوں نے کہا: یہی کہ امت کو مشقت نہ ہو۔ (سنن ابوداؤد، رقم: ۱۲۱۱)

علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ آئمہ کی ایک جماعت نے اس حدیث کے ظاہر پر بھی فتویٰ دیا ہے اور حضر میں بھی مطلقاً انہوں نے جائز کہا ہے۔ دو نمازوں کو جمع کر لیا جائے، اس شرط کے ساتھ کہ اسے عادت نہ بنا لیا جائے۔ ابن سیرین، ربیعہ، اشبہ، ابن منذر، قتال رحمہم اللہ وغیرہ کا یہی فتویٰ ہے۔

اور علامہ خطابی رحمہ اللہ نے اہل حدیث کی ایک جماعت سے یہی مسلک نقل کیا ہے۔ مگر جمہور کہتے ہیں: بغیر عذر جمع بین الصلا تین جائز نہیں ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۱/۱۶۶)

[۹۱۱/۲۰۸]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي يَحْيَى الْقَتَاتِ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّةٍ
مُحَمَّدٌ يُصَلِّي عَلَى مُحَمَّدٍ أَوْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ
إِلَّا بَلَّغَهُ، يُصَلِّي عَلَيْكَ فَلَانٌ، وَيُسَلِّمُ
عَلَيْكَ فَلَانٌ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: امت محمد (ﷺ) میں سے جو بھی محمد (ﷺ) پر صلوٰۃ یا سلام بھیجتا ہے تو وہ آپ تک پہنچ جاتا ہے، فلاں آپ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے، اور فلاں آپ پر سلام بھیجتا ہے۔

① مسند احمد: ۱/۳۶۰۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ صحیح۔ شواہد بخاری، کتاب التقصیر، باب الجمع فی السفرین المغرب والعشاء، رقم: ۱۱۰۷۔

② ابن عدی ضعفاء: ۳/۲۳۸۔ اسنادہ ضعیفٌ فیہ ابویحیی القتات وهو ضعیفٌ. التقرب: ۸۴۴۴۔

[۹۳۵/۲۰۹]..... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، نَا طَلْحَةَ، عَنْ عَطَاءٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص ان بدبودار سبزیوں (لہسن، پیاز اور مولی وغیرہ) میں سے کوئی سبزی کھائے تو وہ ہماری مساجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ جس چیز سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں اس سے فرشتے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْخَضِرَوَاتِ ذَوَاتِ الرِّيحِ، فَلَا يَقْرَبَنَا فِي مَسَاجِدِنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَى مِمَّا يَتَأَذَى (مِنْهُ) بَنُو آدَمَ، فَكَانَ عَطَاءٌ يَقُولُ: الْخَضِرَوَاتُ: الْبَقُولُ وَالثَّوْمُ وَالْبَصَلُ وَالْفُجْلُ. ①

[۹۳۶/۲۱۰]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ.....

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لہسن ہمارے علاقے میں نہیں ہوتا تھا بلکہ پیاز اور گندنا (ایک سبزی) تھا پس ہمیں اس سے منع کر دیا گیا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمْ يَكُنِ الثَّوْمُ بِأَرْضِنَا، بَلْ كَانَ الْبَصَلُ وَالْكَرَاثُ فَضْهِينَا عَنْهُ. ②

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بدبودار سبزی کھا کر مسجد میں نہیں جانا چاہیے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے فرشتے بدبو محسوس کرتے ہیں۔ کوئی بھی ایسی چیز جس کی وجہ سے منہ سے بدبو آتی ہو کھا کر مسجد میں نہیں جانا چاہیے۔ سگریٹ، اور حقہ کے استعمال سے تو پیاز، گندنا کھانے سے بھی زیادہ بدبو آتی ہے۔

[۹۳۷/۲۱۱]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ طَلْحَةَ.....

جناب عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مولیاں کھائیں تاکہ وہ اسے اس کی بو محسوس کرائیں۔

عَنْ عَطَاءٍ، إِنَّهُ أَكَلَ الْفُجْلَ لِيُرِيحَهُ.

[۹۵۱/۲۱۲]..... أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، نَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

① بخاری، کتاب الاذان، باب ماجاء فی الثوم والبصل والكراث، رقم: ۸۵۳۔ مسلم، کتاب المساجد، باب نہی من اكل ثوم او بصل الخ، رقم: ۵۶۲۔ سنن ابو داود، رقم: ۳۸۲۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸۰۶۔ سنن نسائی، رقم: ۷۰۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۱۶۔ مسند احمد: ۳/۳۷۴۔
② مسند احمد: ۳/۳۷۴۔ قال شعيب الاناوط: اسنادہ صحیح۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى (الْحَمْرَةَ) ① کے پتوں کی بنی ہوئی چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

شواہد:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھی جاسکتی ہے اور مذکورہ حدیث سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ سجدہ کے لیے زمین کی مٹی کا ہونا ضروری ہے۔ خمیرہ چھوٹی چٹائی کو کہتے ہیں، وہ کھجور کی بھی ہو سکتی ہے کسی اور چیز کی بھی۔ (نبیل الاوطار: ۱۲۹ / ۲)

[۹۵۴/۲۱۳]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَاسِرِيكُ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، يَتَّقِي بِفَضُولِهِ حَرَّ الْأَرْضِ وَبَرْدَهَا. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ اس کے زائد حصے سے زمین کی گرمی اور اس کی ٹھنڈک سے بچتے تھے۔

شواہد:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا درست ہے جبکہ تنگی ہو اور دو کپڑے میسر نہ ہوں، اس کا طریقہ یہ ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اس چادر کے دنوں پلوؤں میں سے دائیں پلو کو بائیں کندھے پر اور بائیں پلو کو داہنے کندھے پر ڈال دے۔“ (بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۳۶۰۔ ابوداؤد، رقم: ۶۲۷)



- ① بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة على الخمره: ۳۸۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۶۵۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۳۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۲۸۔ مسند احمد: ۱/ ۲۶۹۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۱۰۰۷۔
- ② مسند احمد: ۱/ ۲۵۶، ۳۲۰۔ قال شعيب الارناؤط: حسن لغيره۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۲۶۸۷۔ شواہد بخاری: ۳۵۸۔ مسلم، رقم: ۵۱۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۶۲۵، ۶۲۶۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۵۴۱۔

5

کتاب الجمعة

جموعہ کے احکام و مسائل

[۴۵/۲۱۴]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَوْلَى أُمِّ بَرْنٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ نے ہم سے پہلے لوگوں پر جمعہ فرض کیا، اللہ نے ہماری راہنمائی کی اور انہوں نے اس میں اختلاف کیا، پس لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں: یہود (ہفتہ) اور نصاریٰ (اتوار)۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَتَبَ اللَّهُ الْجُمُعَةَ عَلَى مَنْ قَبَلَنَا فَهَدَانَا اللَّهُ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ، فَالْنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى. ①

..... ہفتے کے سات دنوں میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے۔ اور امت محمدیہ سے پہلے باقی امتوں پر اس دن کو پیش کیا گیا لیکن انہوں نے اس کی عظمت کو نہ پہچانا۔ اور امت محمدیہ کو اللہ ذوالجلال نے جمعہ کے دن کو پہچاننے کی توفیق دی۔ کیونکہ اس دن بڑے بڑے کام ہوئے اور ہوں گے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہتر ان دنوں میں جن میں سورج نکلتا ہے۔ جمعہ کا دن ہے کہ اسی میں آدم عليه السلام پیدا ہوئے اور اسی میں جنت میں گئے اور اسی میں وہاں سے نکلے اور قیامت نہ ہوگی مگر اسی دن۔ (مسلم، کتاب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة) لہذا اس دن کو مسلمانوں کو اہمیت دینی چاہیے۔ بالخصوص نماز جمعہ کے لیے پورے اہتمام سے تیاری کر کے بروقت

① مسلم، کتاب الجمعة، باب هداية هذه الامة ليوم الجمعة، رقم: ۸۵۶۔ سنن نسائی، رقم: ۱۳۶۸۔ مسند احمد: ۵۰۹ / ۲۔

مسجد میں حاضری دی جائے۔

[۸۹/۲۱۵]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمَيْلٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ، قَالَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ کوئی مسلمان نماز پڑھ رہا ہو اور وہ اس گھڑی میں اللہ سے جو بھی خیر طلب کرتا ہے تو وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔“

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ . ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں مسلمان شخص نماز پڑھ رہا ہو اور وہ اس میں اللہ سے کسی خیر کی درخواست کرے تو اللہ اسے وہی خیر عطا فرما دیتا ہے، بشرطیکہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ کرے۔“

[۳۷۹/۲۱۶]..... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ مَأْتِمًا أَوْ قَطِيعَةً رَحِيمًا . ②

..... مذکورہ حدیث سے جمعہ کے دن کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے کہ جس میں ایسی گھڑی ہے کہ جائز دعا کرنے والے کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ یہ گھڑی کون سی ہے اس کے تعین میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز پوری ہونے تک (کے درمیانی وقت میں) ہے۔“ (مسلم، رقم : ۸۵۳۔ سنن ابوداؤد، رقم : ۱۰۴۹)

دوسری حدیث میں ہے وہ گھڑی نماز عصر اور غروب آفتاب کے درمیانی وقت میں ہے۔

(سنن ابوداؤد، رقم : ۱۰۴۸۔ سنن ترمذی، رقم : ۴۸۹)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح بخاری“ کی شرح ”فتح الباری“ میں چالیس کے قریب علماء کے اقوال نقل کیے ہیں لیکن زیادہ راجح دو قول ہیں۔ جن کا تذکرہ مذکورہ بالا دو احادیث میں ہوا ہے۔ اس میں زیادہ مناسب یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز جمعہ سے لے کر دن کے آخر تک اس گھڑی کو تلاش کیا جائے اور اس دوران کثرت سے دعا کی کوشش کی جائے۔

شیخ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ : ۴۰۰/۱)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ علامہ ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس گھڑی کے پوشیدہ رکھنے اور اسی طرح لیلۃ القدر

① بخاری، کتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة، رقم: ۹۳۵۔ مسلم، کتاب الجمعة، باب في

الساعة التي في يوم الجمعة، رقم: ۸۵۲۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۱۳۷۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۶۰۵۵۔

② السابق۔

کے پوشیدہ ہونے میں فائدہ یہ ہے کہ ان کی تلاش کے لیے بکثرت نماز نفل ادا کی جائے اور دعائیں کی جائیں۔

(نبیل الاوطار: ۳/۲۷۷)

[۴۵۹/۲۱۷]..... أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَنْ سَمِعَ.....
 أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ عُدْرٍ يَكُونَ لَهُ، طُبْعٌ عَلَى قَلْبِهِ. ①
 فرمایا: ”جو شخص کسی (شرعی) عذر کے بغیر تین جمعے چھوڑ دیتا ہے تو اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔“

فوائد:

..... مذکورہ حدیث سے نماز جمعہ کی اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ اس کے چھوڑنے کی وجہ سے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے۔ یہ بڑی بد نصیبی ہے نیکی اور خیر کی توفیق سے انسان محروم ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ ذوالجلال نے کافروں کے متعلق فرمایا: ﴿حَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ﴾ (البقرة: ۷)..... ”اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے۔“

صحیح مسلم کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ نماز جمعہ چھوڑنے سے ضرور باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے، پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔“

اللہ ذوالجلال نے مومنوں کو اس بات کا حکم دیا ہے، فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ (الجمعة: ۹)..... ”اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔“

[۶۵۳/۲۱۸]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْنٍ يُحَدِّثُ.....

عَنْ بِنْتِ حَارِثَةَ بِنِ النَّعْمَانَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَإِنَّ تَنُورَنَا وَتَنُورَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوَاحِدٌ وَمَا تَعَلَّمْتُ ﴿قَالَ وَالْقُرْآنُ﴾ إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَخْطُبُ بِهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ. ②
 حارثہ بن نعمان کی بیٹی نے فرمایا: میں نے دیکھا ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تندور ایک ہی تھا، میں نے سورۃ ق اور رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے (سن کر) سیکھی، آپ جمعہ کے دن منبر پر اسے پڑھتے تھے۔

① مسلم، کتاب الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة، رقم: ۸۶۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۰۵۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۵۰۰۔ سنن نسائی، رقم: ۱۳۶۹۔

② مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، رقم: ۸۷۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۱۰۰۔ سنن نسائی، رقم: ۱۴۱۱۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جمعہ کے خطبہ اور وعظ میں سورہ ق کی تلاوت مسنون ہے۔ صحیح مسلم میں ہے نبی معظم ﷺ عید کی نماز میں سورہ "ق" اور "اقتربت الساعة" پڑھا کرتے تھے۔

(مسلم، کتاب صلاة العیدین، باب ما یقرأ بہ فی صلاة العیدین)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عیدین اور جمعہ میں پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ بڑے مجموعوں میں یہ سورت پڑھا کرتے تھے۔ کیونکہ اس میں ابتدائے خلق، بعث و نشور، معاد، قیام، حساب، جنت، دوزخ، ثواب و عقاب اور ترغیب و ترہیب کا بیان ہے۔

[۸۱۷/۲۱۹]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ.....
عَنْ طَاوُوسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ بَلَّغَ الْحَلَمَ، أَنْ يَتَطَهَّرَ لِلَّهِ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جُنُبًا، يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجِلْدَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. ①

طاووس رحمہ اللہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بالغ شخص پر حق ہے کہ وہ ہر سات دن میں سے ایک دن اللہ کی خاطر خوب صفائی کرے، اگرچہ وہ جنبی نہ ہو، وہ جمعہ کے دن اپنا سر اور اپنا جسم دھوئے گا۔“

نوٹ: جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے غسل کرنا مسنون ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں ہے ہر بالغ مسلمان پر سات دنوں میں ایک دن غسل کرنا حق ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ: ((غَسَلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.)) (بخاری، رقم: ۸۵۸) ”ہر بالغ شخص پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔“

روایات سے ثابت ہے کہ مشکل حالات کی وجہ سے صحابہ کرام موسم گرما میں اونی لباس پہنتے تھے جس کی وجہ سے پسینہ آتا اور مسجد میں ان کے پسینے کی بدبو پھیل جاتی تھی۔ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ((لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لَيَوْمِكُمْ هَذَا.)) (بخاری، رقم: ۹۰۳ - مسلم، رقم: ۸۴۷) ”اگر تم اس دن غسل کر لیا کرو (تو بہتر ہے۔)“

ان روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہاء میں اختلاف ہے کیا غسل جمعہ واجب ہے یا کہ نہیں؟ علامہ ابن حجر اور ابن حزم رحمہما اللہ کا موقف ہے کہ غسل جمعہ فرض ہے۔ (فتح الباری: ۱۳/۳ - المحلی بالآثار: ۲۵۵/۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف ہے: غسل جمعہ مستحب ہے، البتہ جس میں پسینے کی وجہ سے بدبو ہو اور نمازی اور فرشتے اس سے تکلیف محسوس کر سکتے ہوں، اس پر واجب ہے۔

(التعليق على سبيل السلام للشيخ عبدالله بن مسعود: ۱/۱۸۶)

① مصنف عبدالرزاق، رقم: ۵۲۹۵۔ اسنادہ مرسل صحیح۔

[۲۲۰/۸۱۸]..... قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي إِبرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُوسًا يُخْبِرُ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن غسل کا ذکر کیا۔ طاؤس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اگر وہ اپنے اہل کے پاس ہو تو کیا وہ خوشبو یا تیل لگائے گا؟ انہوں نے فرمایا: میں اس کے متعلق نہیں جانتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. قَالَ طَاوُوسٌ: فَقَدْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَفِيْمَسُ طِيْبًا أَوْ دَهْنًا إِنْ كَانَ عِنْدَ أَهْلِهِ؟ قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ. ①



① بخاری، کتاب الجمعة، باب هل علی من لم یشهد الجمعة، رقم: ۸۹۷-۸۹۸-۸۴۹- سنن ابوداؤد،

رقم: ۳۴۱- سنن نسائی، رقم: ۱۳۷۵- سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۹۸- کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

6

کتاب العیدین

عیدین کے احکام و مسائل

[۶۶۰/۲۲۱]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ.....

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ”ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن جوان، پردہ نشین لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو عید گاہ کی طرف نکالیں، رہیں حائضہ عورتیں تو وہ جائے نماز سے دور رہیں اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں۔“

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَ جَنَّ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى الْعَوَاتِقَ وَالْحَيْضَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، فَأَمَّا الْحَيْضُ فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلَّى وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ. ①

[۶۶۱/۲۲۲]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا

هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ②

[۶۶۲/۲۲۳]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَشْعَثِ، عَنِ ابْنِ سَبْرِينَ.....

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ”ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں پردہ نشین جوان لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو (عید گاہ کی طرف) باہر نکالیں، وہ مسلمانوں کی دعاؤں اور نماز میں شریک ہوں،

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَ فِي الْعِيدَيْنِ ذَوَاتِ الْخُدُورِ وَالْحَيْضَ فَيَشْهَدْنَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ دَعْوَتَهُمْ وَصَلَاتَهُمْ، وَالْحَيْضُ

① مسلم، کتاب الصلاة العیدین، باب ذکر اباحة خروج النساء الخ، رقم: ۸۹۰۔ سنن ترمذی ابواب الصلاة،

باب ماجاء فی خروج النساء فی العیدین، رقم: ۱۳۰۷۔

② السابق۔

يَعْتَرِلْنَ الصَّلَاةَ. ① جبکہ حائضہ عورتیں نماز سے الگ رہیں۔“

[۶۶۳/۲۲۴]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا أَشْعَثُ، عَنِ ابْنِ سَبْرِينَ.....

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرَجَ فِي الْعِيدَيْنِ الْعَوَاتِقَ وَالْحَيْضَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، فَأَمَّا الْحَيْضُ فَإِنَّهُنَّ يَكُنَّ بِقُرْبِ الْمُصَلَّى يَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ. ②

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ”ہم عیدین میں نوجوان لڑکیوں، حائضہ عورتوں اور پردہ نشین لڑکیوں کو عید گاہ کی طرف نکالیں، رہیں حائضہ عورتیں تو وہ جائے نماز کے قریب رہیں اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں۔“

[۶۶۴/۲۲۵]..... أَخْبَرَنَا عَمِيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سَبْرِينَ.....

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ، قَالَ: فَلْتُكْسِهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا. قَالَ أَبُو يَعْقُوبَ: يَعْنِي فِي الْخُرُوجِ فِي الْعِيدَيْنِ. ③

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے کسی کے پاس اوڑھنی نہیں ہوتی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی بہن اپنی اوڑھنی کا کچھ حصہ اسے اوڑھادے۔“

[۶۶۵/۲۲۶]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ④

ہشام نے اس اسناد سے اسی حدیث سابق کی مثل روایت کیا ہے۔

نوٹ:..... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا نماز عید واجب ہے۔ کیونکہ جب حائضہ اور بغیر چادر والی عورتوں کو عید گاہ میں جانے کا حکم ہے تو مردوں کو بالاولیٰ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا مسجد عید پڑھنے کی جگہ نہیں، کیونکہ حائضہ وہاں نہیں جاسکتی، خواتین باپردہ ہو کر نکلیں گی، ان کے لیے بناؤ سنگھار کر کے بے حجاب ہو کر نکلنا قطعاً جائز نہیں۔ بچوں اور بچیوں کو بھی عید گاہ لے جانا چاہیے۔ (بخاری، رقم: ۹۷۵)

معلوم ہوا اگر کسی کے پاس اپنی اوڑھنی نہ ہو تو وہ کسی سے عاریتاً لے لے اور عید گاہ میں حاضر ہو، یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کی نماز پڑھنے کے بعد خطبہ اور دعا مانگ کر آنا چاہیے۔

① بخاری، کتاب العیدین، باب خروج النساء والحیض الی المصلی، رقم: ۹۷۴۔ مسلم، کتاب صلاة العیدین، باب ذکر اباحۃ خروج النساء الی العید الخ، رقم: ۸۹۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۱۳۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۵۳۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۳۰۸۔

② بخاری، رقم: ۹۷۴۔ مسلم، رقم: ۸۹۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۰۷۔ سنن ابی داؤد، رقم: ۱۱۳۶۔

③ السابق.

④ السابق.

عباس رضی اللہ عنہما کو عیدین کے دن تکبیریں (اللہ اکبر، اللہ اکبر) پڑھتے ہوئے سنا، عمرو (ابن دینار) نے کہا: میں نہیں جانتا کہ دو میں سے کون سا امر مراد لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ”جب تم مناسک حج ادا کرو تو اللہ کو یاد کرو۔“ یا یہ فرمان: ”گنتی کے چند دنوں میں اللہ کا ذکر کرو۔“

يُكَبِّرُ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ . قَالَ عَمْرُو: وَلَا أَدْرِي
أَيَّ الْأَمْرَيْنِ يُرِيدُ، قَوْلُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ:
﴿فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَادْكُرُوا اللَّهَ﴾
الآيَةِ، أَمْ قَوْلُهُ: ﴿وَادْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ
مَّعْدُودَاتٍ﴾ ①

فوائد:..... عیدین کے دن تکبیریں کہنا مسنون ہے۔ اسی طرح ایام تشریق میں بھی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَادْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ﴾ (البقرة: ۲۰۳)..... ”اور گنتی کے چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔“ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایام معدودات سے مراد ایام تشریق ہیں۔ (بخاری، رقم: ۹۶۹) تکبیرات کے مختلف الفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں: ((اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا.))

(سنن کبریٰ بیہقی: ۳/ ۳۱۶ - نیل الاوطار: ۲/ ۶۲۱)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں یہ لفظ ہیں:

((اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اللَّهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ.))

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۴۸۹)

[۹۱۷/۲۳۰]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن (عید گاہ کی طرف) تشریف لے گئے، تو آپ نے نماز پڑھائی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا، تو آپ کو گمان ہوا کہ خواتین نے نہیں سنا، پس تین (دن) کے بعد آپ ان کے ہاں تشریف لائے، تو آپ نے انہیں وعظ و نصیحت کی اور صدقہ کرنے کی ترغیب دی تو خواتین اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں اتار کر پھینکنے لگیں، اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ انہیں اٹھا کر اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے۔

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ، فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ تَسْمَعْ النِّسَاءُ فَاتَاهُنَّ بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَوَعَّظَهُنَّ وَحَثَّهِنَّ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي بِالنَّقْرَطِ، وَبِالْحَاثِمِ، وَيَأْخُذُ بِلَالٍ

① سنن کبریٰ بیہقی: ۳/ ۳۱۳ - الدر المنثور: ۱/ ۵۶۲ - اسنادہ صحیح .

ذَلِكَ يَجْمَعُهُ فِي ثَوْبِهِ. ①

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو عید گاہ میں جانا چاہیے۔ لیکن عورتوں کے لیے شرط ہے کہ باپردہ ہو کر نکلیں۔ نماز عید پہلے اور خطبہ بعد میں مسنون ہے۔ عورتوں کے لیے الگ پردے اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام کرنا چاہیے۔ اگر کسی وجہ سے آواز نہ پہنچ سکے تو پھر الگ ان کو وعظ و نصیحت کرنی جائز ہے۔ بیت المال کے لیے صدقات و عطیات کا جمع کرنا جائز ہے۔ عورت اپنے ذاتی مال سے خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ کر سکتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا عورتیں زینت کے لیے خوشی کے مواقع پر زیورات پہن سکتی ہیں۔



① بخاری، کتاب العلم، باب عظة الامام النساء وتعليمهن، رقم: ۹۸۔ مسلم، کتاب صلاة العیدین، رقم: ۸۸۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۱۴۲، ۱۱۴۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۲۷۳۔ مسند احمد: ۱ / ۲۲۰۔ سنن دارمی، رقم: ۱۶۰۳۔ مسند حمیدی، رقم: ۴۷۶۔

کتاب التہجد و التطوع

تہجد اور نفل نماز کے احکام و مسائل

[۱۱/۲۳۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبَّاسِ الْجَرِيرِيِّ، عَنْ أَبِي عَثْمَانَ النَّهْدِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَسِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ: الْوِتْرُ قَبْلَ النَّوْمِ، وَصَلَاةُ الضُّحَى رَكَعَتَيْنِ، وَصَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے خلیل ابو القاسم رضی اللہ عنہ نے مجھے تین چیزوں کے متعلق وصیت فرمائی: سونے سے پہلے وتر، دو رکعت نماز چاشت اور ہر ماہ تین دن کے روزے۔

[۱۵۱/۲۳۲]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ. حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَهْرَامَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثَةٍ: الْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ، وَرَكَعَتَيْ الضُّحَى، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میرے خلیل رضی اللہ عنہ نے تین چیزوں کے متعلق مجھے وصیت فرمائی: سونے سے پہلے وتر پڑھنا، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنا اور ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا۔

..... (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف وصیتیں فرمائیں۔ ان میں

① بخاری، کتاب التطوع، باب صلاة الضحی فی الحضرة۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحی، رقم: ۷۲۱۔ مسند احمد: ۲/ ۳۹۲۔ ط: انی اوسط، رقم: ۱۷۶۹۔

② السابق.

سے چند وصیتیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی فرمائیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی جن کو میں کسی بھی صورت ترک نہیں کروں گا۔ وہ یہ کہ میں وتر ادا کیے بغیر نہ سووں اور میں چاشت کی دو رکعتیں نہ چھوڑوں کیونکہ یہ صلاۃ الاوائلین ہے اور ہر ماہ ایام بیض کے تین روزے رکھا کروں۔ (صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۱۰۸۳)

معلوم ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بہت زیادہ اہمیت تھی۔ اللہ ذوالجلال نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی انہیں صفتوں کی وجہ سے فرمایا: ﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (النور: ۵۱)..... ”جب انہیں اس لیے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں: ہم نے سنا اور مان لیا، یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔“ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر نماز عشاء کے بعد سونے سے قبل بھی ادا کیے جاسکتے ہیں اگر صبح نہ اٹھنے کا خدشہ ہو۔

(۲)..... نماز چاشت کو نماز اشراق بھی کہتے ہیں۔ سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد اس کا وقت شروع ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدمی کے ہر جوڑ پر ہر صبح صدقہ ہوتا ہے۔ اور ان سب اعضاء (جوڑوں) کا صدقہ نماز چاشت کی دو رکعتیں ہیں۔“ (مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین: ۷۲۰)

جامع ترمذی میں ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد دو رکعتیں پڑھنے والے کو مکمل حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔

(ترمذی، رقم: ۵۸۶ اسنادہ صحیح)

(۳)..... تین روزے ایام بیض کے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام بیض کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ہر ماہ تین روزے رکھنا گویا ساری عمر روزے رکھنا ہے۔ اور ایام بیض سے مراد جن دنوں چاند مکمل روشن ہوتا ہے یعنی ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں (چاند کی) تاریخ ہے۔ (سنن نسائی، کتاب الصیام، رقم: ۲۴۲۲)

[۹۶/۲۳۳]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا خَلِيلُ بْنُ مَرْوَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو وتر نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔“

[۱۷۶/۲۳۴]..... قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدِثْكُمْ أَبُو حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ: يَا بَلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمَلْتَهُ عِنْدَكَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے وقت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”بلال! مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک عمل بتاؤ جو تم نے کیا ہو اور وہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر رات آخری تہائی حصے میں اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، تو اس کا منادی اعلان کرتا ہے: کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں؟ کیا کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں؟ تین بار فرماتا ہے۔“

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ لَيْلَةٍ إِلَّا وَاللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَنْزِلُ فِيهَا فِي ثُلُثِ اللَّيْلِ الْآخِرِ، فَنَادَى مُنَادِيهِ: هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأَعْطِيهِ؟ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ①

[۴۷۲/۲۳۶]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، وَآبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِيِّ.....
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ كُلَّ لَيْلَةٍ إِذَا بَقِيَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَهُ، وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: کون مجھے پکارتا ہے میں اس کی دعا قبول کروں، کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔“

نوٹ: (۱)..... مذکورہ حدیث سے اللہ ذوالجلال کے نزول کا اثبات ہوتا ہے اور اس کا نازل ہونا برحق ہے اور وہ اپنی ذات سے اترتا ہے نہ کہ اس سے مراد اس کی رحمت یا فرشتہ، جیسا کہ لوگ تاویلیں پیش کرتے ہیں ”تختہ الاحوذی“ میں علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جمہور سلف اور ائمہ اربعہ اور بہت سارے علمائے دین کا یہ عقیدہ ہے کہ بغیر تاویلات، کیفیت اور تشبیہ کے اللہ اس سے پاک ہے جس طرح سے یہ صفات باری تعالیٰ وارد ہوئی ہیں ان پر ایمان رکھتے ہیں اور یہی حق اور درست ہے۔ اور سلف کی اتباع لازم پکڑ لے اور تاویلات والوں میں سے مت ہوں۔“
معلوم ہوا اللہ ذوالجلال کی ان صفتوں پر ایمان لانا چاہیے اور انکار یا تاویلات نہیں کرنی چاہئیں اور نہ ہی ان صفات کو مخلوق کی صفات کی طرح سمجھنا چاہیے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① بخاری، کتاب التہجد، باب الدعاء والصلاة الخ، رقم: ۱۱۴۵۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء الخ، رقم: ۷۵۸۔

② بخاری، کتاب التہجد، باب الدعاء والصلاة من اخر الليل، رقم: ۱۱۴۵۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء الخ، رقم: ۷۵۸۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۳۱۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۳۶۶۔

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوری: ۱۱)

(۲)..... مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا رات کا آخری حصہ انتہائی افضل ہے اور اس وقت نفل و نوافل پڑھنے چاہئیں، استغفار کرنا چاہیے اور دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اللہ ذوالجلال نے اپنے بندوں کی صفیتیں بیان کی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ الْكَلْبِ مَا يَهْجَعُونَ ۝ وَالْبَالُغَةُ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝﴾ (الذاریات:

۱۷-۱۸)..... ”وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔ اور وقت سحر استغفار کیا کرتے تھے۔“

[۲۳۷/۶۲۹]..... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ

أَبِيهِ.....

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ لَيْلَةً يُصَلِّي، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: لِيَرْحَمَ اللَّهُ فُلَانًا كَأَنَّ مِنْ آيَةِ أَذْكَرَنِهَا قَدْ كُنْتُ نَسِيْتُهَا. ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات تہجد پڑھتے رہے، جب صبح ہوئی تو فرمایا: ”اللہ فلاں شخص پر رحم فرمائے، کتنی ہی آیات اس نے مجھے یاد کرا دیں جو مجھے بھلا دی گئی تھیں۔“

فوائد:..... شیخ ابوعمار عمر فاروق سعیدی رضی اللہ عنہما لکھتے ہیں کہ امام اسماعیل فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا قرآن کو بھولنا دو طرح سے ہو سکتا ہے: ایک عارضی اور دوسرا دائمی۔ عارضی نسیان بنی آدم کی طبائع میں فطرتاً رکھا گیا ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں۔ نماز کی رکعات میں بھول جانے پر آپ ﷺ فرماتے ہیں: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسِي كَمَا تَنْسُونَ)) (صحیح بخاری، الصلاة، رقم: ۴۰۱ - مسلم، رقم: ۵۷۴)..... ”میں بشر ہوں جیسے تم بھولتے ہو، میں بھی بھول جاتا ہوں۔“

اور اس قسم کے نسیان کا ازالہ ہو جاتا ہے کبھی از خود اور کبھی دوسرے کے یاد دلانے سے، اور اللہ عزوجل نے حفاظت قرآن کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝﴾ (الحجر: ۹) ”ہم نے اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

نسیان کی دوسری قسم یہ ہے کہ آپ کے سینے سے آیات کا حفظ بالکلیہ ختم کر دیا جائے۔ یہ نسخ کی ایک قسم اور صورت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿سَنُقَرِّئُكَ فَلَا تَنْسَى ۝ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّهُ﴾ (الاعلیٰ: ۷، ۶)..... ”ہم آپ کو پڑھائیں گے، پھر آپ بھولیں گے نہیں مگر جو اللہ چاہے۔“

[۲۳۸/۶۳۳]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، نَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّسْتَرِيُّ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ.....

① سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل، رقم: ۱۳۳۱ - ۳۹۷۰۔ قال الالبانی: صحیح۔

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ فِيهِمَا قَدْرَ مَا يَقْرَأُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، يَعْنِي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ان دونوں یعنی فجر سے پہلے کی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کی قراءت کے برابر قیام فرمایا کرتے تھے۔

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی دو سنتیں مختصر پڑھنا مسنون ہے۔ مختصر پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ قیام و قراءت اور رکوع و سجود میں اختصار کریں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا حدیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ فجر کی سنتوں میں صرف فاتحہ ہی پڑھنی چاہیے۔ لیکن یہ ان کا موقف درست نہیں کیونکہ دوسری صحیح احادیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ فاتحہ کے بعد قراءت فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی معظم ﷺ نے فجر کی سنتوں (میں سے پہلی) میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور (دوسری میں) ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی قراءت فرمائی۔ (مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۷۲۶)

[۶۳۸/۲۳۶]..... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَيُّوبَ الضَّبِّيُّ، عَنْ أَبِي حَمَزَةَ السَّكْرِيِّ، عَنْ جَابِرِ (بْنِ) يَزِيدَ بْنِ مَرَّةَ الْجُعْفِيِّ، عَنْ شُرَيْحِ الْعِرَاقِيِّ.....

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ وتر پڑھنے کے بعد صرف مسواک کیا کرتے تھے اور پھر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ بَعْدَ الْوُتْرِ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَسْتَاكَ، ثُمَّ يُصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. ②

[۷۹۴/۲۴۰]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ، أَنَّ طَاوُوسًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب نماز تہجد ادا کرتے تو یہ دعا پڑھا کرتے: اے اللہ! ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیے ہے، تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے، ہر قسم کی حمد تیرے ہی لیے ہے، آسمانوں اور زمین کو تو ہی قائم رکھنے والا (اور تدبیر کرنے والا) ہے، ہر قسم کی حمد تیرے ہی لیے ہے تو آسمانوں کا زمین کا اور جو

سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ

① بخاری، کتاب الجمعة، باب ماجاء في التطوع مثنى مثنى، رقم: ۱۱۷۱۔ مسلم، رقم: ۷۲۴۔ مسند احمد: ۶/۲۱۷۔

② مسند عبد الرزاق: ۳/۱۰۴۵، رقم: ۱۲۶۶، اسنادہ ضعیف فیہ جابر الجعفی وهو ضعیف۔

فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ حَقٌّ،
وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ،
وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ بِكَ
أَمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ،
وَالَيْكَ أُنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَالَيْكَ
حَاكَمْتُ، أَنْتَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. ①

کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے، تو حق ہے،
تیرا وعدہ حق ہے، تجھ سے ملاقات حق ہے، تیرا قول حق
ہے، جہنم حق ہے، جنت حق ہے اور قیامت حق ہے، اے
اللہ! میں تجھ پر ایمان لایا، میں نے اپنا آپ تیرے سپرد
کیا (تیری فرمانبرداری کی) تجھ پر توکل کیا، تیری طرف
رجوع کیا، تیری توفیق سے (باطل سے) جھگڑا کیا، تجھی کو
اپنا فیصل بنا تا ہوں، تو ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی
معبود نہیں۔

[۷۹۵/۲۴۱]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَاسُفِيَّانَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنِ
طَاوُوسٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ،
يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ
سَوَاءً. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ جب
تہجد پڑھا کرتے تو یہ دعا کیا کرتے تھے: ”اے اللہ! ہر قسم
کی تعریف تیرے ہی لیے ہے۔“ پس راوی نے حدیث
سابق کے مثل ذکر کیا۔

..... مذكوره احاديث سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد کے لیے جب انھیں تو مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہیے۔
یہ بڑی جامع دعا ہے جو ایمان کے اصول اور دین کی اساس اور اسلام کے حقائق پر مشتمل ہے اس میں اللہ ذوالجلال کی
حمد و ثنا، عبودیت کے اقرار سے توسل کیا گیا ہے۔ مزید برآں اس حدیث میں اللہ رب العزت کے اسماء حسنی ”تَوْرُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ“، ”قِيَمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ“، ”رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ“، ”الْحَقُّ“ اور
”إِلَهٌ“ کا بیان ہے۔

[۸۷۴/۲۴۲]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، وَيَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، أَوْ أَحَدِهِمَا.....

① بخاری، کتاب التہجد، باب التہجد باللیل: ۱۱۲۰۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء فی صلاة
اللیل وقیامہ، رقم: ۷۶۹۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۷۷۱، ۷۷۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۴۱۸۔ سنن نسائی، رقم:
۱۶۱۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۳۵۵۔ مسند احمد: ۱/۳۶۶۔

② مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء فی صلاة اللیل وقیامہ، رقم: ۷۶۹۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۷۷۱،
۷۷۲۔ مسند احمد: ۱/۳۶۶۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سویا، تو رسول اللہ ﷺ رات کے حصے میں بیدار ہوئے، آپ ﷺ نے مسواک کی، پھر مشکیزے کے پاس آئے تو وضو فرمایا، پھر میں اٹھا اور میں نے وضو کیا، راوی نے بیان کیا، میں نہیں جانتا کہ انہوں نے مسواک کا ذکر کیا، پھر میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، تو آپ نے مجھے پکڑا اور گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا اور آپ میرے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے، پھر آپ نے چار رکعتیں پڑھیں، پھر وتر کی نماز پڑھی، پھر آپ نے فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) پڑھیں، اور پھر نماز فجر کے لیے تشریف لے گئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَمْتُ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ، فَتَسَوَّكَ، ثُمَّ أَتَى الْقِرْبَةَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قُمْتُ أَنَا فَتَوَضَّأْتُ، قَالَ وَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ السَّوَّكَ، ثُمَّ قُمْتُ عَنْ شِمَالِهِ، فَأَخَذَنِي فَأَدَارَنِي حَتَّى جَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسِي، ثُمَّ صَلَّى أَرْبَعًا، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتِي الْفَجْرِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ. ①

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دو آدمی جماعت کروا سکتے ہیں۔ نفل نماز کی جماعت کروانا درست ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا جب دو آدمی جماعت کروا رہے ہوں تو مقتدی امام کی دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ معلوم ہوا اگر کوئی آدمی اکیلا نماز شروع کرتا ہے اور بعد میں دوسرا آدمی ساتھ مل جائے تو جماعت کی نیت کی جاسکتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا نماز میں تھوڑی بہت حرکت سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ مذکورہ روایت میں ہے کہ چار رکعتیں پڑھی بعد میں نماز وتر پڑھی۔ لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ گھر تشریف لائے اور چار رکعت (نماز نفل) پڑھ کر آپ سو گئے۔ پھر اٹھے اور فرمایا: ”(ابھی تک یہ) لڑکا سو رہا ہے“ یا اسی جیسا لفظ فرمایا، پھر آپ (نماز پڑھنے کے لیے) کھڑے ہو گئے اور میں (بھی وضو کر کے) آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے مجھے دائیں جانب (کھڑا) کر لیا، جبکہ آپ ﷺ نے پانچ رکعت پڑھیں، پھر دو پڑھیں اور پھر آپ ﷺ سو گئے۔

(بخاری، رقم: ۱۱۷)



① بخاری، کتاب العلم، باب السمر فی العلم۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء فی صلاة اللیل وقیامہ، رقم: ۷۶۳۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۶۱۰، ۱۳۵۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۳۲۔ سنن نسائی، رقم: ۸۰۶، ۱۱۲۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۹۷۳۔

کتاب الجنائز

جنازے کے احکام و مسائل

[۳۵/۲۴۳]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي عَن أَبِي رَافِعٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لونڈی یا آدمی مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ پایا تو آپ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کیا: وہ تو فوت ہو گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم نے اس کے متعلق مجھے مطلع کیوں نہ کیا؟“ انہوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے اس کی قبر کے متعلق بتاؤ۔“ پس آپ اس کی قبر پر آئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ جَارِيَةً، كَانَتْ تَقْمُ الْمَسْجِدَ، أَوْ رَجُلٌ فَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَنْهُ، قَالُوا: قَدْ مَاتَ، قَالَ: أَلَا آذَنْتُمُونِي بِهِ؟ قَالُوا: إِنَّهُ قَالَ: فَذَلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ فَآتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ. ①

نوٹ:..... سنن بیہقی میں ہے کہ اس صحابیہ کا نام ام بجن رضی اللہ عنہا تھا۔ (سنن کبریٰ بیہقی: ۴ / ۴۸)

معلوم ہوا امیر اور سربراہ کو اپنی رعایا کا خیال رکھنا چاہیے، اس سے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تعلق اور تواضع کا اثبات ہوتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟“ انہوں نے کہا: آپ

① بخاری، کتاب الصلاة، باب کنس المسجد النبوی، رقم: ۴۵۸۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی

القبر، رقم: ۹۵۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۲۰۳۔ مسند احمد: ۲ / ۳۵۳۔ صحیح ابن حبان: رقم: ۳۰۸۶۔

دو پہر کو آرام فرما رہے تھے اور آپ روزے سے تھے تو ہمیں یہ بات اچھی نہ لگی کہ آپ کو تکلیف دیں۔

(سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۵۲۸)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی معظم ﷺ کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے، اس سے چھوٹوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے کہ بڑوں کے آرام کا خیال رکھیں۔ مذکورہ بالا حدیث سے مسجد کی صفائی کی بھی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس عمل کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کے جنازوں میں شرکت کرنی چاہیے۔ معلوم ہوا کہ قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے، لیکن نماز جنازہ کے علاوہ اور کوئی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”ساری زمین مسجد ہے سوائے قبرستان اور حمام کے۔“

(سنن ترمذی، رقم: ۳۱۷)

اور اسی طرح فرمایا: ”قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو۔“ (مسلم، رقم: ۳۱۷)

اور قبر پر بھی اس طرح جنازہ پڑھنا ہے جس طرح عام پڑھا جاتا ہے۔

[۱۲۹/۲۴۴]..... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ.....

ثَنَا عَبَادُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمُهْزَمِ، يَقُولُ: صَحِبْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَشْرَ سِنِينَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ اتَّبَعَ جِنَازَةَ فَحَمَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا. ①

عباد بن منصور نے کہا، میں نے ابوالمہزم کو بیان کرتے ہوئے سنا: میں دس سال سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا، میں نے انہیں بیان کرتے ہوئے سنا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے کسی جنازے میں شرکت کی اور تین بار اسے اٹھایا تو اس نے اس (جنازے) کا وہ حق ادا کر دیا جو اس کے ذمے تھا۔“

[۴۶۰/۲۴۵]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الْمُهْزَمِ، قَالَ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَبَعَ جِنَازَةَ يَحْمِلُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ آدَى مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جنازے میں شرکت کی اور تین بار اسے اٹھایا تو اس کا اس کے ذمے جو حق تھا اس نے اسے ادا کر دیا۔“

① ترمذی، کتاب الجنائز، باب آخر، رقم: ۱۰۴۱، قال الشيخ الالبانی: ضعيف.

② السابق.

[۱۴۱/۲۴۶]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، أَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُبَيْدٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جِنَازَةٍ، كُنْتُ إِذَا مَشَيْتُ سَبَقْنِي فَأَهْرُولُ، فَإِذَا هَرَوُلْتُ سَبَقْتُهُ، فَقَالَ رَجُلٌ لِي إِلَى جَنْبِي: إِنَّ الْأَرْضَ تُطَوَّى لَهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں ایک جنازے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب میں چلتا تو آپ مجھ سے آگے نکل جاتے اور پھر میں تیز چلنے لگا، جب میں تیز چلنے لگا تو میں آپ سے آگے نکل گیا، میرے پہلو میں ایک آدمی تھا، اس نے کہا: زمین آپ کے لیے لیٹی رہی ہے۔“

نوٹ:..... ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

(جنازہ لے کر) دوڑا کرتے تھے۔ (صحیح ابوداؤد: ۲۷۲۵)

معلوم ہوا کہ جنازے کو جلدی لے کر جانا چاہیے اور اس کے ساتھ تیز چلنا چاہیے۔

[۲۰۷/۲۴۷]..... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُنِينٍ، قَالَ يَعْلَى وَهُوَ يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ، ثُمَّ قَالَ: اسْتَأذَنْتُ رَبِّي فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّي فَأَذِنَ لِي وَاسْتَأذَنْتُهُ فِي الْاسْتِغْفَارِ فَلَمْ يَأْذَنْ لِي فَرَوْرُوهَا فَإِنَّهَا تُدَكِّرُكُمْ الْآخِرَةَ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ محترمہ کی قبر دیکھی، تو آپ روئے اور اپنے پاس والوں کو بھی رلایا، پھر فرمایا: ”میں نے اپنی والدہ محترمہ کی قبر کی زیارت کے حوالے سے اپنے رب سے اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت دے دی، اور میں نے استغفار کے لیے اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت نہ دی، پس تم اس (قبر) کی زیارت کرو وہ تمہیں آخرت یاد کرائے گی۔“

[۲۰۸/۲۴۸]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

① مسند احمد: ۲/ ۲۵۸۔ قال شعيب الارناؤط: حسن .

② مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربه عزوجل فی زیارة، رقم: ۹۷۶۔ سنن ابوداؤد، کتاب

الجنائز، باب فی زیارة القبر، رقم: ۳۲۳۴۔ نسائی، رقم: ۲۰۳۴۔ مسند احمد: ۲/ ۴۴۱ .

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سِوَاءً. ①
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سابق کے مثل روایت کیا ہے۔

نوٹ: امام محمد بن یزید بن ماجہ رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو ”بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ“ ”مشرکوں کی قبروں کی زیارت کرنا“ کے تحت نقل فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کی قبروں کی زیارت کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ قبروں کی زیارت کی وجہ سے انسان کو آخرت کی یاد آتی ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، چنانچہ اب ان کی زیارت کیا کرو۔ بلاشبہ ان کی زیارت میں (موت کی) یاد دہانی ہے۔“ (مسلم، رقم: ۹۷۷)

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کے لیے دعا کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أَوْلَىٰ قُرْبَىٰ﴾ (التوبة: ۱۱۳) ”پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں۔“

[۲۴۹/۲۴۹]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ كَثِيرِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ.....
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کسی جنازے میں شرکت کرے، پھر وہ میت کی تدفین سے پہلے واپس آجائے تو اس کے لیے ایک قیراط ہے، اور اگر وہ تدفین تک اس کے ساتھ رہے تو اس کے لیے دو قیراط ہیں، ان میں سے سب سے چھوٹا (قیراط) احد پہاڑ کے مثل ہے۔“

[۴۳۰/۲۵۰]..... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ سَالِمِ الْبَرَادِ.....
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کوئی نماز جنازہ پڑھتا ہے تو اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے، اور جو اس کی تدفین تک

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَبَعَ جِنَازَةً فَرَجَعَ قَبْلَ أَنْ يُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطٌ فَإِنْ مَضَىٰ مَعَهَا إِلَىٰ أَنْ يُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ. ②
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَىٰ جِنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَ جُتَّتَهَا

① السابق .

② بخاری، کتاب الایمان، باب اتباع الجنائز من الایمان، رقم: ۴۷۔ مسلم، کتاب الجنائز: باب فضل الصلاة

على الجنائز واتباعها، رقم: ۹۴۵۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۱۶۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۰۴۰ .

فَلَهُ قِيرَاطَانِ أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحْدٍ. ①

اس کے ساتھ رہتا ہے اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے، ان دونوں میں سے سب سے چھوٹا احد پہاڑ کے مثل ہے۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مسلمان کے جنازے کے ساتھ شامل ہونا اور تدفین تک ساتھ رہنا بہت بڑا اجر ہے۔ بشرطیکہ ثواب کی نیت سے شامل ہوا جائے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا)) (بخاری، رقم: ۴۷)..... ”جو کوئی ایمان اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے۔“

[۲۸۷/۲۵۱]..... أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَلَجٍ، وَهُوَ يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، قَالَ.....

جلاس بیان کرتے ہیں: مروان بن حکم، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جبکہ وہ حدیث بیان کر رہے تھے تو انہوں نے کہا: ابو ہریرہ! اپنی بات/ حدیث کے حصے کرو، انہوں نے فرمایا: مروان! ہمیں اپنی طرف سے چھوڑ دو، راوی نے بیان کیا، پھر وہ واپس آئے تو انہیں کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو نماز جنازہ میں کس طرح دعا کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جو میں نے کہا، کیا تو اسے شمار کرتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: آپ یہ دعا کرتے تھے: ”اے اللہ! تو نے اسے پیدا فرمایا، تو نے اس کی روح قبض کی، تو نے اس کی اسلام کی طرف راہنمائی فرمائی، تو اس کے ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے، ہم سفارشی بن کر آئے ہیں پس اس کی مغفرت فرما دے۔“

سَمِعْتُ الْجَلَّاسُ، يُحَدِّثُ أَنَّ مَرَوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، مَرَّ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يُحَدِّثُ، فَقَالَ بَعْضُ: حَدَّثْنَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: دَعْنَا مِنْكَ يَا مَرَوَانُ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَهُ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْجِنَازَةِ؟ فَقَالَ: أَعَدُّ مَا قُلْتُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ وَأَنْتَ تَعْلَمُ سِرَّهَا وَعَلَانِيَتَهَا، جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاعْفِرْ لَهُ. ②

[۴۵۸/۲۵۲]..... أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي الْجَلَّاسِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ شَمَّاسٍ، رَجُلًا مِنْ قَوْمِهِ قَالَ: أُرْسَلَنِي سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ إِلَى الْمَدِينَةِ

① السابق.

② سنن ابوداود، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت، رقم: ۳۲۰۰۔ مسند احمد: ۲ / ۳۴۵۔ قال ابن حجر:

اسنادہ حسن۔

فَكُنْتُ مَعَ مَرَّوَانَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ پڑھتے تو آپ یہ دعا کیا کرتے تھے: ”اے اللہ! تو نے اسے پیدا فرمایا، تو نے اس کی اسلام کی طرف راہنمائی فرمائی، تو نے اس کی روح قبض فرمائی، تو ہی اس کے مخفی و علانیہ حالات سے واقف ہے، ہم سفارشی بن کر تیری خدمت میں حاضر ہوئے ہیں پس تو اسے بخش دے۔“

فَمَرَّ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعْضَ حَدِيثِكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، ثُمَّ سَأَلَهُ كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْجِنَازَةِ؟ فَيَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْجِنَازَةِ فَيَقُولُ: اللَّهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَهَا، وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ، وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا تَعَلَّمُ سِرَّهَا وَعَلَانِيَتَهَا جَنَّاتِكَ شَفَعَاءَ فَأَغْفِرْ لَهُ. ①

نوٹ:..... نماز جنازہ کا مختصر طریقہ: چار تکبیریں (بخاری: ۱۳۳۴، ۱۳۳۳۔ مسلم: ۹۵۲)

پہلی تکبیر کے بعد: اعوذ باللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھے، دوسری تکبیر کہہ کر نبی کریم ﷺ پر (نماز والا) درود شریف پڑھے: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ..... حَمِيدٌ مَجِيدٌ تیسری تکبیر کے بعد: میت اور مسلمانوں کے لیے دعائیں پڑھے: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَعَابِئِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأَنْثَانَا. اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ. اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ)) (سنن ابوداؤد، رقم: ۳۲۰۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۰۲۴) مذکورہ دعا زندہ اور مردوں دونوں کے لیے ہے۔

دوسری دعا میت کے لیے ہے: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاعْبِسْهُ بِالْمَاءِ وَالثلجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ)) (مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۶۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۵۰۰) اور مذکورہ بالا روایت میں موجود دعا بھی پڑھے۔ رسول اللہ ﷺ سے کافی دعائیں ثابت ہیں، جو بھی پڑھی جائے جائز ہے، اگر ساری بھی پڑھ لیں تو درست ہیں۔

چوتھی تکبیر کے بعد: سلام پھیرنا ہے اور ہر تکبیر میں رفع الیدین کرنا چاہیے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی نماز جنازہ ادا فرماتے ((رَفَعَ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ وَإِذَا انْصَرَفَ

سَلَّمَ)) تو ہر تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے اور سلام پھیر کر نماز جنازہ ختم کرتے تھے۔

(کتاب العلل للدارقطنی: ۲۲/۱۳، رقم: ۲۹۰۸۔ اسنادہ صحیح)

[۲۹۶/۲۵۳]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْفَعُهُ قَالَ سَيِّدُنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا بَيَانًا كَرْتِي هُنَّ أَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نِيَّ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفَقَ نَعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ فَرَمَايَا: ”بے شک وہ (مردہ) ان کی جوتیوں کی چاپ، مُدْبِرِينَ. ①

حرکت سنتا ہے جب وہ اس سے مڑ کر جاتے ہیں۔“

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جب مردے کو دفن کر دیا جاتا ہے، لوگ واپس پلٹتے ہیں تو مردہ واپس پلٹنے والوں کے جوتوں کی آوازیں سنتا ہے، یہ اس وقت ہوتا ہے جب منکر نکیر آتے ہیں۔

(صحیح بخاری، رقم: ۱۳۳۸)

کیونکہ فرشتوں کے آنے سے قبل ان کی روح علیین یا مقام حکین سے لوٹا کر اسے ہوش میں لایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ سوالوں کے جواب دے سکے۔ لیکن اس حدیث سے سماع موتی کے اثبات پر استدلال کرنا درست نہیں، یہ وقتی سماع ابتدائے دفن کے ساتھ خاص ہے جو عدم سماع پر دال ہے۔ ہر وقت ہر زندہ آدمی کی پکار و آواز کا سننا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی صرف چند منٹوں کی بات ہے، اس کے بعد وراثت جب آتے ہیں، روتے ہیں تو ان رونے دھونے والوں کی باتوں کو سننے سنانے کا ذکر نہیں ہے۔ اور جوتوں کی آواز سنانے کا مقصد احساس دلانا ہے کہ یہ تیرے رشتہ دار، دوست و احباب جو تجھ کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اور پھر عالم بزرخ اور عالم دنیا کی زندگیاں مختلف ہیں۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نمازی میت کو قبر میں عصر کا تنگ وقت سورج کے غروب ہونا دکھایا جاتا ہے۔“ حالانکہ بعض دفعہ مردے صبح یا شام کو، عشاء، آدھی رات کے وقت دفن کرتے ہیں۔ معلوم ہوا وہ دنیا کا سورج نہیں ہو سکتا۔ بعض محدثین نے یہ جواب دیا ہے کہ يُسْمَعُ مضارع مجہول کا صیغہ ہے اور خَفَقَ نَعَالِهِمْ اس کا نائب فاعل ہے۔ مطلب ہوا کہ جب لوگ میت کو قبر میں دفن کر کے واپس گھروں کو لوٹتے ہیں تو وہ قبر سے ابھی صرف اتنے فاصلے پر پہنچتے ہیں کہ قبر کے پاس ان کی جوتیوں کی آواز جاسکتی ہے کہ منکر نکیر سوال و جواب کے لیے فوراً آجاتے ہیں۔

[۳۵۷/۲۵۴]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَامِرِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تُوْقِي سَيِّدُنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نِيَّ بَيَانًا كَرْتِي هُنَّ أَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نِيَّ

① بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر۔ مسلم، کتاب الجنة، باب عرض مقعد الميت الخ، رقم:

۲۸۷۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۲۳۱۔ سنن نسائی، رقم: ۲۰۴۹۔

اس کی اچھائیاں بیان کی گئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(جنت) واجب ہوگئی۔“ پھر ایک دوسرا شخص فوت ہوا تو اس کی برائیاں بیان کی گئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(جہنم) واجب ہوگئی، بعض لوگوں کو اس سے تعجب ہوا تو عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! کیا واجب ہوگئی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ایک دوسرے پر گواہ ہو۔“

رَجُلٌ فَأْتَنِي عَلَيْهِ خَيْرًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَبَتْ، ثُمَّ تُوَفِّيَ آخَرَ فَأْتَنِي عَلَيْهِ شَرًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَبَتْ، فَعَجِبَ بَعْضُ الْقَوْمِ مِنْهُ وَقَالَ: مَا وَجَبَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتُمْ شُهَدَاءُ بَعْضِكُمْ عَلَى بَعْضٍ. ①

شانہ: مذکورہ حدیث سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ یہ جن کو اچھا سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان کو اچھا سمجھتا ہے اور جن کو یہ برا سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان کو برا سمجھتا ہے اور معلوم ہوا مرنے والوں کی نیکیوں کا ذکر کرنا اور اسے نیک لفظوں سے یاد کرنا بہتر ہے۔

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے کو چاہیے اپنی زندگی میں اچھے اخلاق اختیار کرے اور لوگوں کے کام آنے کی کوشش کرتا رہے تاکہ اس کے مرنے کے بعد لوگ اچھے الفاظ سے یاد کریں۔

سیدنا یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک جنازے کے ساتھ نکلے، لوگوں نے اس میت کے بارے میں اچھے کلمات کہے اور اس کی تعریف کی، اتنے میں جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور کہا: یہ آدمی اس طرح تھا تو نہیں جیسے لوگ کہہ رہے ہیں۔ بہر حال تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو، اس لیے اس نے (تمہاری گواہی کو دیکھ کر) اس کے وہ گناہ بھی معاف کر دیئے جو یہ لوگ نہیں جانتے تھے۔“ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۱۳۱۲)

[۳۵۸/۲۵۵]..... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ حُمْرَةَ، عَنْ صَالِحِ الْأَمْلُوكِيِّ.....

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُوتُ فَيَشْهَدُ لَهُ رَجُلَانِ مِنْ خَيْرَتِهِ الْأَقْرَبِينَ، فَيَقُولَانِ: اللَّهُمَّ لَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا إِلَّا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ: أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ عَفَرْتُ لِعَبْدِي بِشَهَادَتِهِمَا وَتَجَاوَزْتُ لَهُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے دو قریبی ہمسائے اس کے حق میں گواہی دیتے ہوئے یہ کہیں: اے اللہ! ہم تو صرف خیر ہی جانتے ہیں تو اللہ عزوجل فرشتوں سے فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان دو آدمیوں کی گواہی کی وجہ سے اپنے

① بخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس على الميت، رقم: ۱۳۶۷۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب فيمن يثنى

عليه خيرا الخ، رقم: ۹۴۹۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۲۳۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۰۵۸۔

عَمَّا لَا يَعْلَمَانِ . ①

بندے کو بخش دیا اور جن چیزوں کے متعلق وہ نہیں جانتے
ان سے درگزر فرما دیا۔“

نوٹ:

..... دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس کے لیے چار اس کے قریبی ہم سائے اس کے حق میں گواہی دے دیں تو اللہ ذوالجلال اس کو معاف کر دیتے ہیں۔ (صحیح ترغیب و ترہیب، رقم: ۳۵۱۵)
[۵۲۰/۲۵۶]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِي، حَدَّثَنَا حَيَوَةُ بْنُ شَرِيحٍ، حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ، أَنَّ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ، أَخْبَرَهُ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ سَلَّمَ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے حتیٰ کہ میں اسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

نوٹ:

..... مذکورہ حدیث کی شرح میں فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ پر سلام بھیجنے والے کو جواب دیتے ہیں، لیکن یہ زندگی برزخ کی زندگی ہے، جس کی حقیقت کا ہمیں علم نہیں، اس لیے حیات الانبیاء کا مسئلہ تو اپنی جگہ صحیح ہے، لیکن اس کی بابت یہ دعویٰ کرنا غیر صحیح ہے کہ یہ حیات دنیوی حیات ہی کی طرح، بلکہ اس سے بھی زیادہ قوی ہے۔ یہ بے بنیاد دعویٰ ہے جو قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔ اگر آپ دنیا کی طرح ہی زندہ ہوتے تو پھر رروح کی ضرورت ہی پیش نہ آتی، اس کے بغیر ہی آپ جواب دینے پر قادر ہوتے۔ باقی رہا یہ اشکال کہ کروڑوں مسلمانوں میں سے بے شمار مسلمان ہر وقت ہی آپ پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ تو وقفے وقفے سے یہ رروح کس طرح ممکن ہے؟ تو یہ اشکال اللہ کی قدرت پر عدم یقین کا نتیجہ ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے تو ہمیں صرف اس حقیقت پر ایمان رکھنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اس کی کیفیت و نوعیت کیا ہے؟ ہمیں اس کا علم نہیں ہے نہ ہو ہی سکتا ہے۔ اس رروح کو بھی ان تشابہات میں سے سمجھنا چاہیے جن پر ایمان رکھنا تو ضروری ہے لیکن ان کی پوری حقیقت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

بہر حال اس حدیث میں کثرت سے درود و سلام پڑھنے کی ترغیب ہے تاکہ مسلمان نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے

① مسند احمد: ۲ / ۳۸۴۔ قال شعيب الارناؤط، اسنادہ ضعيف .

② سنن ابوداود، کتاب المناسک، باب زیارة القبور، رقم: ۲۰۴۱۔ مسند احمد: ۲ / ۵۲۷۔ صحیح الجامع الصغیر،

رقم: ۵۶۷۹۔ صحیح ترغیب و ترہیب، رقم: ۱۶۶۶۔ قال الشیخ الالبانی و شعيب الارناؤط: اسنادہ حسن .

زیادہ سے زیادہ بہرہ ور ہوں، یہ یقیناً ایک بہت بڑی سعادت ہے جو ہر مسلمان کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (ریاض الصالحین، فوائد حدیث نمبر ۱۳۰۲، مطبوعہ دار السلام)

[۵۹۹/۲۵۷]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ.....

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: لَمَّا مَرَضَ أَبُو مُوسَى بَكَتْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ فَقَالَ لَهَا: أَمَا سَمِعْتِ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: بَلَى، فَلَمَّا مَاتَ قَالَ يَزِيدُ: لَقَيْتُ الْمَرْأَةَ فَقُلْتُ لَهَا: مَا قَالَ أَبُو مُوسَى لَكَ: أَمَا سَمِعْتِ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقُلْتُ: بَلَى، فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ سَلَقَ وَحَلَقَ وَمَنْ حَرَقَ. ①

یزید بن اوس نے بیان کیا، جب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو ان کی اہلیہ ان پر رونے لگیں، انہوں نے ان سے فرمایا: کیا تم نے سنا نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، پس جب وہ فوت ہو گئے، یزید نے کہا: میں اس خاتون محترمہ سے ملا اور ان سے کہا: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کیا کہا تھا؟ کیا تم نے وہ سنا نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، تو میں نے کہا: کیوں نہیں، پس انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو (اظہار غم کے لیے) بین کرے، یا بال منڈوائے یا کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں۔“

[۶۰۰/۲۵۸]..... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَهْمِ بْنِ مَسْعُودٍ.....

عَنِ الْقُرَيْشِيِّ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ أَبُو مُوسَى صَاحَتِ امْرَأَتُهُ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى لَهَا: أَمَا عَلِمْتِ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: بَلَى، فَسَكَّتَتْ، فَقِيلَ لَهَا بَعْدَ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: لَعَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَقَ وَمَنْ حَلَقَ وَمَنْ حَرَقَ. ②

قریش نے بیان کیا، جب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو ان کی اہلیہ نے چیخ و پکار کی، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ پس وہ خاموش ہو گئیں، بعد میں ان سے پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اظہار غم کے لیے) بین کرنے والے، بال منڈوانے والے اور کپڑے پھاڑنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔“

..... مذكوره حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی کیفیت ثابت ہوتی ہے۔ سخت بیماری میں بھی

① بخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینھی عن الحلق عند المصیبة، رقم: ۱۲۹۶۔ مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم ضرب الخدود و شق الجیوب الخ: ۱۰۴۔ سنن نسائی، رقم: ۱۸۶۱۔ مسند احمد: ۴ / ۳۹۶۔
② انظر الحدیث السابق.

وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے فرائض سے غافل نہیں رہتے تھے۔ معلوم ہوا مصیبت کے وقت نوح کرنا، کپڑے پھاڑنا، بال منڈوانا حرام ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں میں دو خصلتیں ہیں اور وہ دونوں کفر ہیں: نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوح کرنا۔“ (مسلم، رقم: ۱۰۳)

ایک حدیث میں ہے کہ نوح کرنے والی جب اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو روز قیامت اسے اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تار کول کا کرتہ اور خارش زدہ زرہ ہوگی۔ (مسلم، رقم: ۹۳۴)

”لیس منا“ کے الفاظ اس گناہ کی سنگینی پر دلالت کرتے ہیں۔

[۶۲۲/۲۵۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، نَا أَبَانَ بْنُ (صَمْعَةَ)، نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَيْرِينَ.....

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جن دو مسلمانوں (میاں بیوی) کے تین بچے فوت ہو جائیں جو بلوغت کی عمر کو نہ پہنچے ہوں، انہیں لایا جائے گا حتیٰ کہ انہیں باب جنت پر روک دیا جائے گا، انہیں کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ کہیں گے: کیا ہم داخل ہو جائیں جبکہ ہمارے والدین داخل نہیں ہوئے، تو انہیں کہا جائے گا: میں نہیں جانتا دوسری یا تیسری بار میں: جنت میں داخل ہو جاؤ اور تمہارے والدین بھی، پس یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”شفاعت کرنے والوں کی شفاعت انہیں کام نہ آئے گی۔“

عَنْ حَبِيبَةَ أَوْ أُمِّ حَبِيبَةَ، قَالَتْ: كُنَّا فِي بَيْتِ عَائِشَةَ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوتُ لَهُمَا ثَلَاثَةٌ أَطْفَالٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا جِئَ بِهِمْ، حَتَّى يُؤَفَّقُوا عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَيَقَالُ لَهُمْ: ادْخُلُوا الْجَنَّةَ، فَيَقُولُونَ: أَدْخُلْ وَلَمَّا يَدْخُلْ أَبَوَانَا، فَيَقَالُ لَهُمْ، لَا أَدْرِي فِي الثَّانِيَةِ أَمْ فِي الثَّلَاثَةِ: ادْخُلُوا الْجَنَّةَ وَأَبَوَاكُمْ فَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَعَةُ الشَّفَاعِينَ﴾ (المدثر: ۴۸)①

..... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں، پھر والدین اس پر صبر کریں اور اللہ ذوالجلال کی رضا پر راضی رہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے انہیں بھی جنت میں داخل فرمائیں گے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے ام سلیم! جس کسی مسلمان کے تین بچے مر جائیں وہ اپنے والدین کو جنت میں لے جائیں گے، ان پر اللہ کی رحمت اور فضل کی وجہ سے۔“ میں نے عرض کیا: اور دو بچے بھی (کیا والدین کو جنت میں لے جائیں گے۔)

① التاریخ الکبیر للبخاری: ۱/۴۵۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۴/۲۲۴۔ اسنادہ ضعیف وللحدیث شواہد فی

الصحیحین وغیرہما۔ انظر: بخاری، رقم: ۱۱۹۳۔ و مسلم، رقم: ۱۵۰، ۱۵۲۔ والترمذی، رقم: ۱۰۶۰۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو بچوں کا بھی یہی حکم ہے۔“ (ادب المفرد، رقم: ۱۴۹)

[۶۵۶/۲۶۰]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ.....

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُعَسِّلُ ابْنَتَهُ، فَقَالَ: اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتَنَ ذَلِكَ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَعْتُنَّ فَأَذِنِّي، فَلَمَّا فَرَعْنَا آذَنَاهُ، فَأَلْقَمَ إِلَيْنَا حَقْوَهُ، فَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ. ①

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے تین بار یا پانچ بار یا اگر ضرورت محسوس کرو تو اس سے زیادہ بار غسل دینا اور آخری بار غسل دیتے وقت پانی میں کافور یا تھوڑا سا کافور ملا لینا اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔“ پس جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی، آپ نے اپنا ازار ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا: ”اسے اس کے جسم کے ساتھ لپیٹ دو۔“

نوٹ:..... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اگر میت عورت ہے تو اس کو غسل عورت ہی دے اور اگر مرد ہے تو اس کو غسل مرد دیں۔ لیکن عورت اپنے خاوند کو اور خاوند اپنی بیوی کو غسل دے سکتے ہیں جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔ (سنن دارقطنی: ۷۹ / ۲ - بیہقی: ۳۹۶ / ۳)

اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔ (بیہقی: ۳۹۷ / ۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اگر مجھے وہ خیال پہلے آجاتا جو بعد میں آیا تو نبی ﷺ کو ازواج مطہرات ہی غسل دیتیں۔ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۴۶۴)

(۲) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل تین مرتبہ دینا چاہیے، اگر پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ دینا ہے تو طاق۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: ((ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا)) اور ((اغْسِلْنَهَا وَتِرًا)) تین یا پانچ یا سات مرتبہ۔“ (بخاری، رقم: ۱۲۵۴)

(۳) معلوم ہوا کم از کم تین مرتبہ، زیادہ جتنی مرتبہ چاہیے لیکن طاق عدد ہونا چاہیے اور آخری مرتبہ جو میت کے جسم پر پانی بہایا جائے، اس میں کافور ڈالنا چاہیے۔ کیونکہ کافور کی خوشبو کیڑے مکوڑوں کو دور رکھتی ہے۔

امام شوکانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میت کو کافور لگانے کی حکمت یہ ہے کہ دفن کرنے پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور

① بخاری، کتاب الجنائز، باب ما يستحب ان يغسل وترًا، رقم: ۱۲۵۴۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب غسل

المیت، رقم: ۹۳۹۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۱۴۳۔ سنن نسائی، رقم: ۱۸۸۸۔

بالخصوص کافور کا حکم اس لیے ہے کہ جس چیز میں اسے استعمال کیا جاتا ہے وہ جلدی متغیر نہیں ہوتی اور اس کا فائدہ یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ اسے لگانے کے بعد کوئی بھی موزی جانور میت کے قریب نہیں آتا۔ (نبیل الاوطار: ۱۲/۶۸۲)
(۳) حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((بِمَاءٍ وَسِدْرٍ))..... ”پانی اور پیری کے پتوں سے۔“

(صحیح بخاری، رقم: ۱۲۵۴)

بیری کے پتوں کو پانی میں جوش دیا جائے اور اسی پانی سے میت کو غسل دیا جائے تو صفائی بہتر ہوتی ہے۔ آج کے دور میں صابن بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

[۶۵۷/۲۶۱]..... أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ.....

وَحَدَّثَنِي حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ إِنَّهُ قَالَ: ابْدُؤُوا بِمِيَامِنِهَا وَبِمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا، وَإِنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: فَجَعَلْتُ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ، يَعْنِي: شَعْرَهَا. ①

سیدہ حفصہ بنت سیرین نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی دائیں جانب سے اور اعضاء وضو سے غسل دینا) شروع کرنا اور سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے ان کے بالوں کی تین لٹیں بنا دیں۔

[۶۷۵/۲۶۲]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ.....

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: صَفَرْنَا شَعْرَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ ثُمَّ جَمَعْنَاهَا جَمِيعَهَا فَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا. ②

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی کے بالوں کی تین لٹیں بنا لیں، پھر ہم نے ان سب کو اکٹھا کیا اور اسے ان کے پیچھے ڈال دیا۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا میت کو غسل دیتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے کیونکہ ہر اچھا کام دائیں جانب سے شروع کرنا مشروع ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا اگر میت خاتون ہے تو اس کے بالوں میں تین مینڈھیاں بنا کے پیچھے ڈال دینا مسنون ہے۔ اور کنگھی بھی کرنی چاہیے۔ جیسا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے کنگھی کر کے ان کے بالوں کو تین لٹوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ (بخاری، رقم: ۱۲۵۴)

[۶۵۸/۲۶۳]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ.....

① مسلم، کتاب الجنائز، باب غسل الميت، رقم: ۹۳۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۴۵۸۔

② السابق.

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی وفات پا گئیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: ”اسے پانی اور پیری کے پتوں کے ساتھ طاق عدد میں غسل دو، تین بار یا پانچ بار یا اگر تم ضرورت محسوس کرو تو اس سے زائد بار غسل دے دینا اور آخری بار غسل دیتے وقت پانی میں کافور یا تھوڑا سا کافور ملا لینا، پس جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کر دینا۔“ جب ہم فارغ ہوئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع کر دی، آپ نے اپنا ازار ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا: ”اسے اس کے جسم کے ساتھ لپیٹ دو۔“

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ: تُوْفِي إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْسِلُوهَا بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاعْسِلُوهَا وَتَرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتَنَ، وَاجْعَلْنَ فِي الْأَخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَعْتَنَ فَأَذِنِّي، فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ، فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ. ①

[۶۵۹/۲۶۴]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ..... حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَقَالَ: الْحَقْوُ الَّذِي يُجْعَلُ فَوْقَ الثِّيَابِ، وَقَالَ: الْإِزَارُ تَحْتَ الثِّيَابِ. ②

.....: معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے جو چیز مس ہوئی ہے اس سے برکت لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یقینی ہو۔ صحیح بخاری میں ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب عبداللہ بن ابی فوت ہو گیا تو اس کا صاحبزادہ عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قمیص دے دیں تاکہ وہ اپنے باپ کو اس میں کفن دے سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے کر دی۔ (بخاری، رقم: ۱۲۶۹)

اس سے مراد عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا۔ اس کا بیٹا صحابی رسول تھا اس کا نام بھی عبداللہ تھا۔

[۶۷۲/۲۶۵]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ حَفْصَةَ.....

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم سے جو بیعت لی گئی تھی، اس میں یہ بھی تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی، ہم میں سے

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ: فِيمَا أُخِذَ عَلَيْنَا فِي الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نُنُوحَ فَمَا وَقَّتْ مِنَّا امْرَأَةً غَيْرَ

① انظر ما قبله .

② سنن ابوداود، رقم: ۳۱۴۴- سنن ترمذی، رقم: ۹۹۰- مسند احمد: ۶/ ۴۰۷- اسنادہ صحیح .

خَمْسٍ، مِنْهِنَّ: أُمُّ سُلَيْمٍ، وَامْرَأَةٌ مُعَاذِ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ أَوْ امْرَأَةٌ مُعَاذٍ، وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ، وَامْرَأَةٌ أُخْرَى، وَكَانَتْ لَا تَعُدُّ نَفْسَهَا لِأَنَّهَا لَمَّا كَانَ يَوْمَ الْحَرَّةِ لَمْ تَزَلِ النِّسَاءُ بِهَا حَتَّى قَامَتْ، فَكَانَتْ لَا تَعُدُّ نَفْسَهَا لِذَلِكَ. ①

صرف پانچ خواتین نے اسے پورا کیا: ام سلیم، معاذ بن ابی سبرہ رضی اللہ عنہما کی اہلیہ، یا معاذ رضی اللہ عنہما کی اہلیہ، ابوسبرہ کی بیٹی اور ایک اور عورت، اور وہ اس کے لیے تیار نہ تھی حتیٰ کہ جب حرہ کا دن تھا تو خواتین اس میں شریک رہیں حتیٰ کہ وہ کھڑی ہوگئی، وہ اپنے آپ کو اس کے لیے تیار نہ کرتی تھیں۔

نوٹ: رسول اللہ ﷺ عورتوں سے زبانی کلامی بیعت لیتے تھے، امیہ بنت اقیقہ کی لمبی حدیث میں ہے..... ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول اجازت دیں ہم آپ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کریں تو آپ نے فرمایا: میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ (نسائی، کتاب البیعة، باب بیعة النساء: ۴۱۸۳) وہ پانچ عورتیں کون تھیں؟ ام سلیم، ام العلاء، ابی سبرہ کی بیٹی، معاذ کی بیوی اور ایک اور عورت تھی۔ معلوم ہوا کسی مصیبت و آفت کے وقت یا کسی کی وفات کے وقت رونا، پیننا، چیخنا، چلانا، گریبان پھاڑنا اور بال نوچنا وغیرہ ممنوع ہے۔ احادیث میں ایسا کام کرنے والوں کے لیے سخت وعید موجود ہے۔ لیکن اگر غم کی وجہ سے خود بخود آنسو بہہ نکلیں تو ان کی ممانعت نہیں۔ ممانعت صرف ایسے رونے کی ہے جس میں واویلا ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی معظم ﷺ کی ایک بیٹی کی تدفین کے موقع پر حاضر تھا۔ رسول اللہ ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئی ہیں۔ (بخاری، رقم: ۱۲۸۶۔ مسلم، رقم: ۹۲۸)

[۶۷۳/۲۶۶]..... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، حَدَّثَنَا حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ.....

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ (الممتحنة: ۱۲) قَالَتْ: مِنْهَا النِّيَاحَةُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِلَّا بَنِي فُلَانٍ فَإِنَّهُمْ كَانُوا أَسْعَدُونِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّ مِنْ إِسْعَادِهِمْ فَقَالَ: إِلَّا بَنِي فُلَانٍ. ②

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، جب یہ آیت نازل ہوئی کہ: ”جب مومن خواتین آپ کے پاس آئیں وہ اس پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی اور زنا نہیں کریں گی..... اور نیکی کے کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔“ انہوں نے کہا: نوحہ خوانی بھی اسی میں شامل تھی، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! سوائے بنو فلاں کے کہ انہوں نے دور جاہلیت میں میری مدد کی تھی،

① بخاری، کتاب الاحکام، باب بیعة النساء، رقم: ۷۲۱۵۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب التشديد في النياحة،

② انظر ما قبله.

رقم: ۹۳۶۔ مسند احمد: ۶/ ۴۰۸، ۵/ ۸۵.

پس ان کی مدد کرنا میرے لیے ضروری ہے، تو آپ نے فرمایا: ”سوائے بنو فلاں کے۔“

فوائد: مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ جب عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو رسول اللہ ﷺ ان سے بیعت لیتے تھے، فتح مکہ کے دن بھی آپ ﷺ نے قریش کی عورتوں سے بیعت لی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَاعِعَنَّكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَاعِعِهِنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (الممتحنة: ۱۲) نازل ہوئی، اس کے بعد جو مومن عورت بیعت کرنے کے لیے آتی تو آپ ﷺ (مذکورہ بالا آیت میں جن چیزوں کا تذکرہ ہے ان باتوں پر عہد لیتے) اگر وہ اقرار کر لیتی تو آپ ﷺ اس سے زبانی طور پر فرماتے کہ میں نے تمہاری بیعت قبول کر لی اور اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ بیعت لیتے وقت کبھی نہیں چھوا، صرف آپ ان سے زبانی بیعت لیتے تھے۔

(بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۸۹۱)

مذکورہ حدیث کے آخر میں ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو نوحہ کی رخصت دی۔ یا تو یہ نوحہ حرام ہونے سے پہلے کی بات ہے یا پھر ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے لیے خاص تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((وَلِلشَّارِعِ أَنْ يَخْصَّ مِنَ الْعُمُومِ)) (فتح الباری: ۸/۸۲۳) ”شارع کو اختیار ہے کہ بعض حکم میں کسی کو خاص کر دے۔“

[۶۷۴/۲۶۷]..... أَخْبَرَنَا أَسْبَاطُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ حَفْصَةَ.....

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْعَةِ أَنْ لَا تَنْحَنَ فَمَا وَقْتُ مَنَا غَيْرَ خَمْسٍ مِنْهُنَّ أُمَّ سَلِيمٍ. ①

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہم سے جو بیعت لی اس میں یہ بھی تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی، پس ہم میں سے صرف پانچ نے اسے پورا کیا، اور ام سلیم رضی اللہ عنہا ان میں سے ہیں۔

[۶۷۶/۲۶۸]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ حَفْصَةَ.....

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. ②

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ہمیں جنازوں کی پیروی کرنے سے منع کیا گیا، لیکن ہمیں سختی سے منع نہیں کیا گیا۔

① مسلم، کتاب الجنائز، باب التشديد في النياحة، رقم: ۹۳۶/۳۲۔ مسند احمد: ۶/۴۰۸۔

② بخاری، کتاب الجنائز، باب اتباع الجنائز، مسلم، کتاب الجنائز، باب نهى النساء عن اتباع الجنائز، رقم:

۹۳۸۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۱۶۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۵۷۷۔ مسند احمد: ۶/۴۰۸۔

[۶۷۷/۲۶۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ هِشَامُ نَ فِي اس اسناد سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت بہَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ① کیا ہے۔

[۶۷۸/۲۷۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ، عَنِ ابْنِ سَبْرِينَ..... عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: نُهِنَا عَنِ اتِّبَاعِ سِيدَةِ امِ عَطِيَّةَ ۙ فِي الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. ② سیدہ ام عطیہ ۙ نے فرمایا: ہم (خواتین) کو جنازوں کی پیروی کرنے سے منع کیا گیا، لیکن یہ تاکیدی ممانعت نہیں تھی۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو جنازے میں شریک ہونے سے نہیں روکا، البتہ اتباع جنازے سے منع کیا ہے۔ عورت کے لیے جنازے میں شریک ہونے کی رخصت ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ ۙ سے مروی ہے کہ انہوں نے مسجد میں سیدنا سعد بن ابی وقاص ۙ کی نماز جنازہ پڑھی۔

(مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۷۳)

شیخ ابن باز ۙ فرماتے ہیں: خواتین کے لیے نماز جنازہ میں شرکت ثابت تو ہے، لیکن وہ جنازوں کی تدفین کے لیے نہیں چلیں گی۔ کیونکہ اس سے نبی معظم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ: ۱۸/۲)

[۷۸۹/۲۷۱]..... أَخْبَرَنَا بَشْرُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الزَّهْرَانِيِّ، نَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُوسِ الْيَمَامِيِّ.....

سیدنا ابن عباس ۙ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں یہ دعا اس طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح آپ انہیں قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں عذاب جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں زندگی و موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

نوٹ:..... مذکورہ بالا دعا رسول اللہ ﷺ آخری تشہد میں سلام سے پہلے پڑھا کرتے تھے، ویسے تو آخری

② السابق.

① السابق.

③ بخاری، کتاب الجنائز، باب ما يستعاذ منه في صلاة، رقم: ۵۹۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۵۴۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۴۹۴۔ سنن نسائی، رقم: ۲۰۶۳۔ مسند احمد: ۱/ ۲۴۲۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۴۰۷۔

تشہد میں سلام سے قبل کوئی بھی دعا دنیا و آخرت کی بھلائی اور اپنی حاجات کے لیے آدمی کر سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ثُمَّ يَسْتَحْيِرُ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُوَا.)) (بخاری، رقم: ۸۳۵)..... پھر (تشہد کے بعد) اسے جو دعا زیادہ پسند ہو وہ منتخب کرے اور دعا کرے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ مسنون دعائیں کی جائیں۔

[۲۷۲/۸۴۶]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ.....

عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ، قَالَ: صَلَّى ابْنُ عَبَّاسٍ عَلَيَّ جَنَازَةً، فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَجَهَرَ بِهَا ثُمَّ كَبَّرَ بَعْدَ ذَلِكَ ثَلَاثًا، فَقَالَ: إِنِّي إِنَّمَا جَهَرْتُ لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ. ①

ابو معبد نے بیان کیا: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ پڑھائی تو اللہ اکبر کہا، پھر سورۃ الفاتحہ پڑھی اور اسے بلند آواز سے پڑھا، پھر اس کے بعد تین تکبیریں کہیں، اور فرمایا: میں نے اس لیے بلند آواز سے قراءت کی ہے تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔

صحیح بخاری میں ہے سیدنا طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی، پھر فرمایا کہ ((لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ)) تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سنت ہے۔ (بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۳۵)

اور صحابی کا کسی عمل کو سنت کہنا مرفوع حدیث کے معنی میں ہوتا ہے۔ نسائی شریف میں ہے: ((فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةَ وَجَهَرَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ سُنَّةٌ وَحَقٌّ.)) (سنن نسائی، رقم: ۱۹۷۸۔ احکام الجنائز للالبانی، ص: ۱۵۱)..... ”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (جنازے میں) فاتحہ اور کوئی سورت پڑھی اور اونچی آواز سے قراءت کی، پھر جب فارغ ہوئے تو کہا: یہ سنت اور حق ہے۔“

معلوم ہوا نماز جنازہ میں بھی سورہ فاتحہ پڑھنی واجب ہے جیسا کہ دوسری نمازوں میں پڑھنی واجب ہے۔ کیونکہ حدیث ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) ہر نماز کو شامل ہے۔

سنن ابن ماجہ کی روایت میں ہے، سیدہ ام شریک انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۴۹۶) شیخ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا نماز جنازہ جہری پڑھنا سنت ہے اور اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے جس میں سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی تو ہم نے آپ کی (جنازے میں پڑھی ہوئی) دعا یاد کر لی۔ (مسلم: ۹۶۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۵۰۰)

① بخاری، کتاب الجنائز، باب قراءۃ فاتحۃ الكتاب علی الجنائز، رقم: ۱۳۳۵۔ سنن ترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی القراءۃ علی الجنائز بفاتحۃ الكتاب، رقم: ۱۲۲۶۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۴۹۵۔

[۲۷۳/۸۹۱]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بنی اسرائیل میں قصاص تھا، لیکن ان میں دیت نہیں تھی، تو اللہ عزوجل نے اس امت کے لیے فرمایا: ”قتل کے بارے میں تم پر قصاص لکھ دیا گیا ہے، آزاد کے بدلے میں آزاد۔“ حتیٰ کہ یہاں تک آیت پہنچی: ”جسے اپنے بھائی کی طرف سے کچھ معافی/ رعایت مل جائے۔“ راوی نے بیان کیا: اس کا معاف کرنا اس کا دیت قبول کرنا ہے۔ پس معروف (بھلے طریقے) سے اتباع و مطالبہ کرنا ہے، فرمایا: وہ اس سے معروف طریقے سے مطالبہ کرے گا اور اس کے لیے احسان کی وصیت کرے گا۔ سفیان کے حوالے سے یہ اضافہ نقل کیا ہے: ”یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف و رحمت ہے۔“ اس سے مراد ہے: قتل عمد کی دیت قبول کرنا۔

عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ الْقِصَاصِ، وَلَمْ يَكُنْ فِيهِمْ الدِّيَّةُ، فَقَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ الْحَرِّ بِالْحَرِّ حَتَّىٰ بَلَّغَ: ﴿فَمَنْ عَفَىٰ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ﴾ قَالَ: عَفْوُهُ: قُبُولُهُ الدِّيَّةَ، فَاتَّبَاعُ بِالْمَعْرُوفِ، قَالَ: يَطْلُبُهُ بِمَعْرُوفٍ، وَيُوصِيٰ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ. زَادَ عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: ﴿ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾. قَالَ: أَخَذُ الدِّيَّةَ مِنَ الْعَمَدِ. ①

فوائد: مذکورہ حدیث سے امت محمدیہ کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے اور اللہ ذوالجلال نے اس امت پر اپنا خاص فضل کیا ہے۔ بنی اسرائیل میں یہ تھا کہ اگر کوئی کسی کو قتل کر دیتا تو قاتل کو مقتول کے بدلے قتل کر دیا جاتا۔ لیکن امت محمدیہ پر اللہ ذوالجلال نے یہ احسان کیا ہے کہ مقتول کے ورثاء کو حق حاصل ہے، چاہے تو وہ معاف کر دیں یا دیت وصول کر لیں یا پھر قصاص لے لیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ الْحَرِّ بِالْحَرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأَنْثَىٰ بِالْأُنثَىٰ فَمَنْ عَفَىٰ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتَّبِعْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدِّءْ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنْ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (البقرة: ۱۷۸)

”اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے۔ آزاد آزاد کے بدلے، غلام غلام کے بدلے، عورت عورت کے بدلے، ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہیے۔ اور اچھے طریقے سے فدیہ وارث کو ادا کرے، تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے۔ اس کے بعد بھی جو سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا۔“

① بخاری، کتاب التفسیر، باب یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص الخ، رقم: ۴۴۹۸۔ سنن نسائی، کتاب القسامۃ، باب تاویل قولہ عزوجل فمن عفی له الخ، رقم: ۴۷۸۲۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۵۲ / ۸۔

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کے احکام و مسائل

[۵۰/۲۷۴]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، أَخَذَ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَأَدْخَلَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْحُ كَيْحُ فَأَلْقَاهَا، فَقَالَ: أَمَا شَعَرْتُ أَنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھالی اور اسے اپنے منہ میں ڈال لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: ”نہ لو، نہ لو۔“ پس انہوں نے اسے باہر پھینک دیا، آپ نے فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں؟“

[۵۱/۲۷۵]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.....

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. ②

محمد بن زیاد نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے (ایک کھجور) لے لی، پس حدیث سابق کے مانند ذکر کیا۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ آل محمد میں بنو عبدالمطلب، بنو ہاشم، اور بنو ہاشم میں سیدنا عباس، سیدنا عقیل، سیدنا حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کی اولاد ہے۔ ایک

① بخاری، کتاب الزکاۃ، باب ما یذکر فی الصدقۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۱۴۹۱۔ مسلم، کتاب الزکاۃ، باب تحریم الزکاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۶۹۔ مسند احمد: ۲/ ۴۰۹۔ سنن دارمی، رقم: ۱۶۴۲۔
② السابق.

دوسری حدیث میں ہے: ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَإِنَّ مَوَالِي الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ))..... ”بیشک ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے اور قوم کے آزاد کردہ غلام انہی میں سے ہوتے ہیں۔“

اور اسی طرح احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی چیز پیش کی جاتی تو آپ ﷺ پہلے پوچھتے کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اگر جواب میں یہ کہا جاتا: صدقہ ہے، تو آپ صحابہ سے فرماتے: کھاؤ اور اگر جواب میں کہا جاتا، ہدیہ ہے، تو پھر آپ ﷺ خود بھی تناول فرماتے۔ (دیکھئے حدیث: ۶۴)

محدثین کہتے ہیں: صدقہ خواہ نفلی ہو یا فرضی یہ دونوں ہی حرام تھے۔ فرضی صدقہ میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں، البتہ نفلی صدقہ کی حرمت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام شافعی کے دو قولوں میں سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ نفلی صدقہ بھی حرام تھا۔ (دیکھئے طرح التشریح: ۳۵/۴)

صدقات سے بچنے میں کئی مصلحتیں تھی۔ مذکورہ احادیث میں ہے: ((كَخَّ كَخَّ)) کاف کی ربر کے ساتھ۔ دوسری روایات میں ہے کہ: ((لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونُ مِنَ الصَّدَقَةِ لِأَكْلَتِهَا)) (بخاری، رقم: ۲۲۵۰۔ مسلم، رقم: ۱۰۷۱) ”اگر مجھے اس کے صدقے میں سے ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یقیناً اسے کھا لیتا۔“ معلوم ہوا جس چیز کے جائز ہونے میں شک ہو اس چیز سے ایک مسلمان کو بچنا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا مشکوک اور مشتبہ اشیاء سے بچنا تقویٰ کی علامت ہے۔

[۵۲/۲۷۶]..... أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صدقہ کی کھجوریں پیش کی گئیں، آپ نے ان کے متعلق حکم فرما دیا۔ آپ نے حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھایا، ان کا لعاب بہنے لگا، آپ نے دیکھا کہ ان کے منہ میں صدقہ کے کھجوروں میں سے ایک کھجور ہے، پس آپ نے انہیں ہلایا تو انہوں نے اسے پھینک دیا، آپ نے فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم نہیں، صدقہ ہمارے لیے حلال نہیں۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جن چیزوں سے زکنا ضروری ہے والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو بھی ان چیزوں سے روکیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث میں یہ بات ہے کہ جن چیزوں سے بڑی عمر کے لوگوں کو بچایا جاتا ہے ان سے بچوں کو بھی بچایا جائے گا۔ اور ایسا کرنا ولی پر واجب ہے۔ (شرح النووی: ۷/ ۱۵۷)

[۴۰۹/۲۷۷] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُعْتَدَى فِي الصَّدَقَةِ كَمَا نِعَمَهَا. ① ہے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ جو زکوٰۃ وصول کرتا ہے وہ جتنی زکوٰۃ بنتی ہے، اس سے زیادہ طلب نہ کرے اور جو درمیانے درجے کے جانور ہیں ان کو وصول کرنے کے بجائے بہترین جانور نہ مانگے، اگر وصول کرنے والا ایسے کرتا ہے تو وہ گناہ گار ہے جس طرح زکوٰۃ نہ دینے والا گناہ گار ہوتا ہے، کیونکہ اس کی زیادتی کی وجہ سے لوگ زکوٰۃ دینے سے انکار کر سکتے ہیں۔

جیسا کہ موجودہ زمانہ میں لوگ ٹیکس دینے سے انکاری ہیں، وجہ یہ ہے کہ عامل ظلم کرتے ہیں۔ اگر صدقات و زکوٰۃ وصول کرنے والا زیادتی نہیں کرے گا تو ایسے لوگوں کے متعلق حدیث میں ہے سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنا آپ فرماتے تھے: ”حق کے ساتھ صدقات جمع کرنے والا ایسے ہے جیسے مجاہد فی سبیل اللہ گھر لوٹ آئے۔“ (سنن ابوداؤد، رقم: ۲۹۳۶۔ اسنادہ حسن)

[۶۴/۲۷۸] أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بِطَعَامٍ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِ سَأَلَ عَنْهُ، فَإِنْ قِيلَ: هَدِيَّةٌ، أَكَلَ، وَإِنْ قِيلَ: صَدَقَةٌ، قَالَ: كُلُوا وَلَمْ يَأْكُلْ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کے گھر کا کھانا پیش کیا جاتا تو آپ اس کے متعلق پوچھتے، اگر بتایا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ تناول فرماتے، اور اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو پھر آپ فرماتے: ”کھاؤ“ اور آپ تناول نہ فرماتے۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نہ کھاتے تھے، کیونکہ آپ کی ذات اور آپ کی آل پر صدقہ حلال نہ تھا۔ کیونکہ یہ لوگوں کی میل کچیل ہوتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں تھا کہ اس کا نبی

① سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب فی زکاۃ السائما، رقم: ۱۵۸۵۔ سنن ترمذی، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی المعتدی فی الصدقة، رقم: ۶۴۶۔ صحیح ترغیب و ترہیب، رقم: ۷۸۵۔

② بخاری، کتاب اللقطة، باب اذا وجد تمره فی الطريق: رقم: ۲۴۳۲۔ مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول النبی الہدیۃ وردہ الصدقہ: رقم: ۱۰۷۷۔ مسند احمد: ۲/ ۴۰۶۔

اور نبی کی آل صدقہ استعمال میں لائیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری حکمتیں تھیں۔ (مزید دیکھئے حدیث و شرح: ۵۰-۵۱)

[۲۷۹/۷۷]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْمُسْكِينُ بِالطَّوَّافِ مَنْ تَرَدُّهُ الْأَكْلَةُ وَالْأُكْلَتَانِ وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، أَوِ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلَكِنَّ الْمُسْكِينَ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنَىٰ يُغْنِيهِ، وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ إِحْفَافًا أَوْ يَسْتَحْيِي أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ إِحْفَافًا. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”مسکین وہ نہیں جسے لقمہ، دو لقمے یا کھجور، دو کھجوریں در در پھرائیں، مسکین تو وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہیں جو اسے بے نیاز کر دے اور وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال بھی نہیں کرتا، یا وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال کرنے سے حیا محسوس کرتا ہے۔“

[۲۸۰/۷۸]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الْمُسْكِينُ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ سِوَاءً، قَالَ: شَكَّ شُعْبَةُ فِي قَوْلِهِ: أَوِ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسکین وہ نہیں۔“ پس راوی نے حدیث سابق کے مثل روایت کیا: راوی نے کہا کہ شعبہ کو ”کھجور اور دو کھجوروں میں شک ہوا۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا حقیقی مسکین وہ ہے جس کا مال اس کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا اور حیا کے سبب لوگوں سے سوال بھی نہیں کرتا اور اپنے آپ کو ایسا باور بھی نہیں کرواتا کہ لوگ اس کے ساتھ مالی معاونت کریں۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس وقت کے لوگوں کے ہاں مسکین طواف السائل یعنی گھوم پھر کر مانگنے والے کے نام سے متعارف تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مطلع فرمایا کہ مسکین تو وہ ہے جو لوگوں سے سوال کرے اور نہ اپنے آپ کو ایسا باور کرائے کہ لوگ اسے (کچھ) مال عنایت کریں۔ نیز فرماتے ہیں: سائل سوال کرنے کے سبب اپنی کفایت کے لیے جمع کر لیتا ہے اور اس سے مسکینی ساقط ہو جاتی ہے، اس کے برعکس جو شخص سوال کرتا ہے نہ اپنے آپ کو ایسا باور کراتا ہے کہ لوگ اسے کچھ دیں تو ایسے شخص سے محتاجی زائل نہیں ہوتی۔“ (شرح السنہ: ۶/۸۷)

قرآن مجید فرقان حمید میں ہے:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ

① بخاری، کتاب الزکاة، باب قول الله تعالى لا يستطعون ضرباً في الأرض يحسبهم الجاهل المسكين الذمى لا يجد غنى الح. قم: ۱۰۳۹۔ معجم طبرانی اوسط، رقم: ۹۰۴۱۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۶۳۱۔

② السابق.

أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمِهِمْ لَا يَسْتَلُونَ النَّاسَ الْحَافَا ﴿البقرة: ۲۷۳﴾

”صدقات کے مستحق صرف وہ غریب ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دیئے گئے جو زمین میں چل پھر نہیں سکتے نادان لوگ ان کی بے سوالی کی وجہ سے انہیں مال دار خیال کرتے ہیں، آپ ان کے چہرے دیکھ کر قیافہ سے انہیں پہچان لیں گے وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔“

معلوم ہوا کہ پیشہ ور گداگروں کی بجائے مہاجرین دین کے طلباء، علما اور سفید پوش ضرورت مندوں کا پتہ چلا کر ان کی امداد کرنی چاہیے جو سوال کرنے سے گریز کرتے ہیں، کیونکہ دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلا نا انسان کی عزت نفس اور خودداری کے خلاف ہے۔

[۹۲/۲۸۱]..... أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: زَعَمَ مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّهُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور پھر تین دن گزر جائیں اور اس میں سے میرے پاس ایک دینار بھی باقی ہو سوائے اس کے جنہیں میں قرض کی ادائیگی کے لیے رکھ لوں۔“^①

نوٹ:..... (۱) مذکورہ حدیث سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور زہد کا اثبات ہوتا ہے اور معلوم ہوا کہ آپ کو صدقہ و خیرات کرنے سے شدید محبت تھی۔ (۲) معلوم ہوا نیکی کی خواہش و آرزو کرنا جائز ہے۔ (۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ قرض اگر ہو تو پہلے قرض ادا کرنا چاہیے بعد میں صدقہ دینا چاہیے۔

[۱۷۲/۲۸۲]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس طرح صدقہ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جبکہ تم صحت مند ہو اور بخیل بھی ہو، زندگی کی امید ہو اور فقر کا اندیشہ ہو، اور تم اس قدر التوا کا تمہل حتیٰ إذا بلغت نفسك عند نحرِكَ،

① بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یسرني ما یسرني الخ، رقم: ۶۴۴۵۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب تغلیظ عقوبة من لا یؤدی الزکاة، رقم: ۹۹۱۔ مسند احمد: ۲/ ۴۶۷۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۳۵۰۔

قُلْتُ: مَالِي لِفُلَانٍ وَفُلَانٍ وَهُوَ لَهُمْ. ①
 شکار نہ ہوتی کہ جب تمہاری سانس حلق تک پہنچ جائے تو
 تم کہو: میرا مال فلاں کے لیے اور فلاں کے لیے، وہ تو ان
 کا ہو چکا ہے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث میں یہ ترغیب دی جا رہی ہے کہ جب تم تندرست اور تمہارے دلوں میں مال کی
 محبت بھی ہو اس وقت صدقہ کرنا زیادہ بہتر ہے، اس وقت صدقہ کرنا مشکل تو ہوتا ہے کیونکہ مستقبل کی سوچ ہوتی ہے،
 لیکن جب موت قریب ہو اس وقت انسان کو مستقبل کے متعلق خیالات نہیں ہوتے تو انسان صدقہ کر دیتا ہے۔ لیکن
 شریعت نے صحت اور تندرستی کے زمانے میں صدقہ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
 آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعَ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾
 (البقرة: ۲۵۴)..... ”اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو اس سے پہلے کہ وہ
 دن آئے جس میں نہ تجارت ہے نہ دوستی اور نہ ہی شفاعت۔“

دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا: ﴿وَأَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ (المنافقون: ۱۰)
 ”اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو
 موت آجائے۔“

اللہ ذوالجلال آگے فرماتے ہیں: ﴿فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقْتُ وَأَكُنُّ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾
 (المنافقون: ۱۰)..... ”تو کہنے لگے، اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا کہ میں صدقہ
 کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔“

معلوم ہوا کہ نیکی کے کاموں میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تاخیر مرتے وقت پچھتاوے کا سبب بن
 جائے، اس وقت کا پچھتانا کسی بھی کام نہیں آئے گا۔ شریعت نے مرتے وقت سارے مال کی وصیت کرنے سے بھی منع
 فرمایا ہے اور نہ ہی سارا مال اللہ ذوالجلال کے راستے میں اس وقت خرچ کرنا جائز ہے صرف اپنے مال کا ثلث صدقہ یا
 وصیت کر سکتا ہے۔

جیسا کہ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہما نے اپنے والد (سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا، انہوں نے
 فرمایا: فتح مکہ کے سال میں بیمار ہو گیا حتیٰ کہ موت کے کنارے پہنچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف
 لائے میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا مال بہت زیادہ ہے اور میری وارث میری صرف ایک بیٹی ہے تو

① بخاری، کتاب الزکاة، باب ای الصدقة الخ، رقم: ۱۴۱۹۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب بیان ان افضل الصدقة
 الخ، رقم: ۱۰۳۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۸۶۵۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۳۱۲۔

کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے کہا: آدھا؟ فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے کہا: تہائی۔ فرمایا: ”تہائی (جائز ہے) اور تہائی بھی زیادہ ہے، تیرا اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑنا انہیں مفلس چھوڑ جانے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔“ (بخاری، رقم: ۶۷۳۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۷۰۸)

[۳۲۰/۲۸۳]..... أَخْبَرَنَا الْمُلائيُّ ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ .^①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: تو نگرے کثرت مال و متاع کا نام نہیں، بلکہ دل کی تو نگرے اصل تو نگرے ہے۔

[۳۲۱/۲۸۴]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ ، عَنْ يَزِيدَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْغِنَاءُ عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ ، وَلَكِنَّ الْغِنَاءَ غِنَى النَّفْسِ .^②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کثرت مال و متاع تو نگرے نہیں، لیکن دل کی تو نگرے اصل تو نگرے ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا زیادہ مال ہونا مالدار نہیں ہے، اصل مالدار نفس کی مالداری ہے بہت سے لوگ زیادہ پیسے والے ہوتے ہیں لیکن وہ ہمیشہ مال ہی کے طالب رہتے ہیں اور کمانے کی دھن میں رہتے ہیں کھانے پینے کی بھی انہیں فرصت نہیں ہوتی، اللہ کی راہ میں تو دیتے ہی نہیں بلکہ اپنی جانوں پر بھی خرچ نہیں کرتے۔ یہ مالدار نہیں اصل مالدار یہ ہے کہ دل غنی ہو، تھوڑا ہو مگر دل مطمئن ہو، اسی میں سے اپنے اوپر اپنے اہل و عیال پر مہمانوں پر دیگر بندگان خدا پر خرچ کرے۔

ایسا شخص حقیقت میں مالدار ہے اگر کچھ بھی اس کے پاس نہ ہو تب بھی وہ صبر و قناعت کے ساتھ اللہ ذوالجلال کے ذکر میں لگا رہتا ہے دوسروں کی طرف اس کی نیت نہیں جاتی اور نہ لوگوں سے سوال کرتا ہے۔ ایسے شخص کا دل غنی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اسلام قبول کر لیا اور ضرورت کے مطابق روزی دیا گیا اور اللہ نے اس کو جو کچھ دیا اس پر اس کو قناعت کی توفیق سے نواز دیا۔“ (مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم: ۱۰۵۴)

[۴۱۰/۲۸۵]..... أَخْبَرَنَا أَبُو شَهَابٍ الْكُوفِيُّ ، حَدَّثَنَا فِطْرٌ ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....

① مسلم، کتاب الزکاۃ، باب لیس الغنی عن کثرة العراض، رقم: ۱۰۵۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۳۷۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۱۳۷۔ مسند احمد: ۲/۲۴۳۔

② السابق .

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَا مُعْطِيَ الصَّدَقَةَ سِيدَنَا ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ حَاجَةٍ. ①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ضرورت مند صدقہ لینے والے سے صدقہ دینے والے کو زیادہ اجر نہیں ملتا۔“

[۴۳۲/۲۸۶]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يَهْتَمَّ رَبُّ الْمَالِ أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ صَدَقَتَهُ وَيَعْرِضَهَا، فَيَقُولُ الَّذِي عُرِضَ عَلَيْهِ: لَا أَرَبَ لِي فِيهَا. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ مال اس قدر زیادہ ہو جائے گا اور مال کی اس قدر ریل پیل ہوگی کہ مال دار شخص کو یہ فکر دامن گیر ہوگی کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے گا، وہ اسے پیش کرے گا تو وہ شخص جسے وہ پیش کرے گا وہ کہے گا: (جناب) مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا علامات قیامت میں سے مال کی کثرت بھی ہے کہ لوگ صدقہ و خیرات لینے کے لیے تیار نہ ہوں گے، رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئیاں حرف بحرف ثابت ہو رہی ہیں اور کچھ ہو چکی ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں (بالخصوص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب فارس اور روم فتح ہوا تو مال کے انبار لگ گئے) ایسے ہی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور خلافت میں بھی لوگ صدقہ دینے کے لیے لوگوں کو تلاش کرتے لیکن کوئی آدمی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اسی طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔ (فتح الباری: ۱۳/۸۸) صحیح مسلم میں ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام: ((يَدْعُونَ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ))..... ”لوگوں کو مال دینے کے لیے بلائیں گے لیکن کوئی بھی لینے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔“ (مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نزول عیسیٰ بن مریم)

[۴۷۶/۲۸۷]..... أَخْبَرَنَا كُلْتُومٌ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً فَأَرْفَعُهَا لِأَكْلِهَا فَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأَلْقِيهَا.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”میں گرمی ہوئی کھجور دیکھتا ہوں تو کھانے کے ارادے سے اٹھا لیتا ہوں لیکن پھر اس اندیشے کے پیش نظر کہ وہ صدقے کی نہ ہو اسے پھینک دیتا ہوں۔“

① حکم: مذکورہ روایت موقوفاً حسن جبکہ مرفوعاً ضعیف ہے۔

② بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقہ، قبل الرد، رقم: ۱۴۱۲۔ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الزمن الذی لا

يقبل فيه الایمان، رقم: ۱۵۷۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۶۸۰۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۶۳۲۲۔

فتاویٰ: کیونکہ صدقہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر حرام ہے۔

[۵۷۹/۲۸۸]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَخَالَتُ لِي وَهِيَ حَدِيثُهُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ لِنَبَايَعَهُ، فَرَأَى عَلَيْهَا أُسُورًا مِنْ ذَهَبٍ، وَخَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهَا: أَتَحْبِينَ أَنْ يُسَوِّرَكَ اللَّهُ أُسُورًا مِنْ نَارٍ؟ فَتَزَعَّتْهُمَا مِنْ يَدَيْهَا، فَرَمَتْ بِهِمَا، فَمَا أَدْرَى فَمَنْ أَخَذَهُمَا، ثُمَّ قَالَ: أَلَا تَجْعَلُ إِحْدَاكُنَّ لَوْنَيْنِ أَوْ حَلَقَتَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ تُغْلِيهِ بِعَنْبِيرٍ أَوْ وَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اپنی خالہ کے ساتھ جو کہ نئی نویلی دہن تھیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں، آپ نے اسے سونے کے دو کنگن اور انگوٹھیاں پہنے ہوئے دیکھا، تو اسے فرمایا: ”کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے اور آگ کی انگوٹھیوں کے ساتھ تمہیں داغ دے؟“ پس اس نے فوراً انہیں ہاتھ سے اتار کر پھینک دیا، معلوم نہیں کہ کس نے انہیں اٹھایا، پھر آپ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی چاندی کی دو بالیاں نہیں بنا لیتی پھر عمیر یا ورس یا زعفران کا اس پر رنگ چڑھالے؟“

فتاویٰ: مذکورہ حدیث میں ہے کیا تو پسند کرتی ہے کہ تجھے آگ کے کنگن پہنائے جائیں؟ تو یہ اس وقت ہے جب زکاۃ ادا نہ کی جائے۔ جیسا کہ ایک عورت نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ہمراہ اس کی بیٹی بھی تھی۔ اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن تھے۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا، ”کیا تو اس کی زکاۃ دیتی ہے؟“ اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ان کے بدلے تمہیں آگ کے دو کنگن پہنائے؟ یہ سن کر اس خاتون نے دونوں کنگن پھینک دیے۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الزکاۃ: ۱۵۶۳)

یہ بھی معلوم ہو ازیورات سے زکاۃ ادا کرنی چاہیے۔ زکاۃ ادا نہ کی جائے تو یہ کام عذاب الہی کا باعث ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُعْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارٍ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝﴾ (البقرة: ۳۴، ۳۵)

”اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی

① سنن ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب الكنز ما هو؟ وزکاۃ الحلی، رقم: ۱۵۶۳۔ سنن ترمذی، ابواب الزکاۃ، باب

زکاۃ الحلی، رقم: ۶۳۷۔ قال الشيخ الالبانی: حسن۔ نسائی، رقم: ۲۴۷۹۔ مسند احمد: ۶/۳۱۵۔

خبر پہنچا دیجیے۔ جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا کر رکھا تھا پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔“

[۶۲۰/۲۸۹]..... أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ، نَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ.....

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ آپ کے چہرے کا رنگ متغیر تھا، میں نے سمجھ لیا کہ آپ کے ساتھ کوئی مسئلہ درپیش ہے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وجہ ہے میں آپ کے چہرے کا رنگ متغیر دیکھ رہی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آپ وہ نو دینار نہیں دیکھ رہیں جو کل ہمارے پاس آئے تھے اور رات گزر گئی اور ہم نے انہیں خرچ نہیں کیا۔“

تواتر..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کا مال اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ و خیرات سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہ بات پسند ہوگی (کہ میں اس کو اتنا جلدی راہ حق میں خرچ کر دوں) کہ تین راتیں نہ گزرنے پائیں اور اس کی کچھ مقدار میرے پاس باقی ہو مگر اتنا حصہ جس کو میں قرضہ چکانے کے لیے روک لوں۔“ (بخاری، رقم: ۶۴۴۵)

[۶۲۶/۲۹۰]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ.....

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، تو عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صدقہ لے کر آئیں تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ، فَجَاءَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ

① مسند احمد: ۶/ ۳۱۴۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۱۶۰۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ صحیح .

عبداللہ کے پاس مال کم ہے اور میرے یتیم بھتیجے ہیں تو اگر میں صدقہ سے ان پر خرچ کروں تو میری طرف سے کفایت کر جائے گا جبکہ میں ان پر فلاں فلاں مد میں سے خرچ کرتی ہوں، اور ہر حال میں (ان پر خرچ کرتی ہوں)؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ راوی نے بیان کیا، وہ دستکار خاتون تھیں۔

اللَّهُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ خَفِيفٌ ذَاتُ الْيَدِ وَلِيُّ بَنُو آخِ أَيَّتَامٍ، أَفِيَجْزِي عَنِّي مِنَ الصَّدَقَةِ أَنْ أَنْفِقَ عَلَيْهِمْ، وَأَنَا مُنْفِقَةٌ عَلَيْهِمْ هَكَذَا وَهَكَذَا، وَعَلَى كُلِّ حَالٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَكَانَتْ صَنَاعُ الْيَدَيْنِ. ①

[۶۲۷/۲۹۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ.....

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ابوسلمہ کے بچے میری پرورش/کفالت میں ہیں، کیا میرے لیے کفایت کرتا ہے کہ میں صدقہ میں سے ان پر خرچ کروں، اور میں ان پر خرچ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“

عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ بَنِي أَبِي سَلَمَةَ فِي حِجْرِي، أَفِيَجْزِيَنِي مِنَ الصَّدَقَةِ أَنْ أَنْفِقَ عَلَيْهِمْ، وَلَسْتُ بِتَارِكْتِهِمْ عَلَى حَالٍ أَنْ أَنْفِقَ عَلَيْهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ. ②

[۶۲۸/۲۹۲]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْمُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ.....

زینب ثقفیہ نے بیان کیا: میں اپنا مال جمع کیا کرتی تھی، تو میں نے کہا: میں اسے اپنے ہاں کسی بہترین جگہ پر رکھوں گی، میں نے اپنے دل میں کہا: اگر میں اسے اللہ کی راہ میں رسول اللہ ﷺ کے کسی لشکر میں جسے آپ بھیجیں گے خرچ کر دوں، یا کسی مسلمان لونڈی کو خرید کر آزاد کر دوں یا اسے مسکینوں پر صدقہ کر دوں یا قلیل مال والے شوہر پر

عَنْ زَيْنَبِ الثَّقَفِيَّةِ قَالَتْ: كُنْتُ جَمَعْتُ (اموالاً) لِي فَقُلْتُ: لِأَضَعَنَّهُ فِي أَرْكِي مَوْضِعٍ عِنْدِي، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَوْ تَصَدَّقْتُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فِي بَعْضِ سَرَايَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي ابْتَعَثَهَا، أَوْ أَشْتَرِي بِهِ سَيِّئَةً مُسْلِمَةً فَأَعْرِفُهَا

① سنن ابن ماجہ، ابواب الزکاۃ، باب الصدقة علی ذی قرابة، رقم: ۱۸۳۵۔ اسنادہ صحیح۔

② بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الزوج والا یتام فی الحجر، رقم: ۱۶۶۶۔ مسلم، کتاب الزکاۃ، باب

فضل النفقة والصدقة الخ، رقم: ۱۰۰۰۔

صدقہ کر دوں یا اپنی زیر کفالت یتیم بھتیجیوں پر صدقہ کر دوں گی، پس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تاکہ اس کے متعلق ان سے دریافت کروں، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو فرمایا: ”عائشہ! یہ کون ہیں؟“ انہوں نے عرض کیا: ابن ام عبد کی اہلیہ ہیں، فرمایا: ”وہ کس لیے آئی ہیں؟“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس کا تذکرہ کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اسے اپنے قلیل مال والے شوہر اور اپنے یتیم بھتیجیوں پر خرچ کرے، اس کے لیے دو گنا اجر ہوگا۔“

وَ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَى الْمَسَاكِينِ، أَوْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَى زَوْجِ مَجْهُودٍ وَبَنِي أَخِ يَتَامَى فِي حِجْرِي، فَاتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ ذَلِكَ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ: امْرَأَةُ ابْنِ أُمِّ عَبْدِ. قَالَ: فَمَا جَاءَ بِهَا؟ فَذَكَرْتُ عَائِشَةَ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: لَتَرُدَّهُ عَلَى زَوْجِهَا الْمَجْهُودِ، وَبَنِي أَخِيهَا الْيَتَامَى، يَكُنْ لَهَا أَجْرُهَا مَرَّتَيْنِ. ①

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بیوی اپنے خاوند کو صدقہ دے سکتی ہے۔ لیکن خاوند بیوی بچوں پر جو خرچ کرے گا اس کا ثواب تو ملے گا جبکہ وہ صدقہ شمار نہیں ہوگا۔ کیونکہ بیوی بچوں پر خاوند کا خرچ کرنا ان کا حق ہے اور خاوند کا فرض ہے۔ لیکن بیوی کا اپنے خاوند پر خرچ کرنا اس کا حق نہیں ہے۔ معلوم ہوا عورت بھی مرد کی طرح ملکیت کا مستقل حق رکھ سکتی ہے وہ تجارت کے ذریعے سے جیسا کہ سیدہ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں اور کوئی بہتر ذریعہ ہو اس کی وجہ سے جیسا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ایک ہنرمند خاتون تھیں۔ اور اسی طرح وہ وراثت کی بھی حق دار ہے۔ مولانا نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ کی بیوی ملکہ اور مالدار خاتون تھی۔ جمہور علماء امام شافعی، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا موقف ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ جائز نہیں۔

(نیل الاوطار: ۱۴۰ / ۳ - کتاب الام: ۶۹ / ۲ - المغنی: ۱۰۰ / ۴)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ مذکورہ بالا حدیث سے مراد نفی صدقہ ہے۔ جمہور کا کہنا ہے کہ اگر صدقہ سے مراد فرض زکوٰۃ نہ ہوتی تو پھر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر ان الفاظ سے باب باندھا ہے: ”بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الزَّوْجِ وَالْإِيْتَامِ فِي الْحِجْرِ“..... ”عورت کا خود اپنے شوہر کو یا اپنی زیر تربیت یتیم بچوں کو زکوٰۃ دینا۔“ لیکن یاد رہے یہ تب ہے جب خاوند یا اس کے زیر کفالت بچے قرآن میں موجود مصارف زکوٰۃ میں آئیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اقارب مستحق لوگوں پر خرچ کرنا زیادہ ثواب ہے۔ بخاری شریف میں ہے: ((أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ.)) (بخاری، رقم: ۱۶۶۶) ”ایک قرابت داری کا اجر اور دوسرا خیرات کرنے کا۔“ (مزید دیکھئے احادیث: ۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴)

[۷۲۱/۲۹۳]..... أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سَلِيمَانَ.....

عروہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہنر مند تھیں، وہ چیز تیار کرتیں اور پھر اسے فروخت کرتی تھیں، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے پاس مال نہیں تھا، ان کی اہلیہ نے انہیں کہا: تم نے صدقہ کرنے سے میری توجہ ہٹا دی، تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اس (ہنر مند) پر خرچ کرنے میں تمہارے لیے اجر نہ ہو تو پھر مجھے یہ پسند نہیں کہ تم یہ کرو، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ کو پورا واقعہ بیان کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ان پر جو خرچ کرتی ہو، اس کا تمہیں اجر ملے گا، پس ان پر خرچ کرو۔“

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ امْرَأَةٌ عَبْدِ اللَّهِ صِنَاعَ الْيَدَيْنِ تَصْنَعُ الشَّيْءَ ثُمَّ تَبِيعُهُ، وَلَمْ يَكُنْ لِعَبْدِ اللَّهِ مَالٌ وَلَا لَوْلَدِهِ، فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ لَهُ: شَغَلْتُمُونِي مِنْ أَنْ أَتَصَدَّقَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: مَا أَحْبُّ أَنْ تَفْعَلِينَ ذَلِكَ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ فِي ذَلِكَ أَجْرٌ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَصَّتْ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكَ أَجْرٌ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ، فَأَنْفَقِي عَلَيْهِمْ. ①

[۷۲۲/۲۹۴]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ.....

شععی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے رشتہ داروں پر صدقہ کرنے کے متعلق مسئلہ دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”رشتہ داروں پر صدقہ کرنے کا غیر رشتہ داروں پر صدقہ کرنے سے دوگنا اجر ملتا ہے۔“

عَنِ الشَّعْبِيِّ، أَنَّ زَيْنَبَ امْرَأَةَ عَبْدِ اللَّهِ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقَارِبِ، فَقَالَ: الصَّدَقَةُ عَلَى الْأَقَارِبِ تُضَاعَفُ عَلَى غَيْرِ الْأَقَارِبِ مَرَّتَيْنِ. ②

[۷۲۳/۲۹۵]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْمُغِيرَةِ.....

ابراہیم (نخعی) رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس زیور ہے اور میرے یتیم بچے میری پرورش میں ہیں، تو کیا میں اپنے زیورات

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي حُلِيًّا، وَإِنَّ فِي حِجْرِي بَنِي أَخٍ أَيْتَامًا فَأَجْعَلُ زَكَاةَ

① سنن کبریٰ بیہقی: ۴ / ۱۷۸ - صحیح ابن حبان، رقم: ۴۲۴۷ - قال شعيب الارناؤط: اسنادہ صحیح.

② سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب الصدقة على الاقارب، رقم: ۲۵۸۲ - طبرانی کبیر: ۲۴ / ۲۸۷: ۷۳۱ - قال

عبد الغفور بلوشی: رجاله ثقات.

حُلِي فِيهِمْ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. ①

کی زکوٰۃ ان پر خرچ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“

[۷۲۴/۲۹۶]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُهَلْهَلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةَ.....

ابراہیم (نخعی) رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی

اہلیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو عرض

کیا: میرے یا عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے بھتیجے میری پرورش میں

ہیں، کیا میں اپنے مال کی زکوٰۃ ان پر خرچ کر سکتی ہوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ عَبْدَ اللَّهِ

إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَتْ: إِنَّ فِي حَجْرِي بَنِي أَخٍ لِي أَوْ بَنِي

أَخٍ لِعَبْدِ اللَّهِ أَفَأَجْعَلُ زَكَاةَ مَالِي فِيهِمْ؟

فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَ الْمُفْضَلُ: شَكَ الْمُغِيرَةَ

فِي بَنِي أُخِيهَا أَوْ بَنِي أُخِي عَبْدَ اللَّهِ. ②

[۷۲۵/۲۹۷]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنِ الْمُغِيرَةَ.....

ابراہیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ رسول

اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو عرض کیا: عبداللہ کے (بھتیجے

میري پرورش میں ہیں) اگر میں اپنے مال کا صدقہ ان پر

خرچ کروں تو وہ مجھ سے کفایت کرے گا؟ آپ ﷺ نے

فرمایا: ”ہاں۔“

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ عَبْدَ اللَّهِ

إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَتْ: إِنَّهُ مُحِفٌ ذُو أَكْلٍ لِعَبْدِ اللَّهِ،

أَفِيَجْزِيئِي أَنْ أَجْعَلَ صَدَقَةَ مَالِي فِيهِمْ؟

فَقَالَ: نَعَمْ. ③

[۷۲۶/۲۹۸]..... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ شَقِيقٍ، عَنِ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ

الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ، عَنِ ابْنِ أُخِي زَيْنَبَ امْرَأَةَ عَبْدِ اللَّهِ.....

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول

اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو ہمیں صدقہ کی

ترغیب دی، فرمایا: ”خواتین کی جماعت صدقہ کرو، خواہ

اپنے زیورات میں سے کرو، کیونکہ قیامت کے دن جہنم

میں زیادہ تر تعداد تمہاری ہوگی۔“ انہوں نے بیان کیا،

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس مال کم تھا، رسول اللہ ﷺ

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ: خَطَبَنَا

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَثَّنَا

عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ،

تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ، فَإِنَّكُنَّ مِنْ أَكْثَرِ

جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَتْ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ

خَفِيفَ ذَاتِ الْيَدَيْنِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ

① بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الزوج، والایتام فی الحجر، رقم: ۱۴۶۶.

② السابق.

③ انظر ما قبله.

بارعب شخصیت تھے، میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے ازواج پر اور ہماری پرورش میں یتیم بچوں پر صدقہ کرنے کے متعلق پوچھیں، انہوں نے کہا: نہیں۔ بلکہ تم خود ہی آپ سے دریافت کرو، پس میں دروازے کی طرف گئی، میں نے وہاں انصار کی ایک خاتون کو دیکھا، اس کا بھی میرے والا ہی مسئلہ تھا، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے، تو ہم نے ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے لیے مسئلہ دریافت کریں کہ ہماری طرف سے اپنے ازواج اور ہماری پرورش میں یتیم بچوں پر صدقہ کرنا ہم سے کفایت کرے گا؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اندر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دروازے پر کون ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا اور ایک دوسری خاتون، آپ سے مسئلہ دریافت کرتی ہیں: کیا ان کی طرف سے اپنے ازواج اور اپنی پرورش میں یتیم بچوں پر صدقہ کرنا ان سے کفایت کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان دونوں (پر صدقہ کرنے) میں صدقہ کرنے اور قرابت داری کا (دوہرا) اجر ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ زیر کفالت مستحق لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ لیکن اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اولاد کو کھانا والدین کی ذمہ داری ہے اور اسی طرح والدین کو اولاد کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔ کیونکہ اولاد کا مال والدین کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ((أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبْنِكَ.)) (صحیح ابن ماجہ، رقم: ۱۸۵۵، ۱۸۵۶)..... ”تم اور تمہارا مال دونوں تمہارے والد کی ملکیت ہیں۔“

معلوم ہوا والدین کو زکوٰۃ دینا یا والدین کا اولاد کو زکوٰۃ دینا ایسا ہی ہے جیسے اپنے نفس کو زکوٰۃ دینا ہے۔



① بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب الزکوٰۃ علی الزوج الخ، رقم: ۱۴۶۶۔ مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل النفقة والصدقة الخ، رقم: ۱۰۰۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۶۲۵۔ سنن نسائی، رقم: ۲۵۸۳۔ مسند احمد: ۶/۳۶۳۔

کتاب المناسک

اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل

[۶۰/۲۹۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، تو فرمایا: ”لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔“ ایک آدمی کھڑا ہوا تو اس نے عرض کیا: کیا ہر سال؟ حتیٰ کہ اس نے تین بار یہ کہا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اعراض فرماتے رہے، پھر آپ نے فرمایا: ”اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا، اور اگر واجب ہو جاتا تو تم اسے بجا نہ لاتے۔“ پھر فرمایا: ”میں (جن امور میں) تمہیں چھوڑے رکھوں تو تم مجھے چھوڑے رکھو (مجھ سے سوال نہ کرو)، تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ اپنے انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم سے (کثرت سے) سوال کرنے اور ان سے اختلاف کرنے ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے، میں کسی چیز کے متعلق تمہیں حکم دوں تو تم اسے مقدور بھر بجا لاؤ، اور میں جس چیز سے تمہیں منع کر دوں تم اس سے اجتناب کرو۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَفِي كُلِّ عَامٍ، حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِضُ عَنْهُ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ قُلْتُ نَعْمَ لَوْ جَبْتُ وَلَوْ وَجَبْتَ لَمَّا قُضِيَ بِهِ، ثُمَّ قَالَ: ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَمَا أَمَرْتُكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ. ①

① مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر، رقم: ۱۳۳۷۔ مسند احمد: ۲ / ۵۰۸۔ صحيح ابن

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حج زندگی میں ایک مرتبہ صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (ال عمران: ۹۷)..... ”اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔“

کثرت سوال سے نبی معظم ﷺ نے اس لیے منع فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ کسی کے سوال کرنے سے مسلمانوں کے لیے وہ چیزیں حرام ہو جائیں جو سکوت کی وجہ سے جائز تھیں یا پھر مشکل میں پھنس جائیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے گائے کے متعلق کثرت سے سوال کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا کر لیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تَبَدَّلَكُمْ تَسْؤُكُمْ﴾ (المائدہ: ۱۰۱)..... ”ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو کہ اگر تمہارے لیے ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔“

اسی طرح ایسے سوال کرنا جن کا وجود ہی نہیں، محض فرضی صورتیں ہیں یا ابھی تک وجود میں نہیں آئیں، سلف صالحین اسے سخت ناپسند فرماتے تھے۔ مثلاً بعض رائے پرستوں نے سوال پیدا کیا کہ اگر کتے نے بکری سے جفتی کی اور بچہ مشترک پیدا ہوا تو حلال ہے یا حرام؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ دیکھنا چاہیے گوشت اور گھاس سامنے رکھ کر، اگر گھاس کھاتا ہے تو حلال ہے گوشت کھاتا ہے تو حرام۔ اگر دونوں کھائے تو اس کو مارا جائے، اگر بھونکنے لگے تو کتے کے حکم میں ہے ورنہ بکری کے اگر دونوں آوازیں کرتا ہو تو ذبح کیا جائے، اگر اوجھری نکلے تو کھایا جائے ورنہ نہیں۔

ان لوگوں کو محض سوال پیدا کرنے اور ان کا جواب گھڑنے سے غرض تھی، یہ نہیں کہ کہیں ایسا ہوا بھی ہے یا ہو سکتا بھی ہے، بتائیے کتے اور بکری کی جفتی سے پیدا ہونے والا جانور کہاں پایا جاتا ہے؟ اور اسی طرح علماء کو پھنسانے اور نیچا دکھانے کے لیے سوال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

[۹۰/۳۰۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں جن امور میں تمہیں چھوڑے رکھوں تو تم مجھے چھوڑے رکھو (مجھ سے سوال نہ کرو)، تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء ﷺ سے زیادہ سوال کرنے اور ان سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے، پس میں کسی چیز کے متعلق تمہیں حکم دوں تو مقدور بھرا اس پر عمل کرو اور

سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذُرُوْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَاكُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سْؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ، فَمَا اَمْرَتُكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَتَوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ. ①

① مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر رقم: ۱۳۳۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۶۷۹۔ مسند احمد

جب کسی چیز کے بارے میں تمہیں منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کثرت سے سوال کرنے سے بچنا چاہیے، کیونکہ گزشتہ لوگ کثرت سوال اور انبیاء ﷺ کے بتائے ہوئے احکامات سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا لیکن انہوں نے بے کار اور لغو سوالات کر کے اپنے آپ کو مشکل میں پھنسا دیا۔ (دیکھئے سورہ بقرہ آیت نمبر ۶۷-۷۱) مذکورہ بالا حدیث میں ہے جس چیز کا میں تمہیں حکم دوں تو بقدر استطاعت اس پر عمل کرو۔ اس فرمان مبارک میں ان گنت احکامات کو سمودیا گیا ہے جن پر انسان بقدر استطاعت عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ جیسے فریضہ نماز ہے، اب اس میں قوت نفس کا تعلق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کھڑا ہو کر نماز ادا نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر ادا کر لے، اگر بیٹھ کر بھی نہیں تو لیٹ کر۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے جس چیز سے روکا گیا ہے اس سے اجتناب لازم ہے۔ البتہ اضطراری حالت مستثنیٰ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾ (الانعام: ۱۱۹) ”اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے محرّمات کو تفصیل سے بیان کر دیا مگر جن کی طرف تم لاچار کیے گئے۔“

معلوم ہوا مجبوری اور اضطراری کی حالت میں حرام اشیاء کا بقدر ضرورت استعمال جائز اور حلال ہے۔

حالت اضطراری سے مراد وہ حالت ہے جو انسانی زندگی کو موت کے قریب پہنچا دے یا کم از کم جس میں انتہائی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔ (مزید دیکھئے حدیث و شرح ۶۰)

[۶۰۳/۳۰۱]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِي حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ ، عَنْ صَفِيَّةِ ابْنَةِ شَيْبَةَ.....

عَنْ أُمِّ وَوَلِدٍ لَشَيْبَةَ أَنَّهَا أَبْصَرَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهُوَ يَقُولُ: لَا يَقْطَعُ الْإِبْطَحَ إِلَّا الْأَشْدَاءُ. ①

شیبہ کی ام ولد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہی تھیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ فرما رہے تھے: ”ابطح (وادی) کو دوڑ کر ہی عبور کیا جا سکتا ہے۔“

نوٹ:..... ابطح سے مراد صفا و مروہ کے درمیان کی وادی ہے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صفا پر چڑھے، وہاں کے مخصوص اعمال کے بعد مروہ کی طرف جانے کے لیے جب اترے اور آپ

① سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب السعی بین الصفاء والمروۃ، رقم: ۲۹۸۷۔ قال الشیخ الالبانی صحیح:

کے دونوں پاؤں وادی کے نشیب میں پڑے تو دوڑے حتیٰ کہ آپ نشیب سے اوپر چڑھ گئے۔ (مسلم، رقم: ۱۲۱۸)

آج کل سعی کی جگہ کو ہموار کر کے پختہ راستہ بنا دیا گیا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جو جگہ ہموار تھی اس کی حد بندی سبز نشانوں سے کر دی گئی ہے اور یہ نشان میلین اخضرین کہلاتے ہیں۔ ان کے درمیان دوڑنا چاہیے باقی جگہ پر عام رفتار سے چلنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی آدمی بیمار ہو یا کمزور ہو، دوڑ نہ سکے، تو عام رفتار سے بھی سعی کر سکتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: اگر میں صفا اور مروہ کے درمیان دوڑوں تو (یہ درست ہے کیونکہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اس مقام پر) دوڑتے دیکھا ہے اور اگر (عام رفتار سے) چلوں تو (یہ بھی درست ہے کیونکہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور میں بڑی عمر کا بوڑھا آدمی ہوں (اس لیے دوڑنا مشکل محسوس ہوتا ہے۔) (سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۹۸۸)

[۱۹۶/۳۰۲]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَتَى هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اس گھر (بیت اللہ) کا حج کیا اور اس نے کوئی فحش کام کیا، نہ کسی گناہ کا ارتکاب کیا تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر اس طرح لوٹتا ہے جس طرح وہ اپنی پیدائش کے دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا۔“

[۱۹۷/۳۰۳]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، وَالْمَلَائِئِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ خَرَجَ مِنَ الذُّنُوبِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جس نے اس گھر کا حج کیا اور اس نے کوئی فحش کام کیا، نہ کسی گناہ کا ارتکاب کیا، تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح اپنی پیدائش کے دن پاک تھا۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے حج کی فضیلت کا اثبات ہے کہ اس کی وجہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ فحش کام اور کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو۔

① بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۸۱۹۔ مسلم، کتاب الحج، باب فی فضل الحج والعمرة ویوم عرفة، رقم: ۱۳۵۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۸۱۱۔ سنن نسائی، رقم: ۲۶۲۷۔

② بخاری: ۱۸۱۹۔ مسلم: ۱۳۵۰۔ سنن ترمذی: ۸۱۱۔ نسائی: ۲۶۲۷۔

رفت کے حقیقی معنی ہیں، جماع کرنا۔ لیکن یہاں مرد فحش گوئی اور بے ہودگی ہے اور بیوی سے زبان کے ذریعے (زبانی) جنسی خواہش کی آرزو کرنا، جب اپنی بیوی کے ساتھ حج کے سفر کے دوران جنسی خواہش کی باتیں کرنا منع ہے تو اجنبی عورت کی طرف غلط نگاہ سے دیکھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

فسق سے مراد اللہ ذوالجلال کی نافرمانی اور لڑائی جھگڑا ہے۔ ایام حج میں بالخصوص ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَةٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ (البقرة: ۱۹۷)..... ”حج کے مہینے مقرر ہیں، اس لیے جو شخص ان میں حج لازم کرے، وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا ہے۔“

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا حج کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک عمرہ دوسرے عمرے تک درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت ہے۔“ (بخاری، رقم: ۱۷۷۳۔ مسلم، رقم: ۱۳۴۹)

[۲۲۵/۳۰۴]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سَيَّارٌ وَهُوَ أَبُو الْحَكَمِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، يُحَدِّثُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے حج کیا اور بے حیائی کا کام کیا نہ گناہ کا کام کیا تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر اس طرح لوٹتا ہے جس طرح وہ پیدائش کے دن تھا۔“

[۳۶۳/۳۰۵]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنِي عَمَّارٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمَّارٍ، قَالَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کچھ لوگ مدینہ سے بے رغبتی اختیار کرتے ہوئے وہاں سے نکل جائیں گے، جبکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے کاش کہ وہ جان لیتے۔“

① السابق.

② مسلم، کتاب الحج، باب المدینة تنفی شرارها، رقم: ۱۳۸۱۔ مسند احمد: ۲ / ۴۶۴۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۵۸۶۸.

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کرنے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ”جو شخص مدینہ میں بھوک پیاس اور مشقت پر صبر کر کے رہے گا، میں قیامت کے دن اس کا سفارشی یا گواہ بنوں گا۔“

(مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۳۷۷)

نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھے تو وہ مدینہ میں ہی فوت ہو، جو مدینہ میں ایمان کی حالت میں فوت ہوا، میں اس کی ضرور سفارش کروں گا۔“ (سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب فضل المدینہ) [۵۱۱/۳۰۶]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ الشَّيْبَانِيُّ أَبُو إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ.....

محرر بن ابی ہریرہ نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں ان لوگوں میں سے تھا جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ براءت کا اعلان کرنے کے لیے مکہ بھیجا تھا، ان کے بیٹے (محرر) نے انہیں کہا: تم کن چیزوں کا اعلان کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: چار چیزوں کا: جنت میں صرف نفس مومن ہی داخل ہوگا، اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، بیت اللہ کا عریاں طواف نہیں ہوگا، جس کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی عہد ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔ انہوں نے بیان کیا: میں ان کا اعلان کیا کرتا تھا حتیٰ کہ میری آواز بیٹھ گئی۔

عَنِ الْمُحَرَّرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ فِي الَّذِينَ بَعَثَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَرَاءَةٍ مَعَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُهُ: بِمَا كُنْتُمْ تُنَادُونَ؟ قَالَ: بِأَرْبَعٍ: أَنْ لَا يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ وَلَا يَحْجُجَ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَأَجَلُهُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ، قَالَ: كُنْتُ أَنْادِي بِهِنَّ حَتَّى مَحَلَّ صَوْتِي. ①

نوٹ:..... فتح مکہ کے بعد ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہما کو امیر حج بنا کر بھیجا اور ان کے پیچھے سیدنا علی رضی اللہ عنہما کو بھیجا کہ وہ سورہ براءت پڑھ کر سنا دیں اور اس کے مضامین کا عام اعلان کر دیں۔ سورہ توبہ کی ابھی تک ابتدائی دس آیات نازل ہوئی تھیں۔ جن میں ہے:

﴿بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ

① بخاری، کتاب الصلاة، باب ما يستر من العورة، رقم: ۳۶۹۔ مسلم، کتاب الحج، باب لا يحج البيت مشرك، الخ، رقم: ۱۳۴۷۔

وَأَعْلَمُوا أَنكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَ أَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكُفْرِينَ ﴿٢٠﴾ (التوبة: ۱-۲)

”اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے بیزاری کا اعلان ہے، ان مشرکوں کے بارے میں جن سے تم نے عہد و پیمانہ کیا تھا۔ پس (اے مشرک!) تم ملک میں چار مہینے تک چلو، پھر واپس جاؤ! کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور یہ (بھی یاد رہے) کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔“
(۱)..... معلوم ہوا جنت میں ایمان کے بغیر داخلہ نہیں ہو سکتا۔

(۲)..... مشرک کے لیے حج کرنا منع ہے۔ ارشادِ باری ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا﴾ (التوبة: ۲۸)..... ”اے ایمان والو! بے شک مشرک ناپاک ہیں، وہ اس سال کے بعد مسجدِ حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں۔“

یہ ممانعت صرف مسجدِ حرام کے لیے ہے۔ یاد دیگر مساجد کے لیے بھی ہے؟ ”تفسیر ابن کثیر“ میں ہے کہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اس سے استدلال کرتے ہوئے اپنے دور حکومت میں یہود و نصاریٰ کو بھی مسلمانوں کی مسجدوں میں داخلے سے ممانعت کا حکم جاری فرمایا تھا۔ لیکن نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کو مسجدِ نبوی کے ستون سے باندھے رکھا تھا، تو اس سلسلہ میں علماء کا کہنا ہے کہ مسجدِ حرام کے علاوہ باقی مسجدوں میں مشرک داخل ہو سکتے ہیں۔

(۳)..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ستر پوشی طواف میں ضروری ہے، ننگے طواف کرنا جائز نہیں ہے۔

(۴)..... یہ اعلانِ براءت ان مشرکین کے لیے تھا جن سے غیر موقت معاہدہ تھا یا چار مہینے سے کم تھا یا جن سے چار مہینے سے زیادہ ایک خاص مدت تک تھا۔ لیکن ان کی طرف سے عہد کی پاسداری کا اہتمام نہیں تھا، ان سب کو چار مہینے مکہ میں رہنے کی اجازت دے دی گئی اس کا مطلب یہ تھا کہ اس مدت کے اندر اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو انہیں یہاں رہنے کی اجازت ہوگی بصورت دیگر ان کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ چار مہینے کے بعد جزیرہ عرب سے نکل جائیں۔
[۶۰۴/۳۰۷]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ بِهِذَا الْإِسْنَادِ رَاوِي نِي بِيَانِ كِيَا: وَكَيْعٌ رضی اللہ عنہ نِي اِسْنَادِ سِي اِسِي سَابِقِ مِثْلُهُ. ①

[۶۰۵/۳۰۸]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُؤَمَّلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّهْمِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ.....

عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي تَجْرَةَ، وَكَانَتْ وَلَدَتْ فِي عَبْدِ الدَّارِ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا حَبِيبَةُ بِنْتُ ابْنِ تَجْرَةَ رضی اللہ عنہا نِي بِيَانِ كِيَا: مِي نِي رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُو صِفَا وَمِرْوَه كِي دَرْمِيَانِ سَعِي كَرْتِي هُوِي دِي كِيَا، آپ فرما رہے تھے: ”اللہ نے تم پر سعی کرنا فرض

وَالْمَرْوَةَ وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَيْكُمْ السَّعْيَ فَاسْعَوْا، وَإِنَّ ثَوْبَهُ وَإِزَارَهُ لَيَدُورُ عَلَى سَاقِهِ مِنْ شِدَّةِ السَّعْيِ حَتَّى لَأَرَى رُكْبَتَيْهِ. ①

کر دیا ہے، پس تم سعی کرو۔“ تیز دوڑنے کی وجہ سے آپ کا کپڑا اور ازار آپ کی پنڈلی پر گھوم رہا تھا حتیٰ کہ میں آپ کے گھٹنے دیکھ رہی تھی۔

[۶۱۶/۳۰۹]..... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَيُّوبَ الضَّبِّيُّ، عَنْ أَبِي حَمَزَةَ السَّكْرِيِّ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ مُجَاهِدٍ.....

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ حَجًّا وَلَا عُمْرَةً غَيْرَ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ. قَالَ مُجَاهِدٌ: وَقَالَ فِيهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: وَالْمَلِكُ، لَا شَرِيكَ لَكَ. ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ کے موقع پر صرف یہی کلمات فرماتے ہوئے سنا: ”حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور نعمتیں تیری ہی ہیں۔“ مجاہد رحمہ اللہ نے بیان کیا، اس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اور بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔“

فوائد:..... حج اور عمرہ میں تلبیہ کہنا سنت ہے، اگر کوئی اس کو ترک کر دے تو بہت بڑے ثواب سے محروم ہوگا۔ امام شافعی اور احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک تلبیہ کہنا سنت ہے۔ مالکیہ کے نزدیک واجب ہے اور اسے چھوڑنے والے پر ایک جانور ذبح کرنا لازم ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: تلبیہ احرام کی شرائط میں سے ہے اس کے بغیر احرام صحیح نہیں ہوتا۔ (کتاب الام: ۲۳۰ / ۱۲ - بدایۃ المجتہد: ۱ / ۲۶۸ - نیل الاوطار: ۳ / ۳۳۰)

راجح موقف امام شافعی اور احمد رضی اللہ عنہما کا ہی ہے۔ اس کے بغیر حج ہو جاتا ہے۔ اور تلبیہ کے مختلف الفاظ ثابت ہیں۔ [۶۲۳/۳۱۰]..... أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، نَا عُمَرَ بْنَ سُوَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ طَلْحَةَ تَقُولُ.....

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ (حج کے لیے) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا کرتی تھیں، ان پر احرام باندھنے سے پہلے خوشبودار کستوری کی لپ ہوتی تھی، پھر

① حلیۃ الاولیاء: ۹ / ۱۵۹ - معجم طبرانی کبیر: ۲۴ / ۲۲۶ - ۵۷۳ - اسنادہ ضعیف، فیہ عبداللہ بن مومل ضعیف - انظر: تہذیب: ۶ / ۴۲ - تقریب: ۳۶۴۸.

② بخاری، کتاب الحج، باب التلبیہ، رقم: ۱۵۴۹ - مسلم، کتاب الحج، باب التلبیہ وصفتها ووقتھا، رقم: ۱۱۸۴ - سنن ابوداؤد، رقم: ۱۸۱۲ - سنن ترمذی، رقم: ۸۲۵ - سنن نسائی، رقم: ۲۷۵۰ - سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۹۱۸ - مسند احمد: ۲ / ۳.

انہیں پسینہ آتا، اس کا اثر ان کے چہروں پر نظر آیا کرتا تھا، پس رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھتے اور آپ انہیں منع نہیں کیا کرتے تھے۔

قَبَلْ أَنْ يَحْرُمَنَّ، ثُمَّ يَعْرِفَنَّ، فَيَرَى ذَلِكَ فِي (جِبَاهِهِنَّ)، فَيَرَاهُنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَنْهَاهُنَّ. ①

نوٹ: احرام باندھنے کے بعد کسی قسم کی خوشبو لگانا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر خوشبو احرام باندھنے سے پہلے لگائی ہو اور اس کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی ہو تو جائز ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو دیکھ رہی ہوں جب کہ آپ کو احرام باندھے تین دن ہو چکے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب المناسک، رقم: ۲۹۲۸)

احرام سے قبل خوشبو لگانا سنت ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے قبل اچھی طرح خوشبو لگاتی تھی۔ پھر آپ ﷺ احرام باندھتے۔ (مسلم، کتاب الحج، باب استحباب الطيب قبل الاحرام) [۷۱۰/۳۱۱]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ.....

سلیمان بن عمرو بن الاحوص نے اپنی والدہ سے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے قربانی کے دن (دس ذوالحجہ) رسول اللہ ﷺ کو جمرہ عقبہ کے پاس دیکھا، آپ فرما رہے تھے: ”لوگو! ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، انگلی پر رکھ کر پھینکی جانے والی کنکری کے مثل کنکری سے جمرہ کی رمی کرو۔“ پھر آپ نے جمرہ کی رمی کی اور اس کے پاس وقوف نہ کیا اور تشریف لے گئے۔ جریر کے علاوہ دیگر نے یزید سے اس اسناد سے روایت کیا، ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کو لوگوں سے چھپا رہا تھا، میں نے اس کے متعلق پوچھا، تو مجھے بتایا گیا، وہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھے، اور وہ کہہ رہے تھے: لوگو! اثر دام نہ کرو، اور اس میں بیان کیا: پھر آپ وادی میں تشریف لائے اور پھر رمی کی۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّهِ، قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، لَا يَقْتُلْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَأَرْمُوا الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَا الْحَذْفِ، ثُمَّ رَمَى الْجَمْرَةَ وَلَمْ يَقِفْ عِنْدَهَا فَأَنْطَلَقَ. زَادَ فِيهِ غَيْرُ جَرِيرٍ عَنْ يَزِيدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ: وَرَجُلٌ يَسْتُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّاسِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقِيلَ لِي: هُوَ الْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ وَيَقُولُ: لَا تَزْدَحِمُوا أَيُّهَا النَّاسُ، وَقَالَ فِيهِ: ثُمَّ اسْتَبْطَنَ الْوَادِي ثُمَّ رَمَى. ②

① سنن ابوداود، کتاب المناسک، باب ما یلبس المحرم، رقم: ۱۸۳۰۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۶/ ۷۹۔

② مسلم، کتاب الحج، باب حجة النبي ﷺ، رقم: ۱۲۱۸۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۹۰۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۰۲۸، ۳۰۷۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۸۸۶، ۸۹۷۔ مسند احمد: ۳/ ۵۰۳۔

موقع پر) سرمنڈوانے والوں کے لیے تین بار دعا فرمائی، ہر بار آپ سے عرض کیا گیا: اور بال کترانے والے، (ان کے لیے بھی دعا فرمائیں) تو تیسری بار فرمایا: ”بال کترانے والوں کے لیے بھی۔“

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِلْمَحَلِّقِينَ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَقَالُ لَهُ وَالْمَقْصِرِينَ، فَقَالَ عِنْدَ الثَّالِثَةِ: وَالْمَقْصِرِينَ^①

[۷۱۶/۳۱۵]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.....

سیدہ ام الحصین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مثل فرماتے ہوئے سنا۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ أُمِّ الْحُصَيْنِ، عَنْ جَدَّتِهِ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِمِثْلِهِ.^②

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حج یا عمرہ کے موقع پر سر کے بال منڈوانا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈوانے والوں کے حق میں دو بار دعا فرمائی اور کترانے والوں کے لیے اس کے بعد دعا فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر سر کے بال منڈوائے تھے جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنا سر منڈایا تھا۔ (بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۷۲۶)

[۷۳۵/۳۱۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ.....

سیدہ ام معقل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے رمضان میں عمرہ کرنے کا ارادہ کیا، جبکہ ان کے شوہر نے اونٹنی کو اللہ کی راہ میں دے دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسے دے دو، کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا (اجر و ثواب کے لحاظ سے) حج کے برابر ہے۔“

عَنْ أُمِّ مَعْقِلٍ قَالَتْ: أَرَدْتُ الْعُمْرَةَ فِي رَمَضَانَ، وَكَانَ زَوْجُهَا قَدْ جَعَلَ نَاقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْطَاهَا، فَإِنَّ عُمْرَةَ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً.^③

① بخاری، کتاب الحج، باب الحلق والتقصير عند الاحلال، رقم: ۱۷۲۷۔ مسلم، کتاب الحج، باب تفضيل الحلق الخ، رقم: ۱۳۰۱۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۹۷۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۹۱۳۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۰۴۴۔ مسند احمد: ۶/ ۴۰۲۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۵/ ۱۳۴۔

② أنظر ما قبله.

③ سنن ابوداود، کتاب المناسک، رقم: ۱۹۸۸۔ ۱۹۹۰۔ قال الالبانی حسن صحیح، سنن ترمذی، رقم: ۹۳۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۹۹۱۔ ۲۹۹۵۔ مسند احمد: ۴/ ۲۱۰۔ ۶/ ۳۷۵۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۴۸۲۔

[۷۳۶/۳۱۷]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ.....

عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ أَشْجَعٍ، أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَعْتَمِرَ فِي رَمَضَانَ، وَكَانَ رُؤُوسُهَا جَعَلَ بَعِيرًا لَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَعْطَهَا، فَإِنَّ عُمْرَةَ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً» ①

ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام نے اشع قبیلے کی ایک خاتون (ام معقل) (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ اس نے رمضان میں عمرہ کرنے کا ارادہ کیا، جبکہ ان کے شوہر کا ایک اونٹ تھا، انہوں نے اسے اللہ کی راہ میں دے دیا تھا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”(وہ اونٹ) اسے دے دو، کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے۔“

فوائد:..... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے، مطلب یہ کہ اس کو ثواب اللہ ذوالجلال حج جتنا عطا کریں گے۔ نہ کہ یہ مطلب ہے کہ حج کا فریضہ ساقط ہو جائے گا، بلکہ جس پر حج فرض ہو جائے تو اس کو حج ادا کرنا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ام سنان رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا: تم نے ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کیا؟ تو اس نے سواری کے نہ ہونے کا عذر پیش کیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فَإِنَّ عُمْرَةَ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِيَ.)) (بخاری، کتاب العمرہ، رقم: ۱۸۶۳)..... ”رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔“

[۷۴۸/۳۱۸]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُوسٍ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ: فَتْحِ مَكَّةَ: لَا هِجْرَةَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَبَيْتَةٌ، وَإِذَا اسْتَنْفَرْتُمْ فَانْفِرُوا. وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ: فَتْحِ مَكَّةَ: إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَمَةُ اللَّهِ، يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ”(آج کے دن کے بعد مکہ سے) ہجرت نہیں، لیکن جہاد (کے لیے ہجرت) اور نیت باقی ہے اور جب تم سے (جہاد کے لیے) نکلنے کے لیے کہا جائے تو نکلو۔“ اور رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ”یہ جو شہر ہے اللہ نے اسے اس روز ہی سے حرام قرار دے دیا جس روز اس نے آسمان اور زمین کو

تخلیق فرمایا تھا، تو وہ اللہ کی حرمت سے قیامت کے دن تک حرام ہے، اس میں قتال کرنا مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کیا گیا اور وہ میرے لیے بھی دن کا کچھ حصہ حلال کیا گیا، پس وہ اللہ کی حرمت سے قیامت کے دن تک حرام ہے، اس کا گھاس کاٹنا جائے، نہ اس کا کاٹنا کاٹنا جائے اور اس کا شکار بھگایا جائے گا، نہ وہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے گی سوائے اس کے جو اس کا اعلان کرے۔“ سیدنا عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: سوائے اذخر (گھاس کی ایک قسم) کے، کیونکہ وہ ان کے لوہاروں اور ان کے گھروں (کی چھتوں) کے (استعمال کے) لیے ہے، آپ نے فرمایا: ”سوائے اذخر کے (اسے کاٹنا جائز ہے)۔“

نوٹ:..... (۱) مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے اب مکہ فتح ہو چکا ہے، اب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ یا کسی اور شہر میں جانا ضروری نہیں، کیونکہ ہجرت تو اس ملک سے یا شہر سے کی جاتی ہے جو دارالکفر ہو، جبکہ مکہ مکرمہ تو دارالاسلام بن چکا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث کا معنی ہے: ”لا ہجرۃ من مکة لانہا صارت دار الاسلام۔“..... ”مکہ فتح ہو جانے کے بعد مکہ سے ہجرت کی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ وہ دارالاسلام بن گیا ہے۔“ (ریاض الصالحین، رقم الحدیث: ۳)

لیکن کوئی بھی دارالکفر ہو اس سے ہجرت کر کے دارالاسلام کی جانب جانا، یہ حکم قیامت تک جاری ہے۔ اور ہجرت کا ثواب بھی ملے گا۔ ان شاء اللہ

جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ سے کہ روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہجرت منقطع نہیں ہوگی جب تک دشمن سے جنگ جاری رہے گی۔“ (سنن نسائی، رقم: ۴۱۷۳ - سنن کبریٰ بیہقی: ۱۷/۹ اسنادہ صحیح)

(۲)..... معلوم ہوا کہ مکہ شہر حرمت والا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے: ﴿وَالَّذِينَ وَالزَّيْتُونَ وَطُورِ سِينِينَ﴾ وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ﴿التین: ۱-۳﴾..... ”انجیر کی قسم، زیتون کی قسم، طور سینین کی قسم اور اس امن

① بخاری، کتاب الجہاد، باب لا ہجرۃ بعد الفتح، رقم: ۳۰۷۷، ۱۸۳۴۔ مسلم، کتاب الحج، باب تحریم مکة وصيدھا الخ، رقم: ۱۳۵۳۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۴۸۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۵۹۰۔ سنن نسائی، رقم: ۴۱۷۰۔ مسند احمد: ۱/۲۲۶۔

والے شہر کی قسم۔“

جس طرح مکہ معظمہ حرمت والا ہے، اسی طرح مدینہ منورہ بھی حرمت والا ہے، جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا، میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔“ (۳)..... معلوم ہوا اذخر گھاس کے علاوہ گھاس کا ثنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک قسم کی خاص گھاس ہے جس کو گھروں کی چھتوں اور قبروں کو بند کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور کانٹے کا ثنا بھی حرام ہے۔

(۴)..... معلوم ہوا جانور کا شکار کرنا بھی مکہ مکرمہ میں جائز نہیں ہے۔

(۵)..... معلوم ہوا مکہ مکرمہ میں گرمی پڑی چیز کو اٹھانا جائز نہیں، صرف وہ اٹھا سکتا ہے جو اعلان و تشہیر کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کا استعمال اٹھانے والے کے لیے جائز نہیں ہے، خواہ کتنا ہی عرصہ کیوں نہ گزر جائے۔ آج کل مکہ مکرمہ میں جگہ بنائی ہوئی ہے جہاں گرمی ہوئی چیزیں جمع کروادی جاتی ہیں۔ اگر کوئی گرمی پڑی چیز ملے تو وہاں جمع کروادینی چاہیے۔

[۷۴۹/۳۱۹]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا الْمُفَضَّلُ بْنُ مَهْلَهَلٍ، عَنِ مَنصُورٍ، عَنِ مُجَاهِدٍ، عَنِ طَاوُوسٍ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ سِوَاءَ. قَالَ: لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهَا إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل روایت کیا، فرمایا: ”اس کی گرمی پڑی چیز نہیں اٹھائی جائے گی سوائے اس کے جو اس کا اعلان کرے۔“

[۸۴۵/۳۲۰]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنِ عِكْرَمَةَ، وَعَنْ أَبِي مَعْبُدٍ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَجُلٌ) بِأَمْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی مدینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ”کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے الا یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم رشتے دار ہو۔“

..... معلوم ہوا کہ غیر محرم عورت کے پاس تنہائی میں اس کے محرم کے بغیر بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

① انظر ما قبله .

② طبرانی کبیر: ۱۲ / ۱۲۱، رقم: ۱۲۶۵۲۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۱۰۷۵۰۔ حدیث صحیح .

[۷۵۶/۳۲۱]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ طَاوُؤُسٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ فِي كُلِّ وَجْهِ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكُونُوا آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، لوگ (حج کے اعمال سے فارغ ہو کر منیٰ سے) ہر طرف سے (اپنے اپنے وطن و علاقے کو) واپس چلے جاتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا: ”کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس (طواف میں) گزرے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا طواف وداع کرنا ضروری ہے اور کوشش کرنی چاہیے کہ جب مکہ معظمہ سے نکلنے لگے وطن واپسی آنے کے لیے یا مدینہ منورہ جانے کے لیے تو اس وقت اور اس کے بعد سفر شروع کر دیں۔ جمہور کے نزدیک طواف وداع کرنا واجب ہے، اگر طواف وداع نہ کرے گا تو دم واجب ہوگا۔

[۷۵۷/۳۲۲]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ.....

وَقَالَ ابْنُ طَاوُؤُسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أُمِرُوا أَنْ يَكُونُوا آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ، إِلَّا الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ، فَإِنَّهُ قَدْ رُخِّصَ لَهَا، أَوْ قَالَ: خُفِّفَ عَنْهَا. ②

طاوؤس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہیں حکم دیا گیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس (طواف کرتے ہوئے) گزرے، مگر یہ کہ حائضہ عورت ہو، کیونکہ اس کو اجازت دی گئی ہے یا اسے رعایت دی گئی ہے۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا حائضہ عورت کے لیے رخصت ہے کہ طواف وداع کیے بغیر جاسکتی ہے۔

[۷۵۸/۳۲۳]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، نَا مِسْعَرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ.....

عَنْ طَاوُؤُسٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخَالِفُهُ أَحَدًا فَتَرَكَهُ حَتَّى يَقْرَرَهُ، فَخَالَفَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي الْمَرْأَةِ تَحِيضُ بَعْدَ مَا تَطُوفُ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَنْفَرُ،

طاوؤس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نہیں دیکھا کہ کوئی ان کی مخالفت کرتا ہو اور انہوں نے اسے چھوڑ دیا ہو حتیٰ کہ وہ اس سے اقرار کراتے، پس سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے مسئلے میں اختلاف

① مسلم، کتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، رقم: ۱۳۲۷۔ سنن ابوداؤد، کتاب المناسك، باب في الوداع، رقم: ۲۰۰۲۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۰۳۰۷۰۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۲۔

② بخاری، کتاب الحج، باب طواف الوداع، رقم: ۱۷۵۵۔ مسلم، کتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع، رقم: ۱۳۲۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۹۴۴۔

فَارْسَلُوا إِلَىٰ إِمْرَأَةٍ كَانَتْ أَصَابَهَا ذَلِكُ، يَعْنِي عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَافَقَتْ ابْنَ عَبَّاسٍ. ①

کیا ہے جسے قربانی والے دن (دس ذوالحجہ) کے طواف کے بعد حیض آجائے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ کوچ کر جائے گی، پس انہوں نے اس عورت کے پاس پیغام بھیجا جسے رسول اللہ ﷺ کے دور میں یہ صورت درپیش آئی تھی، تو اس خاتون نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موقف سے موافقت کی۔

نوٹ:..... طواف زیارت کرنا ضروری ہے یہ دس ذوالحجہ کو کیا جاتا ہے۔ اگر یہ دس کو نہ کیا جائے کسی مجبوری کی وجہ سے تو ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ تک کسی بھی دن کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر بالکل نہ کیا جائے تو حج نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ حج کا رکن ہے اور اس کا کفارہ دم یا فدیہ نہیں ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء کا اجماع ہے کہ یہ طواف حج کا رکن ہے اور اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔

(شرح مسلم للنووی: ۴ / ۴۵۱)

لیکن اگر عورت نے طواف زیارت کر لیا، اس کے بعد حیض آیا تو طواف وداع کرنا ضروری نہیں ہے اور وہ اپنے وطن کی طرف واپس لوٹ سکتی ہے۔

[۷۶۲/۳۲۴]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونُوا آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خَفَّفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَقُولُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ، حَتَّىٰ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: لوگوں کو حکم دیا گیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس (طواف وداع میں) گزرے، البتہ یہ کہ حائضہ عورت سے تخفیف برتی گئی ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ہم کہتے ہیں: وہ بیت اللہ کا طواف کرے گی (کیونکہ حدیث ہے) ”حتیٰ“ کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس گزرے۔“

[۷۶۳/۳۲۵]..... أَخْبَرَنَا ابْنُ طَاوُوسٍ، وَقَالَ أَبِي: اِخْتَلَفَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي الْمَرْأَةِ تَصُدَّرُ قَبْلَ أَنْ تَطُوفَ

طاووس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: سیدنا ابن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کے درمیان حائضہ عورت کے طواف وداع کے بغیر کوچ کر جانے کے بارے میں اختلاف ہو گیا، سیدنا

① مصنف ابن ابی شیبہ: ۳ / ۱۷۴ - اسنادہ صحیح .

② بخاری، کتاب الحج، باب طواف الوداع، رقم: ۱۷۵۵ - سنن دارمی، رقم: ۱۹۳۳ - مسند احمد: ۱ / ۳۷۰ .

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ کوچ کر جائے گی، سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کوچ نہیں کرے گی حتیٰ کہ وہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ پس سیدنا زید رضی اللہ عنہما سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے مسئلہ دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: وہ کوچ کر جائے گی، سیدنا زید رضی اللہ عنہما مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرما رہے تھے، مسئلہ ویسے ہی ہے جیسے آپ (سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما) نے کہا تھا (کہ کوچ کر جائے گی)۔

بِالْبَيْتِ، وَهِيَ حَائِضٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَنْفِرُ، وَقَالَ زَيْدٌ: لَا تَخْرِجُ حَتَّى تَطُوفَ بِالْبَيْتِ، فَدَخَلَ زَيْدٌ عَلَى عَائِشَةَ، فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ: تَنْفِرُ، فَخَرَجَ زَيْدٌ وَهُوَ يَتَبَسَّمُ، وَيَقُولُ: مَا الْأَمْرُ إِلَّا عَلَى مَا قَدْ قُلْتِ. ①

فتاویٰ: معلوم ہوا کہ طواف وداع کے بغیر حیض والی عورتیں کوچ کر سکتی ہیں۔ مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دلیل مل جانے کے بعد خوشی سے آپس کا اختلاف ختم کر دیا کرتے تھے۔

[۷۶۴/۳۲۶]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَّيرٍ، عَنْ طَاوُوسِ بْنِ عَمْرٍو،.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَحَجَرُ مِنَ الْبَيْتِ، لِأَنَّ اللَّهَ قَالَ: ﴿وَلْيَطُوفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ (الحج: ۲۷) فَطَافَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حطیم، بیت اللہ کا حصہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”بیت عتیق کا طواف کرو۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے حطیم کے باہر سے طواف کیا۔

فتاویٰ: حطیم بیت اللہ شریف کا حصہ ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال تھی، نبوت سے پانچ سال قبل قریش مکہ نے بیت اللہ شریف کو نئے سرے سے تعمیر کیا اور حطیم والا حصہ (پانچ گز) تعمیر نہ کر سکے، اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس خرچ ختم ہو گیا تھا۔ جب مکہ فتح ہوا اس کے بعد کی بات ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں ابراہیمی بنیادوں پر کعبہ کی تعمیر کر دیتا کیونکہ قریش نے کعبہ چھوڑا کر دیا، میں اس میں ایک دروازہ پیچھے سے بھی بناتا۔“

(مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۳۳۳)

① مسلم، کتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع الخ، رقم: ۱۳۲۸۔ مسند احمد: ۱/ ۳۴۸۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۱۵۳/۵۔ مسند الشافعی، رقم: ۶۲۵۔

② بخاری رقم: ۳۸۴۸، مسلم، کتاب الحج، باب جدر الکعبۃ وبابہا، رقم: ۱۳۳۳۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۴۶۰۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۶/ ۹۰۔

جب سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا زمانہ آیا تو انہوں نے کہا: اب تو ہمارے پاس خرچ بھی ہے اور ہمیں کسی کا خوف بھی نہیں، پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے حطیم کی جانب پانچ ہاتھ دیواریں زیادہ کیں، کھدائی سے ابراہیمی بنیادیں نظر آئیں اور لوگوں نے یہ بنیادیں خوب دیکھیں۔ پھر انہی بنیادوں پر کعبہ بنایا، دو دروازے رکھے۔

(مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۳۳۳)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد حجاج بن یوسف نے عبدالملک بن مروان کو خط لکھا کہ ابن زبیر نے ابراہیمی بنیادوں پر بیت اللہ بنایا اور ان بنیادوں کو مکہ کے معتبر لوگ دیکھ چکے ہیں۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ ہمیں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے اضافے کی ضرورت نہیں۔ حطیم کی طرف جتنا اضافہ ہے اسے ختم کر کے پہلی حالت پر کعبہ بنا دو اور دروازہ بھی بند کر دو۔ (مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۳۳۳)

انہوں نے گرا کر قریش مکہ کی طرح بنا دیا۔ حطیم کو چھوڑ دیا، تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے زمانہ میں گرانے کی خواہش کی تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا، فرمایا: ہر آنے والا بادشاہ اسی طرح ہی کرتا رہے گا۔ اب جو بیت اللہ ہے یہ قریش مکہ کی بنیادوں پر ہے جس نے طواف کرنا ہے وہ حطیم کو چھوڑ کر کرے گا۔

[۷۶۵/۳۲۷]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ طَاوُوسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَنْ نَافِعٍ.....
عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَمْسٌ هُنَّ فَوَاسِقٌ، يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ، وَيَقْتُلُهُنَّ الرَّجُلُ وَهُوَ مُحْرِمٌ: الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْحِدَاةُ، وَالْعُرَابُ. ①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانچ جانور ہیں وہ فاسق ہیں، انہیں حرم میں بھی قتل کیا جاسکتا ہے، اور محرم شخص بھی انہیں قتل کر سکتا ہے: چوہا، بچھو، کاٹنے والا کتا، چیل اور کوا۔“

فوائد: حدود حرم میں یا محرم آدمی شکار نہیں کر سکتا اس پر پابندی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ﴾ (المائدة: ۹۵) شریعت نے حدود حرم میں قتل و غارت سے بھی بڑی سختی سے منع کیا ہے۔

مذکورہ بالا جانوروں کو ہر جگہ قتل کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ نقصان پہنچانے والے جانور ہیں، اس لیے ان کو فواسق کہا

① بخاری، کتاب بدء الخلق، باب خمس من الدواب فواسق يقتلن في الحرم، رقم: ۳۳۱۴۔ مسلم، کتاب الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره الخ، رقم: ۱۲۰۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۸۴۶، ۱۸۴۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۸۳۷۔ سنن نسائی، رقم: ۲۸۲۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۰۸۶، ۳۰۸۸۔

گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان جانوروں کو قتل کرنا ثواب ہے، کیونکہ شریعت کے ہر حکم پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے اور یہ جانور مخصوص نہیں، بلکہ بچھو اور اس پر قیاس کرتے ہوئے جتنے موذی جانور ہیں، بھڑ، بعض احادیث میں سانپ کا بھی تذکرہ ہے۔

الْكَلْبُ الْعُقُورُ..... ہر کانٹے اور چیر پھاڑ کرنے والے درندے کو کہتے ہیں جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا، ریچھ وغیرہ۔

[۷۶۶/۳۲۸]..... أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُوسٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّى حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ، يَوْمَ النَّحْرِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن جمرہ کی رمی تک تلبیہ پکارتے رہے۔

[۷۶۷/۳۲۹]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ طَاوُوسٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَرِيرٌ: وَعَنْ عَطَاءٍ لَمْ يَرْفَعَهُ قَالَ: الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ مِثْلَ الصَّلَاةِ، إِلَّا أَنْكُمْ تَتَكَلَّمُونَ فِيهِ، فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ. ②

سیدنا ابن عباس نے فرمایا: ”بیت اللہ کا طواف نماز ہی کی طرح ہے، الایہ کہ تم اس میں بات چیت کر سکتے ہو، پس تم صرف خیر و بھلائی کی بات کرو۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث میں ہے بیت اللہ کا طواف نماز کی طرح ہے، مثلاً: جس طرح نماز کے لیے وضو کرنا شرط ہے تو طواف کے لیے بھی شرط ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ (بخاری، رقم: ۱۶۴۱، ۱۶۴۲)

امام احمد، امام مالک، امام شافعی رضی اللہ عنہم کا یہی موقف ہے۔ (دیکھئے: المغنی: ۲۲۳/۵)

دوران نماز گفتگو کرنا حرام ہے۔ لیکن شریعت نے طواف کرنے والوں کو گفتگو کرنے کی رخصت دی۔ لہذا اگر بات کریں تو اچھی کرنی چاہیے وہ بھی بوقت ضرورت نہ کہ زیادہ گفتگو جیسا کہ سنن نسائی میں ہے: ((الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ فَأَقْلُوا مِنَ الْكَلَامِ))..... بیت اللہ کا طواف نماز کی طرح ہے، لہذا دوران طواف کم سے کم بات کرو۔“

① مسند أحمد: ۳/۳۱۱۔ قال الارناؤط: اسناد صحيح۔ بخاری، رقم: ۱۶۷۰ مسلم، رقم: ۱۲۸۱۔

② سنن ترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء فی الکلام فی الطواف، رقم: ۹۶۰۔ سنن نسائی، کتاب مناسک

الحج، باب اباحة الکلام فی الطواف، رقم: ۲۹۲۲۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح۔ صحيح ابن حبان، رقم:

۳۸۳۶۔ صحيح ابن خزيمة: ۲۷۳۹۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۶۳۰۔

[۷۶۸/۳۳۰]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُوسًا وَعِكْرَمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آئیں، تو عرض کیا: میں بھاری جسم کی عورت ہوں، اور میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں، آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حج کا احرام باندھ لو، اور شرط لگا لو، میں وہیں احرام کھول دوں گی جہاں تو مجھے روک لے گا۔“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ ضَبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ آتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ ثَقِيلَةٌ، وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ، فَمَا تَأْمُرُنِي؟ فَقَالَ: أَهْلِي بِالْحَجِّ، وَاشْتَرِطِي أَنْ مَحِلِّي حَيْثُ تَحْسِبُنِي قَالَ: فَأَدْرَكْتُ. ①

[۹۰۷/۳۳۱]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا رَبَاحٍ- وَهُوَ ابْنُ أَبِي مَعْرُوفٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضباعہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی کہ وہ حج کریں اور یہ شرط لگالیں کہ (اے اللہ!) تو مجھے جہاں روک لے گا، میں وہیں احرام کھول لوں گی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ، أَمَرَ ضَبَاعَةَ أَنْ حَجِّي، وَاشْتَرِطِي أَنْ مَحِلِّي حَيْثُ تَحْسِبُنِي. ②

فوائد

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اگر کوئی آدمی بیمار ہو اور بیماری بڑھنے کا خدشہ ہو یا راستے میں رکاوٹ پیش آجانے کا خدشہ ہو تو وہ مشروط احرام باندھ سکتا ہے۔ اور اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ اگر احرام کھولنا پڑ گیا تو اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں ہوگا۔ لیکن اگر شرط نہیں لگائی اور کسی وجہ سے احرام کھول دیا تو اس پر لازم ہے کہ قربانی کا جانور خرید کر کسی دوسرے کے ہاتھ مکہ روانہ کرے اور جب قربانی کے ذبح ہونے کا وقت ہو جائے تو احرام کھول دے۔ اگر قربانی بھیجنا ممکن نہ ہو تو رکاوٹ کی جگہ پر ہی قربانی ذبح کر دے اور حجامت بنوا کر احرام کھول دے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی فتویٰ ہے کہ رکاوٹ والی جگہ پر ہی قربانی ذبح کی جاسکتی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیبیہ کے موقع پر روک دیے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

① بخاری، کتاب النکاح، باب الاكفاء في الدين، رقم: ۵۰۸۹۔ مسلم، کتاب الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل الخ، رقم: ۱۲۰۷۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۷۷۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۹۴۱۔ سنن نسائی، رقم: ۲۷۷۶۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۹۳۸۔

② السابق.

وہیں قربانی ذبح کی اور احرام کھول دیا۔ (دیکھئے تفصیل کے لیے بخاری قبل الحدیث: ۱۸۱۳)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ موقف ہے کہ اگر قربانی کی طاقت نہ ہو تو ۱۰ روزے رکھ لیں۔

(بخاری، کتاب العمرة، رقم: ۱۸۱۰)

[۷۶۹/۳۳۲]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُؤُسٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَا، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَمَ، وَقَالَ: مَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ الْمِيقَاتِ، فَمِنْ حَيْثُ يَتَدَيُّ. قَالَ طَاوُؤُسٌ: وَذَاتُ عَرِيقٍ، فَوْقَ قَرْنٍ إِلَى مَكَّةَ، وَجَعَلَ عَرِيقًا مَكَانَ قَرْنٍ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جحہ، نجد والوں کے لیے قرن اور یمن والوں کے لیے یلملم کو میقات مقرر فرمایا اور فرمایا: ”اور جو میقات کے اندر رہنے والا ہو تو وہ جہاں سے چاہے شروع کر لے (یعنی جس جگہ سے چاہے احرام باندھ لے)۔“

[۷۷۰/۳۳۳]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُؤُسٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَاتَ الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَمَ أَوْ الْمَلَمَ، وَقَالَ: هَذِهِ الْمَوَاقِيتُ لِأَهْلِيهِنَّ، فَمَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ الْمِيقَاتِ فَمِنْ حَيْثُ يَخْرُجُ، وَقَالَ: هَذِهِ (لِأَهْلِيهِنَّ) وَمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِيهِنَّ، حَتَّى يَأْتِيَ ذَلِكَ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جحہ، یمن والوں کے لیے یلملم یا الملم کو میقات مقرر فرمایا، اور فرمایا: یہ ان مقامات کے رہنے والوں کے لیے میقات ہیں، اور جس کے گھر والے ان میقات کے اندر رہنے والے ہوں تو وہ جہاں سے چاہے روانہ ہو (اور وہاں سے احرام باندھ لے)۔“ اور فرمایا: ”یہ (میقات) وہاں کے رہنے والوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے بھی جو وہاں کے رہنے والے تو نہیں لیکن وہ وہاں سے گزرتے ہیں، حتیٰ کہ وہ مکہ والوں کے ہاں پہنچ جائے۔“

① بخاری، کتاب الحج، باب مهل اهل الشام، رقم: ۱۵۲۶۔ مسلم، کتاب الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، رقم: ۱۱۸۱۔ سنن ابوداود، رقم: ۱۷۳۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۸۳۱۔ سنن نسائی، رقم: ۲۶۵۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۹۱۴۔ مسند احمد: ۱/ ۲۳۸۷۔ ② السابق.

[۷۷۱/۳۳۴]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو.....

عَنْ طَاوُؤُسٍ قَالَ: وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: مَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ الْمِيقَاتِ، فَمِنْ حَيْثُ بَنَى. ①

طاوؤس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے میقات مقرر فرمایا، اور راوی نے اسی مثل ذکر کیا، اور فرمایا: ”اور جس شہر کے رہنے والے میقات کے اندر رہتے ہوں تو وہ جہاں سے چاہیں احرام باندھ لیں۔“

فوائد: میقات کی دو اقسام ہیں: (۱)..... میقاتِ زمانی۔ (۲)..... میقاتِ مکانی

(۱) میقاتِ زمانی:..... وہ وقت جس کے اندر حج کا احرام باندھا جاسکتا ہے وہ شوال، ذی القعدہ، کے مہینے اور ذی الحج کے ابتدائی دس دن ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَةٌ﴾ (البقرہ: ۱۹۷)..... ”حج کے مہینے مقرر ہیں۔“

(۲) میقاتِ مکانی:..... یعنی وہ مقامات جہاں سے حج یا عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے اور ان میقات سے باہر آنے والے بغیر احرام باندھے آگے نہیں گزر سکتے، میقاتِ مکانی یہ ہیں:

(۱) ذوالخلیفہ:..... اس کا نیا نام آبار علی ہے۔ یہ میقات مدینہ منورہ اور اس کے قرب و جوار والوں کا ہے، یہ مکہ معظمہ سے تقریباً ۴۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

(۲) جحہ:..... یہ بستی شام، مصر اور ترکی کی جانب سے آنے والوں کے لیے میقات ہے اب یہ ویران ہو چکی ہے۔ اسی لیے آج کل اس کے ایک قریبی مقام رالغ سے احرام باندھا جاتا ہے اور یہ مقام مکہ سے شمال کی جانب ۱۸۷ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

(۳) قرن المنازل:..... نجد اور عرفات کی جانب سے آنے والوں کا میقات ہے۔ یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے دامن میں ایک بستی تھی جو اب موجود نہیں، آج کل اس کے قریب السیل نامی جگہ ہے جو مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

(۴) یلملم:..... یہ یمن والوں کے احرام باندھنے کا مقام ہے، یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے جو تقریباً مکہ سے ۹۲ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

(۵) معلوم ہوا جو شخص حج یا عمرہ کرنا چاہتا ہو وہ ان میقاتوں سے احرام باندھے گا لیکن جو ان میقاتوں کے اندر مقیم ہیں وہ اپنی اپنی رہائش گاہوں سے احرام باندھیں گے۔

[۷۷۲/۳۳۵]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَطَاوُؤُسٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کرتے وقت اور صفا و مروہ کی سعی کرتے وقت رمل فرمایا: (آپ تیز تیز چلے) تاکہ مشرک آپ کو دیکھ سکیں، کیونکہ مشرکوں نے کہا تھا محمد (ﷺ) اور آپ کے ساتھی کمزور ہو گئے ہیں (اور انہیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا نے کمزور کر دیا ہے) پس آپ نے رمل فرمایا، تاکہ آپ انہیں اپنی قوت دکھا سکیں۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا رَمَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ، وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ الْمُشْرِكُونَ، لِأَنَّ الْمُشْرِكِينَ تَحَدَّثُوا أَنَّ بِمُحَمَّدٍ وَبِأَصْحَابِهِ جُهْدًا، فَرَمَلَ لِيُرِيَهُمْ ذَلِكَ. ①

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا چاہیے۔ اگرچہ اس وقت مشرکین مکہ کو دکھلانے کے لیے تھا، اب وہ صورت تو موجود نہیں، لیکن پھر بھی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس عمل کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے نہ دوڑ سکے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدنا کثیر بن جہان سلمی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو صفا و مروہ کے درمیان عام چال چلتے دیکھا تو کہا: آپ صفا و مروہ کے درمیان عام چال (کیوں) چل رہے ہیں؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر میں دوڑوں تو (بھی درست ہے کیونکہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوڑتے دیکھا ہے اور اگر عام چال چلوں تو (بھی درست ہے کہ) میں نے نبی معظم ﷺ کو عام چال چلتے بھی دیکھا ہے اور میں بوڑھا آدمی ہوں (اس لیے عام چال چل رہا ہوں)۔ (صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۲۷۷)

[۷۹۶/۳۳۶]..... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا: نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلُ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُوسًا يُخْبِرُ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک انسان کے پاس سے گزرے جس کی ناک میں ایک کڑا تھا اور ایک آدمی اس کی راہنمائی کر رہا تھا (اسے طواف کرا رہا تھا) تو آپ نے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُودُ إِنْسَانًا بِخَرَامَةٍ فِي أَنْفِهِ، فَقَطَعَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ بِيَدِهِ. ②

① بخاری، کتاب الحج، باب ماجاء في السعي بين الصفاء والسروة، رقم: ۱۶۴۹۔ مسلم، کتاب الحج، باب استحباب الرمل في الطواف الخ، رقم: ۱۲۶۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۸۶۳۔ سنن نسائی، رقم: ۲۹۷۹۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۱۔

② بخاری، کتاب الحج، باب اذا راى سيرا أو شيا يكره في الطواف قطعه، رقم: ۱۶۲۱۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۳۰۲۔ سنن نسائی، رقم: ۲۹۲۰۔

اپنے دست مبارک سے اسے کاٹ دیا، پھر اسے حکم فرمایا:
 ”وہ ات اس کے ہاتھ سے پکڑے۔“

فوائد:

..... دوسری روایت میں ہے کہ اس نے نذر مان تھی۔ معلوم ہوا کہ ایسی نذر جو انسانی شرف کے خلاف ہو اس کو پورا کرنا جائز نہیں ہے۔ اور خواہ مخواہ اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا دوران طواف ضرورت کے تحت گفتگو کرنا جائز ہے۔

[۸۰۵/۳۳۷]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، نَا وَهَيْبٌ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ مَيْمُونَةَ، وَهُوَ حَرَامٌ. ①
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جبکہ آپ حالت احرام میں تھے۔

[۸۰۵/۳۳۸]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، نَا وَهَيْبٌ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ مَيْمُونَةَ، وَهُوَ حَرَامٌ إِحْتَجَمَ وَاسْتَعَطَ. ②
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جبکہ آپ محرم تھے۔ (آپ نے حالت احرام میں) چھپنے لگوائے اور ناک میں داؤ ڈالی

[۸۱۷/۳۳۹]..... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَأَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، أَنَّ مُجَاهِدًا حَدَّثَهُمْ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَرَامٌ، يَعْنِي مَيْمُونَةَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يُنْكِرَانِ ذَلِكَ. ③
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یعنی میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جبکہ آپ حالت احرام میں تھے، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما اس کا انکار کرتے تھے۔

[۹۵۰/۳۴۰]..... أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، نَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرَمَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ،
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جبکہ آپ حالت احرام

① بخاری، ابواب الاحصار، باب تزویج المحرم، رقم: ۱۸۳۷۔ مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم نکاح المحرم الخ۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۸۴۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۸۴۲۔ سنن نسائی، رقم: ۳۲۷۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۹۶۵۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۱۔

② السابق.

③ السابق.

وَبَنِي بَيْهَاتٍ سَرَافٍ، وَهُوَ حَلَالٌ. ①
میں تھے، اور آپ نے مقام سرف پر ان سے تعلق قائم کیا
جبکہ آپ حالت احرام میں نہیں تھے۔

نوٹ:..... ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: ((لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكَحُ)) (مسلم، کتاب النکاح، رقم: ۱۴۰۹۔ سنن ابوداؤد، رقم:
۱۸۴۱)..... ”محرم اپنا نکاح کرے نہ کسی دوسرے کا۔“

سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو وہم ہو گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں
سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ (صحیح ابوداؤد، رقم: ۱۶۲۸)

کیونکہ جب نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا، اس وقت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما چھوٹے تھے اور پھر سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا خود
فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مقام سرف میں نکاح کیا تھا اور ہم دونوں حلال تھے۔

(مسلم، رقم: ۱۴۱۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۸۴۳)

لہذا حالت احرام میں شادی کرنا یا کروانا ممنوع ہے جائز نہیں ہے۔ جبکہ چھپے لگوانا جائز ہے۔

[۸۱۱/۳۴۱]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ.....

عَنْ طَاوُوسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ
زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَهُوَ
يُذَاكِرُهُ: كَيْفَ أَخْبَرْتَنِي إِنَّ لَحْمًا أَهْدَى
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَامًا؟ فَقَالَ
لَهُ: نَعَمْ، أَهْدَى لَهُ رَجُلٌ عَضُو لَحْمٍ صَيْدٍ،
فَرَدَّهُ وَقَالَ: إِنَّا لَا نَأْكُلُهُ، إِنَّا حُرْمٌ. ②

طاووس رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، زید
بن ارقم رضی اللہ عنہ آئے تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا،
جبکہ وہ انہیں یاد کر رہے تھے: آپ نے مجھے کس طرح بتایا
تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں تھے تو آپ کی
خدمت میں گوشت کا ہدیہ بھیجا گیا؟ تو انہوں نے انہیں
کہا: ہاں، شکار کے گوشت کا ایک حصہ، تو آپ نے اسے
واپس کر دیا اور فرمایا: ”ہم اسے نہیں کھائیں گے، کیونکہ ہم
حالت احرام میں ہیں۔“

[۸۱۲/۳۴۲]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَامَةَ
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صعْب بن

① السابق.

② مسلم، کتاب الحج۔ باب تحريم الصيد للمحرم، رقم: ۱۱۹۴۔ سنن ابوداؤد۔ کتاب المناسک، باب لحم

الصيد للمحرم، رقم: ۱۸۵۰۔ سنن نسائی، رقم: ۲۸۲۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۰۹۱۔

آھدی لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حِمَارٍ وَحَسِيٍّ، وَهُوَ مُحْرَمٌ فَرَدَّهُ، فَلَمَّا رَأَى الْكِرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ قَالَ: ((لَيْسَ بِنَارِدٍ عَلَيْكَ، وَلَكِنَّا حُرْمٌ))^①

جنامہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنگلی گدھے کا گوشت تحفے کے طور پر پیش کیا، جبکہ آپ حالت احرام میں تھے، تو آپ نے اسے واپس کر دیا، جب آپ نے اس کے چہرے پر افسوس / ناگواری کے آثار دیکھے تو فرمایا: ”ہم تم کو یہ ہدیہ واپس نہ کرتے لیکن ہم حالت احرام میں ہیں۔“

..... حالت احرام میں شکار کرنا یا محرم کا کسی کو شکار کے لیے اشارہ کرنا جائز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ﴾ (المائدة: ۹۵) ”اے ایمان والو! شکار کو قتل مت کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہو۔“

دوسری آیت میں ہے: ﴿حُرْمٌ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرْمًا﴾ (المائدة: ۹۶) ”حالت احرام میں خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لیے حرام کیا گیا ہے۔“

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کے لیے کوئی غیر محرم بھی شکار کر لے تو اس کے لیے کھانا جائز نہیں ہے۔ صحیح بخاری میں ہے، سیدنا ابوقادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ان کے جنگلی گدھے کو شکار کرنے کے قصے میں جبکہ وہ محرم نہیں تھے، مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اور وہ محرم تھے۔ ”کیا تم میں سے کسی نے اس کا حکم دیا ہے یا اس کی طرف کسی چیز کے ساتھ اشارہ کیا ہے؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تم اس کا گوشت کھا لو۔“ (بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۸۲۴)

پہلی روایت میں ہے محرم شکار کرنے والا گوشت نہیں کھا سکتا۔ دوسری میں ہے، کھا سکتا ہے۔ علماء نے ان احادیث میں تطبیق یوں دی ہے کہ محرم شکار کا گوشت صرف اس صورت میں کھا سکتا ہے، جب شکار کرنے والا محرم نہ ہو اور اس نے خاص محرم کے لیے شکار بھی نہ کیا ہو اور نہ ہی محرم نے اس شکار پر کوئی تعاون کیا ہو۔ مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کوئی تحفہ دے تو قبول کرنا چاہیے۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے نہ قبول کریں تو عذر بتا دینا چاہیے۔

[۸۱۴/۳۴۳]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، نَاوُهَيْبٌ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ، وَالْحَلْقِ، سَيِّدَنَا ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَعَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ، وَالْحَلْقِ،

کہ آپ سے (حج کے موقع پر) قربانی کرنے، بال

① بخاری، کتاب الہبۃ، باب قبول ہدیۃ الصید۔ مسلم، کتاب الحج، باب تحریم الصید للمحرم، رقم:

وَالرَّمِي فِي التَّقْدِيمِ وَالتَّأخِيرِ، فَقَالَ: مَنْذُوانِ أَوْ رَمِي جَمَارًا فِي التَّقْدِيمِ وَتَأخِيرِ كَمَا تَعَلَّقَ بِوَجْهِهَا، لَا حَرَجَ. ①
تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“

[۹۵۲/۳۴۴]..... أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، نَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَهُ فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أُذْبِحَ، قَالَ: اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ، فَقَالَ: طُفْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، فَقَالَ: إِرْمِ وَلَا حَرَجَ. ②
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ کسی سوال کرنے والے نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو اس نے کہا: میں نے قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے سر کے بال مونڈھ لیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ذبح کر لو، کوئی حرج نہیں۔“ اس نے کہا: میں نے رمی کرنے سے پہلے طواف کر لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”(اب) رمی کر لو کوئی حرج نہیں۔“

نوٹ: ۱۰ ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ پر رمی، قربانی، حجامت اور طواف زیارت ان کو ترتیب سے کرنا افضل ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مزدلفہ سے منیٰ آنے کے بعد پہلے) جمرہ عقبہ کو نکریاں ماریں، پھر اونٹوں کی طرف تشریف لائے اور انہیں ذبح کیا، (پاس ہی) حجام بیٹھا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے ہاتھ کے اشارے سے سر مونڈنے کا حکم دیا۔ اس نے سر کا دایاں حصہ مونڈ دیا۔ آپ ﷺ نے بال نزدیک بیٹھے ہوئے لوگوں میں تقسیم کر دیے، پھر آپ ﷺ نے حجام کو سر کا بائیں حصہ مونڈنے کا حکم دیا۔ پھر پوچھا: ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ (وہ حاضر ہوئے تو) آپ ﷺ نے وہ بال ان کو عنایت فرما دیئے۔

(مسلم، کتاب الحج، باب بیان ان السنة يوم النحر ان يرمى ثم الخ)

لیکن اگر ترتیب نہ بھی رہے یا آگے پیچھے ہو جائے یعنی قربانی پہلے کر لی، پھر نکریاں ماریں یا حجامت پہلے، قربانی بعد میں تو یہ بھی جائز ہے۔

[۸۱۵/۳۴۵]..... أَخْبَرَنَا الْمُحْزُومِيُّ، نَا وَهَيْبٌ، حَدَّثَنِي ابْنُ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ سَيِّئًا ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَعَى بِيَانِ كَيْفَ: دَوْرُ جَاهِلِيَّةِ وَاللَّيْ

① مسلم، کتاب الحج، باب من حلق قبل النحر الخ، رقم: ۱۳۰۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۹۸۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۹۱۶۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۰۵۰۔ مسند احمد: ۱/ ۳۱۰۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۲/ ۴۴۶۔

② بخاری، کتاب الحج، باب الحلق قبل الذبح، رقم: ۱۷۲۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۹۸۳۔ سنن نسائی، رقم: ۳۰۶۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۰۵۰۔

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سب سے بڑا فہم (گناہ کا کام) تصور کرتے تھے، وہ کہتے تھے: جب اونٹ کی پیٹھ سستالے اور اس پر خوب بال اگ جائیں اور صفر کا مہینہ ختم ہو جائے تو عمرہ کرنے والے کے لیے عمرہ کرنا حلال ہو جاتا ہے، پس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب چوتھی کی صبح حج کا احرام باندھے ہوئے آئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ عمرہ کے لیے احرام کھولنے کی نیت کر لیں، یہ ان پر گراں گزرا، تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! کیا چیز حلال ہوگئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز حلال ہوگئی ہے۔“

يَرَوْنَ الْعُمْرَةَ فِي شَهْرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ فُجُورٍ، يَقُولُونَ: إِذَا بَرَأَ الدَّبَرُ، وَعَقَا الْأَثَرَ وَأَسْلَخَ صَفْرًا، حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنْ اعْتَمَرَ. فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةِ مُهَلِّينَ بِالْحَجِّ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَحْلُوا لِعُمْرَةٍ فَعَظَمَ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَيُّ الْحِلِّ؟ فَقَالَ: الْحِلُّ كُلُّهُ. ①

[۸۱۶/۳۴۶]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى، بْنُ أَدَمَ.....

نَا وَهَيْبَ بِهِذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. وَقَالَ يَحْيَى: لِأَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَعْرِفُونَ إِلَّا الْعُمْرَةَ، إِلَّا تَرَى أَنَّهُ يَقُولُ: قَدِمْنَا لَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ. ②

وہب نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے، یحییٰ بن ادریس نے بیان کیا، اس لیے کہ وہ صرف عمرہ ہی سے واقف تھے، کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ کہتے تھے: ہم صرف حج ہی سمجھتے ہیں۔

نوٹ:..... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے۔ علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث کے ذیل میں ایک ایمان افروز تقریر حوالہ قرطاس فرمائی ہے۔ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے جب کہا: ((يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ.)) یعنی یا رسول اللہ عمرہ کر کے ہم کو کیا چیز حلال ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سب چیزیں یعنی جتنی چیزیں احرام میں منع تھیں وہ سب درست ہو جائیں گی۔“ انہوں نے یہ خیال کیا کہ شاید عورتوں سے جماع درست نہ ہو جیسے رمی اور حلق اور قربانی کے بعد سب چیزیں درست ہو جاتی ہیں۔ لیکن جماع درست نہیں ہوتا جب تک طواف الزیارة نہ کرے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں عورتیں بھی درست ہو جائیں گی۔ دوسری روایت میں ہے بعض صحابہ کو اس میں تاہل ہوا اور ان میں سے بعضوں نے یہ بھی کہا کہ کیا ہم حج کو اس

① بخاری، کتاب الحج، باب التمتع والاقران والافراد بالحج، رقم: ۱۵۶۴۔ مسلم، کتاب الحج، باب جواز العمرة فی اشهر الحج، رقم: ۱۲۴۰۔ سنن نسائی، رقم: ۲۸۱۳۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۹۸۷۔ مسند احمد: ۱/ ۲۶۱۔

② انظر ما قبله .

حال میں جائیں کہ ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو۔ آنحضرت ﷺ کو ان کا یہ حال دیکھ کر سخت ملال ہوا کہ میں حکم دیتا ہوں اور یہ اس کی تعمیل میں تامل کرتے ہیں اور چہ میگوئیاں نکالتے ہیں۔ لیکن جو صحابہ قوی الایمان تھے، انہوں نے فوراً آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر عمل کیا اور عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا۔ پیغمبر ﷺ جو کچھ حکم دیں، وہی اللہ کا حکم ہے اور یہ ساری محنت اور مشقت اٹھانے سے غرض کیا ہے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی۔ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنا تو کیا چیز ہے، آپ جو بھی حکم فرمائیں، اس کی تعمیل ہمارے لیے عین سعادت ہے جو حکم آپ دیں اسی میں اللہ کی مرضی ہے، گو سارا زمانہ اس کے خلاف بکتا رہے ان کا قول اور خیال ان کو مبارک رہے۔ ہم کو مرتے دم تک اپنے پیغمبر ﷺ کے ساتھ رہنا ہے اگر بالفرض دوسرے مجتہد یا امام یا پیرو مرشد، درویش، قطب پیغمبر ﷺ کی پیروی کرنے میں ہم سے خفا ہو جائیں تو ہم کو ان کی خفگی کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔ ہم کو قیامت میں ہمارے پیغمبر کا سایہ عاطفت کافی ہے، سارے ولی اور درویش اور غوث اور قطب اور مجتہد اور امام اس بارگاہ کے ایک ادنیٰ کفش بردار ہیں۔ کفش برداروں کو راضی رکھیں یا اپنے سردار کو۔

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَصْحَابِهِ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَةِ اتِّبَاعِهِ وَتَبَتْنَا عَلَى مُتَابِعَتِهِ وَالْعَمَلِ بِسُنَّتِهِ، آمِينَ۔“

[۸۱۹/۳۴۷]..... أَخْبَرَنَا الْمُحْزَرِيُّ، نَا وَهَيْبٌ، نَا ابْنُ طَاوُوسٍ، عَنِ أَبِيهِ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جحہ، نجد والوں کے لیے قرن المنازل، یمن والوں کے لیے الہلم کو میقات مقرر فرمایا، اور فرمایا: یہ وہاں کے باشندوں کے لیے (میقات) ہیں اور ان کے لیے بھی جوان جگہوں کے باشندے تو نہیں لیکن انہوں نے گزرنا یہاں سے ہے اور یہ میقات حج و عمرہ کرنے والوں کے لیے ہیں اور جس کے اہل میقات کے اندر رہتے ہوں تو پھر وہ جہاں سے چاہیں احرام باندھ لیں، حتیٰ کہ مکہ والے مکہ کے اندر ہی سے احرام باندھیں گے۔“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَّتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحَلِيفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ: الْمَلَمَ، هُنَّ لِأَهْلِيهِمْ، وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِمْ مِنْ غَيْرِ أَهْلِيهِمْ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ ذَلِكَ، فَمِنْ حَيْثُ انْشَاءَ، حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ. ①

① بخاری، کتاب الحج، باب مَهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ، رقم: ۱۵۳۰۔ مسلم، کتاب الحج، باب مواقيت الحج والعمر،

رقم: ۱۱۸۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۷۳۷۔ سنن نسائی، رقم: ۲۶۵۴۔

[۸۲۲/۳۴۸]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرَّةً عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ثُمَّ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ مَا لَا أَحْصِيهِ، فَلَا يَذْكُرُ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ: ذَا الْحُلَيْفَةَ وَلَاهْلَ الشَّامِ: الْجُحْفَةَ، وَلَاهْلَ نَجْدٍ: قَرْنَا، وَلَاهْلَ الْيَمَنِ: الْمَلَمَ، وَهَنَّ لَهُنَّ وَلَمَنَ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ، مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ أَوْ الْعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ الْمِيقَاتِ، فَإِنَّهُ يَهْلُ مِنْ بَيْتِهِ، حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جحفہ، نجد والوں کے لیے قرن اور یمن والوں کے لیے الملم کو میقات مقرر کیا اور یہ وہاں کے باشندوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے بھی جو ان کے باشندے نہیں لیکن ان کا گزر یہاں سے ہے، یہ اس کے لیے ہیں جو حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہے، اور جس کا اہل میقات کے اندر ہو، تو وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھے گا حتیٰ کہ مکہ والے مکہ ہی سے (احرام باندھیں گے)۔“

[۸۴۳/۳۴۹]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبِدٍ يَقُولُ.....

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، يَقُولُ: أَلَا لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ (أَلَا وَمَعَهَا) دَوْمَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا دَوْمَحْرَمٍ، قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: إِنِّي أَكْتَبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَأَنْطَلَقْتُ امْرَأَتِي حَاجَةً، قَالَ: فَانْطَلِقْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”سنو! کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے، الا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم رشتے دار ہو، کوئی عورت سفر نہ کرے الا یہ کہ اس کے ساتھ محرم رشتے دار ہو۔“ ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! میرا نام فلاں اور فلاں غزوہ کے لیے لکھ لیا گیا، جبکہ میری اہلیہ حج کے لیے جا رہی ہے، تو آپ نے فرمایا: ”جاؤ اور اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کرو۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا بغیر محرم کے طویل سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ایک دن اور ایک رات کا۔ بعض میں دودن اور بعض میں تین دن اور تین راتوں کا تذکرہ ہے۔ علماء

① السابق .

② بخاری، کتاب الجہاد والسير، باب من اکتب فی جيش الخ، رقم: ۳۰۰۶۔ مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الخ، رقم: ۱۳۴۱ .

نے لکھا ہے کہ ایک یا دو یا تین دونوں کا اعتبار نہیں، بلکہ اعتبار مسافت کا ہے۔ جس کو سفر کہا جاتا ہے وہ تنہا عورت کے لیے کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا عورت کے لیے غیر محرم کے ساتھ حج کرنا جائز نہیں، بلکہ اس کے محرم کا ساتھ جانا ضروری ہے۔ مذکورہ حدیث میں ہے کہ صحابی کو جہاد سے ہٹا کر حج کے لیے روانہ کیا، معلوم ہوا اگر ایک آدمی نے جہاد کے لیے نام لکھوا لیا ہو، پھر کوئی شرعی عذر پیش آجائے تو امیر سے اجازت لے کر جہاد سے اپنا نام کٹوا سکتا ہے۔ کیونکہ جہاد میں تو اس آدمی کی جگہ پر اور شریک ہو سکتا تھا لیکن اس عورت کے ساتھ دوسرا مرد نہیں جا سکتا تھا۔

[۸۴۴/۳۵۰]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبَدٍ، يُخْبِرُ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”کوئی عورت سفر نہ کرے جب تک کہ اس کے ساتھ محرم رشتے دار نہ ہو۔“ عمرو نے اپنی روایت میں ابو معبد کے حوالے سے روایت کیا، ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں فلاں غزوہ میں میرا نام لکھ لیا گیا ہے، جبکہ میری اہلیہ حج کرنے جا رہی ہے، آپ نے فرمایا: ”جاؤ، اس کے ساتھ حج کرو۔“

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ. فَقَالَ عَمْرُو فِي حَدِيثِهِ: عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، قَالَ: وَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنِّي أَكْتُبْتُ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا، وَخَرَجْتُ امْرَأَتِي حَاجَّةً، قَالَ: أَذْهَبُ فَحَجَّ مَعَهَا. ①

[۸۵۵/۳۵۱]..... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، نَا عُثْمَانَ بْنَ الْأَسْوَدِ.....

عبدالرحمن بن ابی ملیکہ نے بیان کیا: ایک آدمی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا: میں نے آب زم زم پیا ہے، انہوں نے فرمایا: کیا جس طرح پینا چاہیے تھا اسی طرح تم نے پیا ہے؟ اس نے کہا: کس طرح پینا چاہیے تھا؟ انہوں نے فرمایا: جب تم آب زم زم پینے کا ارادہ کرو تو قبلہ رخ ہو جاؤ، پھر بسم اللہ پڑھو، پھر تین سانس لو، پھر اس سے سیر ہو جا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو فرق یہ ہے کہ وہ آب زم زم سے سیر نہیں

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ جِئْتَ؟ فَقَالَ: شَرِبْتُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمٍ، فَقَالَ: أَشَرِبْتَ كَمَا يَنْبَغِي؟ قَالَ: كَيْفَ يَنْبَغِي؟ قَالَ: إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْرِبَ مِنْ مَاءِ زَمْزَمٍ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ اذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ، ثُمَّ تَنَفَّسْ ثَلَاثًا، ثُمَّ تَضَلَّعْ مِنْهُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُتَنَفِّقِينَ، إِنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُونَ مِنْ

مَاءَ زَمَزَمَ ① ہوتے (بہت زیادہ نہیں پیتے)۔“

..... بعض محققین نے اس کو حسن کہا ہے۔ مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ منافق تھوڑا زمزم پیتا ہے۔ لہذا مومنوں کو چاہیے کہ اللہ ذوالجلال اگر توفیق دے تو زمزم کو خوب سیر ہو کر پیئیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ”زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے پورا ہوتا ہے، اگر تو اس کو بیماری سے شفا کے لیے پے گا تو اللہ تجھے شفاء دے گا، اگر تو اس لیے پے گا کہ وہ تیری پیاس بجھائے تو اللہ تیری پیاس بجھائے گا اور یہ جبریل کا نواں ہے جو اللہ نے اسماعیل کو پلایا تھا۔“ (سنن دارقطنی: ۲۸۹/۱۲)

[۸۵۷/۳۵۲]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، أَنَّهُ..... سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: كُنْتُ فِي مَنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّقَلِ ② سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے (مزدلفہ کی رات) اپنے اہل خانہ کے جن افراد اور سامان کو (منیٰ) بھیج دیا تھا میں بھی ان میں شامل تھا۔

[۸۵۸/۳۵۳]..... أَخْبَرَنَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ..... وَأَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِلنَّاسِ فِي النُّزُولِ مِنْ جَمْعِ إِلَى مَنَى، آخِرَ اللَّيْلِ ③ جناب عطاء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو رات کے آخری حصے میں مزدلفہ سے منیٰ کی طرف کوچ کرنے کی اجازت دی۔

[۸۵۹/۳۵۴]..... أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ..... وَأَخْبَرَنِي نَافِعُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ صَبَّحَ، حَتَّى يُصَلُّوا بِهِمْ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِمَنَى ④ نافع رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے کو جبکہ وہ بچے تھے (رات ہی کو مزدلفہ سے) بھیج دیتے تھے حتیٰ کہ وہ انہیں فجر کی نماز منیٰ میں پڑھاتے تھے۔

① سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب الشرب من زمزم، رقم: ۳۰۶۱۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۱۴۷/۵۔ ضعیف الجامع الصغیر: ۲۲۔

② بخاری، کتاب الحج، باب من قدم ضعفه اهله بليل، رقم: ۱۶۷۶۔ مسلم، کتاب الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة الخ، رقم: ۱۲۹۳۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۹۳۹۔ سنن نسائی، رقم: ۳۰۳۲۔

③ اسناد مرسل وقد صح موصولاً أنظر بخاری، کتاب الحج، باب من قدم ضعفه اهله بليل، رقم: ۱۵۹۴ و مسلم، کتاب الحج باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء غیرہن..... رقم: ۳۰۰۔

④ مسلم، کتاب الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة الخ، رقم: ۱۲۹۵۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۲۸۷۱۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۱۲۳/۵۔

نوٹ: مزدلفہ سے منیٰ کی طرف نماز فجر کے بعد سورج نکلنے سے قبل روانہ ہونا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرو بن ميمون کا بیان ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھی تو میں وہاں موجود تھا۔ نماز کے بعد آپ ٹھہرے اور فرمایا: مشرکین (جاہلیت میں یہاں سے) سورج نکلنے سے پہلے نہیں جاتے تھے۔ کہتے تھے: اے شمیر! (شمیر ایک پہاڑ کا نام ہے جو منیٰ جاتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے) تو چمک جا۔ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے وہاں سے روانہ ہوئے۔ (بخاری، رقم: ۶۸۴ - سنن ابوداؤد، رقم: ۱۹۳۸)

لیکن کمزور بچے، بوڑھے، بیمار اور عورتیں وغیرہ اگر ساری رات نہ بھی گزاریں، تب بھی کچھ حرج نہیں، وہ آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سیدہ سوہہ رضی اللہ عنہا بھاری (زیادہ وزن والی) خاتون تھیں۔ اسی لیے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کے وقت مزدلفہ سے (منیٰ) روانہ ہونے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔ (بخاری، رقم: ۱۶۸۰ - مسلم، رقم: ۱۲۹۰)

[۳۷۱/۳۵۵]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میدان عرفات سارے کا سارا موقف (ٹھہرنے کی جگہ) ہے اور عنہ (عرفات کے قریب جگہ) میں قیام نہ کرو، مزدلفہ سارے کا سارا موقف ہے، لیکن محسر (منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ایک جگہ) میں وقوف نہ کرو، اور مکہ کے سارے راستے قربان گاہ ہیں۔“

نوٹ: (۱) میدان عرفات میں ۹ ذوالحجہ کو جانا واجب ہے، اگر کوئی نہ جائے گا تو اس کا حج باطل ہے۔ سیدنا عبدالرحمن بن یعمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، کچھ لوگ آئے اور حج کے بارے میں پوچھنے لگے تو آپ نے فرمایا: ”حج عرفات میں ٹھہرنے کا نام ہے، جو شخص مزدلفہ کی رات (یعنی ۹ اور ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی رات) طلوع فجر سے پہلے عرفات میں پہنچ جائے، اس کا حج ادا ہو گیا۔“

(سنن نسائی، کتاب الحج، باب فرض الوقوف بعرفة)

معلوم ہوا اگر کوئی آدمی دس ذی الحجہ کی طلوع فجر سے پہلے پہلے گھڑی بھر کے لیے بھی میدان عرفات میں پہنچ جائے تو اس کا حج ہو جائے گا نہ پہنچا تو حج نہیں ہوگا۔ وادی عرفات اور وادی نمرہ دونوں ایک دوسرے سے متصل ہیں۔

① سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب الذبح، رقم: ۳۰۴۸۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح.

یہ بھی یاد رہے کہ مسجد نمرہ کا ایک حصہ وادی عرفات میں ہے اور دوسرا وادی نمرہ میں، مسجد کے اندر بورڈ لگا کر اس کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا مسجد میں قیام سے قبل حدود عرفات کی تحقیق کر لینی چاہیے تاکہ حج باطل نہ ہو۔

(۲)..... ۹ اور ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی رات مزدلفہ میں بسر کرنا واجب ہے، کیونکہ مزدلفہ میں ٹھہرنا حج کا رکن ہے۔ وادی محسر یہ وہ جگہ ہے جہاں ابرہہ کا لشکر تباہ ہوا تھا، یہ منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ہے۔ اور مزدلفہ کے ساتھ یہ جگہ متصل ہے۔ لہذا اس بات کا خیال رکھنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ مزدلفہ کی بجائے وادی محسر میں ٹھہر جائے۔

(۳)..... فجاج کھلے راستے کو کہتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ مکہ کے ہر راستے سے داخل ہوا جاسکتا ہے، لیکن اگر کداء والی جانب سے داخل ہوا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہے، اسی طرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سارا عرفات موقف ہے سارا منیٰ قربان گاہ ہے، سارا مزدلفہ موقف ہے، مکہ کی ساری گلیاں، راستہ قربان گاہ ہیں۔“ (سنن ابوداؤد، رقم: ۱۹۳۶۔ اسنادہ صحیح)

بہتر یہ ہے کہ قربانی منیٰ میں کی جائے اگر وہاں ممکن نہ ہو تو پھر مکہ میں کسی جگہ بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔ لیکن مکہ مکرمہ کے باہر جائز نہیں ہے۔

[۸۶۱/۳۵۶]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، نَا ابْنَ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ.....
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ دُوَّالْمَجَازِ،
وَعَكَاظُ مَتَجَرِي النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ،
فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ، كَانَهُمْ كَرَهُوا ذَلِكَ،
فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ فِي مَوَاسِمِ
الْحَجِّ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: دور جاہلیت میں ذوالمجاز اور عکاظ تجارتی مراکز تھے، جب اسلام آیا تو گویا کہ انہوں نے (ایام حج میں) اسے ناپسند کیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ”تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔“ یعنی حج کے مہینوں میں (تجارت کرو)

[۸۶۲/۳۵۷]..... أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: وَسُئِلَ
عَطَاءٌ عَنِ الْمُحْرِمِ، أَيُّبِعُ وَيَبْتَاغُ؟ فَقَالَ:
كَانُوا يَتَّقُونَ ذَلِكَ، حَتَّى نَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾
فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ. قَالَ: وَفِي قِرَاءَةِ ابْنِ

ابن جریج نے بیان کیا: عطاء رضی اللہ عنہ سے احرام والے شخص کے متعلق پوچھا گیا، کیا وہ خرید و فروخت کر سکتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: وہ اس سے بچتے تھے، حتیٰ کہ یہ آیت: ”تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔“ یعنی حج کے مہینوں میں۔

① بخاری، کتاب الحج، باب التجارة ایام الموسم، رقم: ۱۷۷۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۷۳۱۔ صحیح ابن

مَسْعُودٌ: فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ فَابْتَغُوا حَيْثُ دُ . ①

فوائد

..... معلوم ہوا حج کے مہینوں میں تجارت کرنا جائز ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ایام حج میں مجاز، عکاظ، عرفات اور منی کے قریب تجارتی مراکز تھے۔ لوگ ان بازاروں سے خرید و فروخت کرتے۔ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایام حج میں خرید و فروخت کو اچھا نہ سمجھا تو مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ اگر کوئی ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ اللہ ذوالجلال کی عبادت کرے تو زیادہ افضل ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا تجارت کے ذریعے نفع حاصل کرنا باعث خیر ہے کیونکہ اس کو اللہ ذوالجلال نے اپنا فضل کہا ہے۔ لہذا مسلمانوں کو تجارت کرنی چاہیے۔ اللہ ذوالجلال نے تجارت میں بہت زیادہ نفع رکھا ہے۔

[۸۶۹/۳۵۸]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمَيْلٍ، نَا شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: هَذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ، فَقِيلَ لَهُ: أَيُّ الْحِلِّ؟ قَالَ: الْحِلُّ كُلُّهُ، فَقَالَ: قَدْ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ . قَالَ إِسْحَاقُ: يَعْنِي أَنَّ الْعُمْرَةَ جَائِزَةٌ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَذَلِكَ أَنَّ الْجَاهِلِيَّةَ كَانُوا لَا يَرُونَ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ . ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ عمرہ ہے جس سے ہم نے فائدہ اٹھایا، پس جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو وہ احرام کھول دے، آپ سے عرض کیا گیا، کون سا حلال ہونا مراد ہے؟ (یعنی: احرام کی کون سی پابندیوں سے رخصت مل گئی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمام امور (جو کہ احرام کی وجہ سے حرام تھے) حلال ہو گئے ہیں۔“ فرمایا: ”قیامت کے دن تک کے لیے عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔“ اسحاق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا قیامت کے دن تک کے لیے جائز ہے اور یہ اس لیے کہ دور جاہلیت والے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔“

[۸۷۰/۳۵۹]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....

① انظر الحديث السابق .

② مسلم، كتاب الحج، باب جواز العمرة في اشهر الحج، رقم: ۱۲۴۱ - سنن ابوداود، رقم: ۱۷۹۰ - سنن نسائي، رقم: ۲۸۱۵ - سنن ابن ماجه، رقم: ۲۹۷۷ .

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ حَجَّاجًا، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، احْلُوا إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدًى فَإِنِّي لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا صَنَعْتُ هَذَا، دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب حج کرنے تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! احرام کھول دو، الا یہ کہ جس کے پاس قربانی کا جانور ہو، جس چیز کا مجھے اب علم ہوا ہے اگر میں اسے پہلے جان لیتا تو میں یہ نہ کرتا، عمرہ قیامت کے دن تک کے لیے حج میں داخل ہو گیا ہے۔“

نوٹ: حج کی تین اقسام ہیں: (۱)..... حج تمتع۔ (۲)..... حج قرآن۔ (۳)..... حج افراد

(۱) حج تمتع سے مراد ہے حج کے مہینوں میں عمرے کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ میں داخل ہونا۔ عمرہ کر کے احرام کھول دینا اور پھر غیر محرم ہی رہنا حتیٰ کہ ایام حج میں حج کرنا، اس میں قربانی کرنا ضروری ہے۔

(۲)..... حج قرآن سے مراد میقات سے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھنے کے بعد مکہ پہنچ کر عمرہ کرنا، لیکن سعی کے بعد نہ بال اتروانا اور نہ ہی احرام کھولنا۔ بلکہ حالت احرام میں ہی اعمال حج مکمل کرنا ہے۔ حج قرآن کرنے والے پر قربانی واجب ہے۔ اور جو قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ دس روزے رکھے۔ قربانی اگر ساتھ لے جائے تو بہتر ہے کیونکہ یہی مسنون طریقہ ہے اور اس میں تین طواف: طواف عمرہ، طواف حج اور طواف وداع۔ اور دو سعی: سعی عمرہ اور سعی حج ضروری ہیں۔

(۳)..... حج افراد سے مراد حج مفرد ہے۔ حج مفرد میقات سے صرف حج کے لیے احرام باندھ کر تمام مناسک حج سرانجام دینے کو کہتے ہیں اور عمرہ مفردہ میقات سے صرف عمرے کے قصد سے احرام باندھ کر عمرے کے تمام افعال سے فراغت حاصل کرنا ہے۔ اس میں قربانی واجب نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ حج قرآن کیا ہے لیکن حج تمتع کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما کا موقف ہے کہ حج تمتع افضل ہے۔

(فتح الباری: ۲۱۶ / ۴۔ کتاب الام: ۳۱۲ / ۲۔ المغنی: ۸۲ / ۵)

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے کہ حج تمتع افضل ہے۔ (نبیل الاوطار: ۳۱۷ / ۳)

مولانا صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے کہ حج تمتع افضل ہے۔ (الروضۃ الندیة: ۵۹۴ / ۱)

یہ بھی معلوم ہوا حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے۔ اس کی وضاحت پیچھے گزر چکی ہے۔

[۸۸۵ / ۳۶۰]..... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يَقُولُ:

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي نُجَيْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج کے دوران سر کے بال منڈوائے، تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بال منڈوائے جبکہ باقی نے بال کترائے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سر کے بال منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اور بال کترانے والوں پر؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ سر کے بال منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! بال کترانے والوں پر؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ بال منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! بال کترانے والوں پر؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ بال منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! بال کترانے والوں پر۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! بال منڈوانے والوں کا کیا معاملہ ہے؟ آپ نے ان کے لیے ترحم (اللہ ان پر رحم فرمائے) کا اظہار کیوں فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس لیے کہ انہوں نے شک کا اظہار نہیں کیا (میری اتباع میں سر کے بال منڈوالیے)۔“

[۸۸۸/۳۶۱]..... أَخْبَرَنَا الْمَلَائِيُّ، نَاسِرًا ئِيلُ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ بْنِ هُرْمَزٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ..... سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ رکن یمانی کو بوسہ دیا کرتے تھے اور اپنا رخسار اس پر رکھا کرتے تھے۔

[۸۸۹/۳۶۲]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْدٍ، عَنِ مُجَاهِدٍ..... سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ اپنے حج میں تجارت کو داخل کرنا ناپسند کرتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی: ”تم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ، فَحَلَقَ نَاسٌ وَقَصَرَ آخَرُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُحَلِّقِينَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ: وَالْمُقَصِّرِينَ؟ فَقَالَ: يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُحَلِّقِينَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ: وَالْمُقَصِّرِينَ؟ فَقَالَ: يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُحَلِّقِينَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَالْمُقَصِّرِينَ؟ فَقَالَ: وَالْمُقَصِّرِينَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا بَالُ الْمُحَلِّقِينَ؟ لَمْ ظَاهَرَتْ لَهُمُ التَّرْحُمَ، قَالَ: إِنَّهُمْ لَمْ يَشْكُوا. ①

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْبِلُ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ، وَيَضَعُ حَذَاهُ عَلَيْهِ. ②

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانُوا يَكْرَهُونَ أَنْ يَدْخُلُوا فِي حَجَّتِهِمُ التِّجَارَةَ، حَتَّى نَزَلَتْ

هَذِهِ آيَةُ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ ①
 پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

[۸۹۰/۳۶۳]..... أَخْبَرَنَا الْمَلَائِيُّ، نَاسُفِيَانُ، عَنِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ مُجَاهِدٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانُوا يَتَّقُونَ الْبُيُوعَ وَالتِّجَارَةَ فِي أَيَّامِ الْمَوْسِمِ يَقُولُونَ: أَيَّامٌ ذِكْرٌ، فَاَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ ②
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ ایام حج میں بیوع اور تجارت سے بچتے تھے، وہ کہتے تھے (یہ) ایام ذکر ہیں، تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔“

فوائد..... دیکھئے احادیث و شرح نمبر: ۸۶۱-۸۶۲

[۸۹۵/۳۶۴]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ وَوَكَيْعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ عَطَاءٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّى حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ. ③
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ تلبیہ پکارتے رہے حتیٰ کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

فوائد..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ تلبیہ حج میں دس ذی الحجہ قربانی کے دن جمرہ کو نکٹریاں مارنے سے پہلے تک ہے، نکٹریاں مارنے سے قبل تلبیہ کہنا بند کر دینا چاہیے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمرہ عقبہ کی

رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے۔ (بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۵۴۳-۱۵۴۴-مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۲۸۱)

[۸۹۶/۳۶۵]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَازْهَيْرٌ، أَوْ خَيْثَمَةُ، عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَهُوَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ عَطَاءٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّى لِلْعُمْرَةِ، حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ، لِلْحَجِّ حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ. ④
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کے لیے تلبیہ پکارتی تھی کہ آپ نے حجر اسود کا استلام کیا، اور حج کے لیے تلبیہ پکارتی تھی کہ جمرہ کی رمی کی۔

فوائد..... معلوم ہوا عمرہ میں تلبیہ طواف شروع کرنے سے قبل بند کر دینا چاہیے۔ جامع ترمذی میں ہے

① سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب التجارة في الحج، رقم: ۱۷۳۱۔ قال الشيخ الالباني: صحيح.

② سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب الكبرى، رقم: ۱۷۳۴۔ قال الشيخ الالباني: صحيح.

③ سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب متى يقطع المعتمر التلبية، رقم: ۱۸۱۷۔ قال الالباني: صحيح سنن ترمذی، ابواب الحج، باب ما جاء متى تقطع التلبية في العمرة، رقم: ۹۱۹.

④ سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب متى يقطع التلبية، رقم: ۱۸۱۵۔ قال الالباني: صحيح.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ((كَانَ يُمَسِّكُ عَنِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ.)) (سنن ترمذی، ابواب الحج، باب ما جاء متى تقطع التلبية في العمرة: ۹۱۹) ”نبی کریم ﷺ عمرہ میں حجر اسود کا استلام کرتے ہی تلبیہ کہنا بند کر دیتے۔“

[۸۹۷/۳۶۶]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ.....
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّى حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ. ①
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جرہہ کی رمی کرنے تک تلبیہ پکارتے رہے۔

[۹۰۱/۳۶۷]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى.....
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَفْضَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِفَاضَتَيْنِ، فَكَانَ يُفِيضُ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ. ②
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوبار مزدلفہ سے لوٹا، آپ لوٹتے تھے اور آپ پر سکینت ہوتی تھی۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے دوران حج انسان کو اطمینان اور سکون سے چلنا چاہیے۔

جلد بازی یا دوڑنا جائز نہیں ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وادی محسر میں سواری کو تیز کیا۔ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۰۲۳)

اس کی وجہ یہ تھی کہ وادی محسر میں ابرہہ کا لشکر تباہ ہوا تھا تو اللہ کے عذاب کی وجہ سے یہاں سے جلدی سے گزرے۔
[۸۹۹/۳۶۸]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ عَطَاءٍ، وَطَاوُوسٍ.....
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرَمٌ. ③
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں چھپنے لگوائے۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت احرام میں چھپنے لگوانا جائز ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔

[۹۰۳/۳۶۹]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ عَطَاءٍ.....

① السابق.

② بخاری، کتاب الحج، باب امر النبی ﷺ بالسکینة عند الافاضة الخ: ۱۶۷۱۔ مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب اتیان الصلاة الخ، رقم: ۶۰۲۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۹۲۰، ۱۹۴۴، سنن ترمذی، رقم: ۸۸۶۔ سنن نسائی، رقم: ۳۰۲۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۰۲۳۔

③ بخاری، کتاب العسرة، باب الحجامة للمحرم، رقم: ۱۸۳۵۔ مسلم، کتاب الحج، باب جواز الحجامة للمحرم، رقم: ۱۲۰۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۸۳۵۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَلْتَحْصِبُ لَيْسَ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (مکہ سے روانہ ہوتے وقت) وادی محصب میں سونے/ٹھہرنے کی کوئی حیثیت نہیں، بس وہ ایک منزل ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا تھا۔

فوائد

..... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا وادی محصب (یہ مکہ اور منی کے درمیان میدان ہے)۔ میں ٹھہرنا مناسک حج میں سے نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میدان بطنج میں ٹھہرنا کوئی سنت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ وہاں صرف اس لیے ٹھہرتے تھے کہ (وہاں سے) رواگلی میں آپ کے لیے آسانی تھی۔ (مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۳۱۱۔ ترمذی، رقم: ۹۲۳) لیکن جمہور علماء کا موقف ہے کہ وادی محصب میں ٹھہرنا باعث فضیلت ہے۔ جیسا کہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بطحاء میں ذرا دیر سے سوتے، پھر مکہ میں داخل ہوتے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، رقم: ۲۰۱۲)

[۹۰۴/۳۷۰]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، نَاهِشَامٌ، وَهُوَ ابْنُ حِسَانَ الْفَرْدُوسِيِّ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رِبَاحٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ مَعَ الثَّقَلِ مِنْ جَمْعِ بَلَيْلٍ إِلَى مَنَى. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ کی رات انہیں مال و متاع کے ساتھ منیٰ کی طرف بھیج دیا تھا۔

[۹۰۵/۳۷۱]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا أَيُّوبُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ يُرْخَّصْ لِأَحَدٍ أَنْ يَبِيَّتَ عَنْ مَنَى، إِلَّا لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کسی (حاجی) کو منیٰ سے دور (مکہ میں) رات گزارنے کی اجازت نہیں دی گئی، سوائے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے، اور یہ ان کے

① بخاری، کتاب الحج، باب المحصب، رقم: ۱۷۶۶۔ مسلم، کتاب الحج، باب استحباب النزول بالمحصب الخ، رقم: ۱۳۱۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۰۰۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۹۲۲۔

② مسلم، کتاب الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء الخ، رقم: ۱۲۹۳۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۹۳۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۰۲۶۔

③ بخاری، کتاب الحج، باب هل يبيت اصحاب القارية الخ، رقم: ۱۷۴۵۔ مسلم، کتاب الحج، باب وجوب المبيت بمنى ليالى ايام التشريق الخ، رقم: ۱۳۱۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۹۵۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۰۶۵۔ مسند احمد: ۲/ ۲۲۔ سنن دارمی، رقم: ۱۹۴۳۔

حاجیوں کو پانی پلانے کی وجہ سے اجازت ملی تھی۔

[۹۰۶/۳۷۲]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ.....

عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْ يَبْتِئَ بِمَكَّةَ أَيَّامَ مِنِّي، مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ. ①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ان کے حاجیوں کو پانی پلانے کی وجہ سے ایام منیٰ مکہ میں رات گزارنے کی اجازت دی۔

فوائد

..... منیٰ کے ایام (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) جن میں حاجی منیٰ میں رہتے ہیں، ان ایام کی راتیں منیٰ میں گزارنی چاہئیں۔ لیکن اگر عذر مجبوری ہو تو منیٰ سے باہر راتیں گزارنے میں رخصت ہے۔ جیسا کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو اجازت دی، اسی طرح سیدنا عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو منیٰ سے باہر رات گزارنے کی اجازت دی کہ وہ دس ذوالحجہ کو کنکریاں ماریں، پھر دوسرے اور تیسرے روز کنکریاں ماریں، پھر کوچ کے روز بھی ماریں۔ (سنن ابوداؤد، رقم: ۱۹۷۵۔ سنن ترمذی، رقم: ۹۵۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۰۳۷)

لیکن بغیر عذر کے منیٰ سے باہر رات گزارنا درست نہیں ہے۔ جمہور علماء کا موقف ہے کہ ایام تشریق میں منیٰ میں راتیں گزارنا واجب ہے۔ امام نووی رضی اللہ عنہ نے جمہور کے موقف کو ترجیح دی ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ۲۰۰/۱۵)

[۹۱۵/۳۷۳]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ، أَنَا ابْنُ جَرِيحٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَسَمَاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيْتُ اسْمَهَا: أَلَا تَحْجِينَ مَعَنَا الْعَامَ؟ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَانَ لَنَا نَاضِحَانِ: فَرَكِبَ أَبُو فُلَانٍ وَابْنُهُ نَاضِحًا (لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا) وَتَرَكََا لَنَا نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا كَانَ عَامٌ قَابِلٌ فَاعْتَمِرِي فِي رَمَضَانَ، فَإِنَّ عُمْرَةَ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی ایک خاتون سے فرمایا: راوی نے بیان کیا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس خاتون کا نام بھی ذکر کیا تھا، لیکن میں اسے بھول گیا: ”کیا تم اس سال ہمارے ساتھ حج نہیں کرو گی؟“ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے پاس پانی لانے والی دو اونٹنیاں تھیں، پس ابو فلاں اور اس کا بیٹا (شوہر اور بیٹا) ایک اونٹ پر سوار ہو کر چلے گئے، ہیں انہوں نے ایک اونٹ ہمارے لیے چھوڑ دیا ہے، ہم اس پر پانی لاتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے

① انظر ما قبله .

② بخاری، کتاب العمرة، باب عمرة في رمضان، رقم: ۱۷۸۲۔ مسلم، کتاب الحج، باب فضل العمرة في رمضان، رقم: ۱۲۵۶۔ سنن نسائی، رقم: ۲۱۱۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۹۹۴۔ مسند احمد: ۱/۳۰۸۔

فرمایا: ”جب اگلا سال آئے گا تو رمضان میں عمرہ کر لینا، کیونکہ رمضان میں عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔“

[۹۱۶/۳۷۴]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سحری کے وقت مزدلفہ سے اپنے مال و متاع اور خواتین وغیرہ کے ساتھ (منیٰ کی طرف) بھیج دیا، راوی نے کہا کہ میں نے عطاء سے کہا: کیا آپ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے رات کے وقت بھیجا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، مگر سحری کے وقت، اسی طرح، میں نے کہا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے فجر سے پہلے رمی کی، تو پھر فجر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، کیا وہ تمہاری سحری کے متعلق راہنمائی نہیں کرتا۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِي فِي جَمْعٍ سَحْرًا مَعَ ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَبْلَغَكَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَنِي بِلَيْلٍ؟ فَقَالَ: لَا، إِلَّا بِسِحْرٍ، كَذَلِكَ قُلْتُ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: رَمِينَا الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ، فَأَيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ؟ فَقَالَ: لَا، أَلَا يَدُلُّكَ بِسِحْرٍ. ①

..... **نوٹ:** مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ہے، عورتیں اور کمزور لوگ مزدلفہ سے منیٰ کی طرف نماز فجر سے قبل جاسکتے ہیں۔ باقی لوگوں کے لیے یہ حکم ہے کہ نماز فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل مزدلفہ سے روانہ ہوں۔

[۹۱۹/۳۷۵]..... أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، أَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطَاءٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: میرے والد بوڑھے شخص ہیں، کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے بتاؤ اگر اس کے ذمے قرض ہوتا تو تم اسے اس کی طرف سے ادا کرتے؟“

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ، أَفَأَحْجَّ عَنْهُ؟ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ أَكُنْتَ تَقْضِي عَنْهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَحِجَّ عَنْهُ. ②

① مسلم، کتاب الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء الخ۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۹۴۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۰۲۵۔

② بخاری، کتاب العمرة، باب الحج عنمن لا يستطيع الخ، رقم: ۱۸۵۴۔ مسلم، کتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانه الخ، رقم: ۱۳۳۴۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۸۰۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۹۲۷۔ سنن نسائی، رقم: ۵۳۹۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۹۰۷۔ مسند احمد: ۱/ ۲۱۹۔ طبرانی کبیر: ۱۸/ ۲۸۵۔

اس نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”پس اس کی طرف سے حج کرو۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا زندہ آدمی کی طرف سے انسان حج کر سکتا ہے، جب اس کے پاس سفر خرچ ہو، جبکہ وہ بڑھاپے یا اور کسی معذوری کی وجہ سے حج نہ کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ جو اس کی طرف سے حج کرے پہلے اس نے خود حج کیا ہو۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی معظم ﷺ نے ایک آدمی کو سنا وہ کہہ رہا تھا کہ شہرمہ کی طرف سے لہیک۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”شہرمہ کون ہے؟“ اس نے عرض کیا: میرا بھائی یا (کہا) میرا قریبی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو نے اپنی طرف سے حج کیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”پہلے اپنی طرف سے حج کر، پھر شہرمہ کی طرف سے کر۔“

(سنن ابوداؤد، رقم: ۱۸۱۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۹۰۳)

[۹۲۰/۳۷۶]..... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ.....

عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک آدمی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میں نے نذر مانی ہے کہ میں اپنی جان کی قربانی دوں، تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”تمہارے لیے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔ (اور قرآن مجید میں ہے) اور ہم نے اس کے بدلے میں ذبح کرنے کے لیے اسے ایک بڑا موٹا جانور دے دیا۔“

نوٹ: معلوم ہوا غیر شرعی نذر پوری نہیں کرنی چاہیے۔

[۹۲۴/۳۷۷]..... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، نَا طَلْحَةَ، عَنْ عَطَاءٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ سے روانہ ہوئے تو فرمایا: ”بے شک تو اللہ کے شہروں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر تیرے رہنے والے مجھے نہ نکالتے تو میں نہ نکلتا، بنو عبدمناف! اگر

① سنن کبری بیہقی: ۱۰ / ۷۳۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۱۵۹۰۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ۳ / ۴۰۵۔ طبرانی:

ان وُلِّيتُمْ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ شَيْئًا، فَلَا تَمْنَعُوا طَائِفًا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ سَاعَةً مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، وَلَوْ لَا أَنْ تَبْطُرَ فُرَيْشُ لَا خَبْرَتْهَا بِمَا لَهَا عِنْدَ اللَّهِ اللَّهُمَّ كَمَا رَزَقْتَنَا (رَزَقْتَ أَوْلَهُمْ فَأَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالًا) ①

تمہیں اس کی سرپرستی مل جائے تو تم دن یا رات کے کسی بھی حصے میں کسی بھی طواف کرنے والے کو منع نہ کرنا، اگر قریش اترانے نہ لگتے تو میں انہیں اس مقام کے متعلق بتاتا جو ان کا مقام اللہ کے ہاں ہے، اے اللہ! جس طرح تو نے ہمیں رزق عطا فرمایا.....“ (ان کے پہلوں کو نے سزا دی اور ان کے بعد والوں کو عطیات سے نواز۔)

فوائد: جامع ترمذی میں ہے کہ مکہ مکرمہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَاللَّهِ إِنَّكَ لَخَيْرُ أَرْضِ اللَّهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللَّهِ إِلَيَّ وَاللَّهُ لَوْ لَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكَ مَا خَرَجْتُ.)) (سنن ترمذی، ابواب المناقب، رقم: ۳۹۲۵) ”اللہ کی قسم! تو اللہ کی زمین میں سب سے بہترین ہے اور اللہ کی زمین میں سے تو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے تیرے اندر سے نکالا نہ جاتا تو میں (کبھی) نہ نکلتا۔“

اس سے پتہ چلتا ہے کہ طواف کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔ ((لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا يَطُوفُ بِهَذَا الْبَيْتِ وَيُصَلِّيَ أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ.)) ”کسی کو منع مت کرو جس وقت بھی کوئی اس گھر کا طواف کرنا چاہے اور نماز پڑھنا چاہے۔ دن ہو یا رات خواہ کوئی وقت ہو۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب الحج، باب الطنن بعد العصر، رقم: ۱۸۹۴)

معلوم ہوا نماز کے ممنوع اوقات سے بیت اللہ مستثنیٰ ہے۔ یعنی بیت اللہ میں کسی بھی وقت نماز ادا کرنا درست ہے۔ امام احمد اور امام شافعی رحمہما اس کے قائل ہیں، جب کہ جمہور اور امام ابوحنیفہ رحمہما کا موقف ہے کہ مسجد حرام میں بھی ممنوع اوقات کا لحاظ رکھا جائے گا۔ (تحفة الاحوذی: ۳ / ۷۱۴ - سبل السلام: ۱ / ۲۳۸)

[۲۷۸/۹۲۷]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، قَالَ.....

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ حَاجٌّ وَلَا غَيْرُ حَاجٍّ إِلَّا حَلًّا. قُلْتُ لِعَطَاءٍ: مَنْ أَيْنَ يَقُولُ ذَلِكَ؟ قَالَ: مَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ثُمَّ مَحَلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ قُلْتُ: فَإِنَّ ذَلِكَ بَعْدَ الْمَصْرَفِ، فَقَالَ: كَانَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے جو بھی حج کرنے والا اور حج نہ کرنے والا بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عطا سے کہا کہ وہ یہ بات کس بنیاد پر کہتے تھے تو انہوں نے کہا کہ اللہ کے اس فرمان کی بنیاد پر ﴿ثُمَّ مَحَلُّهَا

① اسنادہ صحیح۔ صحیح ترمذی، ابواب المناقب، باب فضل مکة، رقم: ۳۹۲۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۸۹۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۸۶۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۲۵۴۔

إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿۱﴾ میں نے کہا کیا یہ وہاں سے پھرنے کے بعد ہے تو انہوں نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے: وہ پھرنے سے پہلے اور اس کے بعد ہے اور وہ نبی ﷺ کے اس فرمان کی بنیاد پر بھی کہتے تھے کہ کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ وہ تحمل اختیار کر لیں اور یہ بات آپ نے کئی دفعہ ارشاد فرمائی۔

ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: هُوَ بَعْدَ الْمَصْرَفِ وَقَبْلِهِ، وَكَانَ يَأْخُذُ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحْلُوا فِي حَجَّةِ الْوِدَاعِ، قَالَهَا غَيْرَ مَرَّةٍ. ①

[۹۲۸/۳۷۹]..... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَا.....

ابن جریرج نے عطاء کے حوالے سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ سِوَاءً. ②

[۹۲۹/۳۸۰]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، نَاهِمَامُ بْنُ يَحْيَى.....

جناب عطاء رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے اسی مثل ذکر کیا ہے۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

[۹۳۰/۳۸۱]..... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا طَلْحَةَ، عَنْ عَطَاءٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوطالب اپنے بچوں کو بھیجا کرتے تھے اور محمد ﷺ کو ان کے ساتھ بھیجا کرتے تھے جبکہ وہ کم سن تھے، وہ ان کے لیے پتھر لایا کرتے تھے، اور محمد ﷺ پر سفید وسیاہ دھاریوں والی چھوٹی چادر تھی، وہ اسے اپنی گردن پر رکھ لیتے تھے، آپ نے دو چھوٹے پتھر اٹھائے، (دونوں پتھر آپ سے گر پڑے) آپ پر بے ہوش طاری ہوگئی، پس جب ہوش میں آئے تو اپنی چادر باندھی، تو آپ کے پچازادوں نے آپ سے کہا: آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا: مجھے برہنہ ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أَبَا طَالِبٍ كَانَ يَبْعَثُ صَبْيَانَهُ، وَيَبْعَثُ مُحَمَّدًا مَعَهُمْ وَهُمْ صَبِيَانٌ صِعَارٌ، فَيَنْقُلُونَ لَهُ الْحِجَارَةَ لِيَصْفَهُ زَمَزَمَ وَعَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَمْرَةٌ صَغِيرَةٌ يَجْعَلُهَا عَلَى عُنُقِهِ، وَحَمَلَ حَجْرَيْنِ صَغِيرَيْنِ..... فَطَرَحَ عَنْهُ الْمَجْرَيْنِ، وَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ فَشَدَّ عَلَيْهِ نَمْرَتَهُ، فَقَالَ لَهُ بَنُو عَمِّهِ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: إِنِّي نُهَيْتُ عَنِ التَّعْرَى. ③

① مسلم، کتاب الحج، باب تقلید الهدی والاشعار عند الاحرام، رقم: ۱۲۴۵۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۷۸ / ۵۔

② انظر ما قبله. ③ اسنادہ ضعیف۔ ولہ شواہد فی الصحیحین وغیرہما انظر۔ بخاری، کتاب الحج، باب فضل مکة وبنیانہا۔ مسلم، کتاب الحيض، باب الاعتناء بحفظ العورة، رقم: ۳۴۰۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۶۰۳۔ مسند احمد: ۲۹۵ / ۳۔

نوٹ: بخاری شریف میں ہے، سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (زمانہ جاہلیت میں) جب کعبہ کی تعمیر ہوئی تو نبی معظم ﷺ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے نبی معظم ﷺ سے کہا کہ اپنا تہبند اتار کر کا ندھے پر ڈال لو (تاکہ پتھر اٹھانے میں تکلیف نہ ہو)۔ آپ ﷺ نے ایسا کیا تو ننگے ہوتے ہی بے ہوش ہو کر آپ زمین پر گر پڑے اور آپ ﷺ کی آنکھیں آسمان کی طرف لگ گئیں۔

آپ کہنے لگے: مجھے میرا تہبند دے دو۔ پھر آپ ﷺ نے اسے مضبوط باندھ لیا۔ (بخاری، رقم: ۱۵۸۲)

امام نووی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: معلوم ہو رسول اللہ ﷺ ((كَانَ مَعْصُومًا مَحْمِيًّا فِي حَضْرِهِ عَنِ الْقَبَائِحِ أَخْلَاقِ الْجَاهِلِيَّةِ)) بچپن ہی سے محفوظ تھے۔ بری عادتوں اور خصلتوں سے جو جاہلیت میں جاری تھیں اور فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے: ((إِنَّ الْمَلِكَ نَزَلَ فَشَدَّ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آزَارَهُ)) (شرح مسلم للنووی: ۳۵ / ۴ باب الاعتناء بحفظ العورة) ”فرشتہ اترا اور اس نے آپ ﷺ کا ازار باندھ دیا۔“ [۹۳۱/۳۸۲] أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا طَلْحَةَ، عَنْ عَطَاءٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محمد (ﷺ) اپنے چچا زادوں کے ساتھ جبکہ وہ کم عمر تھے، کعبہ کے پاس بت کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے، وہ بت جس کا نام اساف تھا، پس محمد ﷺ نے کعبہ کی پشت کی طرف اپنا سر اٹھایا تو آپ کے چچا زادوں نے آپ سے کہا: آپ کا کیا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے بت کے پاس کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُحَمَّدًا كَانَ يَقُومُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ عِنْدَ الصَّنَمِ مَعَ بَنِي عَمِّهِ وَهُمْ صِبْيَانٌ صِغَارًا، وَالصَّنَمُ الَّذِي يُقَالُ لَهُ أَسَافُ، فَرَفَعَ مُحَمَّدٌ رَأْسَهُ إِلَى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ انصَرَفَ فَقَالَ لَهُ بَنُو عَمِّهِ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: نُهَيْتُ أَنْ أَقُومَ عِنْدَ الصَّنَمِ.

[۹۳۸/۳۸۳] أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي يَحْيَى الْقَتَاتِ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: آدم علیہ السلام حجر اسود کے پاس آنسو صاف کرتے ہوئے اترے، وہ پتھر روئی سے بھی زیادہ سفید تھا، (اس کی سیاہی اہل جاہلیت کے گناہوں کی وجہ سے ہے) اور وہ جب سے جنت سے نکلے ہیں تب سے ان کے آنسو خشک نہیں ہوئے حتیٰ کہ وہ اس کی طرف پلٹ گئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَزَلَ آدَمُ بِالْحَجْرِ الْأَسْوَدِ، يَمْسُحُ بِدُمُوعِهِ وَهُوَ أبيضٌ مِنَ الْكُرْسُفِ، وَإِنَّمَا حَيْضُ (سودتہ خطایا) أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَا جَفَّتْ دُمُوعُهُ مُدًّا خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ حَتَّى رَجَعَ إِلَيْهَا. وَلِعَطَاءِ زِيَادَاتٍ فِي أَهْلِ مَكَّةَ. ①

① الدر المنثور للسيوطی: ۱۳۹ / ۱۱ اسنادہ ضعیف۔ فیہ ابو یحیی القتات، لین الحدیث۔ انظر التقريب: ۸۴۴.

[۹۳۹/۳۸۴]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ ، نَا مَعْرُوفَ الْمَكِّيَّ قَالَ.....

ابو الطفیل (عامر بن واہلہ بن عمرو) رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے جبکہ میں لڑکا تھا رسول اللہ ﷺ کو اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا، آپ اپنی چھتری کے ساتھ حجر اسود کا استلام کرتے تھے۔

نوٹ:

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا سواری پر سوار ہو کر بھی طواف کرنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی عذر کی وجہ سے ڈولی وغیرہ میں طواف کرتا ہے تو اس کا طواف بھی درست ہوگا۔ حجر اسود کو چھونے کے مختلف طریقے احادیث سے ثابت ہیں:

(۱)..... حجر اسود کو بوسہ دینا۔ جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا: مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو پتھر ہے اور کسی قسم کے نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ ((وَلَوْ لَا إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقْبِلُكَ مَا قَبَلْتُكَ.)) "اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔"

(بخاری، رقم: ۱۵۹۷۔ مسلم، رقم: ۱۲۷۰)

(۲)..... اپنے ہاتھ کے ساتھ حجر اسود کو چھو کر اپنے ہاتھ کو بوسہ دینا۔ جیسا کہ سیدنا نافع رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ہاتھ کے ساتھ پتھر کو چھوتے ہوئے دیکھا پھر انہوں نے اپنے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا: میں نے اس عمل کو اس وقت سے نہیں چھوڑا جب سے رسول اللہ ﷺ کو یہ کرتے دیکھا ہے۔ (مسند احمد: ۱۰۸/۱۲)

(۳)..... چھتری (جس کا سرا مڑا ہوا ہو) کے ذریعے حجر اسود کو چھونا۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں ہے اور اس کے بعد چھتری کو بوسہ دینا چاہیے۔ جیسا کہ دوسری حدیث کے الفاظ ہیں: ((وَيُقْبَلُ الْمُحْجَجْنَ)) (مسلم، رقم: ۱۲۷۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۹۴۹) "پھر چھتری کو بوسہ دیتے تھے۔"

[۹۴۰/۳۸۵]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ (ابْنِ أَبِي) حُسَيْنٍ.....

ابو الطفیل رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ کی قوم کے افراد نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (طواف کے دوران) رمل کیا، اور یہ کہ وہ سنت ہے، انہوں نے فرمایا: وہ ٹھیک کہتے ہیں اور غلط کہتے

① مسلم، کتاب الحج، باب جواز الطواف علی بعیر وغیرہ، رقم: ۱۲۷۲۔ سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب

الطواف الواجب، رقم: ۱۸۷۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۹۴۹۔ مسند احمد: ۵/۴۵۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

عَبَّاسٍ قَالَ: صَدَقُوا إِنَّهُ رَمَلَ، وَكَذَّبُوا إِنَّهُ ۖ ①
 ہیں، فطر نے ابو الطفیل کے حوالے سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے کہا: انہوں نے ٹھیک کہا ہے کہ آپ نے رمل کیا ہے، اور انہوں نے یہ غلط کہا ہے کہ وہ سنت ہے۔

فوائد:..... رمل کندھے ہلاتے ہوئے ہلکی ہلکی دوڑ لگانے کو کہتے ہیں۔ سات ہجری میں جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا: محمد ﷺ آئے ہیں اور ان کے ساتھ ایسے لوگ ہیں جنہیں بیڑب (یعنی مدینہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنے کا حکم دیا اور دونوں یمانی رکنوں کے درمیان حسب معمول چلنے کا حکم دیا۔ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ موقف تھا کہ وہ ایک سبب کی وجہ سے رمل تھا نہ کہ یہ سنت موکہدہ ہے، اس لیے انہوں نے فرمایا کہ لوگوں نے جھوٹ بولا یا غلط بات کہی ہے۔ لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہ تھا کہ اگرچہ اب وہ صورت تو نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ((لَا نَدْعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ)) (سنن ابوداؤد، رقم: ۱۸۸۷ - سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۹۵۲) ”ہم کسی ایسی چیز کو نہیں چھوڑیں گے جسے ہم عہد رسالت میں کیا کرتے تھے۔“
 معلوم ہوا طواف میں رمل کرنا مشروع ہے۔ اگر یہ منسوخ ہونا ہوتا تو فتح مکہ کے بعد منسوخ ہو جاتا۔

[۹۴۱/۳۸۶]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، نَا فَطْرٌ.....

ابو الطفیل نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رمل کے متعلق پوچھا اور میں نے کہا، آپ کی قوم کے افراد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمل کیا ہے، انہوں نے فرمایا: انہوں نے ٹھیک کہا ہے اور انہوں نے غلط کہا ہے، رسول اللہ ﷺ جب (مکہ) تشریف لائے تو مشرک باتیں کرنے لگے کہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (مدینہ جا کر) کمزور پڑ گئے ہیں، تو آپ ﷺ نے ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو حکم دیا کہ وہ رمل کریں۔

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الرَّمْلِ، وَقُلْتُ: قَوْمُكَ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَ رَمَلَ، فَقَالَ: صَدَقُوا وَكَذَّبُوا، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ تَحَدَّثَ الْمُشْرِكُونَ أَنَّ بِهِ هَزْلًا وَبِأَصْحَابِهِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا. ②

① مسلم، کتاب الحج، باب استحباب الرمل في الطواف والعمرة الخ، رقم: ۱۲۶۴ - مسند حمیدی، رقم: ۵۱۱.

② مسند احمد: ۱/ ۲۲۹ - اسنادہ حسن.

[۹۴۲/۳۸۷]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، نَا أَبُو عَاصِمٍ.....

ابو الطفیل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ کی قوم کے افراد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل کیا ہے اور یہ کہ وہ سنت ہے، تو انہوں نے فرمایا: ان لوگوں نے سچ کہا اور جھوٹ کہا ہے، میں نے کہا: انہوں نے کیا سچ کہا ہے اور کیا جھوٹ کہا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل کیا، کیونکہ قریش نے کہا: انہیں چھوڑو حتیٰ کہ وہ اسی غار میں مر جائیں گے جس میں ان کا محاصرہ کیا گیا تھا، پس جب اگلا سال آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے، جبکہ مشرک قعیقعان (پہاڑ) کی جانب تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ بیت اللہ کے تین چکروں میں رمل کریں (کندھے ہلا کر تیز تیز چلیں)، پس انہوں نے رکن تک رمل کیا، اور یہ سنت نہیں ہے، میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ کی قوم کے افراد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کے درمیان اونٹ پر سعی کی ہے اور یہ سنت ہے، تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا اور غلط بات کی ہے، کیونکہ جب ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج بیان کر دیئے گئے تو شیطان سات مقامات پر ان کے آڑے آیا، پس اس نے ان سے مسابقت کی تو ابراہیم علیہ السلام اس پر سبقت لے گئے اور جبریل علیہ السلام انہیں جمرہ پر لے گئے، شیطان ان کے آڑے آیا تو انہوں نے اسے سات کنکریاں ماریں، پس وہ چلا گیا، پھر وہ جمرہ اور جمرہ وسطی کے درمیان آیا تو انہوں نے اسے سات کنکریاں ماریں، وہ چلا گیا، پھر انہوں نے اسماعیل علیہ السلام کو پیشانی کے بل

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ يَزْعَمُ قَوْمُكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ رَمَلَ، وَإِنَّهُ سُنَّةٌ، فَقَالَ: صَدَقُوا وَكَذَبُوا، قُلْتُ: وَمَا صَدَقُوا وَكَذَبُوا؟ فَقَالَ: قَدِ رَمَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فَرِيضًا قَالَتْ: دَعَوْهُمْ حَتَّى يَمُوتُوا فِي (العام) الَّذِي أُحْصِرُوا فِيهِ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ، وَالْمُشْرِكُونَ مِنْ قَبْلِ قُعَيْقِعَانَ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا بِالْبَيْتِ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ فَرَمَلُوا وَسَعَوْا إِلَى الرُّكْنِ، وَذَلِكَ لَيْسَ بِسُنَّةٍ، قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ الصَّفاَ وَالْمَرْوَةَ عَلَى بَعِيرٍ، وَإِنَّ ذَلِكَ سُنَّةٌ، فَقَالَ: صَدَقُوا وَكَذَبُوا إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَمَّا بَيْنَ لَهُ الْمَنَاسِكُ، عَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ فِي السَّبْعِ فَسَابَقَهُ، فَسَبَقَهُ إِبْرَاهِيمُ، وَإِنَّ جِبْرِيلَ ذَهَبَ بِهِ إِلَى الْجَمْرَةِ، فَعَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ فَرَمَاهُ سَبْعَ حَصِيَّاتٍ، فَذَهَبَ ثُمَّ آتَى بَيْنَ الْجَمْرَةِ وَالْوَسْطَى، فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ، فَذَهَبَ ثُمَّ تَلَّى إِسْمَاعِيلَ لِلْجَبِينِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أبيضُ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَهَ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَى

لٹایا اور ان پر سفید کپڑا تھا، کیونکہ لباس کے علاوہ ان پر کوئی اور کپڑا نہ تھا جو ان اس سے کفایت کرتا، پس اسے مجھ سے اتار دو حتیٰ کہ تم مجھے اس میں پلیٹ لو، پس اس اثنا میں کہ وہ اسے اتار رہے تھے تو آواز دی گئی: ”کہ اے ابراہیم! تم نے خواب سچ کر دکھایا، ہم نیکوکاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔“ پس انہوں نے اچانک وہاں سفید رنگ کا بڑی آنکھوں اور سینگوں والا مینڈھا دیکھا تو انہوں نے اسے ذبح کر دیا، پھر وہ جمرہ قصویٰ پر تشریف لے گئے تو اسے سات کنکریاں ماریں، پھر وہ انہیں منیٰ لائے تو انہیں فرمایا: یہ لوگوں کے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے، پھر انہیں مزدلفہ لائے، تو فرمایا: یہ مشعر حرام ہے، پھر انہیں عرفات لائے تو انہیں فرمایا: کیا تم نے معلوم کر لیا ہے؟ کہ اس کا نام عرفہ (عرفات) کیوں رکھا گیا؟ پھر کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ تلبیہ کس طرح تھا؟ ابراہیم (علیہ السلام) کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں، ان کے لیے بستیاں بلند کر دی گئیں اور پہاڑ اپنی چوٹیوں سمیت پست کر دیئے گئے تو انہوں نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا۔

ثَوْبٌ غَيْرِ (ذِي) يَكْفِينِي عَنْهُ، فَأَخْلَعَهُ عَنِّي حَتَّى تَلْفَنِي فِيهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَخْلَعُهُ إِذْ نُودِيَ ﴿أَنْ يَأْبُرْهِيمَ قَدْ صَدَقْتَ الرُّوْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾ فَالْتَمَتْ فَإِذَا هُوَ بِكَبْشٍ أَبْيَضٍ أَقْرَدِ أَعْيُنٍ، فَذَبَحَهُ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْجَمْرَةِ الْقُصْوَى فَرَمَاهَا سَبْعَ حَصِيَّاتٍ، ثُمَّ أَتَى بِهِ مِنْى فَقَالَ: هَذَا مَنَاخِ النَّاسِ، ثُمَّ أَتَى بِهِ جَمْعًا فَقَالَ: هَذَا الْمَشْعَرُ الْحَرَامُ، ثُمَّ أَتَى عَرَفَةَ فَقَالَ لَهُ: هَلْ عَرَفْتَ؟ فَمِنْ ثَمَّ سَمَّيْتَ عَرَفَةَ، ثُمَّ قَالَ: أَتَدْرِي كَيْفَ كَانَتِ التَّلْبِيَةُ، إِنَّ إِبْرَاهِيمَ أَمَرَ أَنْ يُؤَدَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ، فَرُفِعَتْ لَهُ الْقُرَى، وَخَفَضَتِ الْجِبَالُ وَرَوُوسُهَا، فَأَذَّنَ بِالنَّاسِ فِي الْحَجِّ. ①

[۹۴۳/۳۸۸]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، نَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ طُهْفَةَ، بَعْنِ أَبِي الطُّفَيْلِ..... سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: جب ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں، تو ان کے لیے بستیاں بلند کر دی گئیں اور پہاڑ پست کر دیئے گئے، تو انہوں نے فرمایا: لوگو! اپنے رب کی دعوت کو قبول کرو، تو

يُؤَدَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ، رُفِعَتْ لَهُ الْقُرَى، وَتَوَاضَعَتْ لَهُ الْجِبَالُ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَجِيبُوا رَبَّكُمْ، فَاجَابُوهُ. ②

① سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب الرمل، رقم: ۱۸۸۵۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۱/

۲۹۷، ۳۱۱۔

② انظر ما قبله .

انہوں نے اسے قبول کیا۔

فوائد: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ﴾ (الحج: ۲۷)..... ”اور (اے ابراہیم علیہ السلام!) لوگوں میں حج کی منادی کر دو لوگ تیرے پاس پیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی راہوں سے آئیں گے۔“

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اس بے آباد ویرانے سے باہر آبادیوں تک میری آواز کیسے پہنچے گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اعلان کرنا تمہارا کام ہے اور اسے لوگوں تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہ اعلان نہ صرف اس وقت کے زندہ انسانوں تک پہنچا دیا، بلکہ عالم ارواح میں تمام روحوں تک بھی یہ آواز پہنچا دی گئی۔ جس جس شخص کی قسمت میں بیت اللہ کی زیارت لکھی تھی اس نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اعلان کے جواب میں لبیک کہی۔ حج کے تلبیہ کی اصل بنیاد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسی اعلان کا جواب ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الحج: ۲۷)

[۹۴۴/۳۸۹]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ خُنَيْمٍ، عَنِ أَبِي الطُّفَيْلِ.....

عَنْ وَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَّةِ قَالَ: إِنَّهُمْ سَيَرُونَكُمْ عَدَا فَلْيَرَوْا بِكُمْ جِلْدًا، قَالَ: فَسَعَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَعَوْا مَعَهُ حَتَّى بَلَغُوا الرُّكْنَ الْيَمَانِي، ثُمَّ مَشَوْا حَتَّى بَلَغُوا الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ، ثُمَّ سَعَوْا حَتَّى بَلَغُوا الرُّكْنَ الْيَمَانِي. فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ مَشَى أَرْبَعًا. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: جب رسول اللہ ﷺ عمرہ حدیبیہ کے لیے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ (مشرک) کل تمہیں دیکھیں گے، تو وہ تم میں قوت و سختی دیکھیں۔“ راوی نے بیان کیا، پس رسول اللہ ﷺ تیز چلے اور وہ بھی آپ کے ساتھ تیز تیز چلے حتیٰ کہ وہ رکن یمانی تک پہنچے، پھر عام چال چلے حتیٰ کہ حجر اسود تک پہنچ گئے، پھر تیز چلے حتیٰ کہ رکن یمانی تک پہنچے، آپ نے تین بار (تین چکروں میں) اس طرح کیا اور پھر چار چکر عام چال چل کر لگائے۔

فوائد: رمل صرف طوافِ قدوم کے پہلے تین چکروں میں ہی کرنا مسنون ہے جبکہ باقی چار چکر بغیر رمل کے ہیں۔

[۹۴۵/۳۹۰]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، نَا سُفْيَانٌ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنِ أَبِي الطُّفَيْلِ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا نُسَمِّي زَمْزَمَ شَبَاعَةَ، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ہم آج زم زم کو شباعہ

① سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب الرمل، رقم: ۱۸۸۹۔ سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب الرمل حول

البيت، رقم: ۲۹۵۳۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۱/ ۳۱۴۔

وَنَزَعُمْ أَنَهَا نِعْمَ الْعَوْنِ عَلَى الْعِيَالِ .^① (سیر کردینے والا) کہا کرتے تھے، اور ہم کہتے تھے کہ وہ اہل و عیال پر بہترین مددگار ہے۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ زمزم کا پانی کھانے کا کھانا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ((خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءَ زَمَزَمَ فِيهِ طَعَامِ الطَّعْمِ وَشِفَاءُ السَّقَمِ .)) (مجمع الزوائد: ۲۸۶ / ۳ - رجالہ صحیح) ”زمین پر سب سے بہتر پانی زمزم ہے جو بھوکے کا کھانا اور بیمار کی شفاء ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ((مَاءٌ زَمَزَمَ لِمَا شَرِبَ لَهُ .)) (سنن دارقطنی: ۲ / ۲۸۹) ”زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے وہی مقصد پورا ہوتا ہے۔“

(تفصیل کے لیے دیکھئے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ کہ وہ کسی دن مکہ میں صرف زمزم پر گزارہ کرتے رہے۔) (مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل ابی ذر، رقم: ۲۴۷۳)

[۹۵۳/۳۹۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ ، نَا الْحَجَّاجُ ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عِكْرِمَةَ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الثَّوْبِ الْمَصْبُوعِ لِلْمُحْرِمِ ، مَا لَمْ يَكُنْ بِهِ رِدْعٌ وَلَا نَفْصٌ .^②
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام والے شخص کے لیے ایسا رنگ دار کپڑا پہننے کی اجازت دی ہے جس پر زعفران کا نشان ہو نہ اس کا رنگ اتر اہوا ہو۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رنگ دار کپڑوں کی اجازت ہے بشرطیکہ زعفران کے نشانات اس پر نہ ہوں۔ لیکن سفید لباس پہننا زیادہ بہتر ہے۔ جیسا کہ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”سفید کپڑے پہنا کرو، یہ سب سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔“

(سنن نسائی، کتاب الزینة، باب الامر بلبس البيض من الثياب)

[۹۶۷/۳۹۲]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْدٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: طَافَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيرٍ ، وَمَعَهُ مِحْجَنٌ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ ، فَلَمَّا طَافَ
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کیا، آپ کے پاس خم دار چھڑی تھی جس سے حجر اسود کا استلام کرتے تھے، جب آپ نے

① طبرانی کبیر: ۱۰ / ۲۷۱ رقم: ۱۰۶۳۷ - صحیح ترغیب و ترہیب، رقم: ۱۱۶۳ - مصنف عبدالرزاق، رقم: ۹۱۲۰ .

② مسند احمد: ۱ / ۳۶۲ - قال شعيب الارناؤط: حسن لغیره - مسند ابی یعلی، رقم: ۲۵۷۹ .

سات چکر لگا لیے تو دو رکعتیں پڑھیں، پھر آپ پانی پلانے کی جگہ تشریف لائے تو پانی طلب فرمایا، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! جس طرح ہم اپنے گھروں میں کرتے ہیں کیا آپ کے لیے بھی اسی چیز کا حکم نہ دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم مجھے بھی وہیں سے پلاؤ جہاں سے دوسرے لوگ پی رہے ہیں، پس آپ کی خدمت میں پانی (زم زم) پیش کیا گیا تو آپ نے نوش فرمایا۔

نوٹ: (۱) معلوم ہوا سواری پر بیت اللہ شریف کا طواف کرنا جائز ہے۔

(۲) معلوم ہوا کہ طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنی چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ

إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (البقرہ: ۱۲۵)..... ”تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کر لو۔“

اور ان دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد پہلی میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ

أَحَدٌ﴾ پڑھنا مسنون ہے۔ (سنن ترمذی، ابواب الحج، باب جاء ما یقرأ فی رکعتی الطواف)

یہ بھی معلوم ہوا کہ مقام ابراہیم کی دو رکعتوں کے بعد زمزم پینا مسنون ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے حجۃ النبی میں نقل فرمایا ہے کہ مقام ابراہیم میں دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ

زمزم کے کونوں کی طرف گئے اور اس سے پانی پیا، اور کچھ پانی سر پر بھی ڈالا۔ (حجۃ النبی للالبانی، ص: ۵۸)

[۹۶۸/۳۹۳]..... أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، نَا خَالِدُ الْحَدَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيرٍ، فَلَمَّا

أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ. ②

پاس آئے تو اس کی طرف اشارہ فرمایا۔

نوٹ:..... حجر اسود کو بوسہ دینا اس کی طرف صرف اشارہ کرنا جس چیز کے ساتھ اشارہ کیا ہو اسے بعد

میں بوسہ دینا یہ تینوں طریقے درست ہیں۔

① سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب الطواف الواجب، رقم: ۱۸۸۱

② بخاری، کتاب الحج، باب من اشار الی الرکن اذا اتی علیہ، رقم: ۱۶۱۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۸۶۵۔ سنن

نسائی، رقم: ۲۹۵۵۔ مسند احمد: ۱/ ۲۶۴۔

کتاب الصوم

روزوں کے احکام و مسائل

[۱/۳۹۴]..... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَيُّوبَ، يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوش خبری سناتے ہوئے یوں فرمایا کرتے تھے: ”با برکت ماہ رمضان تمہارے پاس آیا ہے، اللہ نے اس کا روزہ تم پر فرض کیا ہے، اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، شیاطین کو طوق پہنا دیئے جاتے ہیں، اس میں ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں (کی عبادت) سے بہتر ہے، جو اس کی خیر و بھلائی سے محروم رہا تو وہ (ہر لحاظ سے) محروم رہا۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُ أَصْحَابَهُ يَقُولُ: جَاءَكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، يُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَيُعَلَّقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُعَلَّقُ فِيهِ الشَّيَاطِينُ، فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ. ①

نوٹ: (۱)..... صیام، صوم کا لغوی معنی رک جانا ہے اور اصطلاحی اعتبار سے روزہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ جس میں ایک مسلمان طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے، جماع کرنے سے رکا رہتا ہے۔ روزے دو ہجری میں فرض ہوئے، نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے نو سال ماہ رمضان کے روزے رکھے۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ لیڈر کو اپنی رعایا کو خوشی کی خبر دینی چاہیے اور آپ تو ویسے بھی بشیر اور مبشر تھے۔

① سنن نسائی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی معمر، رقم: ۲۱۰۶۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۵۔ صحیح ترغیب و ترہیب، رقم: ۹۹۹۔ مسند احمد: ۲ / ۵۲۵۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ ماہ رمضان نیکوں کے لحاظ سے بابرکت ہے کیونکہ اس مہینے میں کیا ہوا عمرہ حج کے برابر ہے۔ اور پھر روزے کا اجر بے حساب ہے۔ اس میں اللہ ذوالجلال کثرت سے اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں اور روزوں کی برکت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.)) (بخاری، رقم: ۳۸) ”جس نے ایمان لاتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

(۲)..... معلوم ہوا رمضان المبارک کے مہینے کے روزے فرض ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة: ۱۸۳) ”اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر (روزے) فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔“ (۳)..... جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اس سے بھی ماہ رمضان کی عظمت و فضیلت ثابت ہوتی ہے اور دروازوں کا کھلنا اور بند ہونا حقیقی ہے۔ نہ کہ اس سے مراد رحمت و بخشش اور جہنم کے دروازوں سے مراد غضب کے دروازے ہیں، جیسا کہ بعض لوگ تاویلات پیش کرتے ہیں۔

(۴)..... معلوم ہوا ماہ رمضان میں شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اس کے باوجود پھر بھی انسان گناہ کرتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ گناہ پر انسان کا اپنا نفس بھی ابھارتا ہے اور گیارہ مہینے انسان کا نفس گناہوں کا عادی ہوتا ہے اور پھر اس مہینے میں بھی انسان اپنی اصلاح کے لیے کوشش نہیں کرتا۔ روزے نہیں رکھتا، نہ تلاوت کرتا ہے، نہ ہی نفل و نوافل پڑھتا ہے اور اس کے نفس کی اصلاح رمضان المبارک میں بھی نہیں ہوتی، اس لیے وہ گناہوں سے نہیں بچتا۔ اس کا مشاہدہ کیم رمضان کی فجر کی نماز اور کیم شوال عید الفطر کے روز فجر کی نماز میں نمازیوں کی تعداد سے بھی کیا جاسکتا ہے۔

(۵)..... رمضان المبارک کی افضل ترین رات اور ہزار مہینوں سے بہتر لیلۃ القدر کی رات ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿كَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ (القدر: ۳)..... ”قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔“ معلوم ہوا لیلۃ القدر کی عبادت کرنا بڑی خوش قسمتی ہے۔ کیونکہ ایک رات عبادت میں گزارنے سے ۸۳ سال ۴ مہینے سے زیادہ راتوں کا ثواب مل جاتا ہے، لیکن کوئی سستی کرے تو حقیقتاً اتنے بڑے ثواب سے محروم رہنا بڑی بد نصیبی ہے۔

[۲/۳۹۵]..... أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَدْ جَاءَكُمْ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پاس رمضان کا بابرکت

رَمَضَانَ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ، فَذَكَرَ مِنْهُ سَوَاءً. ① مہینہ آیا ہے۔“ پس حدیث سابق کے مثل روایت کیا۔

[۱۲/۳۹۶]..... أَخْبَرَنَا عَفَانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ.....

ابو عثمان البندی سے روایت ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سفر میں تھے، انہوں نے ایک جگہ قیام کیا تو انہوں نے ایک قاصدان کی طرف بھیجا، جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے، تاکہ وہ کھانا کھالیں، انہوں نے قاصد سے فرمایا: میں روزہ دار ہوں، جب کھانا لگا دیا گیا اور قریب تھا کہ وہ فارغ ہو جائیں تو وہ بھی کھانا کھانے لگے، پس انہوں نے اپنے قاصد کی طرف دیکھا، تو اس نے کہا: انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ روزہ دار ہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے سچ کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”ماہ صبر کا روزہ اور ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا ہمیشہ روزہ رکھنے کے مترادف ہے۔“ میں مہینے کے تین روزے رکھ چکا ہوں، میں اللہ کی تخفیف میں روزہ چھوڑنے والا ہوں اور اللہ کی تضعیف میں روزہ رکھنے والا ہوں۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کے روزے اور اس کے علاوہ ہر مہینے میں تین روزے رکھنا ہمیشہ روزے رکھنے کے مترادف ہیں۔ کیونکہ ایک انسان نیکی کرتا ہے تو اس کا دس گنا ثواب ملتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَلِهَا﴾ (الانعام: ۱۶۰)..... ”جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کا دس گنا ملے گا۔“ مزید معلوم ہوا کہ سفر میں روزہ افطار کیا جاسکتا ہے۔

[۱۳/۳۹۷]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبَّاسِ الْجُرَيْرِيِّ.....

ابو عثمان البندی نے بیان کیا: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سات دن تک مہمان ٹھہرایا، ان کے ساتھ ان کی اہلیہ اور ان کے خادم تھے، انہوں نے رات کے تہائی تہائی حصے

① تقدم تخريجه: ۱

② مسند احمد: ۲ / ۳۸۴، ۵۱۳۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۳۶۵۹۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ صحيح .

کی باری مقرر کرتی تھی، یہ قیام کرتے اور وہ سو جاتا اور یہ قیام کرتا تو وہ سو جاتے، اور میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں تقسیم کیں تو میرے حصے میں سات کھجوریں آئیں، ان میں ایک خراب خشک کھجور تھی وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی اس نے میرے کھجور چبانے کو مضبوط کر دیا۔ سلیمان نے کہا: یعنی اس کی قوت تھی، راوی نے بیان کیا، میں نے کہا: ابو ہریرہ! آپ مہینے میں کس طرح روزہ رکھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں مہینے کے شروع میں تین روزے رکھتا ہوں، پس اگر میرے ساتھ کوئی مسئلہ درپیش آجائے تو میرے لیے مہینہ بھر کا اجر و ثواب ہے۔

هَذَا، وَيَقُومُ هَذَا وَيَنَامُ هَذَا، وَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرًا فَأَصَابَنِي سَبْعَ تَمْرَاتٍ، فَكَانَ فِيهِ حَشْفَةٌ، مَا كَانَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهَا شَدَّتْ فِي مَضَاغِي. قَالَ سُلَيْمَانُ: أَى كَانَ لَهَا قُوَّةٌ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَكَيْفَ تَصُومُ الشَّهْرَ؟ فَقَالَ: أَصُومُ مِنْ أَوَّلِ الشَّهْرِ ثَلَاثًا، فَإِنْ حَدَثَ بِي حَدَثٌ كَانَ لِي أَجْرُ شَهْرِي. ①

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھرانے اور آپ کا اللہ ذوالجلال کی عبادت کرنے کے شوق کا اثبات ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت اور ذکر الہی سے خاص شغف تھا، یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل و عیال سے لاپرواہ نہیں ہوتے تھے کہ خود تو عبادت کی، لیکن اہل و عیال کا پتہ ہی نہیں جیسے آج کل صورت حال ہے کہ باپ کا تعلق حزب اللہ سے ہے اور بیٹے کا تعلق حزب الشیطان سے ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿وَأَمْرٌ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طہ: ۱۳۲)..... ”اپنے گھرانے کے لوگوں کو نماز کی تاکید کر اور خود بھی اس پر جما رہ۔“ مذکورہ حدیث میں کھجوروں کی تقسیم کا ذکر ہے۔

جس سے مقصود یہ ہے کہ عہد نبوی میں معاشی حالات انتہائی تنگ تھے۔ لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین اسلام پر قائم رہے، اگر تنگی تھی تو انہوں نے صبر کیا اور فریخی ملی تو اللہ ذوالجلال کا شکر کیا، یعنی ہر حال میں خوش رہے۔ معلوم ہوا تین روزے مہینے میں جس وقت چاہیے رکھ لیں، مہینے کے شروع میں یا درمیان یا آخر میں لیکن افضل ایام بیض کے روزے ہیں۔ یہ وہ تین روزے ہیں جن کی آپ نے ابو ہریرہ کو وصیت کی تھی، بعض روایات میں ہے: ”میں مہینے کے آخر میں رکھ لیتا ہوں۔“ اور لفظ آخِرُ شَهْرِي کے منقول ہیں۔ جبکہ مذکورہ بالا روایت میں أَجْرُ شَهْرِي کے لفظ منقول ہیں۔

① بخاری، کتاب الاطعمه، باب الحشف: ۵۴۴۱۔ مسند احمد: ۲ / ۳۵۳۔ ارواء الغلیل: ۴ / ۱۰۰۔

[۱۸/۳۹۸]..... أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا فِي صَوْمِهِ، فَلْيَمِضْ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی روزے کی حالت میں بھول کر کھالے یا پی لے تو وہ اپنا روزہ نہ توڑے پورا کرے، اسے تو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔“

[۱۱۹/۳۹۹]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خَلَّاسٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سَبْرِينَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا فَلْيَتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص بھول کر کھالے یا بھول کر پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اسے تو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔“

فتاویٰ

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نے بھول کر روزہ میں کھایا یا پیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ شریعت نے انسان کی فطرتی کمزوریوں کو ملحوظ رکھا ہے اور بھول جانا بھی انسان کی فطرت ہے۔ اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ان چیزوں پر مواخذہ نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے، سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ نے میری خاطر میری امت کو غلطی، بھول اور وہ کام معاف کر دیئے ہیں جن پر انہیں مجبور کیا گیا ہو۔“ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۰۴۳) اس سے اسلام کی شفقت و سہولت کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

[۵/۴۰۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَوْمُوا لِرُؤْيَاةِ الْهَلَالِ وَأَفْطَرُوا لِرُؤْيَاةِ الْهَلَالِ، أَوْ قَالَ: صَوْمُوا حِينَ تَرَوُهُ وَأَفْطَرُوا إِذَا رَأَيْتُمُوهُ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو، اور چاند دیکھ کر ہی روزہ رکھنا بند کر دو۔“ یا فرمایا: ”جس وقت تم اسے دیکھو تو روزہ رکھو، اور جب اس (شوال کے چاند) کو دیکھو تو

① بخاری، کتاب الصوم، باب اذا اكل او شرب ناسيا، رقم: ۱۹۳۳۔ مسلم، کتاب الصيام، باب من اكل ناسيا وشربه، رقم: ۱۱۵۵۔ سنن ترمذی، رقم: ۷۲۱۔ سنن دارمی، رقم: ۱۷۲۶۔ طبرانی اوسط، رقم: ۹۴۹۔

② السابق.

روزہ رکھنا بند کر دو، اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو جائے تو تمہیں
کی گنتی پوری کر لو۔“

فَإِنْ عَمِيَ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ ①

[۴۸۸/۴۰۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، أَوْ أَبِي سَلَمَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ عَمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جب تم (رمضان کا) چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو، اور جب تم اس (شوال کے) چاند کو دیکھ لو تو روزہ رکھنا بند کر دو، اگر مطلع ابر آلود ہو تو پھر تمہیں کی گنتی شمار کر لو۔“

[۵۵/۳۰۲]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَذَكَرَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: فَإِنْ عَمَّ عَلَيْكُمْ. ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پس راوی نے حدیث سابق کے مثل ذکر کیا، اور فرمایا: ”اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ چاند دیکھ کر روزے رکھنے شروع کرنے چاہیں اور چاند دیکھ کر ہی روزے رکھنا ختم کرنے چاہیں۔ لیکن اگر ماہ شعبان کے انیسویں روز مطلع ابر آلود ہونے کے باعث رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو پھر روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر لیے جائیں۔ اسی طرح رمضان المبارک کی انیسویں روز مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے شوال کا چاند نظر نہ آئے تو روزے میں مکمل کرنے چاہئیں، کیونکہ مشکوک دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں۔ یعنی ماہ شعبان کا تیسواں دن ہے، اس رات مطلع ابر آلود ہو اور اس باعث چاند نظر نہ آسکے تو یقیناً شک رہے گا کہ آیا صبح رمضان ہے یا تیس شعبان؟ تو روزہ نہیں رکھنا چاہیے جیسا کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے مشکوک دن کا روزہ رکھا، اس نے ابو القاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی۔

(سنن ابی داؤد، رقم: ۲۳۳۴۔ سنن دارمی، رقم: ۱۶۸۲ اسنادہ حسن)

[۵۸/۴۰۳]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ خَلَّكَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ خَلَّكَ، رَقْم: ۱۹۰۹۔ مُسْلِم، كِتَابُ الصِّيَامِ، بَابُ وَجوب صوم رمضان لرؤية الهلال: رقم: ۱۰۸۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۳۲۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۶۸۴۱۔

① بخاری، کتاب الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا رأیتم الهلال الخ، رقم: ۱۹۰۹۔ مسلم، کتاب الصیام، باب

وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال: رقم: ۱۰۸۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۳۲۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۶۸۴۱۔

③ السابق.

② انظر: ۵۴.

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللَّهُ: يَا ابْنَ آدَمَ، كُلُّ الْعَمَلِ كَفَّارَةٌ إِلَّا الصَّوْمَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْرِي بِهِ، وَلَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ. ①

فرمایا: ”اللہ فرماتا ہے: ابن آدم! روزے کے علاوہ ہر عمل کفارہ ہے، وہ (روزہ) میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔“

[۵۹/۴۰۴]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سِوَاءً. ②

محمد بن زیاد نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ﷺ سے اسی مثل بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے روزے کی فضیلت واضح ہوتی ہے اور معلوم ہوا کہ نیک عمل کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں۔ ((الصَّوْمُ هُوَ لِي)) اس لیے ہے کہ روزہ ایک ایسا عمل ہے، جس میں ریا اور نمود و نمائش کو دخل نہیں ہوتا، آدمی خالص اللہ تعالیٰ ہی کے ڈر سے اپنی تمام خواہشات ترک کر دیتا ہے۔ علماء کا کہنا ہے: ”روزہ میرے لیے ہے“ یہ روزے کے ثواب کی کثرت کے لیے بیان ہوا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ الصَّوْمُ لِي، کا کیا معنی ہے؟ فرمایا: روزہ اصل میں صبر ہے، انسان کھانے پینے اور جائز طریقہ سے حاجت پوری کرنے سے رک جاتا ہے اور صبر کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا، پھر آپ نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّمَا يُؤَقِّي الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (الزمر: ۱۰)..... ”صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا۔“ (شرح السنہ: ۶/۳۳۵)

الصَّوْمُ لِي میں کئی وجوہات ہو سکتی ہیں، یعنی دوسری عبادات میں اطاعت غالب ہوتی ہے۔ اور روزہ میں محبت غالب ہے۔ روزہ دار میں محبت کی علامات جمع ہو جاتی ہیں اور مہمان کی چھ نشانیاں ہیں:

(۱) ٹھنڈی آہ بھرنا۔ (۲) رنگ کا پیلا ہونا۔ (۳) آنکھ کا تر ہونا۔ (۴) کم کھانا۔ (۵) کم بولنا۔ (۶) کم سونا۔

یہ مذکورہ بالا نشانیاں ایک روزے دار میں بھی پائی جاتی ہیں، اطاعت شعار بندے کا بدلہ ثواب ہے لیکن محبت کا بدلہ محبوب کی ملاقات ہے۔ دیگر عبادات میں ریا ممکن ہے، روزے میں ریا نہیں ہوتی اور قیامت کے دن دوسری عبادتیں اہل حقوق چھین سکتے ہیں یعنی وہ لوگ جن کے اس کے ذمہ کچھ حقوق ہوں جیسا کہ احادیث میں آیا ہے مگر روزہ کسی بھی

① بخاری، کتاب التوحید، باب ذکر النبی ﷺ الخ، رقم: ۷۵۳۸۔ مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، رقم: ۱۱۵۱۔ سنن نسائی، رقم: ۲۲۱۱۔ مسند احمد: ۲/۳۹۳۔

② اسنابی

موقف کو سب سے زیادہ صحیح کہا ہے۔ (توضیح الاحکام: ۴۸۱ / ۳)

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے موقف میں یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وصال نہ کرو اور اگر تم میں سے کوئی وصال کرنا ہی چاہے تو سحری تک کرے۔“ (بخاری، رقم: ۱۹۶۷)

مولانا داود راز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: درحقیقت یہ طے کا روزہ نہیں کہ دن کی طرح ساری رات نہ کچھ کھائے نہ پیئے۔ (شرح بخاری: ۳ / ۲۱۶ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ)

مذکورہ بالا روایت میں ہے کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ مذکورہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی توجیہات ہیں۔ ان میں سے زیادہ معروف اور اقرب الی السنۃ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)..... اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت و قوت کو ایسے رواں رکھتا جیسے کھانے، پینے کی حالت میں رکھتا ہے۔ مزید یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مبارک بھی اس بات پر کھلی دلالت کر رہے ہیں کہ اس سے مقصود قوت اکل و شرب ہے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کی یہی رائے ہے۔ (فتح الباری: ۴ / ۲۰۷)

(۲)..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی عظمت فکر اور جملہ معارف میں اتنا مشغول و مصروف کر دیتا ہے کہ مجھے کوئی چیز کھانے پینے کا خیال و تصور تک نہیں رہتا، اس پر علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ایک ایسی خوراک ہے جو انسانی بدن کی جملہ خوراک سے انتہائی عمدہ اور بہتر ہے اور جس صاحب کو ادنیٰ درجہ ذوق اور تجربہ حاصل ہو تو وہ اس بات سے لاعلم نہیں کہ دلی اور روحانی خوراک کی وجہ سے انسانی بدن کو جسمانی خوراک کی ضرورت نہیں رہتی۔ (دیکھئے عمدۃ القاری: ۴ / ۲۰۷)

تم میری مثل نہیں ہو، مطلب یہ ہے کہ میرا اللہ ذوالجلال کے ساتھ جو تعلق ہے اس طرح کا تعلق تمہارا نہیں ہے اس تعلق کی وجہ سے اللہ ذوالجلال میرے اندر کھانے پینے کے بغیر ہی قوت پیدا کر دیتا ہے جو تمہیں کھانے کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ [۲۷۲/۴۰۶]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْمُطَوِّسِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ لَمْ يُجْزِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ وَلَوْ صَامَهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی (شرعی) رخصت کے بغیر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا تو پھر اگر وہ زندگی بھر روزے رکھتا رہے تو وہ اسے کفایت نہیں کریں گے۔“

① سنن ابوداؤد، کتاب الصیام، باب التغلیظ فی من افطر عمدا، رقم: ۲۳۹۶۔ سنن ترمذی، ابواب الصوم، باب الافطار متعمدا، رقم: ۷۲۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۶۷۲۔ قال الشيخ الالبانی: ضعيف۔ مسند احمد: ۲ / ۴۴۲، ۳۸۶۔

[۳۶۶/۴۰۷]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ عُمَيْرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْمُطَوِّسِ، عَنْ أَبِيهِ.....

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی دی ہوئی رخصت کے علاوہ رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دے تو پھر اگر وہ پوری زندگی بھی روزے رکھتا رہے تو وہ اس کا کفارہ نہیں بن سکتے۔“

[۲۷۳/۴۰۸]..... أَخْبَرَنَا الْمَلَائِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْمُطَوِّسِ.....

ابوالمطوس رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل روایت کیا ہے، فرمایا: ”کسی مرض اور رخصت کے بغیر۔“

[۲۷۴/۴۰۹]..... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْمُطَوِّسِ، أَوْ ابْنِ الْمُطَوِّسِ أَوْ الْمُطَوِّسِ، عَنْ أَبِيهِ.....

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی دی ہوئی رخصت کے بغیر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا تو زندگی بھر کے روزے اس کی قضا نہیں بن سکتے۔“

[۲۷۵/۴۱۰]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّبِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.....

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا: فرض نماز کے بعد کون سی نماز افضل ہے؟ ماہ الصلاۃ افضل بعد الصلاۃ المكتوبة؟ وأی

① السابق.

② مسند احمد: ۲/ ۴۷۰ - قال شعيب الارناؤط: اسنادہ ضعيف .

③ تقدم تخريجه: ۲۷۲ .

الصَّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ صِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ؟
فَقَالَ: أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ
صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، وَأَفْضَلُ
الصَّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ
الْمُحَرَّمِ. ①

رمضان کے روزے کے بعد کون سا روزہ افضل ہے؟ تو
آپ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نماز کے بعد آدمی کا رات کے
آخری تہائی حصے میں نماز پڑھنا اور ماہ رمضان کے بعد
افضل روزہ اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے۔“

[۲۷۶/۴۱۱]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ الْحُمَيْدِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَفْضَلُ
الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ،
وَأَفْضَلُ الصَّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ
الْمُحَرَّمِ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،
آپ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نماز کے بعد افضل نماز
تہجد ہے اور ماہ رمضان کے روزے کے بعد افضل روزہ
اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے نماز تہجد اور محرم کے روزوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(۱) قیام اللیل: نبی مکرم ﷺ کو اللہ ذوالجلال نے اس نماز کی ترغیب دی ہے۔ فرمایا: ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ
نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (الاسراء: ۷۹)..... ”اور رات کے کچھ حصے میں نماز تہجد ادا
کر، یہ تیرے لیے ایک نفل عمل ہے۔ یقین ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔“

اور مومنوں کی صفات کا اللہ ذوالجلال نے بیان فرمایا ہے: ﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (السجدة: ۱۶)
دوسری جگہ فرمایا: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾ (الذاریات: ۱۷)..... ”رات کو کم ہی سویا کرتے تھے۔“

(۲) محرم کا روزہ: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے یوم
عاشوراء (یعنی دس محرم) کے روزے کی بابت سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ))
(مسلم، رقم: ۱۱۶۲)..... ”یہ گذشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔“

مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ اللہ کے مہینے محرم کا روزہ، اس سے محرم کی فضیلت و عظمت ثابت ہوتی ہے۔ یہ اسی

① مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، رقم: ۱۱۶۳۔ سنن ابوداؤد، کتاب الصیام، باب فی صوم
المحرم، رقم: ۲۴۲۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۴۳۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۷۴۲۔ مسند احمد: ۳۰۳ / ۲۔
② السابق.

طرح ہے جیسے بیت اللہ، ناقۃ اللہ میں اللہ ذوالجلال کی طرف نسبت ہے۔

[۳۰۴/۴۱۲]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سَعْدَانَ، عَنْ أَبِي مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي الْمُدَلِّجَةِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصَّائِمُ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ. ① آپ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ دار کی دعا روئیں کی جاتی۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کی دعا بھی روئیں ہوتی، افطاری کے وقت دعا کرنی

چاہیے، کیونکہ وہ قبولیت کا وقت ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لِدَعْوَةٍ مَا تُرَدُّ)) (سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۷۵۳۔ اسنادہ صحیح)

”بے شک روزہ دار کی افطاری کے وقت ایک دعا ایسی ہوتی ہے جسے روئیں کیا جاتا۔“

سیدنا عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو روزہ افطار کرتے وقت یوں کہتے سنا: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي)) (سنن ابن ماجہ،

رقم: ۱۷۵۳)..... ”اے اللہ! میں تجھ سے تیری ہر چیز پر وسعت رحمت کا سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔“

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ: ((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ.)) ”تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔“

روزہ دار کی دعا، مظلوم کی دعا اور مسافر کی دعا۔ (صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۰۳۰)

[۴۴۴/۴۱۳]..... وَبِهَذَا، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: إِنِّي صُمْتُ رَمَضَانَ. ② اسی (سابقہ ۴۴۳) سند سے نبی کریم ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی یوں نہ کہے: میں نے رمضان کا روزہ رکھا۔“

[۴۴۵/۴۱۴]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُهَلَّبُ بْنُ أَبِي حَبِيبَةَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ.....

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنِّي صُمْتُ رَمَضَانَ كُلَّهُ وَقُمْتُ كُلَّهُ، قَالَ: فَلَا

أَدْرِي أَكْرَهُ التَّرْكِيَةَ أَمْ لَا؟، قَالَ: لَا بُدَّ مِنْ رَفْدَةِ أَوْ عَقْلِيَّةٍ. ③ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی یوں نہ کہے: میں نے سارا رمضان روزہ رکھا اور میں نے سارا رمضان قیام کیا۔“ راوی نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ کیا آپ نے اپنے نفس کے تزکیہ کو پسند فرمایا نہیں؟ اور فرمایا: سونا یا بیدار ہونا ضروری ہے۔

① مسند احمد: ۲/ ۴۷۷۔ قال شعيب الاناوط: صحيح بطرقه وشواهد۔ مسند الشهاب، رقم: ۲۳۰۔

② انظر ما بعده.

③ سنن ابوداود، كتاب الصيام، باب من يقول صمت رمضان كله، رقم: ۲۴۱۵ قال الالباني: ضعيف۔ سنن

نسائي، رقم: ۲۱۰۹۔

[۴۸۰/۴۱۵]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا بِاللَّهِ وَتَصَدِّيقًا بِهِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. ①

اسی سند (سابقہ ۴۷۹) سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ پر ایمان لاتے ہوئے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے شب قدر کا قیام کرتا ہے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے لیلۃ القدر کے قیام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، یہ بھی معلوم ہوا اعمال کی قبولیت کے لیے ایمان شرط ہے اگر کوئی ایمان کے بغیر عمل کرتا ہے، وہ خدمتِ خلق، صلہ رحمی، بیت اللہ کی تعمیر، حاجیوں کی خدمت کرنا ہی کیوں نہ ہو، وہ اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں، بلکہ اللہ کے ہاں بالکل بے وزن ہوں گے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيَعَةٍ يُحْسِبُهُ الظَّالِمَانُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ سَائِغًا وَوَجَدَ اللَّهُ عِنْدَهُ فُوقًا حِسَابَهُ﴾ (النور: ۳۹)..... ”اور کافروں کے اعمال مثل اس چمکتی ہوئی ریت کے ہیں، جو چٹیل میدان میں ہو جسے پیاسا شخص دور سے پانی سمجھتا ہے، لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو کچھ بھی نہیں پاتا ہاں اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا حساب پورا پورا چکا دیتا ہے۔“ مزید سورۃ القدر کی تفسیر دیکھی جاسکتی ہے۔

گزشتہ گناہوں کی معافی سے صغیرہ گناہ مراد ہیں، نہ کہ کبیرہ لیکن بعض اوقات کسی نیکی کہ وجہ سے اللہ ذوالجلال بڑے گناہ بھی معاف کر دیتا ہے۔

[۴۸۹/۴۱۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ الْمُثَنِّدِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَزَادَ فِيهِ قَالَ: صَوْمُكُمْ يَوْمَ تَصُومُونَ وَفِطْرُكُمْ يَوْمَ تَفْطَرُونَ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”تمہارا روزہ اس دن ہے جب تم (چاند دیکھ کر) روزہ رکھو اور تمہاری عید الفطر اس دن ہے جس دن تم (رمضان مکمل کر کے) روزہ رکھنا بند کر دیتے ہو۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا روزے رکھنا اور روزے چھوڑ کر عید منانا دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہی کیے جائیں گے، کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اکیلا ہی روزے رکھ لے اور اکیلا ہی عید منانا شروع کر دے۔

① بخاری، کتاب الایمان، باب قیام لیلۃ القدر من الایمان، رقم: ۳۵۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح، رقم: ۷۶۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۳۷۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۶۸۳۔ سنن نسائی، رقم: ۲۲۰۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۳۲۶۔

② سنن ابوداؤد، کتاب الصیام، باب اذا اخطا القوم الهلال، رقم: ۲۳۲۴۔ سنن ترمذی، ابواب الصوم، باب الصوم یوم تصومون والفطر الخ، رقم: ۶۹۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۶۶۰۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔

کیونکہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور عید منانا اجتماعی عبادت ہے۔

[۵۱۸/۴۱۷]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةَ وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي

بِشْرِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ لُذَيْنِ الْأَشْعَرِيِّ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جمعہ کا دن عید کا دن ہے، پس تم اپنی عید کے دن کو اپنے روزے کا دن نہ بناؤ الا یہ کہ تم اس سے پہلے یا اس کے بعد روزہ رکھو۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ عِيدٌ فَلَا تَجْعَلُوا يَوْمَ عِيدِكُمْ يَوْمَ صَوْمِكُمْ إِلَّا أَنْ تَصُومُوا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ. ①

[۵۱۹/۴۱۸]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جمعہ کے دن روزہ نہ رکھو الا یہ کہ ایک روزہ اس کے ساتھ ملاؤ (ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو)۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَصُومُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ تَصَلُّوهُ بِصِيَامٍ. قَالَ إِسْحَاقُ: وَالرَّجُلُ هُوَ زِيَادُ الْحَارِثِيُّ أَبُو الْأَوْبَرِ، هَكَذَا قَالَ جَرِيرٌ وَالْمُعْتَمِرُ. ②

[۵۲۳/۴۱۹]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”قیامت کے دن روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی بہتر ہوگی۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمُسْلِكِ. ③

.....: خلو ف ایسی بو جو کافی دیر تک نہ کھانے پینے کی وجہ سے ہونہ کہ وہ بوجو مسواک نہ کرنے کی وجہ سے ہو۔ یہ اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بڑھ کر ہوگی قیامت کے روز۔ اس سے روزہ دار کی فضیلت اور بھوک

① بخاری، کتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة، رقم: ۱۹۸۵۔ سنن ابوداود، رقم: ۲۴۲۰۔ سنن ترمذی، رقم:

۷۴۳۔ مسند احمد: ۲ / ۴۹۵۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۶۱۴۔

② انظر ما قبله.

③ بخاری کتاب التوحید، باب ذکر النبی الخ، رقم: ۷۵۳۸۔ مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، رقم:

۱۱۵۱۔ سنن نسائی، رقم: ۲۲۱۱۔ مسند احمد: ۲ / ۳۹۳۔

پایا برداشت کرنے کے عوض اجر و ثواب معلوم ہوتا ہے۔

[۵۳۹/۴۲۰]..... أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ.....

عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مَعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: سِيدِه رَّبِيعُ بِنْتُ مَعُوذِ بْنِ عَفْرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَبِيًّا فِي بَيْتِهَا، عَاشُورَاءَ كَمَا كَانَتْ عَاشُورَاءَ عِنْدَ عَفْرَاءَ قَالَتْ: أَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ فَقَالَ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَتِمَّ صَوْمَهُ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيَصُمْ مَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِهِ. ①

سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ نے بیان کیا، عاشورا کی صبح رسول اللہ ﷺ نے انصار کی بستیوں کی طرف پیغام بھیجا، تو فرمایا: ”جس نے آج روزہ رکھا ہے تو وہ اسے پورا کرے، اور جس نے تم میں سے روزہ نہیں رکھا تو وہ باقی دن کا روزہ رکھ لے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو روزہ دار ہے وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جو روزے سے نہیں یعنی جس نے کھاپی لیا ہے تو اس کو چاہیے کہ شام تک کچھ نہ کھائے پیئے۔ ۱۰ محرم عاشورا کے روزے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

[۶۴۸/۴۲۱]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.....

حَدَّثَنَا حُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمَّتِهِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ بِلَالَ يُؤَذِّنُ بَلِيلًا، أَوْ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ يُؤَذِّنُ بَلِيلًا، فَكُلُّوا حَتَّى تَسْمَعُوا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ كَلْثُومٍ أَوْ أَذَانَ بِلَالٍ، وَمَا كَانَ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزَلَ هَذَا وَيَصْعَدُ هَذَا، قَالَتْ: لَكِنَّا نَقُولُ لَهُ: أَنْتَظِرُ حَتَّى تَنْسَحَرَ. ②

حُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ نے اپنی پھوپھی سے روایت کیا، انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بلالؓ رات کے وقت ہی اذان دے دیتے ہیں، یا ابن ام مکتومؓ رات کے وقت ہی اذان دے دیتے ہیں، پس تم (سحری کا کھانا) کھاتے رہا کرو حتیٰ کہ تم ابن ام مکتومؓ یا بلالؓ کی اذان سن لو، ان دونوں میں بس اتنا ہی فرق تھا کہ یہ نیچے اترتے تھے اور وہ (چھت کے) اوپر چڑھتے تھے، انہوں (راویہ) نے بیان کیا: ہم انہیں کہا کرتے تھے: انتظار کرو حتیٰ کہ ہم سحری کھالیں۔“

① بخاری، کتاب الصوم، باب صوم الصبیان، رقم: ۱۹۶۰۔ مسلم، کتاب الصیام، باب من اکل فی عاشوراء الخ، رقم: ۱۱۳۶۔ سنن نسائی، رقم: ۲۳۔ مسند احمد: ۶/ ۳۵۹۔

② بخاری، کتاب الاذان، باب اذان الاعمی اذا کان له من یخبره، رقم: ۶۱۷۔ مسلم، کتاب الصیام، باب بیان ان الدخول فی الصوم الخ، رقم: ۱۰۹۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۰۳۔ سنن نسائی، رقم: ۶۴۱۔ مسند احمد: ۶/ ۴۳۳۔

فتاویٰ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں صبح کے وقت اذان دینے کے لیے دو مؤذن ہوا کرتے تھے اور دو اذانیں ہوتی تھیں۔ پہلی اذان کا مقصد یہ تھا کہ اگر روزے دار سحری کھا رہے ہیں یا کوئی نفل و نوافل پڑھ رہا ہے تو متنبہ ہو جائیں۔ جمہور کا موقف ہے کہ نماز فجر کا وقت آنے سے پہلے اذان کہنا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ یہ اذان جائز نہیں ہے۔ (کتاب الأم للشافعی: ۱/۱۷۰)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ نماز فجر سے پہلے اذان تہجد دینا ایسی سنت ہے جسے چھوڑ دیا گیا ہے۔ یقیناً ایسے شخص کے لیے مبارک ہے جو اسے بتوفیق الہی زندہ کرے۔ (تمام المنۃ، ص: ۱۴۸)

مذکرہ بالا حدیث میں رات کی اذان کے لیے سیدنا بلال یا سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما دونوں کا تذکرہ آتا ہے، اسی طرح فجر کی اذان کے متعلق بھی دونوں کا تذکرہ آتا ہے۔ اس کے متعلق علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ محدث ابن خزیمہ وغیرہ نے ان واقعات میں یوں تطبیق دی ہے، ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا بلال اور سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کو باری باری ہر دو اذانوں کے لیے مقرر کر رکھا ہو۔ (مرعۃ المفاتیح: ۱/۴۴۳)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پہلی اذان رمضان المبارک کے ساتھ خاص ہے، لیکن حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مستقل معمول تھا نہ کہ صرف رمضان میں۔

علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یہ صحیح نہیں کہ اذان کا تعلق خاص رمضان سے تھا۔ زمانہ نبوی میں بہت سے صحابہ غیر رمضان میں نفل روزے بھی بکثرت رکھا کرتے تھے۔ جیسا کہ مسند عبدالرزاق میں ابن مسیب کی روایت سے ثابت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلال رات میں اذان دیتے ہیں پس جو کوئی روزہ رکھنا چاہے، اس کو یہ اذان سن کر سحری سے رکتا نہیں چاہیے۔ یہ ارشاد نبوی غیر رمضان ہی سے متعلق ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اذان بلال کو رمضان سے مخصوص کرنا صحیح نہیں ہے۔ (مرعۃ المفاتیح: ۱/۴۴۴)

[۶۵۱/۴۲۲]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا جَعْدَةُ الْمَخْزُومِيُّ.....

عَنْ أُمِّ هَانَءٍ وَهِيَ عَمَّتِي فَقُلْتُ: وَمَنْ سَمِعَتْ هَذَا الْحَدِيثَ؟ فَقَالَ: مِنْ أَهْلِنَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسِبُهُ قَالَ: يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ فَنَاولَتْهُ شَرَابًا أَوْ نَاولُوهُ فَشَرِبَهُ، ثُمَّ نَاولَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي صَائِمَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، تو میں نے آپ کی خدمت میں مشروب پیش کیا، یا انہوں نے پیش کیا تو آپ نے اسے پی لیا، پھر آپ نے مجھے پکڑا دیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرا روزہ ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنفلی روزہ رکھنے والا (خود) امیر/حکمران ہوتا ہے، اگر تم چاہو تو روزہ رکھو (پورا کر لو) اور اگر چاہو تو

وَسَلَّمَ: الصَّائِمُ الْمَتَطَوِّعُ أَمِيرٌ أَوْ أَمِيرٌ عَلَى نَفْسِهِ فَإِنْ شِئْتَ فَصُومِي، وَإِنْ شِئْتَ فَأَقْطِرِي. ①

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نفلی روزہ انسان جب چاہے افطار کر سکتا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور کہا: ”کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟“ ہم نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو پھر روزہ دار ہوں۔“ پھر ایک دوسرے دن آپ ﷺ ہمارے پاس آئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں حلوہ بطور ہدیہ دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے بھی دکھاؤ بے شک میں نے روزے کی حالت میں صبح کی ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے (حلوہ) کھا لیا۔

(مسلم، کتاب الصیام، رقم: ۱۱۵۴۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۴۵۵)

[۷۴۰/۴۲۳]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبِيدَةَ الرَّيْدِيُّ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَهْمٍ.....

عَنْ عُمَرَ بْنِ خَلْدَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَلِيًّا فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، فَنَادَى: أَنَّهَا أَيَّامٌ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَبِعَالٍ، يَعْنِي النَّكَاحَ. ②

عمر بن خالدہ الانصاری نے اپنی والدہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایام تشریق میں بھیجا، تو انہوں نے اعلان کیا کہ یہ کھانے پینے اور جماع (بیوی سے دل لگی) کرنے کے دن ہیں (روزہ رکھنے کے نہیں)۔

فوائد: سیدنا نبیؐ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایام تشریق کھانے پینے اور ذکر الہی کے دن ہیں۔“ (مسلم، کتاب الصیام، رقم: ۱۱۴۱)

ایام تشریق ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کے دن ہیں اور ان ایام کے روزے رکھنا حرام ہے۔

[۷۴۱/۴۲۴]..... أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ صَالِحِ مَوْلَى التَّوَمَةِ مَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّهَا أُرْسِلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، فَسَأَلَتْهُ عَنْ رُكُوعِ الشَّمْسِ بَعْدَ الْإِفْطَارِ، فَقَالَ: لَا تَصُومِي فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَبِعَالٍ، يَعْنِي النَّكَاحَ. ②

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ بھیجا جبکہ

① سنن ابوداؤد، کتاب الصیام، باب النیة فی الصیام، رقم: ۲۴۵۶۔ سنن ترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی

افطار الصائم المتطوع، رقم: ۷۳۱۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح.

② سنن دارقطنی، کتاب الصیام، باب طلوع الشمس بعد الافطار: ۲/ ۲۱۲.

وَسَلَّمَ بِلَيْبِنَ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَشْرِبَهُ ①. آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ نے اسے نوش فرمایا۔

نوٹ: صحیح بخاری میں ہے سیدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عرفہ کے روز کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں اختلاف کیا۔ کچھ نے کہا: آپ ﷺ روزے سے ہیں اور بعض نے کہا کہ روزہ سے نہیں ہیں۔ اس پر سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا۔ (تا کہ حقیقت ظاہر ہو جائے) آپ اپنے اونٹ پر سوار تھے، آپ نے دودھ پی لیا۔ (بخاری، رقم: ۱۹۸۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ”عرفات میں روزہ رکھا جائے۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الصیام، رقم: ۲۴۴۰)

یہ ممانعت حجاج کرام کے لیے ہے جبکہ غیر حجاج کے لیے یہ روزہ مشروع ہے۔ کیونکہ اس روزے کی بہت زیادہ فضیلت ہے، اس سے دو سالوں کے صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ آتَى أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالَّتِي بَعْدَهُ.)) (سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۷۳۰) ”مجھے اللہ تعالیٰ پر یقین ہے کہ وہ یوم عرفہ کے روزہ پر روزہ دار کے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ معاف کر دے گا۔“

[۷۵۰/۴۲۵]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُوسٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَافَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عَسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ، فَشَرِبَهُ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ، ثُمَّ أَفْطَرَ، حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَدْ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں سفر کیا، آپ نے روزہ رکھا حتیٰ کہ عسفان پہنچے، پھر آپ نے ایک برتن منگوایا اس میں مشروب تھا، پس آپ نے اسے دن کے وقت پیا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں، پھر آپ نے (دوران سفر) روزہ نہ رکھا حتیٰ کہ مکہ میں داخل ہو گئے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دوران سفر روزہ بھی رکھا ہے اور روزہ نہیں بھی رکھا، پس جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

① بخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عرفہ، رقم: ۱۹۸۸۔ مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب الفطر

للحاج یوم عرفہ، رقم: ۱۱۲۴۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۴۴۱۔

② بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الفتح فی رمضان، رقم: ۴۲۷۵۔ مسلم، کتاب الصیام، باب جواز الصوم

والفطر الخ، رقم: ۱۱۱۳۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۴۰۴۔ سنن نسائی، رقم: ۲۳۱۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۶۶۱۔

[۷۵۱/۴۲۶]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزْرِيِّ، وَوَكَيْعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزْرِيِّ عَنْ طَاوُوسٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ہم سفر میں روزہ رکھنے والے اور روزہ نہ رکھنے والے پر اعتراض نہیں کرتے تھے۔ وکیع رضی اللہ عنہ نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا اور روزہ نہیں بھی رکھا۔

نوٹ:..... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے دوران سفر روزہ رکھنا اور چھوڑنا دونوں طرح جائز ہے، لیکن بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں آدمی کو دیکھا جس پر لوگ جمع ہوئے تھے اور اس پر سہا یہ کیا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ایک روزے دار ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ.)) (مسلم، کتاب الصیام، رقم: ۱۱۱۵)..... ”سفر میں روزہ رکھنا ٹیکہ نہیں ہے۔“

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس پر روزہ رکھنا مشکل ہو یا جسے (سفر میں) روزہ نقصان دیتا ہو یا جو رخصت قبول کرنے سے اعراض کرتا ہو یا جسے دوران سفر روزہ رکھنے سے فخر و ریا کاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے شخص پر روزہ چھوڑ دینا افضل ہے اور جوان اشیاء سے مستغنی ہو، اس کے حق میں روزہ رکھنا افضل ہے۔ (نیل الاوطار: ۲۰۱/۱۳)

امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: سفر میں مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے، اگر مشقت کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑنا افضل ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے والوں کے متعلق فرمایا: ((أُولَئِكَ الْعَصَاةُ أُولَئِكَ الْعَصَاةُ.)) (مسلم، رقم: ۱۱۴ - سنن ترمذی، رقم: ۷۱۰)..... ”یہ لوگ نافرمان ہیں، یہ لوگ نافرمان ہیں۔“ جمہور اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خاص اس دن روزہ کھولنے کے حکم کی مخالفت کی وجہ سے کہا تھا۔ (سبل السلام: ۲/ ۸۸۶) کیونکہ لوگوں نے شکایت کی تھی کہ لوگوں کو روزے نے مشقت میں ڈال دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ افطار کر لیا تاکہ میری طرف دیکھ کر باقی لوگ بھی افطار کر لیں تو کچھ لوگوں نے افطار نہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نافرمان کہا۔

[۹۰۹/۴۲۷]..... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عَمْرٍو الْحَضْرَمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہم انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کی جماعت ہیں،

① مسلم، کتاب الصیام، باب جواز الصوم والفطر فی شہر رمضان للمسافر، انظر ما قبلہ.

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم (افطاری کا وقت ہوتے ہی) افطار کرنے میں جلدی کریں اور سحری کو مؤخر کریں اور یہ کہ ہم نماز میں اپنے دائیں ہاتھوں کے ساتھ بائیں ہاتھوں کو پکڑیں۔“

فتاویٰ: (۱) معلوم ہوا افطاری جلدی اور سحری کو مؤخر کرنا مستحب ہے۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ ہمیشہ خیر و عافیت سے رہیں گے، جب تک روزہ افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔“ (بخاری، کتاب الصوم، رقم: ۱۹۵۷۔ مسلم، رقم: ۱۰۹۸)

لوگ روزہ افطار کرنے میں جب تک جلدی کرتے رہیں گے، دین ہمیشہ غالب رہے گا، کیونکہ یہود نصاریٰ تاخیر سے افطار کرتے ہیں۔ (صحیح ابو داؤد، رقم: ۲۰۶۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں میں سب سے جلدی افطار کرتے اور سب سے تاخیر سے سحری کھاتے۔ (فتح الباری: ۷۱۳/۴)

(۲) معلوم ہوا دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا چاہیے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں ہاتھ کو پکڑنا چاہیے، جو لوگ تین انگلیاں اوپر رکھ لیتے ہیں یہ درست نہیں، ہاتھوں کو کس جگہ پر رکھنا چاہیے۔ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ((صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ.)) (صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۴۷۹) ”میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر اپنے سینے پر رکھا۔“

سیدنا ہلب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔ (مسند احمد: ۲۲۶/۵)

سیدنا سہل رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں ہے لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں بازو پر رکھیں۔ (بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۷۴۰)

جب بائیں بازو (یعنی کلائی) پر دایاں ہاتھ رکھا جائے گا تو دونوں ہاتھ از خود سینے پر آ جائیں گے۔

[۹۱۲/۴۲۸] أَخْبَرَنَا الْمُضْعَبُ بْنُ الْمُقَدَّمِ، نَا زَائِدَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ مُسْلِمِ الْبَطْنِيِّ، عَنِ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، أَفَأَقْضَى عَنْهَا؟ قَالَ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أُمَّي مَاتَتْ

میرا والدہ فوت ہوگئی ہیں، جبکہ ایک ماہ کے روزے ان کو پکڑنا چاہیے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أُمَّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، أَفَأَقْضَى عَنْهَا؟ قَالَ:

① صحیح ابن حبان، رقم: ۱۷۷۰۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۴/ ۲۳۸۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۲۸۶۔

کے ذمے ہیں، کیا میں ان کی طرف سے ادا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے بتاؤ! اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟“ اس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر اللہ کا قرض زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کی طرف سے ادا کیا جائے۔“

أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ ذَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَذَيْنُ اللَّهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى عَنْهَا. قَالَ سُلَيْمَانُ: فَقَالَ: الْحَكْمُ، وَسَلَمَةُ بْنُ كَهَيْلٍ وَنَحْنُ جُلُوسٌ جَمِيعًا حِينَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَا: سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. ①

[۹۱۳/۴۲۹]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، نَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ.....

سعيد بن جبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے اسی سابقہ حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ②

[۹۱۴/۴۳۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، نَا شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُسْلِمَ الْبَطِينِ.....

سعيد بن جبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے اور بیان کیا: اس نے اس (اپنی والدہ) کی طرف سے (روزے) ادا کیے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَقَالَ قَضَى عَنْهَا. ③

فوائد:..... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا میت کے ذمہ روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے اور اس میں نیابت درست ہے۔ کیا میت کی طرف سے روزے رکھنا واجب ہے یا مستحب؟ جمہور استحباب

① بخاری، کتاب الصوم، باب من مات وعليه صوم، رقم: ۱۹۵۳۔ مسلم، کتاب الصيام، باب قضاء الصيام عن الميت، رقم: ۱۱۴۸۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۳۱۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۷۱۶۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۷۵۸۔ سنن دارمی، رقم: ۱۷۶۸۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۴۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۵۳۰۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۱۹۵۳۔
② انظر ما قبله.

③ سنن ابوداؤد، کتاب الايمان والنذور، باب قضاء النذر عن الميت، رقم: ۳۳۰۷۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح.

کے قائل ہیں۔ (نیل الاوطار: ۲۱۴/۳)

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک میت کی طرف سے روزے رکھنا واجب ہے۔ (المحلی بالانار: ۴۲۰/۴)
 شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ یہ عمل واجب نہیں ہے۔ (التعلیقات الرضیة علی الروضة النندیة: ۲۵/۲)
 مولانا داود راز رحمۃ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بات نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اس میں دو بھید ہیں:
 ایک میت کے اعتبار سے، کیونکہ بہت سے نفوس جو اپنے ابدان سے مفارقت کرتے ہیں، ان کو اس بات کا ادراک
 رہتا ہے کہ عبادت میں کوئی عبادت جو ان پر فرض تھی اور اس کے ترک کرنے سے ان سے مواخذہ کیا جائے گا، اس
 سے فوت ہوگئی ہے۔

اس لیے وہ نفوس رنج و الم کی حالت میں رہتے ہیں اور اس سبب سے ان پر وحشت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ ایسے
 وقت میں ان پر بڑی شفقت یہ ہے کہ لوگوں میں سے جو سب سے زیادہ اس میت کا قریبی ہے، اس کا ساعلم کرے اور
 اس بات کا قصد کرے کہ یہ عمل اس کی طرف سے کرتا ہوں۔ اس شخص کے قرابتی کو مفید ثابت ہوتا ہے یا وہ شخص کوئی اور
 دوسرا کام مثل اسی کام کے کرتا ہے۔ اور ایسا ہی اگر ایک شخص نے صدقہ کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہ بغیر صدقہ کیے مر گیا، تو اس
 کے وارث کو اس کی طرف سے صدقہ کرنا چاہیے۔ (شرح بخاری از مولانا داود راز، مطبوعہ: ۲۰۵/۳، ۲۰۶، بحوالہ حجۃ اللہ البالغہ)



کتاب البیوع

خرید و فروخت کے احکام و مسائل

[۱۰۵/۴۳۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكَ.....

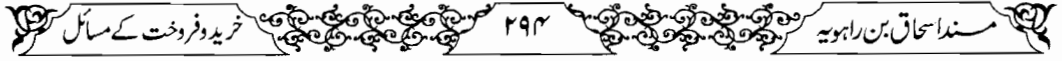
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص لوگوں کے مال سے مفلس ہو جائے اور کوئی آدمی اپنا مال بالکل اسی طرح (موجود) دیکھ لے، تو وہ کسی اور کی نسبت اس مال کا زیادہ حق دار ہے۔“

ترجمہ:..... مذکورہ حدیث میں دیالیہ ہو جانے والے انسان سے متعلق دوسروں کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی کا ساز و سامان دیالیہ ہو جانے والے کے پاس اصل حالت میں موجود ہو تو دیگر مطالبات کرنے والوں کی نسبت وہ اس اصل زر کو لینے کا زیادہ حق دار ہے۔

[۶۲/۴۳۲]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، أَنَّهُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کسی ایسے جانور کو خریدے جس کے تھنوں میں دودھ روک رکھا گیا ہو، اگر وہ اسے واپس کرے تو اس

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اشْتَرَى مُصْرَأَةً فَإِنْ رَدَّهَا فَلْيُرِدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، ثُمَّ



قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَا سَمْرَاءَ، يَقُولُ: لَيْسَ
 ① بُرًّا. ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”گندم نہیں۔“ کے ساتھ ایک صاع کھجور واپس کرے۔“ پھر سیدنا

[۴۳۳/۴۶۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَعَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جس نے ایسا جانور (اونٹنی، گائے اور بکری وغیرہ) خریدا جس کا دودھ روک رکھا تھا پس اس نے اس کا دودھ دوہا تو پھر اسے اختیار ہے: اگر چاہے تو وہ اسے لے لے، اور اگر چاہے تو اسے واپس لوٹا دے، اور اس کے ساتھ ایک صاع (تقریباً سوادو گلو) کھجور بھی دے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اشْتَرَى مُصْرَاءً فَحَلَبَهَا فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَخَذَهَا وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَمَعَهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ ②

[۴۳۴/۴۶۷]..... وَقَالَ مَعْمَرٌ، عَنْ مَنْ.....
 سَمِعَ الْحَسَنَ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: حَلَبَهَا ثَلَاثًا. ③
 حسن بصری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مثل بیان کرتے ہیں: اور فرمایا: ”تین بار اس کا دودھ دوہے۔“

[۴۳۵/۴۹۱]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو، وَمُحَمَّدٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جس نے ایسی اونٹنی یا بکری خریدی جس کے تھنوں میں دودھ روک رکھا گیا تھا، پس اس نے اس کا دودھ دوہا تو اسے دونوں اختیارات میں سے ایک اختیار کا حق ہے، اگر وہ چاہے تو اسے رکھ لے اور اگر چاہے تو اسے واپس کر دے اور اس کے ساتھ غلے کا ایک برتن بھر کر دے۔“ عوف نے بیان کیا: یہ تب ہے جب اس کے

① بخاری، کتاب البیوع، باب النهی للبائع أن لا يحفل الابل والبقر الخ: رقم: ۲۱۵۰، ۲۱۴۸۔ مسلم، کتاب البیوع، باب حکم بیع المعرأة: رقم: ۱۵۲۴۔ سنن ابوداؤد: رقم: ۳۴۴۴۔ سنن ترمذی: رقم: ۱۲۵۲۔ مسند احمد: ۲/ ۴۳۰۔
 ② تقدم تخريجه: ۱۶۱۔
 ③ انظر ما قبله۔
 ④ تقدم تخريجه: ۱۶۱-۱۶۲۔

دودھ میں کمی واقع ہو، حسن ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی مثل فرمایا ہے۔

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ خریدار کو دھوکا دینے کے لیے اونٹنی، گائے، بھینس، بکری وغیرہ کانتھوں میں دودھ روک لینا حرام ہے اور اگر کوئی ایسا کرے تو خریدار کو اختیار ہے کہ تین دنوں کے اندر اندر وہ جانور واپس کر دے۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی ایسی بکری خرید لی جس کا دودھ روکا گیا تھا تو اسے تین دن تک اختیار ہے اگر وہ چاہے تو واپس کر دے اور ایک صاع کھانا بھی ساتھ لوٹائے۔“

(مسلم، کتاب البیوع، رقم: ۱۵۲۴۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۴۴۴)

ایک صاع طعام ان کے درمیان جھگڑا ختم کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ کیونکہ تھنوں میں خریدتے وقت کچھ دودھ رکا ہوا تھا اور کچھ خریدار کے پاس جا کر تیار ہوا، اب یہ تمیز مشکل ہے کہ کتنا دودھ جانور کے ساتھ خریدا ہے اور کتنا بعد میں تیار ہوا اور اس مشکل کو ایک صاع کھجور مقرر کر کے حل کر دیا گیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما جمہور علماء، صحابہ و تابعین کا موقف اسی حدیث کے مطابق ہے۔

لیکن احناف نے کہا ہے کہ اس عیب کی وجہ سے نہ تو بیع کو فسخ کرنے کا کوئی اختیار ہے اور نہ ہی کھجور کا ایک صاع لوٹانا واجب ہے۔ (بداية المجتهد: ۱۴۴/۲۔ المغنی: ۲۱۶/۶۔ کتاب الام: ۸۲/۳)

مذکورہ حدیث کو رد کرنے کے لیے احناف نے یہ عذر پیش کیا ہے کہ اس حدیث کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فقیہ نہیں تھے۔ اس لیے ان کی وہ روایت جو قیاس جلی کے خلاف ہوگی قابل قبول نہیں ہوگی۔ حقیقتاً یہ روایت قیاس کے عین مطابق اور اس کے راوی ابو ہریرہ فقیہ الائمہ کے لقب سے ملقب ہیں اور یہ حدیث مضطرب ہے نہ منسوخ۔ (اعلام الموقعین: ۲۲۰/۲)

لیکن مذکورہ حدیث کو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے بھی روایت کیا ہے اور اسی کے مطابق فتویٰ بھی دیا ہے جو احناف کے نزدیک فقہ اور اجتہاد میں امام تھے۔ (دیکھئے: فتح الباری: ۱۰۶، ۱۰۲/۵۔ نیل الاوطار: ۵۹۸/۳)

[۱۴۰/۴۳۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ.....

حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ مُعَاوِيَةَ الْمَهْدِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ: يَا مَهْدِيُّ، نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ كَسْبِ الْحَجَامِ، وَعَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَعَنْ كَسْبِ الزَّمَارَةِ، وَعَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ. ①

معاویہ المہدی نے بیان کیا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے مجھے کہا: اے مہدی! رسول اللہ ﷺ نے چھپنے لگانے والے کی کمائی کتے کی قیمت، بانسری بجانے والے پیشے کی کمائی اور سانڈ کی جفتی کرانے کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

① سنن نسائی، کتاب البیوع، باب بیع ضراب الجمل، رقم: ۴۶۷۳۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح، مسند احمد:

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا سینگے لگانا، کتے کی قیمت لینا اور بانسری بجا کر اور سانڈ کی جفتی کے پیسے لینے جائز نہیں ہے۔

(۱)..... سینگے لگانے کے پیسے لینے سے منع فرمایا۔ لیکن صحیح بخاری میں ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پچھنا لگایا تو آپ نے ایک صاع کھجور (بطور اجرت) انہیں دینے کے لیے حکم فرمایا۔ (بخاری، رقم: ۲۱۰۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سینگے لگانے کی اجرت لینا جائز ہے۔ کیونکہ اگر جائز نہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ ابو یوسف رضی اللہ عنہ کو نہ دیتے اور منع فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ضرورت کے بغیر لینا جائز نہیں۔

(۲)..... معلوم ہوا کہ کتے کی قیمت لینا جائز نہیں ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شکاری کتے کے علاوہ ہر کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح نسائی، رقم: ۴۳۵۳)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر (استثناء والی) حدیث قابل حجت ہو تو اس حدیث کو مطلق پر محمول کرتے ہوئے یوں کہا جائے گا: شکاری کتے کے علاوہ باقی کتوں کی تجارت حرام ہوگی۔ (نبیل الاوطار: ۵۱۲/۳)

(۳)..... معلوم ہوا کہ بانسری بجانے والے کی کمائی ناجائز ہے، کیونکہ بانسری اور موسیقی کے تمام آلات دین اسلام میں جائز نہیں ہیں، اس لیے ان کے ذریعے حاصل کی گئی آمدن بھی جائز نہیں ہے۔

(۴)..... معلوم ہوا کہ کسی بھی نر جانور کی جفتی کے بدلے معاوضہ وصول کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ جمہور علماء اسی کے قائل ہیں، لیکن امام مالک رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ نر کو جفتی کے لیے معلوم مدت تک اجرت پر دینا جائز ہے۔

جمہور کا موقف راجح ہے۔ (نبیل الاوطار: ۵۱۵/۳)

[۱۵۵/۴۳۷]..... أَخْبَرَنَا مُوسَى الْقَارِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُفْضَلُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا كَثِيرٍ، يَقُولُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اپنے کسی (مسلمان) بھائی کے نر پر نر نہ لگائے حتیٰ کہ وہ خرید لے یا چھوڑ دے، آدمی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح نہ دے حتیٰ کہ وہ نکاح کر لے یا اسے جواب مل جائے، عورت اپنی (مسلمان) بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ اس کی پلیٹ/ برتن کو خالی کر

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَسْتَأْمُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمٍ أَخِيهِ حَتَّى يَشْتَرِي أَوْ يَتْرُكَ، وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَرُدَّ، وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتُفْرَغَ صَحْفَتَهَا؛ فَإِنَّ الْمُسْلِمَةَ أُخْتُ الْمُسْلِمَةِ. ①

① بخاری، کتاب البيوع، باب لا يبيع على بيع أخيه الخ، رقم: ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۷۲۳۔ مسلم، کتاب النکاح،

باب تحريم الخطبة على خطبة الخ، رقم: ۱۴۱۳۔

لے، کیونکہ مسلمان عورت مسلمان عورت کی بہن ہے۔“

نوٹ

(۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی بیع پر بیع نہیں کرنی چاہیے، یہ اس طرح ہے کہ دو آدمیوں نے سودا کر لیا اور اختیار دے دیا کہ اتنے دن تک تجھے اختیار ہے، تو چاہے واپس کر دے یا تو چاہے تو رکھ لے یا اسی طرح وہ چیز فروخت کرنے والا کہتا ہے کہ میں چاہوں تو اتنے دنوں کے اندر اندر تجھ سے چیز واپس لے سکتا ہوں، تو ایک آدمی اس خریدار کو کہتا ہے کہ تو یہ چیز واپس کر دے، میں تجھ کو اس سے بہتر چیز دیتا ہوں یا اس طرح کی چیز اس سے سستی دیتا ہوں یا اسی طرح مالک کو کہے کہ تو چیز واپس لے تو میں تجھ سے اس سے زیادہ قیمت پر خرید لیتا ہوں، یہ جائز نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں۔ (فتح الباری: ۵/۸۸)

(۲) معلوم ہوا منگنی پر منگنی کرنا حرام ہے۔ یہ اس طرح ہے کہ کوئی آدمی کسی گھر میں پیغام نکاح بھیجتا ہے، پھر ان دونوں گھروں میں موافقت ہو جائے، صرف عقد نکاح باقی رہ جائے تو کوئی آدمی بھی پیغام نکاح بھیج دے اور کہے کہ پہلے رشتے کو چھوڑ دو اور مجھ سے نکاح کر دو، ایسا کرنا ممنوع ہے۔ دوسرے آدمی کو صرف اس صورت میں پیغام بھیجنے کی اجازت ہے، جب پہلا آدمی رشتہ چھوڑ دے یا خود اس کی اجازت دے دے جیسا کہ حدیث میں ہے: ((حَتَّى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ)) (بخاری، کتاب النکاح، رقم: ۵۱۴۲).....

”یہاں تک کہ پیغام بھیجنے والا اپنا ارادہ بدل دے۔ یا اسے پیغام نکاح بھیجنے کی اجازت دے دے تو جائز ہے۔“

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: یہ (حدیث اور ایسی تمام) احادیث اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرنے کی حرمت کو ظاہر کر رہی ہیں۔ (شرح مسلم، للنووی: ۵/۲۱۴)

(۳)..... کوئی عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے۔ اس کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

① یہ کہ کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت کہے: تو اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے، پھر میں تجھ سے شادی کروں گی۔ تو ایسا کرنے میں اس کی حق تلفی ہے۔ ② دوسرا یہ کہ عورت اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرے، مقصد یہ ہو کہ سوکن کو شوہر کی طرف سے جو سہولیات اور اخراجات وغیرہ میسر ہیں، وہ بھی اسے ہی مل جائیں تو ایسا کرنا بھی حرام ہے۔

[۱۶۱/۴۳۸]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَايِدٍ وَلَا يَسُومُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: شہری کسی دیہاتی کا مال فروخت کرے، نہ کوئی آدمی اپنے کسی بھائی کے نرخ پر نرخ لگائے اور نہ ہی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح بھیجے، محض قیمت بڑھانے کے لیے قیمت/ بولی نہ

لِتَكْتَفِيَ مَا فِي صَحْفَتِهَا، فَإِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهَا وَلَا تَصْرُؤُوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنْ اشْتَرَى مُصْرَاةً فَهُوَ بِأَخْرِ النَّظْرَيْنِ، فَمَنْ رَدَّهَا رَدَّهَا بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَالرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ. ①

لگاؤ، عورت اپنی (مسلمان) بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے، تاکہ اس کے برتن میں جو کچھ ہے وہ اسے حاصل کر لے، اس کو وہی ملے گا جو کچھ اس کے مقدر میں ہے، اور تم اونٹنیوں اور بکریوں کے تھنوں میں دودھ نہ روک رکھو، پس جو شخص کوئی ایسا جانور خریدے جس کے تھنوں میں دودھ روک لیا گیا ہو تو اسے دو میں سے ایک کے انتخاب کا اختیار ہے، پس جو شخص اسے واپس کرے تو وہ ایک صاع (تقریباً سوا دو کلو) کھجور کے ساتھ واپس کرے، رہن والے جانور پر سواری بھی کی جائے گی اور اس کا دودھ بھی دوھا جائے گا۔“

[۷۸۶/۴۳۹]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ شہری کسی دیہاتی کی طرف سے بیع نہ کرے۔ راوی نے کہا کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ کے فرمان: ”شہری کسی دیہاتی کی طرف سے بیع نہ کرے۔“ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ اس کا ایجنٹ (بروکر) نہ بنے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لَا يَكُنْ لَهُ سِمْسَارًا. ②

..... مذکورہ حدیث میں ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان نہ بیچے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ ایک اجنبی دیہاتی سے یا دوسرے شہر سے ایسا ساز و سامان جس کی سبھی کو ضرورت ہے اس روز کے نرخ کے مطابق فروخت کرنے کے لیے لے کر آتا ہے، مگر اسے شہری کہتا ہے کہ اس سامان کو میرے پاس چھوڑ دو، تاکہ میں اسے بتدریج اعلیٰ نرخ پر بیچ دوں۔ (شرح مسلم للنووی: ۵/۴۲۵)

① بخاری، رقم: ۲۱۴۰، ۲۱۴۸، ۲۱۶۰، ۲۷۲۳، ۲۷۲۷، ۵۱۵۱، ۵۱۵۲۔ مسلم، کتاب النکاح، باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه الخ، رقم: ۱۴۱۳، ۱۵۱۵، ۱۵۲۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۲۲۲۔

② بخاری، کتاب البيوع، باب هل يبيع حاضر لباد الخ، رقم: ۲۱۵۸۔ مسلم، کتاب البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادی، رقم: ۱۵۲۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۴۳۹۔ سنن نسائی، رقم: ۴۵۰۰۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۱۷۷۔ مسند احمد، رقم: ۳۶۸۔

بعض کہتے ہیں کہ شہری آدمی بدوی کو شہر کی مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے راستے ہی میں جا کر ملے، تاکہ بھاؤ کے متعلق غلط بیانی کر کے اس سے سامان ستے داموں خریدے اور اس کی اصل قیمت سے کم قیمت پر اس سے حاصل کرے، شریعت نے منع اس لیے کیا ہے کہ فروخت کرنے والا دھوکہ دہی اور ضرر رسانی سے بچ جائے۔ لیکن اگر شہری دیہاتی کا مال فروخت کرتا ہے بغیر کمیشن اور بغیر کسی لالچ کے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے: ((بَابُ هَلْ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ بِغَيْرِ آجْرٍ؟ وَهَلْ يُعِينُهُ أَوْ يَنْصَحُهُ)) (بخاری، کتاب البیوع: باب ۶۸)..... ”کیا کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان کسی اجرت کے بغیر بیچ سکتا ہے؟“ اور کیا وہ اس کی مدد یا اس کو نصیحت کر سکتا ہے؟

اور نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اس کے ساتھ ذکر کیا: ((إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ))..... ”جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی سے خیر خواہی کا طالب ہو تو اسے چاہیے کہ اس کی خیر خواہی کرے۔“

مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ کوئی کسی بیچ پر بیع نہ کرے اور منگنی پر منگنی نہ کرے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے۔ (دیکھئے اس کے لیے شرح حدیث نمبر ۱۵۵)

اگر جانور خرید لیا واپس کرنا ہے تو ایک صاع ساتھ دے۔ (مزید دیکھئے شرح حدیث نمبر ۶۲)

[۱۹۰/۴۴۰]..... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّمِيمِيُّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پس آپ نے خیانت کا ذکر کیا تو آپ نے اس کی سنگینی بیان کی، پھر فرمایا: ”لوگو! میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں.....“

پس راوی نے آخر تک حدیث جریر (مابعد آنے والی) کے مثل روایت کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا خَطِيبًا فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَذَكَرَ الْعُغُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ، فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ جَرِيرٍ إِلَى آخِرِهِ سِوَاءً. ①

[۱۹۱/۴۴۱]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ اس نے اپنی گردن پر اونٹ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهَا رُغَاءٌ،

فَذَكَرَ مِثْلَهُ إِلَىٰ آخِرِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوْلَاهُ. ①
اٹھا رکھا ہو اور وہ بلبلا رہا ہو۔“ پس راوی نے حدیث کے آخر تک اس کے مثل ذکر کیا، لیکن اس کا اول حصہ ذکر نہ کیا۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے امانت کی اہمیت اور خیانت کرنے والوں کا انجام بد واضح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يُغْلِلَ وَمَنْ يُغْلِلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ (ال عمران: ۱۶۱)

”کسی نبی کو لائق نہیں کہ وہ خیانت کرے اور ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا، پھر ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے۔“
حدیث میں مذکور معاملہ میدان محشر میں پیش آئے گا، تاکہ اس انسان کو ذلیل کیا جائے۔ خیانت کرنا بہت بڑا جرم اور نفاق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”منافق کی نشانیاں تین ہیں: (اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اتَّخَذَ خَانَ) (بخاری، رقم: ۳۴) ”جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے تو اس کا خلاف کرے اور جب اس کو امانت دار سمجھا جائے تو خیانت کرے۔“

قرآن مجید میں اللہ ذوالجلال نے مومنوں کی صفتوں کا تذکرہ کیا تو فرمایا: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لَا مَانِيَهُمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (المؤمنون: ۱-۱۱) یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی (ایمان والے وہ ہیں) جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔“ اور یہی وارث ہیں۔ جو فردوس کے وارث ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

[۱۹۸/۴۴۲] أَحْبَبْنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ بَانْدِيٍّ (كِي بَدَارِيٍّ) كِي كَمَايٍّ سَعْيًا فَرَمَايَةً.
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندیوں (کی بدکاری) کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔
كَسْبِ الْإِمَاءِ. ②

① السابق.

② بخاری، کتاب الاجارة، باب كسب البغى والاماء، رقم: ۲۲۸۳۔ سنن ابوداؤد، کتاب الاجارة، باب فى سب الاماء، رقم: ۳۴۲۵۔ مسند احمد: ۲/ ۲۸۷۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۵۱۵۸، سنن دارمی، رقم: ۳۶۰۲۔

[۵۱۲/۴۴۳]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، يَقُولُ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَيِّدُنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضي الله عنه بَيَّانَ كَرْتِي هِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم نِي بَانْدِيؤِي كِي كَمَائِي سِي مَنَعِ فَرَمَائِي هِي۔
كَسْبِ الْإِمَاءِ. ①

ترجمہ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا لونڈیوں سے بدکاری کرا کے مال حاصل کرنا حرام ہے۔ دور جاہلیت میں لوگ اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرتے تھے، اسلام نے نہایت سختی کے ساتھ اس کام سے روکا اور ایسی کمائی کو حرام قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِنَبْتِغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (النور: ۳۳)..... ”تمہاری جو لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہیں انہیں دنیا کی زندگی کے فائدے کی غرض سے بدکاری پر مجبور نہ کرو اور جو انہیں مجبور کر دے تو اللہ تعالیٰ ان پر جبر کے بعد بخش دینے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔“

[۲۲۶/۴۴۴]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، يُحَدِّثُ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلْيُورَثِيهِ، وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَلْيَأْتِنَا. ②
سَيِّدُنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضي الله عنه نِي كَمَا، رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم نِي فَرَمَائِي: ”جو مال چھوڑ کر فوت ہو تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے اور جو قرض چھوڑ جائے تو وہ ہمارے ذمے ہے۔“

ترجمہ:..... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جو میت مال چھوڑ کر جائے، وہ اس کے ورثاء میں ہی تقسیم کیا جائے گا۔

(۲)..... مذکورہ حدیث سے نبی مکرم صلى الله عليه وسلم کی امت پر شفقت اور مہربانی کا بھی اثبات ہوتا ہے، فرمایا: جس نے قرض یا اولاد چھوڑی تو وہ ہمارے ذمہ ہے۔ معلوم ہوا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی مقروض مر جائے تو اس کا قرض ادا کرے اور بے سہارا چھوٹے بچوں اور بیواؤں کی کفالت کرے۔ لیکن اگر حکومت قرض ادا نہ کرے تو جو اس کی وراثت ہے، پہلے اس سے قرض ادا کیا جائے، بعد میں اس کی وراثت تقسیم کی جائے۔

① السابق.

② بخاری، کتاب الكفالة، باب الدين، رقم: ۲۲۹۸۔ سنن ابوداود، رقم: ۲۹۵۵۔ مسند احمد: ۲ / ۲۸۷۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۵۰۵۴.

جیسا کہ ایک روایت میں ہے سیدنا سعد بن اطول رضی اللہ عنہ کا بھائی تین سو درہم ترکہ چھوڑ کر فوت ہو گیا، چونکہ میت کے اہل و عیال بھی تھے تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے عیال پر یہ درہم خرچ کرنے کا ارادہ کیا تو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک تمہارا بھائی اپنے قرض کی وجہ سے روک دیا گیا ہے اس کی طرف سے (پہلے) قرض ادا کرو۔“ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۴۳۳۔ مسند احمد: ۷/۵)

[۲۲۷/۴۴۵]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، يُحَدِّثُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارتی قافلوں کو منڈی تک پہنچنے سے پہلے راستوں میں جا کر ملنے، محض قیمت بڑھانے کے لیے بولی لگانے اور دودھیل جانوروں کا دودھ روکنے سے منع فرمایا ہے، اور یہ کہ عورت اپنی (مسلمان) بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے اور یہ کہ آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کے نرخ پر نرخ نہ لگائے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا محض قیمت بڑھانے کے لیے بولی لگانا جائز نہیں ہے۔ یہ اس طرح ہے کہ کوئی آدمی وہ چیز خود تو خریدنا نہیں چاہتا، لیکن لوگوں کو پھسانے کے لیے بولی لگاتا ہے اور لوگوں کو ابھارتا ہے۔ اور بائع کے ساتھ یہ لوگ ملے ہوتے ہیں اور گناہ میں یہ دونوں برابر کے شریک ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بائع کو علم نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں یہ بولی لگانے والا ہی گناہ گار ہوگا۔

(مزید دیکھیے فتح الباری: ۹۰/۵۔ تحفۃ الاحوذی: ۶۰۳/۴، مذکورہ بالا حدیث کی مکمل شرح کے لیے دیکھیے حدیث و شرح: ۱۵۵۔ ۱۶۱)

[۳۵۶/۴۴۶]..... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ، وَهُوَ ابْنُ عَزْوَانَ، عَنْ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چاندی چاندی کے بدلے میں برابر برابر ہم وزن بیچ کی جائے، پس جو زائد ہو تو وہ سود ہے اور سونا سونے کے بدلے میں برابر برابر ہم وزن بیچ

① بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الطلاق، رقم: ۲۷۲۷۔ مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع

وَزَنًا بِوَزْنٍ فَمَا زَادَ فَهُوَ رِبًا، وَلَا تَبَاعُ تَمْرَةٌ
 حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحَهَا. ①
 جائے حتیٰ کہ ان (کے پکنے) کی صلاحیت ظاہر ہو جائے۔“

فوائد: (۱) سود کی دو اقسام فقہاء نے بیان کی ہیں:

(۱) ربا الفضل: ایک جنس کی دو اشیا کو کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا۔

(۲) ربا النسیئہ: اس میں کمی بیشی تو نہ ہو لیکن ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار کا معاملہ ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے اور نمک کے بدلے برابر برابر اور نقد بققد (فروخت کیا جائے) اگر اجناس مختلف ہوں تو پھر جیسے چاہو فروخت کرو بشرطیکہ قیمت کی ادائیگی نقد بققد ہو۔ (مسلم، کتاب المساقاة، رقم: ۱۵۸۷)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جن چھ اشیاء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کا آپس میں ہم جنس سے یعنی سونے کا سونے سے اور چاندی کا چاندی سے مبادلہ میں کمی بیشی حرام ہے اور دوسری بات اگر برابر برابر بھی ہو تو شرط یہ ہے کہ نقد بققد ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے: سونا سونے کے بدلہ میں وزن میں برابر برابر اور قسم میں ایک ہو، چاندی چاندی کے بدلہ میں وزن میں برابر برابر اور قسم میں ایک جیسی ہو، پھر اگر کوئی زیادہ لے یا زیادہ دے تو وہ سود ہے۔

(مسلم، کتاب المساقاة، رقم: ۱۵۸۸)

اور اگر اجناس مختلف ہوں تو پھر کمی بیشی جائز ہے۔ مثلاً ایک صاع کھجوریں دے کر دو صاع گندم لینا، لیکن شرط یہ ہے کہ ان کی قیمت نقد ادا کی جائے یا وہ چیز نقد دی جائے اور اگر ادھار ہو تو فریقین کی رضا مندی اور جنس و دت کا تعین ضروری ہے۔

(۲) مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کھجوروں کی بیع نہیں کرنی چاہیے، جب تک ان کے پکنے کی صلاحیت ظاہر نہ ہو۔ کیونکہ ممانعت کا سبب دھوکہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔

(مسلم، رقم: ۱۵۱۳ - سنن ابوداؤد، رقم: ۳۳۷۶)

[۴۱۱/۴۴۷] أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ مُحَمَّدٍ.....

عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ: قَالَ أَهْلُ مَدِينَةَ كَيْفَ شَخْصٍ نَعَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَعَى:

① مسلم، کتاب المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق، رقم: ۱۵۸۸ - سنن ترمذی، رقم: ۱۲۴۰ -

سنن نسائی، رقم: ۴۵۶۹ - مسند احمد: ۲ / ۲۶۲.

”جس نے چوری کا مال خریدا جبکہ وہ جانتا ہے کہ وہ چوری کا مال ہے تو وہ اس کے عار اور گناہ میں برابر کا شریک ہے۔“

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اشْتَرَى سَرِقَةً وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهَا سَرِقَةٌ فَقَدْ شَرَكَ فِي عَارِهَا وَإِثْمِهَا. ①

[۴۴۸/۴۱۲]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدِ الرَّجِيِّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ مَوْلَى لِلْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ شُرْحَبِيلٌ حَدَّثَهُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ چوری کا مال ہے چوری کا مال خریدا تو وہ اس کے عار اور گناہ میں برابر کا شریک ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اشْتَرَى سَرِقَةً وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهَا سَرِقَةٌ فَقَدْ شَرَكَ فِي عَارِهَا وَإِثْمِهَا. ②

[۴۴۹/۴۲۵]..... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِي بَكْرٍ التَّمِيمِيِّ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو بیع بری ہیں: کھانے اور غلام کی بیع۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بِئْسَ الْبَيْعَتَانِ بَيْعُ الطَّعَامِ وَبَيْعُ الرَّقِيقِ. ③

[۴۵۰/۴۳۴]..... أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَطَاءَ الْخُرَّاسَانِيَّ، يُحَدِّثُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں میراث، شراکت اور بیع الغنائم کے علاوہ دیگر چیزوں میں نیلامی سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْمَزَايِدَةِ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: الْمِيرَاثِ وَالشَّرِكَةِ وَبَيْعِ الْغَنَائِمِ. ④

① ضعيف الجامع الصغير، رقم: ۵۴۲۱۔ مستدرک حاکم: ۲/ ۴۱۔ ضعيف ترغيب و ترهيب، رقم: ۱۰۷۴۔
 ② السابق = اس میں مسلم بن خالد زنجی، صدوقٌ كثيرٌ الأوهام ہے۔ (تقريب التهذيب: ۶۶۲۵) شرحبیل مولى انصار بھی ضعيف ہے۔ (تهذيب: ۲۷۶۴)۔

③ مصنب ابن ابی شیبہ، فی التفريق بين الوالدو والده، رقم: ۲۲۸۳ بلفظ انماکر هوا بیع الرقیق۔ بخاری میں بھی ”باب الرقیق“ ہے۔ مذکورہ روایت کے الفاظ مسند اسحاق کے ہیں۔ واللہ اعلم۔

④ مسند احمد: ۲/ ۷۱۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ ضعيف۔ سنن دارقطنی: ۳/ ۱۱۔

[۴۹۷/۴۵۱]..... أَخْبَرَنَا النَّصْرُ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ رَجُلٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبَاسِ ابْرِهْرِيهٖ ۙ لِيُذَكَّرَ بِمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُ مِنَ الْبِئْسِ وَالْأَحْبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَعَنِ اللَّمَسِ وَالنَّبْدِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے لباس اور دو قسم کی بیچ سے منع فرمایا، چادر کو اس انداز سے جسم پر لپیٹنا کہ ہاتھوں اور بازوؤں کو حرکت دینا مشکل ہو جائے اور ایک کپڑے میں اس طرح بیٹھنا کہ اعضائے مستورہ ظاہر ہونے کا اندیشہ ہو، اور بیچ ملامسہ اور

منابذہ سے منع فرمایا۔“

..... (۱) مذکورہ حدیث میں دو طرح کے لباس اور دو قسم کی تجارت سے منع کیا گیا ہے۔

منوع لباس: صرف تہبند اپنے شانوں پر ڈال کر نماز پڑھنا شرعاً ممنوع ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں فرماتے ہیں: نبادہ کندھوں پر ڈالنے سے رکوع و سجود کے وقت وہ گر پڑتا ہے اور نمازی ان کو بار بار سنبھالتا ہے۔ جو نماز سے توجہ منتشر کرنے کا باعث ہے۔ البتہ کندھوں پر اس طرح ڈال لیں کہ وہ پھر ہلتے ہوئے گرے نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (مترجم صحیفہ ہمام بن منبہ: ۱۶۲)

(۲)..... ایسا لباس جس میں آدمی برہنہ ہو، شرعاً منع ہے۔ اور حدیث میں لفظ الاحتباء استعمال ہوا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی اپنی سرین کے بل بیٹھے اور اپنی پنڈلیوں کو کھڑا رکھے اور ایسی حالت میں اپنے اوپر صرف ایک کپڑا لپیٹ لے۔ اہل عرب اپنی مجالس میں ایسے بیٹھا کرتے تھے، چونکہ اس طرح بیٹھنے میں شرمگاہ کھلی نظر آنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہذا اس طرح بیٹھنے سے اور ایک کپڑا جس سے شرمگاہ کھلے نظر آنے کا اندیشہ ہو، پہننے سے منع فرمایا۔

(صحیفہ ہمام بن منبہ، رقم الحدیث: ۱۳۷، ص: ۴۸۱، طبع: انصار السنہ)

اور ملامسہ اور منابذہ، ان دونوں بیچ کی تفسیر صحیح بخاری میں یوں بیان ہوئی ہے۔

منابذہ:..... اس کا طریقہ یہ تھا کہ ایک آدمی بیچنے کے لیے اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف (جو خریدار ہوتا) پھینکتا اور اس سے پہلے کہ وہ اسے لٹے پٹے یا اس کی طرف دیکھے (صرف پھینک دینے سے وہ بیچ لازم سمجھی جاتی تھی) بیع ملامسہ:..... کپڑے کو بغیر دیکھے صرف اسے چھو دینا (اور اسی سے بیچ لازم ہو جاتی تھی)۔

(بخاری، کتاب البیوع، رقم: ۲۱۴۴)

① بخاری، کتاب البیوع، باب بیع المنابذہ، رقم: ۲۱۴۷۔ مسلم، کتاب اللباس والزینہ، باب النهی عن اشتمال الصماء الخ، رقم: ۲۰۹۹۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۴۶۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۲۳۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم:

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بیع ملامسہ اور منابذہ سے روکنے کا سبب دھوکہ، جہالت اور خیار مجلس کا ابطال ہے۔

(نیل الاوطار: ۳/ ۵۲۱)

[۵۴۲/۴۵۲]..... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ.....

حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ مُعَوِذِ بْنِ عَفْرَاءَ - حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ مُعَوِذِ بْنِ عَفْرَاءَ - قَالَتْ: دَخَلْتُ أَنَا وَنِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ مُحَرَّبَةَ أُمِّ أَبِي جَهْلٍ، وَكَانَ ابْنُهَا عِيَّاشُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ يَبْعُثُ إِلَيْهَا الْعِطْرَ مِنَ الْيَمَنِ فَتَبِعَهُ إِلَى الْأَعْطِيَةِ، قَالَتْ: فَاشْتَرَيْتُ مِنْهَا، فَوُزِنَ لِي، وَجَعَلْتُهُ فِي قَوَارِيرِي، كَمَا وَزَنَ لِصَاحِبَتِي، فَقَالَتْ لِي: اكْتَبِي لِي عَلَيْكَ حَقِّي، فَقُلْتُ لَهَا: اكْتُبْ عَلَيَّ الرَّبِيعُ بِنْتِ مُعَوِذِ بْنِ عَفْرَاءَ؟ فَقَالَتْ لِي: إِنَّكَ لَبِنْتُ قَاتِلِ سَيِّدِهِ، فَقُلْتُ: لَا، وَلَكِنِّي بِنْتُ قَاتِلِ عَبْدِهِ، فَقَالَتْ: وَاللَّهِ لَا أَيْعُكَ أَبَدًا، فَقُلْتُ: وَأَنَا وَاللَّهِ لَا أَشْتَرِي مِنْكَ شَيْئًا أَبَدًا، فَوَاللَّهِ مَا هُوَ بِطَيِّبٍ وَلَا عَرَفَ ثُمَّ قَالَتْ: أَيُّ بَنِيَّ وَاللَّهِ مَا شَمِمْتُ طَيِّبًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْهُ، وَلَكِنَّهَا حِينَ قَالَتْ مَا قَالَتْ غَضِبْتُ، فَقُلْتُ مَا قُلْتُ. ①

سیدہ ربیع بنت معوذ ابن عفراء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں اور انصار کی چند خواتین اسماء بنت مخزومہ ابو جہل کی والدہ، کے ہاں گئیں، اس کا بیٹا عیاش بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ یمن سے ان کی طرف عطر بھیجتا تھا، اور وہ اسے مشاہرہ لینے والی کے ہاں بیچ دیا کرتی تھیں، انہوں نے کہا: میں نے ان سے عطر خریدا تو انہوں نے مجھے تول کر دیا، میں نے اسے اپنی شیشیوں میں ڈال لیا، جس طرح میری ساتھ والی کے لیے وزن کیا تھا، انہوں نے مجھے کہا: تم پر میرا جو حق ہے وہ مجھے لکھ دیں، میں نے انہیں کہا: ربیع بنت معوذ ابن عفراء کے ذمے لکھو، انہوں نے کہا: تم تو اس کے سردار کے قاتل کی بیٹی ہو، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو قاتل نہیں ہوں، لیکن میں اس کے غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں یہ تمہیں کبھی بھی فروخت نہیں کروں گی، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تم سے کبھی کوئی چیز نہیں خریدوں گی، اللہ کی قسم! وہ تو کوئی خوشبو بھی نہیں، پھر کہا: بیٹی! اللہ کی قسم! میں نے اس سے بہتر خوشبو کبھی بھی نہیں سونگھی، لیکن جس وقت انہوں نے جو کچھ کہا تھا میں ناراض ہو گئی تھی، جس وجہ سے بس میں نے بھی جو کچھ کہا وہ کہہ دیا۔“

[۷۲۷/۴۵۳]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَمَّاسِ، عَنِ ابْنِ جَعْدُبَةَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ.....
 عَنِ زَيْنَبَ امْرَأَةَ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهَا حِلَابَ أَرْبَعِينَ وَسَقًا مِنْ تَمْرٍ وَعَشْرِينَ وَسَقًا مِنْ شَعِيرٍ بِحَيْرٍ، فَأَتَاهَا عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فَقَالَ لَهَا: إِنَّ وَفَيْتُكَهَا هَاهُنَا بِالْمَدِينَةِ، وَأَتَوْفَاهَا مِنْكَ بِحَيْرٍ، فَقَالَتْ: حَتَّى أَسْأَلَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَكَرِهَهُ وَقَالَ: كَيْفَ بِالضَّمَانِ قَالَ وَكِيعٌ: وَهَذِهِ السَّفْتَجَةُ وَهِيَ مَكْرُوهَةٌ. ①

سیدنا عبداللہ ﷺ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں خیبر میں چالیس وسق کھجور اور بیس وسق جو کا حصہ دیا، عاصم بن عدی ان کے پاس آئے تو انہیں کہا: اگر میں یہی چیز آپ کو یہاں مدینہ میں دے دوں اور وہ آپ سے خیبر میں لے لوں، تو انہوں نے فرمایا: میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھ لوں، انہوں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے اسے ناپسند فرمایا، اور فرمایا: ضمان کا کیا بنے گا؟ وکیع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ہنڈی ہے اور وہ مکروہ ہے۔

[۷۸۲/۴۵۴]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ طَاوُوسٍ، عَنِ أَبِيهِ.....
 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا، فَلَا يَبْعُهُ حَتَّى يَكْتَاهَهُ. قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: لِمَ؟ قَالَ: أَلَا تَرَاهُمْ يَبَايِعُونَ بِالذَّهَبِ وَالطَّعَامِ مُرَجًّا؟ ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جو شخص غلہ خریدے تو وہ اسے فروخت نہ کرے حتیٰ کہ وہ اسے ناپ لے۔“ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کیوں؟ فرمایا: کیا تم انہیں دیکھتے نہیں کہ وہ اشرفیوں (سونے) کے بدلے میں بیع کیا کرتے تھے جبکہ غلہ آنے کی ابھی امید ہی ہوتی تھی۔

[۷۸۳/۴۵۵]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ طَاوُوسٍ.....
 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَا الَّذِي نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُقْبَضَ، فَالطَّعَامُ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے قبضہ میں لینے سے پہلے جس چیز کی بیع سے منع فرمایا ہے، وہ صرف غلہ ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ہر

① مصنف عبدالرزاق، رقم: ۴۶۴۳۔ اسنادہ ضعیف جداً۔

② مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم: ۱۵۲۵۔ سنن ابوداؤد، کتاب البیوع، باب بیع الطعام قبل ان يستوفى، رقم: ۳۴۹۶۔ سنن نسائی، رقم: ۴۵۹۷۔ مسند احمد: ۱/ ۳۵۶۔

أَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ. ①
 چیز کو غلے کے مقام پر ہی سمجھتا ہوں۔
 [۷۸۴/۴۵۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُوسٍ، عَنِ أَبِيهِ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ. ②
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص غلہ خریدے تو وہ اسے فروخت نہ کرے حتیٰ کہ اسے قبضے میں لے لے۔“ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ہر چیز کو غلے کے مقام پر ہی خیال کرتا ہوں۔

فوائد

..... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا مال کو قبضے میں لینے سے پہلے اس کی بیع جائز نہیں ہے۔ اگر قبضے میں ہو تو کسی وقت بھی آگے فروخت کر سکتا ہے، اسی طرح گوداموں میں پڑے مال کو فروخت کرنا کہ جس پر گاہک لگتے رہتے ہیں جبکہ کوئی بھی خریدار مال وہاں سے نہیں اٹھاتا، جبکہ بسا اوقات بتائی گئی چیز بھی وہاں کم ہوتی ہے اور اس کا نقصان آخر میں خریدنے والے کو ہوتا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو قیاس کیا، وہ ان احادیث کا علم نہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ حالانکہ احادیث میں موجود ہے کہ کوئی بھی چیز قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی معظم ﷺ نے سودے کو اسی جگہ بیچنے سے منع فرمایا ہے، جہاں اسے خریدا جاتا، حتیٰ کہ اسے اپنے گھروں کی طرف لے جائیں۔ (صحیح ابوداؤد، رقم: ۲۹۸۸)

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ جب تم کوئی چیز خریدو تو اسے قبضے میں لینے سے پہلے فروخت نہ کرو۔ (مسند احمد: ۴۰۳/۳)

[۷۸۵/۴۵۷]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُوسٍ، عَنِ أَبِيهِ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ. ③
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے تجارتی قافلوں کو مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے راستوں میں جا کر ملنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد

..... مذکورہ حدیث میں قافلوں کو جا کر ملنے کی ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ شہری آدمی بدوی کو شہر کی

① مسلم، کتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۴۹۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۲۹۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۲۲۷۔

② بخاری، کتاب البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۴۹۲، ۳۴۹۵، ۳۴۹۸، ۳۴۹۹۔

③ مسلم، کتاب البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۴۳۷، ۳۴۴۳۔

خَرَجًا مَعْلُومًا. ① اس کا مقرر کردہ ٹھیکہ وصول کرے۔“

فوائد: معلوم ہوا زمین کو بلا معاوضہ کاشتکاری کے لیے دینا مالک کے اختیار میں ہے، لیکن اگر ٹھیکہ لیا جائے تو اس میں شرعی طور پر کوئی حرج نہیں ہے۔ گویا بلا معاوضہ دینا قرض حسنہ کی سی صورت ہے جس میں صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

[۸۲۷/۴۶۰]..... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُؤُسٍ.....
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَلْعُمْرَى لِمَنْ سَيِّدِنَا ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَبِيَانِ كَمَا: عُمْرَى اسِي كَلِي لِي لِي هِي
أَعْمَرَهَا، وَالرُّقْبَى لِمَنْ أَرَقَبَهَا، وَالْعَائِدُ جَس كَلِي لِي لِي هِي كَمَا: عُمْرَى اسِي كَلِي لِي لِي هِي
فِي هَبْتِهِ، كَالْعَائِدِ فِي قَيْتِهِ. ②
لیے عمری کیا گیا۔ اور اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کی طرح ہے۔

فوائد: (۱) عمریٰ عمر سے ماخوذ ہے، یعنی وہ جو عمر بھر کے لیے دے دی جائے، یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے آدمی کو گھر دیتا تو کہتا کہ میں اسے یہ گھر عمر اور زندگی کی موت تک کے لیے مباح قرار دیا ہے اور کہا جاتا کہ یہ فلاں کے لیے عمریٰ ہے۔

(۲) رقبیٰ: مراقبہ سے ماخوذ ہے، اس کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں چیز دینے والا اور لینے والا دونوں ایک دوسرے کی موت کا انتظار کرتے ہیں، تاکہ وہ چیز زندہ کی طرف لوٹ آئے۔ یہ اس طرح ہے کہ ایک شخص کسی کو کچھ ہبہ کرے اس شرط پر کہ اگر تم پہلے فوت ہو گئے تو یہ چیز میری طرف لوٹ آئے گی اور اگر میں پہلے فوت ہو گیا تو یہ تمہاری ہو جائے گی۔ (نیل الاوطار: ۴۳۳-۴۳۴۔ المنجد، ص: ۵۸۲)

راجح مذہب یہی ہے کہ عمریٰ یا قعی کے نام سے جو ہدیہ دیا جائے گا وہ ہمیشہ کے لیے اس کا ہوگا جس کو دیا جائے۔

(۳) ہبہ دے کر واپس لینا جائز نہیں ہے۔ جس طرح قے کو چاٹنا قبیح عمل ہے گویا تحفہ دے کر واپس لینا

انتہائی برا عمل ہے۔

[۸۳۲/۴۶۱]..... أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَسَدِيُّ - وَهُوَ ابْنُ عَلِيَّةَ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ.....

① بخاری، کتاب المزارعة، باب اذا لم يشترط السنين الخ- رقم: ۲۳۳۰- مسلم، کتاب البيوع، باب الارض تمنح، رقم: ۱۵۵۰- سنن ابوداود، رقم: ۳۳۸۹- سنن نسائی، رقم: ۳۸۷۳- سنن ابن ماجه، رقم: ۲۴۶۴- مسند احمد: ۱/ ۲۳۴- سنن کبریٰ بیہقی: ۶/ ۱۳۳.

② سنن نسائی، کتاب الرقبی، باب ذکر الاختلاف علی بن ابی نجیح الخ، رقم: ۳۷۱۰- قال الشيخ الالبانی: صحیح- مسند احمد: ۱/ ۲۵۰.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ سال، دو سال یا تین سال کے لیے پھلوں کی پیشگی رقم دے کر بیع کیا کرتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کھجوروں کی بیع سلف کرے تو وہ معین ناپ اور معین وقت تک کے لیے کرے۔“

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْمَدِينَةَ، وَالنَّاسُ يَسْلِفُونَ فِي الثَّمَارِ، الصَّاعُ وَالصَّاعَيْنِ أَوْ الثَّلَاثَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَسْلَمَ فِي تَمْرٍ، فَبِكَيْلٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ. ①

[۸۳۳/۴۶۲]..... أَخْبَرَنَا الْمَلَائِيُّ، نَا سُفْيَانُ.....

ابن ابی نَجِیح نے اس اسناد سے اسی حدیث سابق کی مثل روایت کیا ہے۔

عَنْ ابْنِ أَبِي نُجَيْحٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ②

[۸۳۴/۴۶۳]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ.....

ابن ابی نَجِیح نے اس اسناد سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

عَنْ ابْنِ أَبِي نُجَيْحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ③

[۸۳۵/۴۶۴]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنْ ابْنِ أَبِي نُجَيْحٍ.....

ابوالمہال نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي الْمُهَالِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذَلِكَ. ④

نوٹ:..... مذکورہ حدیث میں بیع سلم اور سلف کا تذکرہ ہے۔ یہ اس طرح ہے کہ قیمت پہلے وصول کر لینا اور چیز جو وقت مقرر کیا ہوتا ہے، اس وقت ادا کرنا یہ بیع جائز ہے۔ بشرطیکہ بیچ اور خریدی جانے والی چیز کی مقدار کی نوعیت اور مطلوبہ چیز کی ادائیگی اور وصولی کا وقت اور دیگر ایسی چیزیں جن میں اختلاف ہونے کا خدشہ ہے۔ ان کا پہلے سے تعین کر لینا چاہیے۔ حقیقت میں یہ بیع معدوم ہونے کی وجہ سے ناجائز تھی، لیکن اقتصادی مصالح کے پیش نظر لوگوں کے لیے نرمی اور ان پر آسانی کرتے ہوئے اسے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔ (بدایۃ المحتجد: ۱۹۹/۲۔ المغنی: ۴/۲۷۵)

① بخاری، کتاب البیوع، باب السلم، فی وزن معلوم، رقم: ۲۲۴۰۔ مسلم، کتاب المساقاة، باب السلم، رقم: ۱۶۰۴۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۴۶۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۱۱۔ سنن نسائی، رقم: ۴۶۱۶۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۲۸۰۔ مسند احمد: ۱/۲۲۲۔

④ السابق.

③ السابق.

② السابق.

[۸۳۹/۴۶۵]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَفِيعٍ.....

عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الشَّرِيكُ شَفِيعٌ، وَالشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ. فَقَالَ عَطَاءٌ: إِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْأَرْضِ، فَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: لَا أَمْ، وَمَا يُدْرِكُ. ①

ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراکت دار شفیع ہوتا (شفعہ کا حق رکھتا) ہے اور شفیعہ ہر چیز میں ہوتا ہے۔“

عطاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ (شفعہ) صرف زمین میں ہوتا ہے، تو ابن ابی ملیکہ نے کہا: نہیں، تجھے کیا پتہ ہے۔

[۸۴۰/۴۶۶]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةَ، نَا عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَفِيعٍ قَالَ.....

سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشُّفْعَةُ فِي الْعَبْدِ، وَفِي كُلِّ شَيْءٍ. ②

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شفعہ غلام میں اور ہر چیز میں ہوتا ہے۔“

[۸۴۱/۴۶۷]..... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، نَا أَبُو حَمَزَةَ السَّكْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَفِيعٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الشَّرِيكُ شَفِيعٌ، وَالشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ فرماتے ہیں: ”شراکت دار حق شفیعہ والا ہوتا ہے اور شفیعہ ہر چیز میں ہوتا ہے۔“

..... معلوم ہوا شفیعہ ہر چیز میں ہو سکتا ہے۔ شفیعہ کے لیے شریک ہونا ضروری ہے۔ جب مال تقسیم ہو جائے اور حدود کا تعین ہو جائے تو شفیعہ کا حق ہو جاتا ہے۔

[۹۷۲/۴۶۸]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تُوْفِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنْ يَهُودٍ بِثَلَاثِينَ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ، أَخَذَهَا طَعَامًا لِأَهْلِهِ. ④

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو آپ کی زرہ تیس صاع جو کے عوض، جو کہ آپ نے اپنے اہل خانہ کے کھانے کے واسطے لیے تھے، ایک یہودی شخص کے ہاں گروی تھی۔

① سنن ترمذی، رقم: ۱۳۷۱۔ معجم طبرانی کبیر: ۱۱/ ۱۲۳۔ ضعیف الجامع الصغیر، رقم: ۳۴۳۵۔ سلسلہ ضعیفہ، رقم: ۱۰۰۹۔ ② السابق۔ ③ السابق۔

④ سنن ترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی الرخصة فی الشراء الی اجل، رقم: ۱۲۱۴۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۱/ ۳۰۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۴۳۹۔ سنن کبری بیہقی: ۶/ ۳۶۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کوئی چیز گروی رکھنا جائز ہے۔ گروی کا مطلب کیا ہے، قرض کے بدلے کوئی مال بحیثیت دستاویز دینا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنَ مَقْضُودَةً﴾ (البقرة: ۲۸۳)

”اگر تم سفر میں ہو اور تمہیں (قرض کا لین دین) لکھنے والا نہ ملے تو رہن قبضے میں رکھ لیا کرو۔“
مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلموں سے لین دین کرنا جائز ہے۔

مذکورہ حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی خود داری بھی ثابت ہوتی ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے مالدار بھی تھے۔ لیکن آپ ﷺ صحابہ کرام سے قرض نہیں لیا کرتے تھے۔ دوسرا رسول اللہ ﷺ کے زہد کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ تیسرا رسول اللہ ﷺ کے پاس مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ آتا تھا، جو آپ کے لیے تھا لیکن اس کو بھی آپ ﷺ مسلمانوں کی ضروریات کے لیے خرچ کر دیتے تھے۔ (کیا مرتبہ کے لیے رہن رکھی ہوئی چیز سے نفع اٹھانا جائز ہے؟) اگر ضرورت ہو تو رہن رکھے ہوئے جانور کو چارے کے عوض سواری کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا اور اس کا دودھ بھی استعمال کرنا جائز ہے۔



کتاب الرهن والاجارة

گروی اور اجارہ کے احکام و مسائل

[۱۶۲/۴۶۹]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: الظَّهْرُ يُرَكَّبُ بِنَفَقَتِهِ، وَلَبْنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ إِذَا كَانَ مَرَهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يُرَكَّبُ وَيَشْرَبُ نَفَقَتُهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جب سواری والا جانور رہن ہو تو اس پر خرچ کرنے کی وجہ سے اس پر سواری کی جائے گی اور دودھ والے جانور کا دودھ پیا جائے گا اور جو سواری کرے گا اور دودھ پئے گا وہی خرچ برداشت کرے گا۔“

..... رہن کا مطلب یہ ہے کہ قرض کے بدلے کوئی مال بحیثیت دستاویز دینا اور اس کا ثبوت قرآن مجید سے بھی ملتا ہے۔ ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنَ مَقْبُوضَةً﴾ (البقرة: ۲۸۳)

”اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں رکھ لیا کرو۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فوت ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری، رقم: ۲۰۶۹)

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا رہن قبضہ میں رکھنے والا اگر کوئی جانور رکھے گا، جب اس پر خرچ کرے گا تو فائدہ بھی حاصل کر سکتا ہے۔ اہل علم کے درمیان اس میں اختلاف ہے کہ کیا ہر گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے یا کہ نہیں۔

① بخاری، کتاب الرهن، باب الرهن مرکوب ومحلوب، رقم: ۲۵۱۲۔ سنن ابوداؤد، کتاب الاجارة، باب فی

الرهن، رقم: ۳۵۲۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۲۵۴۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جس کے پاس کوئی چیز گروی رکھی گئی ہے، وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ امام شافعی، امام مالک رضی اللہ عنہما کا موقف ہے کہ اگر اصل مالک نے اس کی اجازت دی ہے یا جس کے پاس وہ چیز گروی پڑی ہے، اس نے شرط لگائی ہے تو تب فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ جائز نہیں ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صرف اتنا فائدہ اٹھا سکتا ہے جتنے اس پر اخراجات آرہے ہیں۔ (بدایۃ المجتہد: ۲/ ۲۷۳۔ نیل الاوطار: ۳/ ۶۲۰)

علامہ ابن قیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مطلقاً گروی رکھی ہوئی چیز سے نفع اٹھایا جاسکتا ہے۔ (اعلام الموقعین: ۲/ ۴۱۱) لیکن مذکورہ حدیث سے یہی سمجھ آتی ہے کہ جتنا خرچہ چیز پر آئے، اس کے مطابق فائدہ اٹھانا چاہیے۔ لہذا یہ حکم گھریا دکان کے بارے میں لازم نہیں آئے گا۔ بلکہ دکان کا کرایہ یا گھر کا کرایہ اصل مالک کو ہی دیا جائے گا۔

[۲۸۱/۴۷۰]..... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الظَّهْرُ يَرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَاللِّبْنُ الدَّرُّ يَشْرَبُ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ نَفَقَتُهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”گروی جانور پر اس کے خرچ کے بدل سواری کی جائے، اور دودھ والے جانور کا جب کہ وہ گروی ہو خرچ کے بدلے دودھ پیا جائے اور جو کوئی سواری کرے اور دودھ پیئے، اس کا خرچ اسی کے ذمے ہے۔“

[۲۸۲/۴۷۱]..... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: الرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: گروی جانور پر سواری کی جائے اور دودھ دھویا جائے۔



① السابق.

② مصنف عبدالرزاق، رقم: ۱۵۰۶۶۔ صحیح الجامع الصغير، رقم: ۳۵۶۱۔ قال الالبانی: صحیح۔ الارواء

الغلیل، رقم: ۱۶۰۹

کتاب العتق و المكاتب

غلاموں کی آزادی اور مکاتبت کا بیان

www.KitaboSunnat.com

[۵/۴۷۲]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بِنِ أَبِي أَوْفَى.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”اللہ نے میری امت سے اس کے دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات سے، جب تک وہ انہیں عملی جامہ نہ پہنا لیں یا ان کے متعلق بات نہ کر لیں، درگزر فرمایا ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْهُ أَوْ تَكَلَّمْ بِهِ. ①

[۲۱/۴۷۳]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جب غلام اپنے رب کی اور اپنے مالک کی اطاعت کرتا ہے تو اس کے لیے دواجر ہیں۔“ راوی نے بیان کیا: ابو رافع کو آزاد کیا گیا تو وہ رو پڑے، ان سے کہا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَطَاعَ الْعَبْدُ رَبَّهُ وَأَطَاعَ سَيِّدَهُ كَانَ لَهُ أَجْرَانِ، قَالَ: فَأُعْتِقَ أَبُو رَافِعٍ، فَبَكَى فَقِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ فَقَالَ:

① بخاری، کتاب العتق، باب الخطا والنسيان في العتاق والطلاق ونحوه..... رقم: ۲۵۲۷۔ مسلم، کتاب الایمان، باب تجاوز الله من حديث النفس الخ رقم: ۱۲۷۔ معجم الاوسط، رقم: ۳۶۳۸۔ سنن نسائی، رقم: ۳۴۳۴۔ مسند حمیدی، رقم: ۱۱۷۳۔

كَانَ لِي أَجْرَانِ فَذَهَبَ أَحَدُهُمَا. ①
گیا: آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میرے لیے
دو اجر تھے، ان میں سے ایک اجر جاتا رہا۔

نوٹ: (۱)..... مذکورہ روایت سے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے کہ کس قدر
نیکی کے حریص اور شریعت کے پابند تھے۔

(۲)..... دو اجر کا مطلب یہ ہے کہ دو گنا ثواب ہے۔ کیونکہ غلام یا لونڈی اپنے مالک کی خدمت میں مشغول
ہوتے ہیں اور ان کو اتنا نیکیوں کا موقع نہیں ملتا، جتنا نیکیاں حاصل کرنے کا موقع آزاد آدمی کو ملتا ہے، لیکن غلام ہونے
کے باوجود وہ اپنے مالک کا بھی حق ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ ذوالجلال کا حق بھی ادا کرتا ہے، نماز
روزے کی پابندی کرتا ہے اور اس میں اس بات کی بھی ترغیب دی گئی ہے کہ نوکروں، ملازموں اور ماتحتوں کو چاہیے کہ وہ
اپنے مالکوں کے اور اللہ کے حقوق ادا کرتے رہیں۔

[۹۱/۴۷۴]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا خادم/ غلام اس کا کھانا لے
کر آئے اور اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو وہ ایک یا
دو لقمے اسے دے دے، کیونکہ اس نے اسے تیار کرنے
میں تکلیف اور گرمی برداشت کی ہے۔“
سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ
خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ قَدْ كَفَّاهُ عِلَاجَهُ وَحَرَّهُ أَوْ
عِلَاجَهُ وَدُخَانَهُ، فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ
فَيَنَاولُهُ أَكْلَةً أَوْ أَكْلَتَيْنِ، أَوْ لُقْمَةً أَوْ
لُقْمَتَيْنِ. ②

[۵۰۶/۴۷۵]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمَّارٍ.....
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،
آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا لے کر
آئے تو وہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے اور اسے لقمہ دے
کیونکہ کھانا پکانے کی مشقت اور آگ کی حرارت بھی تو
اسی نے برداشت کی ہے۔“
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا جَاءَ
خَادِمٌ أَحَدَكُمْ بِطَعَامِهِ قَدْ كَفَّاهُ حَرَّهُ وَعَمَلَهُ
فَلْيُجْلِسْهُ مَعَهُ وَيَنَاولْهُ لُقْمَةً. ③

① مسند احمد: ۲/ ۳۴۴۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ صحیح۔

② بخاری، کتاب الاطعمه، باب الاكل مع الخادم، رقم: ۵۴۶۰۔ مسلم، کتاب الايمان، باب اطعام المملوك
الخ، رقم: ۱۶۶۳۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۸۴۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸۵۳۔

③ السابق۔

نوائے: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جب غلام کھانے لے کر آئے تو اس کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھلانا بہتر ہے، اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اسے کھانے میں سے کچھ حصہ ضرور دینا چاہیے۔ نہ کہ بچا کچھا کھانا انھیں دیا جائے۔

مذکورہ بالا حدیث سے اسلام کی حقانیت اور عدل و انصاف کا اثبات بھی ہوتا ہے کہ معاشرے میں سب سے کم مرتبے کا اگر کسی کو سمجھا جاتا ہے تو وہ غلام ہیں، لیکن اسلام نے ان کے بھی حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور غلام کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا: ﴿وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ (النساء: ۳۶) ”اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتے دار، پڑوسی اور اجنبی پڑوسی، پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے یعنی غلاموں کے ساتھ۔“ کھانا ساتھ کھلانے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے غلام کے دل میں اپنے مالک کی محبت اور عزت و احترام بڑھے گا۔

[۱۰۰/۴۷۶] أَخْبَرَنَا عَمِيْسَىٰ بْنُ يُونُسَ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے تو اس پر لازم ہے کہ اگر اس کے پاس مال ہو تو وہ اپنے مال سے اسے پوری آزادی دلا دے، اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگائی جائے، پھر اس حصے کے بارے میں جو کہ آزاد نہیں ہوا، غلام سے کہا جائے کہ وہ خود کما کر آزادی حاصل کرنے کی کوشش کرے لیکن اس پر کوئی سختی نہ کی جائے۔“

[۱۰۱/۴۷۷] أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ

عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ ، اس کی عروبوہ نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا، اور

① بخاری، کتاب العتق، باب اذا اعتق عبد بين اثنين الخ، رقم: ۲۵۲۲۔ مسلم، کتاب العتق، باب ذكر سعابة

العبد، رقم: ۱۵۰۳۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۹۳۸۔ مسند احمد: ۲/۲۵۵۔

وَقَالَ: يُسْتَسْعَى فِي نَصِيبِ صَاحِبِهِ الَّذِي
یوں کہا: ”اس کے شراکت والے ساتھی کے حصے میں جس
نے اسے آزاد نہیں کیا، غلام سے کہا جائے گا کہ وہ خود کما
لمْ يَعْتَقْهُ. ①
کر آزادی حاصل کر لے۔“

[۱۰۲/۴۷۷]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا،
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس کے پاس مال ہو تو وہ اس کے
مال میں آزاد کیا جائے گا، اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غلام
يَكُنْ لَهُ مَالٌ يَسْعَى الْعَبْدُ. ②
کمانی کر کے آزادی حاصل کرے گا۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام دو، تین یا زیادہ آدمیوں کا مشترک ہو سکتا ہے۔

یہ اس طرح ہے کہ دو آدمیوں نے مل کر ایک غلام خرید لیا یا ایک شخص کے پاس ایک غلام تھا وہ فوت ہو گیا۔ تو اس
کے دو یا تین بیٹے تھے تو یہ اس کی ملکیت میں برابر کے شریک ہیں تو ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دیتا ہے، اگر اس
کے پاس بقیہ غلام آزاد کروانے کی استطاعت ہے، تو اس کو چاہیے کہ یہ قیمت ادا کر کے باقی حصہ بھی آزاد کروائے۔
اگر طاقت نہیں تو اس کی قیمت انصاف کے ساتھ لگائی جائے۔ انصاف کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانے اور اس جگہ
میں اس غلام کی قیمت کتنی ہوگی؟ اس قیمت کے حساب سے قیمت لگائے اور اس غلام کو موقع دیا جائے کہ وہ کما کر باقی
حصے کی قیمت ادا کر دے اور اس کو مہلت دی جائے جس طرح مقروض کو مہلت دی جاتی ہے اور اس کی ادائیگی میں
ناجائز سختی نہیں کرنی چاہیے، لیکن اگر غلام کے پاس پیسے موجود ہوں تو وہ ادا کر کے آزاد ہو جائے گا۔ مثلاً مالک کہتے
ہیں کہ تو کاروبار کر اور اتنے پیسے ہمیں دے باقی جو بچے تیرا، اب اس کے پاس پیسے موجود ہیں تو یہ قیمت ادا کر کے
آزاد ہو جائے گا۔

[۱۰۳/۴۷۸]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ
نَهْيِكَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کے
متعلق روایت کیا جو کسی مفلس شخص کے ہاں اپنا مال بالکل
اسی طرح پالیتا ہے تو وہ کسی اور سے اس کا زیادہ حق دار
ہے اور عمری جائز ہے، اور جب غلام دو آدمیوں کا مشترک
وَالْعُمْرَى جَائِزَةٌ، وَالْعَبْدُ إِذَا كَانَ بَيْنَ اثْنَيْنِ

فَاعْتَقَ أَحَدَهُمَا نَصِيبَهُ ضُمِّنَ لَصَاحِبِهِ. ①
 مملوک ہو تو ان میں سے ایک اپنا حصہ اپنے ساتھی
 (شراکت دار) کے لیے آزاد کر دے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی کو ادھار چیز فروخت کی ہو اور پھر خریدار کنگال ہو جائے اور اس کے پاس اس چیز کی قیمت ادا کرنے کی طاقت نہ ہو بائع اگر اپنی چیز خریدار کے پاس بعینہ پالیتا ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی چیز اس سے وصول کرے۔ جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔ جبکہ احناف کا کہنا ہے کہ وہ اپنی چیز کا حقدار نہیں، بلکہ اسے بھی دوسرے قرض خواہوں کے برابر ہی حصہ ملے گا۔

(کتاب الام: ۳/ ۲۲۹۔ المغنی: ۶/ ۵۳۸)

جمہور کا موقف راجح ہے۔ اگر خریدار قیمت کی ادائیگی سے پہلے فوت ہو جائے تو پھر بعینہ اپنی چیز پانے والا اس کا زیادہ حقدار ہوگا یا نہیں؟ امام شافعی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ اس صورت میں بائع اپنی چیز کا زیادہ حقدار ہوگا۔ (فتح الباری: ۵/ ۳۴۶)

لیکن اگر خریدنے والے نے اس چیز کی ساری قیمت یا کچھ قیمت ادا کر دی تو پھر وہ چیز مقروض کی ملکیت میں ہے اور پھر وہ چیز تمام قرض خواہوں میں تقسیم ہوگی، بائع اس کا زیادہ حق نہیں رکھتا۔

جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے اپنی کوئی چیز بیچی، وہ چیز اسے دیوالیہ قرار دیے ہوئے شخص کے پاس بعینہ مل گئی، جب کہ اس نے ابھی اس کی قیمت میں سے کچھ بھی وصول نہیں کیا تھا۔ تو وہ اس (بیچنے والے) کی ہے اور اگر اس نے قیمت کا کچھ حصہ وصول کر لیا ہو، تو وہ بھی دوسرے قرض خواہوں کے حکم میں ہے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۳۵۹)

[۱۰/ ۴/ ۴۷۹]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكَ
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا،
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص مشترک غلام میں اپنا حصہ
 آزاد کر دے اور اگر اس کے پاس مال ہو اس کا کوئی
 ساجھی نہ ہو تو اس کے مال میں سے اس کا آزاد کرنا اس
 پر لازم ہے۔“

① مسلم، کتاب المساقاة، باب من ادرك ما باعه الخ، رقم: ۱۵۵۹۔ مسند احمد، رقم: ۹۳۰۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۰۳۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۲۶۲۔
 ② سنن کبریٰ بیہقی: ۱۰/ ۲۷۶۔ اسنادہ صحیح۔

[۴۷۷/۴۸۰]..... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمَمْلُوكَ إِذَا تَوَفَّى وَهُوَ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ يُعْتَقَهُ اللَّهُ. ①

اسی (سابقہ ۴۷۶) اسناد سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ”جب مملوک اس حال میں وفات پائے کہ وہ اپنے رب کی خوب اچھی طرح عبادت کرتا ہو اور اپنے مالک کے لیے بھی خیر خواہ ہو تو اللہ اسے (جہنم سے) آزاد فرما دیتا ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے اس غلام کی فضیلت و عظمت ثابت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور اپنے مالک کی فرمانبرداری کرتا ہے کہ ایسے شخص کو اللہ ذوالجلال جہنم سے آزاد کر دیں گے گویا ایسا انسان جہنم میں نہیں جائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غلام جو اپنے آقا کا خیر خواہ بھی ہو اور اپنے رب کی عبادت بھی اچھی طرح کرتا ہو تو اسے دو گنا ثواب ملتا ہے۔“

(بخاری، رقم: ۲۵۴۶)

[۹۴۹/۴۸۱]..... أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، نَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا أَسْوَدًا، يُقَالُ لَهُ مُعَيْثٌ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ وَرَاءَ هَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حبشی غلام تھے، ان کا نام مغیث (رضی اللہ عنہ) تھا، گویا کہ میں انہیں ان (بریرہ رضی اللہ عنہا) کے پیچھے مدینے کی گلیوں میں چکر لگاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

نوٹ:..... سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا اور ان کا خاوند دونوں غلام تھے۔ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند مغیث رضی اللہ عنہ، اپنی بیوی سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ کیونکہ بریرہ رضی اللہ عنہا خوبصورت اور سیدنا مغیث رضی اللہ عنہ کا لے رنگ کے تھے، جبکہ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا سیدنا مغیث رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں کرتی تھی۔ شرعی اصول یہ ہے کہ جب دونوں غلام ہوں اور عورت پہلے آزاد ہو جائے تو عورت کو اختیار ہے کہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنا چاہتی ہے یا کہ نہیں؟ لیکن اگر شوہر آزاد ہو جائے تو کیا پھر عورت کو اختیار ہے یا کہ نہیں؟ جمہور کا کہنا ہے کہ ایسی صورت میں عورت کو اختیار نہیں ہے۔ کیونکہ اختیار کی علت غلام

① اسنادہ ضعیف، یصح بطرقہ۔ بخاری، کتاب العتق، باب العبد اذا احسن عبادۃ ربہ الخ، رقم: ۲۵۴۶۔ مسلم،

کتاب الایمان، باب ثواب العبد واجرہ الخ، رقم: ۱۶۶۷۔

② بخاری، کتاب الطلاق، باب خیار الامۃ تحت العبد، رقم: ۵۲۸۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۲۳۲، ۲۲۳۳۔

سنن نسائی، رقم: ۵۴۱۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۰۷۵۔

ہونے کی وجہ سے عدم کفایت تھی جو کہ اب موجود نہیں، جب کہ احناف کا کہنا ہے کہ اسے ابھی بھی اختیار حاصل ہے۔
حدیث بریرہ سے غلاموں کے متعلق کئی مسائل واضح ہوتے ہیں۔ (نیل الاوطار: ۴ / ۲۳۵۔ المغنی: ۹ / ۴۵۳)
[۹۵۵ / ۴۸۲]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، نَا أَبُو بَكْرٍ السَّبْرِيُّ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
عِكْرِمَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُمِّ إِبْرَاهِيمَ حِينَ وَلَدَتْ: (اپنے لخت جگر) ابراہیم (رضی اللہ عنہا) کی والدہ (ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا) نے
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کے لیے فرمایا جس وقت کہ انہوں نے انہیں جنم دیا تھا: ”اس
کے بیٹے نے اسے آزادی دلا دی۔“^①

نوٹ:..... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم اپنی لونڈیوں اور امہات اولاد کو بیچ دیا کرتے تھے، جب کہ نبی ﷺ زندہ تھے۔ ہم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

(صحیح ابی داؤد، رقم: ۳۳۴۵۔ سنن ابن ماجہ، ابواب العتق، رقم: ۲۵۱۷)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اگرچہ سنداً صحیح ہے، لیکن اسے اس لیے دلیل نہیں بنایا جاسکتا، کیونکہ اس میں یہ ذکر نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی اس عمل کا علم تھا۔ (المحلی بالانار: ۸ / ۲۱۴)
سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ام ولد لونڈیوں کی بیچ سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ لونڈی نہ تو ہبہ کی جاسکتی ہے اور نہ ہی میراث میں تقسیم ہو سکتی ہے۔ جب تک مالک چاہے اس سے فائدہ اٹھائے اور جب فوت ہو جائے تو وہ لونڈی آزاد ہے۔ (سنن کبریٰ بیہقی: ۱۰ / ۳۴۲۔ سنن دارقطنی: ۴ / ۱۳۴)

جمہور کا موقف ہے کہ ام ولد (وہ لونڈی جس سے مالک کی اولاد ہو جائے) کی بیچ جائز نہیں۔ (نیل الاوطار: ۴ / ۱۶۹)

اس سلسلہ میں راجح بات یہی ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی وضاحت موجود نہیں ہے۔ لیکن دلیل سے پتہ چلتا ہے کہ ام ولد کی بیچ حرام نہیں ہے۔ لیکن کراہت ضرور موجود ہے۔

[۹۵۶ / ۴۸۳]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، نَا شَرِيكٌ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيُّمَا أُمَّةٍ وَلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا، فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ دُبْرِ مَنَّهُ. ^①
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جو بھی لونڈی اپنے مالک کی طرف سے بچے کو جنم دے تو وہ اس (مالک) کی وفات کے بعد آزاد ہوگی۔“

① سنن ابن ماجہ، کتاب العتق، باب امہات الاولاد، رقم: ۲۵۱۶۔ قال الشيخ الالبانی ضعيف۔ مستدرک حاکم: ۲ / ۲۳۔

② سنن ابن ماجہ، کتاب العتق، باب امہات الاولاد، رقم: ۲۵۱۵۔ سنن کبریٰ بیہقی، رقم: ۱۰ / ۳۴۶۔ اسنادہ ضعيف۔

کتاب الہبۃ و فضلہا

ہبہ اور اس کی فضیلت کا بیان

[۱۰۶/۴۸۴]..... أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعُمَرَى مِيرَاثٌ لِأَهْلِهَا أَوْ جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عمری (کسی شخص کو اس کی مدت عمر تک کوئی چیز ہبہ کرنا) اس کے اہل کی میراث ہے۔“ یا ”اس کے اہل کے لیے جائز ہے۔“

[۱۰۷/۴۸۵]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَأَلَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ هِشَامٍ عَنِ الْعُمَرَى، فَقُلْتُ: حَدَّثَ مُحَمَّدُ بْنُ سَبْرِينَ.....

عَنْ شَرِيحٍ، قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمَرَى أَنَّهَا جَائِزَةٌ. ②

شریح نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمری کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ وہ جائز ہے۔

[۱۰۸/۴۸۶]..... وَحَدَّثَ النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعُمَرَى جَائِزَةٌ. ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عمری جائز ہے۔“

① مسلم، کتاب الہبات، باب العمری، رقم: ۱۶۲۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۵۴۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۴۹۔

② السابق.

③ السابق.

[۱۰۹/۴۸۷]..... قَالَ قَتَادَةُ: وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: الْعُمَرَى جَائِزَةٌ. ①
قَتَادَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ قَتَادَةُ: وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: الْعُمَرَى جَائِزَةٌ. ①
قَتَادَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ قَتَادَةُ: وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: الْعُمَرَى جَائِزَةٌ. ①

[۱۱۰/۴۸۸]..... قَالَ قَتَادَةُ:.....

قَالَ الزُّهْرِيُّ: إِنَّمَا الْعُمَرَى أَنْ يَقُولَ هِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ مِنْ بَعْدِهِ فَلِلَّذِي يَجْعَلُ شَرْطَهُ. ②
زہری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: إِنَّمَا الْعُمَرَى أَنْ يَقُولَ هِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ مِنْ بَعْدِهِ فَلِلَّذِي يَجْعَلُ شَرْطَهُ. ②
زہری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: إِنَّمَا الْعُمَرَى أَنْ يَقُولَ هِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ مِنْ بَعْدِهِ فَلِلَّذِي يَجْعَلُ شَرْطَهُ. ②

[۱۱۱/۴۸۹]..... قَالَ: فَسُئِلَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، فَقَالَ:.....

حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعُمَرَى جَائِزَةٌ. ③
سیدنا جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ: الْعُمَرَى جَائِزَةٌ. ③
سیدنا جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ: الْعُمَرَى جَائِزَةٌ. ③

[۱۱۲/۴۹۰]..... فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: كَانَ الْخُلَفَاءُ يَقْضُونَ بِهِ. قَالَ عَطَاءُ: قَضَى بِهِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ وَغَيْرُهُ. ④
زہری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: كَانَ الْخُلَفَاءُ يَقْضُونَ بِهِ. قَالَ عَطَاءُ: قَضَى بِهِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ وَغَيْرُهُ. ④
زہری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: كَانَ الْخُلَفَاءُ يَقْضُونَ بِهِ. قَالَ عَطَاءُ: قَضَى بِهِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ وَغَيْرُهُ. ④

[۱۱۳/۴۹۱]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً.....

يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعُمَرَى جَائِزَةٌ. ⑤
سیدنا جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ: الْعُمَرَى جَائِزَةٌ. ⑤
سیدنا جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ: الْعُمَرَى جَائِزَةٌ. ⑤

نوٹ:..... عمری: عمر سے ماخوذ ہے یعنی وہ چیز جو زندگی بھر کے لیے دی جائے۔ یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ جاہلیت میں ایک آدمی کسی دوسرے آدمی کو گھر دیتا تو کہتا: میں نے اسے یہ گھر عمر اور زندگی کی مدت تک مباح قرار دیا ہے، پھر کہا جاتا تھا کہ یہ فلاں کے لیے عمری ہے۔ (المنجد: ص ۵۸۲۔ نیل الاوطار: ۴/ ۷۴)

اہل علم نے عمری کی تین صورتیں بیان کی ہیں: ایک یہ کہ مطلق طور پر عمر بھر کے لیے ہبہ کر دینا۔ دوسری یہ کہ جس کو

① سنن نسائی، کتاب العمری، باب ذکر اختلاف یحیی بن ابی کثیر الخ، رقم: ۳۷۵۵، قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ نسائی کبری، رقم: ۶۵۸۸۔

② السابق۔

③ مسلم، رقم: ۱۶۲۶۔ سنن أبي داؤد، رقم: ۳۵۴۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۴۹۔

④ سنن نسائی، رقم: ۳۷۵۵، قال الالبانی: صحیح۔ سنن نسائی، رقم: ۶۵۸۸۔

⑤ تقدم تخريجه: ۱۰۶۔

میں اس دعوت کو بھی قبول کروں گا۔“

[۲۰۵/۴۹۴]..... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ.....

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ①

اعمش رضی اللہ عنہ نے اس اسناد سے اسی گزشتہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

[۲۰۶/۴۹۵]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ. قَالَ جَرِيرٌ: وَأَرَاهُ قَالَ: لَوْ دُعِيْتُ إِلَيَّ ذِرَاعٌ لَأَجَبْتُ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر مجھے دستی کے گوشت کا ہدیہ کیا جائے، تو میں قبول کروں گا۔“ جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اگر مجھے دستی کے گوشت کی دعوت دی جائے تو میں قبول کروں گا۔“

نوٹ:..... (۱)..... مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا دعوت کسی غریب کی سادہ اور معمولی سی بھی ہو تو قبول کرنی چاہیے۔ اور دعوت قبول کرنا مسلمان کے حقوق میں سے ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان کے حق مسلمان پر چھ ہیں۔ (ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ) ”إِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ“..... ”جب تجھے دعوت دے، تو قبول کر۔“ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ)) ”جس نے دعوت قبول نہ کی، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“ ایک دوسری حدیث میں ہے: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ)) (مسلم، کتاب النکاح، رقم: ۱۴۳۱)..... ”جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے، تو وہ اسے قبول کرے۔“ خصوصاً ولیمہ کی دعوت۔

(۲)..... یہ بھی معلوم ہوا کہ معمولی چیز بھی اگر ہدیہ دی جائے، اس کو معمولی سمجھ کر رد نہ کیا جائے۔ بلکہ قبول کر لینا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ جس نے ہدیہ دیا ہے، اس کو حسب استطاعت کچھ نہ کچھ دے دیا جائے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے اور اس کا بدلہ بھی دیتے تھے۔ (بخاری، کتاب الہبۃ وفضلہا، رقم: ۲۵۸۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۵۳۶) اگر کچھ بھی نہ دے سکے تو جزاک اللہ خیراً کہہ کر دعا ہی دے دینی چاہیے۔

[۴۹۰/۴۹۶]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ الْأَعْرَابِيُّ، عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الَّذِي يُعْطَى الْعَطِيَّةَ، ثُمَّ يَعُودُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ، ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ فَيَأْكُلُهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عطیہ دے کر واپس لینے والا اس کتے کے مثل ہے جو کھاتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب وہ سیر ہو جاتا ہے، تو قے کر دیتا ہے اور پھر اس قے کو کھانے لگتا ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کسی کو ہدیہ و تحفہ دے کر واپس لینا جائز نہیں ہے، یہ اس قدر قبیح اور رذیل عمل ہے کہ ایسے شخص کو کتے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اور جو چیز ہبہ کی گئی ہے اس کو قے سے تعبیر کیا ہے۔ جس سے انسان سخت کراہت محسوس کرتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے: ((لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السُّوءِ)) (بخاری، کتاب الہبۃ، رقم: ۲۶۲۲)..... ”ہم مسلمانوں کو بری مثال اختیار نہ کرنی چاہیے۔“ تحفہ دینے سے ایک دوسرے میں محبت پیدا ہوتی ہے، اسی لیے شریعت نے تحفہ دینے کی ترغیب دلائی ہے، لیکن اگر واپس لے لیا جائے تو اس سے نفرت پیدا ہوگی۔ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسی بھی مسلمان آدمی کے لیے جائز نہیں کہ عطیہ دے کر اسے واپس لے مگر والد کے لیے، وہ عطیہ واپس لینا جائز ہے جو اس نے اپنی اولاد کو دیا ہو۔“

(سنن ابوداؤد، رقم: ۳۵۳۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۳۷۷)

معلوم ہوا والد نے جو اپنی اولاد کو ہدیہ دیا ہے وہ واپس لے سکتا ہے۔ جمہور علماء بھی اسی کے قائل ہیں۔

[۵۰۱/۴۹۷]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِ سَأَلَ عَنْهُ أَهْدِيَّةً أَمْ صَدَقَةٌ؟ فَإِنْ قِيلَ: صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ، وَأَكَلَ أَصْحَابُهُ، وَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ أَكَلَ مِنْهَا. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے گھر کے علاوہ کسی اور کے گھر سے کھانا پیش کیا جاتا تو آپ فرماتے: ”کیا یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟“ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے تناول نہ فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اسے کھا لیتے تھے، اور اگر بتایا جاتا کہ ہدیہ ہے، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے تناول فرما لیتے تھے۔

① بخاری، کتاب الہبۃ، باب لا یحل لاحدان یرجع فی ہبۃ و صدقۃ، رقم: ۲۶۲۳۔ مسلم، کتاب الہبات، باب تحريم الرجوع فی الصدقة والہبۃ الخ، رقم: ۱۶۲۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۵۳۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۳۸۶۔ مسند احمد: ۱۷۵ / ۲۔

② تقدم تخريجه: ۶۴۔

[۸۰۱/۴۹۸]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، نَا وَهَيْبٌ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلْعَائِدُ فِي هَيْبَةٍ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بہہ کو واپس لینے والا اس کتے کی مانند ہے جو قے کرتا ہے اور پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔“

[۸۰۲/۴۹۹]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، نَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ- مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلْعَائِدُ فِي هَيْبَةٍ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِيهِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بہہ کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اسے چاٹ لیتا ہے۔“

[۸۰۳/۵۰۰]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، نَا حُسَيْنُ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُوسٍ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍو.....

وَأَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُعْطَى عَطِيَّةً، فَيَعُودَ فِيهَا، إِلَّا الْوَالِدُ فِيمَا يُعْطَى وَلَدَهُ، وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطَى الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَعُودُ فِيهَا، كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ کوئی عطیہ دے اور پھر اسے واپس لے لے، سوائے والد کے جو وہ اپنی اولاد کو بہہ کرتا ہے، اس شخص کی مثال جو بہہ کرتا ہے اور پھر اسے واپس لے لیتا ہے، اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اسے چاٹ لیتا ہے۔“

[۸۰۴/۵۰۱]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، نَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ نَافِعٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ.....

عَنْ طَاوُوسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُعْطَى

طاووس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ کوئی عطیہ دے اور پھر اسے واپس

① بخاری، کتاب الہبة، باب لا يحل لاحد ان يرجع في هبته الخ، رقم: ۲۶۲۳۔ مسلم، کتاب الہبات، باب كراهة شراء الانسان الخ، رقم: ۱۶۲۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۵۳۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۲۹۸۔ سنن نسائی، رقم: ۳۶۹۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۳۸۵۔ ② السابق۔

③ سنن ابوداود، کتاب البيوع، باب الرجوع في الہبة: ۳۵۳۹۔ سنن ترمذی، کتاب الولاء والہبة، باب كراهية الرجوع في الہبة، رقم: ۲۱۳۲۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح۔ سنن نسائی، رقم: ۳۶۹۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۳۷۷۔ مسند احمد: ۱/ ۲۳۷۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۵۱۲۳۔

عَطِيَّةٌ فَيَرْجِعُ فِيهَا، إِلَّا الْوَالِدُ. ①
لے لے، سوائے والد کے (وہ اپنی اولاد کو بیہ کر کے
واپس لے سکتا ہے)۔“

[۸۲۸/۵۰۲]..... قَالَ الْحَجَّاجُ.....

وَقَالَ عَطَاءٌ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هَيْبَتِهِ، كَالْعَائِدِ فِي
قِيَّتِهِ. ②
عطاء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے
بیہ کو واپس لینے والا اپنی حق کو چاٹنے والے کی طرح ہے۔“

[۸۶۳/۵۰۳]..... أَخْبَرَنَا الْمَلَائِي، نَا مَنَدَلٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ.....
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَهْدَى لَأَحَدِكُمْ هَدِيَّةً
وَعِنْدَهُ قَوْمٌ، فَهُمْ شُرَكَاءُ فِيهَا. ③
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،
آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو کوئی ہدیہ دیا
جائے اور اس کے پاس کچھ لوگ موجود ہوں، تو وہ بھی اس
میں شریک ہیں۔“

[۹۴۷/۵۰۴]..... أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، نَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ لَنَا مِثْلُ السُّوءِ الْعَائِدِ
فِي هَيْبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قِيَّتِهِ. ④
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،
آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے لیے بری مثال نہیں، (ہم
اس مثل کے مصداق نہ ہوں گے) اپنا بیہ واپس لینے والا
اس کتے کی طرح ہے جو حقے کر کے اسے چاٹ لیتا ہے۔“

[۹۴۸/۵۰۵]..... أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، نَا خَالِدُ الْحَدَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سِوَاءٍ. ④
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے اسی سابقہ
حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔



① السابق .

② انظر ما قبله .

③ سنن کبری بیہقی: ۶/ ۱۸۳ - اسنادہ ضعیف .

④ بخاری، کتاب الہبۃ، باب لا یحل لاحد ان یرجع فی ہبتہ وصدقته، رقم: ۲۶۲۲ - سنن ترمذی، رقم:

۱۲۹۸ - سنن نسائی، رقم: ۳۶۹۸ - ادب المفرد: ۴۱۷ .

④ انظر ما قبله .

کتاب الجہاد

جہاد کے فضائل و مسائل

[۱۳۷/۵۰۶]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ بَدِيلٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اس نے دوس قبیلے کا ذکر کیا، اس نے کہا: وہ لوگ اور اس نے ان کے مردوں اور عورتوں کا ذکر کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے، اس آدمی نے کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ، رب کعبہ کی قسم! دوس والے ہلاک ہو گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے، اور فرمایا: ”اے اللہ! دوس قبیلے والوں کو ہدایت نصیب فرما۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ دَوْسًا، فَقَالَ: انْهَم فَذَكَرَ رِجَالَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ، هَلَكْتَ دَوْسٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اِهْدِ دَوْسًا. ①

نوٹ: مذکورہ حدیث سے قبیلہ دوس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، یہ قبیلہ یمن میں رہتا تھا، کیونکہ دوس یمن میں ایک قوم ہے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی قبیلے سے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے یہ دعا کروانے والے سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۳۹۲)

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس قبیلے کے لوگ مسلمان ہو گئے۔

(فتح الباری: ۱۲۸/۸۔ شرح حدیث: ۴۳۹۲)

① بخاری، کتاب الجہاد، باب الدعاء للمشرکین الخ، رقم: ۲۹۳۷، مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل غفار الخ، رقم: ۲۵۲۴۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۹۸۰۔ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

[۱۸۱/۵۰۷]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، وَالْمَلَائِكِيُّ، قَالَا، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلْمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الشَّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکال قسم کے گھوڑے کو ناپسند کرتے تھے (شکال: وہ گھوڑا جس کی دائیں ٹانگ اور بائیں بازو میں سفیدی ہو)

فوائد:..... گھوڑوں کی مختلف اقسام ہیں، کوئی اعلیٰ ہیں اور کوئی ادنیٰ ہیں۔

سیدنا ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہترین گھوڑا وہ ہے، جو سیاہ ہو، پیشانی پر تھوڑا سا سفید نشان ہو۔ چاروں پاؤں میں سفیدی ہو، ناک اور اوپر والا ہونٹ سفید ہوں، اگلا دائیاں پاؤں سفید نہ ہو۔ اگر سیاہ رنگ نہ ہو تو انہی صفات کا حامل گھوڑا عمدہ ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، ابواب الجہاد، رقم: ۲۷۸۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۶۹۷)

شکال گھوڑے کو نئے ہیں؟ ”صحیح مسلم“ میں راوی نے شکال کی تعریف کی ہے۔ جس گھوڑے کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں سفیدی ہو۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، رقم: ۱۸۷۵)

شکال کی تعریف میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: جس کے تین پاؤں سفید ہوں اور ایک ہم رنگ یا تین ہم رنگ اور ایک سفید۔ تفصیل کے لیے (شرح مسلم للنووی)

[۱۸۲/۵۰۸]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ، يُحَدِّثُ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَمُوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الْأَشْكَالَ مِنَ الْخَيْلِ. قَالَ شُعْبَةُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ: هَذَا لَيْسَ بِالصُّهْبَانِيِّ وَكِلَاهُمَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔“ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گھوڑے کو ناپسند کرتے تھے جس کی دائیں ٹانگ اور بائیں بازو میں سفیدی ہو۔

① مسلم، کتاب الامارۃ، باب ما یکرہ من صفات الخیل، رقم: ۱۸۷۵۔ سنن ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب ما یکرہ من الخیل، رقم: ۲۵۴۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۶۹۸۔ سنن نسائی، رقم: ۳۵۶۶۔ مسند احمد: ۲/ ۲۵۰۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۹۱۳۷

مِنَ النَّخَعِ ①

[۱۸۴/۵۰۹]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَضَمَّنَ اللَّهُ لِمَنْ خَرَجَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِي إِيْمَانًا بِي وَتَصَدِيقًا بِرَسُولِي فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ إِنْ رَجَعْتَهُ أَنْ أُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ عَبْدٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَلِمًا إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ وَرِيحُهُ رِيحُ مَسْكٍ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَعْرُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلُهُمْ، وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً وَيَشْقُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنْ أُغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أُغْزُو فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أُغْزُو فَأُقْتَلَ ②.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ اس شخص کو ضمانت دیتا ہے جو اللہ کی ذات پر یقین اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرتے ہوئے اس کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتا ہے تو اللہ اس پر ضامن ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا اگر اسے واپس کر دے تو اجر اور مال غنیمت کے ساتھ واپس کر دے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! جس شخص کو اللہ کی راہ میں جو بھی زخم آئے، وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کا رنگ تو خون کے رنگ جیسا ہوگا، جبکہ اس کی خوشبو کستوری کی خوشبو جیسی ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر میں مسلمانوں پر دشوار نہ سمجھتا تو میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کسی بھی لشکر سے پیچھے نہ رہتا، لیکن میں اتنی گنجائش نہیں پاتا کہ میں انہیں سواریاں مہیا کروں اور نہ ہی وہ گنجائش پاتے ہیں اور ان پر یہ بھی گراں گزرتا ہے کہ وہ میرے ساتھ جہاد پر نہ جائیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں خواہش رکھتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں تو شہید کر دیا جاؤں، پھر جہاد کروں تو شہید کر دیا جاؤں۔“

① مسلم، کتاب الاداب، باب النهی عن التحنی بابی القاسم الخ، رقم: ۲۱۳۴۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۹۶۵۔
مسند احمد: ۲/ ۴۶۰.

② بخاری، کتاب الایمان، باب الجہاد من الایمان، رقم: ۳۶۔ مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ، رقم: ۱۸۷۶۔ سنن نسائی، رقم: ۳۱۲۲۔ مسند احمد: ۲/ ۲۳۱۔
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

نوٹ: (۱)..... مذکورہ حدیث سے جہاد کرنے والوں کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ جہاد اللہ ذوالجلال کی رضا کی خاطر ہو۔ ایسے خوش نصیب لوگوں کی دوزمہ داریاں اللہ ذوالجلال نے لی ہیں: اگر یہ شہید ہوا تو جنت میں داخل ہوگا اور حساب و کتاب سے بھی بچ جائے گا۔ اگر غازی بن کرواپس لوٹا تو پورے پورے اجر و ثواب سے واپس آئے گا اور مال غنیمت سے بھی۔

(۲)..... معلوم ہوا قیامت کے دن مجاہدین زخمی حالت میں اٹھائے جائیں گے اور زخمی حالت میں ہی اللہ ذوالجلال کی عدالت میں پہنچیں گے، جبکہ خون ان کے جسموں سے جاری ہوگا۔

(۳)..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بعض حالات میں جہاد فرض کفایہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں جو جہاد میں شریک نہیں ہوتے، وہ عند اللہ مجرم نہیں۔ مذکورہ حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں جو اتباع رسول کا جذبہ ہے، اس کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی شفقت و رحمت کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لیڈر کو اپنی رعایا کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۴)..... مذکورہ حدیث سے نبی مکرم ﷺ کا جہاد کا شوق رکھنا بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بار بار اللہ ذوالجلال کے راستے میں شہید ہونے کی تمنا فرمائی۔ معلوم ہوا ناممکن کام کی جائز تمنا جائز ہے۔

مذکورہ روایت سے شہادت کے مقام و فضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے کہ نبی معظم ﷺ نے بذات خود شہادت کی تمنا فرمائی۔
[۱۸۹/۵۱۰]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ التَّمِيمِيُّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو خیانت کا ذکر فرمایا اور اس کی سنگینی بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”لوگو! میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ اس نے اونٹ اٹھا رکھا ہو اور وہ بلبلا رہا ہو، تو وہ کہے: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا، میں تمہیں احکام پہنچا چکا، میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ بکری کو اٹھائے ہوئے آئے اور وہ میا رہی ہو، وہ شخص کہے: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا، تمہیں میں احکام پہنچا چکا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاطِيًّا، فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَ أَمْرَهُ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُعَاءٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْنَيْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُكَ، لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا نَعَاءٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْنَيْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُكَ، لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ

میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ اس نے گھوڑا اٹھا رکھا ہو اور وہ ہنہنہا رہا ہو، تو وہ شخص کہے: اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا، تمہیں میں تمہیں احکام پہنچا چکا، میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ اس نے کسی نفس کو اٹھا رکھا ہو اور وہ چیخ رہا ہو اور وہ شخص کہے گا: اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا، میں نے تمہیں احکام پہنچا دیئے، میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ اس نے کپڑا اٹھا رکھا ہو اور وہ ہل رہا ہو، تو وہ شخص کہے: اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا، میں نے تمہیں احکام پہنچا دیئے، میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس نے سونا چاندی اٹھا رکھا ہو اور وہ کہے: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا، میں تمہیں احکام پہنچا چکا۔“

[۱۹۲/۵۱۱]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم یہود سے قتال کرو گے، یہاں تک کہ وہ پتھر کہے گا: جس کے پیچھے یہودی (چھپا ہوا) ہو گا اے مسلم! ہ میرے پیچھے

حَمَمَةٌ، فَيَقُولُ: أَغْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أَلْفِينَ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أَلْفِينَ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَحْفِقُ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أَلْفِينَ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ. ①

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا الْيَهُودَ، وَحَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ وَرَاءَهُ الْيَهُودِيُّ: يَا مُسْلِمُ! هَذَا

① بحری، کتاب الجہاد، باب الغلول، رقم: ۳۰۷۳۔ مسلم، کتاب الامارۃ، باب غلظ. تحريم الغلول، رقم:

۱۸۳۱۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۴۸۴۷۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۶۰۸۳۔

وَرَأَى يَهُودِيًّا فَاَقْتُلُوهُ. ① پس اسے قتل کر دو۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث میں مسلمانوں کو عظیم خوشخبری سنائی گئی ہے کہ تمہارے ہاتھوں سے یہودیوں کا عبرتناک انجام ہوگا: صحیح مسلم میں ہے کہ یہودی کسی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپ کر پناہ بھی لے گا تو وہ پتھر اور درخت پکار کر کہے گا، اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے آ اور اسے قتل کر دے۔ ((إِلَّا الْغُرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ)) (مسلم، کتاب الفتن، رقم: ۲۹۲۲) ”سوائے غرقہ درخت کے کہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔“ اور موجودہ زمانے میں یہودی اسرائیل میں غرقہ درخت بکثرت لگا رہے ہیں۔

[۲۷۱/۵۱۲] أَخْبَرَنَا الْمَلَائِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَنْبَسِ، وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ..... سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ حَرَمَتْ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، پس جب وہ یہ کر لیں تو ان کے خون اور اموال حرام ہو گئے مگر اس کے کہ اس (کلمہ توحید) کا کوئی حق ہو، اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔“

[۳۰۵/۵۱۳] أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ زِيَادٍ..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ کہیں: اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔“

① بخاری، کتاب الجہاد، باب قتال الیہود، رقم: ۲۹۲۶۔ مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة الخ، رقم: ۲۹۲۲۔

② بخاری، کتاب الجہاد، باب دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام والنبوہ، رقم: ۲۹۴۹۔ مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، رقم: ۲۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۶۴۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۶۰۶۔ سنن نسائی، رقم: ۳۰۹۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۹۲۷۔

③ السابق۔

نوٹ: مذکورہ حدیث میں کفار کے ساتھ جہاد و قتال کرنے اور کلمہ توحید کا اقرار کرنے والے سے ہاتھ روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد وہ غیر مسلم ہیں جو صرف بتوں کی پوجا کرتے ہیں، نہ کہ اہل کتاب، کیونکہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تلوار اہل کتاب سے بھی دور نہ ہوگی، جب تک وہ نبوت کا اقرار نہ کر لیں گے۔ (شرح السنہ: ۱/ ۶۶)

تاہم لا الہ الا اللہ کے ساتھ رسالت کا اقرار کرنا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيُؤْمِنُوا بِي وَيَمَاجِحْتُ

بِهِ.)) (مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۱)

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو غیر مسلم ٹیکس ادا کرتے ہیں تو ان سے قتال کیوں نہیں کیا جاتا ہے، جبکہ حدیث کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہر اس آدمی سے قتال کرنا ہے جو توحید کا منکر ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال کے مختلف جوابات دیئے ہیں:

(۱)..... پہلا جواب یہ ہے کہ ٹیکس اور معاہدہ کرنے والے غیر مسلموں سے قتال کرنا منسوخ ہے، ٹیکس اور معاہدہ کرنے کی اجازت قتال والی احادیث کے بعد مل گئی ہو، اس کی دلیل یہ ہے کہ اجازت اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْحَنِيفِ﴾ کے بعد ملی تھی۔

(۲)..... دوسرا جواب یہ ہے کہ مذکورہ حدیث میں کفار سے قتال کرنے کا حکم عام دیا گیا ہے، لیکن ممکن ہے وہ حکم عام بعض صورتوں کے لیے استثناء کا درجہ رکھتا ہو۔ (جیسا کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے عام خاص منہ البعض) کیونکہ اس حدیث کا اصل مقصود یہ ہے کہ مطلوب کا حصول پورا پورا ہو، یعنی مطالبہ توحید اگر کسی دلیل کی وجہ سے بعض صورتیں رہ بھی جائیں تو اس حکم عام میں کسی قسم کا نقص و عیب پیدا نہیں ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

(۳)..... تیسرا جواب یہ ہے کہ کفار کے متعلق قتال کا حکم تو عام ہے، لیکن ممکن ہے اس حکم سے اہل کتاب کے ماسوا خاص قسم کے مشرک کفار مراد لیے گئے ہوں۔

علاوہ ازیں اس بات کی تائید منمن نسائی کی ایک روایت بھی کرتی ہے جو ان الفاظ سے مروی ہے: أَمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ الْمُشْرِكِينَ..... الخ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مشرکین سے قتال کروں اگر کوئی (اس صورت پر) سوال اٹھائے کہ یہ بات اہل جزیہ پر تو صادق آتی ہے مگر جو کفار (کسی) معاہدہ کے تحت رہ رہے ہوں یا ٹیکس سے انکاری ہو کر اس ملک میں بس رہے ہوں ان پر صادق نہیں آتی۔

مزید لکھتے ہیں: ترک قتال سے قطعاً یہ مقصود نہیں ہے کہ ایسے کفار کے ساتھ ہمیشہ کے لیے قتال نہ کیا جائے، بلکہ اس سے یہ مقصود ہے کہ جب تک وہ ٹیکس ادا کرنے اور مسلمانوں سے طے شدہ معاہدے پر قائم و دائم رہیں تو انہیں معاف کیے رکھو، وگرنہ ان سے بھی قتال کیا جائے۔ تو سمجھ لیجئے کہ ایسے لوگوں سے عارضی طور پر قتال نہیں کیا جائے گا،

جیسے صلح کرنے والوں کے ساتھ عارضی طور پر جنگ روک دی جاتی ہے۔ ہاں جو غیر مسلم پہلے ٹیکس ادا کرتے ہوں مگر بعد میں اس کی ادائیگی سے انکار کر دیں تو ان سے قتال کیا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے:

﴿حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ﴾ (التوبة: ۲۹)

(۴)..... چوتھا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے مذکورہ حدیث میں شہادت سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو اور اس کے دشمن مغلوب ہوں (ظاہر ہے) اس کا حصول بعض کفار سے قتال کر کے بعض سے ٹیکس وصول کر کے اور بعض کفار سے عہد و پیمانہ کر کے حاصل ہوگا۔

(۵)..... پانچواں جواب یہ ہے کہ ممکن ہے قتال سے مراد وہی قتال ہو یا اس کے قائم مقام کوئی دوسری چیز مثلاً جزیہ وغیرہ، یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ غیر مسلموں پر ٹیکس لگانے سے مقصود یہ ہے کہ وہ اسلام کے آگے سر جھکا دیں۔ (مجبور ہو جائیں) اور یہ سبب السبب۔ سبب کے حکم میں ہے، یعنی ان سے قتال اس لیے کیا جاتا ہے کہ وہ غیر مسلم ہیں اور قتال کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ مجبور ہو جائیں۔ اس سے ثابت ہوگا گویا رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں: غیر مسلموں سے قتال کرو، یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئیں یا وہ اس چیز کا التزام کریں جو انہیں اسلام کی طرف راغب کرے اور یہ سبب سے عمدہ طریقہ ہے۔ (واللہ اعلم) (فتح الباری: ۱/۷۷)

مذکورہ بالا حدیث میں ہے: ((الَّا بِحَقِّهَا)) مطلب یہ ہے کہ اگر اسلام لانے کے بعد چوری کرتا ہے یا پاک دامن پر بدکاری کا الزام لگائے یا شراب پیئے یا کسی کو قتل کر دے تو اس کی سزا تو اس کو دی جائے گی۔
((وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ)) مطلب یہ ہے کہ اگر اسلام کسی نے قبول کر لیا تو اس کے ظاہری معاملات پر ہم حکم لگائیں گے باقی اس کے باطنی امور اللہ کے ذمہ ہیں۔

[۲۷۷/۵۱۴]..... أَخْبَرَنَا عَقَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَنَسٍ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ، قَالَ: وَقَدْنَا عَلَى مُعَاوِيَةَ وَفِينَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ يَلِي طَعَامَ الْقَوْمِ كُلِّ يَوْمٍ رَجُلٌ مِنَّا، فَكَانَ يَوْمِي فَاجْتَمَعَ عِنْدِي، وَلَمَّا يَدْرِكُ طَعَامَهُمْ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَحَّ مَكَّةَ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ادْعُ لِي الْأَنْصَارَ

عبداللہ بن رباح نے بیان کیا، ہم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ساتھ موجود تھے، ہم میں سے ایک شخص روزانہ کھانے کا انتظام کرتا تھا، جس دن میری باری تھی تو وہ میرے ہاں اکٹھے ہو گئے لیکن کھانا ابھی تیار نہ تھا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فتح مکہ کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”ابو ہریرہ! انصار کو میرے پاس بلاؤ۔“ میں نے انہیں بلایا تو وہ دوڑتے ہوئے آئے،

رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ”انصار کی جماعت! کیا تم قریش کے بکھرے ہوئے لوگوں کو دیکھ رہے ہو، جب کل تمہاری ان سے مڈبھیڑ ہو تو انہیں کاٹ کر رکھ دینا حماد (راوی) نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر اشارہ کر کے فرمایا کہ (ایسے کاٹ دینا) پھر تم نے صفا (پہاڑی) پر مجھ سے ملنا ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مینہ (دائیں جانب کے حصہ) پر، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو میسرہ پر اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو پیادہ لشکر پر وادی کے بطن میں مامور فرمایا۔ راوی نے بیان کیا: جب کل کا دن آیا تو ہماری ان سے مڈبھیڑ ہوئی، پس ان میں سے جو بھی نظر آیا ہم نے اسے (موت کی نیند) سلا دیا، رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئے، انصار آئے تو انہوں نے صفا کے پاس رسول اللہ ﷺ کو گھیرے میں لے لیا، ابوسفیان آئے تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! قریش کی بڑی بڑی جماعتیں ختم ہو گئیں، آج کے بعد قریش باقی نہیں رہیں گے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اپنے گھر میں داخل ہو جائے اسے پناہ ہے، جو ہتھیار ڈال دے اسے پناہ ہے، جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے بھی امن ہے اور جو کوئی اپنا دروازہ بند کر لے اسے بھی پناہ حاصل ہے۔“ انصار نے کہا: رہے رسول اللہ ﷺ تو انہیں اپنی قوم پر ترس آ گیا اور اپنی بستی کے متعلق رغبت اور شوق پیدا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی، جب وہ کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا: ”انصار کی جماعت! کیا تم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی قوم پر ترس آ گیا ہے اور اپنی

فَدَعَوْتُهُمْ فَجَاءُوا وَيَهْرَوُلُونَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَتَرُونَ أَوْبَاشَ قُرَيْشٍ، إِذَا لَقَيْتُمُوهُمْ غَدًا فَاخْضُدُوهُمْ حَصْدًا قَالَ حَمَادٌ: بِيَدِهِ الْيَمْنَى عَلَى الْيُسْرَى ثُمَّ مَوَّعِدُكُمْ الصَّفَا، فَاسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ عَلَى الْمُجَنَّبَةِ الْيَمْنَى وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ عَلَى الْمُجَنَّبَةِ الْيُسْرَى، قَالَ: وَاسْتَعْمَلَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ عَلَى الْبَارِقَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي، فَقَالَ: فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَدِ لَقَيْنَاهُمْ، قَالَ: فَلَمْ يُسْرِفْ مِنَ الْقَوْمِ أَحَدٌ إِلَّا أَنَامُوهُ، قَالَ: وَفُتِحَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَجَاءَتِ الْأَنْصَارُ فَأَحَاطُوا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الصَّفَا فَجَاءَ أَبُو سُفْيَانَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُبَيْدَتِ خَضْرَاءُ قُرَيْشٍ لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دَخَلَ دَارَهُ فَهُوَ آمِنٌ، مَنْ أَلْقَى سِلَاحَهُ فَهُوَ آمِنٌ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: أَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَخَذَتْهُ رَحْمَةٌ فِي قَوْمِهِ وَرَغْبَةٌ فِي قَرَيْبَتِهِ، وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

بستی کے متعلق رغبت اور شوق پیدا ہو گیا ہے، تب میرا نام کیا ہے؟ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں نے اللہ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی، میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خاص تعلق کی وجہ سے ایسی بات کی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اور اس کے رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔“

وَسَلَّمَ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، أَقَلْتُمْ أَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَدْرَكْتُهُ رَحْمَةً فِي قَوْمِهِ وَرَغْبَةً فِي قَرِيْبَتِهِ، فَمَا اسْمِي إِذَا، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، هَاجَرْتُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَيْكُمْ، فَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ، وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا قُلْنَا ذَلِكَ إِلَّا ضَنْناً بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ، قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ. ①

[۲۷۸/۵۱۵]..... قَالَ عَفَّانُ.....

سلیمان بن مغیرہ نے اس حدیث کے بارے میں بیان کیا، آپ ﷺ نے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ایسے پیادہ لشکر پر مامور فرمایا، جس کے پاس زرہ نہیں تھیں۔

وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغَيْرَةِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَاسْتَعْمَلَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ عَلَى الْحُسْرِ، يُرِيدُ الْبَارِقَةَ. ②

فوائد:..... مذکورہ حدیث میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ مسلمانوں کا لشکر جب مکہ معظمہ میں داخل ہوا اور جس ترتیب سے داخل ہوئے اس کی کیفیت کیا تھی۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جو قریش مکہ سے سلوک کیا اور عام معافی کا اعلان کیا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: (۱) جو شخص ہتھیار پھینک دے اس کو قتل نہ کیا جائے۔ (۲) جو شخص خانہ کعبہ کے اندر داخل ہو جائے، اسے قتل نہ کیا جائے۔ (۳) جو شخص اپنے گھر میں بیٹھ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ (۴) جو شخص ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر چلا جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ (۵) جو شخص حکیم بن حزام کے گھر چلا جائے اس کو قتل نہ کیا جائے۔ (۶) جو لوگ بھاگ جائیں ان کا تعاقب نہ کیا جائے۔ (۷) بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور زخمیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ (۸) قیدیوں کو بھی قتل نہ کیا جائے۔ (البدایہ والنہایہ: ۳/ ۲۸۸-۲۸۹)

قریش مکہ نے بڑے بڑے ظلم کیے تھے اور ان ظلموں کو بھلا کر فرمایا: ((لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ يَعْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ)) ”آج تم پر کوئی الزام اور مواخذہ نہیں، اللہ تم کو بخش دے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ مہربان ہے۔“

① مسلم، کتاب الجہاد والیسر، باب فتح مکہ، رقم: ۱۷۸۰۔ مسند احمد: ۲/ ۲۹۲۔

② انظر: ۲۷۷۔

[۳۰۹/۵۱۶]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يُوْسُفَ، حَدَّثَنَا

سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، قَالَ: تَفَرَّقَ النَّاسُ.....

سید! ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”قیامت کے دن سب سے پہلے تین آدمیوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا: ایک شہید، اسے اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا، وہ اسے اپنی نعمتیں یاد کرائے گا تو وہ انہیں پہچان لے گا، وہ اسے فرمائے گا: تم نے ان کے بارے میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے تمہاری راہ میں قتال کیا حتیٰ کہ میں شہید کر دیا گیا، وہ فرمائے گا: تم جھوٹ کہتے ہو، تم نے تو اس لیے قتال کیا تھا کہ شہرت ہو، لوگ کہیں جری شخص ہے، پس وہ مشہوری ہوگئی، پھر اس کے متعلق حکم فرمائے گا، تو اسے چہرے کے بل گھیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ ایک اور آدمی اللہ کے حضور لایا جائے گا جس نے علم حاصل کیا اور اس کی تعلیم دی، اس نے قرآن کی قراءت کی، پس وہ اپنی نعمتیں اسے یاد کرائے گا تو وہ انہیں پہچان لے گا، وہ اسے کہے گا: تم نے ان کے بارے میں کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے قرآن کی تعلیم حاصل کی، تیری خاطر اس کی تعلیم دی اور قرآن کی قراءت کی، وہ فرمائے گا: تم جھوٹ بولتے ہو، تم نے تو اس لیے تعلیم حاصل کی تھی کہ کہا جائے: فلاں عالم ہے، فلاں قاری ہے، پس یہ کہہ دیا گیا، پھر وہ حکم فرمائے گا، تو اسے چہرے کے بل گھیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا، پھر ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جسے اللہ نے ہر قسم کا مال عطا کیا ہوگا، وہ اسے اپنی نعمتیں یاد کرائے گا تو وہ انہیں پہچان لے گا، وہ فرمائے گا: تم نے ان کے بارے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ لَهُ: نَأْتِلُ أَخُو أَهْلِ الشَّامِ: حَدَّثَنَا حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَوَّلُ النَّاسِ يُقْضَى فِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ اسْتَشْهَدَ، فَأَتَى اللَّهُ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ لَهُ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِكَ حَتَّى اسْتَشْهَدْتُ، فَقَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنْ قَاتَلْتَ لِيقَالَ: هُوَ جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ، ثُمَّ أُمِرَ فَيُسْحَبُ عَلَى وَجْهِهِ إِلَى النَّارِ، وَأَتَى اللَّهُ بِرَجُلٍ قَدْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلِمَهُ وَقَدْ قرَأَ الْقُرْآنَ، فَعَرَفَهُ نِعْمَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ لَهُ: مَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ فَقَالَ: تَعَلَّمْتُ الْقُرْآنَ وَعَلِمْتُهُ فِيكَ، وَقَرَأْتُ الْقُرْآنَ، فَقَالَ: كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ؛ ليقَالَ: فُلَانٌ عَالِمٌ، وَفُلَانٌ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ، ثُمَّ أُمِرَ فَيُسْحَبُ بِهِ عَلَى وَجْهِهِ إِلَى النَّارِ، وَأَتَى اللَّهُ بِرَجُلٍ قَدْ أَعْطَاهُ اللَّهُ مِنْ أَنْوَاعِ الْمَالِ كُلِّهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَهُ فِيهَا فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ فَقَالَ: مَا تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ سَبِيلِ تَحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا، فَقَالَ: كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ،

تُمْ أَمْرٌ بِهِ فَيُسْحَبُ بِهِ عَلَىٰ وَجْهِهِ إِلَٰئِي النَّارِ ①

میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے ایسی کوئی جگہ اور راہ نہیں چھوڑی جہاں خرچ کرنا تجھے پسند ہو اور میں نے وہاں خرچ نہ کیا ہو، وہ فرمائے گا: تم جھوٹ کہتے ہو، تم نے ارادہ کیا تھا کہ کہا جائے: وہ سخی ہے، تو وہ کہہ دیا گیا، پھر اس کے متعلق حکم فرمائے گا، تو اسے چہرے کے بل گھیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عمل کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو، اگر اس عمل میں اخلاص نہیں تو وہ عمل اللہ ذوالجلال کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔ وہ ثواب کی بجائے جہنم کی طرف لے جاتا ہے، کیونکہ شراکت اللہ ذوالجلال کو پسند نہیں ہے اور عبادت ہو تو ہر قسم کے شرک اور ریا سے پاک اور خالص اللہ کے لیے ہو، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أُمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (البینة: ۵)..... ”اور وہ نہیں حکم دیئے گئے مگر یہ کہ وہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی اخلاص کے ساتھ۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں دوسرے شریکوں کے مقابلے میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں، جو کوئی ایسا عمل کرے جس میں وہ میرے ساتھ میرے علاوہ کسی اور کو شریک کرے تو میں اس کو اس کے شرک سمیت چھوڑ دیتا ہوں۔“ (مسلم، کتاب الزہد، رقم: ۲۹۸۵)

مذکورہ حدیث میں دکھلاوے کو شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ شرک اصغر ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں شرک اصغر کا بہت اندیشہ ہے؟“ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہے؟ فرمایا: ”عمل کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو، اگر ریا کاری ہے تو وہ برباد ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانَ عَلَيْهِ تَرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ (البقرة: ۲۶۴)

”اے ایمان والو! اپنے صدقات اس شخص کی طرح احسان جتلانے اور تکلیف پہنچانے سے ضائع نہ کرو جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کے لیے خرچ کرتا ہے..... اور اللہ، یومِ آخرت پر ایمان نہیں، اس کی مثال ایسی ہے جیسے پتھر کی چٹان پر مٹی ہو پھر زور کا مینہ پڑے اور اس کو صاف کر دے، ان لوگوں کو اپنی کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔ اللہ کا فر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا..... الخ“

① مسلم، کتاب الامارة، باب من قاتل للرياء الخ، رقم: ۱۹۰۵۔ مسند احمد: ۲/ ۳۲۱۔ سنن نسائی، رقم: ۳۱۳۷۔

لیکن اگر کوئی عمل خلوص سے کیا جائے تو اللہ ذوالجلال اس کی جزادیتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بے شک تو جو کچھ خرچ کرے اور اس سے تیری نیت اللہ کی رضا حاصل کرنی ہو تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ اس پر بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں (لقمہ) ڈالے۔“

(بخاری، رقم: ۵۶)

[۳۳۹/۵۱۷]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، عَنْ مَيْسَرَةَ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فِي قَوْلِهِ: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (آل عمران: ۱۱۰) قَالَ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے فرمان: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالے گئے ہو۔“ کی تفسیر میں فرمایا: ہم انہیں زنجیروں میں لائیں گے اور ہم انہیں (اسلام میں) داخل کر دیں گے۔^①

نشانہ..... کفار کی مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتاری بسا اوقات ان کے حق میں نعمتِ عظمیٰ ثابت ہوتی ہے کہ وہ مسلمان ہو کر ابدی ثواب جنت حاصل کر لیتے ہیں۔ اس حدیث سے امت محمدیہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۱۰ میں تین صفات ذکر ہوئی ہیں کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ یعنی خالص توحید کا عقیدہ۔ مزید یہ کہ ہمیں امت محمدیہ کو امتِ وسط بنایا گیا۔ (البقرہ: ۱۴۳)

[۳۵۰/۵۱۸]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِي، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ هَارُونَ بْنِ رَاشِدٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ وَرَاحِلَتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَقَدْ أَرْجَفَتْ إِذْ مَرَّ أَعْرَابِيٌّ بِجِمَالِ سِمَانَ وَهُوَ يَرْتَجِزُ، فَقَالَ رَجُلٌ: لَوْ كَانَ نَشَاطُ هَذَا وَقُوَّتُهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كَانَ نَشَاطُهُ وَقُوَّتُهُ رَدًّا عَلَى أَبِيهِ لِيُعْفِيَهُمَا وَيَكْفِيَهُمَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَإِنْ كَانَ رَدًّا عَلَى أَهْلِهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، انہوں نے کہا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس آئے اور آپ کی سواری آپ کے آگے تھی تو اچانک ایک اعرابی موٹے تازے اونٹ کے ساتھ رجزیہ اشعار پڑھتا ہوا گزرا تو آپ کی سواری لرز گئی، ایک آدمی نے کہا: اگر اس کا یہ نشاط اور اس کی قوت اللہ کی راہ میں ہوتی اور اگر وہ اپنے اہل و عیال کے پاس لوٹا دیا گیا تو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر اس کا نشاط اور اس کی قوت اس کے والدین پر لوٹائی جائے

① بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورہ آل عمران، رقم: ۴۵۵۷.

وَوَلَدِهِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَإِنْ كَانَ تَفَاخُرًا وَتَكَاتُرًا فَهُوَ فِي سَبِيلِ الطَّاعُوتِ. ①

تاکہ وہ ان دونوں کو بچائے اور انہیں کفایت کرے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر وہ اپنے اہل و عیال پر لوٹایا جائے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر اسے باہمی فخر کرنا اور مال زیادہ کرنا مقصود ہے تو وہ طاغوت کی راہ میں ہے۔“

[۴۰۵/۵۱۹]..... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَاللَّهِ لَعْدُوَّةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. ②

اسی اسناد سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام گزارنا دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اللہ ذوالجلال کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام گزارنا، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سے بہتر ہے۔ علماء کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا بھر کے جتنے خزانے ہیں اگر وہ سارے اللہ ذوالجلال کے راستے میں خرچ کر دیئے جائیں تو جتنا ثواب ملے گا، اس سے زیادہ ثواب جہاد میں تھوڑا سا وقت لگانے سے ملے گا۔

[۴۲۴/۵۲۰]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ رَجُلٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”محروم تو وہ ہے جو بنو کلب کی غنیمت کی تقسیم سے محروم رہا۔“

[۴۶۱/۵۲۱]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،

① لم اجدهُ سندهُ ضعيف، فيه هارون بن راشد وهو مجهول الجرح والتعديل: ۸۹/۹.

② بخاری، کتاب الجہاد، باب الغدوة والروحة في سبيل الله الخ، رقم: ۲۷۹۲۔ مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله، رقم: ۱۸۸۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۶۴۹۔ سنن نسائی، رقم: ۳۱۱۸۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۷۵۵۔ مسند احمد: ۳/ ۴۳۳.

③ مسند احمد: ۲/ ۳۵۶۔ قال شعيب الارناؤط: اسنده ضعيف.

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ جَرِيحًا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ مَسْكِ. ①

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو اللہ کی راہ میں زخم آجائے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا رنگ خون کا سا ہوگا، جبکہ اس کی خوشبو کستوری کی ہوگی۔“

نوٹ:..... معلوم ہوا جہاد میں زخمی ہونا بھی بہت بڑی فضیلت ہے۔ قیامت کے دن جس طرح شہید کی عزت افزائی ہوگی، اسی طرح جہاد میں زخمی ہونے والے کی بھی عزت افزائی ہوگی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جو شخص باغیوں اور راہزنوں کے ہاتھوں زخمی ہو یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اقامت میں وفات پا جائے۔ تو اس شخص کے لیے بھی یہی فضیلت ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ص ۱۴۴۸ طبع دار ابن حزم)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: مشک (کستوری) کے پاک ہونے پر اجماع ہے، بدن اور کپڑوں پر اس کا استعمال جائز ہے۔ نیز اس کی تجارت (بھی) جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱/۳۴۵)

[۵۲۲/۴۹۴]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى رَجُلٍ قَتَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى رَجُلٍ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْثَلِكِ، لَا مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس شخص پر سخت ناراض ہوتا ہے جسے اللہ کے رسول نے قتل کیا ہو، اور اللہ اس شخص پر بھی سخت ناراض ہوتا ہے جو بادشاہوں کا بادشاہ (شہنشاہ) کا نام رکھتا ہے، اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔“

نوٹ:..... (۱) رسول اللہ ﷺ جہان والوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الانبیاء: ۱۰۷)

لوگوں نے آپ کو اذیتیں پہنچائیں لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو معاف کیا۔ اور اپنی امت کے لوگوں کے لیے دعائیں مانگیں۔ لوگوں نے آپ کو طائف کی ہستی میں پتھر مارے تو آپ نے ان کی ہدایت کے لیے دعائیں کی اور اسی طرح غزوہ احد میں آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے تو دعاء کی:

① بخاری، کتاب الجہاد، باب من یخرج فی سبیل اللہ عزوجل، رقم: ۲۸۰۳۔ مسلم، کتاب الامارۃ باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ، رقم: ۱۸۷۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۵۴۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۶۵۷۔

② بخاری، کتاب المغازی، باب ما اصاب النبی ﷺ من الجراح یوم احد، رقم: ۴۰۷۳۔ مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب اشتداد غضب اللہ علی من قتلہ رسول اللہ ﷺ، رقم: ۱۷۹۳، ۲۱۴۳۔ مسند احمد: ۲/۴۹۲۔

((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ)) (مسلم: ۴۶۴۶) ”اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما، یقیناً انہیں علم نہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ بالا بات غزوہ احد کے بعد بیان کی، جب ابی بن خلف کو قتل کیا۔ ابی بن خلف کہنے لگا: میں محمد ﷺ کو (استغفر اللہ) قتل کروں گا۔ غزوہ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اس کو نیزہ مارا، معمولی سی خراش اس کو آئی اور قریش مکہ سے کہنے لگا: محمد ﷺ نے مجھے قتل کر دیا، لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے دل چھوڑ دیا ہے، ورنہ تمہیں کوئی خاص چوٹ نہیں ہے۔ کہنے لگا: مجھے محمد (ﷺ) نے مکہ میں کہا تھا کہ میں تمہیں قتل کروں گا، اس لیے اللہ کی قسم! اگر وہ مجھ پر تھوک دیتا، تو میری جان چلی جاتی۔ بالآخر اللہ کا یہ دشمن مکہ واپس آتے ہوئے مقام سرف پہنچ کر مر گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام: ۲/ ۸۴)

(۲)..... معلوم ہوا مخلوق کے لیے شہنشاہ سخت ناپسندیدہ نام ہے، کیونکہ یہ لقب اللہ ذوالجلال کی ذات کے لائق ہے اس کا معنی ہے کہ بادشاہوں کا بھی بادشاہ، اور ایسا نام رکھنے سے اللہ ذوالجلال کے نام کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے، جو نص قرآنی ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ کے سراسر مخالف ہے۔ لہذا یہ نام صرف اللہ عزوجل کو ہی زیب دیتا ہے اور اسی کے لیے ہونا چاہیے۔ (بہجة النفوس: ۴/ ۱۸۵)

”فتح الباری“ میں ہے کہ شہنشاہ کی طرح دوسرے بعض اسماء بھی جو ذات حق جل جلالہ کے لیے مختص ہیں، کسی اور کو ان اسماء سے موسوم کرنا حرام ہے اور وہ یہ ہیں: (۱) خالق الخلق (۲) احکم الحاکمین (۳) سلطان السلاطین اور امیر الامراء۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بقول رحمٰن، قدوس اور جبار وغیرہ بھی اسی میں شامل ہیں۔

علامہ عینی، ابو محمد بن ابی جمرہ اور علامہ زحشری رحمہم اللہ کا کہنا ہے: قاضی القضاہ، کبیر القضاہ، اور قضی القضاہ جیسے نام بھی نہیں رکھنے چاہئیں، لیکن قضی اور قاضی القضاہ جیسے نام رکھنے کی صراحت رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے ملتی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے متعلق فرمایا: ”أَفْضَاكُمُ عَلِيٌّ“، البتہ یہ بات واضح رہے کہ جس صاحب کو قاضی القضاہ یا قضی القضاہ جیسے لقب سے ملقب کیا جا رہا ہو تو اس سے مقصود یہ ہو کہ وہ صاحب اپنے زمانے یا ملک یا شہر کے لوگوں میں سب سے زیادہ عادل اور علم والا یا زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۵۹۰)

[۵۲۷/۵۲۳]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَالِمِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رفاعہ بن زید الحجازی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک غلام بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج معہ إلی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رفاعہ بن زید الحجازی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک غلام بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج معہ إلی

کریم ﷺ خیبر سے واپس تشریف لائے تو آپ نے عصر و مغرب کے درمیان وادی عشیہ میں قیام فرمایا، تو وہ غلام کھڑا ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی سواری سے پالان/ کجاوہ اتارنے لگا، تو کسی نامعلوم سمت سے ایک تیرا سے آ کر لگا اور وہ مارا گیا، ہم نے کہا: تمہیں جنت مبارک ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ چادر جو اس نے غزوہ خیبر کے موقع پر مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے چوری کر لی تھی وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے۔“

راوی نے بیان کیا: آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص گھبرائے ہوئے آئے تو عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے جو توں کے دو تھے اٹھالیے تھے، تو آپ نے فرمایا: ”ان دونوں کے مثل تمہارے لیے جہنم میں تیار کیے جائیں گے۔“

خَبِيرًا، فَلَمَّا انصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَبِيرٍ نَزَلَ نَاحِيَةَ الْوَادِي عَشِيَّةً مِنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ فَقَامَ الْعَبْدُ يَصْنَعُ رَحَلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ سَهْمٌ غَرِبٌ فَأَصَابَهُ فَقَتَلَهُ فَقُلْنَا: هَذَا لَكَ الْجَنَّةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ شِمْلَتَهُ لَتُجْرَفُ عَلَيْهِ فِي النَّارِ، وَكَانَ غَلَّهَا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ خَبِيرٍ، قَالَ: فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَرَعَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَبْتُ شِرَاكَتِي نَعْلَيْنِ لِي فَقَالَ: يُعَدُّ لَكَ مِثْلَهَا فِي النَّارِ. ①

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کسی شخص کے بارے میں قطعی جنتی کا حکم لگانا جائز نہیں۔ سوائے ان کے جن کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی۔ اس کے علاوہ کسی کے متعلق حسن ظن کرنا تو درست ہے لیکن قطعی جنتی ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پش کبیرہ گناہ ہے ایسا گناہ جو جہنم میں لے جانے کا سبب بن جائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے خیبر کے روز اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک شخص وفات پا گیا، لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو، اس سے لوگوں کے چہرے فق ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے اس ساتھی نے اللہ کی راہ میں سوتے ہوئے خیانت (یا چوری) کی ہے۔“ ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہمیں اس میں ایسے مونگے ملے جو یہودی لوگ استعمال کرتے تھے۔ ان کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔ (سنن ابوداؤد، رقم: ۲۷۱۰) معلوم ہوا سرکاری خزانے کی قلیل چوری بھی عام کثیر چوری سے زیادہ سنگین ہے، لہذا آج سرکاری مال کو مال مفت سمجھ کر کرپشن کرنے والوں کو اس

① بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب هل يدخل فی الایمان والنذور الخ، رقم: ۶۷۰۷۔ مسلم، کتاب الایمان،

باب غلط تحريم الغلول الخ، رقم: ۲۱۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۷۱۱۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۴۸۵۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

[۵۲۴/۵۳۸]..... أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ بْنِ لَاحِقٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ.....

عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مُعَاذِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيهِمُ الْمَاءَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلَى وَالْجَرَحَى إِلَى الْمَدِينَةِ. ①

سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی تھیں، تو ہم ان (مجاہدین) کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں، اور ہم شہداء اور زخمیوں کو مدینہ منتقل کرتی تھیں۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا خواتین حسب ضرورت جہاد میں شریک ہو سکتی ہیں۔ لیکن خواتین کے ساتھ ان کے شوہر یا محرم کے ساتھ پردہ کی پابندی بھی ضروری ہے۔ لیکن افسوس! لوگ عہد نبوی کے ایسے چند واقعات سے استدلال کرتے ہوئے آج بھی خواتین میں جہاد کی ترغیب دلاتے اور حتیٰ کہ خواتین اور مردوں کے اختلاط کو بھی جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ استدلال بے بنیاد اور غلط ہے، کیونکہ چند بوڑھی خواتین یا جوان باپردہ عورتیں جو مجاہدین کی مائیں، بہنیں وغیرہ ہوتیں زخمیوں کو مرہم پٹی اور پانی پلایا کرتیں، یہ ایسا موقع نہ ہوتا تھا کہ کسی بے پردگی کا مظاہرہ ہو ورنہ کسی غیر محرم کے ساتھ خلوت ہی کا اندیشہ ہوا کرتا تھا۔ اس سے مخلوط سٹم کے جواز کا استدلال قطعی طور پر درست نہیں۔

عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خواتین کا جہاد حج کرنا ہے۔“

(بخاری، کتاب الجہاد، باب جہاد النساء)

[۵۲۵/۵۴۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ.....

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ امْرَأَةً حَدَّثَتْهُ قَالَتْ: نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَضْحَكْتَ مِنِّي؟ فَقَالَ: لَا، وَلَكِنْ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ مِثْلَهُمْ مِثْلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسْرَةِ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَ: قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَخْرُجُونَ غَزَاةً فِي الْبَحْرِ قَلِيلَةً غَنَائِمُهُمْ،

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک خاتون نے انہیں بیان کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ میری وجہ سے ہنسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں، بلکہ اپنی امت کے کچھ افراد سے کہ وہ سمندری جہاد کریں گے، ان کی مثال اس طرح ہے جس طرح بادشاہ تختوں پر ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سو گئے، پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے، فرمایا: ”میرا امت کے

① بخاری، کتاب الجہاد، باب مداواة النساء الجرحى فى الغزو، رقم: ۲۸۸۲۔ مسند احمد: ۶ / ۳۵۸۔

کچھ لوگ سمندری جہاد کے لیے روانہ ہوں گے، انہیں مالِ نقیمت کم ملے گا لیکن وہ بخش دیئے جائیں گے۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ان میں شامل فرماوے، آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ راوی نے بیان کیا: عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے ہمیں خبر دی کہ وہ خاتون المنذر بن زبیر کے غزوے میں شامل تھیں جو کہ ارضِ روم کی طرف تھا، وہ ان کے ساتھ تھے اور انہوں (اس محترمہ) نے سرزمینِ روم میں وفات پائی۔

مَغْفُورٌ لَهُمْ . قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا فَأَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ رَأَى تِلْكَ الْمَرْأَةَ فِي غَزَاةِ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ فِي أَرْضِ الرُّومِ، كَانَتْ مَعَهَا فَمَاتَتْ فِي أَرْضِ الرُّومِ. ①

[۵۴۷/۵۲۶]..... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.....

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ سو گئے، پھر بیدار ہوئے، راوی نے اسی مانند اسے ذکر کیا۔

عَنْ أُمِّ حَرَامِ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ: نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. ②

نوٹ:..... مذکورہ حدیث میں جس عورت کا تذکرہ ہے اس سے مراد سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا ہیں۔ (صحیح بخاری، رقم: ۲۷۹۹)

”کرمانی شرح بخاری“ میں ہے: اس کا رسول اللہ ﷺ سے محرم رشتہ تھا، یہ کیا رشتہ تھا؟ اس کے بارے میں حافظ ابن عبد البر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ وہ آپ کی رضاعی خالہ تھیں اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ آپ کے والد یا آپ کے دادا کی خالہ تھیں، اس لیے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب کی والدہ قبیلہ بنو نجار سے تھیں جو انصار کا ایک قبیلہ تھا۔ مذکورہ بالا حدیث سے بحری جہاد میں شرکت کرنے والوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی سب سے پہلی بحری فوج سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم پر آپ کے زمانہ میں تیار کی تھی۔

(فتح الباری، کتاب الجہاد، باب غزوة المرأة فی البحر: ۶ / ۹۴)

① بخاری، کتاب الجہاد، باب فضل من بصرع فی سبیل اللہ فمات فهو منهم، رقم: ۲۷۹۹۔ مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الغزو فی البحر، رقم: ۱۹۱۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۴۹۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۶۴۵۔ سنن نسائی، رقم: ۳۱۷۱۔ مسند احمد: ۶ / ۳۶۱۔

② انظر ما قبلہ .

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب مسلمانوں نے سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی معیت میں پہلا سمندری سفر کیا تو ام حرام رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جہاد کے لیے روانہ ہوئیں، جب وہ لوگ جنگ سے واپس آئے تو (سفر کے دوران) شام میں (ایک مقام پر) ٹھہرے (روانگی کے وقت) سوار ہونے کے لیے سواری کا جانور آپ کے قریب لایا گیا تو اس (جانور) نے انہیں گرا دیا اور وہ فوت ہو گئیں۔ (بخاری، رقم: ۲۷۹۹ - ۲۸۰۰)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عورتیں بھی جہاد میں شریک ہو سکتی ہیں بشرطیکہ ان کے ساتھ محرم ہو۔ آپ ﷺ نے کہا: عورتوں کا جہاد حج کرنا ہے۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب جہاد النساء)

جو جہاد میں شریک ہو اگر وہ حادثاتی موت بھی مرجائے تو وہ شہید ہے۔ جیسا کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس آیت مبارکہ سے استدلال کیا ہے: ﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مَهْجُورًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ﴾ (النساء: ۱۰۰)..... ”جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی نیت کر کے نکلے اور پھر راستے ہی میں اس کی وفات ہو جائے تو اللہ پر اس کا اجر واجب ہو گیا۔“ آیت میں وَقَعَ کے معنی وَجَبَ کے ہیں۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب فضل من يصرع في سبيل الله فمات فهو منهم)

رسول اللہ ﷺ نے جو پیش گوئی فرمائی وہ اسی طرح پوری ہوئی۔ یہ آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔

[۵۸۷/۵۲۷]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَهْرَامٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ارْتَبَطَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَانْفَقَ عَلَيْهِ احْتِسَابًا، فَإِنَّ شَبْعَهُ وَجُوعَهُ وَظَمَاهُ وَرِيَّهُ وَبَوْلَهُ وَرَوْتَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) گھوڑا باندھا، ثواب کی نیت سے اس پر خرچ کیا، تو اس کا سیر ہونا، اس کا بھوکا ہونا، اس کا پیاسا ہونا، اس کا سیراب ہونا اور اس کا بول و براز قیامت کے دن

اس کے میزان (ترازو) میں ہوگا۔“

مذکورہ حدیث سے مجاہدین کے گھوڑوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ مذکورہ تمام چیزیں نیکیاں بن کر گھوڑا پالنے والے کے اعمال میں شامل کر کے ترازو میں تولی جائیں گی، ایسے گھوڑوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْعُدِيَّتِ صَبْحًا ۝ فَالْمُورِيَّتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُعِيرِئِ صَبْحًا ۝ فَالْقَائِرِئِ بِهٖ نَقْعًا ۝ فَوَسْطُنْ بِهٖ

جَمْعًا﴾ (العاديات: ۱-۵)

① بخاری، کتاب الجہاد والیسر، باب من احتبس فرسا، رقم: ۲۸۵۳۔ سنن نسائی، کتاب الخیل: باب علف

الخیل، رقم: ۳۵۸۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۷۹۱۔ مسند احمد: ۲ / ۳۷۴۔

”قسم ہے ان (گھوڑوں) کی جو پیٹ اور سینے سے آواز نکالتے ہوئے دوڑنے والے ہیں۔ پھر جو سم مار کر چنگاریاں نکلانے والے ہیں، پھر جو صبح کے وقت لوٹ ڈالتے ہیں، پھر اس کے ساتھ غبار اڑاتے ہیں۔“

[۶۶۶/۵۲۸]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ حَفْصَةَ.....

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: كُنَّا نَعْدُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، غَزَوْتُ مَعَهُ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، فَكُنْتُ أَخْلُقُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَأُدَاوِي لَهُمُ الْجَرْحَى. ①

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوات میں شرکت کیا کرتی تھیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی، میں ان کے خیموں میں رہتی، ان کے لیے کھانا تیار کرتی اور زخموں کا علاج معالجہ کرتی تھی۔

[۶۶۷/۵۲۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ.....

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، فَكُنْتُ أَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ، وَأَقُومُ عَلَى لِمْرَضَى، وَأُدَاوِي الْجَرْحَى. ②

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی، میں ان (مجاہدین) کے لیے کھانا تیار کرتی، بیماروں کی دیکھ بھال کرتی اور زخموں کا علاج معالجہ کرتی تھی۔

..... دیکھیے شرح حدیث نمبر: ۵۲۵ / ۵۳۸۔

[۷۰۲/۵۳۰]..... أَخْبَرَنَا الْمَلَائِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جُمَيْعٍ، حَدَّثَنِي جَدَّتِي.....

عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَتْ قَدْ جَمَعَتِ الْقُرْآنَ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ غَزَا بَدْرًا قَالَتْ لَهُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَخْرَجَ مَعَكَ أَدَاوِي جَرْحَاكُمْ وَأُمْرَضَ مَرْضَاكُمْ، لَعَلَّ أَنْ تُهْدَى لِي شَهَادَةٌ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ مَهْدٌ لِكَ شَهَادَةٍ، فَكَانَ يُسَمِّيهَا الشَّهِيدَةَ، وَكَانَ أَمْرَهَا أَنْ تَوْمَ أَهْلَ دَارِهَا،

سیدہ ام ورقہ بنت عبد اللہ بن حارث انصاری رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: انہیں قرآن یاد تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غزوہ بدر کے لیے جانے لگے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں؟ میں تمہارے زخموں اور مریضوں کا علاج معالجہ اور تیمارداری کروں گی، ہو سکتا ہے کہ مجھے شہادت نصیب ہو جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ نے تمہارے لیے شہادت لکھ دی ہے، پس آپ انہیں شہیدہ کہا کرتے

① مسلم، کتاب الجہاد، باب النساء الغازیات یرضح لهن الخ، رقم: ۱۸۱۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۸۵۶۔

② انظر ما قبلہ۔

تھے اور آپ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائیں، ان کا ایک مؤذن تھا، وہ اپنے گھر والوں کی امامت کراتی رہیں حتیٰ کہ ان کی لونڈی اور ان کے غلام نے ان کا گلا گھونٹ دیا، انہوں نے ان دونوں سے کہہ رکھا تھا کہ میری وفات کے بعد وہ آزاد ہوں گے، ان دونوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انہیں قتل کیا تھا، مشہور ہو گیا کہ ام ورقہ کو قتل کر دیا گیا ہے، ان کے غلام اور ان کی لونڈی نے انہیں قتل کیا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کیا: ام ورقہ کی لونڈی اور ان کے غلام نے ان کا گلا گھونٹ کر قتل کر دیا ہے اور وہ دونوں بھاگ گئے ہیں، پس انہیں لایا گیا اور انہیں سولی چڑھایا گیا، اور وہ دونوں پہلے ہیں جنہیں مدینہ منورہ میں پھانسی دی گئی۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ہمارے ساتھ چلو، ہم شہیدہ سے ملیں گے۔“

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ نے جو پیش گوئی فرمائی وہ سچ ثابت ہوئی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا عورتیں عورتوں کی امامت کروا سکتی ہیں، لیکن عورت مردوں کی امامت نہیں کروا سکتی۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ میں عورت کو مردوں کی امام بنانے کا کہیں ثبوت نہیں اور اللہ ذوالجلال نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے اور عورتیں دین و عقل کے لحاظ سے بھی ناقص ہیں۔ امام ابن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: عورت کا مردوں کی امامت کرانا جائز نہیں۔ (المحلی بالانار: ۱۳ / ۱۳۵) معلوم ہوا عورت اذان نہیں دے سکتی اس لیے تو انھوں نے ایک مؤذن مرد مقرر کیا تھا نہ کہ خود اذان دیا کرتی تھیں۔

[۷۰۳/۵۳۱]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ الْقَائِشِيِّ.....

① سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب امامة النساء، رقم: ۵۹۱۔ قال الشيخ الالبانی: حسن۔ مسند احمد: ۶/

۴۰۵۔ معجم طبرانی کبیر: ۲۵ / ۲۴ / ۳۲۶۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۳ / ۱۳۰۔

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں میرے والد نے ایک غزوہ میں شرکت کی تو رسول اللہ ﷺ ہماری بکری کے دودھ دوہنے کے حوالے سے ہمارا خیال رکھتے تھے، آپ ایک برتن میں دودھ دوہتے تھے اور وہ بھر جاتا تھا، پس خباب رضی اللہ عنہ (غزوہ سے) واپس آئے تو وہ اس کا دودھ دوہتے تھے، پس اس (بکری) کا دودھ لوٹ گیا (کم ہو گیا)۔

عَنْ بِنْتٍ لِحَبَابٍ قَالَتْ: خَرَجَ أَبِي فِي غَزَاةٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَاهَدُنَا حَتَّى نَحْلِبَ عَمْرًا لَنَا، كَانَ يَحْلِبُ فِي جَفْنَةٍ فَيَمْتَلِءُ، فَقَدِمَ حَبَابٌ وَكَانَ يَحْلِبُهَا فَعَادَ حِلَابَهَا. ①

[۸۷۸/۵۳۲]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، نَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُبَيْتَةَ، عَنِ مُجَاهِدٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”باد صبا کے ذریعے میری مدد کی گئی، جبکہ قوم عاد کو جانب مغرب سے آنے والی ہوا کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا۔“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نُصِرْتُ بِالصَّبَا، وَأُهْلِكْتُ عَادٌ بِالذَّبُورِ. ②

[۸۷۹/۵۳۳]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، نَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، قَالَ.....

جناب مجاہد رضی اللہ عنہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کرتے ہیں۔

سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ③

..... غزوہ خندق میں ہوا کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی گئی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَكُمْ جُنُودٌ فَارْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا﴾ (الاحزاب: ۹)..... ”اے ایمان والو! اللہ نے تم پر جو احسان کیا، اسے یاد کرو کہ جب تم پر لشکروں کے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر ہوا کا طوفان چلا دیا اور ایسے لشکر بھیجے جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں۔“ یہ معجزات نبوی میں شامل ہے۔

قوم عاد کو ہوا کے ذریعے ہلاک کیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَأَمَّا عَادُ فَاهْلَكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝

① مسند احمد: ۶/ ۱۱۱، ۳۷۲۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ ضعيف .

② بخاری، کتاب استسقاء، باب قول النبي ﷺ نصرت بالصبا، رقم: ۱۰۳۵۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب في ریح الصبا والذبور، رقم: ۹۰۰۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۳۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۶۴۳۱۔

③ انظر ما قبله .

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَتَمَازِينَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا ﴿۷۰۶﴾..... ”اور جو عادت تھے وہ سخت ٹھنڈی تند آندھی کے ساتھ ہلاک کر دیے گئے جو قابو سے باہر ہونے والی تھی۔ اللہ نے اسے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلائے رکھا۔“ [۹۳۳/۵۳۴]..... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، نَا الْحَجَّاجُ.....

عطاء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نجدہ حروری نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نام خط لکھا جس میں انہوں نے بچوں کے قتل کرنے، بچے سے کس عمر میں یتیمی کے احکام ختم ہوتے ہیں؟ عورتوں کے بارے میں کہ کیا وہ قتال و جہاد میں شریک ہوں گی؟ خمس کے بارے میں اور غلام کے بارے میں کہ کیا اس کے لیے مال غنیمت میں کوئی حصہ ہے؟ (ان امور) کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے میرے نام خط لکھا: رہے بچے، اگر تم خضر علیہ السلام ہو تو تم مومن کی کافر سے تمیز کر لو گے لہذا اسے قتل کر دو، رہا بچہ، پس جب وہ بالغ ہو جائے گا تو اس سے یتیمی والے احکام ختم ہو جائیں گے، جہاں تک خواتین کا تعلق ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتال کے لیے جایا کرتی تھیں، وہ مریضوں کا علاج معالجہ کرتیں، زخمیوں کی دیکھ بھال کرتیں اور قتال میں شریک ہوتیں، رہا خمس، تو ہم نے کہا کہ وہ ہمارا حق ہے تو ہماری قوم نے ہماری یہ بات نہ مانی، رہا غلام تو اسے مال غنیمت میں سے حصہ دیا جاتا تھا۔

..... مذکورہ حدیث کئی ایک فوائد پر مشتمل ہے۔

(۱)..... میدان جنگ میں بچوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوہ میں ایک عورت کو مقتول پایا تو عورتوں اور بچوں کے قتل سے روک دیا۔ (بخاری، رقم: ۲۰۱۴۔ مسلم: ۱۷۴۴)

ہاں اگر کوئی سیدنا خضر علیہ السلام کی طرح تمیز کر سکے کہ بچہ بڑا ہو کر مسلمان ہو گیا یا کافر، جبکہ یہ مشکل ہے۔ کیونکہ

① مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب النساء الغازیات الخ، رقم: ۱۸۱۲۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۴۔

سیدنا خضر رضی اللہ عنہ نے بچے کو قتل کیا تو وہ اللہ ذوالجلال کے حکم سے تھا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي﴾ (الکہف: ۸۲) ”میں نے اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کیا۔“

(۲)..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جب آدمی بالغ ہو جائے تو یتیمی والے احکام ختم ہو جاتے ہیں اور بلوغت کی علامات میں سے ازروئے حدیث احتلام آنا، داڑھی یا زیر ناف بال اگنا یا پندرہ سال کا ہو جانا ہیں۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں چودہ سال کا تھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے لیے قبول نہ کیا، جب پندرہ سال کا ہوا تو قبول کر لیا۔ (مسلم، کتاب الامارہ، باب بیان سن البلوغ)

(۳)..... عورتیں جہاد میں مجاہدین کی خدمت کرنے کے لیے زخمیوں کی دیکھ بھال اور بوقت ضرورت قتال کے لیے بھی شریک ہو سکتی ہیں۔

(۴)..... غلام کو مال غنیمت میں سے حصہ ملے گا یا نہیں۔ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عورت اور غلام کے متعلق: ((أَنَّهُ لَيْسَ لَهُمَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَحْذِيَا.)) (مسلم، کتاب الجہاد، رقم: ۱۸۱۲)..... ”ان دونوں کو حصہ نہیں ملے گا البتہ انعام مل سکتا ہے۔“ جمہور علماء کا موقف ہے کہ جتنا امام مناسب جانے اتنا حصہ ان دونوں کو دیا جائے گا۔

(۵)..... خمس: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ﴾ (الانفال: ۴۱)..... ”جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا اور قربت داروں کا ہے۔“ ذوالقربی سے مراد بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں۔ اور ”قوم“ سے مراد امراء بنو امیہ ہیں۔ جنہوں نے یہ خمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیزوں کو نہ دیا۔

[۹۴۶/۵۳۵]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرَمَةَ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کا ذکر کیا جنہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جلایا تھا، تو انہوں نے فرمایا: اگر میں ہوتا تو میں انہیں نہ جلاتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اللہ کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب/سزا نہ دو۔“ اور میں انہیں ضرور قتل کر دیتا، اور اس لیے بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اپنا دین تبدیل کر لے تو اسے قتل کر دو۔“

① بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب لا یعذب بعذاب اللہ، رقم: ۳۰۱۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۳۵۱۔ سنن

ترمذی، رقم: ۱۴۸۵۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۶۰۶۔

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا آگ سے عذاب دینا کسی کے لیے جائز نہیں۔ یہ اللہ ذوالجلال کے لیے خاص ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بات پہنچی تو فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سچ فرمایا۔ (سنن ترمذی، رقم: ۱۴۵۸)

یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی قبول اسلام کے بعد دوبارہ کفر میں داخل ہو جائے تو وہ واجب القتل ہے۔ لیکن مرتد کو سزا دینے سے پہلے توبہ کا مطالبہ کرنا چاہیے، توبہ کر لے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔

”سنن ابی داؤد“ میں ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک آدمی پیش کیا گیا جو اسلام سے مرتد ہو چکا تھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ اسے تقریباً بیس راتیں دعوت دیتے رہے۔ پھر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو انہوں نے بھی اسے دعوت دی مگر اس نے انکار کر دیا تو اس کی گردن مار دی گئی۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الحدود، رقم: ۴۳۵۶) معلوم ہوا تبلیغ اسلام کی بھرپور دعوت دے کر حجت قائم ہونے کے بعد مرتد واجب القتل ہے۔

[۹۶۱/۵۳۶]..... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي هِنْدٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عِكْرِمَةَ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے یہ اور یہ کیا، تو نوجوانوں نے اس کی طرف سبقت کی، اور شیوخ (بڑی عمر والے) پرچموں تلے ثابت قدم رہے، جب اللہ نے انہیں فتح عطا فرمائی تو نوجوان آئے اور ان کے لیے جو مقرر کیا گیا تھا، اس کا مطالبہ کرنے لگے اور بڑی عمر والوں نے کہا: ہم تمہارے معاون تھے اور ہم پرچموں تلے تھے، تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ”وہ تم سے مال غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجئے: مال غنیمت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے، پس اللہ سے ڈرو اور آپس میں معاملات درست رکھو۔“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا، أَوْ آتَى كَذَا وَكَذَا، فَتَسَارَعَ الشَّبَّانُ إِلَى ذَلِكَ، وَثَبَّتَ الشُّيُوخُ تَحْتَ الرَّأْيَاتِ، فَلَمَّا أَنْ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ جَاءَ الشَّبَّانُ يَطْلُبُونَ مَا جَعَلَ لَهُمْ، وَقَالَتِ الشُّيُوخُ: إِنَّا كُنَّا رِدَاءَ لَكُمْ، وَكُنَّا تَحْتَ الرَّأْيَاتِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ الآية. ①

① سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب النفل، رقم: ۲۷۳۷، ۲۷۳۸ قال الالبانی: صحیح - مستدرک حاکم: ۲/

[۹۶۲/۵۳۷]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، نَادَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ.....

عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ، وَزَادَ،
قَالَتْ: إِنَّا كُنَّا رِدَاءَ لَكُمْ، وَلَوْ انْكَشَفْتُمْ
انْكَشَفْتُمْ لَنَا. ①

عکرمہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی مثل روایت کیا ہے، اور یہ اضافہ نقل کیا: ہم تمہارے معاون تھے اگر تم ظاہر ہوئے تو ہماری خاطر ظاہر ہوئے ہو۔

[۹۶۳/۵۳۸]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ: مَنْ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا، فَذَهَبَ شَبَابُ الرِّجَالِ، وَثَبَتَ الشُّيُوخُ تَحْتَ الرِّأْيَاتِ، فَلَمَّا أَنْ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ جَاءَ الشَّبَابُ يَطْلُبُونَ نَفْلَهُمْ، وَقَالَتِ الشُّيُوخُ: إِنَّا كُنَّا تَحْتَ الرِّأْيَاتِ، وَقَدْ كُنَّا رِدَاءَ لَكُمْ لَوْ أَنهَزْتُمْ، (فَلَا) تَسْتَأْثِرُوا عَلَيْنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ ﴿تَلَا حَتَّى بَلَغَ﴾ كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكُرْهُوْنَ ﴿فَقَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ بِالسَّوِيَّةِ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے موقع پر فرمایا تھا: ”جو یہ کارنامہ سرانجام دے گا، تو اس کے لیے یہ انعام ہوگا“، پس نوجوان افراد چلے گئے، جبکہ بڑی عمر والے پرچموں تلے جمے رہے، پس جب اللہ نے انہیں فتح عطا فرمائی، تو نوجوان آئے اور مال غنیمت کا مطالبہ کرنے لگے، جبکہ بڑی عمر والوں نے کہا: ہم پرچموں تلے تھے اور ہم تمہارے معاون تھے، اگر تم شکست کھا جاتے، تو پھر تم ہم پر ترجیح نہ دیتے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”وہ آپ سے مال غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں، فرما دیجئے مال غنیمت اللہ کے لیے ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورۃ الانفال ابتداء سے) تلاوت فرمائی حتیٰ کہ یہاں تک پہنچے: ”جس طرح اللہ نے حق کے ساتھ آپ کو آپ کے گھر سے نکالا، جبکہ مومنوں کا ایک گروہ ناپسند کر رہا تھا۔“ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان مال غنیمت برابر برابر تقسیم فرمادیا۔

..... معلوم ہوا نیکی کے کاموں میں شوق دلانے کے لیے انعامات رکھنا اور دینا جائز ہے، لیکن ایک مسلمان مومن کو صرف اللہ ذوالجلال کی رضا کے لیے کام کرنا چاہیے۔ اس موقع پر سورہ انفال کی ابتدائی پانچ آیات

① تفسیر طبری: ۹/ ۱۷۲۔ انظر ما قبلہ.

② سنن ابوداود، کتاب الجہاد، باب النفل، رقم: ۲۷۳۷، ۲۷۳۹ قال الالبانی: صحیح۔ سنن کبریٰ بیہقی:

نازل ہوئیں۔

[۹۶۹/۵۳۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، نَا خَالِدُ الْحَدَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةِ يَوْمِ بَدْرٍ: اللَّهُمَّ إِنِّي أُنشِدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ أَلَحَّتْ عَلَيَّ رَبِّكَ بَعْضُ مَنَاشِدَتِكَ - وَهُوَ فِي الدَّرْعِ - فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَوَاتِ﴾ وَ ﴿بِلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ﴾^①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوة بدر کے دن جبکہ آپ ایک خیمے میں تھے فرمایا: ”اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عہد اور تیرے وعدے کا سوال کر رہا ہوں۔“ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اپنے رب سے بڑے الحاج کے ساتھ دعا فرمائی، پس آپ (خیمے سے) باہر تشریف لائے، اور فرما رہے تھے: ”آسمانوں میں اسی کی کبریائی ہے۔“ اور ”بلکہ قیامت ان کے وعدہ کا وقت ہے جبکہ قیامت بڑی آفت اور بڑی ناگوار چیز ہے۔“

نوٹ:..... نبی معظم ﷺ نے دعا کی تو اللہ ذوالجلال نے اس دعا کو قبول فرمایا اور فرشتوں کو نازل فرمایا: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِالْفِ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرَدِّفِينَ﴾ (الانفال: ۹)..... ”اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگا تار چلے آئیں گے۔“

معلوم ہوا اللہ سے بڑے الحاج و تضرع (گڑگڑاہٹ) اور اس کی صفات اور وعدوں کا واسطہ دے کر مانگنا چاہیے، جس سے دعا جلد قبول ہوگی۔



① بخاری، کتاب الجہاد، باب ما قبل فی درع النبی ﷺ، رقم: ۲۹۱۵۔ مسلم، کتاب الجہاد، باب الامداد بالملائكة فی غزوة بدر الخ، رقم: ۱۷۶۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۰۸۱۔ مسند احمد: ۱ / ۳۲۹۔

کتاب الخمس

خمس کی فرضیت اور اس کے مسائل

[۲۶۸/۵۴۰]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ زِيَادٍ، مَوْلَى بَنِي مَخْزُومٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسری ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی کسری نہیں ہوگا اور قیصر ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! تم ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَهَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَيَنْفَقَنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ①

وکج رضی اللہ عنہ نے اس اسناد سے اسی حدیث سابق کی مثل روایت کیا ہے۔

[۲۶۹/۵۴۱]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَمِثْلَهُ ②.

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کی اور ان دونوں کے خزانے مسلمانوں کے ہاتھ آنے کی پیش گوئی فرمائی، یہ بات پوری ہوئی اور قیصر و کسریٰ کی ہلاکتیں ہوئیں اور مسلمانوں نے ایران و روم پر قبضہ کیا۔

① بخاری، کتاب الخمس، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم احلت لكم الغنائم، رقم: ۳۱۲۰۔ مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل نخ، رقم: ۲۹۱۸، سنن ترمذی، رقم: ۲۲۱۶۔ مسند احمد: ۲/ ۲۳۳۔
② السابق.

(۱) ایران: ایران کے حاکم کو کسریٰ کہہ کر پکارا جاتا اور کسریٰ کی حکومت برصغیر میں سندھ تک پھیلی ہوئی تھی۔ وسط ایشیا میں افغانستان، آذربائیجان اور وادی فرغانہ تک اس کا پھیلاؤ تھا، عرب علاقوں میں عمان، بحرین اور یمن وغیرہ اس کے ماتحت تھے۔ عراق میں دجلہ و فرات تک انہی کا پرچم لہرا رہا تھا۔

(۲) روم: اس کا حاکم قیصر روم کے لقب سے مشہور تھا، رومی سلطنت کے ماتحت موجودہ ترکی، شمالی افریقہ کے ممالک مصر، لیبیا، تیونس، الجزائر، مراکش کے علاوہ شام کا سارا علاقہ جس میں موجودہ اردن، شام، لبنان، فلسطین وغیرہ شامل تھے۔ وہاں تک ان کی حدود کا پھیلاؤ تھا عراق میں دجلہ و فرات تک دونوں ملک ایک دوسرے کا سامنا کرتے تھے یعنی دونوں سپر پاوروں میں سرحد عراق کے دریا تھے اور اکثر یہیں سے دونوں کے مابین جنگ کا آغاز ہوتا تھا۔ صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قیصر و کسریٰ کی طرف دعوتِ اسلام کے خطوط بھیجے تھے۔

مذکورہ بالا حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بدعا سے کسریٰ تباہ و برباد ہو گیا اور کرہ ارض پر اس کی تمام بادشاہت و مملکت پارہ پارہ ہو کر فنا ہو گئی جب کہ قیصر کی بادشاہت و مملکت ارض شام سے معدوم ہو گئی، اس سے مسلمانوں کو یہ فائدہ پہنچا کہ وہ قیصر و کسریٰ کے شہروں میں داخل ہوئے اور انہیں فتح کیا اور ان حکومتوں کے بیت المال راہِ الہی میں خرچ کر دیئے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے ظاہری معجزات میں سے ایک معجزہ سمجھا جاتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ۵/۷۶۶)

[۴۷۹/۵۴۲]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا أُوتِيَنَّكُمْ شَيْئًا وَلَا أَمْنَعُكُمْوَهُ إِنَّا إِنَّا إِلَّا خَازِنٌ أَضْعُ حَيْثُ أَمْرٌ. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں (اپنی طرف سے) تمہیں کوئی چیز دیتا ہوں نہ منع کرتا ہوں، میں تو ایک خزانچی ہوں اور جیسے مجھے حکم ہوتا ہے ویسے ہی عطا کرتا ہوں۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نبی مکرم ﷺ سید ولدِ آدم ہونے کے باوجود اپنے آپ کو اللہ ذوالجلال کی طرف سے خزانچی باور کروا رہے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ریاست کے وسائل حکمرانوں کی ملکیت نہیں ہوتے، بلکہ تمام باشندوں کا اس میں حق ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کا تعلق بالخصوص مسئلہ شمس سے ہے اور بالعموم اسلام کے تمام اوامر و نواہی سے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کو کسی معاملہ میں تصرف کا کوئی اختیار نہیں تھا، بلکہ رسول اللہ ﷺ وہی فرماتے جس کا حکم اللہ ذوالجلال کی طرف سے نازل ہوتا، کیونکہ وہی ہستی تمام اموال و اختیارات کی مالک اور متصرف فی الامور ہے، وہی دینے والا اور

① بخاری، کتاب فرض الخمس، باب قول الله تعالى (فان لله خمسہ وللرسول) رقم: ۳۱۱۷۔ سنن ابوداؤد،

کتاب الخراج والفیء، باب فیما یلزم الامام الخ، رقم: ۲۹۴۹۔ مسند احمد: ۲/۳۱۴۔

روکنے والا مختار کل ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ کی حیثیت تو نگران خزانہ کی سی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیے ہوئے احکامات کو نافذ کرنے والی ہے، اب چاہے کسی کو کم ملے یا وافر مقدار میں، یہ دونوں حکم الہی پر محمول ہوں گے۔ علاوہ ازیں اس بات پر تمام اہل علم متفق ہیں کہ جب تک مال غنیمت کی تقسیم اور خمس (۱/۵) (جو مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے وقف ہو، اس کو خمس کہتے ہیں) اللہ ذوالجلال کی طرف سے حصہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اس وقت تک رسول اللہ ﷺ مال غنیمت کی تقسیم اپنے اجتہاد سے کیا کرتے تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مال غنیمت اور خمس کے متعلق بڑے جامع انداز کے ساتھ بیان فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّن شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَ لِلرَّسُولِ وَ لِذِي الْقُرْبَىٰ وَ الْيَتَامَىٰ وَ الْمَسْكِينِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ﴾ (الانفال: ۴۱) ”اور جان لو کہ جو بھی مال غنیمت تمہارے ہاتھ آئے، اس کا خمس اللہ اور اس کے رسول کے لیے اور (رسول اللہ ﷺ کے) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہوگا۔“



کتاب الفضائل

فضائل کا بیان

[۳/۵۴۳]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مُهَاجِرِ أَبِي مَخْلَدٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں کچھ کھجوریں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے انہیں اپنے ہاتھ میں ترتیب دے رکھا تھا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے ان میں اللہ سے برکت کی دعا فرمائیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائی، تو فرمایا: ”جب تم کچھ (کھجوریں) لینا چاہو تو اپنا ہاتھ داخل کرنا اور انہیں بکھیرنا نہیں۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اتنے وقت اللہ کی راہ میں دیئے، پس انہوں نے بیان کیا: ہم ان میں سے کھاتے اور کھلاتے تھے اور وہ میری چادر میں تھیں حتیٰ کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ایام میں ختم ہوئیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَاتٍ قَدْ صَفَيْتَهُنَّ فِي يَدِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ لِي فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَدَعَا لِي فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ: إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَأْخُذَ شَيْئًا فَأَدْخِلْ يَدَكَ وَلَا تَشْرُهُ نَشْرًا، قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ: فَحَمَلْتُ مِنْ ذَلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا وَسَقًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ: فَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ، وَكَانَ فِي حَقْوِي حَتَّى انْقَطَعَ مِنِّي لَيْلِي عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. ①

① سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب لابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۸۳۹۔ مسند احمد: ۲ / ۳۵۲۔

قال الشيخ الالبانی، وشعیب الارناؤط: اسنادہ حسن.

فتاویٰ: (۱)..... بعض روایات میں ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ پر اسلام میں تین مصیبتیں سب سے سخت پہنچیں: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات۔ (۲) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت۔ (۳) توشہ دان کا جاتے رہنا۔ لوگوں نے پوچھا: توشہ دان کیا ہے؟ پھر توشہ دان کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تفصیل بیان کی، بعض روایات میں ہے کہ پچاس وسق میں نے اللہ کے راستے میں صدقہ کیا، بعض روایات میں ہے کہ ۲۱ کھجوریں تھیں۔ اس سے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کا اثبات ہوتا ہے کہ چند کھجوروں میں اللہ ذوالجلال نے برکت ڈال دی۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معجزات کو ہم باعث برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ ان سے ڈرتے ہو۔ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور پانی تقریباً ختم ہو گیا، نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو بھی پانی بیچ گیا ہو اسے تلاش کرو۔“ چنانچہ لوگ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے، آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور فرمایا: ”برکت والا پانی لو اور برکت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔“ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی فوارے کی طرح پھوٹ رہا تھا۔ (بخاری، رقم: ۳۵۷۹)

معلوم ہوا معجزات پر ایمان لانا چاہیے، ان کو جھٹلانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ یہ نبی کے ہاتھوں اللہ کے اذن سے صادر ہوتے ہیں۔

(۲)..... وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک صاع کا وزن پونے تین سیر ہوتا ہے۔ اور ایک وسق چار من پانچ سیر کا ہوتا ہے۔

[۲۴/۵۴۴]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ نَابِيتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ زَكَرِيَّا نَجَّارًا. ① آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔“

فتاویٰ:..... ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے پیغمبر سیدنا داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔ (بخاری، کتاب البیوع، رقم: ۲۰۷۲) مذکورہ بالا حدیث سے زکریا علیہ السلام کی فضیلت اور پیشہ واضح ہوتا ہے۔

معلوم ہوا محنت سے حاصل ہونے والی کمائی باعث برکت ہے، بشرطیکہ اس میں شرعی احکام کو ملحوظ رکھا گیا ہو اور یہ محنت جسمانی بھی ہو سکتی ہے اور فنی مہارت یا دستکاری بھی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی پیشے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ ہی ان کے کرنے والوں کو حقیر سمجھا جائے، بلکہ ایسے لوگ معاشرے میں تکریم کے قابل ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ

ہمارے معاشرے میں لوگ ان کو حقیر سمجھتے ہیں، حالانکہ حقارت اور ذلت کا پیشہ وہ ہے جس میں انسان ناجائز طریقے اختیار کرے۔ مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لکڑی کا کام ایک اچھا پیشہ ہے جس کے ذریعے انسان اپنے ہاتھ کی محنت سے حلال روزی کما سکتا ہے۔

[۲۷/۵۴۵]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ النَّبَانِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے (مسلمان) بھائی کی ملاقات/ زیارت کیا کرتا تھا، اس کے راستے میں ایک فرشتہ تھا، اس نے اسے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: میں دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کروں گا، اس نے اسے کہا: کیا اس کا تم پر کوئی احسان ہے، جس کا تم خیال رکھتے ہو، اس نے کہا: نہیں، لیکن میں اس سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں، اس نے کہا: میں تمہاری طرف اللہ کا فرستادہ ہوں (اس نے فرمایا ہے) کہ جس طرح تم میری خاطر اس سے محبت کرتے ہو، اسی طرح میں تم سے محبت کرتا ہوں۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا، كَانَ يَزُورُ أَخَاهُ لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، وَكَانَ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلِكٌ، فَقَالَ: لَهُ أَيْنَ تُرِيدُ؟ فَقَالَ: أَزُورُ أَخَا لِي فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، فَقَالَ لَهُ: فَهَلْ لَهُ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا، فَقَالَ: لَا وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُهُ لِلَّهِ، فَقَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكَ يَا نَبِيَّ قَدْ أَحْبَبْتُكَ بِمَا أَحْبَبْتُهُ فِيَّ. ①

نوائذ:..... مذکورہ واقعہ پہلی امت کے کسی فرد کا معلوم ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ فرشتے کبھی کبھی اللہ کے حکم سے کسی غیر نبی کے پاس بھی آ سکتے ہیں اور اس سے اس طرح کی باتیں کر سکتے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ سیدنا جبریل علیہ السلام کو سیدہ مریم علیہا السلام کی طرف بھیجا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَارْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا﴾ (مریم: ۱۷)..... ”بھیجا ہم نے اس (مریم) کے پاس اپنی روح (جبرائیل علیہ السلام) کو، پس وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا۔“

مذکورہ حدیث سے محض اللہ ذوالجلال کی رضا کی خاطر محبت کرنے اور ایک دوسرے سے ملاقات کرنے کی فضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ ذوالجلال کی رضا کی خاطر اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔

① مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فی فضل الحب فی اللہ، رقم: ۲۵۶۷۔ مسند احمد: ۲ / ۴۸۲۔ صحیح ابن حبان: رقم: ۵۷۶۔

اور ایسے خوش نصیب لوگوں کو اللہ ذوالجلال اپنے عرش کا سایہ بھی عطا کرے گا، جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”سات قسم کے آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب کہ اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا۔“ ان میں سے ایک ”رَجُلَانِ تَحَابَّآ فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ“۔ وہ دو آدمی جو ایک دوسرے سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں، اسی پر وہ باہم جمع ہوتے اور اسی پر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔“ (صحیح بخاری، رقم : ۷۷)

اور حدیث قدسی میں ہے کہ (قیامت کے دن) اللہ ذوالجلال فرمائے گا: ”میری جلالت و عظمت کی خاطر باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ ان کے لیے نور کے منبر ہیں۔“ (جس پر وہ بیٹھیں گے)

(سنن ترمذی، رقم : ۲۳۹۰ اسنادہ صحیح)

[۴۶/۵۴۶]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ.....
 عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنْ تَمْرٍ، فَجَعَلْتُهُ فِي مِكَتَلٍ لَنَا، فَعَلَقْنَاهُ فِي سَفْفِ الْبَيْتِ، فَلَمْ نَزَلْ نَأْكُلْ مِنْهُ حَتَّى كَانَ بِآخِرِهِ أَغَارَ عَلَيْهِ أَهْلُ الشَّامِ زَمَنَ الْحَرَّةِ. ①
 [۴۷/۵۴۷]..... أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ.....

اسماعیل بن مسلم نے اس سند کے ساتھ اسی مثل روایت کیا، لیکن انہوں نے بِآخِرِهِ الفاعل ذکر نہیں کیا۔ ②

..... مذکورہ حدیث سے نبی مکرم ﷺ کے معجزے کا اثبات ہوتا ہے۔ مزید دیکھئے شرح حدیث

نمبر ۳/۵۴۴

واقعہ حرہ یہ ۶۳ ہجری میں پیش آیا، جب یزید کی لوگ بیعت کر رہے تھے اور کچھ صحابہ کرام بھی تھے اور اہل مدینہ یزید کو دیکھنے کے لیے گئے اور اس وفد نے جائزہ لیا تو یزید کو خلافت کا نااہل پایا اور اس کی حرکات کو دیکھ کر بیزار ہو کر واپس لوٹے اور سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یزید کو جب خبر ہوئی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو سردار بنا کر ایک بڑا لشکر مدینہ کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر نے اہل مدینہ پر بہت زیادہ ظلم کیا، سیکٹروں، صحابہ و تابعین اور عوام

① مسند احمد: ۲ / ۳۲۴۔ قال شعيب الانواط : اسنادہ علی شرط مسلم .

② السابق .

مردوں و عورتوں اور بچوں کو قتل کیا۔ یہ واقعہ مدینہ منورہ کے متصل حرہ نامی میدان میں ہوا تھا۔

[۵۶/۵۴۸]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَيِّدُنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضي الله عنه بَيَّنَّ بِيَانٍ كَرْتِي هَيْنَ، رَسُوْلُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم نِي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا ذُودَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِي كَمَا يُدَادُ الْغَرِيْبَةَ مِنَ الْإِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلى الله عليه وسلم نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں کچھ لوگوں کو اپنے حوض (کوثر) سے اس طرح دور ہٹاؤں گا جس طرح اجنبی اونٹ حوض سے دور ہٹا دیئے جاتے ہیں۔“

[۵۷/۵۴۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ، قَالَ شُعْبَةُ: كَمَا يُدَادُ الْغَرِيْبَةَ، أَحْسَبُهُ عَنِ الْحَوْضِ. ②

محمد بن زیاد نے بیان کیا، میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضي الله عنه کو بیان کرتے ہوئے سنا: رسول اللہ صلى الله عليه وسلم نے فرمایا: پس انہوں نے حدیث سابق کے مثل روایت کیا، شعبہ رضي الله عنه نے بیان کیا: ”جس طرح اجنبی اونٹوں کو دور ہٹایا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے انہوں نے کہا..... حوض سے۔“

فتاویٰ..... معلوم ہوا قیامت کے دن رسول اللہ صلى الله عليه وسلم کو حوض کوثر عطا کیا جائے گا جس سے آپ صلى الله عليه وسلم اپنی امت کے لوگوں کو پانی پلائیں گے۔

حوض کوثر کا نقشہ:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضي الله عنه سے روایت ہے کہ نبی معظم صلى الله عليه وسلم نے فرمایا: ”میرا حوض ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہوگا اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہوگی اور اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ اور جو شخص ایک مرتبہ پی لے گا، پھر کبھی بھی پیسا نہ ہوگا۔“ (بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ۶۵۷۹)

حوض کوثر سے کون بد بخت محروم ہوں گے؟

(۱) بدعتی:..... سیدنا عبداللہ بن مسعود رضي الله عنه سے روایت ہے کہ نبی معظم صلى الله عليه وسلم نے فرمایا: ”میں اپنے حوض پر تم سے پہلے ہی موجود رہوں گا، اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے، پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا

① بخاری، کتاب المساقاة، باب من رای ان صاحب الحوض الخ، رقم: ۲۳۶۷۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا صلى الله عليه وسلم وصفاته، رقم: ۲۳۰۲۔ مسند احمد: ۲ / ۲۹۸۔ مسند ابن الجعد: رقم: ۱۱۲۳۔

جائے گا تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں، لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔“ (بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ۶۵۷۶)

(۲) برے بادشاہ:..... ”جامع ترمذی“ میں ہے، سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تجھے اپنے بعد آنے والے برے بادشاہوں سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو شخص ان کے دروازوں پر جا کر ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے، وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں اور وہ میرے حوض پر نہیں آسکے گا۔“ (سنن ترمذی، کتاب الصلاة، باب ما ذکر فی فضل الصلاة، رقم: ۶۱۴ قال الالبانی: صحیح)

(۳) بڑی موچھیں رکھنے والا:..... نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ طُولُ شَارِبِهِ وَعَوْقِبُ بَارِبَعَةِ أَشْيَاءَ، ”جو شخص موچھیں بڑی رکھتا ہے، اسے چار قسم کا عذاب کیا جائے گا: (۱) منکر نکیر غضب ناک حالت میں آئیں گے۔ (۲) قبر میں ہر قسم کا عذاب دیا جائے گا۔ (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ (۴) حوض کوثر کا پانی نصیب نہ ہوگا۔ (تاریخ الخميس فی أحوال أنفس النفیس للحسین الدیار بکری المتوفی ۹۶۶ھ: ۳۵/۲)

[۸۴/۵۵۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ الْأَنْصَارَ سَلَكَوا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا وَسَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكَتْ وَادِي الْأَنْصَارِ، وَلَوْ لَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: بِأَبِي وَأُمِّي مَا ظَلَمَ، لَقَدْ آوَاهُ وَنَصَرُوهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر انصار ایک وادی میں چلیں اور دوسرے لوگ کسی دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا، اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔“ پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ نے کوئی ظلم نہیں کیا، انہوں نے آپ کو پناہ دی اور آپ کی مدد کی۔ (انصار)

[۸۵/۵۵۱]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِثْلَهُ سَوَاءً. ②

ایک اور سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل مروی ہے۔

① بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولا الهجرة لكنت امرأة من الانصار: رقم: ۳۷۷۹۔ مسند

[۸۶/۵۵۲]..... أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ شَابَهَ نَعْوَهُ. ①

شبابہ نے اس اسناد سے اسی سابقہ حدیث کی طرح روایت کیا ہے۔

حَدِيثٌ..... مذکورہ بالا الفاظ نبی مکرم ﷺ نے اس وقت فرمائے جب غزوہ حنین میں مال غنیمت ملا تو آپ ﷺ نے، تالیف قلب کے لیے نئے مسلمان ہونے والوں کو زیادہ حصہ دیا۔ تاکہ وہ اسلام کی طرف پوری طرح مائل ہو جائیں۔ صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے سوسواونٹ تقسیم فرمائے: سیدنا ابوسفیان بن حرب کو سواونٹ، عیینہ بن حصن کو سواونٹ، اقرع بن حابس کو سواونٹ اور صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہم کو سواونٹ۔ (مسلم، کتاب الزکاة، رقم: ۱۰۶۰)

تو ایسے موقع پر انصار کے کچھ لوگوں نے اپنے رنج کا اظہار کیا، اللہ اپنے رسول ﷺ کو معاف فرمائے، آپ ﷺ قریش کو عطا فرما رہے ہیں اور ہمیں محروم کر رہے ہیں۔ حالانکہ ابھی ہماری تلواروں سے دشمن کا خون ٹپک رہا ہے، اس کے بعد نبی مکرم ﷺ نے انصار کو خطاب کیا۔ دیکھئے مفصل خطاب کے لیے: (بخاری، رقم: ۴۳۳۱ - ۴۳۳۲)

مذکورہ بالا حدیث سے انصار کی فضیلت و عظمت کا بھی اثبات ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک کہ ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔ مطلب یہ کہ اگر ہجرت کی نسبت مجھ پر ضروری نہ ہوتی تو میں یقیناً اپنی نسبت تمہارے شہر کی طرف کرتا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے نہضیالی رشتہ کی مناسبت سے یہ فرمایا ہو۔

علامہ ابن جوزی رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ہے کہ اس سے نسبت دینی مراد ہے، اگر ہجرت کی نسبت دینی نہ ہوتی تو میں اپنی نسبت تمہارے شہر کی طرف کرتا۔ امام قرطبی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سبقت ہجرت مراد ہے اگر ہجرت کی نسبت سبقت نہ لے گئی ہوتی تو میں اپنی نسبت تمہاری طرف کرتا۔ (فتح الباری: ۵۱/۸)

[۹۳/۵۵۳]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہترین (زمانہ) میرا زمانہ ہے، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے اور پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔“ راوی کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم انہوں نے تیسری دفعہ زمانہ کا ذکر کیا یا نہیں، فرمایا پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو مٹا پے کو پسند کرے گی، وہ گواہی دیں گے جبکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، قَالَ: فَلَا أَدْوَى أَذْكَرَ ثَالِثًا أَمْ لَا قَالَ: ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ يُجْبُونَ السَّمَانَةَ، يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ. ②

① انظر الحديث السابق برقم: (۸۴/۵۵۱).

② بخاری، کتاب الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جور، رقم: ۲۶۵۱۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابة،

باب فضل الصحابة الخ، رقم: ۲۵۳۴۔ مسند احمد ۲/ ۴۱۰.

نوٹ:.....قرن سے مراد ایک زمانے کے لوگ یعنی ایک نسل کے لوگ ہوتے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں تین زمانوں کا تذکرہ ہے: ایک عہد رسالت یا عہد صحابہ، دوسرا تابعین اور تیسرا عہد تبع تابعین کا۔ مذکورہ حدیث سے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی عظمت کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلا زمانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا، یہ بعثت سے لے کر آخری صحابی کی وفات تک یعنی ایک سو بیس سال تک ہے، پھر تابعین کا دور ۱۰۰ ہجری سے ۱۷۰ ہجری تک جاری رہا۔ پھر تبع تابعین کا دور ۲۲۰ ہجری تک جاری رہا۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۱۰ / ۳۶۰)

ان تین زمانوں کے بعد بدعات کا ظہور ہوا اور لوگوں میں دین پر عمل کرنے میں کمی آتی رہی اور دین میں طرح طرح کی لوگوں نے بدعات نکالیں، حقیقت یہ ہے کہ جس طرح پہلا دور زیادہ افضل، پھر دوسرا، پھر اس کے بعد تیسرا، اس کے بعد نیکیوں میں کمی آتی گئی اور برائیاں عروج پر پہنچیں اسی طرح ہر آنے والا دور پہلے سے بدتر واقع ہو رہا ہے۔

[۱۱۸/۵۵۴]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو.....
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: النَّاسُ مَعَادِنٌ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فُقُّهُوا. ①
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگ (معدنی) کان کے مانند ہیں، ان میں سے جو جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں، جب انہوں نے (دین میں) سمجھ بوجھ حاصل کی۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں میں اللہ تعالیٰ نے جو صفات رکھی ہیں، وہ صفات خیر اسلام میں بھی باقی رہتی ہیں۔ کیونکہ اسلام خود شرافت و کرامت کا حامل مذہب ہے تو اسلام انسانی صفات کو ختم نہیں کرتا بلکہ ان کا رخ موڑ دیتا ہے، بشرطیکہ اسلام قبول کر کے انہیں دینی سمجھ ہو، کیونکہ جب دینی علم اور دین کی سمجھ ہوگی تب ان کے اعمال میں جان پڑے گی، اخلاص بھی آئے گا اور ان کاموں کے کرنے کے مواقع بھی سمجھ میں آئیں گے اور اللہ کی رضا کے لیے ان کاموں کو انجام دیں گے۔

[۱۷۳/۵۵۵]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَا أزالُ أَحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلَاثِ سَمْعَتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے جب سے بنو تميم کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین صفات سنی ہیں

① بخاری، کتاب الانبیاء، باب واتخذ الله ابراهيم خليلا، رقم: ۳۳۵۲۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل يوسف عليه السلام، رقم: ۲۳۷۸۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ قَالَ: هُمْ أَشَدُّ
أُمَّتِي عَلَى الدَّجَالِ، فَكَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَبِيَّةً مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقِيهَا فَإِنَّهَا
مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَجَاءَتْ صَدَقَاتُ بَنِي
تَمِيمٍ فَقَالَ: هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا. ①

تب سے میں ان سے محبت کر رہا ہوں (اور یہ محبت جاری
رہے گی)، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ دجال کے بارے
میں میری امت میں سے سب سے زیادہ سخت قوی
ہیں۔“ ان کی ایک لونڈی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، تو
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے آزاد کر دو، کیونکہ وہ بنو
اسماعیل میں سے ہے۔“ اور بنو تميم کے صدقات آئے تو
آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔“

نوٹ:

(۱)..... مذکورہ روایت سے معلوم ہوا اچھی صفات والوں سے محبت کرنا مستحب ہے۔

(۲)..... بنو تميم عرب قبائل میں سے ایک معزز قبیلہ تھا۔ اور اس قبیلے کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا قبیلہ اس لیے فرمایا
کیونکہ ان کا نسب نامہ مضر تک پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل جاتا ہے۔ تميم بن مرہ بن ادبن طامحہ بن الیاس بن مضر
اور بنو تميم کی عورت کو اولاد اسماعیل رضی اللہ عنہ سے اس لیے کہا، کیونکہ بنو تميم کا نسب نامہ سیدنا اسماعیل رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ یہ بھی معلوم
ہوا کہ معزز خاندان کے افراد کا عزت و احترام بھی کرنا چاہیے بشرطیکہ وہ اچھے لوگ ہوں، اگر وہ نیک نہیں، تو ان کی عزت کرنا
جائز نہیں ہے۔

جیسا کہ موجودہ معاشرے میں ہے کہ فلاں آدمی کا تعلق سید خاندان سے ہے، یہ سید ہے، اس کا احترام کرنا چاہیے
صورتحال یہ ہوتی ہے کہ وہ آدمی شریعت کا نہ پابند ہوتا ہے اور نہ اس میں اعلیٰ انسانوں جیسی صفتیں ہوتی ہیں، تو ایسے لوگوں
کی عزت نہیں کرنی چاہیے۔ جیسا کہ سیدنا نوح رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے، سیدنا نوح رضی اللہ عنہ نے
فرمایا: اے اللہ! ﴿إِنَّ أَيْنِي مِنْ أَهْلِي﴾ (ہود: ۴۵)..... ”میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے ہے۔“
اللہ ذوالجلال نے فرمایا: ﴿يَبْنُوْحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ (ہود: ۴۶)..... ”اے نوح!
وہ تیرے گھرانے سے نہیں ہے، اس کے کام ہی ناشائستہ ہیں۔“

[۱۸۵/۵۵۶]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَجِدُونَ
النَّاسَ مَعَادِنَ فِخْيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،
آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگوں کو کان کی طرح پاؤ گے،
پس جو لوگ دور جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام لانے کے

① بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۳۶۶۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم، باب من فضائل غفار

واسلم وجہینة واشجع الخ، رقم: ۲۵۲۵۔

بعد بھی اچھے ہیں، بشرطیکہ وہ دین کا علم حاصل کریں، تم اس (حکومت) کے لائق سب سے بہتر اسے پاؤ گے جو ان میں سے اسے سخت ناپسند کرتا ہو اور تم دورخ والے شخص کو سب سے برا پاؤ گے جو کہ ان کے پاس ایک چہرہ لے کر آتا ہے اور ان کے پاس ایک دوسرا چہرہ لے کر آتا ہے۔“

خَيْرُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَهَّمُوا، وَتَجِدُونَ خَيْرَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّانِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَّةً وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَوْلَاءَ بِوَجْهِهِ وَهَوْلَاءَ بِوَجْهِهِ ①

نوٹ:

(۱) اللہ نے جو انسانوں میں اچھی صفات رکھی ہیں وہ اسلام میں بھی صفات خیر باقی رہتی ہیں۔

(۲)..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ عہدہ و منصب کی خواہش نہیں رکھتے اگر ایسے لوگوں کو عہدہ دے

دیا جائے تو وہ لوگ عوام کے لیے بہتر ثابت ہوں گے کیونکہ ان میں خاص استعداد و صلاحیتیں ہوں گی اور ان کے ساتھ اللہ ذوالجلال کی مدد بھی ہوگی۔

جیسا کہ سیدنا ابوسعید عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے عبدالرحمن بن سمرہ! تو خود حکومت کے کسی منصب کا سوال نہ کرنا، اس لیے کہ یہ منصب اگر تجھے بغیر سوال کیے مل گیا تو اس پر (اللہ کی طرف سے) تیری مدد ہوگی اور اگر یہ تجھے سوال کرنے سے ملے گا تو یہ تیرے سپرد کر دیا جائے گا۔ (یعنی اللہ کی مدد شامل حال نہیں ہوگی) (بخاری، کتاب الایمان والنذور، رقم: ۶۷۲۲۔ مسلم، رقم: ۱۶۵۲)

(۳)..... دو چہرے سے مراد ہر جماعت کو خوش کرتا ہے، ایک کے پاس آیا تو یہ باور کروایا کہ میں تیرا خیر خواہ

ہوں اور دوسرے کے پاس گیا تو ان کے ساتھ اس طرح گفتگو کرتا ہے گویا کہ اسی کا ہمدرد ہے، گویا کہ فریق اول سے جو بات کی وہ اس منہ سے کی اور دوسرے فریق کے ساتھ دوسرا منہ لے کر بات کی اور بات میں دوغلا پن اختیار کیا۔ ایسے شخص کے ایک ہی چہرے کو دو چہرے قرار دیا گیا، کیونکہ غیرت مند آدمی اپنی زبان سے جب ایک بات کہہ دیتا ہے تو اس کے خلاف دوسری بات اسی زبان سے کہتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہے، جبکہ بے ضمیر اور بے غیرت آدمی ایک زبان سے دو چہروں کا کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے قیامت کے دن اس حرکت بد کی سزا یہ ہوگی کہ ایسے لوگوں کی دوزبانیں ہوں گی جیسا کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کے دنیا میں دو چہرے ہوں گے (جو آدمی دورخا ہوا) قیامت کے دن اس کی دوزبانیں آگ کی ہوں گی۔

(سنن ابوداؤد، رقم: ۴۸۷۳۔ سلسلہ صحیحہ، رقم: ۸۹۲)

① بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۴۹۳، ۳۴۹۴۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم، باب خیار

الناس، رقم: ۲۵۲۶۔ مسند الشہاب، رقم: ۶۰۶۔

[۲۱۳/۵۵۷]..... أَخْبَرَنَا الْمَلَائِطِيُّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رِوَايَةِ كَيْفَا، اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي قَالَ: يَعْنِي الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ان دونوں یعنی حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض رکھا۔“

[۲۱۴/۵۵۸]..... أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، يَعْنِي الْحَسَنَ، وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. ②

قبصیہ نے اس اسناد سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا، یعنی حسن و حسین رضی اللہ عنہما۔

نوٹ:..... سیدنا حسن رضی اللہ عنہ۔ آپ کا نام: حسن بن علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قریشی ہاشمی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔ ۳ ہجری میں رمضان المبارک کے مہینے میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گیارہ بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا زیادہ وقت مدینہ منورہ میں گزرا۔ ۵۰ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ تقریباً ۴۷ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے پڑھایا، آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ۔ نام: حسین بن علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ۴ ہجری شعبان کے مہینے میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تقریباً ۶ سال تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کے چار بیٹے اور ۲ بیٹیاں تھی۔ ملک عراق کی سرزمین میں کربلا کے میدان میں ۱۰ محرم ۶۱ ہجری بروز جمعہ کو تقریباً ۵۷ سال کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا۔

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا حسین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے۔ کیونکہ ان سے محبت کرنا اسی طرح ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ہے اور جس کے دل میں ان دونوں شہزادوں کی محبت نہیں، اس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے اور جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں، وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

① ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما، رقم: ۱۴۳۔ مسند احمد: ۲/ ۲۸۸۔ قال الارناؤط: اسنادہ قوی صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۹۵۴۔

② انظر: ۲۱۳۔

((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))

”کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے اہل، مال اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔“

ایک دوسری حدیث میں ہے: ((أَحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحَبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا)) ”میں ان دونوں سے محبت کرتا

ہوں، اے اللہ! تو بھی ان دونوں سے محبت کر اور جو ان سے محبت رکھے، ان سے تو بھی محبت کر۔“

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((هُمَا رِيحَانَتَا يَا مِنَ الدُّنْيَا)) (بخاری، رقم: ۳۷۵۳)

”یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔“

ایک دوسری حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ .)) (سلسلہ

الصحيحه، رقم: ۷۹۷۔ مستدرک حاکم: ۱۶۶/۳) ”حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔“

[۲۲۱/۵۵۹]..... أَخْبَرَنَا يَعْلَىٰ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُنِينٍ، وَهُوَ يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي

حَازِمٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،

آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں آج پرچم ایسے شخص کے

حوالے کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا

ہے۔“ راوی نے بیان کیا: پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس

(پرچم) کے ملنے کی امید لگائی (اور وہ دیکھنے لگے کہ پرچم

کسے ملتا ہے) پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”علی کہاں ہیں؟“

آپ کو بتایا گیا کہ ان کی آنکھ دکھتی ہے، آپ ﷺ نے

انہیں بلایا اور ہاتھ پر لعاب دہن ڈال کر آنکھ پر مل دیا، پھر

انہیں حکم فرمایا کہ جاؤ اور لڑو، پس اللہ نے اس دن ان کے

ہاتھ پر فتح عطا فرمائی، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول

اللہ ﷺ نے تین دن اپنے اہل کو گندم کی روٹی کھلا کر شکم

سیر نہیں کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَأَدْفَعَنَّ

الرَّايَةَ الْيَوْمَ إِلَىٰ رَجُلٍ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ،

قَالَ: فَتَطَاوَلَ لَهَا النَّاسُ، فَقَالَ: أَيْنَ عَلِيٌّ،

فَقِيلَ: إِنَّهُ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ فَدَعَاهُ فَبَزَقَ فِي

كَفِّهِ، ثُمَّ مَسَحَهُ عَلَيْهَا، ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَمْضِيَ

فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَوْمَئِذٍ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ: وَمَا أَشْعَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَهُ ثَلَاثًا مِنْ خُبْزِ الْبُرِّ. ①

① مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رقم: ۲۴۰۵۔ صحیح

ابن حبان، رقم: ۶۹۳۳۔

فتاویٰ: (۱) مذکورہ روایت سے سیدنا علیؑ کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

آپ کا نام: علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن عبدمناف۔ کنیت: ابوالحسن، والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم۔ آپؑ کی پرورش اور تربیت نبی مکرمؐ کے گھر میں ہوئی تھی۔ اور بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ مدینہ منورہ آنے کے بعد ۲ ہجری میں نبی مکرمؐ نے سیدنا علیؑ کو اپنی دامادی کا شرف بخشا۔ اور غزوہ تبوک میں شامل نہ ہو سکے، کیونکہ رسول اللہؐ نے ان کو اپنا نائب بنا کر مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا۔ باقی تمام غزوات میں کارہائے نمایاں دکھائے۔ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد سیدنا علیؑ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ بنے۔

۴۰ ہجری رمضان المبارک بروز جمعہ خارجیہ عبدالرحمن بن ملجم نے آپؑ پر حملہ کیا اور آپؑ تین دن کے بعد شہید ہو گئے اور آپؑ کی نماز جنازہ سیدنا حسنؓ نے پڑھائی۔ سیدنا علیؑ کے متعلق نبی معظمؐ نے فرمایا: ”کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میرے ساتھ تیری وہ نسبت ہو جو ہارون کی موسیٰؑ سے تھی؟“

(بخاری، کتاب الفضائل اصحاب النبیؐ، رقم: ۳۷۰۶)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ: ((أَنْتَ مِنبَى وَآنَا مِنْكَ)) (بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ، باب مناقب علی بن ابی طالب القرشی الهاشمی) ”تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔“

مذکورہ بالا حدیث کا واقعہ غزوہ خیبر کا ہے، غزوہ خیبر ہجرت کے ساتویں سال ہوا تھا۔ خیبر کا علاقہ مدینہ منورہ کے شمال کی جانب ہے اور یہ یہودیوں کا مرکز تھا، اس علاقے میں بہت زیادہ کھجوریں تھیں۔ یہاں کے رہنے والے یہودیوں کی یہ سازش تھی کہ مسلمانوں کو ملیا میٹ کر دیا جائے اور لگاتار یہ اپنی سازشوں میں مصروف رہے یہاں تک کہ ۷ھ کو اس علاقے پر حملہ کیا گیا، کئی ہفتوں کے بعد سیدنا علیؑ کے ہاتھوں اللہ ذوالجلال نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

مذکورہ بالا روایت میں ہے کہ سیدنا علیؑ کی آنکھوں پر رسول اللہؐ نے لعاب مبارک لگایا تو ٹھیک ہو گئیں۔ یہ رسول اللہؐ کا معجزہ تھا جو آپؐ کی نبوت کی دلیل ہے۔

(۲)..... مذکورہ حدیث کے آخر میں ہے۔ تین دن اپنے اہل کو گندم کی روٹی کھلا کر شکم سیر نہیں کیا۔ اس سے رسول اللہؐ کے زہد، استغنا اور سادہ زندگی بسر کرنے کا اثبات ہوتا ہے، کیونکہ اس وقت گندم عرب میں بہت زیادہ قیمتی تھی اور رسول اللہؐ زیادہ تر کھجوروں اور پانی پر ہی گزارہ کرتے تھے۔

[۳۹۵/۵۶۰]..... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَدَّثَ حَدَّثًا عَلَى نَفْسِهِ أَوْ آوَى مُحَدِّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اسی سند سے ہے، رسول اللہؐ نے فرمایا: ”جس نے خود دین میں کوئی نیا کام جاری کیا یا کسی بدعتی (نیا کام جاری کرنے والے) کو پناہ دی تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا کوئی نفل قبول ہوتا ہے

أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ. ① نہ کوئی فرض۔“

..... بدعت کی تعریف: بدعت کا لغوی مطلب کوئی چیز ایجاد کرنا یا بنانا ہے۔

شرعی اصطلاح:..... ہر وہ کام جس کو دین میں حصول ثواب کے لیے کرنا جس کی صحت کی کوئی دلیل کتاب اللہ سنت رسول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے نہ ہو۔“

لیکن آج کل کچھ کم عقل کہہ دیتے ہیں کہ اسپیکر، لائٹ، گاڑیوں وغیرہ کا استعمال بھی بدعت ہے، جو کہ نبی مکرم ﷺ کے زمانے میں نہ تھیں تو اس کے متعلق مولانا احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں:

بدعت و ضلالت وہی ہے جو بات دین میں نئی پیدا ہو اور دینی رسوم و عادات پر حکم بدعت نہیں ہو سکتا مثلاً انگریزوں کا پہننا، پلاؤ کھانا یا دولہا کو جامہ پہنانا، دلہن کو پاکی میں بٹھانا، اسی طرح سہرا کہ اسے بھی کوئی دینی بات سمجھ کر نہیں کرتا، نہ بغرض ثواب کیا جاتا ہے، بلکہ سب ایک رسم ہی جان کر کرتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی جاہل اجہل ایسا ہو کہ اسے دینی بات جانے تو اس کی بیہودہ سمجھ پر اعتراض صحیح ہے۔ (فتاویٰ رضویہ: ۲۳/۳۲۰ جامعہ نظامیہ، لاہور)

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا بدعتی کا کوئی بھی عمل قابل قبول نہیں ہوتا۔ سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب تم بدعتی کو آتے دیکھو تو (وہ راستہ چھوڑ کر) دوسرا راستہ اختیار کرو۔ بدعتی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتا، جس نے بدعتی کی مدد کی، اس نے گویا دین مٹانے میں مدد کی۔ (خصائص اہل السنہ: ص ۲۲)

امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی، اسے مستحسن جانا تو گویا اس نے حضرت محمد ﷺ کو رسالت میں خیانت کا مرتکب قرار دیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ﴾ (المائدہ: ۳)..... ”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔“

لہذا جو چیز اس دن (حجۃ الوداع کے دن) دین نہیں تھی، وہ آج بھی دین نہیں۔ (کتاب الاعتصام: ص ۶۴) بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أَحَدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ))..... ”جس نے کوئی ایسا کام کیا جو دین میں نہیں ہے، وہ کام اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود ہے۔“ اور بدعتی کی توبہ بھی اللہ ذوالجلال قبول نہیں کرتے، جب تک وہ بدعت کو چھوڑتا نہیں۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۳۹۷) اور اسی طرح بدعتیوں کو حوض کوثر سے بھی محروم رکھا جائے گا۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۴۰۲)

[۴۳۹/۵۶۱]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ اسی سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَرْسَلَنِي نِيَّةً فِيهِ لِيُحْيِيَ النَّاسَ بِمَا كَانُوا فِيهِ مَيِّتِينَ. فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت کے ساتھ بھیجا تو

① بخاری، کتاب فضائل المدینہ، باب حرم المدینہ، رقم: ۱۸۶۷۔ مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینہ الخ، رقم: ۱۳۶۶۔

بِرِسَالَةٍ فَضِغْتُ بِهَا دَرْعًا، وَعَلِمْتُ أَنَّ النَّاسَ مُكْذِبِي فَأَوْعَدَنِي أَنْ أُبْلِغَهَا أَوْ يُعَذِّبَنِي. ①

اس سے میرا دل تڑپا ہوا اور مجھے معلوم تھا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے، تو اللہ نے مجھے ڈرایا کہ میں اسے پہنچا دوں یا وہ مجھے سزا دے گا۔“

[۴۶۳/۵۶۲]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالثَّرِيَاءِ لَذَهَبَ رِجَالٌ مِنْ فَارِسٍ أَوْ أَبْنَاءِ فَارِسٍ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”اگر دین ثریا پر بھی ہوتا تو فارس کے لوگ وہاں پہنچ جاتے اور اسے (وہاں سے) حاصل کرتے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے فارس کے رہنے والوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور مذکورہ بالا حدیث کی وضاحت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے والے واقعہ سے ہو جاتی ہے۔ (دیکھئے واقعہ مسند احمد: ۴۴۱ / ۵ تا ۴۴۴۔ سیرۃ ابن ہشام: ۱/ ۲۴۶ تا ۲۴۸۔ سلسلہ صحیحہ، رقم: ۸۹۴)

[۴۷۴/۵۶۳]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ مَعْبَدِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ كَادَهُ اللَّهُ. قَالَ: وَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: وَيَذُوبُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ. ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جو مدینہ والوں سے جنگ کرے گا، اللہ اس سے جنگ کرے گا۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ اسی طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے مدینہ منورہ کی اور وہاں کے رہنے والوں کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔ معلوم ہوا جس طرح حرم مکہ کا احترام کرنا لازمی ہے، اسی طرح مدنی حرم کا بھی احترام کرنا چاہیے۔

① مسند الشاميين: ۳/ ۳۱۴-۲۳۷۶۔ حلیۃ الاولیاء: ۵/ ۲۰۲۔ اسنادہ ضعیف۔

② بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله: (وآخرین منهم لما يلحقوا بهم)، رقم: ۴۸۹۷۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، رقم: ۲۵۴۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۲۶۱۔ مسند احمد: ۲/ ۴۱۷۔

③ بخاری، کتاب فضائل مدینہ، باب اثم من كاد اهل المدينة، رقم: ۱۸۷۷۔ مسلم، کتاب الحج، باب من الراد اهل المدينة.....، رقم: ۱۳۸۷۔

ای سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو اسے فرمایا: کیا تم نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور نظر کو جھوٹا کہتا ہوں۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جس کو اللہ ذوالجلال کی قسم کھا کر کچھ بتایا جائے تو اسے تسلیم کر لینا چاہیے، لیکن اگر کوئی جھوٹی قسم اٹھائے گا تو گناہ گار قسم اٹھانے والا ہوگا، اگرچہ دوسرا آدمی دیکھ بھی رہا ہو، پھر بھی قسم اٹھانے والے کی قسم کا اعتبار ہوگا۔

مذکورہ بالا حدیث سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کا اثبات بھی ہوتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو دیکھا، لیکن اللہ ذوالجلال کی قسم کے سبب اپنے مشاہدے اور روایت یعنی کفار کر دیا۔ مذکورہ حدیث کے پیش نظر فقہائے مالکیہ اور حنابلہ یہ رائے دیتے ہیں کہ قاضی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ محض اپنے علم کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کرے۔ البتہ فقہائے شافعیہ کے نزدیک سوائے حدود کے بقیہ مقدمات و معاملات میں قاضی کو فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ (ارشاد الساری: ۵/۱۷۷)

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مسجد مدینہ (مسجد نبوی) میں ایک نماز پڑھنا کعبہ (بیت اللہ) کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِ أَرْبَعِينَ صَلَوةً لَا تَقُوتهُ صَلَوةٌ كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَ بَرَاءَةٌ مِنَ الْعَذَابِ وَ بَرَاءَةٌ مِنَ الْيَنْفَاقِ.)) (مسند احمد: ۳/۱۵۵)..... ”جو (مومن موحد) میری اس مسجد میں چالیس نمازیں پڑھے کسی ایک نماز کا نافع نہ کرے تو وہ جہنم کی آگ اور نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔“

① بخاری، احادیث الانبیاء، رقم: ۳۴۴۴۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام، رقم: ۲۳۶۸۔ سنن نسائی، رقم: ۵۴۲۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۱۰۲۔ مسند احمد: ۲/۳۸۳۔

② مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلاة بمسجدی مكة والمدینة، رقم: ۱۳۹۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۲۵۔ سنن نسائی، رقم: ۶۹۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۴۰۴۔

[۵۲۴/۵۶۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْأَسْلَمِيُّ وَهُوَ ابْنُ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلْمَانَ الْأَعْرَجِيِّ، عَنْ أَبِيهِ.....
 عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں ہزار نمازوں سے افضل ہے۔“

ثواب:..... مسجد حرام کعبہ میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز کا ثواب اور مسجد نبوی میں ایک نماز ہزار نماز کا ثواب اور مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں ایک نماز کا ۵۰۰ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔
 [۵۵۴/۵۶۷]..... وَقَالَ قَيْسٌ.....

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُمَرُ قَالَتْ أُمُّ أَيْمَنَ: الْيَوْمَ وَهِيَ الْإِسْلَامُ قَالَ: وَكَانَ سُفْيَانُ رَبَّمَا ذُكِرَ فِي حَدِيثِ قَيْسٍ قَالَ: قُلْ لَهَا: لَا تَبْكِينَ، فَقَالَتْ: إِنَّمَا أَبْكِي عَلَى خَيْرِ السَّمَاءِ. قَالَ إِسْحَاقُ: نَرَاهُ وَهَمًّا مِنْ سُفْيَانَ. ②

طارق بن شہاب نے بیان کیا، جب عمر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے، ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا: ”آج اسلام کمزور ہو گیا۔“ راوی نے کہا: سفیان بسا اوقات حدیث قیس میں کہا کرتے تھے: انہوں نے کہا: ان (ام ایمن رضی اللہ عنہا) سے کہا گیا: آپ نہ روئیں، انہوں نے فرمایا: میں آسمان کی خبر پر روتی ہوں، اسحاق (راوی) نے کہا: ہم اسے سفیان کی طرف سے وہم سمجھتے ہیں۔

ثواب:..... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مشرق و مغرب تک توحید کا پرچم لہرایا اور بہت زیادہ فتوحات ہوئیں۔ اس کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا جس کے ابتدائی چھ سالوں میں کافی فتوحات ہوئیں باقی چھ سال فتوحات کی نظر ہو گئے، اس کے بعد اسلام کو اس طرح کی طاقت نمل سکی جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھی۔

[۶۳۷/۵۶۸]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ، قَالَ إِسْحَاقُ: وَأَطْنَبِيُّ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي مَعَاوِيَةَ، عَنْ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِي سَهْلَةَ (مَوْلَى عُثْمَانَ).....
 عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا: لَوِدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: ”میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرا ایک صحابی ہو،

① السابق.

② معجم كبير الطبراني: ۲۵ / ۸۶.

بَعْضِ أَصْحَابِي، فَشَكَوْتُ إِلَيْهِ، وَذَكَرْتُ لَهُ، قَالَتْ: وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ لَهُ: أَدْعُو لَكَ أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ: أَدْعُو لَكَ عُمَرَ؟ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ: أَدْعُو لَكَ عَلِيًّا؟ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ: أَدْعُو لَكَ عُثْمَانَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَتْ: فَدَعَوْتُ عُثْمَانَ، فَجَاءَ، فَلَمَّا كَانَ فِي الْبَيْتِ قَالَ لِي: تَجِي فَتَنَحِيْتُ، وَأَدْنَى عُثْمَانَ مِنْ نَفْسِهِ حَتَّى مَسَّتْ رُكْبَتَهُ رُكْبَتَهُ، قَالَتْ: فَجَعَلَ يُحَدِّثُ عُثْمَانَ وَيَحْمَرُ وَجْهَهُ، قَالَتْ: وَجَعَلَ يَقُولُ لَهُ: وَيَحْمَرُ وَجْهَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ، إِنصَرِفْ، فَانصَرَفَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الدَّارِ، قَالُوا لِعُثْمَانَ: أَلَا تُقَاتِلُ؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدَ إِلَيَّ عَهْدًا سَاصِبِرُ عَلَيْهِ، قَالَتْ: فَكُنَّا نَرَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدَ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ فِيمَا يَكُونُ مِنْ أَمْرِهِ. ①

میں اس سے شکایت کروں اور اس سے بات چیت کروں۔“ انہوں نے کہا: میں نے گمان کیا کہ آپ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے ملنا چاہتے ہوں گے، میں نے عرض کیا: میں آپ کے لیے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو بلاؤں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے عرض کیا: میں آپ کے لیے عمر (رضی اللہ عنہ) کو بلاؤں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے عرض کیا: میں آپ کے لیے علی (رضی اللہ عنہ) کو بلاؤں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے عرض کیا: میں آپ کے لیے عثمان (رضی اللہ عنہ) کو بلاؤں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”ہاں۔“ انہوں نے کہا: میں نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کو بلایا، تو وہ تشریف لائے، پس جب وہ گھر میں تھے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے فرمایا: ”الگ ہو جاؤ۔“ میں الگ ہو گئی اور آپ نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کو اپنے قریب کر لیا، حتیٰ کہ آپ کا گھٹنا ان کے گھٹنے سے چھونے لگا، انہوں نے بیان کیا، پس آپ عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بات چیت کرنے لگے اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کے چہرے کا رنگ سرخ ہونے لگا، انہوں نے کہا: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں فرمانے لگے، اور ان کے چہرے کا رنگ سرخ ہونے لگا، پھر آپ نے انہیں فرمایا: ”چلے جاؤ۔“ وہ چلے گئے، جب ان کے گھر کے محاصرے کا دن آیا تو انہوں نے عثمان (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: آپ لڑتے کیوں نہیں؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے میں اس پر قائم رہوں گا، انہوں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: ہم سمجھتی تھیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے اس واقعے کے متعلق عہد لیا تھا۔“

① سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۷۱۱۔ سنن ابن ماجہ،

باب فضل عثمان رضی اللہ عنہ، رقم: ۱۱۳۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح.

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اطاعت رسول ثابت ہوتی ہے کہ اپنی جان دے دی لیکن باغیوں کے سامنے جھکے نہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس فوج بھی موجود تھی لیکن اپنے آپ کو شہید کروا لیا۔ وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں خون ریزی نہ ہو اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا تھا۔ معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیش گوئی فرمائی تھی، وہ اسی طرح پوری ہوئی، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرگوشی کر رہے تھے جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا، جب محاصرے کا دن ہوا تو ہم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا ہم (ان سے) لڑائی نہ کریں؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ”نہ لڑو، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا، میں خود کو اس کا پابند بنا رہا ہوں۔“

[۶۴۵/۵۶۹]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.....

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزرے تو فرمایا: وہ حبشی ہیں؟ وہ اس سے وہ ملک مراد لیتے تھے جہاں وہ نجاشی کے پاس تھے، انہوں (اسماء رضی اللہ عنہا) نے کہا: ابن خطاب! آپ نے اس کے علاوہ کوئی قصد کیا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم بہترین قوم ہو اگر تم ہجرت میں پیچھے نہ رہ جاتے، انہوں نے فرمایا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ تمہارے جاہل ولا علم کو تعلیم دیتے تھے، تمہارے پیادہ کو سواری فراہم کر رہے تھے، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو وہ قصہ بیان کیا، تو آپ نے فرمایا: ”نہیں، بلکہ تمہارے لیے دو ہجرتیں ہیں۔“ یعنی سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت اور مدینہ کی طرف ہجرت۔^①

نوٹ:..... معلوم ہوا مکہ سے حبشہ کی طرف اور پھر حبشہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے والوں کی دو ہجرتیں ہیں اور مہاجرین کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ

① مسند احمد: ۴/۳۹۵، ۴۱۶، بخاری، کتاب الخمس رقم: ۲۹۶۷، ۳۶۲۳، مسلم، رقم: ۱۶۹۔

يُرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢١٨﴾ (البقرة: ۲۱۸)..... ”البتہ ایمان لانے والے ہجرت کرنے والے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی رحمت الہی کے امیدوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت مہربانی کرنے والا ہے۔“

[۵۷۰/۸۸۴]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مکہ حرم ہے، اللہ نے جس دن آسمان وزمین اور سورج وچاند پیدا فرمائے تھے، تب سے اسے حرام قرار دے دیا تھا، مجھ سے پہلے کسی کے لیے اس میں قتال کرنا حلال نہیں کیا گیا، اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا، اور میرے لیے بھی دن کے کچھ ہی وقت کے لیے حلال کیا گیا تھا، اور پھر اپنی حالت پر لوٹ گیا، اس کا گھاس کاٹا جائے گا نہ درخت، اس کے شکار کو ڈرایا جائے گا، نہ وہاں گری پڑی چیز کو اٹھایا جائے گا، سوائے اس کے جو اس کا اعلان کرنے والا ہو۔“ سیدنا عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! سوائے اذخر (گھاس) کے، کیونکہ مکہ والے اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”سوائے اذخر گھاس کے (اسے کاٹنے کی اجازت ہے)۔“

عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مَكَّةَ حَرَمٌ، حَرَمَهَا اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، (وَالشَّمْسَ وَالْبَقَمَرَ وَجَعَلَ الْأَخْشَبِينَ) لَا يَحِلُّ فِيهِ الْقِتَالُ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَلَمْ تَحِلُّ لِي إِلَّا سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ، ثُمَّ عَادَتْ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرَهَا، وَلَا يُخَافُ صَيْدَهَا، وَلَا تُرْفَعُ لُقُطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ. فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِلَّا الْأَذْخِرَ، فَإِنَّهُ لَا غِنَى لِأَهْلِ مَكَّةَ عَنْهُ، قَالَ: إِلَّا الْأَذْخِرَ. قَالَ جَرِيرٌ: وَمَعْنَى قَوْلِهِ: لَا تُرْفَعُ اللَّقُطَةُ إِلَّا لِمَنْ كَانَ سَمِعَ نَاشِدًا قَبْلَ ذَلِكَ، فَهُوَ يَحْسِبُهَا عَلَيْهِ، وَلَا يَحْكُمُ لِلْقُطَّةِ مَكَّةَ كَمَا يَحْكُمُ لِلْقُطَّةِ سَائِرَ اللَّبَدَانِ. ①

①:..... دیکھئے شرح حدیث نمبر: ۷۴۸

[۵۷۱/۹۳۲]..... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا طَلْحَةَ، عَنْ عَطَاءٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: عام بچے جب صبح کو اٹھتے تو ان کی آنکھوں کے گوشوں میں سفید میل آئی ہوتی تھی، جبکہ محمد ﷺ صبح کو اٹھتے تو ان کی آنکھیں بالکل صاف چمک دار ہوتی تھیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الصَّبِيَّانَ كَانُوا يُصْبِحُونَ رَمْضًا وَمُحَمَّدًا يُصْبِحُ صَقِيلًا دِهِينًا.

کتاب فضائل القرآن

قرآن مجید کے فضائل کا بیان

[۱۲۴/۵۷۲]..... قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: أَحَدَثَكُمْ شُعْبَةُ، عَنْ فَتَادَةَ، عَنْ عَبَّاسِ الْجَشْمِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ سُورَةَ فِي الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِصَاحِبِهَا حَتَّىٰ عُفِّرَ لَهُ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ فَأَقْرَبَ بِهِ أَبُو أُسَامَةَ، وَقَالَ: نَعَمْ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قرآن میں تیس آیات والی ایک سورت ہے، اس نے اپنے پڑھنے والے کے لیے شفاعت کی حتیٰ کہ اسے بخش دیا گیا، وہ سورت، سورۃ الملک ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے سورۃ ملک کی تلاوت کرنے کی فضیلت کا اثبات ہے کہ اپنے قاری کے لیے سفارش کی اور اس کو معاف کر دیا گیا۔ ایک حدیث میں لفظ ہیں: ((تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا))..... ”پڑھنے والے کے لیے سفارش کرے گی۔“ ((حَتَّىٰ عُفِّرَ لَهُ))..... ”حتیٰ کہ اسے بخش دیا جائے گا۔“ (سنن ابوداؤد، رقم: ۱۴۰۰)

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ایک تیس آیات والی سورۃ ہے جو اپنے پڑھنے والے کی مغفرت کے لیے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرے گی، یہاں تک کہ اس کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔“ (صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۵۳۸)

لہذا اس سورت کی روزانہ سونے سے قبل تلاوت کرنی چاہیے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول

① سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب فی عدد الآی، رقم: ۱۴۰۰۔ سنن ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب فضل سورۃ الملک، رقم: ۲۸۹۱۔ قال الشيخ البانی: حسن۔ مسند احمد: ۲ / ۲۹۹۔

اللہ ﷺ اس وقت تک نہ سوتے جب تک سورۃ الم تنزیل اور سورۃ تبارک الذی تلاوت نہ فرما لیتے۔

(سنن ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورة الملك)

[۵۷۳/۲۲۲]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ الْيَشْكُرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، قَالَ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ احْشُدُوا يَقُولُ اجْتَمِعُوا، قَالَ: فَخَرَجَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: إِنِّي أَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ، قَالَ: فَقَرَأَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (الإخلاص) حَتَّى خَتَمَهَا لَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا، مَا هَذَا إِلَّا بِخَبَرٍ مِنَ السَّمَاءِ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ قُلْتُ لَكُمْ سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فَإِنَّ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (الإخلاص) تَعَدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! جمع ہو جاؤ، پس آپ ہمارے ہاں تشریف لائے تو فرمایا: ”میں تمہیں تہائی قرآن سناتا ہوں۔“ پس آپ نے سورۃ اخلاص پڑھی حتیٰ کہ اسے ختم کیا اور اس پر اضافہ نہ کیا، کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں عنقریب تمہیں تہائی قرآن سناؤں گا۔“ آپ نے اس پر اضافہ نہ کیا، اور یہ آسمان سے خبر ہے، پس رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو فرمایا: ”میں تمہیں کہتا تھا کہ میں عنقریب تمہیں تہائی قرآن سناؤں گا، کیونکہ سورۃ الاخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا سورۃ اخلاص پڑھنے کا ثواب ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ شاید اس لیے کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا بیان ہے اور یہ توحید ربوبیت، الوہیت اور اسماء و صفات پر مشتمل ہے۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مشرکین نے کہا کہ اے محمد ﷺ! ہمارے لیے اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ تو اللہ ذوالجلال نے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ نازل فرمائی۔ (مستدرک حاکم: ۲ / ۵۴۰)

قرآن کے مضامین و موضوعات کے اعتبار سے بھی یہ ثلث قرآن ہے چونکہ قرآن میں توحید مکمل اقسام کے ساتھ ہے اور دوسرے نمبر پر احکام و مسائل ہیں اور تیسرے نمبر پر قصص و اخبار ہیں انہی تینوں قسموں میں سورۃ اخلاص مکمل توحید پر مشتمل ہے۔ گویا ایک مرتبہ پڑھنے سے دس پارے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کو معانی و مفہوم سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔

① مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب فضل قراءة قل هو الله احد، رقم: ۸۱۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۹۰۰۔

مسند احمد: ۲ / ۴۲۹۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۶۱۸۰۔

تاکہ کامل اجر مل سکے۔

مذکورہ سورہ کی تلاوت کرنے والوں سے اللہ ذوالجلال و الجلال محبت رکھتا ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا وہ نماز میں اپنی قراءت کو قتل ہو اللہ احد کے ساتھ ختم کرتا تھا، جب وہ لوگ واپس آئے تو انہوں نے نبی معظم ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟“ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: اس لیے کہ یہ رحمان کی صفت ہے اور مجھے اس کے پڑھنے سے محبت ہے تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”اسے بتا دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے۔“

(بخاری، کتاب التوحید، باب ماجاء فی دعا النبی ﷺ امتہ الی توحید اللہ تبارک و تعالیٰ)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ حُبَّهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ)) (بخاری، رقم :

۷۷۴۔ سنن ترمذی، رقم : ۲۹۰۱) ”اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا۔“

ان تمام احادیث سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ سورہ کس قدر اہم ہے۔ دس دفعہ یہ سورت پڑھنے سے جنت میں محل کی بشارت ہے۔

[۴۰۱/۵۷۴]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَصْغَرَ الْبُيُوتِ مِنَ الْخَيْرِ النَّبِيتُ الصَّغِيرُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بھلائی سے سب سے زیادہ خالی گھر وہ ہے جو اللہ کی کتاب سے خالی ہے۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جن گھروں میں اللہ ذوالجلال کی کتاب کی تلاوت نہیں ہوتی، وہ خیر و بھلائی سے خالی گھر ہیں۔ بلکہ وہ ایسے ہیں جس طرح قبرستان ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ النَّبِيتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ)) (مسلم، رقم : ۷۸۰)..... ”تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورہ البقرہ کی تلاوت کی جاتی رہے۔“

[۴۳۸/۵۷۵]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَلَفَ بِسُورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ فَعَلَيْهِ بِكُلِّ آيَةٍ مِنْهَا يَمِينٌ

اسی سند سے رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص قرآن کی ایک سورت پر حلف اٹھائے، تو اگر وہ فاجر ہو تو اس پر اس کی ہر آیت کے بدلے میں

① مستدرک حاکم: ۱/ ۵۶۶۔ مجمع الزوائد: ۷/ ۱۶۷۔ مسند الحارث، رقم: ۷۳۲۔ مسند الشاميين، رقم: ۲۳۵۵۔

بیمین صبر ہے۔“

صَبْرَانَ فَجْرًا. ①

[۴۸۷/۵۷۶] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ مُسْلِمٍ عَلَى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخْرُجُ مِنَ النَّبْتِ يَسْمَعُ سُورَةَ الْبَقْرَةَ، تُقْرَأُ فِيهِ، وَقَالَ: التَّائِي مِنَ اللَّهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ. ②

اسی سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: ”ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں وہ سورۃ البقرہ کی تلاوت سنتا ہے۔“ اور فرمایا: ”صبر اللہ کی طرف سے ہے اور عجلت شیطان کی طرف سے ہے۔“

نوٹ: (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، عزت اور مال حرام ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے: ((كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَعَرَضُهُ وَمَالُهُ.)) ”ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون، اس کی عزت اور اس کا مال حرام ہے۔“

(۲) مذکورہ بالا حدیث سے سورہ بقرہ کی بھی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جائے، شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے، اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہو سکتا۔“

(سنن ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورة البقرة ایاة الكرسي)

(۳) مذکورہ بالا حدیث سے صبر کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہ اللہ ذوالجلال کی طرف سے ہے۔

(۴) معلوم ہوا جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ آہستہ اور سوچ سمجھ کر کام کرنا، اس کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن سر جس المزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اچھی وضع قطع اور ٹھہر کر کام کرنا اور میانہ روی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔“ (سنن ترمذی، رقم: ۲۰۱۰)

معلوم ہوا ہر معاملہ میں تحمل، بردباری اور میانہ روی کو اختیار کرنا چاہیے۔

کیونکہ جتنی جلدی ہوگی اتنا ہی شیطان کا دخل زیادہ ہوگا، البتہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ ان میں دیر کرنا وقت ضائع کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے، اگر ایسے کاموں میں دیر کرے گا تو خطرہ ہے کہ بعد میں اللہ ذوالجلال تو فیق نہ چھین لے۔ جیسا کہ اللہ ذوالجلال نے فرمایا: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (المائدة: ۴۸) ”نیکیوں کی طرف آگے بڑھو۔“

① سنن کبری بیہقی: ۱۰ / ۴۳ - مسند الشامیین، رقم: ۲۳۷۱ - اسنادہ ضعیف .

② مسلم، رقم: ۷۸۰ - سنن ترمذی، رقم: ۸۷۷ - عمل الیوم واللیلة، رقم: ۹۶۵ - مسند احمد: ۲ / ۳۷۷، ۳۷۸،

۳۸۸ - مسند حمیدی: رقم: ۹۹۴ .

کتاب التفسیر

قرآن مجید کی تفسیر کا بیان

[۵۷۷/۵۷۷]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: نَزَلَتْ سُورَةُ الْمَائِدَةِ وَأَنَا أَخَذُ بِرِمَامِ الْعَضْبَاءِ، وَكَأَدَ أَنْ يَنْدُقَ، عَضُدَهَا مِنْ تَقْلِيلِهَا. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا: جب سورہ المائدہ نازل ہوئی تو میں عضباء (اونٹنی) کی لگام تھامے ہوئے تھی، قریب تھا کہ اس کے بوجھ کی وجہ سے (میرا) بازو کٹ جاتا۔

نوٹ:..... انبیاء ﷺ کی طرف چار طریقوں سے وحی آئی جبکہ قرآن مجید میں تین کا تذکرہ ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بآيَاتِهِ مَا يَشَاءُ ﴾ (الشوری: ۵۱) ”اور یہ کسی بشر کا مقام نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر ہاں یا تو وحی سے یا کسی دوسرے کے پیچھے سے یا کسی (فرشتے) کا صد کو بھیج دے، سو وہ وحی پہنچا دے اللہ کے حکم سے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے۔“

بخاری و مسلم میں ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی مانند آتی ہے اور وحی کی یہ قسم میرے لیے سخت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ جب وحی بند ہوتی ہے تو میں نے وحی کو یاد کر لیا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے انسان کی شکل میں آتا ہے، وہ مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور وہ جو کہتا ہے، میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا سخت سردی کا دن ہوتا، آپ پر وحی اترتی تھی اور جب

① مسند احمد: ۶ / ۴۵۸ . قال الاوط: حسن لغیره و سندہ حسن فی الشواہد .

فرشتہ وحی پہنچا کر چلا جاتا تو آپ کی پیشانی سے پسینے کے قطرے گرتے۔ (بخاری، رقم: ۲) انبیاء ﷺ کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔

[۶۳۱/۵۷۸]..... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ، نَا حَمَادُ بْنُ سَلِمَةَ.....

عروہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مصحف میں سورہ یسین کی آیت نمبر ۷۲ ﴿فَمِنْهَا رَكُوعُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ﴾ کو اسی طرح پڑھا: ﴿فَمِنْهَا رَكُوعُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ﴾

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے قرآن مجید کی مختلف قراءتوں کا پتہ چلتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ قراءتیں اُس وقت کے قبائل کی زبانیں تھیں جو قبیلہ جس لفظ کو جیسے یا جس لہجے میں ادا کرتا، قرآن مجید میں وارد لفظ کو بھی اسی طرح پڑھتا۔ قراءات متواترہ ثابت شدہ ہیں جبکہ قراءاتِ شاذہ غیر ثابت شدہ ہیں۔

[۸۴۹/۵۷۹]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، يُحَدِّثُ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک آدمی نے ان سے کہا: یوسف علیہ السلام کا قصد کیا تھا؟ پس انہوں نے کچھ بیان کیا لیکن ہم نے اسے یاد نہ کیا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یوسف علیہ السلام نے گھر کی چھت میں دیکھا، تو انہوں نے یعقوب علیہ السلام کو ان کا ہاتھ تھامے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا تم نادانوں کا سا عمل کرنا چاہتے ہو جبکہ تمہارا نام تو انبیاء ﷺ میں لکھا ہوا ہے، پس (یہ کہنا تھا تو) ہر قسم کی شہوت جو ان کے جسم میں تھی، وہ نکل گئی اور وہ دوڑتے ہوئے باہر دروازے کی طرف آئے اور وہ بھی ان کے پیچھے دوڑی اور ان کی قمیض پھاڑ دی۔

[۸۵۰/۵۸۰]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، نَا رَافِعُ بْنُ الْجَمْحِيِّ.....

ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

عَنْ مَا بَلَغَ مِنْ هَمِّ يُوسُفَ؟ قَالَ: حَلَّ
 الْهَمِيَّانَ فَنُودِيَ فَلَمْ يُسْمِعْ، فَقِيلَ لَهُ: يَا
 ابْنَ يَعْقُوبَ: أَرَيْدُ أَنْ تَزْنِيَ، فَتَكُونَ
 كَالطَّيْرِ، يَنْتَفُ رِيشُهُ فَلَا رِيشَ لَهُ. ①

یوسف علیہ السلام کے ”قصہ“ کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کیا تھا؟
 (کس حد تک پہنچ گیا تھا) انہوں نے فرمایا: انہوں نے
 ازار بند کھول لیا تھا، تو انہیں آواز دی گئی جو سنی نہیں گئی تھی،
 تو ان سے کہا گیا: ابن یعقوب! کیا تم زنا کرنے کا ارادہ
 رکھتے ہو؟ تم اس پرندے کی طرح ہو جاؤ گے جو اپنے بال
 نوج لیتا ہے اور پھر اس کا کوئی بال نہیں ہوتا۔“

نوٹ: (۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ﴾ (یوسف: ۲۴) ”اس عورت نے یوسف کی
 طرف قصد کیا اور یوسف اس کا قصد کرتے، اگر وہ اپنے پروردگار کی دلیل نہ دیکھتے۔ یونہی ہو اس واسطے کہ ہم اس سے
 برائی اور بے حیائی دور کر دیں، بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے مختلف اقوال نقل کیے ہیں: سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کو اس وقت دیکھا۔
 (۲) اپنے سردار کی خیالی تصویر سامنے آگئی۔

(۳) آپ کی نظر چھت کی طرف اٹھی تو دیکھا آیت: ﴿وَلَا تَقْرُبُوا الزَّوْجِيَّ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ
 سَبِيلًا﴾ لکھی تھی۔ بہر حال کوئی بھی ایسی چیز اللہ ذوالجلال کی طرف سے دکھائی گئی جس کو دیکھ کر آپ علیہ السلام نفس کے
 داعیے کو دبانے اور رد کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اللہ ذوالجلال نے حفاظت فرمائی، اسی طرح اللہ ذوالجلال اپنے نبیوں
 اور ولیوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔

[۸۵۱/۵۸۱] أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، نَانَافِعُ بْنُ عَمَرَ.....

عَنِ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ
 عَنِ الْوَلَدَانِ أَفِي الْجَنَّةِ هُمْ؟ قَالَ: حَسْبُكَ
 مَا اخْتَصَمَ فِيهِ مُوسَى وَالْحَضِرَ. ②

ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بچوں
 کے متعلق پوچھا گیا: کیا وہ جنت میں ہوں گے؟ انہوں
 نے فرمایا: اس بارے میں موسیٰ و خضر علیہ السلام نے بحث و مباحثہ
 کیا، وہ تمہارے لیے کافی ہے۔

نوٹ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اشارہ اس آیت کی طرف تھا: ﴿فَانطَلَقَا حَتَّى إِذَا لَقِيََا غُلَامًا
 فَقَتَلَهُ قَالَ أَقْتُلْتَنِي نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ﴾ (الکہف: ۷۴) ”پھر دونوں (سیدنا موسیٰ اور سیدنا خضر علیہ السلام) چلے

① اسنادہ صحیح، تفسیر طبری: ۱۲ / ۱۸۳ - تفسیر الدر المنثور: ۴ / ۵۲۰ .

② مستدرک حاکم: ۲ / ۴۰۱ - اسنادہ صحیح .

یہاں تک کہ ایک لڑکے کو پایا، اس نے اسے مار ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا آپ نے ایک پاک جان کو بغیر کسی جان کے عوض مار ڈالا؟“ تو سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا: ﴿وَأَمَّا الْعُلْمُ فَكَانَ أَبُوهُ مُؤْمِنِينَ فَحَشِينَا أَنْ يَرَهُمَا طَغِيَانًا وَكَفْرًا﴾ (الكهف: ۸۰)..... ”اور اس لڑکے کے ماں باپ ایمان والے تھے، ہمیں خوف ہوا کہ کہیں یہ انہیں اپنی سرکشی اور کفر سے عاجز و پریشان نہ کر دے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ حقیقت تو اللہ ذوالجلال ہی جانتے ہیں کہ بچے نے بڑے ہو کر نیک بننا تھا یا برا، کیونکہ سیدنا خضر علیہ السلام کو اللہ ذوالجلال کی طرف سے علم دیا گیا تھا۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں جائیں گے۔

[۸۵۲/۵۸۲]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا﴾، قَالَ: كَانَ مِنْ خَاصَّةِ الْمَلِكِ. سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”اس کے اہل میں سے ایک گواہ نے گواہی دی۔“ کی تفسیر میں فرمایا: وہ بادشاہ کا کوئی خاص شخص تھا۔

[۸۵۳/۵۸۳]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، نَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ ذَا لِحْيَةٍ. ① سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: وہ داڑھی والا تھا۔

[۸۵۴/۵۸۴]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا إِسْرَائِيلُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ② عبد الرزاق نے بیان کیا، اسرائیل (ابن یونس بن ابی اسحاق) نے اس اسناد سے اسی مثل ہمیں خبر دی۔

[۸۹۲/۵۸۵]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْوَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَجْدَةَ (ص) قَالَ: تَوْبَةُ عَبْدٍ، أَوْ تَوْبَةُ نَبِيِّ، فَأَمَرَ اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ. ③ مجاہد رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورہ ص کے سجدے کے بارے میں روایت کیا، انہوں نے کہا: بندے کی توبہ یا نبی کی توبہ ہے۔ پس اللہ نے محمد ﷺ کو حکم فرمایا کہ وہ اس کی اقتدا کریں۔

..... سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ: ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدْهُمْ آفَتِهِ﴾ (الانعام: ۹۰)..... ”یہی لوگ ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی، سو آپ بھی

① اسنادہ ضعیف۔ در المنثور: ۴/ ۵۲۶. ② انظر ما قبله.

③ بخاری، کتاب الانبیاء، باب واذکر عبدنا داؤد الخ، رقم: ۳۴۲۱۔ سنن ترمذی، ابواب السفر، باب السجده ص، رقم: ۵۷۷۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۲/ ۳۱۹.

ان ہی کے طریق پر چلیے۔“ لہذا ہمیں بھی سجدہ کرنا چاہیے۔ جیسا کہ دوسری روایت سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موقف کی وضاحت ہوتی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، سورہ ص کا سجدہ لازم نہیں ہے۔ لیکن میں نے نبی معظم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ اس میں سجدہ کیا کرتے تھے۔ (بخاری، رقم: ۱۰۶۹۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۴۰۹)

[۸۹۸/۵۸۶]..... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ بْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي نُجَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، اللہ نے ان پر فرض کیا کہ ایک دس سے قتال کرے، پس یہ ان پر گراں گزرا اور مشکل ہو گیا، تو اللہ نے اس (مشقت، بوجھ) کو ان سے دور کر دیا اور یہ حکم دیا کہ ایک دو سے قتال و مقابلہ کرے، تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اگر تم میں صبر کرنے والے بیس ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب آئیں گے۔“ اور پھر آیات کے آخر تک تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا: ”اگر اللہ کا حکم پہلے سے طے شدہ نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے لیا ہے، اس پر تمہیں سخت ترین سزا ملتی۔“ یعنی غزوہ بدر کے اموال غنیمت، وہ فرماتا ہے: میرا دستور ہے کہ میں اپنی نافرمانی کرنے والے کو سزا نہیں دیتا حتیٰ کہ میں اسے پیشگی انتباہ کرتا ہوں، پھر فرمایا: ”اے نبی! آپ کے قبضے میں جو بھی قیدی ہیں، ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ کو معلوم ہوگا کہ تمہارے دلوں میں کوئی نیکی ہے۔“ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی جس وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اسلام کے متعلق خبر دی، اور ان سے درخواست کی کہ آپ نے مجھ سے جو میں اوقیہ لیے ہیں، ان کے بدلے میں میرا محاسبہ نہ کریں، پس

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: افْتَرَضَ (اللَّهُ) عَلَيْهِمْ أَنْ يُقَاتِلَ الْوَاحِدَ الْعَشْرَةَ، فَثَقُلَ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، وَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَوَضَعَ اللَّهُ عَنْهُمْ ذَلِكَ إِلَى أَنْ يُقَاتِلَ الْوَاحِدَ الرَّجُلَيْنِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ﴾ تَلَا إِلَى قَوْلِهِ إِلَى آخِرِ الْآيَاتِ ثُمَّ قَالَ: ﴿لَوْ لَا كُتِبَ مِنَ اللَّهِ سَبَقٌ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ يَعْنِي غَنَائِمَ بَدْرٍ، يَقُولُ: لَوْ لَا إِنِّي لَا أَعْدِبُ مَنْ عَصَانِي حَتَّى اتَّقَدَّمَ إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَى إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا﴾ الْآيَةَ. قَالَ الْعَبَّاسُ: فِي نَزَلَتْ، حِينَ أَخْبَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْلَامِي، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُحَاسِبُنِي بِالْعِشْرِينَ أَوْ فِئَةِ الَّتِي أَخَذْتُ مِنِّي، فَأَعْطَانِي عِشْرِينَ عَبْدًا، كُلُّهُمْ قَدْ تَاجَرَ بِمَالٍ فِي يَدِهِ، مَعَ مَا أَدَّخَرَهُ مِنْ مَغْفِرَةِ اللَّهِ. ①

① بخاری، کتاب التفسیر، باب یا ایہا النبی حرض المؤمنین الخ، رقم: ۴۶۵۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۶۴۶۔

سنن کبریٰ بیہقی: ۷۶ / ۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۴۷۷۳۔

آپ نے مجھے بیس غلام دے دیئے، ان سب نے اس مال سے تجارت کی جو کہ آپ کے قبضے میں تھا، اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی طرف سے مغفرت کو ذخیرہ کیا۔

نوٹ:..... مذکورہ روایت کے پہلے حصے کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَبْرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۗ أَلَنْ حَقَفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝﴾ (الانفال: ۶۶، ۶۷)

”اے نبی! ایمان والوں کو جہاد کا شوق دلاؤ، اگر تم میں بیس صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں ایک سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب رہیں گے، اس واسطے کہ وہ بے سمجھ لوگ ہیں۔ اب اللہ تمہارا بوجھ ہلکا کرتا ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ تم میں ناتوانی ہے۔ پس اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب رہیں گے۔ اور اگر تم میں ایک ہزار ہوں گے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

روایت کا دوسرا حصہ: جنگ بدر میں ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنا لیے گئے۔ کیونکہ یہ کفر و اسلام کا پہلا معرکہ تھا، اس لیے قیدیوں کے بارے میں کیا طرز عمل اختیار کیا جائے؟ ان کی بابت احکام پوری طرح واضح نہیں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان ستر قیدیوں کے متعلق سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ ان قیدیوں کا کیا کیا جائے؟ تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم ایک دوسرے کے چچا زاد اور رشتہ دار ہیں۔ لہذا میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں، اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ اس مال سے کافروں کے مقابلے میں ہماری دفاعی قوت مضبوط ہوگی۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ممکن ہے اللہ ان قیدیوں کو اسلام کی طرف لاکر ہدایت سے نواز دے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تو انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ کفر کی قوت و شوکت توڑنے کے لیے ضروری ہے ان قیدیوں کو قتل کر دیا جائے کیونکہ یہ کفر اور کافروں کے سرغننے ہیں۔ یہ آزاد ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کریں گے۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا اور فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا۔ تو اللہ ذوالجلال نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿مَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يُكُونَ لَكَ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يَبْخَرَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْأٰخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْ لَا كَتَبَ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا آخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝﴾

(الانفال: ۶۷، ۶۸)

”نبی کے ہاتھ میں قیدی نہیں چائیں، جب تک کہ ملک میں اچھی خونریزی کی جنگ نہ ہو جائے تم تو دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے۔ اور اللہ زور آور باحکمت ہے۔ اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے، اس بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی۔“

یعنی اللہ ذوالجلال چاہتے تھے کہ قیدی بنانے میں جلدی نہ کی جاتی، بلکہ کافروں کو تہ تیغ کر کے خوب خون ریزی کی جاتی تو اس کے بعد ﴿فَأَمَّا مَنَّا بَعْدُ وَأَمَّا فِدَاءً﴾ (محمد: ۴) ”احسان کر کے چھوڑنا یا فدیہ لے کر چھوڑنا بعد کی باتیں ہیں۔“

﴿لَوْ لَا كُتِبَ مِنَ اللَّهِ سَبَقٌ لَّمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (الانفال: ۶۸)

مفسرین لکھتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے مالِ غنیمت حلال تھا، اگرچہ پہلی امتوں کے لیے حلال نہیں تھا، اگر تمہارے لیے تقدیر میں حلال نہ لکھا ہوتا تو جو تم نے فدیہ لے کر چھوڑا ہے، اس کی وجہ سے تمہیں عذابِ عظیم پہنچتا۔ روایت کا تیسرا اور آخری حصہ: سیدنا عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”لیکن مکہ مکرمہ میں رہتے تھے اور ابھی تک انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار بھی واضح طور پر نہیں کیا تھا، غزوہ بدر میں قیدی بن کر آئے۔ تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اظہار کیا تو اللہ ذوالجلال نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَن فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِن يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (الانفال: ۷۰).....

”اے نبی! اپنے ہاتھ تلے کے قیدیوں سے کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں نیک نیتی دیکھے گا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں دے گا اور پھر تمہارے گناہ بھی معاف فرمائے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کو اللہ ذوالجلال نے دنیوی مال و دولت سے بعد میں خوب نوازا۔

[۹۶۴/۵۸۷]..... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَا: نَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ قتال بدر سے فارغ ہوئے تو آپ سے کہا گیا: آپ اس تجارتی قافلے کو لازم رکھیں، اس کے سوا کوئی چیز نہیں، تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں آواز دی، جبکہ وہ اپنے بندھن میں تھے (ان کو رسی کے ساتھ باندھا گیا تھا) کہ وہ آپ کے لیے درست نہیں، فرمایا: کس لیے (درست نہیں)؟ فرمایا: کیونکہ اللہ نے آپ سے دو میں سے ایک جماعت کا وعدہ کیا تھا، اس نے آپ سے جو وعدہ کیا تھا، وہ آپ سے پورا فرمایا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِتَالِ بَدْرٍ، قِيلَ لَهُ: عَلَيْكَ الْعِيرَ لَيْسَ دُونَهَا شَيْءٌ، فَنَادَاهُ الْعَبَّاسُ وَهُوَ فِي وَثَاقِهِ: إِنَّهُ لَا يُصْلِحُ لَكَ، قَالَ: لِمَ؟ قَالَ: لِأَنَّ اللَّهَ وَعَدَكَ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، وَقَدْ أَنْجَزَ لَكَ مَا وَعَدَكَ. ①

① سنن ترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورة الانفال، رقم: ۳۰۸۰۔ قال الشيخ الالبانی: ضعيف.

کتاب الانبیاء

انبیاء علیہم السلام کا بیان

[۵۸۸/۸۸۰]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عُمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دیکھا: عیسیٰ علیہ السلام چوڑے/کشادہ سینے والے تھے، جبکہ موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگت والے دراز قد تھے، اور وہ زط قبیلے کے افراد میں سے تھے۔“ آپ سے عرض کیا گیا: تو ابراہیم علیہ السلام؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تمہارے ساتھی (آپ ﷺ) کے مشابہ ہیں۔“

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى فَأَمَّا عِيسَى: فَعَرِيضُ الصَّدْرِ وَأَمَّا مُوسَى: فَأَدُمُ سَبْطُ، كَانَ مِنْ رِجَالِ الزَّرْطِ، فَقِيلَ لَهُ: فَأِبْرَاهِيمُ؟ قَالَ: شَبَهُ صَاحِبِكُمْ. ①

نوٹ:..... رسول اللہ ﷺ نے معراج والی رات مختلف انبیاء علیہم السلام سے آسمانوں پر ملاقات کی۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آپ ﷺ کی ملاقات دوسرے آسمان پر ہوئی۔

(مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ، رقم: ۱۶۲)

بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((رَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوعًا مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ فِي سَبْطِ الرَّأْسِ.)) (بخاری، کتاب بدء الخلق، رقم: ۳۲۳۹)..... ”میں نے سیدنا

① بخاری، کتاب الانبیاء، باب واذکر فی الكتاب مریم الخ۔ مسند احمد: ۱/ ۲۷۷۔ طبرانی کبیر: ۱۱/ ۶۴، رقم: ۱۱۰۵۷.

عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا درمیانہ قد، میانہ جسم، رنگ سرخ اور سفید، سر کے بال سیدھے تھے۔“

سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر ملاقات ہوئی۔ (بخاری: ۳۸۸۷)

نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ((لَيْلَةَ أُسْرِي بِي رَأَيْتُ مُوسَىٰ وَإِذَا هُوَ رَجُلٌ ضَرْبُ رَجُلٍ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَاءَ)). (بخاری، کتاب الانبیاء، رقم: ۳۳۹۴ - ۳۳۹۶) ”معراج کی رات میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، وہ دبے پتلے اور سیدھے بالوں والے آدمی تھے جیسا کہ قبیلہ شنوآء کے آدمی ہوتے ہیں۔“

ساتویں آسمان پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی۔ (بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۸۷)

آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَأَنَا أَشْبَهُهُ وَلِدِ اِبْرَاهِيمَ بِهِ)). (بخاری، رقم: ۳۳۸۴)

[۵۸۹/۸۸۱]..... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ.....

سفیان ثوری نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے، اور فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگت والے میانہ قد تھے، اور فرمایا: وہ (ابراہیم علیہ السلام) تمہارے ساتھی یعنی آپ ﷺ کے مشابہ ہیں۔

نَا سُفْيَانُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَقَالَ: أَمَّا عِيسَى: (فَجَعَدْتُ أَحْمَرًا، عَرِيضُ الصَّدْرِ، وَقَالَ: فَأَشْبَهُهُ صَاحِبِكُمْ، يَعْنِي نَفْسَهُ. ①

[۵۹۰/۸۸۲]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، وَاسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي يَحْيَى الثَّقَاتِ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی ران دیکھی تو اسے فرمایا: ”اپنی ران کو ڈھانپو، کیونکہ آدمی کی ران اس کے ستر میں سے ہے۔“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَذَ رَجُلٍ، فَقَالَ لَهُ: غَطِّ فَخِذَكَ فَإِنَّ فَخِذَ الرَّجُلِ مِنْ عَوْرَتِهِ. ②

نوٹ:..... بخاری شریف میں ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی مکرم ﷺ نے (جنگ خیبر میں) اپنی ران کھولی۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے۔

(بخاری، کتاب الصلاة قبل الحديث، رقم: ۳۷۱)

پہلی روایت قول ہے اور دوسری فعل، جہاں قول اور فعل میں بظاہر تضاد نظر آئے، وہاں قول کو ترجیح دی جائے گی۔ علامہ شوکانی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ران کا شرمگاہ میں داخل ہونا صحیح ہے اور دلائل سے ثابت ہے، مگر ناف اور گھٹنا ستر میں داخل نہیں ہیں۔ امام نووی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اکثر علماء کرام اس کے قائل ہیں کہ ران شرمگاہ میں داخل ہے۔

امام احمد اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا موقف ہے کہ قبل اور در شرمگاہ میں داخل ہے۔ ران شرمگاہ میں داخل نہیں ہے۔ اہل ظاہر اور ابن جریر وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ ران بھی شرمگاہ میں داخل ہے۔ (نبیل الاوطار: ۶۲/۲)

رانج یہی معلوم ہوتا ہے کہ ران ستر میں شامل ہے۔ لہذا کھیل وغیرہ کے وقت لمبا جاگلیا پہنا جائے۔

① انظر ما قبله . ② سنن ابو داود، کتاب الحمام، باب النهی عن التعری، رقم: ۴۰۱۴ قال الالبانی: صحیح۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۷۹۶۔ مسند احمد: ۱/ ۲۷۵.

کتاب النکاح والطلاق

نکاح اور طلاق کے احکام و مسائل

[۹/۵۹۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً لِفِرَاشِ زَوْجِهَا لَعَنَتَهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جب عورت اپنے شوہر کے بستر سے ناطہ توڑ لیتی ہے، تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ لوٹ آئے۔“

[۲۰۲/۵۹۲]..... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكَيْعٌ، قَالَا حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ عَلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضَبًا نَأَى لَعَنَتَهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے اور وہ الگ (ناراض) رات بسر کرے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔“

نوٹ

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عورت کے لیے خاوند کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ بستر سے ناطہ

- ① بخاری، کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأة ۵۱۸۳ - مسلم، کتاب النکاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها: رقم: ۱۴۳۶ - دارمی، رقم: ۲۲۲۸ - صحيح ابن حبان، رقم: ۴۱۷۴ .
- ② بخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا قال احدكم والملائكة الخ، رقم: ۳۲۳۷ - مسلم، کتاب النکاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها، رقم: ۱۴۳۶ .

توڑ لینے کا مطلب یہ ہے کہ رات کو اس کے ساتھ نہ سونایا ہم بستری کے لیے بلائے تو انکار کر دے۔

تاہم اگر کوئی شرعی عذر ہو تو انکار جائز ہے، خاوند کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عورت کا حالت حیض میں ہونا انکار کے لیے شرعی عذر نہیں، کیونکہ ایسی حالت میں مرد کو لباس کے اوپر سے مباشرت کا حق ہے۔ (شرح النووی: ۱۰/۸۰۷) لیکن اگر شرعی عذر نہ ہو تو انکار کی صورت میں غضب الہی کی مستحق قرار پائے گی اور ایسی عورتیں فرشتوں کی لعنت کی بھی مستحق ہوں گی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو قسم کے لوگوں کی نماز ان کے سروں سے اوپر تجاوز نہیں کرتی، مفرو غلام یہاں تک کہ وہ اپنے مالکوں کے پاس پلٹ کر نہ چلا جائے اور خاوند کی نافرمانی کرنے والی عورت یہاں تک کہ وہ (اس کی طرف) لوٹ آئے۔“ (مجمع الزوائد: ۴/۳۱۳)

[۵۸۱/۵۹۳]..... أَخْبَرَنَا الْمَلَائِيُّ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ زَيْدٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا، فَإِنَّ قَتْلَ الْغَيْلِ يُدْرِكُ الْفَارِسَ فَيُدْعَرُهُ عَنْ قَرَسِيهِ. ①

سیدہ اسماء بنت زید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”اپنی اولاد کو خفیہ طور پر قتل نہ کرو، کیونکہ غیلہ (دودھ پلانے والی عورت سے ہم بستری ہونا) گھڑ سوار پر بھی اثر انداز ہوتا ہے اور اسے گھوڑے سے گرا دیتا ہے۔“

نوٹ: صحیح مسلم میں ہے: سیدہ جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ”میں نے چاہا کہ تمہیں غیلہ (دودھ پلانے والی عورت سے ہم بستری ہونے) سے منع کر دوں۔ میں نے دیکھا کہ اہل فارس اور اہل روم غیلہ کرتے ہیں تو ان کے بچے نہیں مرتے (ان کے بچوں کو نقصان نہیں ہوتا۔)“ (مسلم، کتاب النکاح، باب جواز الغيلة)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: غیلہ یہ ہے کہ جس زمانے میں عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو، اس کا شوہر اس سے مباشرت کرے۔ (سنن ابوداؤد، رقم: ۳۸۸۲) معلوم ہوا ایام رضاعت میں بیوی سے ہم بستری کرنا جائز ہے۔

[۶۵۵/۵۹۴]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ.....

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ

① سنن ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الغیل، رقم: ۳۸۸۱ قال الالبانی: ضعیف۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الغیل، رقم: ۱۲-۲۔ مسند احمد: ۶/۴۵۷۔

أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ أُمُّ كُثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ تَحْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، قَالَ: فَحَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَدْ ضَرَبَهَا الطَّلُقُ فَكْتَمَتْهُ فَقَالَتْ: طَيَّبَ نَفْسِي بِتَطْلِيْقَةٍ فَطَلَّقَهَا، فَرَجَعَ وَقَدْ وَضَعَتْ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: بَلَغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ، اخْطُبْهَا إِلَى نَفْسِهَا، فَقَالَ: مَا لَهَا خَدَعْتَنِي خَدَعَهَا اللَّهُ. ①

انہوں نے کہا: ام کلثوم بنت عقبہ، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں، وہ نماز کے لیے چلے گئے، اور ان (اہلیہ) کو درد زہ شروع ہوگئی اور اسے چھپائے رکھا، انہوں نے کہا: ایک طلاق دے کر میرا دل خوش کر دیجئے، پس انہوں نے ایک طلاق دے دی، وہ (نماز پڑھ کر) واپس آئے تو انہوں نے بچے کو جنم دے دیا تھا، پس وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے مسئلہ دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے قانون کے مطابق مقررہ وقت پورا ہو چکا، اسے پیغام نکاح دو۔“ انہوں نے کہا: اس نے مجھے دھوکہ دیا، اللہ اسے دھوکہ دے۔

نوٹ: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق: ۴)

..... ”حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔“

مطلقہ عورت کی عدت تین حیض ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾ (البقرة: ۲۲۸) ”مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔“

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے رجعی طلاق دی تھی، کیونکہ پہلی اور دوسری طلاق رجعی ہوتی ہے۔ تیسری میں اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ رجعی طلاق کی عدت وضع حمل یا تین حیض ہے۔ اگر ان سے پہلے پہلے رجوع کر لیں تو ٹھیک ہے۔ اگر بعد میں کریں تو دوبارہ نکاح کرنا ہوگا اور وہ بھی اگر عورت پسند کرے گی تو ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح وضع حمل پر خاوند کی وفات کی عدت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

[۹۹/۵۹۵] أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيَلٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ مَعَ إِحْدَاهُمَا عَلَى سِدْنَا ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ مَعَ إِحْدَاهُمَا عَلَى

① سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، باب المطلقة الحامل الخ، رقم: ۲۰۲۶۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۷ / ۴۲۱۔

الأخرى جاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَحَدٌ شِقْمِيهِ تُوُوهُ قِيَامَتِ كَدَنِ اس حَالِ مِيسَ آئِي كَا كَدَ اس كَا اِيك سَاَقِطٌ. ①

پہلو ساقط ہوگا۔“

فتاویٰ:..... شریعت نے ایک آدمی کو چار عورتیں بیک وقت رکھنے کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَنِّي وَ ثَلَاثٌ وَ رُبْعٌ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةٌ﴾ (النساء: ۳)..... ”جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو، دو دو تین تین چار چار سے لیکن اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے۔“

معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنے ہیں تو انصاف ضروری ہے، لیکن اگر دل کا میلان ایک کی طرف زیادہ ہو جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ (اپنی ازواج مطہرات کے مابین) ایام تقسیم کرتے اور عدل کرتے اور فرمایا کرتے ”اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے بس میں ہے اور اس بات میں مجھے ملامت نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میرا اس پر اختیار نہیں۔“ (سنن ابوداؤد، رقم: ۲۱۳۴)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد دل (کا میلان) ہے۔ معلوم ہوا کہ قلبی میلان کی کمی بیشی میں گرفت نہیں ہوگی۔ لیکن محبوب بیوی کی محبت کی وجہ سے دوسری بیوی کے حقوق میں کمی کوتاہی کرنا جرم ہے۔ اللہ ذوالجلال کا فرمان ہے: ﴿فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ فَتَدْرُواهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ (النساء: ۱۲۹)..... ”ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو لٹکتی ہوئی نہ چھوڑو۔“

[۱۱۷/۵۹۶]..... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفًا الْأَعْرَابِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرِو الْهَجْرِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَمْ يَخْبَثِ الطَّعَامُ وَلَوْلَا حَوَاءُ لَمْ تَخُنْ أَنْثَىٰ زَوْجَهَا. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت سڑا کرتا (بدبودار ہوتا) نہ کھانا خراب ہوا کرتا، اور اگر حواء علیہا السلام نہ ہوتیں تو عورت اپنے شوہر سے بے وفائی (دغا) نہ کرتی۔“

فتاویٰ:..... مطلب یہ ہے کہ (سلوکی) گوشت جمع کرنے کی عادت بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی، اگر وہ یہ

① سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، رقم: ۲۱۳۳۔ سنن نسائی، کتاب عشرة النساء، رقم:

۳۹۴۲۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ سنن دارمی، رقم: ۲۲۰۶۔ مسند احمد: ۲/ ۲۹۵۔

② بخاری، کتاب الانبیاء، باب سورة اعراف، رقم: ۳۳۹۹۔ مسلم، کتاب الرضاع، باب لولا حواء لم تخن

الخ، رقم: ۱۴۷۰۔ مسند احمد: ۲/ ۳۰۴۔

عادت نہ اپناتے، بلکہ بروقت کھا لیتے ذخیرہ نہ کرے تو گوشت سڑنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ مذکورہ حدیث کا دوسرا حصہ ہے: اگر حواء نہ ہوتیں تو عورت اپنے شوہر سے بے وفائی نہ کرتی۔

مطلب یہ کہ جب شیطان نے سیدہ حوا رضی اللہ عنہا کے سامنے ممنوعہ درخت کی فضیلت بیان کی تو سیدہ حوا رضی اللہ عنہا نے شیطان ملعون کی بات میں آ کر اس کی بات کو مان لیا اور پھر سیدنا آدم رضی اللہ عنہ کو بھی اس درخت کی خوبیاں بیان کیں تو وہ بھی مان گئے۔ اسی کو خیانت سے تعبیر کیا گیا ہے جبکہ ہماری کوئی اور بے وفائی یاد دعا مراد نہیں۔

[۱۲۶/۵۹۷]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنِ أَبِي نَضْرَةَ، عَنِ الطُّفَاوِيِّ، عَنِ أَبِيهِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبْأَشِرِ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ، وَلَا الرَّجُلُ الرَّجُلَ، وَلَا الْوَالِدُ الْوَالِدَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عورت، عورت کے ساتھ، مرد، مرد کے ساتھ اور بچہ بچے کے ساتھ جسم ملا کر نہ لیتیں۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا دوسری عورت اور مرد کا دوسرے مرد کے ساتھ بے ستر ہو کر لیٹنا جائز نہیں ہے۔

صحیح مسلم میں ہے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔“ (مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۳۸)

[۱۳۶/۵۹۸]..... أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامِ الْقَصَّارُ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَيْسَى، عَنِ عِكْرِمَةَ، عَنِ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَبَبَ خَادِمًا عَلَى أَهْلِهِ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ أَفْسَدَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا فَلَيْسَ مِنَّا. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی خادم کو اس کے اہل (مالک) کے خلاف کر دیا، وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف کر دیا تو وہ ہم میں سے نہیں۔“

① مسند احمد: ۲/ ۴۴۷، ۳۲۶۔ قال شعيب الارناؤط: صحيح دون قوله ولا الولد الولد.

② سنن ابوداود، کتاب الطلاق، باب فيمن حبيب امرأة على زوجها، رقم: ۲۱۷۵۔ قال الشيخ الالباني: صحيح.

صحيح برغيث وترهيب، رقم: ۲۰۱۴۔ مسند احمد: ۲/ ۳۹۷.

فتاویٰ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کو مالک کے خلاف اور بیوی کو شوہر کے خلاف ابھارنا حرام ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ان کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہوں گی جس کا نتیجہ فتنہ فساد ہوگا۔ حالانکہ ایک مومن کی تو یہ صفت ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان اصلاح کروائے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (التوبة: ۷۱)..... ”مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔“

دوسری جگہ پر فرمایا: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الحجرات: ۱۰)..... ”سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“ اور اسی طرح مالک کو غلام کے خلاف کرنا اور خاوند کو اس کی بیوی کے خلاف ابھارنا بھی جائز نہیں ہے، یہ بھی حرام ہے۔

[۱۵۶/۵۹۱]..... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ دَاوُدَ بْنَ أَبِي هِنْدَ، يُحَدِّثُ عَنِ الشَّعْبِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا، وَالْعَمَّةُ عَلَى ابْنَةِ أَخِيهَا. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا: ”عورت کی کسی ایسے شخص سے شادی کی جائے جس کے نکاح میں اس کی پھوپھی موجود ہو اور (اسی طرح) پھوپھی کی کسی ایسے شخص سے شادی کی جائے جس کے نکاح میں اس کی بھتیجی موجود ہو۔“

فتاویٰ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مذکورہ رشتوں کو ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔ لیکن یہ حرمت عارضی ہے ابدی نہیں، مختلف اوقات میں بعد از طلاق یا وفات نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مذکورہ حدیث سے خوارج اور شیعہ کا بھی رد ہوتا ہے جن کا موقف ہے کہ یہ رشتے جمع کیے جا سکتے ہیں۔ (شرح مسلم للنووی: ۳۰۹/۵)

[۱۵۷/۶۰۰]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت کی کسی ایسے شخص سے شادی کی جائے جس

① مسلم، کتاب النکاح، باب تحريم الجمع بين المرأة والخ، رقم: ۱۴۰۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۱۲۶۔ سنن نسائی، رقم: ۳۲۹۰۔ مسند احمد: ۱۸۹/۲۔ طبرانی اوسط، رقم: ۵۹۷۳۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۴۱۱۴۔

الْمَرَأَةَ عَلَى عَمَّتِهَا، وَالْعَمَّهُ عَلَى ابْنَةِ
أَخِيهَا، وَلَا تُنَكَحُ الْمَرَأَةُ عَلَى خَالَتِهَا،
وَلَا الْخَالَتُ عَلَى ابْنَةِ أَخِيهَا، وَلَا تُنَكَحُ
الصُّغْرَى عَلَى الْكُبْرَى وَلَا الْكُبْرَى عَلَى
الصُّغْرَى. ①

کے نکاح میں اس کی پھوپھی موجود ہو اور اسی طرح کسی
عورت کی ایسے شخص سے شادی کی جائے جس کے نکاح
میں اس کی بھتیجی موجود ہو، اور کسی عورت کی ایسے شخص سے
شادی نہ کی جائے جس کے نکاح میں اس کی خالہ موجود ہو
اور خالہ کی ایسے شخص سے شادی نہ کی جائے جس کے نکاح
میں اس کی بھانجی موجود ہو۔ اور بڑی کی موجودگی میں
چھوٹی کا نکاح کیا جائے، نہ چھوٹی کی موجودگی میں بڑی کا
نکاح کیا جائے۔“

۱۵۸..... أَخْبَرَنَا الْمَلَائِئِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدَ، حَدَّثَنِي عَابِرٌ.....
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سِوَاءً. ②

جناب عامر نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔

نوٹ: بڑی سے مراد پھوپھی اور خالہ ہے اور چھوٹی سے مراد بھتیجی اور بھانجی ہیں، عموماً بھتیجی اور
بھانجی چھوٹی ہوتی ہیں نسبت پھوپھی اور خالہ کے۔ اسی طرح رتبے کے لحاظ سے بھی فرق ہے، کیونکہ پھوپھی، خالہ کا
بڑے ہونے کی وجہ سے احترام کیا جاتا ہے، جبکہ بھانجی اور بھتیجی چھوٹی بیٹی کی طرح ہوتی ہے۔ شریعت کے احکامات میں
یہ حکمت بھی ہے کہ سوکنوں کی آپس میں اکثر عداوت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کی آپس کی رشتہ داری بھی ٹوٹ
سکتی ہے۔

۲۶۴/۶۰۲..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنِي
أَبِي قَالَ.....

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ خُطْبَةٍ
لَيْسَ فِيهَا تَشَهُدٌ فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَدْمَاءِ. ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: ”ہر وہ خطبہ جس میں تشہد (توحید و رسالت کی
گواہی) نہ ہو تو وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے۔“

① سنن ترمذی، ابواب النکاح، باب لا تنکح المرأة الخ، رقم: ۱۱۲۶، قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ مسند ابی
یعلی، رقم: ۶۶۴۱۔

② سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الخطبة، رقم: ۴۸۴۱۔ سنن ترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی
خطبة النکاح، رقم: ۱۱۰۶۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۷۹۶۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر خطبہ میں توحید و رسالت ہونی چاہیے، تشہد سے مراد شہادتیں کا اقرار کرنا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے خطبہ مبارک سے ثابت ہے:

((إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.))

کَالْبَيْدِ الْجَزْمَاءِ: جذام زدہ، ناقص اور عیب دار ہاتھ کی طرح، معلوم ہوا جس خطبہ میں حمد و ثنا توحید و رسالت کی گواہی نہیں، وہ ناقص ہے۔

[۴۱۷/۶۰۳]..... أَخْبَرَنَا كُثَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ وَهُوَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ بِصَدَاقِ الْأُخْرَى يَقُولُ: أَنْكِحْنِي وَأُنْكِحَكَ بِغَيْرِ صَدَاقٍ فَذَلِكَ الشِّغَارُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں شغار (نکاح کی قسم) نہیں۔“ اور وہ یہ ہے کہ عورت سے دوسری عورت کے حق مہر کے عوض نکاح کرنا، وہ کہے: مجھے نکاح کر دو میں تمہیں نکاح کر دیتا ہوں اور حق مہر نہیں ہوگا، اسے شغار کہتے ہیں۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بٹے سٹے کا نکاح اسلام میں جائز نہیں ہے۔ اس کی شکل یہ بنتی ہے کہ ایک شخص اپنی بہن یا بیٹی کی اس شرط پر دوسرے شخص سے شادی کرتا ہے کہ وہ شخص بھی اپنی بہن یا بیٹی کی اس شخص سے شادی کرے اور ایک کا مہر دوسرے کا نکاح ہوتا ہے علیحدہ سے مہر ادا نہیں کیا جاتا۔

جمہور علماء امام مالک، امام شافعی، امام احمد رضی اللہ عنہم اس نکاح کو باطل قرار دیتے ہیں۔ جبکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: اگر مہر مثل ادا کیا جائے تو یہ نکاح درست ہے۔ (فتح الباری: ۲۰۴/۱۹۰۔ نیل الاوطار: ۴/۲۲۱)

سنن ابی داؤد میں ہے، عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج بیان کرتے ہیں کہ عباس بن عبداللہ بن عباس نے عبدالرحمن بن حکم سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور عبدالرحمن نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا اور دونوں نے اس نکاح کو حق مہر ٹھہرایا تھا تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو یہ حکم لکھ بھیجا کہ وہ ان کے مابین تفریق کرادے۔ انہوں نے اپنے خط میں کہا کہ یہی وہ شغار ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (صحیح ابو داؤد، رقم: ۱۸۲۶)

اگرچہ مذکورہ بالا روایت میں یہ ہے کہ حق مہر ادا نہیں کیا جاتا، موجودہ زمانہ میں اگرچہ حق مہر ادا تو کیا جاتا ہے،

① بخاری، کتاب النکاح، باب الشغار، رقم: ۵۱۱۲۔ مسلم، کتاب النکاح، باب تحريم نکاح الشغار الخ، رقم:

۱۴۱۵۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۱۲۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۸۸۳۔

لیکن چونکہ یہ نکاح بھی خرابی کا باعث بنتا ہے کہ اگر ایک طرف سے طلاق ہوگی تو دوسری بے قصور کو بھی طلاق مل جاتی ہے۔ اور بھی بہت سارے مسائل کا شکار ہوتے ہیں۔ لہذا اس سے اجتناب کرنا ہی بہتر ہے۔

[۴۵۱/۶۰۴] وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيَجِبْ فَإِنَّمَا أَنْ يَأْكُلَ، وَإِنَّمَا أَنْ يُصَلِّيَ فَإِذَا وَلَجَ الرَّسُولُ قَبْلَهُ فَهُوَ إِذْنُهُ وَإِنْ دَخَلَ هُوَ قَبْلَهُ فَلْيَسْتَأْذِنْ. ①

اسی (سابقہ: ۴۵۰) اسناد سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اسے قبول کرے، پس وہ یا تو کھانا کھالے یا پھر (اہل خانہ کے لیے) دعا کرے، اگر قاصد اس سے پہلے داخل ہو جائے تو وہی اس کا اذن ہے، اور اگر وہ اس سے پہلے داخل ہو تو وہ اجازت طلب کرے۔“

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اس کو قبول کرنی چاہیے۔ اگر کھانا کھانے کو دل نہ چاہے تو وہاں جا کر میزبان کے لیے دعا کر دینی چاہیے۔ لیکن اگر کسی جگہ پر اللہ ذوالجلال کی نافرمانی والا کام ہو رہا ہو تو وہاں جانا درست نہیں ہے۔

جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دعوت دی۔ وہ آئے تو گھر کی دیوار پر پردہ پڑا ہوا دیکھا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: عورتوں نے ہم سے زبردستی یہ کام کرا لیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کسی اور پر یہ خطرہ تو ممکن ہے، تمہارے متعلق یہ خطرہ نہ تھا۔ اللہ کی قسم! میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ واپس چلے گئے۔ (مزید دیکھئے شرح حدیث نمبر ۲۰۶)

[۵۴۳/۶۰۵] أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ أَبُو الْحَسَنِ.....

سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ میری شادی کے دن میرے ہاں تشریف لائے تو آپ میرے بستر کی جگہ پر بیٹھ گئے، جبکہ دو لڑکیاں میرے پاس دف بجارہی تھیں، اور وہ (شعروں میں) میرے ان بزرگوں کا ذکر کر رہی تھیں جو غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے اشعار میں یہ بھی کہا۔ ہم میں ایک نبی ہیں جو آج اور آنے والے کل کے حالات جانتے

عَنِ الرَّبِيعِ بِنْتِ مَعُوذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَبِيٍّ، فَقَعَدَ عَلَيَّ مَوْضِعَ فِرَاشِي، وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تَصْرِبَانِ بَدْفٍ وَتَدْتَانِ أَبَائِي الَّذِينَ قُتِلُوا بِبَدْرٍ، فَقَالَتَا فِيمَا يَقُولَانِ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي الْيَوْمِ وَفِي عَدِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

① مسلم، کتاب النکاح، باب الامر باجابة الداعی الی دعوة، رقم: ۱۴۳۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۴۶۰۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا هَذَا فَلَا تَقُولُوهُ. ①
ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو یہ نہ کہو۔“

خواتین:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا شادی کے موقع پر چھوٹی بچیوں کا گیت گانا اور دف بجانا جائز ہے۔ دف ایک ایسا آلہ ہے۔ جس کی ایک جانب کھلی ہوتی ہے جس پر چوٹ لگائی جائے تو کوئی سُسر پیدا نہیں ہوتی، لیکن اس پر قیاس کرتے ہوئے ڈھول ڈھمکے، بینڈ باجوں اور آلات ساز کو مباح قرار دینا جائز نہیں ہے، جن سے سر پیدا ہوتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن نبی معظم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اس وقت میرے پاس (انصار کی) دو لڑکیاں جنگ بعثت کے قصوں کی نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ بستر پر لیٹ گئے اور اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اس کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھے ڈانٹا اور فرمایا: یہ شیطانی باجہ نبی مکرم ﷺ کی موجودگی میں! آخر نبی معظم ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”جانے دو، خاموش رہو“ پھر جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ دوسرے کام میں لگ گئے تو میں نے انہیں اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں۔ (بخاری، رقم: ۹۴۹)

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے جرنیلوں کا تذکرہ کرنا مستحب ہے۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کی تعریف، نعت گوئی کرنا مبارک عمل ہے، لیکن مبالغہ آرائی کرنا جائز نہیں ہے۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کے متعلق علم غیب کی نسبت والا عقیدہ درست نہیں ہے۔

[۵۴۸/۶۰۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ.....

أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، أَنَّ خَالَتَهُ أَخْبَرَتْهُ، عَنِ امْرَأَةٍ هِيَ مُصَدِّقَةٌ قَالَتْ: بَيْنَمَا أَبِي فِي غَزَاةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَدْ رَمَضُوا، فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ يُعْطِينِي نَعْلَيْنِ وَأَنْكَحَهُ أَوْلَ بِنْتِ تَوْلُدٍ لِي، فَخَلَعَ أَبِي نَعْلَيْهِ فَأَلْقَاهَا إِلَيْهِ، فَوُلِدَ لِلرَّجُلِ جَارِيَةٌ، فَبَلَّغَتْ، فَقَالَ أَبِي، اجْمَعِ إِلَيَّ أَهْلِي، فَقَالَ: هَلُمَّ الصَّدَاقَ، فَقَالَ أَبِي: وَاللَّهِ لَا أَزِيدُكَ عَلَى مَا أَعْطَيْتَكَ النَّعْلَيْنِ، فَقَالَ:

ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا: ان کی خالہ نے ایک عورت سے، جو کہ مصدقہ ہیں، بیان کیا کہ اس ناتون نے کہا: میرے والد دور جاہلیت میں ایک جنگ میں تھے، تو تپش کی وجہ سے ان کے پاؤں جلنے لگے، ایک آدمی نے کہا: جو شخص اپنے جوتے مجھے دے گا، میں اپنی پیدا ہونے والی پہلی لڑکی کا اس سے نکاح کر دوں گا۔ پس میرے والد نے اپنے جوتے اتارے اور اس کی طرف پھینک دیئے، اس آدمی کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی، وہ بالغ ہوگئی، تو میرے والد نے کہا: میرے گھر والوں کو میرے پاس اکٹھا

① بخاری، کتاب النکاح، باب ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ، رقم: ۵۱۴۷۔ سنن ابوداؤد، کتاب الادب،

باب فی النہی عن الغناء، رقم: ۴۹۲۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۰۹۰۔ مسند احمد: ۶/۳۵۹۔

کرو، اور کہا: میرے پاس حق مہر لاؤ، میرے والد نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے دو جوتوں کے بدلے میں جو تمہیں دوں گا اس پر کوئی اضافہ نہیں کروں گا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں تمہیں حق مہر کے بدلے میں اسے عطا کروں گا، پس میرے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ سے اس کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں اس چیز کے متعلق نہ بتاؤں جو کہ اس سے بہتر ہے، تم اسے چھوڑ دو، اور قسم توڑ کر گناہ گار نہ ہو، اور تیرا ساتھی بھی حانت نہیں ہوتا۔“ پس میرے والد نے اسے چھوڑ دیا۔

[۵۴۹/۶۰۷]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِي، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ.....

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں، پس انہوں نے ان کی خوب پٹائی کی، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو اس کا آپ سے ذکر کیا اور عرض کیا: میرا اور ثابت کا ایک ساتھ رہنا محال ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ثابت! اس سے (حق مہر) لے لو۔“ انہوں نے عرض کیا: انہوں نے جو مجھے دیا تھا، وہ بالکل اسی طرح میرے پاس موجود ہے، پس وہ ان (حبیبہ رضی اللہ عنہا) سے لے لیا گیا اور انہوں نے اپنے اہل کے ہاں عدت گزار لی۔

وَاللَّهِ لَا أُعْطِيكَهَا إِلَّا بِالصَّدَاقِ، فَأَتَى أَبِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ، تَدْعُهَا تَدْعُهَا وَلَا تَحْنُثُ وَلَا تُحْنِثُ صَاحِبِكَ، فَتَرَكَهَا أَبِي. ①

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ، كَانَتْ تَحْتِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ، فَضَرَبَهَا ضَرْبًا شَدِيدًا أَوْ قَالَ: ضَرْبًا فَبَلَغَ مِنْهَا، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، وَقَالَتْ: لَا أَنَا وَلَا ثَابِتٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا ثَابِتُ، خُذْ مِنْهَا، فَقَالَتْ: عِنْدِي مَا أَعْطَانِي بِعَيْنِهِ، فَأَخَذَ مِنْهَا، وَاعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهَا. ②

① سنن ابوداود، كتاب النكاح، باب في تزويج من لم يولد، رقم: ۲۱۰۴۔ قال الشيخ الالباني: ضعيف۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۱۰۴۱۸۔ سنن كبرى بيهقي: ۷/ ۱۴۵۔

② سنن ابوداود، كتاب الطلاق، باب في الخلع، رقم: ۲۲۲۷۔ سنن نسائي، كتاب الطلاق، باب ماجاء في الخلع، رقم: ۳۴۶۲۔ قال الشيخ الالباني: صحيح۔ مسند احمد: ۶/ ۴۳۳۔

ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! منعمین کی ناشکری سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی شادی سے پہلے اپنے والدین کے ہاں ہو، اللہ اسے شوہر عطا کر دے اور اس سے مال و اولاد عطا فرمادے، تو وہ (عورت) ناراض ہو کر کہہ دے، میں نے تجھ سے کبھی کوئی حیرت دیکھی ہی نہیں۔“

اللَّهُ، وَمَا كُفِّرَ الْمُنْعَمِينَ؟ فَقَالَ: لَعَلَّ إِحْدَاكُنَّ تَكُونُ أَيْمًا بَيْنَ أَبِيهَا فَيَرِزُقُهَا اللَّهُ زَوْجًا وَيَرِزُقُهَا مِنْهُ مَالًا وَوَلَدًا، فَتَغْضَبُ الْعُضْبَةَ فَتَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ. قَالَ إِسْحَاقُ: هَكَذَا قَالَ سَفِيَانُ أَوْ نَحْوَهُ ①

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مرد نامحرم عورتوں کو سلام کر سکتا ہے۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں ((بَابُ فِي السَّلَامِ عَلَى النِّسَاءِ)) باب باندھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا عورتوں کو علیحدہ سے وعظ و نصیحت کی جاسکتی ہے۔ ایک بزرگ مجھے کہنے لگے: میں نے ایک بوڑھی عورت کو سلام کہا اور اس عورت نے مجھے گالیاں دیں۔ جہاں فتنے کا ڈر ہو وہاں بچنا چاہیے۔ ہاں زیادہ عورتیں ہوں یا زیادہ بوڑھی ہوں فتنے کا ڈر بھی نہیں تو سلام کہنا جائز ہے۔ [۵۷۶/۶۰۹]..... أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم خواتین میں موجود تھیں، آپ نے ہمیں سلام کیا، سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم نے آپ کے سلام کا جواب دیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”منعمین کی ناشکری سے بچو۔“ پس راوی نے حدیث سابق کے مثل ذکر کیا، اور فرمایا: ”پس تم ناراض ہو کر اللہ کی قسم اٹھا کر کہتی ہو: میں نے تم سے کبھی کوئی خیر نہیں دیکھی۔“

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَكُفِّرَ الْمُنْعَمِينَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: فَتَغْضَبُ فَتَحْلِفُ بِاللَّهِ فَتَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ. ②

فوائد: مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا بیوی کو اپنے خاوند کی ناشکری نہیں کرنی چاہیے۔ اور ناشکری کس طرح کرتی ہے اس کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ بالا حدیث میں خود کی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف لے گئے، وہاں آپ

① سنن ترمذی، ابواب الاستیذان، باب التسليم على النساء، رقم: ۲۶۹۷۔ مسند احمد: ۶ / ۴۵۲۔ مسند حمیدی، رقم: ۳۶۶۔ ادب المفرد، رقم: ۱۰۴۸۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔
② انظر ما قبله.

عورتوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ”اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو، کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ تم کو دیکھا ہے۔“ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ، ایسا کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم بہت زیادہ لعن لعن اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔“ (بخاری، کتاب الحيض: ۳۰۴)

[۵۸۸/۶۱۰]..... أَخْبَرَنَا الْمُلاَيِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَهَاجِرٍ، عَنْ أَبِيهِ.....
 سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم، ہم عمر لڑکیاں تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”منعمین کی ناشکری کرنے سے اجتناب کرو۔“ ہم نے عرض کیا: منعمین کی ناشکری سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کسی کا شادی کے بغیر والا عرصہ طویل ہو جائے حتیٰ کہ وہ شادی کیے بغیر بوڑھی ہو جائے، پھر اللہ اسے شوہر اور اولاد عطا فرمادے، اور پھر وہ سخت غصے میں آ کر کہہ دے: میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔“

نوائف: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عورت کے لیے اس کا خاوند اور اس کی اولاد بہت بڑی نعمت ہے۔ اس پر عورت کو اللہ ذوالجلال اور اپنے خاوند کا شکر یہ ادا کرنا چاہیے۔ (مزید دیکھیے شرح حدیث نمبر: ۵۷۵)

[۵۹۳/۶۱۱]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدٍ.....
 سیدنا ابوالسائبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: سبیعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شوہر کی وفات سے بیس یا تیس دن بعد بچے کو جنم دیا، پس جب وہ نفاس سے فارغ ہو گئیں تو انہوں نے شادی کا ارادہ ظاہر کیا تو یہ بات ان کے حق میں معیوب جانی گئی، رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”جب اس کی عدت گزر چکی ہے تو پھر کون سی چیز اس کو روک سکتی ہے؟“

① معجم طبرانی کبیر: ۲۴ / ۱۶۴، ۴۱۸۔ اسنادہ حسن.

① سنن ترمذی، کتاب الطلاق، باب الحامل المتوفی عنها زوجها تضع، رقم: ۱۱۹۳۔ سنن نسائی، کتاب الطلاق، باب عدة الحامل المتوفی عنها زوجها، رقم: ۳۵۰۸۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۴ / ۳۰۴.

شععی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو سلمہ بن عبدالرحمن اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس عورت کے متعلق جس کا شوہر فوت ہو جائے فتویٰ دیا، تو انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا اور ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: سبیعہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی وفات سے تقریباً ایک ماہ بعد بچے کو جنم دیا، پس جب انہوں نے بچے کو جنم دیا اور وہ (نفاس سے) پاک ہو گئیں، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ”تم جس سے چاہو نکاح کر لو۔“ آپ نے یہ نہیں کہا: دو میں سے آخری مدت پوری کرو۔

[۶۱۲/۶۲۵]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، نَاذِرٌ كَرِيماً.....
عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: أَفْتَى أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَابْنُ عَبَّاسٍ فِي الْمَتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، فَأَرْسَلُوا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلُوهَا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: وَضَعْتُ سُبُعَةً بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا شَهْرًا وَنَحْوَهُ، فَلَمَّا وَلَدَتْ وَتَطَهَّرْتُ، قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْكِحِي مَنْ شِئْتَ وَلَمْ يَقُلْ: آخِرَ الْأَجَلِينَ. ①

[۶۱۳/۵۹۴]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَّانَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ.....

ابو السائب بن بعكك رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي السَّنَابِلِ بْنِ بَعَكِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ②

مسروق اور ابن عتبہ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے نام خط لکھا اور ان سے ان کے معاملہ کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے انہیں جواب لکھا کہ انہوں نے اپنے شوہر کی وفات سے پچیس دن بعد بچے کو جنم دیا تھا، پس انہوں نے طلب خیر (نکاح) کا قصد کیا، پس ابو السائب رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے انہیں کہا: تم نے جلد بازی کی۔ دو میں سے آخری مدت کو مکمل کرو، اور وہ چار ماہ دس دن ہے، پس وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو عرض کیا: اللہ کے

[۶۱۴/۵۹۵]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا دَاوُدُ وَهُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ.....
عَنْ مَسْرُوقٍ، وَابْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُمَا كَتَبَا إِلَى سُبُعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ يَسْأَلَانِهَا عَنْ أَمْرِهَا، فَكَتَبَتْ إِلَيْهِمَا أَنَّهَا وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِحَمْسٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، فَتَهَيَّأَتْ لِتَطْلُبَ الْخَيْرَ، فَمَرَّ بِهَا أَبُو السَّنَابِلِ، فَقَالَ لَهَا: قَدْ أَسْرَعْتَ، اعْتَدِي آخِرَ الْأَجَلِينَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: اسْتَغْفِرُ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: وَمِمَّ ذَلِكَ؟ قَالَتْ:

فَأَخْبَرْتُهُ الْحَبْرَ، فَقَالَ: إِنَّ وَجَدْتِ رَجُلًا صَلَّى صَلَاحًا فَتَزَوَّجِي. ①

رسول ﷺ! میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں، آپ نے فرمایا: ”کس وجہ سے؟“ انہوں نے کہا: میں نے آپ کو واقعہ بتایا، تو آپ نے فرمایا: ”اگر تمہیں نیک آدمی مل جائے تو شادی کر لو۔“

[۵۹۶/۶۱۵]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.....

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيَّ سُبَيْعَةَ فَيَسْأَلَهَا عَنْ مَا أَفْتَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا سَعْدِ ابْنِ حَوْلَةَ، فَتَوَفَّى عَنْهَا عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حُبْلَى، فَوَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ لَيْالٍ، فَلَمَّا وَضَعَتْ تَجَمَّلَتْ، فَمَرَّ بِهَا أَبُو السَّنَابِلِ، فَقَالَ لَهَا: لَعَلَّكَ تَرَجِينِ النِّكَاحَ، لَا وَاللَّهِ حَتَّى يَمُرَّ بِكَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ مِنْ وَفَاةِ زَوْجِكَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهَا: قَدْ حَلَلْتَ. ②

عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عتبہ نے عبد اللہ بن ارقم کے نام خط لکھا کہ وہ سبیعہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جائیں اور ان سے اس فتویٰ کے متعلق پوچھیں جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیا تھا، انہوں نے چند ہی دنوں بعد بچے کو جنم دیا، جب انہوں نے بچے کو جنم دیا تو بناؤ سنگھار کیا، ابو سنابل رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے انہیں کہا: شاید تم نکاح کرنا چاہتی ہو، اللہ کی قسم! نہیں حتیٰ کہ تمہارے شوہر کو فوت ہوئے چار ماہ دس دن گزر جائیں، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا، تو آپ نے اس سے فرمایا: ”تم عدت پوری کر چکی ہو۔“

[۵۹۷/۶۱۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ.....

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ امْرَأَةٍ، تُوَفَّى عَنْهَا فَوَضَعَتْ قَبْلَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَعَشْرٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَعْتَدُ

ابو سلمہ نے بیان کیا، ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے اس عورت کے متعلق پوچھا گیا جس کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ چار ماہ دس دن سے پہلے بچے کو جنم دے دے، تو ابن

① بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۳۹۹۱۔ مسلم، کتاب الطلاق، باب انقضاء عدة المنوفی عنها زوجها الخ،

رقم: ۱۴۸۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۳۰۶۔ سنن نسائی، رقم: ۳۵۲۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۰۲۸۔

② انظر الحديث السابق.

عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ دو میں سے آخری عدت گزار لے گی، ابو سلمہ نے بیان کیا: جب وہ بچے کو جنم دے لے گی تو اس کی عدت پوری ہو جائے گی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے بھتیجے ابو سلمہ بن عبدالرحمن (کی رائے) کے ساتھ ہوں، پس انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا جبکہ وہ مسجد میں اپنے حجرے میں تھیں، انہوں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: سبیحہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی وفات کے چند ہی دن بعد بچے کو جنم دیا تھا، جس وقت وہ اپنے نفاس سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے اچھا لباس پہنا اور سرمہ لگایا، ابو سناہل رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان سے کہا: کیا تم نکاح کرنا چاہتی ہو؟ (تو نکاح) نہیں (کر سکتی)، حتیٰ کہ تم چار ماہ اور دس دن گزار لو، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا، تو آپ نے انہیں حکم فرمایا کہ ”وہ نکاح کر لے۔“

[۵۹۸/۶۱۷]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.....

عبداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ مروان بن الحکم نے عبداللہ بن عتبہ کو سبیحہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیجا کہ وہ ان سے ان کے مسئلے کے متعلق دریافت کرے۔ پس انہوں نے بھی ویسے ہی ذکر کیا جس طرح ابو سلمہ نے ان کے مسئلے میں بیان کیا تھا۔ زہری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے شوہر سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ تھے، وہ فتح مکہ کے سال فوت ہوئے، انہوں نے

آخِرَ الْأَجَلَيْنِ، فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِذَا وَضَعْتَ مَا فِي بَطْنِهَا فَقَدْ حَلَّتْ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي: أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَأَرْسَلُوا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا فِي الْمَسْجِدِ يَسْأَلُونَهَا عَنْ ذَلِكَ، فَأَخْبَرَتْ أَنَّ سُبَيْحَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلْيَالٍ، فَمَرَّ بِهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكُوكَ حِينَ تَعَلَّتْ مِنْ نَفَاسِهَا وَقَدْ لَبَسَتْ وَاکْتَحَلَتْ، فَقَالَ لَهَا: أَتُرِيدِينَ النِّكَاحَ؟ لَا حَتَّى تَقْضِيَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَنْكِحَ. ①

.....

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ مَرَّوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، أَرْسَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُتْبَةَ إِلَى سُبَيْحَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ شَأْنِهَا فَذَكَرَ نَحْوًا مِمَّا قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فِي شَأْنِهَا. قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَ زَوْجُهَا سَعْدُ ابْنِ خَوْلَةَ تُوفِيَ عَامَ الْفَتْحِ وَكَانَ بَدْرِيًّا. ②

① مسلم، کتاب الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها الخ: ۱۴۸۴ - سنن ترمذی، رقم: ۱۱۹۴ - سنن نسائی، رقم: ۳۵۱۱.

② .. سنن احمد: ۶/ ۴۳۲ - مصنف عبدالرزاق، کتاب الطلاق، باب المطلقة يموت عنها زوجها: ۶/ ۴۷۳، رقم: ۱۱۷۲۲ - سنن صحیح.

غزوہ بدر میں شرکت کی تھی۔

فتاویٰ: مذکورہ احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ لیکن اگر وہ عورت حاملہ ہو تو وضع حمل ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق: ۴) ”اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔“

جمہور علماء بیوہ حاملہ کے لیے اسی عدت کے قائل ہیں۔ لیکن چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں سیدنا ابوسنا بل رضی اللہ عنہ بھی ہیں، کہتے ہیں: دونوں میں سے بعد والی عدت پوری کی جائے یعنی اگر حاملہ بیوہ عورت چار ماہ دس دن سے پہلے حمل وضع ہو جائے تو ایسی عورت کو چار ماہ دس دن مکمل کرنے چاہئیں، لیکن اگر چار ماہ دس دن ہو جانے پر وضع حمل نہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سلف کے درمیان پہلے تو بیوہ کی عدت میں اختلاف تھا، لیکن بعد میں اتفاق ہو گیا کہ اس کی عدت وضع حمل ہی ہے۔ (اعلام الموقعین: ۲/ ۸۶)

[۶۱۹/۶۱۸] أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، نَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّبِيدِيِّ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ.....
عَنْ مَيْمُونَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الرَّوَافِلَةِ فِي الزَّيْنَةِ فِي غَيْرِ أَهْلِهَا، كَالظُّلْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا نُورَ لَهَا. ①
سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے اہل کے علاوہ دوسروں میں زینت اختیار کرنے والی کی مثال قیامت کے دن تاریکی کی طرح ہے، اس کے لیے کوئی نور نہیں ہوگا۔“

[۶۶۸/۶۱۹] أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ.....
عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُحَدُّ امْرَأَةٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّمَا تُحَدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا تَكْتَحِلُ، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَضْبُوعًا إِلَّا ثَوْبَ عَصَبٍ، وَلَا تَمَسُّ طَبِيبًا إِلَّا أَدْنَى الطَّهْرَةِ مِنْ مَحِيضِهَا نُبْدَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَطْفَارٍ. ②
سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی عورت کسی (فوت ہونے والے) پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے سوائے شوہر پر، کیونکہ وہ اس پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی، وہ سرمہ لگائے، نہ رنگین کپڑا پہنے، البتہ کچھ سفید اور کچھ رنگین کپڑا پہن سکتی ہے اور وہ خوشبو نہ لگائے مگر حیض سے فارغ ہو کر غسل کے موقع پر تھوڑی سی عود ہندی اور اظفار (خوشبو کی

① سنن ترمذی، ابواب الرضاع، باب کراہیۃ خروج النساء فی الزینہ، رقم: ۱۱۶۷۔ قال الشیخ الالبانی ضعیف۔
② بخاری، کتاب الحیض، باب الطیب للمرأة عند غسلها من المحیض، رقم: ۳۱۳۔ مسلم، کتاب الطلاق، باب وجوب الاحداد فی عده الوفاة، رقم: ۱۴۹۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۳۰۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۰۸۷۔ مسند احمد: ۵/ ۸۵۔

قسم) استعمال کر لے۔“

[۶۶۹/۶۲۰] أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ.....

عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ سِوَاءً. ①
ہشام نے اس اسناد سے اسی حدیث سابق کی مثل روایت کیا ہے۔

[۶۷۰/۶۲۱] أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ.....

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَمَرْنَا أَنْ لَا نَلْسَ فِي
سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم شوہر
الْإِحْدَادِ عَلَى الزَّوْجِ الشَّيْبَابِ الْمُصَبَّغَةِ إِلَّا
پر سوگ کے دوران رنگین کپڑا نہ پہنیں، سوائے ایسے
ثَوْبَ عَصَبٍ. ②
کپڑے کے جو کچھ سفید ہو اور کچھ رنگین ہو۔

توانا مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہیں، صحابیات رضی اللہ عنہم نے ان
احادیث پہ عمل کر کے لوگوں کے سامنے نمونہ پیش کیا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر
جب ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ملی تو (ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) نے تیسرے دن صفرہ (خوشبو) منگوا کر اپنے
دونوں رخساروں اور بازوؤں پر ملی اور فرمایا کہ اگر میں نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ ”کوئی عورت جو اللہ اور
آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ شوہر کے سوا کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ منائے اور
شوہر کا سوگ چار مہینے دس دن کرے تو مجھے اس وقت اس خوشبو کے استعمال کی ضرورت نہیں تھی۔“

(بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۸۰)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا جس عورت کا خاندان فوت ہو جائے، اس کا سوگ (عدت) چار مہینے دس دن ہے۔
لیکن اگر عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا سوگ کی حالت میں
عورت کو سرمہ نہیں لگانا چاہیے اور اسی طرح کوئی بھی ایسی چیز جس سے زینت کا اظہار ہوتا ہو وہ منع ہے، مثلاً: مہندی لگانا
یا زیورات پہننا وغیرہ۔

[۶۷۱/۶۲۲] أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ.....

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَمَرْنَا فِي الْإِحْدَادِ أَنْ لَا
سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ہمیں حکم دیا گیا ہم سوگ
نَمَسَّ طَبِيًّا إِلَّا أَدْنَى الطَّهْرَةِ بِالْكَسْتِ وَالْأَطْفَارِ ①
کے دوران خوشبو نہ لگائیں سوائے (حیض سے فارغ ہو

① السابق.

② بخاری، کتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها، رقم: ۱۲۷۹۔ مسلم، کتاب الطلاق، باب
وجوب الاحداد في عدة الوفاة، رقم: ۱۴۹۰.

③ انظر ما قبله.

کر) غسل کے موقع پر تھوڑی سی عود ہندی اور اظفار خوشبو استعمال کر لیں۔

فتاویٰ:..... اس حدیث میں سوگ اور عدت کے احکام کے مسائل کا بیان ہے۔ رنگین کپڑے بھی عدت کے دوران نہیں پہننے چاہئیں، لیکن جو کپڑا زیادہ شوخ رنگ کا نہیں ہو، وہ پہننا جائز ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے۔ (ثَوْبٌ عَصَبٌ) یعنی ”کچھ سفید اور کچھ رنگین۔“ کیونکہ یہ کپڑا یمن میں بنتا تھا اور اس میں زیادہ سفید اور کچھ رنگ دار ہوتا تھا۔ مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا عورت جب حیض کا غسل کرے تو وہ اپنی شرمگاہ پر بو کو دور کرنے کے لیے خوشبو کا استعمال کرے اور اس کی اجازت سوگ کی حالت میں بھی ہے۔

[۶۲۳/۶۸۶]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْمُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ.....

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میرے شوہر نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں مجھے تینوں طلاقیں دے دیں، پس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے میرے لیے رہائش مقرر فرمائی نہ خرچ، مغیرہ نے بیان کیا: میں ابراہیم کے پاس آیا، تو ان سے اس کا ذکر کیا، تو انہوں نے کہا: وہ رہائش و خرچ کی حق دار ہے، میں نے انہیں شععی کا قول بیان کیا، انہوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ اس (مطلقہ) کے لیے یہ مقرر فرماتے تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ایک عورت کے قول کی وجہ سے اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی سنت نہیں چھوڑ سکتے، معلوم نہیں ہو سکتا ہے کہ اس (عورت) نے یاد رکھا یا بھول گئی۔

فتاویٰ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا طلاق بائن یعنی تیسری طلاق دینے کے بعد عورت کو خرچ اور رہائش دینے کا مرد حق دار نہیں ہوتا۔ امام احمد اور امام اسحاق رضی اللہ عنہما اسی کے قائل ہیں۔ جمہور علماء نے کہا ہے کہ اس کے لیے خرچہ نہیں، البتہ رہائش واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اس کے لیے رہائش اور خرچہ دونوں واجب

① مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقۃ ثلاثا لا نفقۃ لها، رقم: ۱۴۸۰ / ۶۶۔ سنن ترمذی، ابواب الطلاق، باب ماجاء فی المطلقۃ ثلاثا لا سکنی لها، رقم: ۱۱۸۰۔ سنن نسائی، رقم: ۳۵۴۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۰۳۶۔ مسند احمد: ۴۱۶ / ۶۔

ہیں۔ (فتح الباری: ۱۰/۶۰۲۔ نیل الاوطار: ۱/۴۰۴)

امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہی راجح ہے۔ سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

(دیکھئے: فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء: ۲۰/۲۲۷)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ موقف تھا کہ طلاق بائنہ کے بعد بھی مرد کے ذمے رہائش اور خرچ ہے۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی موقف تھا۔ (دیکھئے: حدیث نمبر: ۶۹۴)

اور ان کی دلیل سورہ طلاق کی آیت نمبر ۱ ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ﴾ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تک بات پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اس آیت کی وضاحت آیت کے اس حصے سے ہوتی ہے: ﴿لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثَ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾ مزید دیکھئے شرح حدیث نمبر: ۶۹۸۔

لیکن اگر عورت - اللہ ہے تب خرچ مرد پر لازمی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق: ۶) ”اگر وہ حمل سے ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک انہیں خرچ دیتے رہو۔“ [۶۲۴/۶۸۷]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ.....

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے دور میں طلاق ہو گئی، تو آپ نے اس کے لیے رہائش مقرر فرمائی نہ خرچ، اور یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ہم ایک عورت کے کہنے پر اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی سنت نہیں چھوڑ سکتے، میں نہیں جانتا ہو سکتا ہے وہ بھول گئی ہو۔“ نَسِيَتْ. ①

[۶۲۵/۶۸۸]..... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا.....

شععی رحمہ اللہ نے بیان کیا: سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ ان کے شوہر نے انہیں تین طلاقیں دے دیں اور انہوں نے اپنے چچازاد، ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں عدت گزار لی۔ ②

① انظر ما قبلہ .

② مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها، رقم: ۱۴۸۰ / ۴۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۲۸۸۔ سنن نسائی، رقم: ۳۴۱۸۔ مسند احمد: ۶ / ۴۱۲ .

[۶۸۹/۶۲۶]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي تَمِيمٌ أَبُو سَلَمَةَ، مَوْلَى لِفَاطِمَةَ عَنْهَا.....

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میرے شوہر نے مجھے تینوں طلاقیں دے دیں، میں ان کے وکیل کے ہاں آئی تاکہ اس سے خرچ کا سوال کروں تو اس نے کہا: تم رہائش کی حق دار ہونہ خرچ کی، پس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ سے اس کا تذکرہ کیا، تو آپ نے فرمایا: ”اس نے ٹھیک کہا ہے۔“

[۶۹۰/۶۲۷]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....
سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو آپ نے اس کے لیے رہائش مقرر فرمائی نہ خرچ۔

[۶۹۱/۶۲۸]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ قَالَ.....
سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دیں، تو رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے رہائش مقرر فرمائی نہ خرچ۔

[۶۹۲/۶۲۹]..... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو.....
حدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَ: كَتَبْتُ مِنْ قَوْمِهَا كِتَابًا. ④

[۶۹۳/۶۳۰]..... حَدَّثَنَا يَعْلَى أَنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ.....

① سنن نسائی، کتاب الطلاق، باب ارسال الرجل الی زوجته بالطلاق، رقم: ۳۴۱۸ قال الالبانی: صحیح۔
مسند احمد: ۶/ ۴۱۱۔

② السابق۔

③ مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها، رقم: ۱۴۸۰ / ۵۱۔

④ انظر ما بعده۔

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں بنو مخزوم قبیلے کے ایک آدمی کی اہلیہ تھی، اس نے مجھے طلاق بائن دے دی، میں نے اس کے اہل کے ہاں پیغام بھیجا اور میں خرچ کا مطالبہ کرتی تھی، انہوں نے کہا: تمہارا ہمارے ذمے کوئی خرچ نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے لیے ان کے ذمے کوئی خرچ نہیں اور تمہارے ذمے عدت گزارنا ہے، تم ام شریک کے ہاں چلی جاؤ اور اپنے متعلق فیصلہ کرتے وقت ہمیں نظر انداز نہ کرنا۔“ پھر فرمایا: ”ام شریک کے ہاں تو ان کے شروع میں ہجرت کرنے والے مسلمان بھائی آتے جاتے ہیں، تم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں چلی جاؤ کیونکہ وہ نابینا شخص ہے، جب تم کپڑے اتار بھی دو گی تو وہ تمہاری کوئی چیز نہیں دیکھ سکے گا، اور اپنے متعلق فیصلہ کرتے وقت ہمیں نظر انداز نہ کرنا۔“ انہوں (فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا) نے کہا: معاویہ بن ابی سفیان اور ابو جہم العدوی رضی اللہ عنہما نے مجھے پیغام نکاح بھیجا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہا معاویہ تو وہ ایک محتاج شخص ہے، اس کے پاس کوئی چیز نہیں، رہا ابو جہم تو وہ اپنی لائٹھی اپنے کندھے سے اتارتا ہی نہیں (سخت مزاج ہے) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟“ اس (فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا) کے گھر والے اسے پسند نہیں کرتے تھے، انہوں نے کہا: میں تو اسی سے نکاح کروں گی جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعوت دی ہے، پس میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْرُومٍ وَطَلَّقَنِي الْبَتَّةَ، فَأَرْسَلْتُ إِلَى أَهْلِهِ أَبْتَغِي النَّفَقَةَ، فَقَالُوا: لَا نَفَقَةَ لَكَ عَلَيْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نَفَقَةَ لِكَ عَلَيْهِمْ، وَعَلَيْكَ الْعِدَّةُ، فَانْتَقِلِي إِلَى أُمِّ شَرِيكِ وَلَا تُفَوِّتِيْنَا بِنَفْسِكَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ أُمَّ شَرِيكِ بَدْخُلُ عَلَيْهَا إِخْوَانُهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، فَانْتَقِلِي إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ، فَإِذَا وَضَعْتَ ثِيَابَكَ لَمْ يَرِ مِنْكَ شَيْئًا، وَلَا تُفَوِّتِيْنَا بِنَفْسِكَ، قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ خَطْبَنِي مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبُو جَهْمِ الْعَدَوِيِّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا مُعَاوِيَةُ نَعَائِلٌ لَا شَيْءَ لَهُ، وَأَمَا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ، فَإِنَّ أَنْتُمْ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَكَانَ أَهْلُهَا كَرَهُوا ذَلِكَ، فَقَالَتْ: لَا أَنْكَحُ إِلَّا الَّذِي دَعَانِي إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْكَحْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ. ①

① مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها، رقم: ۱۴۸۰ / ۳۶۔ سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی نفقة المبتوتة، رقم: ۲۲۸۴۔ سنن نسائی، رقم: ۳۲۴۵۔ مسند احمد: ۶ / ۴۱۲۔

نوٹ:..... معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص کسی کے ساتھ رشتہ کرنے یا امانت رکھنے یا مشارکت کرنے یا ہمسائیگی اختیار کرنے، کاروبار یا کوئی اور معاملہ کرنے کے متعلق مشورہ پوچھے۔ تو صحیح صحیح بات بتا دینی چاہیے، یہ غیبت نہیں ہے۔ (کیونکہ غیبت کی کچھ جائز صورتیں بھی ہیں، مثلاً کسی کو خیر خواہانہ مشورہ دینا، مظلوم کی دادرسی وغیرہ)

مذکورہ حدیث سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اطاعت رسول کا جذبہ ثابت ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی پسند کو انہوں نے اپنی پسند سمجھا۔ ایک مسلمان کے اندر یہ چیز بھی ہونی چاہیے کہ ایک طرف والدین، عزیز و اقارب کی محبت اور ان کی پسند ہو تو دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کی پسند ہو۔ تو ترجیح رسول اللہ ﷺ کی پسند کو دینی چاہیے۔

[۶۹۴/۶۳۱]..... قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو.....

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيُّ: قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا فَاطِمَةُ اتَّقِي اللَّهَ فَقَدْ عَلِمْتُ فَمَا كَانَ ذَاكَ. ①

محمد بن ابراہیم التیمی نے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فاطمہ! اللہ سے ڈرو، تمہیں معلوم ہے اس کا انجام کیا ہوگا۔

[۶۹۵/۶۳۲]..... زَادَ الْفَضْلُ: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ (الطلاق) قَالَ: الْفَاحِشَةُ الْمُبَيِّنَةُ أَنْ تَسْفَهَ عَلَى أَهْلِهَا، فَإِذَا فَعَلَتْ ذَلِكَ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ إِخْرَاجُهَا. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”تم انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو، اور نہ ہی وہ نکلیں الا یہ کہ وہ کسی واضح بے حیائی کا ارتکاب کریں۔“ کی تفسیر میں فرمایا: ﴿وَالْفَاحِشَةُ الْمُبَيِّنَةُ﴾ یہ کہ وہ اپنے اہل کے لیے رسوائی کا باعث بنے، پس جب وہ یہ کرے تو اس کا نکالنا ان کے لیے حلال ہوگا۔

[۶۹۶/۶۳۳]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ.....

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بِهِذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ ③

محمد بن عمرو نے اس اسناد سے اسی (حدیث سابق کے) مانند بیان کیا ہے۔

[۶۹۷/۶۳۴]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَاصِمٍ بِنُ ثَابِتٍ.....

① بخاری، کتاب الطلاق، باب قصة فاطمة بنت قيس، رقم: ۵۳۲۱۔ مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا

لا نفقة لها، رقم: ۴۱ / ۱۴۸۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۱۸۰۔ سنن نسائی، رقم: ۳۵۴۹۔

③ انظر الحديث السابق.

② انظر الحديث السابق.

ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: وہ بنو مخزوم قبیلے کے ایک آدمی کی اہلیہ تھیں، اس نے انہیں تین طلاقیں دے دیں اور خود کسی غزوہ پر چلا گیا، اور اپنے وکیل سے کہا کہ وہ اسے کچھ خرچ دے دے، پس میں نے اسے کم سمجھا، اور نبی کریم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کے پاس آئی، نبی کریم ﷺ تشریف لائے جبکہ وہ ان کے پاس تھی، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! یہ فاطمہ بنت قیس ہے، فلاں شخص نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں، اس نے اس کے لیے تھوڑے سے خرچ کا کہا ہے، لیکن اس نے اسے قبول نہیں کیا، اور اس نے کہا ہے کہ اس نے یہ بھی اس پر احسان کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے ٹھیک کہا ہے۔“ اور آپ نے اسے فرمایا: ”تم ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ اور اس کے ہاں عدت گزارو۔“ پھر فرمایا: ”وہ ایسی خاتون ہے کہ اس کے پاس زیادہ افراد کا آنا جانا ہے، تم عبد اللہ بن ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ اور اس کے ہاں عدت گزارو۔“ پس میں عبد اللہ بن ام مکتوم کے ہاں چلی گئی اور ان کے ہاں عدت گزارا، جب عدت ختم ہو گئی تو ابو جہم بن حذیفہ اور معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) نے مجھے پیغام نکاح بھیجا، میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے مشورہ طلب کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رہا ابو جہم بن حذیفہ تو وہ ایسا آدمی ہے کہ تم پر لاشی کا اندیشہ رکھتا ہے، اور معاویہ تو وہ مال سے تمہی دست ہے۔“ پس اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کر لیا۔

أَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ قَيْسٍ أُخْتِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ أَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ، عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، وَخَرَجَ فِي بَعْضِ الْمَغَازِي، وَأَمَرَ وَكِيْلًا لَهُ أَنْ يُعْطِيَهَا بَعْضَ النَّفَقَةِ، قَالَ: فَاسْتَقَلَّتْهَا، فَانْطَلَقَتْ إِلَى إِحْدَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عِنْدَهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ قَدْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، وَأَمَرَ لَهَا بِبَعْضِ النَّفَقَةِ، فَرَدَّتْهَا، وَزَعَمَ أَنَّهُ شَاءَ تَطْوُلَ بِهِ عَلَيْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ، وَقَالَ لَهَا: انْتَقِلِي إِلَى أُمِّ مَكْتُومٍ فَاعْتَدِي عِنْدَهَا، ثُمَّ قَالَ: إِنَّهَا أَمْرَأَةٌ يَكْثُرُ عَوَادُهَا، فَانْتَقِلِي إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَاعْتَدِي عِنْدَهُ، فَانْتَقَلَتْ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَاعْتَدَتْ عِنْدَهُ، فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، خَطَبَهَا أَبُو جَهْمُ بْنُ حُدَيْفَةَ، وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، فَاسْتَأْمَرَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا أَبُو جَهْمُ بْنُ حُدَيْفَةَ، فَرَجُلٌ أَخَافُ عَلَيْكَ فَسْقَاسَتَهُ لِلْعَصَا، وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ أَخَافُ مِنَ الْمَالِ،

فَنَكَحَهَا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. ①

..... فوائد کے لیے دیکھئے، حدیث نمبر ۶۳۱ / ۶۹۳۔

[۶۹۸/۶۳۵]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.....

عبداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف روانہ ہوئے، تو انہوں نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو آخری طلاق بھی بھیج دی اور حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو خرچ دینے کے لیے کہا، تو ان دونوں نے اسے کہا: اللہ کی قسم! تم خرچ کی حق دار نہیں الا یہ کہ تم حاملہ ہو، پس وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: ”تمہارے لیے کوئی خرچ نہیں، پس تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو جبکہ وہ نابینا ہے، تم اس کے ہاں اپنے کپڑے اتار بھی دو گی تو وہ دیکھ نہیں سکے گا، پس جب اس نے اپنی عدت پوری کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا، مروان کو اس کی خبر پہنچی، تو انہوں نے قبیسہ بن ذؤیب کو ان کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھے، انہوں نے اسے بیان کیا، تو مروان نے کہا: یہ حدیث صرف ایک عورت ہی سے سنی گئی ہے، ہم تو صرف وہی درست راستہ اختیار کریں گے جس پر ہم نے لوگوں کو پایا ہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مروان کی بات پہنچی تو انہوں نے فرمایا: میرے اور تمہارے درمیان فرآن (دلیل) ہے، اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں فرمایا: ”وہ نہ نکلیں الا یہ کہ

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ أَبَا عَمْرٍو بْنَ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةَ خَرَجَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَرْسَلَ إِلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِتَطْلِيقَةٍ، كَانَتْ بَقِيَّةً مِنْ طَلَاقِهَا، وَأَمَرَ لَهَا الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ وَعِيَّاشُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ بِتَقْفَةٍ، فَقَالَا لَهَا: وَاللَّهِ مَا لَكَ مِنْ نَقْفَةٍ إِلَّا أَنْ تَكُونِي حُبْلَى، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: لَا نَقْفَةَ لَكَ، فَأَعْتَدِي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَهُوَ أَعْمَى تَضَعُ ثِيَابَهَا عِنْدَهُ وَلَا يَرَاهَا، فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا أَنْكَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مَرْوَانَ، فَأَرْسَلَ قَبِيصَةَ بْنَ ذُوَيْبٍ إِلَيْهَا يَسْأَلُهَا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَحَدَّثَتْهُ، فَقَالَ مَرْوَانُ: لَمْ نَسْمَعْ بِهَذَا الْحَدِيثِ إِلَّا مِنْ امْرَأَةٍ سَنَأْخُذُ بِالْعِصْمَةِ الَّتِي وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا، فَبَلَغَ فَاطِمَةَ قَوْلَ مَرْوَانَ، فَقَالَتْ: بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ الْقُرْآنُ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَلَا يَخْرُجَنَّ﴾ (الطلاق: ۱) مِنْ بُيُوتِهِنَّ ﴿إِلَّا﴾

① سنن نسائی، کتاب الطلاق، باب الرخصة فی خروج المبتوعة من بیتها الخ، رقم: ۳۵۴۵۔ مسند احمد ۶/

۴۱۴۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۱۲۰۲۱ اسنادہ حسن لغیرہ

وہ کسی واضح/کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں.....” ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد اللہ کوئی سبیل پیدا کر دے۔“ تو کہا: یہ اس شخص کے لیے ہے جسے اس پر رجوع کرنے کا حق حاصل ہو، تین طلاقوں کے بعد کون سی سبیل پیدا ہوگی، وہ تجھ پر کسی طرح خرچ کریں الا یہ کہ تم حاملہ ہو تو وہ کس بنیاد پر اسے روکیں گے۔

أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ ﴿النساء: ۱۹﴾ حَتَّىٰ بَلَغَ: ﴿لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾ (الطلاق: ۱) فَقَالَتْ: هَذَا لِمَنْ كَانَ لَهُ رَجْعَةٌ عَلَيْهَا، فَأَيُّ أَمْرٍ يَحْدُثُ بَعْدَ الثَّلَاثِ؟ فَكَيْفَ تُنْفِقُونَ عَلَيْهَا إِلَّا أَنْ تَكُونَ حُبْلَى؟ فَعَلَىٰ مَا يَحْسِبُونَهَا. ①

نوٹ:..... دیکھے شرح حدیث نمبر: ۶۸۶۔

[۶۹۹/۶۳۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ.....

میمون بن مہران نے بیان کیا: میں نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مطلقہ ثلاثہ کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں عدت گزارے گی؟ انہوں نے کہا: اپنے شوہر کے گھر میں، تو میں نے انہیں کہا: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کہاں گئی؟ انہوں نے کہا: اس خاتون نے تو لوگوں کو آزمائش میں ڈال دیا ہے، وہ تو بد اخلاق تھیں یا کہا: وہ ایسی خاتون تھیں کہ ان کا اپنے شوہر کے رشتے داروں سے اچھا سلوک نہیں تھا۔

عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ عَنِ الْمُطَلَّاقَةِ ثَلَاثًا، أَيَّنَ تَعْتَدُ؟ فَقَالَ: فِي بَيْتِ زَوْجِهَا، فَقُلْتُ لَهُ: فَأَيَّنَ حَدِيثُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ؟ قَالَ: تِلْكَ أَمْرًا فَتَنَّتِ النَّاسَ، كَانَتْ لَيْسَنَةً أَوْ قَالَ: كَانَتْ أَمْرًا فِي لِسَانِهَا شَيْءٌ عَلَىٰ أَحْمَائِهَا. ②

نوٹ:..... مذکورہ روایت کو بعض محققین نے ضعیف کہا ہے، لیکن اگر صحیح بھی ہو تو جو وجہ بیان کی گئی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کی زبان کی وجہ سے سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر منتقل کیا گیا، یہ درست نہیں یہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے۔ صحیح وہ ہے جو حدیث نمبر ۶۹۳ میں ہے کہ سیدنا ابن ام مکتوم نظر سے محروم تھے، اس لیے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وہاں عدت گزارنے کا کہا گیا تاکہ پردے کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑھے۔

[۷۰۰/۶۳۷]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ.....

① مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها، رقم: ۱۴۸۰ / ۴۱۔ سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب نفقة المبتوتہ، رقم: ۲۲۹۰۔ مسند احمد: ۶ / ۴۱۴۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۱۲۰۲۴۔

② سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب من انكر ذلك على فاطمه، رقم: ۲۲۹۶ قال الالبانی: صحیح مقطوع۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۱۲۰۳۷۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۷ / ۳۷۳۔

أَخْبَرَنِي مَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ: ذَاكَرْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ حَدِيثَ فَاطِمَةَ ابْنَةِ قَيْسٍ فَقَالَ: تِلْكَ امْرَأَةٌ فَتَنَّتِ النَّاسَ. ①

میسون بن مہران نے بیان کیا، میں نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: اس خاتون نے تو لوگوں کو آزمائش میں ڈال دیا ہے۔

ڈال دیا ہے۔

[۷۰۱/۶۳۸]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ.....

عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: آتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَسَأَلْتُ عَنْ أَقْفِهِ أَهْلِهَا، فَدَفَعْتُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمُطَلَّاقَةِ ثَلَاثًا، أَيْنَ تَعْتَدُ؟ فَقَالَ: فِي بَيْتِ زَوْجِهَا، قُلْتُ: فَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسِ أُخْتِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ طَلَّقَهَا زَوْجَهَا ثَلَاثًا، فَأَعْتَدْتُ فِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَقَالَ: تِلْكَ امْرَأَةٌ لَسِنَةٌ، فَوُضِعَتْ عَلَى يَدَيِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ. ②

میسون بن مہران نے بیان کیا، میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے وہاں کے سب سے بڑے فقیہ شخص کے متعلق دریافت کیا، تو مجھے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا، میں نے ان سے تین طلاقوں والی عورت کے متعلق پوچھا کہ وہ عدت کہاں گزارے گی؟ انہوں نے کہا: اپنے شوہر کے گھر میں، میں نے کہا: فاطمہ بنت قیس، ضحاک بن قیس (رضی اللہ عنہما) کی بہن کو ان کے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں، تو انہوں نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں عدت گزاری، انہوں نے فرمایا: وہ خاتون بد اخلاق تھیں، اس لیے انہیں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرایا گیا۔

[۷۷۲/۶۳۹]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُوسٍ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنْ امْرَأَتِهِ، ثُمَّ رَأَاهَا فِي الْقَمَرِ، فَأَعْجَبْتَهُ فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: أَلَيْسَ قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿مَنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا﴾ فَقَالَ: رَأَيْتَهَا فَأَعْجَبْتَنِي، فَقَالَ: أَمْسِكْ حَتَّى تُكْفِرَ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی (سلمہ بن صخر) نے اپنی اہلیہ سے ظہار کر لیا (اسے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے) پھر اس نے چاند کی چاندنی میں اسے دیکھ لیا، وہ اسے اچھی لگی تو اس نے اس سے جماع کر لیا، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو بتایا، تو آپ نے فرمایا: ”کیا اللہ

② تقدم تخريجه: ٦٩٩.

① السابق.

③ سنن ابوداود، كتاب الطلاق، باب المظاهر يواقع قبل ان يكفر، رقم: ١١٩٩. قال الشيخ الالباني: حسن. سنن

نسائي، رقم: ٣٤٥٧. سنن ابن ماجه، رقم: ٢٠٦٥.

عزوجل نے یہ نہیں فرمایا: ”اس سے پہلے کہ وہ دونوں جماع کریں۔“ اس نے عرض کیا: میں نے اسے دیکھا تو وہ مجھے اچھی لگی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بازرہو حتیٰ کہ تم کفارہ ادا کرو۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ظہار میں کفارہ ادا کرنے سے قبل ہم بستری جائز نہیں ہے۔ ظہار یہ ہے: ((أَنْتَ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي)) (القاموس المحيط، ص: ۳۹۲) ”تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے۔“ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کفارہ ادا کرنے سے پہلے شوہر پر ہم بستری حرام ہے اور اس پر اجماع ہے اس پر کفارہ بھی واجب ہے اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہم بستری کرنے سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔

[۷۷۴/۶۴۰]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ (سُلَيْمَانَ) بْنِ يَسَارٍ.....
عَنْ سَلْمَةَ بِنِ صَخْرِ قَالَ: ظَاهَرْتُ مِنْ إِمْرَأَتِي، ثُمَّ وَاغْتُتْهَا، فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَنِي أَنْ أُطْعِمَ سِتِينَ مَسْكِينًا. ①

سیدنا سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے اپنی اہلیہ سے ظہار کیا، پھر اس سے جماع کر لیا، پس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا: ”میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤں۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث میں ظہار کا کفارہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، یہ تب ہے جب غلام آزاد نہ کر سکے یا دو ماہ کے روزے نہ رکھ سکے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿الَّذِينَ يَظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ ۝ وَالَّذِينَ يَظَاهِرُونَ مِنْ نِسَاءِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَاذِلْكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِطْطَاعُ سِتِينَ مَسْكِينًا ذَلِكَ لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾ (المجادلہ: ۲)

”تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل ان کی ماںیں نہیں بن جاتیں۔ ان کی ماںیں تو وہی ہیں جن کے لطن سے وہ پیدا ہوئے، یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول

① سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی الظہار، رقم: ۲۲۱۳۔ قال الشيخ الالبانی: حسن۔ سنن ترمذی، رقم:

۳۲۹۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۰۶۴۔ مسند احمد: ۴/۳۷.

اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں تو ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ اس کے ذریعہ تم نصیحت کیے جاتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ ہاں جو شخص نہ پائے اس کے ذمہ دو مہینوں کے لگاتار روزے ہیں۔ اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو، اس پر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔“

[۷۷۵/۶۴۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُؤُسٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ کے دور اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی امارت/ خلافت کے دو سال تک تین طلاقیں ایک طلاق ہی شمار ہوتی تھیں، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”طلاق کے بارے میں تمہارے لیے حکم و بردباری کا حکم تھا، پس تم نے اپنی بردباری پر جلدی مچائی، لہذا ہم نے تمہاری جلد بازی کو تم پر نافذ قرار دے دیا۔“

عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَتَيْنِ مِنْ أَمَارَةِ عُمَرَ، طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةٌ، فَقَالَ عُمَرُ: قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أَنَا فِي الطَّلَاقِ، فَقَدْ اسْتَعْجَلْتُمْ أَنَا لَكُمْ (أَنَا تَكُم)، وَقَدْ أَجْرْنَا عَلَيْكُمْ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ. ①

[۷۷۶/۶۴۲]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَسِيرَةَ.....

طاووس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو الصہباء نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اپنے کلمات میں سے کوئی بات پیش کریں، کیا رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہما کے عہد میں تین طلاقیں ایک ہی شمار نہیں ہوتی تھیں، معاملہ اسی طرح ہی تھا، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو لوگوں سے بلا سوچے سمجھے طلاق دینا شروع کر دی، تو انہوں نے اسے ان پر نافذ کر دیا۔

عَنْ طَاوُؤُسٍ، أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ، قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَاتِ مِنْ هَنَاتِكَ، أَلَمْ يَكُنْ طَلَاقُ الثَّلَاثِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ وَاحِدَةٌ، قَدْ كَانَ ذَٰلِكَ، فَلَمَّا كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ تَتَابَعَ النَّاسُ فِي الطَّلَاقِ، فَأَجَازَهُ عَلَيْهِمْ. ②

① مسلم، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، رقم: ۱۴۷۲۔ مسند احمد: ۱/ ۳۱۴۔ طبرانی کبیر: ۱۱/ ۲۳: ۱۹۱۶۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۱۳۳۶۔

② مسلم، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، رقم: ۱۴۷۲۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۷/ ۳۳۶۔ طبرانی کبیر: ۱۱/ ۴۰۔

[۷۷۷/۶۴۳]..... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ.....

طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوالصہباء نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے تین سال تک تین طلاق ایک ہی شمار ہوتی تھیں؟ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں۔

أَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ، قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ طَلَاقَ الثَّلَاثِ كَمَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَثَلَاثًا مِنْ أَمَارَةِ عُمَرَ وَاحِدَةً، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ. ①

فوائد: معلوم ہوا عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو سالوں تک تین طلاقیں ایک شمار ہوا کرتی تھیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو بعد میں موقف اختیار کیا وہ اپنے اجتہاد سے تھا نہ کہ کسی نص سے تھا۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جس طرح نماز اپنے اپنے ٹائم پر ادا ہوتی ہے یعنی ظہر اپنے وقت پر، عصر اپنے وقت پر اور مغرب اپنے وقت پر لیکن اگر کوئی کہے کہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء یہ تمام ظہر کے وقت میں ادا کر لیں تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ان نمازوں کو اپنے وقت پر ادا کیا جائے گا، اسی طرح ہر طلاق اپنے وقت پر ہے، لیکن اگر کوئی ایک ہی وقت میں تینوں دے دیتا ہے تو درست نہیں ہے۔ اکٹھی تین طلاقوں کے متعلق اہل علم کے چار مختلف اقوال ہیں:

(۱)..... جمہور اور ائمہ اربعہ کا موقف ہے: تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

(۲)..... علامہ ابن حزم رضی اللہ عنہ کا موقف ہے: ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔

(۳)..... سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف ہے: عورت سے دخول نہ کیا گیا ہو تو تینوں واقع ہو جائیں گی، اگر کر لیا تو

ایک ہی واقع ہوگی۔ (دیکھئے روایت نمبر: ۷۷۸)

(۴)..... صرف ایک رجعی طلاق ہی واقع ہوگی۔ آخری موقف ہی زیادہ راجح ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ

، علامہ ابن قیم رضی اللہ عنہ اور شیخ ابن باز رضی اللہ عنہ کا بھی یہی موقف ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۶۸۳۔ اعلام الموقعین: ۳۰۳۔ فتاویٰ اسلامیہ: ۳۹/۳)

اور امت کے لیے بھی حجت شرعیہ صرف اور صرف نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سیدنا

ابورکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی تھیں۔ پھر اس پر نادم و پشیمان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

① مسلم، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، رقم: ۱۶۷۲ / ۱۶۔ سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب نسخ

المراجعة الخ، رقم: ۲۲۰۰۔ سنن نسائی، رقم: ۳۴۰۶۔ مسند احمد: ۱ / ۳۱۴۔

ابورکانہ سے فرمایا: ((أَنَّهَا وَاحِدَةٌ)) (مسند احمد: ۱ / ۲۶۵ اسنادہ حسن) ”وہ تینوں طلاقیں ایک ہی ہیں۔“
[۷۷۸/۶۴۴]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: الَّتِي لَمْ يَدْخُلْ بِهَا، إِذَا جُمِعَ الثَّلَاثُ عَلَيْهَا، وَقَعْنَ عَلَيْهَا. ①
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:
”جس عورت سے شوہر تعلق قائم نہ کرے اور اسے تین طلاقیں اکٹھی دے دی جائیں تو وہ اس پر واقع ہو جائیں گی۔“

نوٹ:..... مذکورہ روایت سے ثابت ہوا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف یہ تھا کہ اگر دخول نہ ہوا ہو اور تین طلاقیں اکٹھی دی گئیں تو واقع ہو جائیں گی۔ روایت نمبر: ۷۸۰ میں ہے کہ دخول ہوا ہو یا کہ نہ تین برابر ہیں۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ عورت تین طلاق سے اپنے شوہر سے جدا ہو جاتی ہے خواہ شوہر نے اس سے مباشرت کی ہو یا نہ کی ہو وہ اس کے لیے حلال نہیں رہتی، جب تک کسی اور سے نکاح نہ کرے، ان کا یہ فتویٰ ایسے ہی ہے جیسے انہوں نے بیع صرف (سونے چاندی کی بیع) کے بارے میں فتویٰ دیا تھا۔ پھر ابن عباس نے اپنے اس فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا۔ (سنن ابو داؤد، رقم: ۲۱۹۸)

[۷۷۹/۶۴۵]..... قَالَ الْحَسَنُ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِطَاوُوسٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَجْعَلُهَا وَاحِدَةً، قَالَ: وَقَالَ عُمَرُ: وَاحِدَةً، وَإِنْ جَمَعَهُنَّ. ②
حسن رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں نے طاؤس رحمہ اللہ سے اس کا ذکر کیا، تو انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو انہیں ایک قرار دیتے ہوئے سنا، راوی نے بیان کیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک ہی ہے، اگرچہ اس نے انہیں جمع کیا ہو۔

نوٹ:..... مذکورہ روایت سے معلوم ہوا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کرتے تھے۔
[۷۸۰/۶۴۶]..... قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنِ أَبِي عِيَاضٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: الَّتِي لَمْ يَدْخُلْ بِهَا، وَالَّتِي قَدْ دَخَلَ بِهَا، فِي الثَّلَاثِ سَوَاءٌ. ③
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:
جس عورت سے تعلق زن و شوہر قائم ہو یا قائم نہ ہوا ہو تو

① سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب نسخ المراجعة الخ، رقم: ۲۱۹۸ قال الالبانی: صحیح۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۲۱۹۸۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۷ / ۳۵۴۔

② انظر ماقبله. ③ مصنف عبدالرزاق: ۱۱۰۷۹۔

تین طلاقوں کے بارے میں وہ برابر ہیں۔

[۷۸۱/۶۴۷]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ.....

سَمِعْتُ عُيَيْدَ اللَّهِ بْنِ الْوَلِيدِ يُحَدِّثُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ، عَنْ (بْنِ) عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: طَلَّقَ رَجُلٌ مِنْ أَجْدَادِي امْرَأَتَهُ أَلْفًا نَأْغِذَهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ أَبَاكُمْ لَمْ (يَتَّقِ) اللَّهَ فَيَجْعَلُ لَهُ مَخْرَجًا، بَأْتَتْ مِنْهُ ثَلَاثًا وَسَائِرُهُنَّ عُدْوَانٌ، اِتَّخَذَ آيَاتِ اللَّهِ هُزُؤًا.

سیدنا عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ”میرے اجداد میں سے ایک آدمی نے اپنی اہلیہ کو ہزار طلاق دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نافذ کر دیا۔“ اور فرمایا: ”تمہارے باپ نے تقویٰ اختیار نہ کیا تو اس نے اس کے لیے کوئی راہ نہ بنائی، اس کی طرف سے تین تو نافذ ہو گئیں اور ان میں سے جو باقی ہیں وہ زیادتی ہیں، اس نے اللہ کی آیات کا مذاق بنایا۔“

[۸۷۶/۶۴۸]..... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنِ ابْنِ الْحَارِثِ - وَهُوَ جَابِرٌ - عَنْ مُجَاهِدٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم (خواتین) میں سے بہتر وہ ہے جس کا تم میں سے حق مہر آسان تر ہو۔“ مجاہد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اگر وہ ایک درہم بھی ہو تو وہ حلال ہے۔

نوٹ: صحیح حدیث میں ہے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((خَيْرُ الصَّدَاقِ اَيْسَرُهُ.)) (سنن ابوداؤد، رقم: ۲۱۱۷ - حاکم: ۱۸۱ / ۲ - صحیح الجامع الصغير، رقم: ۳۲۷۹) ”بہترین مہر وہ ہے جس کی ادائیگی آسان ہو۔“

گویا بہترین حق مہر وہ ہی ہے جس کا ادا کرنا شوہر پر آسان ہو۔ یعنی کم مہر مقرر کرنا ہی بہتر ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا عورتوں کا مہر بہت زیادہ قیمتی مت کرو۔ کیونکہ یہ اگر دنیا میں عزت اور اللہ کے ہاں تقویٰ کا باعث ہوتا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے تم سب سے زیادہ مستحق تھے۔

[۹۲۶/۶۴۹]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، نَا ابْنَ جُرَيْجٍ.....

أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ بِسَرَفٍ، فَقَالَ: هَذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعَشَهَا فَلَا تَزْعَعُوهَا بِهَا، وَلَا

عطاء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم نے سرف کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ میمونہ کے جنازے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ شرکت کی، تو انہوں نے فرمایا: ”یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں، پس تم جب ان کی

تَزَلُّوْا، وَاَرْفُقُوْا، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَسَّعُ نِسْوَةً، وَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانِيَةٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ، قَالَ عَطَاءٌ: وَالَّتِي لَا يَقْسِمُ لَهَا، بَلَّغْنَا اَنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتِ حَيِّ بْنِ اَخْطَبٍ. ①

میت اٹھاؤ تو اسے ہلانا، نہ جھٹکنے دینا، اور نرمی کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کی نوازاوج مطہرات تھیں، آپ نے آٹھ کی باری مقرر فرمائی تھی جبکہ ایک کی باری مقرر نہیں فرمائی تھی۔ عطاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے جس کی باری مقرر نہیں فرمائی تھی، ہمیں پتہ چلا کہ وہ صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا تھیں۔

نوٹ:..... ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ۵۱ ہجری میں وفات پائی۔ معلوم ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا بہت زیادہ احترام تھا۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان میں باری مقرر کرنی چاہیے۔ ایک آدمی بیک وقت زیادہ سے زیادہ چار بیویاں رکھ سکتا ہے۔ نبی معظم ﷺ کے نکاح میں بیک وقت نو بیویاں تھیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل کے لیے صدقہ حلال نہیں جبکہ باقی ساری امت کے لیے حلال ہے۔ نبی معظم ﷺ کی میراث ناقابل تقسیم تھی جبکہ باقی ساری امت کی میراث قابل تقسیم ہے۔ نبی مکرم ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات کے لیے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں جبکہ امت کے کسی دوسرے فرد کی بیوی کے لیے ایسا حکم نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی کل گیارہ بیویاں تھیں:

- (۱)..... سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا۔ نکاح کے وقت ان کی عمر مبارک ۴۰ سال تھی اور ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔
- (۲)..... سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نکاح کے وقت ۵۰ سال تھی ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔
- (۳)..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک رخصتی کے وقت ۹ سال تھی۔ ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔
- (۴)..... سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نکاح کے وقت ۲۲ سال۔
- (۵)..... سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت عمر مبارک ۳۰ سال۔ نکاح کے بعد صرف ۸ ماہ زندہ رہیں۔
- (۶)..... سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نکاح کے وقت ۲۶ سال تھی۔ ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔
- (۷)..... سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت عمر مبارک ۳۶ سال تھی، ۵۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔
- (۸)..... سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت عمر مبارک ۲۰ سال تھی۔ ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

① بخاری، کتاب النکاح، باب کثرہ النساء، رقم: ۵۰۶۷۔ مسلم، کتاب الرضاع، باب جواز ہبتھا نوبتھا لضررتها، رقم: ۱۶۶۵۔ مسند احمد: ۱/ ۲۳۱۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۷/ ۷۳۔

- (۹)..... سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کا آپ سے ۳۶ سال کی عمر میں نکاح ہوا۔ ۷۳ سال کی عمر پائی۔
- (۱۰)..... سیدہ صفیہ بنت جحی رضی اللہ عنہا کی ۷۱ سال نکاح کے وقت عمر تھی۔ ۶۰ سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔
- (۱۱)..... سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا آپ سے ۳۶ سال کی عمر میں نکاح ہوا۔ ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی ازواج مطہرات بیوہ تھیں، سیدہ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا اور سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی نو بیویوں میں باریاں تقسیم کیں۔ کیونکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ جبکہ سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ نے پانچواں نکاح ۴ ہجری میں ۵۵ سال کی عمر میں کیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد صرف ۸ ماہ تک زندہ رہیں۔

مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ جن کی باری مقرر نہیں کی گئی تھی وہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھی۔ لیکن یہ عطاء (راوی) کو وہم ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا (باری کا) دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا۔ اور نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے لیے ان کا اپنا دن بھی اور سودہ رضی اللہ عنہا کا دن بھی تقسیم کرتے تھے۔ (بخاری، رقم: ۵۲۱۲۔ مسلم، رقم: ۱۴۶۳)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے (عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے) طلاق کے اندیشے سے اپنی باری (عائشہ رضی اللہ عنہا کو) ہبہ کر دی تھی۔ (فتح الباری: ۱۱۰ / ۳۹۱)

[۹۵۷/۶۵۰]..... أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَن دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَن عِكْرِمَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ زَوْجِهَا بَعْدَ سَتْنَيْنِ ① بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ .

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے شوہر ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ کے پاس نکاح اول کے ساتھ دو سال بعد لوٹایا تھا۔

نوٹ:..... مذکورہ روایت کو بعض محققین نے ضعیف کہا ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے دو سال کے ذکر کے علاوہ باقی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ معلوم ہوا اگر عورت اپنے خاوند سے پہلے مسلمان ہو جائے تو وہ آپس میں تعلقات قائم نہیں کر سکتے، اگر عورت ایک حیض کے بعد دوسرے کسی مرد سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔

(بخاری، کتاب الطلاق، رقم: ۵۲۸۲)

① سنن ترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی الزوجین المشرکین یسلم احدهما، رقم: ۱۱۴۳۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الزوجین یسلم احدهما قبل الاخر، رقم: ۲۰۰۹۔ مسند احمد: ۱ / ۲۱۷۔

لیکن اگر پہلے خاوند کا انتظار کرنا چاہے تو یہ بھی درست ہے۔ اور جب وہ مسلمان ہو جائے تو زمانہ کفر میں جو نکاح تھا وہ برقرار رہے گا۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احادیث میں تو کہیں عدت کا اعتبار مذکور نہیں اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاتون سے دریافت کیا کہ کیا اس کی عدت ختم ہو چکی ہے یا نہیں؟ ہمارے علم میں ایک بھی آدمی ایسا نہیں جس نے اسلام لانے کی وجہ سے لازماً تجدید نکاح کیا ہو، بلکہ دونوں میں جدائی ہوگی اور اس خاتون کا دوسرے مرد سے نکاح ہو جائے گا یا پھر دونوں کا (پہلا) نکاح برقرار رہے گا۔ خواہ عورت پہلے اسلام لائی ہو یا مرد، اور رہا جدائی کی تکمیل اور عدت کا لحاظ تو ہمیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے بھی فیصلہ فرمایا ہو، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بکثرت مرد اور ان کی بیویوں نے اسلام قبول کیا۔

[۹۵۸/۶۵۱]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ وَاصِحٍ.....

نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ،
وَزَادَ قَالَ: وَلَمْ يُحَدِّثْ شَيْئًا، وَكَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ضَمَّهَا إِلَيْهِ
قَبْلَ ذَلِكَ. ①

محمد بن اسحاق نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے،
اور یہ اضافہ نقل کیا، فرمایا: کوئی نیا کام نہ کیا، (یعنی نیا نکاح
نہ نیا حق مہر وغیرہ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے
انہیں اپنے ہاں رکھ لیا تھا۔

[۹۵۹/۶۵۲]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، نَا دَاوُدَ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ - عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ قَتِيلَةَ أُخْتِ الْأَشْعَثِ بْنِ
قَيْسٍ، فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُخَيَّرَهَا، فَبَرَّأَهَا اللَّهُ
مِنْهُ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن قتیلہ سے شادی کی، پس وہ
اسے اختیار کرنے سے پہلے فوت ہو گیا تو اللہ نے اس کو
اس سے بری کر دیا۔

[۹۶۰/۶۵۳]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمَاعِزِ جَيْنَ قَالَ إِنِّي
زَيْتٌ لَعَلَّكَ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ أَوْ قَبَّلْتَ
قَالَ: كَأَنَّهُ خَافَ أَنْ لَا يَدْرِي مَا الزَّنَا. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے جس
وقت کہا تھا کہ میں نے زنا کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
انہیں فرمایا: ”ہو سکتا ہے تم نے ہاتھ لگایا ہو، یا دیکھا ہو یا
بوسہ لیا ہو۔“ راوی نے بیان کیا گویا کہ آپ کو اندیشہ ہوا

① انظر ما قبله . ② طبقات ابن سعد: ۸ / ۱۴۷ - اسنادہ صحیح .

③ بخاری، کتاب الطلاق، باب الطلاق فی الاغلاق الخ، رقم: ۵۲۷۱ - مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف
علی نفسه بالزنی، رقم: ۱۶۹۲ - سنن ابوداؤد، رقم: ۴۴۲۱، ۴۴۲۷ - مسند احمد: ۱ / ۲۳۸ .

کہ اسے معلوم ہی نہ ہو کہ زنا کیا ہے؟

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کو چاہیے کہ ہر قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ کر لے اور جب یقین ہو جائے تو اس کے بعد فیصلہ کرے۔ بخاری شریف میں ہے ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ نے اقرار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے منہ موڑ لیا، لیکن وہ آدمی آنحضرت ﷺ کے سامنے اس رخ کی طرف مڑ گیا جدر آپ ﷺ نے چہرہ مبارک پھیر لیا تھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے پھر اپنا رخ پھیر لیا۔ اس طرح اس شخص نے چار مرتبہ سامنے آکر اقرار کیا، یوں اس نے جب اپنے آپ پر چار مرتبہ گواہیاں دے دیں، تو آپ ﷺ نے اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا: ”کیا تو پاگل ہے؟“ وہ بولا: نہیں۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ”کیا تو شادی شدہ ہے؟“ اس نے کہا: ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے لے جاؤ اور رجم کر دو۔“ (بخاری، رقم: ۵۲۷۱۔ مسلم، رقم: ۱۶۹۱)

[۹۷۰/۶۵۴]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، نَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكِ.....

عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً تَزَوَّجَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ قَدْ أَسْلَمَتْ، فَجَاءَ زَوْجُهَا فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَسْلَمْتُ مَعَهَا، فَانْتَزَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَوْجِهَا الْأَوَّلِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں شادی کی، وہ اسلام قبول کر چکی تھی، پس اس کا (پہلا) شوہر آیا تو اس نے کہا: میں تو اس کے ساتھ ہی اسلام قبول کر چکا تھا، پس رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کے زوج اول (بعد والے) سے الگ کر کے اس کے پہلے شوہر کے پاس لوٹا دیا۔

[۹۷۱/۶۵۵]..... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا إِسْرَائِيلُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ②

اسرائیل (ابن یونس بن ابی اسحاق) رضی اللہ عنہ نے اس اسناد سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد: اگر عورت پہلے مسلمان ہو جائے تو ایک حیض کے بعد وہ چاہے تو کسی اور مسلمان مرد کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اگر نکاح نہیں کیا یا عدت کے دوران اس عورت کا خاوند بھی مسلمان ہو جائے تو زمانہ کفر والا نکاح ہی برقرار رہے گا۔ (دیکھئے حدیث و شرح نمبر: ۶۵۱/۹۵۷)



① سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب اذا اسلم احد الزوجين، رقم: ۲۲۳۹۔ سنن ترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی الزوجين المشرکین الخ، رقم: ۱۱۴۴ قال الشيخ الالبانی: ضعيف.
② السابق.

کتاب الاضاحی

قربانی کے احکام و مسائل

[۳۰۷/۶۵۶]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ وَقِيدٍ، عَنْ كِدَامِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ.....
 عَنْ أَبِي كِبَاشٍ، قَالَ: جَلَبْتُ غَنَمًا جُدْعَانَا بِالْمَدِينَةِ فَكَسَدَتْ عَلَيَّ، فَاتَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: نِعْمَتِ الْأُضْحِيَّةِ الْجَدْعُ مِنَ الضَّأْنِ، قَالَ: فَاتْتَبِعَهَا النَّاسُ. ①

ابو کباش نے بیان کیا: میں مدینے میں بکری کا چھ ماہ کا بچہ لایا تو مجھے نقصان ہوا، پس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے اس کا ان سے تذکرہ کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بھیڑ کا آٹھ یا نو ماہ کا بچہ بہترین قربانی ہے۔“

[۵۵۷/۶۵۷]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ.....
 عَنْ أُمِّ كُرَيْزٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْعَقِيقَةِ: عَنِ الْعُلَامِ شَاتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ لَا يَضْرُكُ ذَكَرًا إِنَاْنَا. ②

سیدہ ام کرز رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو عقیقے کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا: ”لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (ذبح کی جائے گی) ان کا نر یا مادہ ہونا تمہارے لیے مضر نہیں۔“

① سنن ترمذی، ابواب الاضاحی، باب الجذع من الضان فی الاضاحی، رقم: ۱۴۹۹۔ مسند احمد: ۲/ ۴۴۴۔ قال الشيخ الالبانی، وشعب الاربناوط، اسناد ضعيف.

② سنن ابوداود، کتاب الاضاحی، باب فی العقیقة، رقم: ۲۰۰۰۔ سنن ترمذی، ابواب الاضاحی، باب الاذان فی اذن المولود، رقم: ۱۵۱۶۔ قال الشيخ الالبانی: صحيح۔ سنن نسائی، رقم ۴۲۱۶۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۱۶۲۔ مسند احمد: ۶/ ۴۲۲۔

[۵۵۸/۶۵۸]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ سَبَّاحِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ.....
 سیدہ ام کرز رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”لڑکے کی طرف سے دو بکریاں، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور ان (بکریوں) کا نریا مادہ ہونا تمہارے لیے نقصان دہ نہیں۔“

[۵۵۹/۶۵۹]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ مَيْسَرَةَ بْنِ أَبِي حُثَيْمٍ.....
 سیدہ ام بنی کرز کنعنیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے عقیقہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”لڑکے کی طرف سے برابر برابر (ایک جیسی) دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (ذبح کی جائے گی)۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بچی یا بچے کی پیدائش پر عقیقہ کرنا سنت ہے۔ کیونکہ اولاد اللہ ذوالجلال کی بہت بڑی نعمت ہے اور ہر نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔
 شیخ شمیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”بچے کا عقیقہ ایسی قربانی ہے جسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اور نعمت اولاد پر اس کا شکر ادا کرنے کے لیے جاتا ہے۔“ (فتاویٰ اسلامیہ: ۱۲ / ۳۲۴)

سنن ابن ماجہ میں ہے: سیدنا سمیرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ”ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے بدلے گروی ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے (عقیقہ کا جانور) ذبح کیا جائے اور اس کے سر کے بال اتارے جائیں اور اس کا نام رکھا جائے۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب الذبائح، رقم: ۳۱۶۵)

لیکن اگر طاقت نہ ہو تو اس سے یہ عبادت یعنی عقیقہ کی ادائیگی ساقط ہے جیسا کہ شیخ شمیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر انسان اپنی اولاد کی پیدائش کے وقت فقیر ہو تو اس پر عقیقہ لازم نہیں ہے، کیونکہ وہ عاجز ہے اور عاجز ہونے کی وجہ سے

عبادات ساقط ہو جاتی ہیں۔ (فتاویٰ اسلامیہ: ۲ / ۳۲۶)

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا، مادہ دونوں ہی جائز ہیں۔ اور عقیدے کے جانور کے لیے قربانی کے جانور کی طرح شرائط ضروری نہیں ہیں، جیسا کہ علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کسی صحیح یا ضعیف حدیث سے (قربانی والی) شرائط عائد کرنا ثابت نہیں ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۵ / ۹۹)

حدیث میں لفظ (مکافتان) ہے۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہتے تھے کہ (مکافتان) کے معنی ہیں: دونوں بکریاں برابر برابر ہوں یا قریب قریب ہوں۔ (سنن ابو داؤد، رقم: ۲۸۳۴)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ”فتح الباری“ میں مختلف اقوال پیش کیے ہیں:

(۱)..... ہم عمر اور ہم جنس۔ (۲)..... ذبح ہونے میں برابر (یعنی دونوں ایک وقت میں ذبح ہوں یہ نہ ہو کہ ایک صبح، دوسرا دوپہر یا شام) (۳)..... قربانی کے جانور کے برابر۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے قول کو اچھا قرار دیا ہے۔ (فتح الباری: ۹ / ۷۳۳)

[۵۶۰/۶۶۰]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.....

عَنْ أُمِّ كُرَيْزٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَى الْغُلَامِ عَقِيقَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ عَقِيقَةٌ.

سیدہ ام کرز رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”لڑکے کی طرف سے دو عقیقے (دو جانور) اور لڑکی کی طرف سے ایک عقیقہ ہے۔“

[۵۶۵/۶۶۱]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنِ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَأْتَيْتُ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ فَشَرِبْتُ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ فَشَرِبُوا، فَمَرَّ الْإِنَاءُ عَلَى قَوْمٍ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنَّهُ يَصُومُ كُلَّ يَوْمٍ وَلَا يُفْطِرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا صَامَ وَلَا آلَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ. قَالَ إِسْحَاقُ: قَالَ جَرِيرٌ: وَلَا آلَ يَعْنِي: وَلَا رَجَعَ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، تو پانی کا ایک برتن آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے نوش فرمایا، پھر انہیں حکم فرمایا تو انہوں نے پیا، وہ برتن تمام حاضرین کے پاس پہنچایا گیا، حاضرین میں سے ایک آدمی نے کہا: میں روزہ دار ہوں۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: یہ روزانہ روزہ رکھتا ہے بالکل نانا نہیں کرتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو (شرعی طور پر) وہ روزہ رکھتا“

① بخاری، کتاب الصوم، باب حق الاهل في الصوم، رقم: ۱۹۷۷۔ مسلم، کتاب الصيام، باب النهي عن صوم الدهر الخ، رقم: ۱۱۵۹۔ سنن نسائی، رقم: ۲۳۷۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۷۰۶۔ مسند احمد: ۴ / ۴۲۶۔

ہے نہ رجوع کرتا ہے۔“

شواہد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ہمیشہ روزہ رکھنا خلاف سنت ہے۔ حدیث میں موجود ہے: ((لا صَامَ وَلَا آلَ مَنْ صَامَ الْآبَدَ)) ”نہ اس کو روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے نہ اس کو چھوڑنے کا ثواب ملتا ہے۔“ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں (نفل) روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور جو میری سنت سے بے رغبتی اختیار کرے گا، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔“ (بخاری، کتاب النکاح، رقم: ۵۰۶۳)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے ہمیشہ روزے رکھنے شروع کیے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس سے منع فرمادیا، ان کی بار بار کی درخواست پر زیادہ سے زیادہ جو اجازت دی وہ سیدنا داود علیہ السلام والے روزے کی تھے، یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔ جب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں اس سے افضل عمل کی طاقت رکھتا ہوں، یعنی اس سے زیادہ روزے رکھ سکتا ہوں تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تھا: ((لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ)) ”اس سے کوئی افضل نہیں۔“ (بخاری، کتاب الصوم، رقم: ۱۹۶۷)

معلوم ہوا کہ جو زیادہ سے زیادہ نفل روزے رکھنا چاہے تو وہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھے، یہی سب سے افضل روزہ ہے۔ لیکن جب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما بڑھاپے میں کمزور ہو گئے تو کہا کرتے تھے: کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے تین دن قبول کر لیے ہوتے، وہ مجھے میرے اہل اور مال سے زیادہ محبوب تھے۔ (مسلم، کتاب الصیام، رقم: ۱۱۵۹)



کتاب الصيد والذبائح

شکار اور ذبح کرنے کے احکام و مسائل

[۱۸۰/۶۶۲]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْبُحْرُ سَبْعٌ. ①
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا،
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بلا درندہ (کے ضمن میں سے) ہے۔“
[۴۲۶/۶۶۳]..... أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ

ثَابِتٍ، عَنْ شَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَدَأَ جَفَاً، وَمَنْ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفْلًا، وَمَنْ أَتَى أَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتِنَ، وَمَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِنْ سُلْطَانٍ قُرْبًا إِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللَّهِ بُعْدًا. ②
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا،
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص جنگل میں سکونت اختیار کر لے گا تو وہ سخت مزاج بن جائے گا، جو شکار کے پیچھے لگا رہے گا تو وہ غفلت کا شکار ہو جائے گا، جو بادشاہوں کے دروازوں پر آئے گا تو وہ فتنوں میں مبتلا ہو جائے گا، اور جو شخص جتنا کسی بادشاہ کے قریب ہو جاتا ہے اتنا ہی وہ اللہ سے دور ہوتا جاتا ہے۔“

سے دور ہوتا جاتا ہے۔“

① مسند احمد: ۲/ ۴۴۲ - سلسلہ ضعیفہ، رقم: ۵۳۴ - مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۶۰۹۰ اسنادہ ضعف فیہ عسی بن المسیب ضعیف .

② سنن ابوداؤد، باب فی اتباع الصيد، رقم: ۲۸۶۰ - قال الشیخ الالبانی: ضعیف - مسند احمد: ۲/ ۴۴۰ .

[۴۲۷/۶۶۴]..... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ،
یعلیٰ بن عبید سے اسی سند سے روایت مروی ہے، اُس میں
بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَقَالَ: مَنْ لَزِمَ أَبْوَابَ
ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بادشاہوں کے
السُّلْطَانِ. ①
دروازوں کو لازم پکڑ لیا۔“



کتاب المرضی و الطب

مریضوں اور ان کے علاج کا بیان

[۲۸/۶۶۵]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي

رَافِعٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”اللہ فرمائے گا: ابن آدم! میں نے تم سے کھانا طلب کیا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔“ فرمایا: ”وہ عرض کرے گا: پروردگار! تم نے کس طرح مجھ سے کھانا طلب کیا، میں نے تمہیں نہ کھلایا جبکہ تو پروردگار عالم ہے؟“ فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تم سے کھانا طلب کیا تھا تو تم نے اسے کھانا نہ کھلایا؟ کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو تو اسے میرے ہاں پاتا۔ ابن آدم! میں نے تم سے پانی طلب کیا تو تم نے مجھے پانی نہ پلایا، وہ عرض کرے گا: پروردگار! میں تجھے کس طرح پلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ فرمایا: کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا، کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تم اسے پانی پلا دیتے تو اسے میرے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُولُ اللَّهُ (عَزَّ وَجَلَّ) يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطَعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي قَالَ: فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَكَيْفَ اسْتَطَعَمْتَنِي وَلَمْ أُطْعِمَكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا اسْتَطَعَمَكَ فَلَمْ تُطْعِمَهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أُطْعِمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي، فَقَالَ: يَا رَبِّ، وَكَيْفَ اسْقَيْتُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا اسْتَسْقَاكَ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ كُنْتَ سَقَيْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي، يَا ابْنَ آدَمَ مَرَضْتُ

ہاں پاتے؟ ابن آدم! میں بیمار ہو گیا تھا تو تو نے میری عیادت نہیں کی؟ وہ کہے گا: رب جی! میں کس طرح تیری عیادت کرتا جبکہ تو رب العالمین ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تجھے علم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو اسے میرے ہاں پاتا۔“ یا ”مجھے اس کے ہاں پاتا۔“

فَلَمْ تَعُدْنِي ، فَقَالَ: يَا رَبِّ وَكَيْفَ أَعُوذُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فَلَانًا مَرِيضًا فَلَوْ كُنْتَ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي أَوْ وَجَدْتَنِي عِنْدَهُ. ①

[۲۹/۶۶۶]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کیا اور اس طرح بیان کیا: ”اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ، وَقَالَ: لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ. ②

نوٹ:..... مذکورہ حدیث میں بھوکوں، پیاسوں کو کھلانے پلانے اور بیماروں کی عیادت کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس سے اس بات کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ہدایت میں ان معاشرتی اعمال اور حاجت مندوں کی خدمت و اعانت کی کس قدر اہمیت ہے۔

(۱)..... مذکورہ حدیث سے کھانا کھلانے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، اسلام کی کون سی بات زیادہ بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم (بھوکے کو) کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کہو چاہے تم اسے پہچانو یا نہ پہچانو۔“

(بخاری، رقم: ۱۲ - مسلم، رقم: ۳۹)

(۲)..... مذکورہ حدیث سے پانی پلانے والوں کی بھی فضیلت ثابت ہوتی ہے، ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک آدمی جا رہا تھا، اسے شدید پیاس لگی، اس نے ایک کنویں میں اتر کر پانی پیا، پھر باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور (شدت) پیاس کی وجہ سے کچھڑ چاٹ رہا ہے اس نے کہا: یہ بھی اس وقت ایسی پیاس میں مبتلا ہے جیسے ابھی مجھے لگی ہوئی تھی، اپنے چمڑے کے موزے کو (پانی سے) بھرا اور (اس) کتے کو پانی پلایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول کیا اور مغفرت فرمادی۔“ (بخاری،

① مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل عیادۃ المریض، رقم: ۲۵۶۹۔ صحیح ابن حبان: رقم: ۹۴۴۔

② تقدیم تخریجہ: ۲۸۔

رقم: ۲۳۶۳) ایک کتے کو پانی پلانے والے کی مغفرت ہو سکتی ہے تو کیا انسان کو پلانے والے کی نہیں ہو سکتی؟
(۳)..... بیمار پرسی کی بھی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔ بیمار پرسی کرنا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق بھی

ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب السلام باب من حق المسلم للمسلم، رقم: ۲۱۶۲)

تیمارداری کرنے والوں کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیمار کا حال پوچھنے والا اس کے مکان پر جا کر جنت کے باغ میں ہے، جب تک وہ نہ لوٹے۔“ (مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل عیادۃ المریض، رقم: ۲۵۶۸)
مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ میں کیسے تجھے کھلاتا، پلاتا یا تیمارداری کرتا، مطلب یہ ہے کہ کھانا کھانا، پانی پینا، بیمار ہونا یہ تو ضرورت اور عاجزی کی علامات ہیں جبکہ تو ضرورت مند اور عاجز نہیں، بلکہ تو قادر، قاہر، قوی، متین ہے۔
[۱۲۵/۶۶۷]..... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يَزِيدَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَيِّدَنَا ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا السَّامَ، وَالسَّامُ: الْمَوْتُ. ①
آپ ﷺ نے فرمایا: ”کلونجی میں السام کے علاوہ ہر چیز سے شفا ہے، اور السام موت ہے۔“

فوائد:..... مذکورہ حدیث سے کلونجی کے فائدے ثابت ہوتے ہیں کہ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے کیونکہ موت کا وقت تو مقرر ہے، اگرچہ انسان ہزاروں دوائیاں استعمال کر لے، لیکن موت کا وقت مقرر ہے دوائیاں موت کو ٹال نہیں سکیں گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَنْ يُوَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا﴾ (المنافقون: ۱۱)..... ”اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے، پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا۔“

کلونجی کے بہت زیادہ فوائد حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ”زاد المعاد“ میں بیان کیے ہیں۔ لہذا کلونجی کو اپنے کھانوں میں اور اس کے علاوہ بھی استعمال کرنا چاہیے۔ اہل طب نے لکھا ہے کہ کلونجی سانس کی تکلیف، زکام، فالج، لقوہ، درد شقیقہ اور شوگر کے علاج میں بڑی مفید ہے، اگر کسی کو باؤلا کتا کاٹ لے تو کلونجی لگا تا اس کو استعمال کروائی جائے تو زہر کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

[۱۵۰/۶۶۸]..... أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشِبٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَيِّدَنَا ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

① بخاری، کتاب الطب، باب الحبة السوداء، رقم: ۵۶۸۸۔ مسلم، کتاب السلام، باب التداوی بالحبة السوداء، رقم: ۲۲۱۵۔ مسند احمد: ۲/ ۲۴۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۰۷۱۔

آپؐ نے فرمایا: ”کھمبی، مَنْ (بنی اسرائیل پر نازل ہونے والے کھانے) کا بقیہ ہے، اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔“

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْكَمَاءُ بَقِيَّةٌ مِنَ الْمَنِّ مَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ، قَالَ خَالِدٌ: وَأَنْبِئْتُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ أَنَّهُ قَالَ فِيهِ: وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيهِ شِفَاءٌ مِّنَ السُّمِّ. ①

خالد نے بیان کیا، مجھے شہر بن حوشب کے حوالے سے بتایا گیا کہ انہوں نے اس کے متعلق بتایا: ”عجوه (کھجور)

جنت میں سے ہے اور اس میں زہر کا تریاق ہے۔“

فوائد: مَنْ اس قدرتی خوراک کا نام ہے جو بنی اسرائیل پر نازل کی گئی تھی، یہ شہد کی طرح میٹھی ہوتی اور خشک ہو کر گوند کی طرح ہو جاتی۔ کھمبی کو مَنْ اس لیے فرمایا گیا ہے، کیونکہ مَنْ کی طرح یہ بھی بلا مشقت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے بڑا مفید ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس کا مجرد پانی فی الواقع شفاء ہے۔ اور کہتے ہیں کہ میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے اور ہمارے زمانے میں بعض نابینا حضرات نے بھی اس کا تجربہ کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی درست فرمادی۔

اور کہتے ہیں کہ شیخ کمال دمشقی جو حدیث کے استاد ہیں انہوں نے سچے اعتقاد سے کھمبی کا پانی آنکھوں میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی بحال کر دی۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”زاد المعاد“ میں اس کے بہت سارے فوائد بتائے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ عجوه کھجور جنت میں سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کھجور کی یہ قسم جنت سے زمین پر آئی جس طرح حجر اسود جنت سے زمین پر بھیجا گیا ہے۔ اس میں زہر کا تریاق بھی ہے، ایک دوسری حدیث میں ہے

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے صبح سات عجوه کھجوریں کھالیں اس پر زہر اور جادو کا اثر نہیں ہو سکتا۔“ (بخاری، کتاب الطب، رقم: ۵۷۶۸-۵۷۶۹)

ابن طولون لکھتے ہیں کہ عجوه مدینہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور ہے جو یمنی سے بڑی اور سیاہی مائل ہے، اس کھجور کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لگایا تھا اور شاید یہ اتنے سارے فوائد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لگانے کی برکت کی وجہ سے ہیں، جیسے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں پر دو شاخیں رکھیں جنہیں عذاب دیا جا رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”شاید یہ ان شاخوں کے خشک ہونے تک عذاب سے بچ جائیں تو یہ عذاب رک جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کی وجہ سے تھا۔“

(المنهل الروی فی الطب النبوی لابن طولون: ۱۹۰)

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: عجوه کی وجہ سے زہر اور جادو کا اثر نہ کرنا، یہ مدینہ کی کھجور کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

① بخاری، رقم: ۵۷۰۸۔ مسلم، کتاب الاشربة، باب فضل الکماء الخ: رقم: ۲۰۴۹۔ سنن ترمذی، کتاب الطب، باب الکماء والعجوة: رقم: ۲۰۶۶، ۲۰۶۸۔ مسند ابی یعلیٰ: رقم: ۶۴۰۰۔

دعا کی برکت کی وجہ سے ہے، کھجور کی خاصیت نہیں ہے۔ (فتح الباری: ۱۰ / ۲۵۰)

[۱۹۵/۶۶۹]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شُبْرُمَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفْرًا. ①
آپ ﷺ نے فرمایا: ”چھوت کی بیماری، بدشگونی، اور صفر کی نحوست کی کوئی حقیقت نہیں۔“

نوٹ

..... (۱) عدوی:..... مرض لگنے کو کہتے ہیں، نبی مکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ ایک کو دوسرے کا مرض لگ جاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے اس عقیدہ کی تردید کی۔ ایک صحابی نے رسول ﷺ سے عرض کیا: ہم کھجلی والے اونٹ کو بے کھجلی والے اونٹوں میں باندھ دیتے ہیں تو اچھے اونٹ کو بھی کھجلی لگ جاتی ہے۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے پہلے اونٹ کو کھجلی والا کس نے بنایا۔“

(صحیح مسلم، رقم: ۲۲۲۰)

معلوم ہوا جس طرح پہلے انسان کو اللہ ذوالجلال کی مشیت سے بیماری لگتی ہے، اسی طرح باقی انسانوں یا جانوروں کو بھی اللہ ذوالجلال کی مشیت سے ہی بیماری لگتی ہے، بذاتہ کوئی بیماری بھی متعدی نہیں ہے۔

(۲) طیرہ:..... بدشگونی۔ دور جاہلیت میں لوگ کسی لے سفر یا اہم کام کے شروع میں پرندے کو اڑاتے اگر وہ پرندہ دائیں جانب جاتا تو اس کو بابرکت اور کامیاب سمجھتے اور اپنا سفر یا کام جاری کر دیتے۔ اور اگر وہ بائیں جانب پرواز کرتا تو اپنے پروگرام کو ترک کر دیتے، اس لیے کہ وہ اس کو منحوس سمجھتے، شریعت اسلامیہ نے اس کام کی مذمت کی ہے اور اس کو شرک کہا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: ((الطَّيْرَةُ شِرْكُ الطَّيْرَةِ شِرْكٌ..... الخ)) (سنن ابوداؤد، رقم: ۳۹۱۰) ”بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔“
موجود عہد میں اس سلسلہ کی بے شمار رسوم مروج ہیں مثلاً بلی کے راستہ کاٹنے کو منحوس تصور کرنا، اسی طرح ماہ صفر میں کسی خیر کا آغاز نہ کرنا وغیرہ۔

(۳) ہامہ:..... لوگوں کا زمانہ جاہلیت میں یہ عقیدہ تھا کہ اگر مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی روح الو کی شکل اختیار کر کے بھٹکتی اور چیختی پھرتی ہے اور بدلہ لینے کا مطالبہ کرتی ہے اور اس جاہلانہ تصور کی وجہ سے لوگوں کی لڑائیاں ہوتیں اور یہ لڑائی کا سلسلہ نسل در نسل چلتا، شریعت اسلامیہ نے اس تصور کو غلط قرار دیا ہے۔

① بخاری، کتاب الطب، باب لاهامہ، رقم: ۵۷۵۷۔ مسلم، کتاب السلام، باب لاعدوی ولا طیرہ الخ، رقم:

۲۲۲۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۹۱۱۔ مسند احمد: ۲ / ۲۶۷۔

(۴) صفر:..... دور جاہلیت کے شریک عقائد میں سے صفر بھی تھا، صفر کے متعلق ان کا گمان تھا کہ صفر پیٹ کا ایک کپڑا ہے جو بھوک کے وقت پیٹ کو نوچتا ہے، کبھی آدمی اس کی وجہ سے مر جاتا ہے۔ عرب لوگ اس بیماری کو متعدی سمجھتے تھے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے صفر کے یہی معنی نقل کیے ہیں۔ (مسلم، کتاب السلام، رقم: ۵۷۹۷)

بعض نے اس سے صفر کا مہینہ مراد لیا ہے۔ کیونکہ مشرکین ماہ محرم کو حلال کرنے کے لیے اس کے بدلے ماہ صفر کو حرمت والا مہینہ بنا لیا کرتے تھے۔ اور یہ بھی بعض نے کہا ہے کہ ماہ صفر کو زمانہ جاہلیت میں منحوس سمجھتے، اب بھی یہ جاہلانہ رسم مسلمانوں کے اندر موجود ہے کہ لوگ اس مہینے میں شادی کرنا منحوس خیال کرتے ہیں۔

[۲۵۰/۶۷۰]..... أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ وَهُوَ ابْنُ عَمْرِو الرِّقِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ

أَبِي أَنَيْسَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ سَمِعْتُ.....

ابوالحکم الجلیلی بیان کرتے ہیں، میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جبکہ وہ پچھنے لگوا رہے تھے، تو انہوں نے فرمایا: ابوالحکم! کیا تم نے پچھنے لگوائے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے کبھی بھی پچھنے نہیں لگوائے، تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوالقاسم رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ جبریل علیہ السلام نے انہیں بتایا کہ لوگ جن چیزوں کے ذریعے علاج معالجہ کرتے ہیں، ان میں سے پچھنے لگوانا سب سے زیادہ مفید ہے۔“

أَبَا الْحَكَمِ الْجَلِيلِيِّ، يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَحْتَجِمُ فَقَالَ: يَا أَبَا الْحَكَمِ، احْتَجِمْ، فَقَالَ: مَا احْتَجَمْتُ قَطُّ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ جَبْرِيْلَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْحَجْمَ أَنْفَعُ مَا يَتَدَاوَى بِهِ النَّاسُ. ①

نوٹ:..... سینگے یا پچھنے لگانا ایک بہترین طریقہ علاج ہے جس میں ایک خاص طریقے سے جسم سے خون نکالا جاتا ہے، جب جسم کے کسی حصے میں خون کا دباؤ بڑھ جائے یا اس میں جوش آجائے، تو کسی تیز دھار آلے سے اس جگہ سے خون چوسا جاتا ہے۔ اور عربوں کے ہاں یہ ایک بہترین طریقہ علاج تھا۔

ایک دوسری روایت میں ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شفا تین چیزوں میں ہے سینگے لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں۔ لیکن میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔“ (بخاری، رقم: ۵۶۸۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۴۹۱)

سینگے کا بہترین وقت مہینے کی سترہ، انیس اور اکیس تاریخ ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگے لگوانے کے لیے مفید وقت کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا: ”جس نے مہینے کی سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو پچھنا لگوایا، تو وہ تمام بیماریوں سے شفا یاب ہو جائے گا۔“ (ابوداؤد: ۳۸۶۱۔ سلسلہ صحیحہ: ۶۲۲)

[۳۷۰/۶۷۱]..... قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: أَحَدْتَكُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي صَالِحِ الْأَشْعَرِيِّ.....
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْحَمِيِّ: أَنْتَ نَارِي أَسْلَطْتُكَ عَلَى عَبْدِي الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا كَيْ يَكُونَ حَطْبُهُ مِنَ النَّارِ، فَأَقْرَبِهِ، وَقَالَ: نَعَمْ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل بخار سے فرماتا ہے: تم میری آگ ہو، میں تمہیں دنیا میں اپنے مومن بندے پر مسلط کرتا ہوں تاکہ وہ اس کا جہنم کی آگ میں سے حصہ ہو جائے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث میں مومنوں کے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے کہ اگر مومن بیمار ہو جائے تو اس کے عوض اللہ ذوالجلال اس کو جہنم کی آگ سے بچالے گا۔ اللہ ذوالجلال سے تکلیف مانگنی نہیں چاہیے، لیکن اگر تکلیف آئے تو بشارت سے صبر کرنا چاہیے۔ اور عافیت کی دعا بھی کرتے رہنا چاہیے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آیا، نبی مکرم ﷺ نے (اس سے) سوال ”کیا تجھے (کبھی) بخار ہوا؟“ اس نے کہا: بخار کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جلد اور گوشت کے درمیان گرمی (پیدا ہو جانا)“ اس نے کہا: نہیں (کبھی ایسا نہیں ہوا) آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ تجھے صداع یعنی (سر میں درد) ہوا ہے؟“ اس نے کہا: صداع کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک ہوا ہے جو سر میں گھس جاتی ہے اور رگوں پر ضرب لگاتی ہے۔“ اس نے کہا: نہیں۔ (ایسا کبھی نہیں ہوا) راوی کہتے ہیں کہ جب وہ شخص وہاں سے کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو یہ پسند ہو کہ دوزخ والوں میں سے کسی شخص کو دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اس شخص کو دیکھ لے۔“ (ادب المفرد للبخاری، رقم: ۴۹۵) شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

[۴۹۶/۶۷۲]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جو شخص کسی قیافہ شناس یا کسی کاہن کے پاس آئے اور وہ اس کی بات کی تصدیق کرے (اسے سچا جانے) تو اس نے اس چیز کا انکار کر دیا جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ أَتَى عَرَافًا أَوْ كَاهِنًا فَسَأَلَهُ فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ②

① سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب الحمی، رقم: ۳۴۷۰، قال الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۲/ ۴۴۰۔ طبرانی اوسط، رقم: ۱۰۔

② سنن ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الکھان، رقم: ۳۹۰۴، قال الالبانی: صحیح۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۶۳۹۔ مسند احمد: ۲/ ۴۲۹۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔

حاشیہ:..... عربی زبان میں نجومی کو العراف کہتے ہیں جس کے لغوی معنی کاہن کے بھی ہیں۔ عروہ بن حزام کا قول ہے: ((فَقُلْتُ لِعَرَّافِ الْيَمَامَةِ دَاوِنِي فَإِنَّكَ إِنِ ابْدَأْتُ تَنِي لَطِيْبٌ.)) ”میں نے یمامہ کے کاہن و نجومی سے کہا کہ میرا علاج کرا اگر تو نے مجھے شفا دے دی تو بلاشبہ تو حکیم ہے۔“ (لسان العرب: ۲۳۸/۹)

لیکن مذکورہ بالا حدیث میں عراف سے مراد نجومی یا حازی یعنی قیافہ شناس ہے جو علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں خاص کر رکھا ہے، کتاب التوحید میں ہے۔ بغوی رحمہ اللہ نے کہا: کاہن یا عراف اس شخص کو کہتے ہیں جو بعض مقدمات و تمہیدات کے ذریعے معاملات کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے جن سے وہ مسرودہ و گم شدہ مال کے موقع محل وغیرہ پر استدلال کرتا ہے۔

اور اس کے حاشیہ میں کہا: کاہن یا عراف وہ شخص ہے جو مختلف واقعات کی اطلاع دیتا ہے چوری کے مال اور چور کے بارے میں خبر دیتا ہے اسی طرح گم شدہ چیز اور اس کی جگہ کے متعلق بتاتا ہے، وہ کچھ اسباب و مقدمات باطل قیاسات اور شیطانی خیالات کے سہارے ان چیزوں کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے، بعض اوقات ان کے پاس شیطان بھی آتے ہیں اور نجومی کی خبیث سانسیں اپنے شیطان بھائیوں کی خبیث سانسوں کے ساتھ مل کر چلتی ہیں۔

(حاشیہ کتاب التوحید لعبدالرحمن بن قاسم: ص ۲۰۶۔

[۶۷۳/۵۰۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ جَعْفَرٍ، وَهُوَ ابْنُ أَبِي وَحْشِيَّةَ،

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشِبٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم (اصحاب رسول) نے اس آیت: ”شجر خبیث کی طرح جسے زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا جائے اسے ثبات نہ ہو۔“ (کی تفہیم) میں اختلاف کیا، ہم نے کہا: ہم اسے کھمبی خیال کرتے ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا: ”تم کس چیز کا تذکرہ کر رہے ہو؟“ ہم نے عرض کیا: اس آیت میں اس درخت کے بارے میں جس کا اللہ نے ذکر کیا ہے، ہم نے کہا: ہم اس سے کھمبی مراد لیتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کھمبی، (بنی اسرائیل پر نازل ہونے والے) مَنْ مِنْ سَبْءٍ، اس کا پانی آنکھ کے لیے باعث شفاء

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَنَازَعْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي هَذِهِ الْآيَةِ فِي ﴿كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾ (إبراهيم) فَقُلْنَا: نَحْسِبُهَا الْكَمَاءَ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: مَاذَا تَذَكَّرُونَ؟ فَقُلْنَا: هَذِهِ الْآيَةُ فِي الشَّجَرَةِ الَّتِي ذَكَرَهَا اللَّهُ، فَقُلْنَا: نَحْسِبُهَا الْكَمَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكَمَاءُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ، وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السَّمِّ. ①

ہے اور عجوہ (کھجور) جنت میں سے ہے اور وہ زہر کا تریاق ہے۔“

[۵۵۶/۶۷۴]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ.....

عَنْ أُمِّ كُرَيْزٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَقْرِؤْ الطَّيْرَ عَلَى مَكِنَاتِهَا. ①

سیدہ ام کرزہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”پرندے کو اپنے مسکن (گھونسلے) میں رہنے دو۔“ (انہیں فال لینے کے لیے نہ اڑاؤ)

نوٹ:..... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ براشگون یا اچھا شگون لینے کے لیے ان کو نہ اڑاؤ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا۔

[۶۳۰/۶۷۵]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْدٍ، نَا عَبْدَ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَائِبَةَ.....

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْحَيَّاتِ الَّتِي تَكُونُ فِي الْبُيُوتِ، إِلَّا الْآبَتِ، وَذَا الطَّفِيفَتَيْنِ، فَإِنَّهُمَا يَخْطِفَانِ الْبَصْرَ، وَيَطْرِحَانِ أَوْلَادَ النِّسَاءِ، فَمَنْ تَرَكَهُمَا فَلَيْسَ مِنَّا. ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دم کٹے اور دو لکیروں والے سانپ کے علاوہ ان سانپوں کو مار ڈالنے سے منع فرمایا جو کہ گھروں میں ہوتے ہیں، کیونکہ وہ دونوں بینائی ضائع کر دیتے ہیں اور خواتین کا حمل گرا دیتے ہیں، پس جس نے ان دونوں کو (مارے بغیر) چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دو لکیروں والے اور دم کٹے سانپ کو قتل کر دینا چاہیے، کیونکہ یہ دونوں بڑے زہریلے ہیں۔ دم کٹے سے مراد وہ سانپ ہے جس کی دم دوسرے سانپوں کی طرح مخروطی نہیں ہوتی بلکہ اس طرح معلوم ہوتی ہے جیسا کہ اس کی دم کاٹ دی گئی ہو۔ اور دو لکیروں والے سانپ سے مراد ایک خاص قسم کا سانپ ہے جس کی پیٹھ پر دو لکیریں ہوتی ہیں۔ سانپوں کی بہت سی قسمیں ہیں اور بڑے بڑے زہریلے سانپ ہیں۔ جنوب مغربی فرانس میں واقع سانپوں کے مرکز سے ایک زہریلے سانپ کے بارے میں بعض معلومات شائع ہوئی ہیں جن کے مطابق

① سنن ابوداؤد، کتاب الاضحی، باب فی العقیقہ، رقم: ۲۸۳۵۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۶/۳۸۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۱۲۶۔

② بخاری، کتاب بدء الخلق، باب قوله تعالی (وبئ فیہا من کل دابہ) رقم: ۳۲۹۷۔ مسلم، کتاب السلام، باب قتل الحیات وغیرہا۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۵۳۵۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۴۸۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۵۳۵۔

یہ ڈیڑھ میٹر لمبا سانپ اپنے زہر سے بیک وقت پانچ آدمیوں کو ہلاک کر سکتا ہے۔ (اردو نیوز جده، ۱۷ اگست ۱۹۹۹ء)

کہتے ہیں: انڈونیشیا کا تھوک پھینکنے والا زہریلا سانپ ۲ میٹر لمبا ہوتا ہے اور یہ تین میٹر کے فاصلے سے انسان کی آنکھ میں پچکاری کی طرح زہر پھینکتا ہے جس سے انسان فوراً مر جاتا ہے۔

گھر میں اگر سانپ نظر آئے تو اس کو تین مرتبہ تنبیہ کرے یعنی اس کو کہنا چاہیے: چلا جا، اگر نہ جائے، تو تیسری مرتبہ کہنے کے بعد قتل کر دیں۔ (مسلم، رقم: ۲۲۳۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۵۲۵۷)

اس روایت کی حکمت کی سمجھ اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔ سیدنا ابوسائب بیان کرتے ہیں میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے ان کی چارپائی کے نیچے کسی چیز کی سرسراہٹ محسوس کی، میں نے دیکھا تو وہ سانپ تھا۔ چنانچہ میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہاں سانپ ہے۔ انہوں نے کہا: تو کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ اسے مارتا ہوں، تو انہوں نے اپنے گھر کے سامنے ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور کہا: بے شک میرا چچا زاد اسی مکان میں رہتا تھا۔ جنگ احزاب کے دن اس نے اپنے گھر آنے کی اجازت مانگی جب کہ اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دے دی اور فرمایا کہ مسلح ہو کر جانا، وہ اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی گھر کے دروازے پر کھڑی ہے۔ چنانچہ اس نے نیزے سے اس کی طرف اشارہ کیا (مارنے لگا) تو اس نے کہا: جلدی مت کرو۔ پہلے دیکھ لو کہ مجھے کس چیز نے باہر نکالا ہے؟ چنانچہ وہ گھر کے اندر گیا تو دیکھا کہ وہاں ایک بد صورت سانپ تھا۔ چنانچہ اس نے اپنا نیزہ اسی میں چھو دیا اور اسی طرح چھوئے ہوئے باہر لے آیا اور سانپ نیزے کے ساتھ تڑپ رہا تھا۔ انہوں نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ ان میں سے پہلے کون مراد وہ آدمی یا سانپ۔ چنانچہ اس کی قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور انہوں نے کہا: دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس آدمی کو واپس (زندہ) کر دے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے ساتھی کے لیے بخشش کی دعا کرو۔“ پھر فرمایا: ”مدینہ میں کچھ جن مسلمان ہوئے ہیں، جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اسے تین بار خبردار کرو، اس کے بعد اگر ماردینے کا خیال ہو تو تیسری بار کے بعد مار ڈالو۔“

(مسلم، کتاب السلام، رقم: ۲۲۳۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۵۲۵۷)

[۶۴۳/۶۷۶]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرِ الْمَدَنِيِّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ.....

عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فِي الْعَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءٌ أَوْ إِنَّهَا تَرِيأَقُ أَوْ الْبُكْرَةُ. قَالَ إِسْحَاقُ: هِيَ، يَا وَهْ زَهْرٌ كَرَاتِرِيَّاقُ هِيَ—

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”بالائی علاقے (نجد) کی عجوہ (کھجور) شفا شفاءً أَوْ إِنَّهَا تَرِيأَقُ أَوْ الْبُكْرَةُ. قَالَ إِسْحَاقُ: هِيَ، يَا وَهْ زَهْرٌ كَرَاتِرِيَّاقُ هِيَ—

الْعَالِيَةُ مُوَضَّعٌ مَالَهُ بِالْعَالِيَةِ (خَيْرٍ). ①

[۶۴۷/۶۷۷]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ.....

سیدہ ام منذر بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے اور وہ مرض سے صحت یاب ہوئے تھے جس وجہ سے کمزور تھے، ہمارے ہاں نیم پختہ کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ ان میں سے کھانے لگے، تو رسول اللہ ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے: ”ٹھہرو، تم (بیماری سے صحت یاب ہوئے اور) کمزور ہو۔“ حتیٰ کہ علی رضی اللہ عنہ رک گئے، انہوں (ام منذر رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میں نے جو اور چقدر پکائے، پھر میں اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”علی! اس میں سے لو (کھاؤ) فَإِنَّهُ أَنْفَعُ لَكَ. ②

کیونکہ وہ تمہارے لیے زیادہ مفید ہے۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بیمار آدمی کو یا جس کی نئی نئی بیماری ختم ہوئی ہے، ابھی کمزور ہے تو کھانے پینے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے اور جس سے ڈاکٹر، حکیم منع کر دے تو مریض کو ان چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور معلوم ہوا کہ بیماری یا اس کے ختم ہونے کے بعد نرم غذا کھانی چاہیے۔

[۶۵۰/۶۷۸]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ.....

سیدہ ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے

① بخاری، کتاب الطب، باب الدواء بالعجوة للسحر، رقم: ۵۷۶۹۔ مسلم، کتاب الاشربة، باب فضل تمر المدينة، رقم: ۲۰۴۸۔ مسند احمد: ۶/ ۷۷۔

② سنن ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الحمیة، رقم: ۳۸۵۶۔ سنن ترمذی، ابواب الطب، باب ماجاء فی الحمیة، رقم: ۲۰۳۷۔ قال الشيخ الالبانی: حسن۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۴۴۲۔ مسند احمد: ۶/ ۳۶۳۔

بیٹے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، میں نے اسے حلق کی بیماری کے اندیشے کے پیش نظر انگلی سے اس کا حلق دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے بچوں کے حلق اس طرح انگلی سے کیوں دباتے ہو، تم یہ عود ہندی (قط) استعمال کرو۔“ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹے کو پکڑ لیا، تو اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوایا اور اسے اس پر بہا دیا یا اس پر چھڑک دیا۔ راوی نے کہا: پس اس سے یہ طریقہ رائج ہو گیا کہ جو بچہ کھانا نہ کھاتا ہو اس کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے گا اور جو کھانا کھاتا ہو اس کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبْنِ لَهَا قَدْ عَلَقَتْ عَلَيْهِ عِلَاقَاتٍ تَخَافُ أَنْ يَكُونَ بِهِ الْعُدْرَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَامَ تَدْعُرُونَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذِهِ الْعِلَاقِي، عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَنَاولَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَهَا، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ أَوْ نَضَحَهُ قَالَ: فَمَضَيْتِ السُّنَّةَ بِنَضْحِ بَوْلٍ مَا لَا يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَغَسَلِ بَوْلٍ مَا يَأْكُلُ الطَّعَامَ قَالَ النَّضْرُ: وَالْعُدْرَةُ: رِيحٌ يَكُونُ مِنَ الْجَنِّ وَيَدْعُرُونَ هُوَ عَمْدًا نَلَّهَا. ①

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بچوں کی حلق کی تکلیف کا علاج انگلی سے دبانا نہیں، بلکہ عود ہندی کا استعمال ہے۔ عود ہندی بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ صحیح بخاری میں ہے سیدہ ام قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی معظم ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ”تم لوگ اس عود ہندی کا استعمال کیا کرو، کیونکہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔ حلق کے درد میں اسے ناک میں ڈالا جاتا ہے۔ پسلی کے درد میں چھائی جاتی ہے۔“ (بخاری، رقم: ۵۶۹۲)

محمد بن حاطب نے بیان کیا: میری والدہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر گئیں، انہوں نے شور بہ بنایا تھا اور وہ میرے بدن پر گر گیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے کچھ فرمایا، لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا تھا، جب عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو میری والدہ نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی تھی: ”لوگوں کے رب! بیماری دور فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے شفا عطا فرما، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔“

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ: ذَهَبَتْ بِي أُمِّي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَنَعَتْ مُرِيْقَةً، فَأَصَابَتْ بَدَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَلَمَّا كَانَ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ قَالَتْ أُمِّي: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَذْهَبِ الْبَأْسَ رَبِّ النَّاسِ وَأَشْفِ

① بخاری، کتاب الطب، باب السعوط بالقسط النخ، رقم: ۵۶۹۲۔ مسلم، کتاب السلام، باب التداوی بالعود

الہندی، رقم: ۲۲۱۸۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۸۷۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۷۱۔ سنن نسائی، رقم: ۳۰۲۔

وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَّ إِلَّا أَنْتَ . ①

فتاویٰ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کوئی بیمار ہو جائے یا کسی کا جسم جل جائے یا کسی کا ایکسڈنٹ ہو جائے تو ایسے آدمی کی تیمارداری کرنی چاہیے اور اس کے لیے شفا کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہ ہی شفا دیتا اور تکلیف دور کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (یونس: ۱۰۷) ”اور اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس تکلیف کا کوئی دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم سے بھلائی کرنا چاہے۔ تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ ”مریض آدمی کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرے اور سات مرتبہ یہ کلمات کہے تو اسے عافیت دی جاتی ہے۔ سوائے اس کے کہ اس کی موت کا وقت آ پہنچا ہو۔

((أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ .)) (صحیح ترمذی، رقم: ۱۶۹۸)

”میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمت والا ہے عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا دے۔“

[۸۰۶/۶۸۰]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، نَا وَهَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْتَجَمَ، وَأَعْطَى الْحَجَامَ، أَجْرَهُ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپنے لگوائے اور چھپنے لگانے والے کو اس کی اجرت دی۔

فتاویٰ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا سینگ لگوانا جائز ہے اور لگانے والے کو اجرت دینا بھی جائز ہے۔

[۸۰۸/۶۸۱]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، نَا وَهَيْبٌ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْتَجَمَ، وَأَعْطَى الْحَجَامَ أَجْرَهُ. ③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے چھپنے لگوائے اور چھپنے لگانے والے کو اس کی اجرت عطا فرمائی۔

① بخاری، کتاب المرضی، باب دعاء العائد للمریض، رقم: ۵۶۷۵۔ مسلم، کتاب السلام، باب استحباب

رقیہ الخ، رقم: ۲۱۹۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۸۹۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۹۷۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۵۲۰۔

③ بخاری، مسلم، کتاب المساقاة، باب حل اجرة الحجامة، رقم: ۱۵۷۷۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۴۲۳۔ سنن

ترمذی، رقم: ۱۲۷۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۱۶۳۔

③ السابق.

نوٹ: دیکھئے شرح حدیث نمبر: ۸۰۶

[۸۰۹/۶۸۲]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، نَا وَهَيْبٌ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُؤُسٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْتَجَمَ، وَاسْتَعَطَّ. ①
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے
چھپنے لگوائے اور ناک میں دوائی ڈلوائی۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ناک میں دوا ڈالنا جائز ہے۔ بیماری کا علاج کروانا توکل کے
منافی نہیں ہے۔ مذکورہ روایت سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ بیماری تو تقدیر میں لکھی تھی تو دوا کرنے کی
کیا ضرورت ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فاعل اللہ کی ذات ہے دوا کرنا بھی تقدیر سے ہے۔

[۸۱۰/۶۸۳]..... أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ جَابِرٍ.....

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَطَّ بِالسَّمْسِمِ. ②
ابو جعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیل کی
دوائی ناک میں ڈالی۔

[۹۲۱/۶۸۴]..... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، نَا طَلْحَةَ.....

عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: أَيُّهَا
النَّاسُ: تَدَاوُوا، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَخْلُقْ دَاءً إِلَّا
خَلَقَ لَهُ شِفَاءً، إِلَّا السَّامَ وَالسَّامَ: ③
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،
آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! علاج معالجہ کیا کرو، کیونکہ اللہ
نے جو بھی بیماری پیدا کی تو اس کے لیے شفا بھی پیدا فرمائی
ہے، سوائے ”السام“ کے اور ”السام“ سے مراد موت
ہے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بیماری کا علاج کروانا درست ہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے علاج
کروانے کی ترغیب دی ہے اور علاج کروانا توکل کے منافی نہیں، بلکہ مسنون عمل ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
اسباب اور مسببات کا ثبوت موجود ہے۔ اور ان کا انکار کرنے والے پر رد اور علاج معالجہ کا حکم ہے اور یہ توکل کے
خلاف نہیں ہے جیسا کہ بھوک و پیاس اور گرمی و سردی کو ان اضداد سے دور کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔

(تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید، ص: ۱۱۱)

① بخاری، کتاب الطب، باب السعوط، رقم: ۵۶۹۱.

② اسنادہ مرسل، ضعیف، فیہ جابر الجعفی: ضعیف۔ المطالب العالیہ: ۲/ ۳۳۶.

③ بخاری، کتاب الطب، باب ما انزل اللہ داء الا انزل له شفاء، رقم: ۵۶۷۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۴۳۹۔

مستدرک حاکم: ۴/ ۴۰۱۔ سنن کبریٰ بیہقی: ۹/ ۳۴۳.

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیمار کی تیمارداری کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا: تم لوگ اس کے لیے کوئی طبیب کیوں نہیں بلا تے؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی ہم کو یہ حکم دے رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جو بیماری اتاری ہے، اس کی دوا بھی نازل کی ہے۔“

(سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۲۸۷۳)

یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔ آگے علاج کرنے والے کو سمجھ آئے یا نہ آئے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جو بیماری نازل کی اس کی دوا بھی اتاری، کسی کو اس کا علم ہو گیا اور کسی کو نہ ہو سکا۔ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۴۵۱) البتہ موت اٹل حقیقت اور لا علاج مرض ہے۔

[۹۲۲/۶۸۵]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ.....

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جب اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کر رہے تھے میں اس وقت موجود تھا: کیا فلاں کام کرنے میں ہم پر کوئی حرج ہے؟ کیا فلاں کام کرنے میں ہم پر کوئی گناہ ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے بندو! اللہ نے حرج/تنگی کو دور کر دیا ہے مگر جس نے اپنے بھائی کی عزت میں سے کوئی حصہ کاٹ لیا، پس یہی شخص ہے جس نے گناہ کیا اور وہ ہلاک ہوا۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم علاج معالجہ کر لیا کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”علاج معالجہ کیا کرو، اللہ نے جو بھی بیماری اتاری، اس کے لیے دوائی بھی اتاری ہے، سوائے موت کے۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بندے کو سب سے بہتر کیا چیز عطا ہوئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اچھا اخلاق۔“

أَسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، وَشَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ: هَلْ عَلَيْنَا جُنَاحٌ فِي كَذَا؟ هَلْ عَلَيْنَا جُنَاحٌ فِي كَذَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِبَادَ اللَّهِ، رَفَعَ اللَّهُ الْحَرَجَ، إِلَّا إِمْرَأًا إِفْتَرَضَ مِنْ عَرَضِ أَخِيهِ شَيْئًا، فَذَلِكَ الَّذِي خَرَجَ وَهَلَكَ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَدَاوَى؟ قَالَ: تَدَاوُوا، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ دَوَاءً إِلَّا الْمَوْتَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا أَفْضَلُ مَا أُعْطِيَ الْعَبْدُ؟ فَقَالَ: خُلُقٌ حَسَنٌ. ①

① سنن ابوداؤد، کتاب الطب، باب الرجل يتداوى، رقم: ۳۸۵۵۔ سنن ترمذی، ابواب الطب، باب ماجاء فی الدواء والحث علیہ، رقم: ۲۰۳۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۴۳۶۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۴/۲۷۸۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۰۶۱۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا حسن اخلاق ثابت ہوتا ہے۔ علماء کو بھی چاہیے کہ جاہل، کم علم لوگ اگر عجیب و غریب سوال کریں تو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔ اور نہایت ہی اچھے انداز سے ان کے سوالوں کا جواب دیں۔ معلوم ہوا دین اسلام کے احکامات آسان اور انسانی فطرت کے مطابق ہیں۔

معلوم ہوا کسی کو اچھا اخلاق مل جانا بہت بڑا اللہ ذوالجلال کا انعام ہے، کیونکہ ایسا خوش نصیب قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریبی ہوگا، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور روز قیامت مجلس کے لحاظ سے میرے سب سے زیادہ قریبی وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہوں گے۔“ (سلسلہ الصحیحہ، رقم: ۷۹۱)

[۶۸۶/۹۲۳]..... أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبْعِيُّ، نَا شُعْبَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ.....

عَنْ أَسَامَةَ ابْنِ شَرِيكٍ قَالَ: شَهِدْتُ
الْأَعَارِبَ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ. وَزَادَ فِيهِ، قَالَ:
فَلَمَّا قَامُوا مِنْ عِنْدِهِ جَعَلُوا يَقْبِلُونَ يَدَهُ
قَالَ: فَضَمَمْتُ إِلَى يَدِهِ فَإِذَا هُوَ أَطْيَبُ مِنْ
الْمِسْكِ. ①

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں اعرابیوں کے پاس موجود تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ سے سوالات کر رہے تھے، پس راوی نے اسی مثل ذکر کیا، اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا: جب وہ آپ کے پاس سے کھڑے ہوئے تو وہ آپ کا دست مبارک چومنے لگے، راوی نے بیان کیا: میں نے آپ کا دست مبارک اپنے ساتھ ملایا، تو وہ

کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔

نوٹ:..... معلوم ہوا کہ اکابرین کے ہاتھوں کو احتراماً چومنا درست ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا اور رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر آپ اپنے گھر کی طرف گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ گیا، سامنے سے کچھ بچے آئے۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر ہاتھ پھیرا، اور میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپ ﷺ کے دست اقدس کی ٹھنڈک اور خوشبو یوں محسوس کی جیسے آپ نے عطار کے ڈبے سے ہاتھ باہر نکالا ہو۔ (سنن ترمذی، ابواب المناقب، رقم: ۶۳۴۷)

آپ ﷺ جب اپنی قیمتی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جاتے یا وہ آپ ﷺ کے ہاں آتیں تو آپ ﷺ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور وہ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بوسہ دیتیں تھیں۔

① سنن ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الرجل یتداوی، رقم: ۳۸۵۵۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ سنن کبریٰ بیہقی، رقم: ۳۴۳۹۔

[۹۲۵/۶۸۷]..... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ ، نَا طَلْحَةَ ، عَنْ عَطَاءٍ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَصْنَعُونَ خَيْرٌ ، فَفِي بُزْغَةِ الْحَجَّامِ .^①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(علاج کی غرض سے) تم جو کرتے ہو اگر ان میں سے کسی میں کوئی بھلائی ہے تو وہ پچھنے لگانے والے کے خون بہانے میں ہے۔“

نوٹ:..... معلوم ہوا سینگلی میں اللہ ذوالجلال نے بہت زیادہ فوائد رکھے ہیں۔ بشرطیکہ سینگلی لگانے والا سمجھ

دار ہو۔



① سنن ابوداؤد، کتاب الطب، باب الحجامة، رقم: ۳۸۵۷۔ سنن ابن ماجہ، ابواب الطب، باب الحجامة، رقم: ۳۴۷۶۔ اسنادہ صحیح .

کتاب اللباس و الزینة

لباس اور زینت اختیار کرنے کا بیان

[۶۹/۶۸۸]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.....

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ يَسْتَعْمِلُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا رَأَى رَجُلًا يَجُرُّ إِزَارَهُ أَنْ يَضْرِبَ بِرِجْلِهِ الْأَرْضَ، ثُمَّ يَقُولُ: قَدْ جَاءَ الْأَمْرُ، ثُمَّ يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى رَجُلٍ جَرَّ إِزَارَهُ بَطْرًا. ①

محمد بن زیاد نے بیان کیا، مروان، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا گورنر بنایا کرتا تھا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب کسی آدمی کو اپنا ازار گھسیٹتے ہوئے یا زمین پر پاؤں مارتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے: امر آچکا ہے، پھر فرماتے کہ ابو القاسم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ اس شخص کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا جو اتراتا ہوا اپنا ازار گھسیٹتا ہے۔“

[۷۰/۶۸۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.....

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ يَسْتَعْمِلُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً. ②

محمد بن زیاد نے بیان کیا: مروان، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر گورنر بنایا کرتے تھا، پس انہوں نے حدیث سابق کے مثل روایت کیا۔

[۷۱/۶۹۰]..... أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ.....

① بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، رقم: ۵۷۹۱۔ مسلم، کتاب اللباس و الزینة، باب تحريم جر الثوب خيلاء الخ، رقم: ۲۰۸۷۔ مسند احمد: ۲/ ۴۳۰۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۵۷۱۔

② السابق.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطْرًا. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جو شخص از راہ تکبر اپنا ازار گھسیتا ہے، اللہ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا تکبر اور غرور کی علامت ہے اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اور ایسے لوگوں کی طرف اللہ ذوالجلال رحمت اور محبت کی نظر سے نہیں دیکھے گا، کیونکہ اللہ ذوالجلال کی نظر سے کوئی چیز غائب تو ہونے لگتی، لیکن عاجزی اختیار کرنے والا مہربانی کی نظر کا حق دار ہوتا ہے۔ اور متکبر و مغرور اللہ ذوالجلال کے تہ کی نظر کا حقدار ہوتا ہے جیسا کہ فرمان الہی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ (النساء: ۳۶) ”بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے شیخی خور کو پسند نہیں فرماتا۔“

احادیث پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی لباس بھی فخر و غرور اور تکبر کی بنا پر لٹکانا غلط اور ناجائز ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص ازار، قمیص اور عمامہ میں سے کوئی ایک بھی تکبر سے لٹکائے گا، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے نگاہ رحمت سے نہیں دیکھے گا۔“ (صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۷۷۰)

قمیص لٹکانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے بازو کھول کر ہاتھوں سے تجاوز کیا جائے۔ اور پگڑی لٹکانے سے مراد وہ لٹکانا ہے کہ اس کے پلو کو دائیں اور بائیں جانب میں بطور فخر و غرور لٹکایا جائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کپڑا کہاں تک رکھنا چاہیے؟ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پنڈلی یا اپنی پنڈلی کا عضو (مونا حصہ) پکڑ کر فرمایا: چادر کی جگہ یہ ہے، اگر نہ مانو تو اس سے کچھ نیچے، اگر یہ بھی نہ مانو تو چادر کا ٹخنوں میں کوئی حق نہیں۔“

(صحیح ترمذی، رقم: ۱۴۵۷)

لیکن اگر کوئی کہے کہ میں تکبر کی وجہ سے نہیں لٹکاتا، ویسے ہی لٹکاتا ہوں تو اس کی یہ بات درست نہیں، کیونکہ کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا ہی تکبر ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چادر کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہے وہ آگ میں ہے“ اور اسی طرح کوئی آدمی جسم کے نقص کی وجہ سے چادر لٹکائے تو اس کا یہ عذر بھی قابل قبول نہیں ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنی چادر کھینچتا ہوا جا رہا تھا۔ آپ اس کی طرف جلدی سے گئے یا دوڑ کر گئے اور فرمایا: ”اپنی چادر اوپر اٹھاؤ اور اللہ سے ڈرو“ اس نے کہا: میرے پاؤں ٹیڑھے ہیں، میرے گھٹنے آپس میں رگڑ کھاتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”اپنی چادر اوپر اٹھاؤ، کیونکہ اللہ عزوجل کی پیدا کی ہوئی ہر چیز خوبصورت ہے۔“ تو اس کے بعد اس آدمی کو جب بھی دیکھا گیا، اس کی چادر نصف پنڈلی پر ہوتی تھی۔ (مسند احمد: ۴ / ۳۹۰۔ سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۱۴۴۱)

معلوم ہوا کہ اس صحابی کا چادر لٹکانا تکبر کی وجہ سے نہیں تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس لیے منع فرمایا کہ اس میں تکبر پائے جانے کا گمان ہو سکتا ہے۔

[۷۲/۶۹۱]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ.....
 أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْفِهِمَا جَمِيعًا أَوْ أَنْعَلُهُمَا جَمِيعًا فَإِذَا لَبَسْتَ فَاَبْدَأْ بِالْيُمْنَى وَإِذَا خَلَعْتَ فَاَبْدَأْ بِالْيُسْرَى ①
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان دونوں (جوٹوں) کو اکٹھے پہنو یا ان دونوں کو اکٹھے اتار دو، جب تم جوتے پہنو تو دائیں سے شروع کرو اور جب اتارو تو بائیں سے شروع کرو۔“

[۷۳/۶۹۲]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ.....
 أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَذَكَرَهُ مِثْلَهُ سَوَاءً. ②
 ایک دوسری سند سے رسول اللہ ﷺ سے حدیث سابق کے مانند مروی ہے۔

[۷۴/۶۹۳]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ.....
 أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنَى، وَإِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُسْرَى، أَنْعَلُهُمَا جَمِيعًا أَوْ أَحْفِهِمَا جَمِيعًا. ③
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی جوتے پہنے تو وہ دائیں سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں سے شروع کرے، وہ دونوں جوتے اکٹھے پہنے یا دونوں پاؤں ننگے رکھے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک جوتا پہن کر چلنا جائز نہیں یا دونوں پہنے ہوں یا پھر دونوں اتار دیں۔ کیونکہ جوتے کا مقصود پاؤں کو تکلیف دہ چیزوں مثلاً کانٹے وغیرہ سے بچانا ہوتا ہے، معمول کی چال بھی برقرار نہیں رہتی، نہ ہی جسم کا توازن درست رہتا ہے۔ اسی طرح جوتا پہنتے وقت پہلے دایاں پہننا اور اتارتے وقت پہلے بائیں اتارنا مسنون ہے۔ علاوہ ازیں ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَمْسِي فِي النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ، (سلسلہ الصحیحہ، رقم: ۳۴۸) ”بیشک شیطان ایک جوتا پہن کر چلتا ہے۔“

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ

① مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب استحباب لبس النعل الخ، رقم: ۲۰۹۷۔ مسند احمد: ۲/ ۴۳۰۔ صحیح

ابن حبان، رقم: ۵۴۶۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۷۷۴۔

③ انظر ما قبله.

② السابق.

جائے تو وہ ایک جوتا پہن کر نہ چلے، یہاں تک کہ اپنا تمہ درست کر لے اور نہ ہی ایک موزہ پہن کر چلے۔

(مسلم، کتاب اللباس)

معلوم ہوا پاؤں میں ایک موزہ یا جراب پہن کر چلنا پھرنا بھی جائز نہیں ہے، مذکورہ بالا احادیث میں جوتے پہننے اور اتارنے کے آداب بھی بتلائے گئے ہیں۔ علماء کہتے ہیں: ہرزینت والا، عزت یا شرف کا باعث بننے والے کام کو دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے۔ مثلاً شلوار پہننا، مسجد میں پاؤں رکھنا، سرمہ لگانا اور اسی طرح وضو کرنا، کھانا کھانا وغیرہ۔

جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے نبی مکرم ﷺ کو دائیں جانب سے شروع کرنا پسند تھا، آپ کے جوتا پہننے میں کنگھی کرنے میں وضوء میں اور اپنے تمام کاموں میں۔

[۷۹/۶۹۴]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ.....

ابا ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حَلِيٍّ مَرَّ بِرَجُلٍ جُمَّتِهِ يُعْجِبُهُ نَفْسُهُ، إِذْ خُسِفَتْ بِهِ الْأَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلَّجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ (بنی اسرائیل میں) ایک آدمی جوڑا پہن کر زلفوں میں کنگھی کیے ہوئے اتراتا ہوا چل رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا، پس وہ قیامت کے دن تک اس میں دھنستا جائے گا۔“

[۸۰/۶۹۵]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سِوَاءَ. ②

ایک دوسری سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی سابقہ حدیث کی مانند مروی ہے۔

[۸۱/۶۹۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ مَوْلَى بَنِي جُمَحٍ أَنَّهُ سَمِعَ.....

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. ③

سیدنا ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ ایک آدمی چل رہا تھا۔“ پس حدیث سابق کے مانند ذکر کیا۔

..... ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی اپنے تہبند کو گھسیٹ رہا تھا“

① بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، رقم: ۵۷۸۹۔ مسلم، کتاب اللباس، باب تحريم التبخر في المشي الخ، رقم: ۲۰۸۸۔ مسند احمد: ۲/ ۲۶۷۔ سنن دارمی، رقم: ۴۳۷۔ طبرانی اوسط، رقم: ۷۷۲۰۔

② السابق.

③ انظر ما قبله.

کہ اللہ نے اسے دھنسا دیا، پس وہ قیامت تک زمین کی گہرائی میں نیچے جاتا رہے گا۔“ (بخاری، رقم : ۵۷۹۰)

معلوم ہوا انسان کو تکبر و غرور جیسے گھٹیا اور مذموم عمل سے اجتناب کرنا چاہیے۔ خوبصورتی اگر ملے یا خوبصورت لباس، یا سر کے بال خوبصورت ہوں یا خوبصورت جوتی ہو تو ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے اور تکبر و غرور اختیار کرتے ہوئے لوگوں کو حقیر نہیں جاننا چاہیے، کیونکہ متکبر قسم کے لوگ اللہ ذوالجلال کو پسند نہیں ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿وَلَا تَصْعَرُ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرْحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾

(لقمان : ۱۸)

”اور لوگوں (کو حقیر سمجھتے ہوئے اور اپنے آپ کو بڑا تصور کرتے ہوئے) ان سے منہ نہ موڑنا اور زمین پر

اگر نہ چلنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے اور فخر کرنے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔“

مذکورہ بالا حدیث میں جس کا تذکرہ ہے، اس سے مراد ام سائقہ کا کوئی شخص ہے۔ اور بعض نے اس شخص سے مراد

قارون لیا ہے۔ یا کہا ہے کہ یہ ہیزن فارس کا رہنے والا آدمی تھا۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے کوئی خاص آدمی مراد نہیں، بلکہ متعدد واقعات و اشخاص کا احتمال ہے۔

[۶۹۷/۴۹۳]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا شَابُّ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ مُخْتَالًا فَخُورًا ابْتَلَعَتْهُ الْأَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلَّجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”تم سے پہلے لوگوں (بنی اسرائیل) میں سے ایک نوجوان جوڑا پہنے ہوئے کبر و غرور میں اتراتا ہوا چل رہا تھا تو زمین نے اسے نگل لیا، پس وہ قیامت تک اس میں دھنستا چلا جائے گا۔“

..... مذکورہ روایت کی سند کمزور ہے، تاہم اس کے شواہد صحیح ہیں۔ (دیکھئے شرح حدیث نمبر ۷۹)

[۶۹۸/۹۵]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ كَثِيرِ الْأَسِيدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: أَحْسَبُهُ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَرِيرِ أَشَدَّ النَّهْيِ، فَقَالَ رَجُلٌ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ: إِنَّ هَذَا عَلَيْكَ حَرِيرٌ، قَالَ: فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم (پہننے) سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، ایک آدمی نے عبد اللہ بن شقیق سے کہا: یہ آپ نے بھی تو ریشم پہن رکھا ہے، انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ ریشم نہیں، اس نے

① انظر ما قبله : ۷۹.

لَيْسَ هَذَا حَرِيرٌ، فَقَالَ: إِنَّ سَدَاهُ حَرِيرٌ، کہا: اس کا تانا ریشم کا ہے، عبد اللہ بن شقیق نے کہا: مجھے قَالَ: فَقَالَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَقِيقٍ: مَا شَعَرْتُ. ① پتہ نہیں چلا۔

نوٹ: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا پکڑ کر کہا ”یہ دونوں اشیاء میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔“

(صحیح ابوداؤد، رقم: ۲۴۲۲)

لیکن کپڑے میں تھوڑا بہت ریشم ہو تو جائز ہے، وہ کڑھائی کی صورت میں ہو یا ریشمی کپڑے کے ٹکڑے کی صورت میں لیکن چار انگلیوں سے زیادہ نہ ہو۔

جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ باریک اور موٹے ریشم (کا کپڑا پہننے) سے منع کرتے تھے، مگر جو اتنا سا ہو پھر (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے) ایک انگلی سے اشارہ کیا۔ پھر دوسری سے، پھر تیسری سے، پھر چوتھی سے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ ہمیں اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۵۹۳)

جمہور کا یہ موقف ہے کہ ریشم اگر چار انگلیوں سے زیادہ نہ ہو تو جائز ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۵/۳۸۴)

[۱۱۵/۶۹۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ. ② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا سونے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال ہے۔ لیکن مردوں کے لیے حرام ہے۔“ (طبرانی کبیر، رقم: ۵۱۲۵ اسنادہ صحیح)

معلوم ہوا کہ عورتیں سونا پہن سکتی ہیں، لیکن مردوں کے لیے یہ حرام ہے۔ مجبوری کے طور پر سونے کے دانت یا ناک لگوائی جاسکتی ہے، جیسا کہ عبدالرحمن بن طرفہ نے بیان کیا کہ معرکہ کلاب میں میرے دادا عرفہ بن اسعد کی ناک کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی بنوائی مگر اس میں بو پڑ گئی، نبی مکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے سونے کی

① لم اجدة لكن اسنادة صحيح .

② بخاری، کتاب اللباس، باب خواتیم الذهب، رقم: ۵۸۶۴۔ مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحريم خاتم

الذهب الخ، رقم: ۲۰۸۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۴۸۷۔ مسند احمد: ۲/ ۴۶۸۔

ناک بنوالمی۔ (سنن ابوداؤد، رقم: ۴۲۳۲) امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے۔ (باب ماجاء فی ربط الاسنان بالذهب) دانتوں کو سونے سے بندھوانا بھی جائز ہے۔

[۱۸۸/۷۰۰] أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُّ قَالَ: أَتَشِدُّكُمْ اللَّهُ هَلْ سَمِعَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُمْتُ، فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَا سَمِعْتُهُ قَالَ: فَمَا سَمِعْتُهُ، فَقُلْتُ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو کہ گودنے کا کام کرتی تھی، انہوں نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ سے (اس کے متعلق) سنا ہے؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں کھڑا ہوا تو عرض کیا: امیر المؤمنین! میں نے آپ کو سنا ہے، انہوں نے فرمایا: تم نے آپ سے کیا سنا ہے؟ میں نے کہا: میں نے آپ (ﷺ) کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم گودنے کا کام کرو، اور نہ گدواؤ۔“ (سوئی کے ساتھ جسم پر نشان لگا کر رنگ بھرنا)

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ گودنے اور گدوانے والا کام نہیں کرنا چاہیے، گودنے کا مطلب یہ ہے کہ جلد میں سوئی وغیرہ چھو کر خون نکالنا، پھر اس جگہ پر سرمہ یا نیل وغیرہ بھر دینا، تاکہ وہ جگہ سبز یا سیاہ ہو جائے۔ اور عرب میں عہد رسالت کے وقت یہ طریقہ عام تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی معظم ﷺ نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔ (بخاری، رقم: ۵۹۴۶)

[۲۴۱/۷۰۱] أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي الْجَهْمِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَسْوَارَانِ مِنْ نَارٍ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی، اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! سونے کے دو کنگن ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگ کے دو کنگن ہیں۔“ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! سونے کی دو بالیاں ہیں؟ رسول

① بخاری، کتاب اللباس، باب المستوشمة، رقم: ۵۹۴۶۔ سنن نسائی، کتاب الزینة، باب الموتشمت الخ،

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگ کی دو بالیاں ہیں۔“ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر عورت اپنے شوہر کے لیے زیب و زینت نہ کرے تو وہ اپنے شوہر کے ہاں ناپسندیدہ ہو جائے گی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں کس نے منع کیا ہے کہ تم چاندی کی بالیاں بنا لو اور عمیر (مربک خوشبو) یا زعفران کے ساتھ انہیں زرد رنگ چڑھا لو تو وہ سونے کی طرح ہو جائیں گی۔“

قُرْطَانٍ مِنْ ذَهَبٍ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُرْطَانٍ مِنْ نَارٍ ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا لَمْ تَزَيِّنْ لِرِزْوَانِهَا صَلَفَتْ عِنْدَهُ ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَجْعَلَ قُرْطَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ وَتَصْفِرِيهِ بِعَبِيرٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ فَيَكُونَنَّ كَأَنَّهُ ذَهَبٌ . ①

[۲۸۰/۷۰۲]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ، وَحَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ زُرَّارَةَ بِنِ أَوْفَى سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس قافلے میں گھنٹی ہو، وہ رحمت کے فرشتوں کی رفاقت سے محروم ہوتا ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جس جگہ گھنٹی ہو، وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ ڈھول ڈھکے، باجے گاجے، طبلے سرنگی وغیرہ اسی میں شامل ہیں۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گھنٹی کی آواز دور حاضر میں انسان کی ضرورت بن چکی ہے مثلاً گھروں میں داخل ہونے کے لیے گھنٹی کی ضرورت مدارس، سکول و کالج میں پیریڈ تبدیل کرتے وقت گھنٹی کی ضرورت، ٹیلی فون کے لیے گھنٹی کی ضرورت تو آخر ان تمام ضرورتوں میں گھنٹی کا استعمال ترک کر دیا جائے؟ ایسا کرنے میں ان گنت مشکلات بلکہ نقصان ہے اور اگر اسے استعمال میں رکھا جائے تو پھر رحمت کے فرشتے نہیں آتے؟ تو اس صورت حال میں کیا کیا جائے؟ دراصل گھنٹی دو طرح کی ہوتی ہے: ایک وہ جس میں آواز کا ساز یا نغمہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ایک وہ ہوتی ہے جس میں نغمہ اور ساز پیدا نہیں ہوتا۔ مذکورہ حدیث میں جس گھنٹی کی مذمت کی گئی ہے، اس سے مراد وہ گھنٹی ہے جس میں نغمہ اور ساز کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ وہ گھنٹیاں جن میں آواز کا نغمہ پیدا نہیں ہوتا، وہ اس مذمت میں شامل نہیں۔ لیکن موجودہ زمانہ میں گھڑیوں، ٹیلی فون اور دیگر الیکٹرونکس اشیاء میں موسیقی، ساز اور نغمے داخل کیے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں

① سنن نسائی، کتاب الزینة، باب الكراهية للنساء الخ، رقم: ۵۱۴۲۔ مسند احمد: ۲/ ۴۴۰۔ قال الشيخ الالبانی وشعیب الارناؤط: اسنادہ ضعیف .

② مسلم، کتاب اللباس، باب کراهة الکلب والجرس فی السفر، رقم: ۲۱۱۳۔ سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب فی تعلیق الاجراس، رقم: ۲۵۵۵۔ سنن ترمذی: ۱۷۰۳۔ مسند احمد: ۲/ ۴۱۴ .

کو چاہیے کہ ان چیزوں سے بچ کر ان کی جگہ بسم اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کے کلمات استعمال کریں۔

[۵۴۴/۷۰۳]..... أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ: سَمِعْتُ.....

الرَّبِيعِ بِنْتِ مَعْوِذِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِنْ رَطْبٍ وَأَجْرًا مِنْ زُعْبٍ، فَجَعَلَ فِي كَفِّي حُلِيًّا أَوْ ذَهَبًا فَقَالَ: تَحَلَّى. ①

سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں تازہ کھجوروں کا ایک طباق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئی اور آپ کو چھوٹی چھوٹی ککڑیاں جن پر خفیف سا رُواں تھا ہدیہ کی گئیں، تو آپ نے میرے ہاتھ میں سونے کا زیور رکھ دیا اور فرمایا: ”اسے پہن لینا۔“

[۵۵۵/۷۰۴]..... أَخْبَرَنَا الْمَلَائِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.....

عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: غَطَىٰ عَنَّا قِنَاعَكَ يَا أُمَّ أَيْمَنَ. ②

مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ام ایمن! اپنی اوڑھنی/ آنچل ہم سے چھپا کر رکھیں۔“

[۵۶۱/۷۰۵]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ قَالَتْ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ سِوَارِينَ مِنْ نَارٍ فَرَقَّتْ بِهِ، فَمَا رَأَيْنَاهُ بَعْدُ. ③

سیدہ اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو سونے کے دو کنگن پہنے ہوئے دیکھا تو اسے فرمایا: ”کیا تمہیں پسند ہے کہ اللہ تمہیں آگ کے دو کنگن پہنائے؟“ پس اس نے وہ پھینک دیئے اور پھر ہم نے اس کے بعد انہیں نہ دیکھا۔

[۵۶۲/۷۰۶]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ صَاحِبُ الدِّسْتَوَائِي حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ

العُقَيْلِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: كَانَتْ يَدُكُمْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّضْغِ. ④

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستین کلائی تک تھے۔

① مسند احمد: ۶/ ۳۵۹۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ ضعيف .

② مجمع الزوائد: ۹/ ۸۱ باب وفاة عمر رضى الله عنه .

④ سنن ابوداود، كتاب اللباس، باب ماجاء فى القميص، رقم: ۴۰۲۷ قال الالبانى: ضعيف۔ سنن ترمذی، ابواب اللباس، باب ماجاء فى القميص، رقم: ۱۷۶۵ .

[۵۶۳/۷۰۷] قَالَ: وَقَالَ أَبِي: عَنِ أَبِي ابوصالح نے سلمان سے اسی مثل روایت کیا ہے۔
صالح، عَنْ سَلْمَانَ مِثْلَهُ. ①

[۵۶۴/۷۰۸] أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ أَبُو الْخَطَّابِ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ ثُرَوَانَ الْمُعَلِّمُ
عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسِرَةَ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: كَانَ كُمْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى الرُّضْعِ. ②
بدیل بن میسرہ العقیلی نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ کے
آستین کلائی تک تھے۔

نوٹ: مذکورہ حدیث میں قمیص کی آستین کی لمبائی کی حد بیان کی گئی ہے۔ رضح، رضح دونوں طرح
حدیث میں الفاظ آتے ہیں۔ یہ بازو اور ہتھیلی کے درمیان کے جوڑ کو کہتے ہیں۔ لہذا میانہ روی ہی بہترین طریقہ ہے اور
یہی طریقہ نبوی ہے۔

[۵۶۷/۷۰۹] أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ صَاحِبُ الدِّسْتَوَائِي، حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي
كَثِيرٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ عَمْرٍو.....

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: ”جو عورت گلے میں سونے کا ہار پہنتی ہے اسے
اس کے مثل آگ کا ہار پہنایا جائے گا، اور جو عورت اپنے
کان میں سونے کی بالی پہنتی ہے قیامت کے دن اس کے
کان میں اس کے مثل آگ کی بالی پہنائی جائے گی۔“
أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ
تَحَلَّتْ قِلَادَةً مِنْ ذَهَبٍ جُعِلَ فِي عُنُقِهَا
مِثْلُهَا مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ جَعَلَتْ فِي
أُذُنِهَا خُرْصًا مِنْ ذَهَبٍ جُعِلَ فِي أُذُنِهَا مِثْلُهُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّارِ. ③

[۶۱۱/۷۱۰] أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، نَا حَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ، نَا يَزِيدُ أَبُو
المُهَزَّمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.....

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے
عورتوں کے دامن کے متعلق فرمایا: ”ایک بالشت“ میں
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِيُولِ النِّسَاءِ شِبْرًا،

① السابق.

② السابق.

③ سنن ابوداؤد، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی الذهب للنساء، رقم: ۴۲۳۸۔ سنن نسائی، کتاب الزینة، باب
الکراهية للنساء فی اظهار الحلی والذهب، رقم: ۵۱۳۹۔ قال الشيخ الالبانی: ضعيف- ضعيف ترغيب وترهيب،
رقم: ۴۷۳۱۔ مسند احمد: ۶/ ۴۵۷۔

قُلْتُ: إِذَا تَخْرُجُ سَوْفَهُنَّ، قَالَ: فَذِرَاعٌ. ① نے عرض کیا: تب تو ان کی پنڈلیاں ظاہر ہو جائیں گی،

آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر ایک ہاتھ (کافی ہے)۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عورتوں کو شلوار ٹخنوں سے نیچی رکھنی چاہیے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مرد کی دو حالتیں ہیں: مستحب حالت یہ ہے کہ تہبند آدھی پنڈلی تک اونچا رکھے اور جائز حالت یہ ہے کہ ٹخنوں (سے اوپر) تک رکھے اور عورتوں کی بھی دو حالتیں ہیں۔

مستحب یہ ہے کہ مردوں کی جائز حالت سے ایک باشت زیادہ ہو اور جائز حالت ایک ہاتھ یعنی مردوں کی جائز حالت سے دو باشت زیادہ۔ (فتح الباری: ۳۲۰/۱۰)

لیکن افسوس موجودہ دور میں عورتیں اپنی شلواریں ٹخنوں سے اوپر رکھتی ہیں اور مرد نیچے۔ حالانکہ مردوں کو ٹخنوں سے اوپر اور عورتوں کو نیچے رکھنے کا حکم ہے، ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی جو مرد کی طرح کا لباس پہنے اور اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورت کا لباس پہنے۔ (حاکم: ۱۹۴/۴)

امام حاکم رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ لیکن اگر ہاتھ سے زیادہ عورت کپڑا نکائے گی، تو ایسی عورتیں بھی اس وعید میں شامل ہیں جو حدیث میں آئی ہیں۔

[۷۰۶/۷۱۱]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ، عَنِ امْرَأَتِهِ.....

عَنْ أُخْتِ لِحْدَيْفَةَ قَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلِّينَ بِهِ، إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ امْرَأَةٍ تَحَلَّى ذَهَبًا تَطْهَرُهُ إِلَّا عُدَّتْ بِهِ. ②

سیدنا حدیفہ رضی اللہ عنہا کی بہن (فاطمہ بنت الیمان رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، تو فرمایا: ”خواتین کی جماعت! کیا تمہارے زیور پہننے کے لیے چاندی میں کوئی رغبت نہیں، کیونکہ جو بھی عورت سونے کے زیورات نمائش کے لیے پہنتی ہے اسے اس وجہ سے

عذاب دیا جائے گا۔“

[۷۰۷/۷۱۲]..... أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبِيدٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ.....

① سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر الذیل، رقم: ۴۱۱۷، ۴۱۱۹۔ سنن ترمذی، ابواب اللباس، باب جر ذیول النساء، رقم: ۱۷۳۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۵۸۱۔ مسند احمد: ۵/۲۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح.

② سنن ابوداؤد، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی الذهب للنساء، رقم: ۴۲۳۷۔ سنن نسائی، کتاب الزینة، باب الكراهية للنساء فی اظهار الحلی والذهب، رقم: ۵۱۳۸۔ قال الشيخ الالبانی: ضعيف۔ مسند احمد: ۵/۳۹۸.

عَنْ أُخْتِ لِحَدِيثِهَا قَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. ①
سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن (فاطمہ بنت الیمان رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، راوی نے حدیث سابق کے مثل ذکر کیا۔

[۷۲۰/۷۱۳]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ.....

عَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا شَهِدْتَ إِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَلَا تَمْسُ طَيْبًا. ②
سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز عشاء پڑھنے آئے تو وہ خوشبو نہ لگائے۔“

نوٹ:

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جو عورت مسجد میں جا کر نماز پڑھنا چاہتی ہے، اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ خوشبو لگا کر نہ جائے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت نے خوشبو کی دھونی لی، سو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الترجل، رقم: ۴۱۷۵)

بلکہ ایسی عورت کی نماز ہی قبول نہیں ہوتی جو خوشبو لگا کر مسجد کی طرف جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک عورت ملی جو خوشبو لگا کر مسجد کی طرف جا رہی تھی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جبار کی بندی! کہاں جا رہی ہو؟ اس نے کہا مسجد میں، فرمایا: اسی لیے خوشبو لگائی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جو عورت خوشبو لگا کر مسجد کی طرف چلے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک غسل نہ کرے۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، رقم: ۴۰۰۲)

جب مسجد کی طرف جاتے ہوئے خوشبو لگانا جائز نہیں تو بازار کی طرف جاتے ہوئے خوشبو لگانا بالاولیٰ صحیح ہے۔ بلکہ جو خوشبو لگا کر عورتیں نکلتی ہیں۔ حدیث میں ان عورتوں کو زانیہ بدکارہ کہا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ عَلَى قَوْمٍ فَيُوجَدُ رِيْحُهَا فِيهِمْ زَانِيَةٌ))

”جو عورت گھر سے خوشبو لگا کر نکلے اور اس سے خوشبو آ رہی ہو تو وہ زانیہ ہے۔“

(سنن نسائی، کتاب الزانیۃ، باب ما یکرہ للنساء من الطیب، رقم: ۵۱۲۶)

① انظر ما قبله.

② مسلم، کتاب الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد الخ، رقم: ۴۴۳، ۴۴۔ سنن نسائی، کتاب الزانیۃ، باب النهی للمرأة ان تشهد الصلاة الخ، رقم: ۵۱۲۹۔ مسند احمد: ۶/ ۳۶۳۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۱۶۸۰۔ صحیح الجامع الصغیر رقم: ۶۳۴۔

[۷۱۴/۷۹۷]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ - عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو- نَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ وَهَبٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُؤُسٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس نے مہندی کا خضاب کیا ہوا تھا (بالوں کو مہندی لگائی ہوئی تھی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ کتنا اچھا ہے۔“ پھر آپ ایک دوسرے شخص کے پاس سے گزرے جس نے مہندی اور سہمہ کا خضاب کیا ہوا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ اس سے زیادہ اچھا ہے۔“ پھر آپ ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے جس نے زرد خضاب کیا ہوا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ ان سب سے اچھا ہے۔“ راوی نے بیان کیا: طاوؤس رضی اللہ عنہ زرد خضاب کیا کرتے تھے۔

[۷۱۵/۸۸۲]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، وَاسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي يَحْيَى الثَّقَاتِ، عَنْ مُجَاهِدٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کی ران دیکھی تو اسے فرمایا: ”اپنی ران کو ڈھانپو، کیونکہ آدمی کی ران اس کے ستر میں سے ہے۔“

نوٹ:..... بخاری شریف میں ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ خیبر میں) اپنی ران کھولی۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے۔

(بخاری، کتاب الصلاة قبل الحديث، رقم: ۳۷۱)

پہلی روایت قول ہے دوسری فعل، جہاں قول اور فعل میں بظاہر تضاد نظر آئے، وہاں قول کو ترجیح دی جائے گی۔

① سنن ابوداؤد، کتاب الترجل، باب ماجاء فی خضاب الصفرة، رقم: ۴۲۱۱۔ سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب الخضاب بالصفرة، رقم: ۳۶۲۷۔ قال الشيخ الالبانی: ضعيف.

② سنن ابوداؤد، کتاب الحمام، باب النهی عن التعری، رقم: ۴۰۱۴ قال الالبانی: صحيح - سنن ترمذی، رقم: ۲۷۹۶۔ مسند احمد: ۱/ ۲۷۵.

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ران کا شرمگاہ میں داخل ہونا صحیح ہے اور دلائل سے ثابت ہے مگر ناف اور گھٹنا ستر میں داخل نہیں ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اکثر علماء کرام اس کے قائل ہیں کہ ران شرمگاہ میں داخل ہے۔ امام احمد اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ قبل اور دبر شرمگاہ میں داخل ہے۔ ران شرمگاہ میں داخل نہیں ہے۔ اہل ظاہر اور ابن جریر وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ ران بھی شرمگاہ میں داخل ہے۔ (نیل الاوطار: ۶۲ / ۲)

رانج یہی معلوم ہوتا ہے کہ ران ستر میں شامل ہے۔ لہذا کھیل وغیرہ کے وقت لمبا جا نگلیا پہنا جائے۔



کتاب الاطعمۃ

کھانے سے متعلق احکام و مسائل

[۱۲۷/۷۱۶]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْآخَرِ دَوَاءٌ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں گر جائے تو وہ اسے ڈبوئے، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں دوا (شفاء) ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مکھی پانی یا کسی بھی مائع چیز میں گر کر مر جائے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا لہذا اس دودھ، چائے یا پانی کو ضائع نہیں کرنا چاہیے، اگر طبیعت چاہے تو پی لے، طبیعت نہ مانے تو اس کو پینا واجب نہیں۔ اہل علم نے مکھی کے علاوہ ہر اس جانور کو بھی مکھی پر ہی قیاس کیا ہے جس کا خون بننے والا نہیں اور کہا ہے کہ شہد کی مکھی، بھڑ، مکڑی وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے، یعنی ان میں سے کوئی بھی جانور پانی میں گر کر مر جائے تو پانی پاک ہی رہتا ہے۔ مکھی ڈبونے کی حکمت مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے۔ آج کی سائنس بھی اس چیز کو تسلیم کرتی ہے کہ مکھی کے ایک پر میں خطرناک وائرس ہوتے ہیں اور یہ فوری اثر پذیر ہوتے ہیں جب مکھی کسی کھانے پینے کی چیز میں گرتی ہے تو وہ پر جس میں وائرس ہوتا ہے کھانے کی چیز میں ڈال دیتی ہے، جبکہ اس کے دوسرے پر میں دافع وائرس یا اینٹی وائرس جراثیم ہوتے ہیں۔

① بخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب في شراب، رقم: ۳۳۲۰.. سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ باب فی الذباب یقع فی الطعام، رقم: ۳۸۴۴- مسند احمد: ۲ / ۳۸۸- صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۸۳۵.

اگر مکھی کو ڈبو دیں تو دافع وائرس جراثیم کھانے میں مل کر فوراً ان خطرناک جراثیموں کو ختم کر دیتے ہیں۔ اور غذائی صحت اور تندرستی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ ورنہ یہی غذا جراثیمی امراض کا ذریعہ بن کر انسان کی ہلاکت کا ذریعہ بن جائے گی۔

[۱۴۲/۷۱۷] أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا يُونُسُ وَهُوَ ابْنُ عَمِيدٍ، عَنِ الصَّلْتِ بْنِ عَلِيٍّ الْهَجِيمِيِّ.....

عَنْ مُسْلِمٍ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَشَرِبَ النَّاسِ قِيَامًا ①

مسلم سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کھڑے ہو کر پینے کے متعلق پوچھا..... اور لوگوں نے کھڑے ہو کر پیا۔

[۱۴۴/۷۱۸] أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ فَرَاهِيحَ، قَالَ: سَمِعْتُ.....

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَا كَانَ لَنَا طَعَامٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دو ہی چیزیں کھجور اور پانی ہمارا کھانا ہوتی تھیں۔

[۱۴۵/۷۱۹] أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.....

عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرَاهِيحَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ مِثْلَهُ سَوَاءً ③

داؤد بن فرایح سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اسی طرح بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

نوٹ: معلوم ہوا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ابتداء میں بڑی بڑی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن پھر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین اسلام پر پابندی اور استقامت اختیار کی حتیٰ کہ بعض اوقات ایسی بھی نوبت آ جاتی کہ کھجور کھانی بھی میسر نہ ہوتی جیسا کہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دنیا کے اس مال و اسباب کا ذکر کیا جو لوگوں کو (پہلے کے مقابلے میں زیادہ) حاصل ہو گیا تھا اور پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سارا دن بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر جھکے رہتے (تا کہ بھوک کی شدت کم محسوس ہو) آپ کو ردی کھجور بھی میسر نہ ہوتی جس سے آپ اپنا پیٹ بھر لیتے۔ (مسلم، رقم: ۲۹۷۸)

[۱۵۹/۷۲۰] أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ.....

① اسنادہ ضعیف لا نقطاعه رواة یونس بن عبید عن الصلت مرسلًا، انظر التاريخ الكبير: ۴ / ۲۹۹.

② مسند احمد: ۲ / ۴۱۶۔ قال شعيب الارناؤط: صحيح۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۶۳۴۵.

③ انظر الحديث السابق.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں اصحاب صفہ میں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف عجمہ کھجور بھیجی، اسے ہمارے درمیان جھکا دیا گیا، ہم بھوک کی وجہ سے دو دو کھجوریں کھانے لگے، جب ہم میں سے کوئی دو کھجوریں ملا کر کھاتا تو وہ اپنے ساتھی سے کہتا: میں نے دو کھجوریں ملائی ہیں پس تم بھی ملاؤ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ فِي أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، فَبَعَثَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ عَجْوَةٍ، فَجَعَلْنَا نَأْكُلُ السِّنِينَ مِنَ الْجُوعِ، وَجَعَلَ أَصْحَابُنَا إِذَا قَرَنَ أَحَدُهُمْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: إِنِّي قَرَنْتُ فَاقْرِنُوا. ①

[۲۱۱/۷۲۱]..... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک آدمی نے اسلام قبول کیا جبکہ وہ بہت زیادہ کھایا کرتا تھا، پس جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو وہ کم کھانے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے، جبکہ مومن ایک سبۃ امعاء، وَإِلِ الْمَوْمِنِ يَأْكُلُ فِي مِعَاءٍ وَاحِدٍ.“ ②

[۲۱۲/۷۲۲]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَدِيُّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، يُحَدِّثُ..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے، جبکہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔“ ③

..... اہل علم نے مذکورہ، حدیث کی مختلف توجیہات بیان فرمائی ہیں: کیا واقعتاً ہی اہل کفر زیادہ کھاتے ہیں اور مومن کم؟ یا اس سے مراد جملہ حیاتیاتی امور ہیں جن میں عملی طور پر صاحب ایمان اور ایک صاحب کفر

① ابن حبان: ۵۲۳۳۔ قال شعيب الارناؤط، اسنادہ ضعيف .

② بخاری، کتاب الاطعمة، باب المومن ياكل في معي واحد، رقم: ۵۳۹۷۔ مسلم، کتاب الاشرية، باب

المومن ياكل في معي واحد الخ، رقم: ۳۰۶۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸۱۸۔ مسند احمد: ۲ / ۴۱۵ .

③ انظر: ۲۱۱ .

کے درمیان زمین و آسمان کا تفاوت نظر آتا ہے۔ اس کی مختلف توجیہات اہل علم نے بیان کی ہیں
 اول: کافر کی سات آنتوں سے مراد اس کی سات خصلتیں ہیں: (۱) حرص (۲) لالچ (۳) لہی امید (۴) طمع
 (۵) بد تمیز طبع (۶) حسد (۷) بھاری جسم والا ہونا۔

ثانی: یہ حکم بعض مومنوں اور بعض کفار کے لیے ہے، اس سے جنس مومن اور جنس کافر مراد نہیں ہے۔
 ثالث: حدیث میں مومن سے مراد کامل مومن ہے جو (دنیا میں) نفس پرستی سے اعراض کرتے ہوئے اپنی ضرورت
 کے مطابق خوراک استعمال کرتا ہے۔

رابع: بعض مومن ایک آنت میں کھاتے ہیں اور اکثر اہل کفر سات آنتوں میں کھاتے ہیں۔
 خامس: مولانا داود راز، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس کے معنی یہ
 ہیں کہ کافر کی تمام تر حرص پیٹ ہوتا ہے اور مومن کا اصل مقصود آخرت ہوا کرتی ہے۔ لہذا مومن کی شان یہی
 ہے کہ کم کھانا ایمان کی عمدہ سے عمدہ خصلت ہے اور زیادہ کھانے کی حرص کفر کی خصلت ہے۔

(صحیح بخاری، محمد داود راز: ۷ / ۱۳۰)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث کا ماحصل یہ ہے کہ دنیا میں تھوڑا کچھ حاصل کر کے اس پر قناعت کرنا
 اور دنیا میں زہد کی طرف راغب ہونا چاہیے۔ (شرح مسلم للنووی: ص ۱۵۶۱)

[۲۱۸/۷۲۳]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عَابَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا
 قَطُّ، كَانَ إِذَا اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ
 تَرَكَهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی
 کھانے میں عیب نہیں نکالا جب اسے پسند فرمایا تو اسے کھا
 لیا، اور جب ناپسند فرمایا تو اسے چھوڑ دیا۔

[۲۱۹/۷۲۴]..... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي يَحْيَى مَوْلَى جَعْدَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ②

جعده کے آزاد کردہ غلام ابو یحییٰ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے
 حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

نوٹ

① بخاری، کتاب الاطعمه، باب ما عار النبي صلی اللہ علیہ وسلم طعاما، رقم: ۵۴۰۹۔ مسلم، کتاب الاشربة، باب لا يعيب
 الطعام، رقم: ۲۰۶۴۔ سنن ابو داود، رقم: ۳۷۶۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۰۳۱۔
 ② السابق.

نہ ہو طبیعت نہ مانتی ہو تو نہ کھائیں، علمائے کرام اور عوام الناس کو بھی نبی مکرم ﷺ کے اس اسوہ حسنہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

[۲۵۳/۷۲۵]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ أَبِي سِنَانِ ضِرَارِ بْنِ مَرَّةٍ.....

ابوالمعاليک نجیحی نے بیان کیا: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کھڑے ہو کر پینے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، میں اونٹنی کی لگام اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے تھا، جبکہ آپ اس پر سوار تھے، میرے پاؤں اس کے بازوؤں پر تھے، پس آپ نے مشروب منگوایا اور نوش فرمایا، پھر آپ نے فلاں فلاں کو دیا جو کہ آپ کی دائیں جانب تھے، اور آپ نے اس مقام پر مجھے چھوڑ دیا، پس اگر تم میرے بعد دوسروں کو ترجیح دیا جانا نہ دیکھو، تو اسے معیوب نہ جانا۔ ابوالمعاریک نے کہا: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص کے ذمے قرض ہو اور وہ خوش حال ہو، اس کے باوجود وہ اسے

عَنْ أَبِي الْمَعَالِيكَ النَّجَعِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِذًا بِخِطَامِ الْعِضْبَاءِ بِيَدِي وَهُوَ عَلَى ظَهْرِهَا وَقَدَّمَايَ عَلَى ذِرَاعَيْهَا فَدَعَا بِشَرَابٍ فَشَرِبَ، ثُمَّ نَاوَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَتَرَكَنِي بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ، فَإِنْ رَأَيْتُمْ أَثَرَةَ بَعْدِي فَلَا تُنْكِرُوا ذَلِكَ. قَالَ أَبُو الْمَعَارِيكِ: وَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: مَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَأَيْسَرَ وَلَمْ يَقْضِهِ فَهُوَ كَأَكْلِ السُّحْتِ. ①

ادانہ کرے تو وہ حرام کھانے والے کے مانند ہے۔

[۳۶۷/۷۲۶]..... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةٌ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مٹی کھاتا ہے، وہ اپنے آپ کو ہلاک کرنے میں اعانت کرتا ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ الطِّينَ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ نَفْسِهِ. ②

[۴۲۲/۷۲۷]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ جَدِّهِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ

① مسند احمد: ۲ / ۲۶۰ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ ضعيف .

② معجم طبرانی کبیر، رقم: ۶۱۳۸ - سلسلہ ضعیفہ، رقم: ۴۵۶۰ - ضعیف الجامع الصغیر، رقم: ۵۴۷۴ .

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ادَّهِنُوا بِالزَّيْتِ وَاتَّذِمُوا بِهِ فَإِنَّهُ مُبَارَكٌ. ①
 آپ ﷺ نے فرمایا: ”زیتون کا تیل لگاؤ اور اس کا سالن بناؤ، کیونکہ وہ بابرکت ہے۔“

..... مذکورہ حدیث سے زیتون کے تیل کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔ زیتون کے درخت کو اللہ ذوالجلال نے قرآن مجید میں مبارک درخت قرار دیا ہے: ﴿يُوفَقُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبْرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ﴾ (النور: ۳۵)..... ”(وہ چراغ) ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے، اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے۔“

زیتون کے بہت زیادہ فوائد ہیں، نباتاتی تیلوں میں سب سے زیادہ مفید زیتون ہے، اسے کھایا بھی جاتا ہے، اس کا تیل استعمال بھی ہوتا ہے اور مختلف دواؤں میں اہم ترین جزء کے طور پر ڈالا جاتا ہے۔
 حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ”وَالزَّيْتُونِ“ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کعب الاحبار، قماہ اور ابن زید رضی اللہ عنہم کا کہنا ہے کہ زیتون بیت المقدس کا درخت ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۴/۵۲۶)

اور بیت المقدس کی سرزمین کو اللہ ذوالجلال نے برکت والی زمین کہا ہے۔ فرمایا: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ﴾ (الاسراء: ۱) ”پاک ہے اللہ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے۔“
 روغن زیتون گرم و تر ہے، اس کی یہ دونوں خاصیتیں اسے معتدل رکھتی ہیں۔ زہر کے لیے تریاق اور مسہل ہوتا ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو نکالتا اور بڑھاپے کو جلد آنے سے روکتا ہے، مسوڑوں کو مضبوط بناتا ہے۔ اس کا استعمال بالوں اور دیگر اعضا کو قوت بخشتا ہے، سوائے روغن زیتون کے دیگر تمام روغن معدہ کو کمزور کرتے ہیں۔

(الاطعمة القرانية غذاء ودواء محمد کمال عبدالعزیز: ۷/۲۲۵)

[۴۷۰/۷۲۸]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ سِدْنَا ابو هريره رضي الله عنه نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے

① سنن ترمذی، ابواب الاطعمة، باب اكل الزيت، رقم: ۱۸۵۱۔ سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب الزيت، رقم: ۳۳۱۹۔ قال الشيخ الالباني: صحيح.

بِیْمِينِهِ وَيَتَسَرَّبُ بِیْمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِیْمَالِهِ وَيَسْبَبُ بِیْمَالِهِ. ①
 دائیں ہاتھ سے کھائے اور دائیں ہاتھ سے پیئے، کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں سے پیتا ہے۔“

[۴۷۱/۷۲۹]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ.....

ابو بکر بن عبد اللہ بن عمر، یخبر عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے اسی سابقہ حدیث کی مثل روایت کرتے ہیں۔ ②

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا چاہیے، بائیں ہاتھ سے نہیں، کیونکہ ایسا کرنا ممنوع ہے اور اس میں شیطان کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ جب فاسق و فاجر لوگوں کی مشابہت ممنوع ہے تو شیطان کی مشابہت تو بدرجہ اولیٰ جائز نہیں۔

صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ((يَا غُلَامُ سَمِّ اللَّهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ وَمَا يَلِيكَ)) (بخاری، رقم: ۵۳۷۶۔ مسلم رقم: ۲۰۲۲)..... ”لڑکے بسم اللہ پڑھ اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے سامنے سے کھا۔“

[۵۰۹/۷۳۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُهَزَّبِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا: آپ کی خدمت میں سات سائڈے ایک برتن میں پیش کیے گئے، ان پر گھی ڈالا گیا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس سے اجتناب کرتا ہوں، پس تم اسے کھاؤ۔“

[۶۰۱/۷۳۱]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ.....

سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں مہمان ٹھہرے تو ہم نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا، اس میں کوئی (ناگوار بو والی) سبزی تھی، جب ہم نے وہ

① مسلم، کتاب الاشربة، باب اداب الطعام والشراب واحكامها، رقم: ۲۰۲۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۷۷۶۔

سنن ترمذی، رقم: ۱۸۰۰۔ مسند احمد: ۲/۳۲۵۔

② انظر ما قبله.

فَقَالَ: كُلُّوهُ فَإِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُؤَذَى صَاحِبِي. ①

آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اسے ناپسند فرمایا، اور فرمایا: ”اسے کھاؤ، کیونکہ میں تم میں تمہاری طرح نہیں ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ میں اپنے ساتھی (جبریل علیہ السلام) کو تکلیف نہ پہنچاؤں۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا فرشتے بدبو سے نفرت کرتے ہیں۔ لہسن، پیاز، مولیٰ اور گندنا یہ چیزیں حرام نہیں ہیں، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں (میرے ہاں قیام کے دوران) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کھانا پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ (حسب خواہش) اس سے تناول فرمالتے اور باقی کھانا میرے پاس بھیج دیتے۔ ایک روز آپ ﷺ نے کھانا کھائے بغیر واپس بھیج دیا، کیونکہ اس کھانے میں لہسن تھا۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: کیا لہسن حرام ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”حرام تو نہیں، میں اس کی ناگوار بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔“ حلال چیزوں کی بو کے متعلق اگر اس قدر شرع میں کراہت موجود ہے، تو وہ لوگ جو حقہ اور سگریٹ استعمال کرتے ہیں جن کی وجہ سے ان کے منہ اور کپڑوں سے متواتر آتی رہتی ہے، انہیں سوچنا چاہیے۔

حضرت معدان بن ابوطلمح یممری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما جمعہ کے دن خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اے لوگو! تم دو پودے کھاتے ہو، میں تو انہیں برا ہی سمجھتا ہوں، یعنی یہ لہسن اور پیاز۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیکھا ہے اگر کسی آدمی سے اس (لہسن یا پیاز) کی بو محسوس ہوتی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بقیع (کے میدان) کی طرف نکال دیا جاتا تھا۔ اس لیے جس نے ضرور انہیں کھانا ہو، وہ انہیں پکا کر (ان کی بو) ختم کر دے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۳۶۳)

[۶۱۲/۷۳۲] أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُلَيْكٌ وَهُوَ ابْنُ عَرْفَطَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ خَيْرٍ يُحَدِّثُ.....

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَتِّمِ وَالذُّبَابِ وَالْمَرْفَقِ. ②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے روغنی گھڑے، کدو سے بنے ہوئے برتن اور تارکول لگے برتن (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے۔

① سنن ترمذی، ابواب الاطعمه، باب الرخصة في الثوم مطبوخا، رقم: ۱۸۱۰۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمه، باب اكل الثوم والبصل والكراث، رقم: ۳۳۶۴۔ قال الشيخ الالباني: حسن۔ مسند احمد: ۶/ ۴۳۳۔ صحيح ابن خزيمة، رقم: ۱۶۷۱۔

② بخاری، کتاب الاشرية، باب ترخيص النبي ﷺ في الاوعية الخ، رقم: ۵۵۹۴۔ مسلم، کتاب الاشرية، باب النهي عن الانتباذ في المرفق الخ، رقم: ۱۹۹۷۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۶۹۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸۶۸۔ سنن نسائی، رقم: ۵۶۳۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۴۰۱۔ مسند احمد: ۳/ ۲۳۔

..... جن برتنوں کا تذکرہ مذکورہ حدیث میں آیا ہے، ان کی ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ عرب کے لوگ ان برتنوں میں شراب بناتے تھے تو جب شراب کی حرمت ہوئی، شریعت نے ساتھ ہی ان برتنوں سے بھی منع کر دیا تاکہ ان برتنوں کی وجہ سے شراب کی خواہش بیدار نہ ہو۔ لیکن جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں شراب کی نفرت اچھی طرح بیٹھ گئی تو ان برتنوں کو استعمال کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں چند برتنوں کے استعمال سے منع کیا تھا، اب ان میں نبیذ بنا لیا کرو اور ہرنشہ آور مشروب سے پرہیز کرو۔“

(مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۷۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۴۰۵)

نشہ آور مشروب خواہ سفید مٹکے میں ہو یا سبز میں، اس کا پینا حرام ہے اور اگر نبیذ نشہ آور نہ ہو تو وہ کسی بھی برتن میں ہو اس کا پینا جائز ہے۔ (تنقیح الرواۃ: ۲۲۲ / ۳)

[۶۴۰ / ۷۳۳]..... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي حَمَزَةَ السُّكَّرِيِّ، عَنْ جَابِرٍ.....
عَنْ أَبِي النَّضْرَةَ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ: ابونضرة سے روایت ہے کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: آپ رسول اللہ ﷺ کے لیے کس طرح نبیذ بنایا کرتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا: ہم رات کے وقت آپ کے لیے کھجوریں بھگو دیا کرتی تھیں، تو آپ اگلے روز صبح مِّنَ اللَّيْلِ، فَيَشْرِبُهُ فِي الْعَدِيِّ. ① کے وقت اسے پی لیتے تھے۔

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا نبیذ اگر صبح کو بنائے تو رات کو پنی لینی چاہیے، اگر رات کو بنائے تو صبح پی لینی چاہیے۔ صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے نبیذ تیار کی جاتی تھی۔ آپ اسے اس دن بھی نوش فرماتے اور دوسرے تیسرے دن بھی، پھر اگر اس میں سے کچھ بیچ جاتی تو اسے گرا دیتے۔ (مسلم، رقم: ۲۰۰۴۔ ابوداؤد، رقم: ۳۷۱۳)

[۹۰۰ / ۷۳۴]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ عَطَاءٍ.....
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے

① مسلم، کتاب الاشربة، باب اباحة النبيذ الذي رقم: ۲۰۰۵۔ سنن ابوداؤد، کتاب الاشربة، باب في صفة

النبيذ، رقم: ۳۷۱۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸۷۱۔

فَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا، أَوْ يُلْعِقَهَا. ① تو وہ ہاتھ صاف نہ کرے حتیٰ کہ وہ اسے چاٹ لے یا چٹوا لے۔“

نوٹ:..... معلوم ہوا کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا چاہیے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ.))..... ”اپنا ہاتھ تولیے کے ساتھ صاف نہ کرے، یہاں تک کہ اپنی انگلیاں چاٹے۔“

ہاتھ چاٹنے میں حکمت کیا ہے؟ اس کی وضاحت خود رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی: ((فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ.)) (مسلم، کتاب الاشریۃ، رقم: ۲۰۳۳)..... ”کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔“

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا نوالہ گر پڑے تو اس کو اٹھا لے، اگر مٹی وغیرہ لگ جائے تو اس کو صاف کرے اور کھالے، شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور اپنا ہاتھ رومال سے نہ پونچھے جب تک انگلیاں نہ چاٹ لے، کیونکہ اس کو معلوم نہیں کون سے کھانے میں برکت ہے۔“

(مسلم، کتاب الاشریۃ، باب استحباب لعق الاصابع، رقم: ۲۰۳۱)

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: برکت کا مطلب یہ ہے کہ وہ آسانی سے ہضم ہو جائے اور پوری طرح جزو بدن بنے۔ کسی بیماری کا باعث نہ بنے اور اللہ کی اطاعت میں مددگار بنے۔

بعض اوقات آدمی بہت سا کھانا کھا لیتا ہے، لیکن سیر نہیں ہوتا۔ بھوک اور حرص باقی رہتی ہے، یہ بے برکتی کی علامت ہے اور بعض اوقات چند لقمے کھاتا ہے تو سیر ہو جاتا ہے تو یہ کھانے کی برکت کی تاثیر کی وجہ سے ہوتا ہے۔



① بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب لعق الاصابع ومصہا قبل ان تمسح بالمندیل، رقم: ۵۴۵۶۔ مسلم، کتاب الاشریۃ، باب استحباب لعق الاصابع الخ، رقم: ۲۰۳۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۸۴۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۲۶۹۔ سنن دارمی، رقم: ۲۰۲۶۔ مسند احمد: ۱/ ۲۹۳۔

کتاب الفرائض

وراثت کے احکام و مسائل

[۵۳/۷۳۵]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ...
 أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بچہ اس کا جس کے بستر پر پیدا ہوا ہو۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا بچے کو اسی کے ساتھ ملحق کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہو وہ بچے کا باپ ہے، خواہ اس کی ماں سے کسی نے زنا ہی کیوں نہ کیا ہو اور زنا کی وجہ سے وہ باپ کے علاوہ کسی اور کے مشابہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ کوئی اور اس بچے کا باپ ہونے کا دعویٰ ہی کیوں نہ کر دے، لیکن اگر باپ ہی اس بچے کا انکار کر دے تو پھر اسے ماں کے ساتھ ملحق کر دیا جائے گا۔ باپ کے ساتھ ملحق و منسوب کرنے کا معنی یہ ہے کہ باپ بیٹے کے باہمی جو احکام ہیں مثلاً وراثت وغیرہ وہ ان کے درمیان جاری ہوں گے۔

جمہور اہل علم نے بچے کو باپ کے ساتھ ملانے کے لیے ایک شرط لگائی ہے کہ باپ نے بچے کی ماں کے ساتھ جماعت کی ہو، جبکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے محض عقد نکاح کے ثبوت پر ہی بچے کو باپ کے ساتھ ملانے کا موقف اپنایا ہے خواہ انہوں نے صحبت کی ہو یا نہ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ بچے کو باپ کے ساتھ ملانے کے لیے عورت کے ساتھ صحبت ثابت ہونا

① بخاری، کتاب الفرائض، باب الولد للفراش الخ، رقم: ۶۷۵۰ / ۶۸۱۸۔ مسلم، کتاب الرضاع، باب الولد

للفراش وتوفی الشبهات، رقم: ۱۴۵۸۔

ضروری ہے۔ (بل السلام: ۳/۵۲۱) آگے حدیث آ رہی ہے جس میں مزید وضاحت ہوگی۔ ان شاء اللہ
 [۲۸۶/۷۳۶]..... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ لَيْثٍ،
 عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ، وَهُوَ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ.....
 عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،
 اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْخَالُ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ماموں وارث ہوتا ہے۔“
 وَارِثٌ. ①

فوائد: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ((الْخَالُ وَارِثٌ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ)) 'یعنی جس کا وارث (اصحاب الفروض یا عصباء میں سے) نہ ہو، ماموں اس کا وارث ہوگا۔“
 مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ذوالارحام بھی وارث بنتے ہیں، ورثا کی تین اقسام ہیں۔

(۱) اصحاب الفروض۔ (۲) عصبہ رشتہ دار۔ (۳) ذوالارحام۔ اصحاب الفروض وہ ورثاء جن کا حصہ قرآن وحدیث میں مقرر کر دیا گیا ہے، یہ کیل بارہ افراد ہیں: چار مرد اور آٹھ عورتیں: (۱) خاوند۔ (۲) باپ۔ (۳) دادا۔ (۴) مادری بھائی۔ (۵) بیوی۔ (۶) ماں۔ (۷) دادی ونانی۔ (۸) بیٹی۔ (۹) پوتی، پڑپوتی۔ (۱۰) حقیقی بہن۔ (۱۱) پردی بہن، (۱۲) مادری بہن وغیرہ۔

عصبہ: میت کے وہ قریبی رشتہ دار جن کے حصے متعین نہیں ہیں، بلکہ اصحاب الفروض سے بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں، نیز ان کا تعلق میت سے کسی عورت کے واسطے سے نہیں ہوتا۔ مثلاً بچا، بھتیجا، بچا زاد بھائی۔
 ذوی الارحام: میت کے وہ قریبی رشتے دار جو اصحاب الفروض یا عصباء میں سے نہ ہوں اور ان کا تعلق عورت کے واسطے سے ہو مثلاً ماموں، بھانجا، نواسا۔ اور عصبہ کی عدم موجودگی میں یہ وارث بنیں گے۔ اہل علم کے مابین ذوی الارحام کی وراثت کے متعلق اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ اصحاب الفروض اور عصبہ رشتہ داروں کی غیر موجودگی میں ذوالارحام وارث بنیں گے۔ سیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم کا بھی یہی موقف ہے۔
 امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ اصحاب الفروض اور عصبہ رشتہ داروں کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام وارث نہیں بنیں گے۔ (کتاب الام: ۴/ ۷۴۔ المغنی: ۷/ ۸۲۔ المحب: ۳۲۳)
 تاہم حدیث کی روشنی میں راجح موقف پہلا ہے۔

① سنن ترمذی، ابواب الفرائض، باب میراث الخال، رقم: ۲۱۰۴ قال الالبانی: صحیح۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۷۳۷۔ سلسلہ صحیحہ، رقم: ۱۸۴۸۔ مسند احمد: ۱/ ۲۸۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۴۷۔

[۷۹۸/۷۳۷]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُوسٍ، عَنِ أَبِيهِ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَقْسِمُ الْمَالَ بَيْنَ أَهْلِ الْأَنْمَرَاتِضِ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلَى ذَكَرٍ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مال کو اہل فراتض کے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم کرو اور جو بچ جائے تو وہ اس مرد کا ہے جو میت کے زیادہ قریب ہے۔“

[۷۴۹/۷۳۸]..... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَيُّوبَ الضَّبِّيُّ، عَنِ أَبِي حَمَزَةَ السُّكْرِيِّ، عَنِ جَابِرٍ، عَنِ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ.....

عَنْ جَمِيلَةَ ابْنَةِ سَعْدِ بْنِ رَبِيعٍ قَالَتْ: قُتِلَ أَبِي وَعَمِّي يَوْمَ أُحُدٍ، فَأُفِنَا فِي قَبْرِ وَاحِدٍ، وَمَا أَخَذْتُ مِنْ مِيرَاثِهِمَا شَيْئًا، أَخَذَتْهُ الْحُلَفَاءُ. ②

سیدہ جمیلہ بنت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میرے والد اور میرے چچا غزوہ احد میں شہید کر دیئے گئے اور وہ ایک ہی قبر میں دفن کر دیئے گئے، میں نے ان دونوں کی میراث سے کوئی چیز نہ لی، حلفاء نے اسے حاصل کیا۔

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا حسب ضرورت ایک ہی قبر میں دو یا تین آدمی دفن کیے جاسکتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ احد کے شہداء میں سے دو دو تین تین آدمیوں کو ایک ہی کپڑے سے ڈھانپ دیتے تھے۔ پھر آپ ﷺ فرماتے ”ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے؟“ جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا، تو لحد میں اسے آگے رکھتے اور فرماتے: ”میں ان کے حق میں گواہ ہوں۔“ (بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۴۳)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حسب ضرورت ایک قبر میں ایک سے زیادہ افراد کو بھی دفن کیا جاسکتا ہے۔

(احکام الجنائز، ص: ۱۸۱)

[۷۹۹/۷۳۹]..... أَخْبَرَنَا الْمُحْزَرِيُّ، نَا وَهَيْبٌ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُوسٍ، عَنِ أَبِيهِ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْحَقُّوْا الْفَرَائِضَ أَهْلِهَا،

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مقرر حصے ان کے حق داروں کو دو،

① مسلم، کتاب الفرائض، باب الحقاوا الفرائض باہلہا۔ اح، رقم: ۱۶۱۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۸۹۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۰۹۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۷۴۰۔

② اسنادہ ضعیف، فیہ جابر الجعفی: ضعیف۔ انظر تہذیب: ۲/ ۴۱۔ تقریب: ۸۷۸۔ وللدفن فی نبر واحد شواہد انظر بخاری، رقم: ۱۳۴۳۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۲۱۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۵۱۴۔

فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ، فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ پس جو اہل فرائض سے بچ جائے تو وہ (میت کے) قریب
ذکر^①۔

ترین مرد (رشتے دار) کا حصہ ہے۔“

[۷۴۰/۸۰۰]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَيْرَوَيْهٍ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاوِيَةَ الْجَمَحِيُّ.....

نا وَهَيْبٌ بِهِذَا الْأَسْنَادِ نَحْوَهُ، قَالَ اسحاق رضی اللہ عنہ نے اس اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے،
إِسْحَاقُ: يَعْنِي مِنْ قَبْلِ الذَّكْرِ، لِأَنَّ الْعَصَبَةَ لا تَكُونُ مِنْهُمْ^②۔
عصبہ ان میں سے نہیں ہوگا۔

فوائد:..... وراثت کی تین اقسام ہیں:

(۱)..... اصحاب الفروض۔ (۲)..... عصبہ۔ (۳)..... ذوی الارحام۔

اصحاب الفروض: وہ ہیں جن کا حصہ قرآن وحدیث میں مقرر کر دیا گیا ہے۔ اور یہ کل بارہ افراد ہیں۔ چار مردوں
میں سے خاوند، باپ، دادا، مادری بھائی۔ آٹھ عورتوں میں سے: (۱) بیوی۔ (۲) ماں۔ (۳) دادی ونانی (صحیحہ)۔
(۴) بیٹی۔ (۵) پوتی / پڑپوتی۔ (۶) حقیقی بہن۔ (۷) پردی بہن۔ (۸) مادری بہن۔
لاؤلی ذکر سے مراد قریب ترین رشتے دار، مراد عصبہ رشتہ دار ہیں۔ جیسا کہ علامہ خطابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

(معالم السنن: ۹۷ / ۴)

اور عصبہ سے مراد میت کے وہ رشتہ دار ہیں جن کا حصہ مقرر نہ ہو بلکہ اصحاب الفرائض سے بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں
اور ان کی عدم موجودگی میں تمام ترکہ کے وارث بنتے ہیں۔ (الفرائض، ص: ۳۶)
اور ان میں پہلے تو بیٹے، پھر پوتے اور پڑپوتے وغیرہ، پھر باپ، دادا اور پرتک۔ پھر بھائی، پھر بھتیجے اور پھر چچا اور
ان کی اولاد آتی ہے۔



① بخاری، کتاب الفرائض، باب میراث الولد من ابیہ وامہ، رقم: ۶۷۳۲۔ مسلم، کتاب الفرائض، باب العقوا
الفرائض باہلہا الخ: رقم: ۱۶۱۵۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۰۹۸۔ مسند احمد: ۱ / ۲۹۲۔
② سنن دارقطنی: ۴ / ۷۲ و ابن منصور فی سننہ ۱ / ۹۷، رقم: ۲۸۹ رجالہ ثقات۔

کتاب الوصایا

وصیت کے احکام و مسائل

[۱۴۹/۷۴۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ

حَوْشِبٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدی ستر سال تک جنتیوں والے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب وہ اپنی عمر کے آخری حصے میں ہوتا ہے اور وصیت کرتا ہے تو اپنی وصیت میں برابری کو ملحوظ نہیں رکھتا تو اس کا خاتمہ اہل شر کے عمل سے ہوتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ آدی ستر سال تک اہل شر کے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ جب وہ اپنی عمر کے آخری حصے میں ہوتا ہے تو وہ وصیت کرتا ہے اور اپنی وصیت میں انصاف کرتا ہے، اللہ اس کا جنتیوں کے عمل سے خاتمہ کرتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔“ پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ”جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ اسے جنت میں داخل فرمائے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ سَبْعِينَ سَنَةً، حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ عُمُرِهِ أَوْصَى فَحَافَ فِي وَصِيَّتِهِ، فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ فَيَدْخُلُ النَّارَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِينَ سَنَةً حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ عُمُرِهِ أَوْصَى فَيَعْدِلُ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ اللَّهُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ قَرَأَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ (النساء) ①

① طبرانی اوسط، رقم: ۲۴۴۸۔ ظلال الجنة: رقم: ۲۱۷۔ قال الشيخ البانی: صحيح.

فتاویٰ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اگر وہ وصیت قرآن و سنت کے مطابق ہو تو وصیت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کو شرعاً وہ حصہ ملے گا جو قرآن و سنت میں ہے، جیسا کہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے، پس وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔“ (سنن ابوداؤد، رقم: ۲۸۷۰)

لیکن ورثا اجازت دے دیں تو جائز ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ((الْأَنْ يَشَاءَ الْوَرَثَةُ)) ”الاکہ ورتاء چاہیں۔“ (سنن دارقطنی: ۹۷/۱۴۔ بیہقی: ۱۶/۲۶۳)

معلوم ہوا دوسرے ورتاء چاہیں تو وارث کے لیے بھی وصیت درست ہے۔ جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر دوسرے ورتاء راضی ہوں تو وصیت درست ہوگی۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے عام سے خاص کی صورت ہوتی ہے۔ (نیل الاوطار: ۱۰۶/۱۴)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر ان الفاظ کی زیادتی ”الاکہ ورتاء چاہیں“ صحیح ہے تو یہ واضح دلیل ہے اور اہل علم نے معنوی اعتبار سے بھی اس سے حجت پکڑی ہے کہ دراصل ممانعت دوسرے ورتاء کے حق کی وجہ سے ہے، اگر وہی اجازت دے دیتے ہیں تو پھر ممانعت نہیں۔ (فتح الباری: ۱۶/۲۵)

نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ ورتاء کے لیے وصیت جائز نہیں ہے، لیکن میت کے ورتاء اجازت دے دیں تو جائز ہے۔ (روضۃ الندیہ: ۱۲/۶۷۹)

[۹۷۴/۷۴۳]..... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اس کی والدہ وفات پا گئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں فائدہ دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے عرض کیا: میرا کھجوروں کا باغ ہے، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے ان کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ روح فرماتے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أُمَّهُ تُوَفِّيتُ، فَهَلْ يَنْفَعُهَا إِنْ أَنْصَدَقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِن لِي مَخْرَفَةً، فَأَشْهَدُكَ أَيُّ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَنْهَا. قَالَ رَوْحٌ: وَالْمَخْرَفَةُ: النَّخْلُ. ①

① بخاری، کتاب الوصایا، باب اذا وقف ارضا الخ، رقم: ۲۷۷۰۔ مسلم، کتاب الوصیة، باب وصول ثواب الصدقات الی المیت، رقم: ۱۰۰۴۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۸۸۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۶۶۹۔ سنن نسائی، رقم: ۳۶۵۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۷۱۷۔

ہیں: ”مخرفة“ کا معنی کھجوروں کا باغ ہے۔

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا فوت شدگان کو ان کے مرنے کے بعد ان کی طرف سے جو صدقہ کیا جائے، اس کا ثواب ملتا ہے، خواہ مرنے والے نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اسی طرح والدین کی طرف سے حج کیا جائے تو اس کا بھی ثواب والدین کو ملے گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ کی وفات ہو گئی ہے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانی۔“ معلوم ہوا کہ ایسا صدقہ کرنا چاہیے جس کی وجہ سے مستقل طور پر ثواب پہنچتا رہے، مثلاً باغ ہے یا پانی کا انتظام کر دینا، پہلے زمانہ میں کنوئیں کی اہمیت بہت تھی۔ مسجد، مدرسہ، مسافر خانہ میں پانی کی ٹینکی بنوادی جائے یا پانی کا بل ادا کرنے کا انتظام کر دینا یہ بھی چیزیں بہت بڑے ثواب کا باعث ہیں۔



کتاب تعبیر الرؤیا

خوابوں کی تعبیر کا بیان

[۲۴۸/۷۴۴]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجْرِيِّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا رُؤْيَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ، وَهُوَ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَارْبَعِينَ جُزْءًا مِنْ النَّبُوَّةِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نبوت میں سے صرف نیک بندے کے خواب باقی رہ گئے ہیں اور وہ نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے۔“

ترجمہ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اچھا خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے اور اچھے خواب کی بڑی شان ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ بندے کی زندگی میں بشارت اور قلب کی انسیت اور اطمینان کے لیے دکھاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ (یونس: ۶۴).....

”ان کے لیے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے۔“ خواب کی تین اقسام ہوتی ہیں:

(۱)..... اچھے خواب: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہیں، اس شخص کے لیے جو خواب دیکھتا ہے یا جس کے بارے میں دکھایا گیا ہے۔

(۲)..... وہ خواب جو شیطان کی طرف سے ہے، اس سے مراد وہ ہولناکی اور دہشت ہے جو کہ شیطان، انسان کو نیند میں دکھلاتا ہے یا وہ ناپسندیدہ مثالیں جو کہ انسان کو تشویش، غم اور بے قراری میں مبتلا کرنے کے لیے لاتا ہے۔

① بخاری، کتاب التبعیر، باب الرویا الصالحة الخ، رقم: ۶۹۸۷۔ مسلم، کتاب الرویا، رقم: ۲۲۶۳۔ سنن

ابوداؤد، رقم: ۵۰۱۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۲۷۱۔ مسند احمد: ۲ / ۲۱۹۔

(۳)..... نفسیاتی خواب: جو انسان دیکھتا ہے اور جن کے بارے میں وہ دن کو سوچتا ہے، جیسے دن کو سوچتا ہے، ویسے ہی نیند میں دیکھتا ہے۔ اور چھایلیسواں حصہ نبوت کا۔ یہ اس طرح ہے کہ نبی معظم ﷺ کا نبوت کا زمانہ تیس سالہ ہے اور اس کی ۴۶ ششماہیاں بنتی ہیں۔ ۲۳ سال کے پہلے چھ ماہ نبی مکرم ﷺ کو سچے خواب آتے تھے اور وہ حقیقت ہوتے۔ امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا ہر کوئی خواب کی تعبیر بتانے کا اہل ہے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: کیا نبوت سے کھلیا جاسکتا ہے؟ ہاں سچا خواب نبوت کا حصہ ہے۔ لیکن اس سے کھلیا نہیں جائے گا۔

امام مالک رحمہ اللہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ سچا خواب نبوت کی باقیات میں سے ہے۔ بلکہ جزء من النبوه سے امام مالک رحمہ اللہ کا مطلب یہ تھا کہ جیسے نبوت بعض امور غیب کی خبر دینے پر منحصر ہوتی ہے۔ اسی طرح سچا خواب بھی بعض امور غیب کی خبر دینے میں نبوت سے مشابہت رکھتا ہے، لہذا کوئی صاحب بغیر کسی علم کے اس بارے میں تعبیریں بتانا شروع نہ کرے بلکہ وہ خاموشی اختیار کرے۔ (ارشاد الساری: ۱۰/۱۲۳، ۱۲۴)

[۲۶۰/۷۴۵]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ.....

ابا هريرة رضى الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من رآني في المنام فقد رآني؛ لأن الشيطان لا يتمثل بي، قال أبي: فحدثت ابن عباس رضى الله عنهما بذلك وقلت: إني قد رأيته، قال: أفذكرت الحسن بن علي رضى الله عنهما، فقلت: إني والله ونفسي في مشيه، فقال: إنه كان يشبهه. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا تو بلاشبہ اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔“ کلب کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کی اور میں نے کہا: بے شک میں نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے تو انہوں نے کہا کیا تمہیں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت یاد ہے۔ میں نے کہا، ہاں۔ اللہ کی قسم! ان کی چال بھی مجھے یاد ہے پس انہوں نے فرمایا: یقیناً حسن رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے۔

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا خواب میں آپ ﷺ کا دیدار ممکن ہے اور جو آپ ﷺ کا دیدار کرتا ہے وہ حقیقت میں آپ ہی کا دیدار کرتا ہے نہ کہ کسی اور کا، بشرطیکہ اس کو رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک باد ہو یا اگر خواب میں دیکھا ہے تو پھر حدیث کی کتابوں میں دیکھے، وہی حلیہ ہو تو خواب سچا ہے۔ عالم دین جو رسول اللہ ﷺ کے

① بخاری، کتاب العلم، باب اثم من كذب على النبي ﷺ، رقم: ۱۱ مسلم، كتاب الروايات، باب قول النبي ﷺ من رآني في المنام فقد رآني، رقم: ۲۲۶۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۲۷۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۹۰۰۔ مسند احمد: ۲/۴۱۱۔

حلیہ مبارک کو جانتا ہے اس کو بتائیے۔ جیسا کہ روایات میں ہے کہ نذیر فارسی کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے زمانے میں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور ان کو یہ خواب بیان کیا۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک شیطان میری مشابہت اختیار کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا، اس لیے جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس اس نے مجھے دیکھا۔“ پھر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آدمی سے کہا: تو نے جس آدمی کو خواب میں دیکھا ہے کیا اس کی صفات بیان کر سکتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! میں نے دیکھا کہ دو آدمیوں کے درمیان ایک آدمی تھا، اس کا جسم اور گوشت سفیدی کی طرف مائل گندی رنگ کا تھا، اس کی آنکھیں سرگیں تھیں، حسین انداز میں مسکراتا تھا، اس کا چہرہ خوبصورت گولائی لیے ہوئے تھا، سینے کے بالائی حصے کو بھرنے والی بڑی اور گھنی داڑھی تھی۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں دیکھتا تو آپ کی صفات اس سے زیادہ بیان نہ کر سکتا۔ (مسند احمد: ۱ / ۳۶۱۔ مختصر شمائل ترمذی، رقم: ۳۴۷)

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل شیطان اختیار نہیں کر سکتا، لیکن بزرگانہ شکل اختیار کر کے شیطان لوگوں کو مغالطے میں ڈال سکتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، لہذا ہر مسلمان کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک یاد کرنا چاہیے۔

[۲۶۳/۷۴۶] أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كَلْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو عداً مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر کیا تو فرمایا: ”نیک آدمی کا خواب نبوت کا چھالیسواں حصہ ہے۔“

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَتَدُهُ حَدِيثُهُ بَأَنَّ يَقُولَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، قَالَ: فَذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَلِكَ فَقَالَ: رُؤْيَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزءًا مِنَ النَّبُوَّةِ. ①

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والوں کا انجام جہنم ہے۔ جھوٹ باندھنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے پاس سے کوئی بات بنا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دے اور اسے حدیث کے طور پر پیش کرے۔

مذکورہ حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کے بارے میں سختی کی

① بخاری، کتاب العلم، باب اثم من كذب على النبي صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۱۱۰۔ مسلم، فی المقدمة۔ سنن ترمذی، رقم:

حکمت واضح ہے، کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے باتیں نقل فرماتے ہیں، تو اس طرح آپ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا گویا اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی بات کی نسبت کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ﴾ (الانعام: ۲۱)

”اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے۔“

ایک دوسری آیت میں ہے: ﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ﴾ (الزمر:

۶۰)..... ”اور روز قیامت آپ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والوں کو دیکھیں گے کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔“

(فتح الباری: ۶ / ۵۴۱)

ایک دوسری حدیث میں ہے اسے امام طبرانی نے سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے اپنے نبی ﷺ پر یا اپنی دونوں آنکھوں پر یا اپنے والدین پر جھوٹ بولا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا۔“ (مجمع الزوائد: ۱ / ۱۴۸)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ) میں صیغہ امر ہے اور اس سے مراد تہدید اور وعید ہے، اس کے معنی کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے شخص کے لیے نبی معظم ﷺ کی بددعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ٹھکانا دوزخ کی آگ بنا دے۔ اس کے معنی کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کو جہنم کی آگ میں عذاب دیا جائے گا۔ (المفہم: ۱ / ۱۴۴۔ فتح الباری: ۱ / ۲۰۰)

[۴۷۳/۷۴۷]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حَنيفٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُهُ فَلْيَبْزُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا فَإِنَّهَا الَّتِي تَصْرُهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، جبکہ برا خواب شیطان کی طرف سے، جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے ناگوار گزرے تو وہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اسے بیان نہ کرے، کیونکہ وہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔“

① بخاری، کتاب الطب، باب النفث فی الرقیة، رقم: ۴۷۴۷۔ مسلم، کتاب الرویا، رقم: ۲۲۶۱۔ سنن

ابوداؤد، رقم: ۵۰۲۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۲۷۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۹۰۹۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اچھا خواب اللہ ذوالجلال کی طرف سے ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ مسلمان مومن کو اس کی زندگی میں بشارت اور قلب کے اطمینان کے لیے دکھاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ (یونس: ۶۴)..... ”ان کے لیے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے۔“ بعض سلف صالحین نے کہا ہے کہ اس سے مراد نیک صالح انسان کا خواب ہے جو وہ دیکھتا ہے۔ یا اس کے متعلق دکھایا جاتا ہے۔ معلوم ہونا پسندیدہ خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ مومن کو پریشان کرنا اور دہشت دلانا چاہتا ہے، لہذا اسے شیطان کے مکر کی طرف التفات نہیں کرنا چاہیے اور اس پر دھیان نہیں دینا چاہیے۔ اور اس خواب کے شر اور شیطان مردود کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور تَعُوذُ، اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے اور اس سے بچاؤ اور سہارا حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔ فرمان الہی ہے: ﴿وَ مَنْ يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (ال عمران: ۱۰۱)..... ”جو اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق جوڑے تو اسے صراط مستقیم کی ہدایت مل گئی۔“

بائیں طرف تین مرتبہ تھوکنے کا مقصد یہ ہے کہ شیطان انسان کو اس کے بائیں جانب سے آتا ہے تاکہ وہ اس کے دل میں وسوسہ ڈالے، دل چونکہ بائیں طرف ہوتا ہے۔ اس لیے شیطان اس کی قریبی جہت سے آتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں ہے برا خواب کسی کو نہ بتایا جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خواب پرندے کے پاؤں پر ہے جب تک کہ اس کی تعبیر نہ بیان کر دی جائے، چنانچہ جب تعبیر بیان کر دی جاتی ہے تو (وہ اسی طرح) ہو جاتی ہے۔“

(سنن ابوداؤد، رقم: ۵۰۲۰)

مطلب یہ کہ پرندے کے پاؤں کے اوپر کوئی چیز ہو تو پرندہ معمولی حرکت کرے تو وہ گر جاتی ہے، اسی طرح تعبیر کی جائے تو وہ واقع ہو جائے گی۔ یا بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ پرندے کے پنجے میں پکڑی ہوئی چیز گر بھی سکتی ہے اور یہ بھی ہے کہ نہ گرے، اسی طرح خواب کی تعبیر جو کی گئی، اسی طرح بھی ہو سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا۔

[۸۲۹/۷۴۸] أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سَحِيمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَشَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النَّبُوَّةِ إِلَّا الرُّوْيَا الصَّالِحَةَ، يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تَرَى لَهُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا إِنِّي نَهَيْتُ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا وَسَاجِدًا، أَمَّا الرُّكُوعُ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے پردہ ہٹایا، جبکہ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفیں بنائے ہوئے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مبشرات نبوت میں سے صرف نیک/ اچھے خواب ہی باقی رہ گئے ہیں، جو مسلمان شخص دیکھتا ہے یا وہ اسے دکھایا جاتا ہے۔“ پھر فرمایا: ”سنو! مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں

فَعَظَمُوا فِيهِ الرَّبَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ، فَقَمِنَ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ. ①

رکوع یا سجدے کی حالت میں قرآن پڑھوں، رہا رکوع تو اس میں رب تعالیٰ کی عظمت بیان کرو، رہے سجود تو ان میں خوب دعا کرو، لائق تر ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کی جائیں۔“

نوٹ:

(۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مصلیٰ پہ کھڑا ہونا نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اطمینان کا باعث بنا۔

(۲)..... معلوم ہوا کہ اچھا خواب مسلمانوں کے لیے خوشخبری کا باعث ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ (یونس : ۶۴)..... ”ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔“

(۳)..... معلوم ہوا کہ رکوع و سجود میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ رکوع میں زیادہ سے زیادہ اللہ ذوالجلال کی عظمت بیان کرنی چاہیے اور سجدے میں بہت زیادہ دعا کرنی چاہیے، کیونکہ انسان سجدے میں اللہ ذوالجلال کے قریب ہوتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندہ حالت سجدہ میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ لہذا (سجدے میں) کثرت سے دعا کیا کرو۔“

(مسلم، کتاب الصلاة، رقم : ۱۰۸۳)

حدیث سے ثابت ہے کہ رکوع میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ اور سجدے میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى“ کہنا ہے۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رکوع کرنے والے کے لیے مشروع کیا گیا ہے کہ بندہ جھکنے اور اطمینان و خضوع کے دوران اپنے رب کی عظمت بیان کرے اور اللہ ذوالجلال کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ ہر اس چیز سے عظیم اور بڑا ہے جو اس کی کبریائی، جلال اور عظمت سے متضاد ہے۔ اس لیے رکوع کرنے والے کے لیے یہ دعا ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ علی الاطلاق افضل ہے۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے بندوں کو اسی کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کا یہی حل تعین فرمایا ہے۔ جب یہ آیت ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ (واقعہ : ۷۴) نازل ہوئی تو فرمایا: ”اس آیت پر رکوع میں عمل کرو۔“ (کتاب الصلاة لابن القيم، ص : ۱۸۱)

بخاری و مسلم میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں اکثر کہا کرتے

① بخاری، کتاب التبعیر، باب المبشرات، رقم : ۶۹۹۰۔ مسلم، کتاب الصلاة، باب النهی عن قراءة القرآن فی الركوع والسجود، رقم : ۴۷۹۔ سنن ابوداؤد، رقم : ۸۷۶۔ سنن نسائی، رقم : ۱۰۴۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم :

تھے: ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي.)) ”یا اللہ تو پاک ہے اے ہمارے رب اپنی حمد کے ساتھ، یا اللہ! مجھے بخش دے۔“

آپ ﷺ قرآن کی عملی تفسیر فرماتے تھے۔ قرآن کی تفسیر سے سورہ النصر میں اس فرمان الہی پر عمل کرنا مراد ہے:

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾

(النصر: ۳۔ بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۹۶۸۔ مسلم: ۴۸۴)

معلوم ہوتا ہے کہ رکوع میں تسبیح و تحمید کے ساتھ ساتھ دعا کرنا بھی جائز ہے اور اسی طرح سجدے میں دعا کے ساتھ ساتھ تسبیح و تحمید جائز ہے۔ اور سجدہ میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ حالت سجدہ میں محتاجی و تدلل کی انتہاء ہوتی ہے۔



کتاب البر والصلۃ

نیکی اور صلہ رحمی کا بیان

[۱۷/۷۴۹]..... أَخْبَرَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ مَعَ الرَّسُولِ فَهُوَ إِذْنُهُ. ①
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا
 آپ نے فرمایا: ”جب آدمی قاصد کے ساتھ آئے تو وہی
 اس کا اذن ہے۔“

نوٹ:..... کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا بہت بڑا جرم ہے، جب بھی جانا ہے تو اجازت لے کر
 جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپ فرماتے تھے: ”جس نے کسی کے گھر
 میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکا اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو یہ ضائع ہے۔ (اس میں کوئی قصاص نہیں)۔

(مسلم، کتاب الادب، رقم: ۲۱۵۸)
 لیکن اگر کسی کو بلانے کے لیے آدمی بھیج دیا جائے، تو اندر آنے کے لیے مزید اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ بلانا
 ہی اجازت دینا ہے جس نے بلایا آگے اس کی ذمہ داری ہے کہ پہلے سے ہر طرح کے پردے وغیرہ کا انتظام کرے
 تاکہ جسے بلایا ہے، اس کی نظر بے جا نہ پڑے۔

[۲۵/۷۵۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ، قَالَ:
 سَمِعْتُ أَبَا رَافِعٍ، يُحَدِّثُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: زینب رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، تو
 انہوں نے کہا: وہ خود ستائی کرتی ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ اسْمُ زَيْنَبَ بَرَّةَ، فَقَالُوا: تُزَكِّي نَفْسَهَا، فَسَمَّاها رَسُولُ اللَّهِ

① مسند احمد: ۲/ ۵۳۳۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ قوی۔ طبرانی اوسط، رقم: ۶۶۳۰۔ ادب المفرد، رقم: ۱۰۷۵۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ. ① نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نام تبدیل کیا جاسکتا ہے، برہ کا مطلب یہ ہے کہ نیکی یا نیک صالح، تو اس نام میں کیونکہ خود پسندی کی جھلک آتی تھی اور لوگ بھی کہتے تھے اس لیے نبی مکرم ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر دیا، حالانکہ اچھے ناموں میں تعریف کا پہلو تو ہوتا ہی ہے، لیکن اس نام میں زیادہ تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا (اصل) نام برہ تھا، آپ ﷺ نے تبدیل کر کے جویریہ رکھا۔ آپ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جائے: آپ برہ کے پاس سے نکلے ہیں۔ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۲۱۲)

زینب ایک قسم کی خوشبودار جڑی بوٹی کا نام ہے۔

[۲۶/۷۵۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَافِعٍ، يُحَدِّثُ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ اسْمُ زَيْنَبَ أَوْ مَيْمُونَةَ بَرَّةً، فَسَمَّاها رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ أَوْ مَيْمُونَةَ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: زینب یا میمونہ کا نام برہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام زینب یا میمونہ رکھ دیا۔

نوٹ:..... معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت میں راوی کو شک ہے کہ سیدہ زینب یا سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہما کا نام برہ تھا۔ ”ادب المفرد للبخاری“ میں ہے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہما کا نام برہ تھا، شیخ البانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ روایت شاذ ہے۔

[۷۴۶/۷۵۲]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ.....

عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَسْرَعُ الْخَيْرِ ثَوَابًا صَلَّةُ الرَّحِيمِ، وَأَسْرَعُ الشَّرِّ عَقُوبَةُ الْبَغِيِّ وَيَمِينُ الصَّبْرِ الْفَاجِرَةُ تَدْعُ الدِّيَارَ بِلَاقِعٍ. ③

مکحول رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خیر و بھلائی میں سے سب سے جلدی ثواب نیکی اور صلہ رحمی کا ملتا ہے اور شر میں، سب سے جلدی سزا زیادتی اور فاجر جبری قسم کی ملتی ہے، وہ گھروں کو خالی چھوڑ دیتی ہے۔“

[۳۲/۷۵۳]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ النَّانِي، عَنْ أَبِي رَافِعٍ

① بخاری، کتاب الادب، باب تحویل الاسم الی اسم احسن منه، رقم: ۶۱۹۲۔ مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تغییر الاسم الخ، رقم: ۲۱۴۱۔ مسند احمد: ۲/ ۴۳۰۔

② ادب المفرد، رقم: ۸۳۲۔ قال الشيخ الالبانی: شاذ۔

③ تقدم تخريجه: ۶۴۲۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَتْ شَجْرَةٌ تُؤْدِي النَّاسَ عَلَى الطَّرِيقِ فَقَطَعَهَا رَجُلٌ فَنَحَاَهَا فَعُفِرَ لَهُ بِهَا وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”راستے پر ایک درخت تھا جو لوگوں کے لیے باعث تکلیف تھا، پس ایک آدمی نے اسے کاٹ کر راستے سے ہٹا دیا، تو اس وجہ سے اس کی بخشش ہو گئی اور وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔“



..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو فائدہ دینا اور ان کی تکلیف کو ختم کرنا بہت بڑا ثواب ہے اور ایسے لوگ اللہ ذوالجلال کو بہت پسند ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ)) (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم:) ”اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں (رہتا) ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں (رہتا) ہے۔“

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عوام کو معمولی فائدہ پہنچانا بھی جنت میں داخلے کا باعث بن سکتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں کے راستے سے تکلیف دینے والی چیز ہٹا دیا کرو۔“ (ادب المفرد للبخاری: ۲۲۸ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے)

معلوم ہوا راستے میں تکلیف دینے والی چیزیں نہ ڈالی جائیں، مثلاً کوڑا کرکٹ راستے میں پھینکنا، قضائے حاجت کرنا یا راستوں کو تنگ کرنا، یہ چیزیں لوگوں کے لیے باعث تکلیف ہیں، اس لیے ان سے بچنا چاہیے۔

[۶۱۳/۷۵۴]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثٍ.....

عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ. وَزَادَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتُ مَا قُلْتَ ثُمَّ أَكْرَمْتَهُ، فَقَالَ: إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ يُكْرَمُونَ اتِّقَاءَ شَرِّهِمْ. ②

مجاہد رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی مثل روایت کیا اور یہ اضافہ نقل کیا، انہوں (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے جو کہنا تھا وہ کہا، پھر اس کی تکریم فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے ہاں وہ لوگ بدترین ہیں جن کی ان کے شر سے بچنے کے لیے تکریم کی جائے۔“

① بخاری، کتاب الاذان، باب فضل التهجیر إلى الظہر الخ، رقم: ۶۵۲۔ مسلم، کتاب البر، باب فضل ازالة الاذى عن الطريق، رقم: ۱۹۱۴۔

② مصنف عبدالرزاق: ۳۱۰/۲، ۶۲۲/۳، مسند أحمد: ۱۱۱/۶، اسنادہ حسن لغیرہ

فتاویٰ: مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا بدترین لوگ وہ ہیں جن کے شر سے بچنے کے لیے ان کی تکریم جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا بعض اوقات کسی کی غیبت کرنا جائز ہوتی ہے، تاکہ لوگ ان کی ظاہری حالت سے دھوکہ نہ کھائیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کا تذکرہ کیا، تاکہ لوگ اس کے کردار سے آگاہ ہو جائیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”بابُ مَا يَجُوزُ مِنْ اَعْتِيَابِ اَهْلِ الْفَسَادِ وَالرَّيْبِ“ مفسد اور شریر لوگوں کی یا جن پر گمان غالب برائی ہوان کی غیبت درست ہونا۔“ کے تحت نقل کیا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کسی کا برا ہونا اپنی جگہ لیکن برے شخص سے بھی خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے، تاکہ اس کے شر سے بچنے کے ساتھ اس کو خوش اخلاقی کی تلقین اور تعلیم بھی ہو جائے۔

[۸۲/۷۵۵] أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ.....

ابا ہریرہؓ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: دَخَلَتْ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ، رَبَطْتَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَمْ تَدْعَهَا تَأْكُلْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ. ①

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں گئی، اس نے اسے باندھ رکھا، پس اس نے اسے کھلایا نہ پلایا اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ حشرات الارض کھا لیتی۔“

[۸۳/۷۵۶] أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ: دَخَلَتْ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطْتَهَا، فَلَمْ تَدْعَهَا تَأْكُلْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ. ②

محمد بن جعفر نے اس اسناد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں گئی، اس نے اسے باندھ رکھا اور اسے نہ چھوڑا کہ وہ حشرات الارض کھا لیتی۔“

فتاویٰ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کی ضروریات کا خیال رکھنا فرض ہے، بلکہ ایسے جانور جو کسی کے پالتو نہیں، ان پر رحم کرنے سے اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے گناہ گار کی بخشش ہوئی۔ (دیکھئے شرح حدیث ۲۸)

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جانوروں کے ساتھ بے دردی اور بے رحمی کا معاملہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناراض کرنے والا اور جہنم میں لے جانے والا عمل ہے۔ اللهم حفظنا ”اے اللہ! ہمیں محفوظ فرما“

لہذا کسی بھی جانور پر ظلم کرنا درست نہیں، وہ موذی ہی جانور کیوں نہ ہو، صحیح بخاری میں ہے: ((فِي كُلِّ كَبِدٍ

① بخاری، کتاب الشرب، باب سقى الماء، رقم: ۲۳۶۵۔ مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم تعذيب الهرة الخ، رقم: ۲۶۱۹۔ سنن دارمی، رقم: ۲۸۱۴۔ مسند احمد: ۲ / ۴۲۴۔

② تقدم تخريجه: ۸۲۔

رَطْبَةَ أَجْرٍ)..... ”ہر تر جگر (کے ساتھ بھلائی کرنے) میں اجر ہے“ اور یہ عموم پر دلالت کرتا ہے۔

مولانا داؤد راز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ بلی کو پانی نہ پلانے سے عذاب ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ پانی پلانا ثواب ہے۔ ابن منیر رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ بلی کا قتل کرنا درست نہیں۔ (شرح صحیح بخاری، داؤد راز: ۳/ ۵۰۵)

[۱۳۳/۷۵۷]..... أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدِ الضُّبَيْعِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی لڑے تو وہ چہرے (پر مارنے) سے اجتناب کرے۔“

[۳۷۵/۷۵۸]..... أَخْبَرَنَا مُبَشَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْكَلْبِيُّ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی قتال کرے تو وہ چہرے سے اجتناب کرے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چہرے پر مارنا جائز نہیں ہے۔ خواہ وہ غلام، خادم، شاگرد، کوئی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت میں یہ لفظ آئے ہیں:

((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ)) (صحیح ادب المفرد، رقم: ۱۳۰۔ ادب المفرد: ۱۷۴)

”جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے تو چہرے سے بچے۔“ اور کسی کو سزا دیتے وقت بھی نہیں مارنا چاہیے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے: ((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ)) کے الفاظ ہیں: اگرچہ جانور ہی کیوں نہ ہو۔

جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک جانور کے پاس سے گزرے جس کے چہرے کو گرم لوہے

① بخاری، رقم: ۲۵۵۹۔ مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب النهی عن ضرب الوجه، رقم: ۲۶۱۲۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۴۹۳۔
② السابق.

سے داغ لگا دیا گیا تھا، اس کے نتھنوں میں دھونی دی جا رہی تھی، آپؐ نے فرمایا: ”اللہ لعنت کرے اس پر جس نے یہ کیا، کوئی شخص چہرے پر داغ نہ دے اور نہ چہرے پر مارے۔“ (ادب المفرد، رقم: ۱۷۵) شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

چہرے پر مارنا کیوں منع ہے؟

(۱)..... ایک توجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چہرہ انسانی حسن و جمال کا مظہر ہے اور آدمی کے اکثر حواس مثلاً دیکھنا، سنا، چکھنا اور سونگھنا چہرے میں ہی پائے جاتے ہیں تو چہرے پر مارنے کی وجہ سے ان تمام حس یا ایک کے ختم ہونے کا خدشہ ہے اور شکل بگڑنے کا بھی خدشہ ہے۔

(۲)..... ”مسند احمد“ کی روایت میں ہے، جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے لڑے تو چہرے سے بچے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ (مسند احمد: ۲/ ۲۴۴)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

((مَنْ قَاتَلَ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَإِنَّ صُورَةَ وَجْهِ الْإِنْسَانِ عَلَى صُورَةِ وَجْهِ الرَّحْمَنِ))

(کتاب السنۃ لابن ابی عاصم، رقم: ۵۱۶، ۵۲۱)

[۱۳۵/۷۵۹]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَامُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب میں آپ کی زیارت کرتا ہوں تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں، آپ مجھے ہر چیز کے متعلق بتادیں، آپ نے فرمایا: ”ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے۔“ میں نے عرض کیا: آپ مجھے کسی ایسی چیز (عمل) کے متعلق بتادیں کہ جب میں اسے بجا لاؤں تو میں جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ نے فرمایا: ”سلام کو عام کرو، کھانا کھاؤ، صلہ رحمی کرو، رات کو قیام کرو (تہجد پڑھو) جبکہ لوگ سو رہے ہوں تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ بَدَأْتُ نَفْسِي وَقَرَّتْ عَيْنِي فَأَنْبِئْنِي عَنْ كُلِّ شَيْءٍ، فَقَالَ: كُلُّ شَيْءٍ مِنْ خُلُقٍ مِنَ الْمَاءِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ إِذَا عَمِلْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَقَالَ: أَفْسِ السَّلَامَ وَأَطْعِمِ الطَّعَامَ، وَصِلِ الْأَرْحَامَ وَقُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ وَأَدْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ. ①

① مسند احمد: ۲/ ۲۹۵۔ قال الشيخ شعيب الارناؤط: اسنادہ صحیح۔ مستدرک حاکم: ۴/ ۱۴۴۔

فتاویٰ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا دیدار کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔

(۱) مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر چیز کو اللہ ذوالجلال نے پانی سے پیدا کیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾ (الانبیاء: ۳۰) ”ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا۔“
تو اس سے مراد اگر بارش اور چشموں کا پانی ہے، تب بھی واضح ہے کہ اس سے روئیدگی ہوتی اور ہر ذی روح کو حیات نولتی ہے۔

(۲) اور اگر مراد نطفہ ہے تو اس میں بھی کوئی اشکال نہیں کہ ہر زندہ چیز کے وجود کا باعث وہ قطرہ آب ہے جو نرکی صلب سے نکلتا اور مادہ کے رحم میں جا کر قرار پکڑتا ہے۔ (تفسیر احسن البیان)
جنت میں لے جانے والے اعمال:

(۱) سلام کو عام کرنا: سلام پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو سلام کرے خواہ پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی مکرم ﷺ سے سوال کیا۔ ”أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟“، اسلام کی کون سی چیزیں سب سے اچھی ہیں؟ فرمایا ”یہ کہ تو کھانا کھلائے اور سلام کو عام کہے اس کو جس کو تو پہچانتا ہے اور جس کو تو نہیں پہچانتا۔“ (بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۱۲)

اسی طرح سلام اتنی آواز سے کہے کہ دوسرا اس کو سن لے۔ جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ((إِذَا سَلَّمْتَ فَاسْمَعْ فَإِنَّهَا تَحِيَّةٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ)) ”جب سلام کہو تو سنا کر کہو، کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے تحنہ ہے۔“
(۲) کھانا کھلانا: سب سے پہلے ان کو جن کی کفالت اس کے ذمے ہے، جیسا کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ((وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ)) ”ابتدا ان کے ساتھ کرو جو تمہارے عیال ہیں۔“

اور فرمایا: ((كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَضْيَعَ مَنْ يَقُولُ)) ”آدمی کو گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ ان افراد کو ضائع کرے جن کی خوراک اس کے ذمے ہے۔“

علاوہ ازیں مہمان، سائل، مسکین، یتیم اور قیدی وغیرہ کو کھانا کھلانا بھی آدمی کے ذمے ان لوگوں کا حق ہے۔

(۳) صلہ رحمی سے مراد: رشتہ داروں سے اچھا سلوک ہے اور رشتہ داری کے کئی مراتب ہیں۔

(۱) پہلا یہ کہ آپس میں ایسی رشتہ داری ہو جس سے باہمی نکاح حرام ہو جاتا ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ وہ ایک دوسرے کے وارث بنتے ہوں، صاف ظاہر ہے کہ جو قرابت وارث کو حاصل ہوتی

ہے غیر وارث کو حاصل نہیں ہوتی۔

(۳) تیسرا یہ کہ ان دونوں کے علاوہ کسی وجہ سے بھی قرابت حاصل ہو تو صلہ رحمی کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ آپس

میں سلام و کلام کا سلسلہ قائم رہے، اگر یہ بھی نہیں تو صلہ رحمی نہیں ہے۔ تو ایسے لوگوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ يَعْنِي قَاطِعَ رَحِمٍ)) (بخاری، رقم: ۵۹۸۴)
 ”جنت میں کاٹنے والا داخل نہیں ہوگا یعنی رشتہ داری کو کاٹنے والا۔“

(۴) رات کو نماز پڑھنا:..... اس سے مراد عشاء کی نماز ہے، کیونکہ اس وقت عموماً لوگ سو جاتے ہیں اور رات (تہجد) کے نوافل بھی اسی میں شامل ہیں اور اللہ ذوالجلال نے جنت میں جانے والے متقیوں کی صفتوں کا تذکرہ کیا ہے:
 ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۚ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝﴾ (الذاریات: ۱۷-۱۸)
 اور فرمایا:

﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا﴾ (السجدة: ۱۶) ”وہ اپنے پہلوؤں کو بستروں سے الگ رکھتے ہیں اور اپنے رب کو خوف و طمع کرتے ہوئے پکارتے ہیں۔“
 جنت میں سلامتی سے داخل ہونے سے کیا مراد ہے؟

ظاہر تو یہ ہے کہ مذکورہ بالا اعمال جنت میں داخلے کے اسباب میں سے چند اسباب ہیں، ان کے علاوہ اور بھی کئی چیزیں جنت میں داخلے کے لیے ضروری ہیں۔ مطلب یہ کہ مذکورہ اعمال کرنے والوں کو اللہ ذوالجلال کی طرف سے دوسرے اعمال صالحہ کرنے کی اور برے اعمال سے بچنے کی توفیق ملتی ہے اور اس کا خاتمہ ایمان اور عمل صالح پر ہوتا ہے۔ جس سے وہ عذاب سے محفوظ رہ کر شروع میں ہی جنت میں داخل ہونے کا حق دار بن جاتا ہے۔

[۱۴۳/۷۶۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ فَرَاهِيجَ، قَالَ: سَمِعْتُ.....

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا زَالَ جَبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَوْ حَسِبْتُ أَنَّهُ سَيُورِيهِ. ①
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبریل علیہ السلام ہمسائے کے بارے میں مجھے وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پڑوسی کے حق اور اس کے ساتھ اکرام و رعایت کا رویہ رکھنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا جبریل علیہ السلام مسلسل تاکیدی احکام لاتے رہے، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو خیال ہوا کہ شاید اس کو وارث بنا دیا جائے گا۔ یعنی حکم آجائے گا کہ کسی کے مرجانے کے بعد جس طرح اس کے ماں

① بخاری، کتاب الادب، باب الوصیة بالجار، رقم: ۶۰۱۴، ۶۰۱۵۔ مسلم، کتاب البر والصلوة، باب الوصیة بالجار والاحسان الیہ، رقم: ۲۶۲۴۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۵۱۵۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۹۴۲۔

باپ، اس کی اولاد اور دوسرے اقارب اس کے ترکہ کے وارث ہوتے ہیں، اس طرح پڑوسی کا بھی اس میں حصہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس ارشاد کا مقصد ایک واقعہ کا بیان نہیں ہے۔ بلکہ پڑوسیوں کے حق کی اہمیت کو بتانے کے لیے یہ ایک بہت اہم

فرمان ہے، اس طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ .))

”اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کون؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقِهِ))..... ”جس شخص کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ

نہ ہو۔“ (بخاری، رقم : ۶۰۱۶)

اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا اللہ ذوالجلال نے بھی حکم دیا ہے۔

﴿وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾ (النساء : ۳۶)

”تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ نیز

رشتے داروں، یتیموں، مساکین سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے۔“

معلوم ہو ارشتہ دار اور غیر رشتہ دار ہمسائیوں سے بھی حسن سلوک کرنا چاہیے۔ لیکن اگر حسن سلوک نہ کرے گا اور ان

کو اذیتیں پہنچائے گا تو ایسا شخص جنت سے محروم ہو جائے گا۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جس کی شرارتوں اور ایذا رسانیوں سے اس کا پڑوسی مطمئن نہ

ہو۔“ (ادب المفرد، رقم : ۱۲۱)

ہمسایہ کی تین قسمیں ہیں: ① رشتہ دار ہمسایہ۔ ② غیر رشتہ دار ہمسایہ (غیر مسلم) ③ جس سے عارضی ہمسائیگی کا

تعلق ہو جیسے ہم جماعت، ہم سفر اور ہم پیشہ وغیرہ ہر قسم کے ہمسائے سے حسن سلوک کا حکم ہے۔

[۱۴۶/۷۶۱]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ

الْجَرِيرِيُّ.....

خالد قیسی نے بیان کیا، میں نے کہا: اے ابو ہریرہ! کیا

آپ نے اپنے خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی ایسی چیز سنی ہے

جس کے ذریعے ہم اپنے جی خوش کر لیں؟ انہوں نے

فرمایا: ”ہاں! میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا:

”تمہارے چھوٹے بچے جنت کے کپڑے ہیں۔“

عَنْ خَالِدِ الْقَيْسِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا

هُرَيْرَةَ، هَلْ سَمِعْتَ مِنْ خَلِيلِكَ شَيْئًا

تُطِيبُ بِهِ أَنْفُسَنَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُهُ

يَقُولُ: صِبْغَاكُمْ دَعَائِمِصُ الْجَنَّةِ، قَالَ

الْمَخْزُومِيُّ: الصِّبْغَا الْأَطْفَالُ، وَالِدَعَائِمِصُ

شَيْءٌ يَكُونُ فِي أَسْفَلِ الْحَبِّ. ①

فوائد: مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں تتلیاں ادھر ادھر اڑتی پھرتی ہیں، اسی طرح مسلمانوں کے چھوٹے نابالغ بچے بھی جنت میں تتلیوں کی طرح ادھر ادھر گھومتے پھرتے ہوں گے اور جنت میں جہاں چاہیں گے سیر کرتے ہوئے داخل ہوں گے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس شخص کے تین بچے مرجائیں اور وہ ان پر صبر کرے تو جنت میں داخل ہوگا۔“ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جس کے دو بچے مرجائیں؟ تو آپ نے فرمایا: ”جس کے دو بچے مرجائیں (وہ بھی جنت میں جائے گا)“ راوی نے کہا کہ میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اللہ کی قسم! اگر آپ لوگ ایک بچہ (بھی) کہہ دیتے تو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بچہ پر بھی فرما دیتے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم میں بھی یہی گمان کرتا ہوں۔“

(ادب المفرد للبخاری: اسنادہ حسن)

[۱۷۱/۷۶۲] أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنِي الطَّلِقُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، وَأَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، حَدَّثَنِي جَدِّي طَلِقُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس کے متعلق اندیشہ ہے جبکہ میں تین بچے آگے بھیج چکی ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم نے تو جہنم سے بہت ہی مضبوط باڑ بنا لی ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِابْنٍ لَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَكِي، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَافُ عَلَيْهِ وَقَدْ قَدَّمْتُ ثَلَاثَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ احْتَضَرْتَ بِحَضْرَةِ شَدِيدَةٍ مِنَ النَّارِ. ②

فوائد: مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان بچوں کے مرنے کی وجہ سے تم اب جہنم میں نہیں جاؤ گی یہ تمہارے بچے تمہارے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن گئے ہیں۔

① مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، رقم: ۲۶۳۵۔ مسند احمد: ۴۸۸ / ۲۔ صحیح ترغیب وترہیب، رقم: ۱۹۹۸۔

② مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل من يموت له ولد، رقم: ۲۶۳۶۔ سنن نسائی، رقم: ۱۸۷۷۔ مسند احمد، رقم: ۹۴۲۷۔

[۱۷۴/۷۶۳]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ فَقَالَ: أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أَبُوكَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہاری ماں۔“ اس نے عرض کیا، پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پھر تمہاری ماں۔“ اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پھر بھی تمہاری ماں۔“ اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارا باپ۔“

[۱۷۵/۷۶۴]..... أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ. ②

جناب ابو زرعہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا حسن سلوک کی باپ کی نسبت ماں زیادہ حق دار ہے۔ اس لیے کہ ماں بچے کی خدمت کرنے میں سب سے زیادہ مشقت برداشت کرتی ہے اور ضعیف ہونے کی وجہ سے بھی حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے اور پھر باپ کی نسبت زیادہ نرم دل اور زیادہ حساس ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصْلُهَا فِيهِ عَامِينَ إِنَّ اشْكُرْلِي وَ لِوَالِدَيْكَ﴾ (لقمان: ۱۴)

”اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق وصیت کی، اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری کی حالت میں اسے اٹھایا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر ادا کر۔“ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ)) (بخاری، کتاب الاخلاق، رقم: ۵۹۷۵)..... ”اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام قرار دی ہے۔“ اس میں بھی والدہ کا خصوصی تذکرہ ہوا ہے کہ اس کا دل دکھانا حرام ہے، حالانکہ والد کا دل دکھانا بھی حرام ہے۔

① بخاری، کتاب الاخلاق، باب من احق الناس بحسن الصحبة: ۵۹۷۱۔ مسلم، کتاب البر والصلوة، باب بر الوالدين وانهما احق به: ۲۵۴۸۔ سنن ابن ماجہ: ۲۷۰۶۔ مسند احمد: ۲/۳۲۷۔ معجم صغير: ۱۱۴۰۔

② السابق.

لیکن ماں کا حق زیادہ ہے، اس لیے نبی ﷺ نے والدہ کا خصوصی تذکرہ کیا، تین دفعہ حسن سلوک کی تاکید والدہ کے لیے فرمائی اور والد کے لیے ایک دفعہ تاکید فرمائی۔

علماء کرام کہتے ہیں کہ اولاد کے لیے ماں تین مشقتیں برداشت کرتی ہے۔

(۱) حمل کی (۲) جننے کی (۳) اور دودھ پلانے کی۔ اس وجہ سے فقہاء نے تشریح کی ہے کہ احسان اور سلوک میں ماں کا حق باپ پر مقدم ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ وہ اپنی ناداری کی وجہ سے دونوں کے ساتھ سلوک نہیں کر سکتا تو ماں کے ساتھ سلوک کرنا مقدم ہے البتہ اعزاز اور ادب و تعظیم میں باپ کا حق ماں پر مقدم ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ باپ کے بعد نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ((ثُمَّ الْأَقْرَبُ فَأَلَاقْرَبُ .)) ”اس کے بعد جو تمہارے قرہبی رشتہ دار ہوں، پھر جو ان کے بعد قرہبی رشتہ دار ہوں۔“ (ادب المفرد، رقم : ۳) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن کہا ہے۔

معلوم ہوا والد کے بعد باقی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔ اور اس میں بھی رشتہ داری کی حیثیت کو معیار بنایا کہ جس سے رشتہ داری جس قدر قریب تر ہو، اس کے ساتھ حسن سلوک کا اسی قدر اہتمام کیا جائے۔

[۱۸۳/۷۶۵]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سَلْمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّخَعِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو میرے نام پر نام رکھے، تو وہ میری کنیت پر کنیت نہ رکھے اور جو میری کنیت پر کنیت رکھے، تو وہ میرے نام پر نام نہ رکھے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَسَمَّى بِاسْمِي فَلَا يُكْنِي بِكُنْيَتِي، وَمَنْ اِكْتَنَى بِكُنْيَتِي فَلَا يَتَسَمَّ بِاسْمِي. ①

..... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ بازار میں تھے کہ ایک صاحب کی آواز آئی، یا ابوالقاسم! آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے (معلوم ہوا کہ انہوں نے کسی اور کو پکارا ہے) اس پر آپ نے فرمایا: ”میرے نام پر نام رکھو، لیکن میری کنیت مت رکھو۔“ (بخاری، رقم : ۳۵۳۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”فتح الباری“ میں علماء کے مختلف اقوال نقل کیے ہیں: (۱) بعض کے نزدیک مطلقاً ممانعت ہے۔ (۲) بعض نے کہا ہے کہ جمع کرنا منع ہے۔ (۳) بعض نے کہا ہے: یہ ممانعت زندگی تک تھی۔ راجح قول یہ ہے کہ

ممانعت زندگی تک ہی تھی۔ اب نام بھی اور کنیت دونوں رکھنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱۰ / ۶۹۹۔ شرح حدیث ۶۱۸۷، ۶۱۸۸، ۶۱۸۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

① سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فیمن رای ان لا یجمع بینہما، رقم: ۴۹۶۶، اسنادہ حسن لغیرہ۔ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

رانج قول کی مؤید یہ روایت بھی کہ سیدنا محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) یہ اجازت حاصل تھی (جس کی تفصیل یہ ہے) انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کے بعد میرے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ (ادب المفرد، رقم: ۸۴۳۔ سلسلہ صحیحہ، رقم: ۲۹۴۶)

[۲۱۶/۷۶۶]..... أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ مَيْسَرَةَ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے ہم سائے کو ایذا نہ پہنچائے، اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے مہمان کی خوب ضیافت کرے۔“ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! مہمان کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تین (دن حق ضیافت) پس جو ان (تین دنوں) سے زیادہ ہو یا ان کے بعد ہو تو وہ صدقہ ہے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے کوئی معاملہ پیش آئے تو وہ خیر و بھلائی کی بات کرے یا پھر خاموش رہے، عورتوں کے بارے میں خیر و بھلائی کی وصیت قبول کرو، کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اس کے اوپر کا حصہ ہے، اگر تم نے اسے سیدھا کرنا چاہا تو اسے توڑ ڈالو گے، اور اگر تم اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی، پس تم عورتوں کے بارے میں خیر و بھلائی کی وصیت قبول کرو۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنِ قِرَى ضَيْفِهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا حَقُّ الضَّيْفِ؟ قَالَ: ثَلَاثٌ فَمَا كَانَ فَوْقَهُنَّ أَوْ بَعْدَهُنَّ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ شَهِدَ أَمْرًا فَلْيَتَكَلَّمْ بِخَيْرٍ أَوْ لَيْسَتْكَ، اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضَلْعٍ، وَإِنْ أَعْوَجَ شَيْءٌ فِي الضَّلْعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ أَرَدْتَ إِقَامَتَهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكَتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا. ①

..... (۱)..... مذکورہ حدیث میں پڑوسی کے حقوق کی نگہداشت کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

(۲)..... اگر ام ضیف: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مہمان کی مہمان نوازی کرنی چاہیے اور تین دن تک مہمان کو کھلانا اور ٹھہرانا اس کا حق ہے اور مہمان کو بھی چاہیے کہ زیادہ دیر تک میزبان کے ہاں نہ ٹھہرے، ہاں اگر میزبان

مجبور کرے یا قریبی تعلق ہو تو کوئی حرج نہیں کہ تین دنوں سے زیادہ ٹھہر سکتا ہے۔

(۳)..... زبان کی حفاظت کرنا: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا انسان کو اچھی بات کرنی چاہیے وگرنہ خاموش ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق: ۱۸)..... ”آدمی جو بات بھی منہ سے بولتا ہے، اس کے پاس ایک تیار نگہبان موجود ہوتا ہے۔“ ایک حدیث میں ہے: ((مَنْ صَمَتَ نَجَا)) (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۵۳۶) ”جو خاموش رہا نجات پا گیا۔“ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا نجات کیا ہے؟ فرمایا: ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ.)) (صحیح ترمذی، رقم: ۱۹۶۱)..... ”اپنی زبان اپنے آپ پر روک کر رکھ۔“

اور خاموشی جو نجات کا باعث ہے، یہ حرام، مکروہ، بے کار اور بے فائدہ باتوں سے خاموش رہے۔ ورنہ زبان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ایمان و سلام کا اظہار بھی زبان سے ہوتا ہے۔ تلاوت و ذکر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کے ذریعے سرانجام پاتے ہیں۔

(۴)..... استوصوا بالنساء کے معنی ہیں: عورتوں کے متعلق میری وصیت قبول کرو اور اس پر عمل کرو یعنی ہر صورت میں عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَ يُجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا بَلْ يُرَىٰ﴾ (النساء: ۱۹) ”اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کر دے۔“

صحیح مسلم میں حدیث ہے: ”مومن مرد (شوہر) مومنہ عورت (بیوی) سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی ایک عادت اسے ناپسند ہے تو اس کی دوسری عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔“ (صحیح مسلم، رقم: ۱۴۶۹)

کیونکہ عورت فطری طور پر کمزور ہے تو زیادہ عقل والے اور بلند حوصلے والے مرد کو چاہیے کہ تحمل اور غنودہ درگزر سے کام لے۔

[۲۴۴/۷۶۷]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُسْلِمٍ الْهَجْرِيِّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ؟ قَالَ: إِمَاطَتُكَ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ سِيدَنَا ابُو هريره رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر مسلمان پر ہر روز صدقہ کرنا ضروری ہے۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی کون طاق ت رکھتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارا راستے سے تکلف دہ چیز کو دور کر دینا صدقہ ہے، تمہارا اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مسلمان شخص کو راستہ بتا دینا صدقہ ہے، تمہارا مسلمان شخص کی عیادت کرنا صدقہ ہے، تمہارا جنازے میں شریک ہونا صدقہ ہے، تمہارا مسلمان کو سلام کا جواب دینا صدقہ ہے۔“

محمد بن فضیل بن غزوان نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے، راوی نے بیان کیا، انہوں نے کہا: اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تمہارا راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا صدقہ ہے، تمہارا مریض کی عیادت کرنا صدقہ ہے، تمہارا جنازے میں شریک ہونا صدقہ ہے، تمہارا نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، تمہارا مسلمان کو سلام کا جواب دینا صدقہ ہے۔“

الْمُسْلِمِ الطَّرِيقَ صَدَقَةٌ، وَعِيَادَتُكَ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ، وَاتِّبَاعُكَ جِنَازَتَهُ صَدَقَةٌ، وَرَدُّكَ السَّلَامَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ. ①

[۲۴۵/۷۶۸]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلِ بْنِ غَزْوَانَ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، قَالَ: فَقَالُوا: وَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ؟ قَالَ: إِمَاطَتُكَ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَعِيَادَتُكَ الْمَرِيضِ صَدَقَةٌ، وَاتِّبَاعُكَ جِنَازَتَهُ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ. ②

[۲۹۰/۷۶۹]..... أَخْبَرَنَا جَعْفَرٌ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْهَجَرِيُّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر مسلمان پر روزانہ صدقہ کرنا واجب ہے۔“ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارا مسلمان کو راستہ بتا دینا صدقہ ہے، تمہارا مسلمان کو سلام کا جواب دینا صدقہ ہے، تمہارا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: إِرْشَادُكَ الْمُسْلِمَ عَلَى الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ وَرَدُّكَ السَّلَامَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ. ③

نوٹ:..... ایک دوسری حدیث میں ہے: ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)) (بخاری، رقم: ۶۰۲۱)

”ہر اچھا کام صدقہ ہے۔“

صدقہ کا اصل تو یہ ہے کہ آدمی خوشی سے اپنے مال سے کچھ اللہ کو خوش کرنے کے لیے دے۔ لیکن مذکورہ بالا

① بخاری، کتاب الجہاد، باب من اخذ بالركاب ونحوه، رقم: ۲۹۸۹۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب بیان ان اسم

الصدقة الخ، رقم: ۱۰۰۹۔ مسند احمد: ۲/ ۳۲۸۔

② السابق.

③ انظر ما قبله.

احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صدقہ کے لیے ضروری نہیں کہ مال ہی دیا جائے، بلکہ دوسری خداداد صلاحیتوں کو خرچ کرنے سے بھی صدقہ کا ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ تمہارا اپنے بھائی کے سامنے مسکرا دینا تمہارے لیے صدقہ ہے۔ (صحیح ترمذی، رقم: ۱۵۹۴)

ایک اور حدیث میں ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنو آدم میں سے ہر انسان کی تخلیق تین سو ساٹھ جوڑوں پر ہوئی، پس جس نے اللہ اکبر کہا، الحمد للہ کہا، لا الہ الا اللہ کہا، سبحان اللہ کہا، استغفر اللہ کہا، راستے سے کوئی پتھر ہٹایا یا کوئی کانٹا یا ہڈی، راستے سے دور کر دی یا کسی نیکی کا حکم دیا یا کسی برائی سے روکا (یعنی تین سو ساٹھ جوڑوں کی تعداد میں) (ایسے) مذکورہ اعمال کرے تو وہ اس دن اس حال میں شام کرتا ہے کہ اس نے اپنے نفس کو جہنم کی آگ سے دور کر لیا ہوتا ہے۔“ (سلسلہ صحیحہ، رقم: ۱۷۱۷)

[۲۴۶/۷۷۰]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَعْزَبُ كَمَا يَعْزَبُ الْبَشَرُ، وَالْعَنْ كَمَا يَلْعَنُ الْبَشَرُ، فَأَيَّمَا عَبْدٍ سَبَبْتَهُ أَوْ لَعَنْتَهُ فِي غَيْرِ كُنْهِهِ فَاجْعَلْهُ لَهُ رَحْمَةً. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایک انسان ہوں، جس طرح انسان ناراض ہوتا ہے میں بھی اسی طرح ناراض ہوتا ہوں، میں بھی لعنت کرتا ہوں جس طرح انسان لعنت کرتا ہے، پس میں نے جس بھی شخص/ غلام کو برا بھلا کہا ہو یا اس پر لعن طعن کی ہو جس کا وہ مستحق نہ تھا تو (اے اللہ) اسے اس کے لیے رحمت بنا دے۔“

فوائد:..... مذکورہ حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی عظمت ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی بددعائیں بھی اپنی امت کے لیے باعث رحمت و تزکیہ بن جاتی ہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ تو جہان والوں کے لیے رحمت بن کر آئے تھے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الانبیاء: ۱۰۷) ”اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیا۔“

دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (التوبة: ۱۲۸) ”تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں، جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری تکلیف نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں۔ ایمان والوں کے ساتھ بڑے

① مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب من لعنہ النبی ﷺ الخ، رقم: ۲۶۰۱۔ سنن دارمی، رقم: ۲۷۶۵۔ مسند احمد:

ہی شفیق اور مہربان ہیں۔“

ایسی عظیم ہستی کے متعلق کون یہ گمان کر سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے کسی کو برا بھلا کہا ہو یا لعنت بھیجی ہو بلکہ آپ ﷺ تو اپنے دشمنوں کو بددعا کی بجائے دعائیں دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

کھا کے اغیار سے پتھر وہ دعا دیتے ہیں
رحمت عام کا پیغام سنا دیتے ہیں

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر کس قدر مشفق اور ان کی مصلحت و خیر خواہی کے لیے کس قدر کوشاں تھے۔ نیران کے لیے جو چیز نفع بخش ہوتی اس کی خواہش کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا کسی مسلمان کے حق میں نقصان کی دعا کرنا جو اس کا اہل و مستحق نہ ہو، آپ کی یہی نقصان کی دعا مسلمان کے حق میں رحمت و پاکیزگی اور کفارے کا ذریعہ بن جائے گی۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے کفار و منافقین کے حق میں جو بددعا کی وہ ان کے لیے رحمت نہیں ہوئی۔ اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر اہل و مستحق شخص کے لیے دعاء ضرر کیوں فرمائی؟ تو علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کلمات زجر جو بیان فرمائے ہیں تو ان سے حقیقت مقصود نہیں ہے۔ بلکہ وہ اہل عرب کے ان کلمات کی طرح ہیں جنہیں وہ بغیر معنی کی نیت کے بول دیتے ہیں۔ جیسے ”تَرَبَّتْ يَمِينُكَ“، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں وغیرہ۔ اور ایسے کلمات کا صدور رسول اللہ ﷺ سے بہت کم ہوا۔ کیونکہ آپ ﷺ فاحش و متحش نہ تھے، نہ (خواہ مخواہ) لعنت کرنے والے تھے۔ اور نہ ہی اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام لینے والے تھے۔ (جیسا کہ حدیث میں آتا ہے) صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: قبیلہ دوس پر لعنت کریں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! دوس کو ہدایت دے۔“ اور فرمایا: ”اے اللہ! میری قوم کو بخش دے، کیونکہ وہ (میری حیثیت کو) نہیں جانتے۔“ (شرح مسلم، للنووی: ص ۱۸۵۴، ۱۸۵۳ طبع اولی دار ابن حزم)

[۲۸۳/۷۷۱]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ سَيِّدُنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میرے جگری دوست، صَفِيِّ وَخَلِيلِي أَبُو الْقَاسِمِ صَاحِبُ حَجْرَةَ وَالِ ابُو الْقَاسِمِ ﷺ نے فرمایا: ”بد نصیب شخص الْحُجْرَةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا نُرْعَتِ رَحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ. ①

① سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الرحمة، رقم: ۴۹۴۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۹۲۳۔ مسند احمد: ۲/ ۳۰۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۴۶۲۔ مسندك حاکم: ۴/ ۲۷۷۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۴۶۷۔ صحیح ترغیب و ترہیب، رقم: ۲۲۶۱۔

نوٹ

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ صفت رحمت کامل جانا بڑی سعادت کی بات ہے، لیکن صفت رحمت کا نہ ملنا بڑی بدبختی کی علامت ہے، کیونکہ سخت دل اور بد بخت لوگوں کے دلوں سے رحمت نکال لی جاتی ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتے۔“

(ادب المفرد، رقم: ۳۷۵۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے)

ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ”رحم کرنے والوں پر رحمان رحم فرمائے گا، تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔“ (سنن ابوداؤد، رقم: ۴۹۴۱)

[۲۹۳/۷۷۲]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، مَوْلَى جَعْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ.....

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ فُلَانَةَ تُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَتَصُومُ النَّهَارَ وَتُؤَذِي جِيرَانَهَا سَلِيطَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ فِي النَّارِ، وَقِيلَ لَهُ: إِنَّ فُلَانَةَ تُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ الْأَقِطِ، لَيْسَ لَهَا شَيْءٌ غَيْرُهُ وَلَا تُؤَذِي أَحَدًا، فَقَالَ: هِيَ فِي الْجَنَّةِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: فلاں عورت رات کے وقت تہجد پڑھتی ہے اور دن کو روزہ رکھتی ہے، جبکہ وہ اپنی پڑوسن کو اذیت پہنچاتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ جہنمی ہے۔“ آپ سے عرض کیا گیا: فلاں عورت فرض نماز پڑھتی ہے، رمضان کے روزے رکھتی ہے، پیر کے چند ٹکڑے صدقہ کرتی ہے اور اس کے پاس اس کے علاوہ کچھ نہیں، وہ کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ جنتی ہے۔“

[۲۹۴/۷۷۳]..... قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدِكُمْ الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى مَوْلَى جَعْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ.....

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فُلَانَةُ تُصَلِّي بِاللَّيْلِ فَفَرَأْتُ عَلَيْهِ كَمَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ فَأَقْرَبَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَقَالَ: نَعَمْ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! فلاں عورت تہجد پڑھتی ہے، راوی نے بیان کیا، پس میں نے انہیں اسی طرح سنایا جس طرح جریر نے ہمیں بیان کیا تھا، تو ابو اسامہ نے اسے درست قرار دیا اور کہا: ہاں۔

نوٹ

..... تکلیف دینا تو کسی کو بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔ رسول

① انظر: ۲۹۱.

② انظر ما قبله.

اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)) (بخاری، رقم: ۱۰۰۰)..... ”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے (دوسرے) مسلمان محفوظ رہیں۔“

لیکن ہمسائے کو تکلیف دینا تو بہت بڑا جرم ہے، اس سے بچنا چاہیے، کیونکہ اس کا وبال بہت زیادہ ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کے نیک اعمال ختم ہو جاتے ہیں اور ہمسائے کو اذیت پہنچانا، کسی اور کو اذیت پہنچانے سے زیادہ گناہ ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جو شخص دس عورتوں سے زنا کرے تو اس کا گناہ اس سے کم ہے کہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔ اور فرمایا: کوئی شخص دس گھروں سے چوری کرے تو اس کا گناہ اس سے کم ہے کہ اپنے پڑوسی کے گھر سے چوری کرے۔ (ادب المفرد، رقم: ۱۰۳)

[۳۲۴/۷۷۴]..... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ ابْنِ عَتِيقٍ، رَجُلٍ مِنْ مَلِيكَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ.....

عبداللہ نے بیان کیا: تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھرا ہو۔ ابن عتیق نے بیان کیا، میں نے یزید بن الاصم سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: میرا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اسی مثل رسول اللہ ﷺ سے ذکر کرتے ہوئے سنا ہے۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَنْ يَمْتَلَأَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلَأَ شِعْرًا. قَالَ ابْنُ عَتِيقٍ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِيَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ مِثْلَ ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ①

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ نے شعروں میں زیادہ مشغول رہنا پسند نہیں کیا مذکورہ بالا حدیث کے متعلق ابوعلی لولوی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابو عبیدہ کا یہ قول ہمیں پہنچا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص شعر و شاعری میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ قرآن اور اللہ کے ذکر ہی سے غافل ہو جائے (تو یہ انتہائی مذموم ہے) لیکن قرآن کریم اور مشغلہ علم غالب رہے تو ایسا آدمی ہمارے خیال میں اس کا مصداق نہیں بنتا کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرا ہو۔ (سنن ابوداؤد، رقم: ۵۰۰۹)

اس سے برے شعر بھی مراد ہیں، اچھے اشعار پڑھنے اور سننے میں کوئی حرج نہیں وہ جائز ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شعر پڑھتے تھے اور بخاری شریف میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے حسان! اللہ کے رسول کی

① بخاری، کتاب الادب، باب ما یکرہ ان یكون الغالب الخ، رقم: ۶۱۵۵۔ مسلم، کتاب الشعر، رقم: ۲۲۵۷، ۲۲۵۸۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۵۰۰۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۸۵۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۷۵۹۔ مسند احمد: ۲/ ۲۸۸۔

طرف سے مشرکوں کو جواب دو، اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد کر۔“ (بخاری، رقم: ۶۱۵۲)

[۳۲۸/۷۷۵]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُجَيْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ جب وہ اس سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے، جب وہ چھینک مار کر الحمد للہ کہے تو یہ اسے ”یرحمک اللہ“ کہہ کر جواب دے، جب اسے دعوت دے تو وہ اسے قبول کرے، جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے، جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے لیے خیر خواہی کرے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُسَمِّتَهُ أَوْ يُسَمِّتَهُ إِذَا عَطَسَ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيَعُوذُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَشْهَدَهُ إِذَا مَاتَ، وَيَنْصَحَ لَهُ إِذَا غَابَ. ①

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ایک مسلمان کو دوسرے کے حقوق ادا کرنے چاہئیں تاکہ معاشرے میں امن قائم رہ سکے، چند حقوق کا ذکر مذکورہ بالا حدیث میں ہوا ہے۔

(۱) ملاقات کے وقت سلام کرنا:

لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جدا ہوتے وقت سلام نہیں کہنا، ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کہے، اگر اس کا ارادہ بیٹھنے کا ہے تو بیٹھ جائے، پھر جب اٹھے تو سلام کہے کیونکہ پہلے سلام کا حق دوسرے سے زیادہ نہیں۔“ (صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۴۰۰)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ ملنے پر بھی سلام کہتے اور وہ اس حدیث پر عمل کرتے نظر آتے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو سلام کہے پھر اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے تو دوبارہ ملنے پر پھر اسے سلام کہے۔“ (سنن ابوداؤد، رقم: ۵۲۰۰)

سلام سننے والے کو سلام کا جواب دینا چاہیے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ (النساء: ۸۶)..... ”اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو۔“

① بخاری، رقم: ۱۲۳۹، ۲۴۴۵، ۵۱۷۵، ۶۲۲۲۔ مسلم، کتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام، رقم:، سنن ابوداؤد، رقم: ۵۰۳۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۷۳۶۔

اچھا جواب کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ الفاظ کے ساتھ، جیسا کہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سلام دیتے تو ہم جواباً کہتے: ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ)) (سلسلہ الصحیحہ، رقم: ۱۴۴۹)..... ”اور آپ پر سلامتی ہو، اللہ کی رحمت ہو، اس کی برکتیں ہوں اور اس کی مغفرت ہو۔“

(۲)..... جب کسی مسلمان کو چھینک آئے تو دوسرے کو یرحمک اللہ کہنا چاہیے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب چھینک لینے والا ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہے اگر چھینکنے والا ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ نہیں کہتا تو سننے والے کو یرحمک اللہ نہیں کہنا چاہیے۔ (بخاری، باب لا یشتت العاطس اذا لم یحمد اللہ۔ حدیث: ۳۶۰)

اسی طرح اگر غیر مسلم کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کو بھی یرحمک اللہ نہیں کہنا چاہیے۔

(صحیح سنن ابی داؤد، رقم: ۴۲۱۳)

جس کو چھینک آئے اس کو الحمد للہ کہنا چاہیے۔ ترمذی شریف میں (الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ) (صحیح ترمذی، رقم: ۲۲۰۲) کے الفاظ بھی ثابت ہیں۔ اور سننے والے کو ((یَرْحَمُكَ اللَّهُ)) کہنا چاہیے اور پھر چھینکنے والے کو چاہیے، ((يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بِأَلْسِنَتِكُمْ)) (بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۲۲۴) کہے۔

(۳)..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ایک مسلمان کا دوسرے پر حق ہے کہ جب وہ دعوت دے تو دوسرا قبول کرے۔ دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے بکری کے پائے کی بھی دعوت دی جائے تو میں اس کو قبول کروں گا۔“

(۴)..... بیمار کی بیمار پرسی کرنا مسلمان کا ایک دوسرے پر حق ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے: ((بَابُ وُجُوبِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ)) معلوم ہوا مسلمان مریض کی تیمارداری کرنی چاہیے، اس کے بہت سے فوائد ہیں۔

تیماردار بیمار کے لیے مسنون دعائیہ کلمات کہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرے اور سات مرتبہ یہ کلمات کہے تو اسے عافیت دی جاتی ہے۔ سوائے اس کے اس کی موت کا وقت آپہنچا ہو۔“

((أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ)) (صحیح ترمذی، رقم: ۱۶۹۸)

(۵)..... ایک مسلمان کا دوسرے پر حق ہے، اگر وہ فوت ہو جائے تو دوسرا اس کے جنازے میں شرکت کرے۔

(۶)..... جب مسلمان غائب ہو تو دوسرے کو اس کی خیر خواہی کرنی چاہیے۔ جامع ترمذی میں ہے: ((وَيَنْصَحُ

لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ.)) (سنن ترمذی، رقم: ۲۷۳۷)..... ”وہ حاضر ہو یا غائب، اس کی خیر خواہی کرے۔“ یعنی حاضر ہے تو اس کی جھوٹی تعریف، چاپلوسی اور منافقت نہ کرے غلط مشورہ نہ دے، نہ دھوکا دے۔ اگر غائب ہے تو اس کی غیبت، چغلی اور بدخواہی نہ کرے۔

[۳۴۱/۷۷۶]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِيُّ ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ بْنِ رَبَاحٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مَرْوَانَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: شَرُّ مَا فِي الرَّجُلِ شُحٌّ هَالِعٌ وَجَبْنُ خَالِعٌ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسی شخص کی بری صفات جو ہو سکتی ہیں وہ حرص، بخل اور خوف زدہ بزدل ہونا ہے۔“

[۳۴۲/۷۷۷]..... أَخْبَرَنَا الْمَلَائِيُّ ، بِهِذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ②

راوی نے بیان کیا: الملائی نے اس اسناد سے اسی مثل ہمیں بیان کیا۔

فوائد:..... مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ انسان کی بری صفات میں سے حرص اور بزدلی ہے۔ کسی انسان میں حرص اور بزدلی جمع ہوں تو اس کو شح کہتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے، ”شح سے بچو، اس نے ہی پہلے لوگوں کو ہلاک کیا، اس نے انہیں خون ریزی پر آمادہ کیا اور انہوں نے محارم کو حلال کر لیا۔ (مسلم، کتاب البر، باب تحریم الظلم، رقم: ۲۵۷۸)

اور ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ يُّوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الحشر: ۹)..... ”اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے۔“

ہالِع: سخت حریص اور بہت جزع فزع کرنے والے کو ہالِع کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا﴾ (المعارج: ۱۹)..... ”بیشک انسان بڑے کچے دل والا بنایا گیا ہے۔“

کیونکہ حریص و بخل آدمی ہی دل کا کچا اور جزع فزع کرتا ہے۔ آگے اللہ ذوالجلال نے فرمایا:

﴿إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا﴾ (المعارج: ۲۰-۲۱)

”جب اسے مصیبت پہنچتی ہے تو بڑبڑا اٹھتا ہے۔ اور جب راحت ملتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔“

[۳۵۱/۷۷۸]..... أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ ،

قَالَ: سَمِعْتُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا،

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدمی اپنے خلیل (دوست) کے

① سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب فی الجراة والجین، رقم: ۲۵۱۱۔ مسند احمد: ۲/ ۳۰۲۔ صحیح ابن

حبان، رقم: ۳۲۵۰۔ قال الشيخ الالبانی وشعیب الارناؤط: اسنادہ صحیح۔

② السابق۔

تَكَلَّمَ الْمُؤْمِنُ كَلِمَةً حَسَنَةً إِلَّا وَدُونَهَا أَلَيْنَ
مِنْهَا تَجْرِي مَجْرَاهَا. ①

نوٹ:..... معلوم ہوا مؤمن نرم گفتار اور اعلیٰ کردار کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر نرمی و حلم جیسے اوصاف حمیدہ پیدا فرمائیں۔ جو شخص نرمی سے محروم رہا وہ بہت سی بھلائیوں سے محروم رہے گا۔

[۳۶۰/۷۸۰]..... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُنِينٍ وَهُوَ يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا
جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، فَعَطَسَ رَجُلٌ فَحَمِدَ اللَّهَ، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ:
يَرْحَمُكَ اللَّهُ، ثُمَّ عَطَسَ آخَرَ فَلَمْ يَقُلْ لَهُ
شَيْئًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَدَدْتَ عَلَيَّ
الْآخِرَ وَلَمْ تَقُلْ لِي شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ: إِنَّهُ حَمِدَ
اللَّهَ، وَسَكَتَ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ایک آدمی نے چھینک مار کر کہا: الحمد للہ، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یرحمک اللہ“ پھر دوسرے آدمی نے چھینک ماری تو آپ نے اسے کچھ بھی نہ کہا، تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس آدمی کو تو جواب دیا تھا، جبکہ مجھے آپ نے کچھ بھی نہیں کہا، تو آپ نے اسے فرمایا: ”اس نے تو اللہ کی حمد بیان کی تھی، جبکہ تم خاموش رہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ نہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ نہیں کہنا چاہیے۔

[۳۷۳/۷۸۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: قَالَ.....
أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: السَّاعِي عَلَى
الْأَرْمَلَةِ وَالْمُسْكِينِ كَالْمَجَاهِدِ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ وَأَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ هَكَذَا، وَأَشَارَ
بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى. ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بیواؤں اور مسکینوں کی سرپرستی کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا (جنت میں) اس طرح ہوں گے۔“ آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

① اسنادہ حسن .

② بخاری، کتاب الادب، باب الحمد للعاطس، رقم: ۵۸۶۷۔ مسلم، کتاب الزهد، باب تشمیت العاطس الخ، رقم: ۲۹۹۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۵۰۳۹۔ ادب المفرد، رقم: ۹۳۰۔

③ بخاری، کتاب الطلاق، باب اللعان، رقم: ۵۳۰۴۔ مسلم، کتاب الزهد، باب لا تدخلوا مساکن الزین الخ، رقم: ۲۹۸۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۹۶۹۔ سنن نسائی، رقم: ۲۵۷۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۱۴۰۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا معاشرے کے ضرورت مند، نادار بیوہ و یتیم اور معذور لوگوں کی کفالت اور خبر گیری کرنا بہت عظیم عمل ہے، اسلام نے اس کو جہاد فی سبیل اللہ جیسے عظیم عمل کے برابر کہا ہے، اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے ان عظیم کاموں کو چھوڑ دیا اور عیسائیوں، مرزائیوں نے نادار لوگوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھایا اور آج انہیں اپنے اپنے دین میں داخل کر رہے ہیں۔

(۱)..... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: ”بیواؤں اور مسکینوں (کی خدمت) کے لیے کمانے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کی طرح ہے اور اس شخص کی طرح ہے جو تمام دن روزے رکھے اور ساری رات نمازیں پڑھے۔“ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۲۸۸۱۔ ادب المفرد: ۱۳۱)

(۲)..... مذکورہ حدیث سے یتیم کی کفالت کرنے والے کی بھی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ جیسا کہ یہ دونوں انگلیاں قریب قریب ہیں، ایسے ہی میں (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں قریب قریب ہوں گے۔ لیکن درجے میں فرق ہوگا جس کا اظہار خود انگلیوں کے چھوٹے اور بڑے ہونے سے ہو رہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ اس میں دونوں درجوں کے فرق کی طرف اشارہ ہے۔

[۳۷۴/۷۸۲]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے تو فرماتا ہے: اللہ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے، پس اس سے محبت کرو، پھر جبریل علیہ السلام آسمان والوں کو آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے، پس تم اس سے محبت کرو، پھر زمین والوں میں اس کے لیے قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔“

نوٹ:..... صحیح مسلم کی روایت میں ہے: ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے دشمنی کرتا ہے تو جبریل کو بلا کر فرماتا ہے: میں فلاں سے دشمنی کرتا ہوں تو بھی اس سے دشمنی کر، پس جبریل بھی اس سے دشمنی کرنے لگ جاتا ہے۔ پھر وہ آسمان والوں میں نداء کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے دشمنی کرتا ہے، تم بھی اس سے دشمنی کرو، پھر اس کے لیے زمین

① بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة، رقم: ۳۲۰۹۔ مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب اذا احب الله عبد حبه الى عباده، رقم: ۲۶۳۷۔ مسند احمد: ۲ / ۲۶۷۔

میں دشمنی رکھ دی جاتی ہے۔ (یعنی اہل زمین بھی اس سے بغض و عناد رکھتے ہیں)۔“

(مسلم، کتاب البر والصلۃ : ۲۷۳۷)

مذکورہ بالا حدیث سے اللہ ذوالجلال کے کلام کرنے کا اثبات ہوتا ہے اور ان لوگوں کا رد بھی ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ ذوالجلال کے کلام میں حروف نہیں ہیں۔ اللہ ذوالجلال کلام کرتے ہیں، لیکن کس طرح کرتے ہیں ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ اور مذکورہ بالا حدیث میں عند اللہ محبوبیت کا صلہ بیان کیا گیا ہے، صرف عند اللہ محبوب نہیں، بلکہ آسمان اور زمین میں رہنے والوں کا ایسا آدمی محبوب بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ ذوالجلال کا محبوب کیسے بنا جاسکتا ہے اس کی وضاحت قرآن مجید میں ہے: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ (آل عمران : ۳۱)..... ”کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔“

معلوم ہوا اللہ ذوالجلال کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ اتباع رسول ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو ایک لشکر پر (امیر بنا کر) بھیجا۔ پس وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا اور اپنی قراءت (ہر رکعت میں) قل ہو اللہ احد پر ختم کرتا۔ جب یہ (لشکر والے) لوٹ کر آئے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتلایا، آپ نے فرمایا: ”اس سے پوچھو: یہ ایسا کیوں کرتا ہے؟“ چنانچہ انھوں نے پوچھا تو اس نے کہا کہ (اس میں) رحمن کی صفت ہے، اس لیے میں اسے (زیادہ) پڑھنا پسند کرتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے (سن کر) فرمایا: ”اس کو بتلا دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرماتا ہے۔“

(بخاری، رقم : ۷۳۷۵، مسلم، رقم : ۸۱۳)

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا سورت کی کثرت سے تلاوت کرنے سے بھی اللہ ذوالجلال کی محبت حاصل ہوتی ہے۔

[۳۷۷/۷۸۳]..... أَخْبَرَنَا كُلُّنُومٌ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يُشَارَ إِلَيْهِ فِي دِينِهِ أَوْ دُنْيَاهُ إِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللَّهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے دین یا اس کی دنیا کے بارے میں اس کی طرف اشارہ کیا جائے، سوائے اس کے جسے اللہ

بچائے۔“

① سلسلہ ضعیفہ، رقم : ۱۶۷۰۔ مسند الشامیین، رقم : ۲۳۳۳۔

۳۷۸/۷۸۴] وَبِهَذَا الْأَسْنَادِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَلَا إِلَى أَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ. ①

اسی اسناد سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تمہاری صورتوں کی طرف دیکھتا ہے نہ تمہارے اموال کی طرف، لیکن وہ تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ ذوالجلال کسی کی صورتوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا، بلکہ اللہ کے ہاں معیار دلوں کا تقویٰ، نیکی اور ایمان ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

”اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے کنبے اور قبیلے بنا دیے تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، اللہ کے نزدیک تم سب میں سے زیادہ باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔“

۳۸۰/۷۸۵] وَبِهَذَا الْأَسْنَادِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمَكْرُ وَالْخَدِيعَةُ فِي النَّارِ. ②

اسی (سابقہ ۳۷۹) سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مکرو فریب اور دھوکہ دہی کا انجام جہنم ہے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مکرو فریب کا انجام جہنم ہے۔ اگرچہ ہمارے ہاں وہ آدمی چالاک ہو شیار ہے جو زبان دراز، جھوٹ اور دروغ گوئی کا ماہر ہو اور ہر انسان کو جھوٹ بول کر ڈیل کر لیتا ہے۔ لیکن ایسے انسان اللہ ذوالجلال کے نزدیک ذلیل ترین ہیں۔

ایک حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مومن بھولا بھالا ہوتا ہے۔ اور بدکار دھوکے باز اور کمینہ ہوتا ہے۔“ (ادب المفرد للبخاری، رقم: ۴۱۸)

۳۹۳/۷۸۶] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنَ الْكِبْرِ

اسی (سابقہ ۳۹۲) سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حق کا انکار کرنا اور دوسرے لوگوں کو حقیر جاننا تکبر

① مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم ظلم المسلم الخ، رقم: ۲۵۶۴۔ مسند احمد: ۲/ ۵۳۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۹۴۔

② بخاری، کتاب البیوع، باب النجش ومن قال لا يجوز ذلك البیع۔ طبرانی صغیر، رقم: ۷۳۸۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۷۲۵۔

مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَصَ النَّاسَ. ① کے ضمن سے ہے۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا حق کو ٹھکرانے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام تکبر ہے۔

[۳۹۸/۷۸۷]..... أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي الْمُتَوَكِّلُ بْنُ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ الْقُشَيْرِيُّ، عَنْ حَمِيدِ بْنِ الْعَلَاءِ.....

عَنْ أَنَسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَضَى لِأَخِيهِ الْمُؤْمِنِ حَاجَةً كَانَ كَمَنْ خَدَمَ اللَّهَ تَعَالَى عُمُرَهُ. ②

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے مومن بھائی کی ضرورت پوری کی تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنی زندگی اللہ کی خدمت میں صرف کر دی۔“

[۳۹۹/۷۸۸]..... أَخْبَرَنَا كُثُومٌ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ. ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔“

..... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مسلمان کو گالی دینا اور اس سے لڑائی کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ شریعت کو مسلمانوں کے باہمی تعلقات کا خوش گوار ہونا مطلوب ہے۔ اس لیے شریعت نے ان کاموں سے روکا ہے جن کی وجہ سے آپس کے تعلقات خراب ہوتے ہیں۔

معلوم ہوا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ فسق کا مطلب ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے ٹکنا، شرع میں عصیان سے سخت ہے۔ ﴿وَكُرْهُ الْيَكْمُ الْكُفْرُ وَالْفُسُوقُ وَالْعِصْيَانُ﴾ (الحجرات: ۷)..... ”اور اس نے کفر، فسق اور عصیان کو تمہارے لیے ناپسند بنا دیا۔“

اگر کوئی صبر کرے اور جواب نہ دے بلکہ معاف کر دے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر، رقم: ۴۰۹۲۔ سنن ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب الکبر، رقم: ۱۹۹۹۔ قال الشیخ البانی: صحیح۔ ابن حبان، رقم: ۵۴۶۶۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۶۰۸۔

② سلسلۃ ضعیفہ، رقم: ۷۵۳۔ ضعیف الجامع الصغیر، رقم: ۵۷۹۲۔ قال الشیخ الالبانی: موضوع۔

③ بخاری، کتاب الادب، باب ما ینھی من السباب واللعن، رقم: ۶۰۴۴۔ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان قول النبی ﷺ سباب المسلم فسوق و قتاله کفر، رقم: ۶۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۹۸۳۔ سنن نسائی، رقم: ۴۰۱۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۶۹۔

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ (الشوری: ۴۳)..... ”اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو یقیناً یہ پختہ عزم کا کام ہے۔“

اگر بدلہ بھی لینا ہے تو اس میں شرط یہ ہے کہ اتنی گالی دے جتنی اسے دی گئی ہے، زیادتی نہ کرے اور نہ وہ بات کرے جو جھوٹ ہو۔ اس صورت میں دونوں کا گناہ گالی کی ابتداء کرنے والے پر ہوگا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو گالی گلوچ کرنے والے جو کچھ بھی کہیں اس کا گناہ پہل کرنے والے پر ہے، جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔“

(مسلم، رقم: ۲۵۸۷)

(۲)..... مسلمان سے لڑائی کرنا کفر ہے۔ وہ کفر مراد نہیں جس کی وجہ سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ بلکہ علماء نے کفر کی دو اقسام بیان کی ہیں: ایک وہ جس سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ بڑا کفر ہے۔ دوسرا (كُفْرٌ دُونَ كُفْرٍ) یعنی بڑے کفر سے کم تر کفر۔ اس کی وجہ سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَاصِلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾ (الحجرات: ۹)..... ”اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں کے درمیان صلح کروادو۔“

اس کے بعد والی آیت میں فرمایا: ﴿أِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۰) ”مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کروادو۔“

معلوم ہوا مسلمان آپس میں لڑائی کے باوجود مومن ہیں، ان کی ایمانی اخوت ختم نہیں ہوئی کہ وہ ملت اسلام سے خارج ہو جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ عَفَىٰ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتَّبِعْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدِّءِ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾ (البقرة: ۱۷۸)..... ”تو جس شخص کو اپنے بھائی کی طرف سے کوئی چیز معاف کر دی جائے تو پیچھا کرنا ہے اچھے طریقے سے اور اس کی طرف ادا کرنا ہے احسان کے ساتھ۔“

معلوم ہوا قاتل مسلمان ہے اور مقتول کے وارثوں کا دینی اور ایمانی بھائی ہے۔

[۴۰۰/۷۸۹]..... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لِيَضَعُ رَحْمَتَهُ عَلَىٰ كُلِّ رَحِيمٍ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنَّا بِرَحْمِ نَفْسِهِ، فَقَالَ: لَيْسَ بِرَحْمٍ أَحَدُكُمْ نَفْسُهُ خَاصَّةٌ حَتَّىٰ يَرْحَمَ النَّاسَ. ①

اسی سند (سابقہ) سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ہر رحیم شخص پر اپنی رحمت کرتا ہے۔“ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے ہر شخص اپنی جان پر رحم کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی خصوصی طور پر اپنی ذات پر رحم نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ لوگوں پر رحم کرے۔“

نوٹ:..... مذکورہ روایت ضعیف ہے، تاہم دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ صرف رحم دل بندے پر اپنی رحمت نچھاور کرتا ہے۔“ اس نے کہا: ہم میں سے ہر کوئی رحم کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(میرا یہ مطلب) نہیں کہ اپنے دوست کے حق میں رحمت بن جاؤ۔ بلکہ تمام لوگوں پر رحم کرنا ہوگا۔“ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۱۶۷)

معلوم ہوا حقیقی رحم یہ ہے کہ اپنے، پرانے، دوست اور دشمن سب پر رحم کیا جائے۔

[۴۰۴/۷۹۰] وَبِهَذَا الْأَسْنَادِ، عَنْ اسی (سابقہ ۴۰۳) اسناد سے رسول اللہ ﷺ سے مروی رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا وَلَا يَبْغِي بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ. ①

ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو، تم ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔“

نوٹ: (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا عاجزی و انکساری اختیار کرنی چاہیے، آپس میں رحمدلی، محبت اور الفت سے پیش آنا چاہیے۔

اگر اللہ ذوالجلال نے کسی کو مال و دولت سے نوازا ہے تو اس کو اللہ ذوالجلال کا شکر ادا کرنا چاہیے، نہ کہ اس کی وجہ سے تکبر غرور کرتے ہوئے لوگوں کو حقیر جانے۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ ذوالجلال نے سب سے زیادہ عظمت عطا فرمائی، لیکن اس کے باوجود اللہ ذوالجلال نے فرمایا: ﴿وَاحْفَظْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الشعراء: ۲۱۵)

”اے محمد ﷺ! اپنے پیروکار مومنوں سے نرمی سے پیش آؤ۔“

(۲) مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک دوسرے پر زیادتی کرنا جائز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اتَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلُمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (الشورى: ۴۲) ”بے شک ملامت کے لائق وہ لوگ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

اگر کوئی آدمی کسی پر ظلم کرتا ہے تو اس سے بدلہ لینا جائز ہے، بشرطیکہ مظلوم ظالم پر زیادتی نہ کرے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ﴾ (الشورى: ۴۱) ”جو شخص ظلم کیے جانے کے بعد بدلہ لے لے، تو ان لوگوں پر کوئی گرفت نہیں۔“

[۴۲۸/۷۹۱] أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ الْجَزْرِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ سَعِيدِ بْنِ مَيْسَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، بَيَانُ فَرَمَاتِهِ هِيَ، رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

① مسلم، کتاب الجنة و صفة، باب الصفات التي يعرف بها الخ، رقم: ۲۸۶۵۔ سنن ابوداود، کتاب الادب،

باب فی التواضع، رقم: ۴۸۹۵۔ صحیح ترغیب و ترہیب، رقم: ۲۸۹۰۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُلْدَعُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ. ①
نے فرمایا: ”مؤمن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔“

[۴۲۹/۷۹۲]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا يُونُسُ.....

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. قَالَ إِسْحَاقُ وَذَكَرَ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ②

سعید بن مسیب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

فوائد:..... امام بخاری رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا حدیث سے قبل سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے:
(لَا حَكِيمٌ إِلَّا ذُو تَجْرِبَةٍ.)..... ”آدمی تجربہ اٹھا کر دانا بنتا ہے۔“
غلطی تو ہر انسان سے ہو جاتی ہے اور کسی موقع پر لوگ کسی کے دھوکے میں آ جاتے ہیں، لیکن پہلی بار دھوکہ جس نے دیا پھر اسی شخص سے دوبارہ دھوکہ کھانا شان مومن کے خلاف ہے۔ بار بار دھوکہ کھاتے رہنا اور یہ سمجھنا کہ ہم سادہ اور نیک لوگ ہیں یہ کوئی دینداری نہیں۔ شاعر کہتا ہے:

آدمی بنتا ہے لاکھوں ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد

[۴۴۷/۷۹۳]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرَّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرَّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ. ③
اسی (سابقہ ۴۴۶) سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: ”بے شک اللہ نرمی والا ہے، وہ نرمی پسند کرتا ہے اور وہ نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو وہ سختی پر عطا نہیں فرماتا۔“

فوائد:..... مذکورہ حدیث سے نرمی کی عظمت اور رفعت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ یہ اللہ ذوالجلال کی صفت

① بخاری، کتاب الادب، باب لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين، رقم: ۶۱۳۳۔ مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين، رقم: ۲۹۹۸۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۸۶۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۹۸۲۔ مسند احمد: ۳۷۹۔

② انظر ما قبله .

③ مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل الرفق، رقم: ۲۵۹۳۔ سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الرفق، رقم: ۴۸۰۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۶۸۸۔ مسند احمد: ۱ / ۱۱۲۔

ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے کہ اس کے بندے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں اور اللہ ذوالجلال اتنا سختی پر نہیں دیتا جتنا نرمی پر دیتا ہے۔ منافع اور مصالح کے نقطہ نظر سے بھی اپنے تعلقات اور معاملات میں آدنی کو نرمی اور مہربانی ہی کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے، وہ اسے زینت دار بنا دیتی ہے۔ اور جس سے یہ نکال لی جاتی ہے، اسے عیب دار کر دیتی ہے۔ (مسلم، کتاب البر، رقم: ۲۵۹۴)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ((مَنْ يُحْرِمُ الرَّفْقَ يُحْرِمُ الْخَيْرَ)) (مسلم، کتاب البر والصلۃ، رقم: ۲۵۹۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۶۸۷)..... ”جو شخص نرمی سے محروم رہا، وہ (ہر قسم کی) خیر سے محروم رہا۔“ [۴۵۶/۷۹۴]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ مُحَيْصِنٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: نَرَاهُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب یہ آیت: ”جو شخص برائی کرے گا وہ اس کا بدلہ پائے گا۔“ نازل ہوئی تو مسلمانوں پر گراں گزرا اور انہیں سخت تکلیف پہنچی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: ”قرب رہو اور میانہ روی اختیار کرو، مومن کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے، اس میں اس کے لیے کفارہ ہے حتیٰ کہ اسے کاٹنا بھی چھ جائے (تو یہ بھی باعث کفارہ ہے)۔“

..... مذکورہ حدیث میں اس چیز کا بیان ہے کہ اللہ ذوالجلال کا مومن کے ساتھ فضل و کرم کا جو معاملہ ہے کہ اس کو معمولی سی بھی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ ذوالجلال اس کی وجہ سے بھی ثواب عطا کرتا ہے۔ بشرطیکہ تکلیف پر صبر کیا جائے اگر صبر نہیں کرے گا تو ثواب سے محروم رہے گا۔

[۴۶۹/۷۹۵]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَنَّ زَيْدًا أَخْبَرَهُ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوار شخص پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے علیہ وسلم۔ يَسْلِمُ الرَّأْبُ عَلَى الْمَاشِي،

① مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب المومن فيما يصيبه من مرض او حزن الخ، رقم: ۲۵۷۴۔ سنن ترمذی،

رقم: ۳۰۳۸۔ مسند حمیدی، رقم: ۱۱۴۸۔

وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْأَقْلُ عَلَى الْأَكْثَرِ ① . ہوئے کو اور کم افراد زیادہ افراد کو سلام کریں گے۔“

فوائد

..... مذکورہ حدیث میں سلام کے آداب بتائے گئے ہیں، سلام میں ابتداء کی مذکورہ ترتیب میں جو حکمتیں ہیں، اہل علم نے اپنی اپنی دانست کے مطابق وہ بیان فرمائی ہیں، اصل حکمت اللہ ہی کے پاس ہے۔ اور اسی کا علم کامل ہے۔

(۱)..... سوار پیدل چلنے والے کو: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سواری کی نعمت عطا فرمائی ہے تو ان کا حق ہے کہ وہ تواضع اختیار کرے، اگر پیدل کو حکم ہوتا کہ وہ سوار کو پہلے سلام کہے تو خطرہ تھا کہ سوار کے دل میں تکبر پیدا نہ ہو جائے۔

(۲)..... چلنے والا بیٹھے ہوئے کو: اس لیے کہ بیٹھے ہوئے شخص ہر گزرنے والے کی طرف بار بار از خود متوجہ ہو کر سلام کہنا مشکل ہے۔ جب کہ گزرنے والے کو ایسی کوئی مشکل نہیں۔

(۳)..... کم زیادہ کو: اس لیے کہ کثیر لوگوں کا تھوڑے لوگوں پر زیادہ حق ہے، اور اس لیے بھی کہ زیادہ لوگ تھوڑے لوگوں کو یا اکیلے شخص کو پہلے سلام کہیں تاکہ میں خود بینی اور کبر نہ پیدا ہو جائے۔

صحیح بخاری میں ہے ((يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ)) (بخاری، رقم: ۶۲۳۴) ”چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔“
(۴)..... چھوٹے کو سلام میں پہل کرنے کا حکم اس لیے ہے کہ بڑے کا حق چھوٹے پر زیادہ ہے، کیونکہ چھوٹے کو حکم ہے کہ بڑے کی توقیر کرے اور اس کے ساتھ باادب رہے۔

لیکن جس شخص کو سلام کہنے کا حکم ہے وہ سلام نہیں کہتا تو دوسرے کو سلام کہہ دینا چاہیے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیلانے کی بہت تاکید کی ہے۔ اور حدیث سے ثابت ہے کہ نبی معظم ﷺ چھوٹے بچوں کو بھی سلام کہتے۔

[۵۱۰/۷۹۶]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَيْسَ الشَّدِيدُ مَنْ غَلَبَ النَّاسَ وَلَكِنَّ الشَّدِيدَ مَنْ غَلَبَ نَفْسَهُ ② . سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”طاقت ور وہ نہیں جو لوگوں پر غالب آجائے، طاقت ور وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھے۔“

① بخاری، کتاب الاستئذان، باب تسليم الراكب على الماشي، رقم: ۶۲۳۲۔ مسلم، کتاب السلام، باب يسلم الراكب على الماشي الخ، رقم: ۲۱۶۰۔ سنن ابوداود، رقم: ۵۱۹۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۷۰۳۔ ادب المفرد رقم: ۹۹۳۔

② بخاری، کتاب الادب، باب النحر من الغضب، رقم: ۶۱۱۴۔ مسلم، کتاب البر والصلة، باب ففضل من يملك نفسه الخ، رقم: ۲۶۰۹۔

نوٹ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلوان وہ نہیں ہے۔ جو کشتی لڑنے میں غالب ہو جائے، بلکہ اصلی پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے۔

(بخاری، رقم: ۶۱۱۴)

معلوم ہوا طاقتور، پہلوان وہ ہی ہے جو اپنے غصے پر قابو پائے۔ قرآن مجید میں غصے پر قابو پانے والوں کی تعریف ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَحْتَسِبُونَ كِبَارًا الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ﴾ (الشوری: ۳۷)..... ”وہ لوگ جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔“

اور فرمایا: ﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظُمِينَ الْغَيْظِ﴾ (ال عمران: ۱۳۴)..... ”وہ لوگ جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جانے والے ہیں۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو پتھر اٹھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟“ لوگوں نے کہا: یہ پتھر اٹھا رہے ہیں۔ ان کی مراد لوگوں کی مضبوطی (اور طاقت) بیان کرنا تھا۔ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس سے بھی زیادہ مضبوط ہے؟ یہ وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر کنٹرول رکھتا ہے۔“

ایک روایت میں ہے کہ نبی معظم ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو کشتی کر رہے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ لوگوں نے کہا: یہ فلاں پہلوان ہے جو کشتی میں ہر ایک کو پچھاڑ دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسا شخص نہ بتاؤں جو اس سے بھی زیادہ طاقتور ہے، یہ وہ آدمی ہے جس پر کسی شخص نے زیادتی کی ہو۔ لیکن وہ اپنا غصہ پی گیا ہو اور اس طرح (ظالم) پر اپنے شیطان پر اور اپنے مقابل کے شیطان پر غالب آ گیا ہو۔ (یعنی اس نے تینوں کو پچھاڑ دیا)۔“ (سلسلہ الصحیحہ، رقم: ۳۲۹۵)

غصے پر قابو پانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے کئی طریقے سکھائے ہیں:

(۱)..... سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نبی مکرم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا، دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کر رہے تھے، ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور گلے کی رگیں پھول گئیں تو نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے۔ کہ اگر یہ وہ کلمہ کہے تو اس کی یہ حالت ختم ہو جائے، اگر یہ ((أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)) (بخاری، رقم: ۳۲۸۲) کہے تو جو کچھ اس پر گزر رہی ہے، وہ ختم ہو جائے۔

(۲)..... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ)) (صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۹۳)..... ”جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ خاموش ہو جائے۔“

(۳)..... سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر غصہ ختم ہو جائے تو بہتر، ورنہ لیٹ جائے۔“ (صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۹۴)

اور غصہ پی جانے والوں کو کیا انعام ملے گا۔ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص غصہ پی جائے، جبکہ وہ اس پر عمل درآمد کی قدرت رکھتا ہو تو اللہ اسے قیامت کے دن برسر مخلوق بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جنت کی حور عین میں سے جسے چاہے منتخب کرے۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الادب، رقم: ۴۷۷۷)

[۵۱۵/۷۹۷]..... أَخْبَرَنَا كُثَيْبٌ، عَنْ عَطَاءٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،

اللَّهُ ﷻ قَالَ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ فَقَالَ: التَّقْوَى هَاهُنَا. ①

آپ نے فرمایا: ”مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے رسوا کرتا ہے۔“ پھر آپ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا: ”تقویٰ یہاں ہے۔“

نوٹ:..... (۱)..... معلوم ہوا کوئی مسلمان نہ کسی مسلمان پر ظلم کرے اور نہ ہی ظالم کو اس پر ظلم کرنے دے کیونکہ ظلم کا انجام برا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے ((الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (بخاری، رقم: ۲۴۴۷)..... ”ظلم کی وجہ سے روز قیامت اندھیرے ہی اندھیرے ہوں گے۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے اپنے بھائی پر کوئی ظلم کیا ہو وہ اس سے معاف کروالے، کیونکہ وہاں درہم و دینار نہیں۔ اس سے پہلے کہ اس کے بھائی کے لیے اس کی نیکیاں لے لی جائیں، اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو اس کے بھائی کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں۔“ (بخاری، رقم: ۲۴۴۹-۶۵۳۴)

(۲)..... ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى اجْسَادِكُمْ وَلَا إِلَى صُورِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ إِلَى صَدْرِهِ وَأَعْمَالِكُمْ))

(مسلم، رقم: ۲۵۶۴۔ سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۲۶۵۶)

”بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں، شکلوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا، وہ تو صرف تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے اور آپ نے اپنی انگلی سے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔“

خوبصورتی یا بدصورتی، مال کا ہونا یا نہ ہونا، یہ بندے کے اختیار میں نہیں۔ بلکہ اللہ ذوالجلال جسے چاہے دے، اصل

① بخاری، کتاب الظلم، باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يخذله..... رقم: ۲۴۴۲۔ مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحريم الظلم، رقم: ۲۵۸۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۸۹۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۴۲۶۔ مسند احمد: ۲/۶۸۔

دل کی طہارت اور اعمال صالحہ ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)..... ”بے شک تم میں سب سے باعزت اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔“

دل پاک نہ ہو تو انساں پاک ہو نہیں سکتا
ابلیس کو بھی آتے تھے وضو کے فرائض بہت

[۵۱۶/۷۹۸]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ النَّاسِ إِيْمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا. ① ہے جس کا اخلاق ان میں سے سب سے زیادہ اچھا ہے۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جتنا انسان اخلاق میں کامل ہوگا اتنا ہی ایمان میں کامل ہوگا۔ معلوم ہوا ایمان کے لیے اچھا اخلاق ضروری ہے، ایک اچھے اخلاق والا روزے اور نماز والے شخص کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کے لحاظ سے سب سے مکمل مومن وہ ہے جو ان میں سے اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو۔ اور بے شک حسن اخلاق (والا)، روزے اور نماز کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔“ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۱۵۹۰)

اللہ ذوالجلال نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرمایا ہے: ﴿وَأَنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (القلم: ۴)..... ”آپ خلق عظیم کے مالک ہیں۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے خلق کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ((كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ)) (مسند احمد: ۶ / ۹۱)..... ”آپ کا خلق قرآن تھا۔“ یعنی قرآن مجید میں مذکورہ تمام اوصاف و خصال آپ کی عادت اور طبیعت بن چکے تھے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو چیز سب سے زیادہ جنت میں داخل کرے گی، وہ اللہ کا ڈر اور اچھا اخلاق ہے۔“

(سنن ترمذی، رقم: ۲۰۰۴۔ سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۹۷۷)

سیدنا ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ترازو میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری نہیں ہے۔“ (سنن ابوداؤد، رقم: ۴۷۹۹۔ مسند احمد: ۶ / ۴۴۶)

[۵۲۸/۷۹۹]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَىٰ بْنُ أَزْهَرَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ.....

① سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ، رقم: ۴۶۸۲۔ سنن ترمذی، ابواب الرضاع، باب حق المرأة علی زوجها، رقم: ۱۱۶۲۔ قال الشیخ الالبانی: حسن صحیح۔ مسند احمد: ۲ / ۲۵۰۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ تم ایمان دار بن جاؤ، اور تم ایمان دار نہیں بن سکتے حتیٰ کہ تم باہم محبت کرو، اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایک ایسی چیز بتائے دیتا ہوں اگر تم اس پر عمل کر لو تو تمہاری آپس میں محبت پیدا ہو جائے گی“ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”آپس میں سلام کو عام کرو۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جنت میں جانے کے لیے ایمان ضروری ہے۔ بے ایمان، مشرک و کافر جنت میں نہیں جا سکیں گے۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ مؤمن و مسلمان آپس میں محبت و پیار پیدا کریں۔ سلام کرنا باہمی محبت و پیار میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

[۵۳۰/۸۰۰]..... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمَقْبُرِيِّ، يُقَالُ لَهُ أَبُو عَبَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے اموال کے ذریعے لوگوں پر حکمرانی نہیں کر سکتے، تم میں خندہ پیشانی اور حسن خلق والا ان پر حکمرانی کر سکتا ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ لَا تَسْعُونَ النَّاسَ بِأَمْوَالِكُمْ فَلْيَسْعَهُمْ مِنْكُمْ بَسْطُ وَجْهِهِ وَحَسَنُ الْخُلُقِ. ②

[۵۷۲/۸۰۱]..... أَخْبَرَنَا قَيْصَةُ بْنُ عُبَّادَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشِبٍ.....

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”صرف تین امور میں جھوٹ بولنا درست ہے: آدمی اپنی اہلیہ سے جھوٹ بولتا ہے تاکہ وہ اس سے خوش ہو جائے، آدمی لوگوں کے

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَصْلُحُ الْكُذْبُ إِلَّا فِي ثَلَاثَةٍ: الرَّجُلُ يَكْذِبُ امْرَأَتَهُ لِيَرْضَى عَنْهُ، وَالرَّجُلُ

① مسند احمد: ۲/۳۹۱، الادب المفرد للبخاری، رقم: ۲۶۰ و صحیحہ ابن حبان، رقم: ۲۳۶.

② مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۶۵۵۰۔ قال حسین سلیم اسد: اسنادہ ضعیف.

يَكْذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ ، وَالْكَذِبُ فِيْ دَرْمِيَانَ صِلْحِ كِرَانِى كَلِى جِهَوْثُ بُوْلَتَا هِى اَوْر لَزَائِى مِىنَ الْحَرْبِ ① . جِهَوْثُ بُوْلَتَا هِى۔“

نوٹ:..... شریعت نے جھوٹ بولنے کو حرام قرار دیا ہے اور جھوٹ بولنے والوں کو رسول اللہ ﷺ نے منافق کہا ہے اور ایسے لوگوں پر اللہ ذوالجلال کی لعنت برسی ہے، لیکن چند مواقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ تین مواقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے:

۱- میاں بیوی کا جھوٹ:..... میاں بیوی کا رشتہ عظیم ترین رشتہ ہے۔ دونوں میں محبت برقرار رہے تو زندگی کا مزہ ہوتا ہے۔ اگر ناچاقی ہو جائے تو گھر ویران ہو جاتے ہیں۔ اس مقدس رشتے کو بحال اور قائم و دائم رکھنے کے لیے اسلام نے بے شمار احکام وضع کیے ہیں اور ہر قسم کی ناچاقی سے دور رہنے کے لیے جھوٹ بولنے تک کی اجازت دے دی ہے۔ لیکن زوجین کے درمیان جواز جھوٹ سے مراد دھوکا دہی نہیں۔ جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شوہر کا بیوی کے لیے اور بیوی کا اس کے لیے جھوٹ بولنے سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے باہمی محبت و پیار کے لیے ایسا کریں، البتہ اپنے ذمہ واجبات کی ادائیگی میں مکر و فریب کرنے یا ناجائز حق کے حصول کی خاطر ایسا کرنے کی حرمت پر اہل اسلام کا اجماع ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ۱۵۸ / ۶)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جائز جھوٹ میں سے یہ نہیں کہ اس (بیوی) کے ساتھ کسی ایسی چیز کا وعدہ کرے جس کو پورا کرنے کا اس کا ارادہ ہی نہ ہو اور نہ ہی یہ مراد ہے کہ اس کو خوش کرنے کی خاطر یہ کہے کہ میں نے فلاں چیز تمہارے لیے اس قیمت سے خریدی ہے جو کہ اصل قیمت سے زیادہ ہو۔ کیونکہ اگر کبھی اصل صورت حال کا انکشاف ہو جائے تو پھر یہی بات شوہر کے بارے میں بدگمانی کا سبب بن جاتی ہے اور یہ بات خرابی کی ہے، اصلاح کی نہیں۔

(سلسلة الصحیحہ، رقم: ۴۹۸)

علامہ ابن الملک کا کہنا ہے میاں بیوی کے درمیان بولے جانے والے جھوٹ کے متعلق یہ ہے کہ آپس میں کہے مجھے آپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں (تو یہ جھوٹ نہیں ہوگا۔) (مرقاۃ المفاتیح: ۷۶۶ / ۱۸)

۲- صلح کے لیے جھوٹ:..... مسلمانوں میں افتراق و انتشار اسلام نے کبھی برداشت نہیں کیا اور صلح کرانے کی اللہ تعالیٰ نے خود ترغیب دی اور یہاں تک اجازت دے دی کہ اگر صلح کے لیے جھوٹ بولنا پڑے تو اس کی بھی اجازت ہے لیکن صلح کرانا ضروری ہے۔

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: دو (آدمیوں) کے درمیان صلح کرواتے وقت جھوٹ سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کی

① مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم الكذب وبيان المباح منه، رقم: ۲۶۰۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۹۲۱۔

سنن ترمذی، رقم: ۱۹۳۹۔

طرف سے دوسرے تک خیر کی بات پہنچائے، عمدہ خبر سنائے، اگرچہ اس نے وہ خبر سنی نہ ہو اور اس سے مقصود اصلاح ہو۔

۳- جنگ میں جھوٹ: اللہ ذوالجلال نے اس دین متین کی حفاظت کے لیے قتال فی سبیل اللہ کا حکم دیا، کیونکہ ((الْإِسْلَامُ يَعْلُو وَلَا يُعْلَى عَلَيْهِ)) اور جنگ میں رازداری کی بڑی اہمیت ہے اور جب تک راز کو راز نہ رکھا جائے راز نہیں رہتا۔ اس ضرورت کے پیش نظر اور دشمن کو دھوکا دینے کے لیے جھوٹ بولنے کی بھی اجازت دی ہے۔ کیونکہ ((الْحَرْبُ خُدْعَةٌ)) ”جنگ دھوکا کا نام ہے۔“ اور دھوکا جھوٹ یا شبہ جھوٹ کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

علامہ ابن الملک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ میں جھوٹ یہ ہے کہ مثال کے طور پر کہے: لشکر اسلام کثیر تعداد میں ہے۔ انہیں بہت مدد پہنچ چکی ہے۔ یا یہ کہے: پیچھے دیکھ کہ فلاں شخص تجھے پیچھے سے مارنے کے لیے آچکا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح: ۱۸ / ۷۶۶)

۴- جان و مال کے خوف سے جھوٹ بولنا: علماء اس کی بھی اجازت دیتے ہیں۔ استدلال اس آیت مبارکہ سے کرتے ہیں: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (النحل: ۱۰۶) ”جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے، بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔“

قاضی عیاض رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کسی شخص کے ہاں ایک آدمی چھپا ہو اور کوئی ظالم اس کو (ناحق) قتل کرنا چاہے تو اس شخص پر واجب ہے کہ وہ اس کے بارے میں جھوٹ بولتے ہوئے لاعلمی ظاہر کرے۔ (شرح مسلم للنووی)

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر اس پر قسم بھی کھائے تو اس کو گناہ نہ ہوگا۔ (فتح الباری: ۱۵ / ۳۰۰)

[۵۸۹/۸۰۲] أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَهْرَامَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى الْبَيْعَةِ، فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا تَحْسِرُ لَنَا عَنْ يَدِكَ؟ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَصَافِحُ النِّسَاءَ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کی خواتین کو بیعت کے بلایا، تو اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ اپنا ہاتھ ہمارے لیے ظاہر نہیں فرمائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔“

①..... مذکورہ حدیث سے عورتوں کی بیعت لینے کا طریقہ ثابت ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مرد کا غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے۔ احادیث میں غیر محرم عورتوں سے مصافحہ کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔ جیسا کہ سیدنا

① سنن نسائی، کتاب البیعة، باب بیعة النساء، رقم: ۴۱۸۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۸۷۴۔ مسند احمد: ۶/

۳۵۷۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح.

معتقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يُطْعَنُ فِي رَأْسِ رَجُلٍ بِمَخِيطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ.)) (سلسلہ الصحیحہ، رقم: ۲۲۶)..... ”کسی مرد کے سر میں لوہے کی سوئی کا ٹھونس دیا جانا، اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہ ہو (یعنی غیر محرم ہو)۔“

چھونے میں غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا یا بوسہ لینا شامل ہے۔ صحیح بخاری میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! بیعت کے دوران رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔ آپ عورت سے بیعت لیتے وقت یہ کہہ دیتے تھے کہ میں نے تجھ سے اس چیز پر بیعت لے لی ہے۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: کسی صحیح اور صریح حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ نے کسی عورت سے مصافحہ کیا ہو۔ بیعت کا معاملہ ہو یا ملاقات کا۔ (سلسلہ الصحیحہ شرح حدیث نمبر: ۵۲۹)

[۵۹۱/۸۰۳]..... قَالَتْ: وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ ذَبَّ عَنْ عَرَضِ أَخِيهِ بَطْهَرِ الْغَيْبِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ. ①
سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کا اس کی غیر موجودگی میں دفاع کیا، تو اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے جہنم سے آزاد کر دے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے مسلم بھائی کی عزت کا دفاع کرنے کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ دفاع کا مطلب کیا ہے؟ کسی مجلس میں کوئی کسی کی عیب جوئی کر رہا ہو، تو سننے والوں کو چاہیے کہ غیبت یا عیب جوئی کرنے والے کو منع کریں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں، جیسا کہ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے: نگ تبوک کے موقع پر ان کی آزمائش اور توبہ کی طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں بیٹھے تھے تو آپ نے پوچھا: کعب بن مالک نے کیا کیا؟ بنو سلمہ کا ایک آدمی کہنے لگا: یا رسول اللہ! اسے اس کی دو چادروں (کی خوبصورتی) نے اور اپنے کندھوں کو دیکھنے نے یہاں آنے نہیں دیا۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تم نے جو کہا برا کہا، اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! ہم تو اس کے متعلق بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔ (بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۴۱۸۔ مسلم، رقم: ۲۷۶۹)

ایسی مجلس جہاں کسی مسلمان کی غیبت ہو اگر ممکن ہو تو ان لوگوں کو روکنا چاہیے، اگر روکنے کی طاقت نہیں تو مجلس سے اٹھ جانا بہتر ہے۔

① سنن ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب الذب عن عرض المسلم، رقم: ۱۹۳۱۔ قال الشيخ الإلبانی: صحیح۔

[۶۱۰/۸۰۴]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ.....

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: سَمَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ بَرَّةً، وَذَلِكَ إِنَّهُ قَالَ يَوْمًا: ((أَتَمَّ مَيْمُونَةَ؟)) فَقَالُوا: لَا. ①

مجاہد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ رکھا، اور یہ اس لیے کہ آپ نے ایک دن فرمایا: ”کیا یہاں میمونہ ہے؟“ تو انہوں نے عرض کیا: نہیں۔“

نوٹ:..... ادب المفرد میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا نبی معظم ﷺ نے ان کا نام میمونہ رکھ دیا۔ (ادب المفرد، رقم: ۸۳۲)

شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے اس کو شاذ کہا ہے۔ صحیح روایت میں ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدہ جویریہ کا (اصل) نام برہ تھا۔ آپ ﷺ نے تبدیل کر کے جویریہ رکھا۔ آپ ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جائے آپ برہ کے پاس سے نکلے ہیں۔ (سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۱۲۔ ادب المفرد، رقم: ۸۳۱)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے سیدہ زینب کا نام برہ تھا۔ کہا جاتا تھا کہ یہ اپنے آپ کو پاک ثابت کرتی ہے نبی معظم ﷺ نے بدل کر اس کا نام زینب رکھ دیا۔ (بخاری، رقم: ۶۱۹۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۷۳۲)

[۶۱۳/۸۰۵]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ مَسْرُوقٍ.....

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رُجُلًا ذَكَرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: بِئْسَ عَبْدُ اللَّهِ أَخُو الْعَشِيرَةِ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ عِنْدَهُ مَنْرَلَةً. ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”قبیلے کا برا بندہ ہے“ پھر وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے گفتگو فرمائی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اسے پوری توجہ دے رہے ہیں، حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ اس کا آپ کے ہاں مقام و مرتبہ ہے۔

[۶۳۲/۸۰۶]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْمُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مَنْ حَدَّثَهُ.....

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَصَابَ وَجْهَ أَسَامَةَ شَيْءٌ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”اسامہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر

① اسنادہ مرسل صحیح۔

② بخاری، کتاب الادب، باب ما يجوز من اغتياہ اهل الفساد الخ، رقم: ۶۰۵۴۔ مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب مداراة من يتقى فح فحشہ، رقم: ۲۵۹۱۔ سنن ابوداود، رقم: ۴۷۹۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۹۹۶۔ مسند احمد: ۶/۳۸۔ مسند حمیدی، رقم: ۲۴۹۔

فَدَمِي، فَغَسَلَتْ وَجْهَهُ، فَمَسَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَمِيصِهِ، فَقَالَ: أَحْسِنُ بِنَا إِذَا لَمْ يَكُنْ جَارِيَةً، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَظَرَ إِلَى وَجْهِ أَسَامَةَ بَعْدَ مَوْتِ أَبِيهِ بَكَى. ①

کوئی چیز لگ گئی تو خون بہنے لگا، میں نے ان کا چہرہ دھویا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے قمیض کے ساتھ اسے صاف کیا، اور فرمایا: ”ہمارے ساتھ اچھا سلوک کر جبکہ وہ لڑکی نہیں۔“ راوی نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ جب اسامہ رضی اللہ عنہ کے والد (زید رضی اللہ عنہ) کی وفات کے بعد ان (اسامہ رضی اللہ عنہ) کے چہرے کی طرف دیکھتے تو رو پڑتے تھے۔

نوٹ:..... سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ کو گہری محبت تھی جس کا اظہار مذکورہ بالا حدیث سے بھی ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں باپ بیٹا نبی مکرم ﷺ کے محبوب تھے۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو لوگ زید بن محمد رضی اللہ عنہم کہتے تھے جو جنگ موتہ میں شہید ہوئے اور آپ کے متنبی تھے۔ اور سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ام ایمن رضی اللہ عنہا ہیں، جس کی گود میں رسول اللہ ﷺ کی پرورش ہوئی اور یہ رسول اللہ ﷺ کے والد محترم جناب عبداللہ کی لونڈی تھیں جس کو بعد میں رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیا تھا۔

معلوم ہوا بچوں کو اگر تکلیف پہنچے تو ان کو بہلانا چاہیے نہ کہ ڈانٹنا چاہیے۔ بچیوں کو زیور پہنانا اور اچھے کپڑے پہنانا جائز ہے۔

[۶۴۹/۸۰۷]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا صَالِحٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ.....

عَنْ أُمِّهِ أُمَّ كُثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ خَيْرًا أَوْ نَمًا خَيْرًا. ②

سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”یہ جھوٹ نہیں جو کوئی شخص لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے تو (اس سے) خیر و بھلائی کی بات کرتا ہے یا خیر و بھلائی کی بات آگے پہنچاتا ہے۔“

[۶۵۴/۸۰۸]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَابْنُ عُليَّةَ أَخْبَرَنَا أَيضًا، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّهِ.....

① سنن ابن ماجہ، ابواب النکاح، باب الشفاعة فی التزویج، رقم: ۱۹۷۶۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح.

② مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الکذب الخ، رقم: ۲۶۰۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۹۲۰۔ سنن ترمذی،

وہی اُمّ کُلثوم بنت عقیبہ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأَوَّلِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَقَالَ خَيْرًا أَوْ نَمًا خَيْرًا. ①

سیدہ ام کلثوم بنت عقیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص جھوٹا نہیں جو دو افراد کے درمیان صلح کراتا ہے، وہ خیر و بھلائی کی بات کرتا ہے یا خیر و بھلائی کی بات آگے پہنچاتا ہے“

نوٹ: دو مسلمانوں میں صلح کروانے کا حکم ہے خواہ اس دوران جھوٹ ہی کا سہارا لینا پڑے دونوں میں نفرت کم کرنے کی غرض سے یا محبت و الفت ڈالنے کی وجہ سے صریح جھوٹ بولا جاسکتا ہے جبکہ آج ہم ایسے موقع پر جب جھوٹ جائز ہے، سچ کا مظاہرہ کر کے صلح کی کوشش کو بھی ناکام بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین۔

[۷۰۵/۸۰۹]..... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.....

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی ام طارق نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ سعد رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے، تو آپ ﷺ نے اندر جانے کے لیے اجازت طلب کی، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے، پھر اجازت طلب کی، وہ پھر خاموش رہے، پھر اجازت طلب کی، وہ پھر خاموش رہے، اور واپس مڑ گئے، تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا، میں آپ کی خدمت میں پہنچی تو آپ سے عرض کیا: ہم نے تو صرف یہی ارادہ کیا کہ آپ ہمیں (سلامتی کی دعا کے حوالے سے) بڑھائیں، انہوں نے کہا: میں نے دروازے پر اجازت طلب کرنے کی آواز سنی، میں نے کوئی چیز نہ دیکھی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم کون ہو؟“ اس نے کہا: میں ام ملام ہوں، آپ نے فرمایا: ”تمہارے لیے کوئی خوش آمدید نہیں، کیا تم قبائلی طرف راہنمائی کر سکتی ہو؟“ اس نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ”انہیں لے آ۔“

① انظر الحديث السابق برقم: ۶۴۹/۸۰۸.

② مسند احمد: ۶/ ۳۷۸۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ ضعيف.

[۷۳۸/۸۱۰]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرِو ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ
 عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ ، تَبَلَّغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرَّفْقِ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ، وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرَّفْقِ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ. ①
 سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جسے نرمی میں سے اس کا حصہ عطا کر دیا گیا تو اسے خیر و بھلائی میں سے حصہ عطا کر دیا گیا اور جو نرمی سے محروم کر دیا گیا تو وہ اتنا ہی خیر و بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے نرمی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ جس کو صفت نرمی سے نوازا گیا تو وہ اچھائی اور بھلائی سے نوازا گیا اور جو شخص اس سے محروم رہا، وہ اچھائی اور بھلائی سے یکسر محروم اور خالی ہاتھ رہا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں تم کو ایسے شخص کے بارے میں نہ بتلاؤں جو آگ پر حرام ہو یا آگ جس پر حرام ہو؟ وہ ہر لعزیز، نرمی کرنے والا اور آسانی کرنے والا ہے۔“
 (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۹۳۸)

نرمی کرنا اللہ ذوالجلال کی صفوں میں سے ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے بھی نرمی کریں، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اکھڑ پن جس چیز میں ہوگا اسے بدنما کر دے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نرمی والا ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے۔“ (ادب المفرد، رقم: ۴۶۶) شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔
 [۷۳۹/۸۱۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ.....

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ ، كَانَ رَبَّمَا بَعَثَ إِلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ ، فَتَكُونُ عِنْدَهُ ، قَالَتْ: فَدَعَا خَادِمًا لَهُ ، فَأَبْطَأَ ، فَلَعَنَهُ ، فَقَالَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ : لَا تَلْعَنُهُ ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللَّعَّانُونَ لَا يَكُونُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ②
 زید بن اسلم سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا تا کہ وہ اس کے ہاں ہوں، پس اس نے اپنے خادم کو بلایا، تو اس نے (آنے میں) تاخیر کی، اس نے اس پر لعنت کی، تو سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہت زیادہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن اللہ کے ہاں سفارش کر سکیں گے نہ گواہی دے سکیں گے۔“

① سنن ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الرفق، رقم: ۲۰۱۳ قال الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۶/۱۵۹۔ سنن کبری بیہقی: ۱۰/۱۹۳۔ ادب المفرد، رقم: ۴۶۴۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۰۵۵۔
 ② مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب النهی عن لعن الدواب وغیرها، رقم: ۲۵۹۷۔ سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی اللعن، رقم: ۴۹۰۷۔ سنن کبری بیہقی: ۱۰/۱۹۳۔ ادب المفرد، رقم: ۳۱۷۔
 کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا لعنت کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ اور اس کی وجہ سے انسان بہت بڑی خیر سے محروم ہو جائے گا کہ امت محمدیہ کو اللہ ذوالجلال نے یہ اعزاز دیا ہے کہ یہ دوسری امتوں کی گواہی دے گی اور آپس میں ایک دوسرے کی شفاعت کرے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ (البقرة: ۱۴۳) ”اور اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت بنایا ہے کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ بن جائیں۔“

لیکن یہ اعزاز لعنت کرنے والے لوگوں کو نہیں ملے گا۔ ایک حدیث میں ہے: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ)) (سنن ترمذی، رقم: ۱۹۷۷۔ سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۳۲۰) ”مومن بہت طعن دینے والا بہت لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔“

حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ بہت زیادہ لعنت کرنے والا کافر ہے۔ دراصل کفار پر تعریض اور چوٹ ہے کہ مومن نہیں، بلکہ کافر لعن و طعن کرنے والے ہوتے ہیں۔ کفار، ظالمین اور کبائر کا ارتکاب کرنے والوں پر لعنت کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكُفْرِينَ﴾ (البقرة: ۸۹) ”پس اللہ کی لعنت ہو کفر کرنے والوں پر۔“ ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ (ہود: ۱۸) ”خبردار اللہ کی لعنت ہو ظلم کرنے والوں پر۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَعَنَ اللَّهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا)) ”پس اللہ کی لعنت ہو شراب پر اور شراب پینے اور پلانے والے پر۔“

اور صحیح بخاری میں ہے: ((لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقَطَّعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقَطَّعُ يَدُهُ)) ”پس اللہ کی لعنت ہو چوری کرنے والے پر، وہ انڈہ چوری کرتا ہے اُس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور ایسے ہی رسی چوری کرتا ہے تو اُس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔“ (صحیح بخاری، رقم: ۶۷۸۳)

معلوم ہوا جس وصف بد پر لعنت کا حکم ہوا ہے اُس پر لعنت جائز ہے، لیکن کسی غیر مستحق شخص پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔ [۷۵۹/۸۱۲] أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ.....

عَنْ طَاوُوسٍ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾ (الشورى: ۲۳)، فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبَى آلِ مُحَمَّدٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَجَلْتُ عَجَلْتُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِّنْ طَاوُوسٍ نَشَأَ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ سَيِّدَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِي الْبَيْتِ مِنْ آلِ قُرَيْشٍ

طاووس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت: ”میں تم سے اس (دعوت و تبلیغ) پر کسی اجر کا سوال نہیں کرتا سوائے رشتے داری کی محبت کے“ کی تفسیر پوچھی گئی تو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: رشتے داروں سے آل محمد ﷺ مراد ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم نے جلدی کی، تم نے جلدی کی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ قریش

بُطُونٌ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ فِيهَا قَرَابَةٌ، فَقَالَ: كِي اولاد میں سے نہیں تھے الا یہ کہ آپ کی اس میں قرابت داری تھی، تو آپ نے فرمایا: ”میرے اور ان کے درمیان جو قرابت ہے تم اسے ملاؤ۔“

نوٹ: آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں وعظ و نصیحت اور تبلیغ و دعوت کی کوئی اجرت تم سے نہیں مانگتا، البتہ ایک چیز کا سوال ضرور ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان جو رشتے داری ہے، اس کا لحاظ کرو، تم میری دعوت کو نہیں مانتے تو نہ مانو تمہاری مرضی لیکن مجھے نقصان پہنچانے سے تو باز رہو۔ تم میرے دست و بازو نہیں بن سکتے تو رشتہ داری و قرابت کے ناطے مجھے ایذا تو نہ پہنچاؤ اور میرے راستے کا روڑہ تو نہ بنو کہ میں فریضہ رسالت ادا نہ کر سکوں۔ (احسن البیان، تحت الآیۃ)

[۷۶۰/۸۱۳]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ لَيْثًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُؤُسٍ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”آسانی پیدا کرو، تنگی پیدا نہ کرو، آسانی پیدا کرو، تم پر تنگی نہیں کی جائے گی، پس جب تمہیں غصہ آئے تو خاموش ہو جاؤ، اور جب تمہیں غصہ آئے تو خاموشی اختیار کرو۔“

[۷۶۱/۸۱۴]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُؤُسٍ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تعلیم دو، آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو، سکھاؤ، آسانی پیدا کرو، تنگی پیدا نہ کرو، تعلیم دو، آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو۔“ پھر فرمایا: ”جب تمہیں غصہ آئے تو خاموش ہو جاؤ، اور جب تمہیں غصہ آئے تو خاموش ہو جاؤ۔“

① بخاری، کتاب التفسیر، باب سورة حم عسق، رقم: ۴۸۱۸۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورة حم عسق رقم: ۳۲۵۱۔ مسند احمد: ۱/ ۲۸۶۔

② مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب فی الامر بالتيسير الخ، رقم: ۱۷۳۲۔ الأدب المفرد، رقم: ۲۴۵۔ مسند احمد: ۱/ ۲۹۳۔

③ انظر ما قبله.

نوٹ:..... (۱) مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا لوگوں کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے، سختی سے بچنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ لوگ دینی کاموں کو سختی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ”یَسْرُوْا“ میں آسانی کا حکم دیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ کبھی سکون کا لحاظ رکھا جائے اور کبھی آسانی کا۔ مشقت طلب امور کا حکم نہ دیا جائے، تاکہ عمل کرنے والا اکتانہ جائے۔ مجبور لوگوں پر ان کو دی گئی رخصتوں کی وضاحت کر دی جائے، مثلاً: بیٹھ کر نماز پڑھنا، مسافر اور مریض کا روزہ نہ رکھنا۔ اسی طرح ”أَخَفُ الضَّرَرَيْنِ“ اور ”أَخَفُ الْمُفْسِدَيْنِ“ کے قانون کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں بدو کے پیشاب کرنے کے موقع پر کیا تھا۔ (فتح الباری: ۱۰ / ۶۴۴)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں مختلف روایات جمع کر کے کہا: ان احادیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، اجر و ثواب اور اس کی وسعت و رحمت کا ذکر کر کے لوگوں کو خوشخبریاں سنائی جائیں اور محض تخویف و وعید کا ذکر کر کے سامعین کو متفرق نہ کیا جائے۔ (شرح مسلم للنووی: ۱۲ / ۸۳)

(۲)..... معلوم ہوا غصے کے وقت خاموشی اختیار کرنی چاہیے، کیونکہ غصہ آنے کے بعد اگر خاموشی اختیار کی جائے تو تھوڑی دیر کے بعد نفس کی بھڑاس ختم ہو جاتی ہے۔ اور جس پر غصہ آیا تھا اس سے مواخذہ کرنے کا جذبہ ختم ہو جائے گا اور یہ معافی کی ایک صورت ہے۔

[۹۰۲/۸۱۵]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِيُّ، نَانُوْحُ بْنُ (جَعُوْنَةَ) الْخُرَّاسَانِيُّ، عَنِ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، عَنِ عَطَاءٍ.....
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى الْمَسْجِدِ، وَهُوَ يَقُولُ بِيَدِهِ هَكَذَا، فَكَسَسَ الْمُقْرِيُّ، بِيَدِهِ هَكَذَا، وَهُوَ يَقُولُ: مَنْ أَنْظَرَ مَعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ عَنْهُ وَقَاهُ اللَّهُ فَيَحْ جَهَنَّمَ، إِلَّا أَنْ عَمَلَ الْحَبِيَّةَ حَزَنٌ بِرَبْوَةٍ ثَلَاثًا، أَلَا وَإِنَّ عَمَلَ النَّارِ سَهْلٌ بِسَهْوَةٍ، وَالسَّعِيدُ مَنْ وَفَى نَفْسَهُ، وَمَا مِنْ جُرْعَةٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ جُرْعَةٍ غَيْظٍ يَكْظُمُهَا عَبْدُ اللَّهِ، مَا كَظَمَهَا عَبْدُ اللَّهِ، إِلَّا مَلَأَ اللَّهُ جَوْفَهُ إِيْمَانًا. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد کی طرف تشریف لائے، جبکہ آپ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرما رہے تھے، مقری (راوی) نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اس طرح الٹ دیا، اور آپ فرما رہے تھے: ”جس نے کسی تنگ دست کو (قرض کی ادائیگی میں) مہلت دی، یا اسے معاف کر دیا، اللہ اسے جہنم کی بھاپ/شدت سے بچائے گا، سنو! جنت کا عمل ٹیلے پر سخت جگہ (کی مانند) ہے، سنو! جہنم کا عمل نرم زمین میں سہل ہے اور سعادت مند شخص وہ ہے جس نے اپنے نفس کو بچایا، اللہ کا بندہ غصے کے جس گھونٹ کو پیتا ہے وہ اللہ کے ہاں محبوب ترین گھونٹ ہے، جو اللہ کا بندہ اس (غصے) کو ضبط کرتا ہے تو اللہ اس کے پیٹ کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔“

[۹۰۸/۸۱۶]..... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ مُوسَى، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ.....
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خِيَارُكُمْ، أَحَاسِنُكُمْ
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،
آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے
جس کے تم میں سے اخلاق بہترین ہیں۔“ ①

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا لوگوں میں سے بہترین وہ انسان ہے جو اخلاق کے لحاظ سے بہتر
ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا.))
(سنن ترمذی، ابواب الرضاة، رقم: ۱۱۶۲)..... ”سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں میں
سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہیں۔“ ایسے لوگوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ
وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا.)) (سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، رقم:
۲۰۱۸)..... ”تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت والے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ
ہوں گے، جو تم میں سے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے ہوں گے۔“

[۹۶۵/۸۱۷]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا زُهَيْرٍ- وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ الْعَنْبَرِيِّ- عَنْ عَمْرٍو بْنِ
ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ
اللَّهِ، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ غَيَّرَ تَحُومَ الْأَرْضِ،
وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ كَمَمَ الْأَعْمَى عَنِ السَّبِيلِ،
وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ سَبَّ وَالِدَهُ، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ
تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ عَمَلَ
عَمَلِ قَوْمِ لُوطٍ، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ عَمَلَ عَمَلِ
قَوْمِ لُوطٍ. ②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،
آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو غیر
اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے، اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو
زمین کی حدود بدلتا ہے، اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو
نا بینے شخص کو راستہ بھٹکا دیتا ہے، اللہ اس شخص پر لعنت
فرمائے جو اپنے والد کو برا بھلا کہتا ہے، اللہ اس شخص پر لعنت
فرمائے جو اپنے مالکوں کے علاوہ کسی اور کو اپنا مالک قرار دیتا
ہے، اللہ قوم لوط کا سا عمل کرنے والے پر لعنت فرمائے اور
اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو قوم لوط کا سا فعل کرتا ہے۔“

① بخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق الخ، رقم: ۶۰۳۵۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب كثرة حياته ﷺ،

رقم: ۲۳۲۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۹۷۵۔

② مسند احمد: ۱/ ۲۱۷ قال الارناؤط: اسنادہ حسن۔ صحیح ترغیب و ترہیب، رقم: ۲۴۲۱۔ صحیح الجامع

الصغیر، رقم: ۵۸۹۱۔

فوائد: (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں وہ معلوم ہیں یعنی جس طرح اللہ کی خوشنودی کے لیے قربانی کرتے ہیں یا حج میں جانور ذبح کرتے ہیں، اسی طرح بت، قبر یا پیر فقیر کے نام پر ذبح کرنا، تاکہ وہ خوش ہوں یہ لعنت والا عمل اور شرک جلی ہے۔ جیسے ہمارے ہاں جاہل لوگ اپنے نومولود بچے کو کسی بزرگ کی قبر پر لے جاتے ہیں وہاں جا کر بچے کے سر کے بال منڈواتے ہیں، بکر ذبح کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس قبر والے سے یہ منت مانی ہوئی تھی کہ اگر ہمارے ہاں بچہ پیدا ہو تو ہم تیری قبر پر آ کر بکر ذبح کریں گے اور ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہم کو اس قبر والے بزرگ نے بیٹا دیا اور بعض جاہل لوگ بچے کا نام ”پیراں دتہ“ رکھتے ہیں یعنی یہ لڑکا نعوذ باللہ پیر نے دیا، اللہ نے نہیں دیا، تو یہ مشرک کا عقیدہ ہے۔

(۲)..... زمین کی حدود بدلنے والا: ایک حدیث کے لفظ ہیں: ((سَرَقَ مَنَارَ الْأَرْضِ)) زمین کی حدود کو بدل دینا یہ کام زیادہ تر دیہاتی کاشتکار کیا کرتے ہیں۔ کھیتوں کے درمیان موجود مینڈھ کو کاٹ کر دوسرے کا کھیت اپنے کھیت میں ملانے کی کوشش کرتے ہیں کھیتوں اور زمینوں کے درمیان فاصلہ قائم کرنے کے لیے جو نشانیاں مقرر کر دی جاتی ہیں ان کو چرا کر ضائع کر دیتے ہیں یا ان کو جگہ سے ہٹا دیتے ہیں تاکہ پتہ نہ چلے کہ کس کی زمین کہاں تک ہے؟ پھر موقع پا کر راتوں رات دوسرے کی زمین اپنی زمین میں ملا لیتے ہیں۔ کاشت کی زمینوں کے علاوہ شہری اور رہائشی جائیدادوں میں خورد برد کرنے کے لیے غلط نقشے بنا کر پاس کر لینا، پٹواری کو کچھ لے دے کر دوسرے کی زمین اپنے نام کر والینا، یہ سب اسی لعنت کے کام میں شامل ہے۔

(۳)..... کسی آدمی کو راستہ بتا دینا بہت بڑا اجر ہے۔ جیسا کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے کسی کو دودھ پینے کے لیے جانور دے دیا یا کسی (پوچھنے والے کو) گلی بتا دی، یا فرمایا: راستہ سمجھا دیا تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔“ (ادب المفرد، رقم: ۸۹۰)

لیکن اگر کوئی آدمی کسی کو راستے سے بھٹکا دے یا غلط راستہ بتائے تو ثواب سے بھی محروم اور لعنت کا مستحق ٹھہرے گا۔

(۴)..... معلوم ہوا جو اپنے والدین پر لعنت بھیجتا ہے، اس پر اللہ کی لعنت برسی ہے۔ شریعت نے توف کہنے کی گنجائش نہیں رکھی، لعنت اور گالی کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُقٍ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳)..... ”تم ان کو اف نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان کو عزت سے مخاطب کرو۔“ کسی کے والدین کو گالی دینا گویا اپنے والدین کو گالی دینا ہے، کیونکہ پہلے آپ نے ان کی اور جو ابنا اس نے آپ کے والدین کو گالی دی تو گویا آپ خود اپنے والدین کو گالی دلوانے کا سبب بنے۔

(۵)..... معلوم ہوا اپنے مالک کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(۶) قوم لوط ساعمل (ہم جنس پرستی) کرنے والے ملعون ہیں۔

کتاب الدعوات

دُعاؤں کے فضائل و مسائل

[۶۷/۸۱۸]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فِي أُمَّتِهِ مُسْتَجَابٌ لَهُ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَدْخِرَ دَعْوَتِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”ہر نبی کے حق میں اپنی امت کے لیے ایک دعا، مستجاب ہے، میں چاہتا ہوں کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں اپنی دعا اپنی امت کے لیے یوم قیامت شفاعت کرنے کے لیے مؤخر کر دوں۔“

[۶۸/۸۱۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ.....

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً. ②

ایک دوسری سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سابقہ حدیث کی مانند مروی ہے۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہاری ایک دعا لازماً قبول ہوگی اور یہی وعدہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی ہے ہر نبی نے دنیا میں کسی نہ کسی موقع پر دعا کی: یا اللہ! میری فلاں خواہش کو پورا کر دے، دعا کی اور وہ خواہش پوری ہوگئی۔ لیکن نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کو آخرت کے لیے مؤخر کیا۔ آپ کو روز قیامت شفاعت عطا کی جائے گی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت پر کمال

① بخاری، کتاب الدعوات، باب قوله تعالى ادعوني استجب لكم الخ، رقم: ۶۳۰۴۔ مسلم، کتاب الایمان، باب اختباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوة الشفاعة لامته، رقم: ۱۹۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۶۰۲۔ مسند احمد: ۲ / ۲۷۵۔

② السابق۔ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

شفقت کا اظہار ہے کہ آپ ﷺ نے یہ مقبول دعا امت کی شفاعت کے لیے قیامت کی مشکل گھڑیوں تک ملتوی کر رکھی ہے۔ اس میں ان پر بھی دلیل ہے کہ اہل سنت میں سے جو شخص خالص توحید پر مرا اور اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا، وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا، اگرچہ وہ کبائر پر اصرار کرتا ہوا مر جائے۔ (شرح مسلم للنووی: ۶۳ / ۳)

[۱۶۰ / ۸۲۰]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانَءٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے، جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے، اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے۔“ راوی نے بیان کیا: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے جو بیان کرتے ہیں اگر تو وہ حق ہے تو پھر ہم ہلاک ہو گئے، انہوں نے فرمایا: ہلاک ہونے والا تو وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں ہلاک ہوتا ہے، پس انہوں نے فرمایا: وہ کیا بیان کرتے ہیں؟ میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند فرماتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے تو اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے۔“ انہوں نے فرمایا: میں نے اسے آپ ﷺ سے سنا ہے، کیا تم جانتے ہو کہ یہ کب ہوگا؟ یہ تب ہوگا جب نزع کے وقت نگاہ اٹھ جائے گی، جب سینوں میں سانس گھٹ/ رک جائے گی، انگلیاں زنجی ہو جائیں گی اور روٹ گئے کھڑے ہو جائیں گے، پس اس وقت جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرے گا تو اللہ اس سے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ لِقَاءَ اللَّهِ أَبْغَضَ اللَّهُ لِقَاءَهُ، قَالَ: فَاتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا: لَئِنْ كَانَ مَا يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا لَقَدْ هَلَكْنَا، فَقَالَتْ: إِنَّ الْهَالِكَ لَمَنْ يَهْلِكُ فِي قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ لِقَاءَ اللَّهِ أَبْغَضَ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ، هَلْ تَدْرِي مَتَى يَكُونُ ذَاكَ؟ ذَاكَ إِذَا طَمَحَ الْبَصَرُ وَحُشِرَجَتِ الصَّدُورُ وَأَنْشَجَبَتِ الْأَصَابِعُ وَأَفْشَعَرَ الْجِلْدُ، فَحِينَئِذٍ، مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ لِقَاءَ اللَّهِ أَبْغَضَ اللَّهُ لِقَاءَهُ. ①

① مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب من أحب لقاء الله الخ، رقم: ۲۶۸۵۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۰۶۷۔ سنن

نسائی، رقم: ۱۸۳۴۔ مسند احمد: ۲ / ۳۴۶۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۰۱۰۔

ملاقات کرنا پسند کرے گا، اور جو اس سے ملاقات کرنا ناپسند کرے گا تو اللہ اس سے ملاقات کرنا ناپسند کرے گا۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا موت کے وقت اللہ ذوالجلال کی ملاقات کا شوق ہونا چاہیے اور دنیا کو چھوڑنے کا غم نہ ہو۔ اور اسی طرح ہر وقت ان لوگوں کو اللہ ذوالجلال کی عبادت میں مشغول رہنا چاہیے جو اللہ ذوالجلال کی ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں اور اللہ ذوالجلال کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہیں کرتے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ (الكهف: ۱۱۰) ”جو شخص اپنے رب سے ملنے کا یقین رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔“

صحیح مسلم میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ سے ملاقات پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔ اور جو شخص اللہ سے ملاقات ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات ناپسند کرتا ہے۔“ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول ﷺ! موت کو ناپسند کرنے میں اللہ کی ملاقات سے ناپسندیدگی کا اظہار ہے اور ہم سب (طبعی طور پر) موت کو ناپسند کرتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ بات نہیں، اس سے موت کے وقت کی کیفیت مراد ہے جب (بندے کو) اللہ کی رحمت اور مغفرت کی خوشخبری دی جاتی ہے وہ اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے، تب اللہ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور جب اللہ کے عذاب کی بشارت دی جائے تو وہ اللہ سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا (مرنے سے گھبراتا ہے) اللہ ذوالجلال بھی اس سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا۔“

(مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۶۸۴)

کیونکہ مومن کو موت کے وقت جنت کی خوشخبری اور کافر کو اللہ کے عذاب کی وعید سنادی جاتی ہے۔ جس سے مومن کا شوق اللہ ذوالجلال کی ملاقات کا ہوتا ہے اور کافر کو ہلاکت نظر آ رہی ہوتی ہے جس سے اس کے دل کی حسرت ہوتی ہے کہ کاش مجھے موت نہ آئے۔

آپ ﷺ کو اللہ سے ملاقات کا کتنا شوق تھا کہ آپ ﷺ کو جب اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے موت کو چنا اور آپ ﷺ کی زبان کے آخری الفاظ یہ ادا ہوئے: اللهم بالرفیق الأعلى۔

[۵۳۵/۸۲۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ كَانَتْ لَهُ رِزْقٌ يَرِيحُ بِهِ رَأْسَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (مسلم، کتاب الدعاء، رقم: ۲۶۸۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جو ((لا حول ولا قوة الا باللہ)) بڑھتا ہے تو یہ اس کے لیے ننانوے بیماریوں کا علاج ہے۔“

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

دَوَاءٌ مِنْ تِسْعَةِ وَتِسْعِينَ دَاءً أَيْسَرُهَا لَهُمْ. ① کے لیے دوا ہے، ان میں سے سب سے آسان/معمولی بیماری غم ہے۔“

[۱۹۳/۸۲۲]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً يَدْعُو بِهَا فَيُسْتَجَابُ لَهُ، فَيُؤْتَاهَا وَإِنِّي خَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر نبی کی ایک مقبول دعا ہے، وہ دعا کرتے تو ان کی دعا قبول ہو جاتی اور وہ جو مانگتے انہیں وہی دیا جاتا، جبکہ میں نے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے اپنی دعا کو (محفوظ کر رکھا ہے)۔“

نوٹ:..... اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان ہوئی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام رسولوں پر حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مخصوص دعا کے لیے ساری امت کی خاطر اپنے نفس اور اپنے اہل بیت کے لیے ایثار فرمایا۔ (شرح صحیح بخاری لابن بطال: ۷۵/۱۰)

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت پر کمال شفقت کا اظہار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مقبول دعا امت کی شفاعت کے لیے قیامت کی مشکل گھڑیوں تک ملتوی کر رکھی ہے..... اس میں ان پر بھی دلیل ہے کہ اہل سنت میں سے جو شخص خالص توحید پر مرا اور اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا، وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا، اگرچہ وہ کبار پر اصرار کرتا ہوا مرجائے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۶۳/۳)

[۲۰۱/۸۲۳]..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ نَابِثٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ، وَلَا يَقْبَلُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ فِيمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوَا مِنَ الطَّيِّبَاتِ﴾ (المؤمنون) إِلَى آخِرِ آيَةِ، وَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُّوَا مِنَ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ (البقرة)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ پاک ذات ہے اور وہ پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے، اللہ نے جس چیز کا رسولوں کو حکم فرمایا، اس کا مومنوں کو حکم فرمایا، رسولوں کی جماعت! پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔“ اور فرمایا: ”ایمان دارو! ہم نے جو تمہیں رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔“ پھر آپ نے اس آدمی کا ذکر کیا جو دور دراز کا

① مستدرک حاکم: ۱/ ۷۲۷۔ ضعیف الجامع الصغیر، رقم: ۶۲۸۶۔ ضعیف ترغیب وترہیب، رقم: ۹۷۰۔

② تقدم تخريجه: ۶۷۔

ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ
يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ وَمَطْعَمُهُ وَمَشْرَبُهُ
حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَقَدْ غَدِيَ فِي
الْحَرَامِ فَأَتَى يُسْتَجَابُ لَهُ. ①

سفر کرتا ہے، بال بکھرے ہوئے ہیں اور پاؤں غبار آلود
ہیں، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتا (دعا کرتا) ہے، جبکہ
اس کا کھانا، پینا اور لباس حرام (کی کمائی سے) ہے، اور
اس کی نشوونما بھی حرام سے ہوئی ہے، تو اس کی دعا کہاں
سے قبول ہوگی؟“

نوٹ:

تفسیر ”حسن البیان“ میں ہے کہ طبیبات سے مراد پاکیزہ اور لذت بخش چیزیں ہیں، بعض نے
اس کا ترجمہ حلال چیزیں کیا ہے۔ دونوں ہی اپنی جگہ صحیح ہیں، کیونکہ ہر پاکیزہ چیز اللہ نے حلال قرار دی ہے، اور ہر حلال
چیز پاکیزہ اور لذت بخش ہے۔

خبائث کو اللہ نے اسی لیے حرام کیا ہے کہ وہ اثرات و نتائج کے لحاظ سے پاکیزہ نہیں ہیں گو خبائث خور قوموں کو
اپنے ماحول اور عادت کی وجہ سے ان میں ایک گو نہ لذت محسوس ہوتی ہو۔ عمل صالح وہ ہے جو شریعت یعنی قرآن
و حدیث کے موافق ہونے کے وہ جسے لوگ اچھا سمجھیں، کیونکہ لوگوں کو تو بدعات بھی بہت اچھی لگتی ہیں، بلکہ اہل بدعت کے
ہاں جتنا اہتمام بدعات کا ہے اتنا فرائض اسلام اور سنن و مستحبات کا نہیں ہے۔ اکل حلال کے ساتھ عمل صالح کی تاکید
سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور یہ ایک دوسرے کے معاون ہیں، حلال کھانے سے عمل صالح
آسان اور عمل صالح انسان کو حلال کھانے پر آمادہ اور اسی پر قناعت کرنے کا سبق دیتا ہے۔

اس لیے تو حدیث میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز سے سلام پھیرتے تو
فرماتے تھے: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا))

(صحیح ابن ماجہ، رقم: ۷۵۳۔ مسند احمد: ۳۰۵/۶)

”اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والے علم، حلال رزق اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔“
یہ بھی معلوم ہوا کہ پاکیزہ چیز ہی اللہ ذوالجلال قبول کرتے ہیں۔ صدقہ اللہ ذوالجلال کے راستے میں کیا جائے
لیکن وہ حرام مال کا ہو تو وہ اللہ ذوالجلال کی عدالت میں قبول نہیں ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حرام روزی کی وجہ سے نیک
عمل بھی برباد ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتی۔ مستجاب الدعوات ہونے کے لیے لقمہ حلال
ناگزیر ہے۔

[۲۳۴/۸۲۴]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ.....

① مسلم، کتاب الزکاة، باب قبول الصدقة من الكسب الخ، رقم: ۱۰۱۵۔ سنن ترمذی، ابواب تفسیر القرآن،

باب سورة البقره، رقم: ۲۹۸۹۔ مسند احمد: ۳۲۸/۲.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اللہ کو اپنے نفس میں یاد کرتا ہے تو اللہ اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہے، جو اللہ کو کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو اللہ اسے اپنے ہاں جماعت میں یاد کرتا ہے جو کہ اس جماعت سے بہتر ہے جس جماعت میں اس نے اسے یاد کیا تھا، جو ایک بالشت اس کے قریب آتا ہے تو وہ ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہے، جو ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہے تو وہ دو ہاتھ کے برابر اس کے قریب ہوتا ہے، جو چل کر اس کی طرف آتا ہے تو وہ تیز چل کر اس کی طرف آتا ہے، اور جو تیز چل کر اس کی طرف آتا ہے تو وہ دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ذَكَرَ اللَّهَ فِي نَفْسِهِ ذَكَرَهُ اللَّهُ فِي نَفْسِهِ، وَمَنْ ذَكَرَ اللَّهَ فِي مَلَأٍ ذَكَرَهُ اللَّهُ فِي مَلَأٍ هُمْ خَيْرٌ مِنَ الْمَلَأِ الَّذِي ذَكَرَهُ فِيهِمْ، وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْهِ شِبْرًا تَقَرَّبَ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْهِ ذِرَاعًا تَقَرَّبَ مِنْهُ بَاعًا، وَمَنْ آتَاهُ يَمْسِي آتَاهُ هَرَوَلَةً، وَمَنْ آتَاهُ هَرَوَلَةً آتَاهُ سَعِيًا. ①

فوائد

(۱)..... مذکورہ حدیث سے ذکر الہی کرنے والوں کی فضیلت واضح ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ ذوالجلال یاد کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكَرُكُمْ﴾ (البقرة: ۱۵۲)..... ”تم میرا ذکر کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا۔“

جماعت میں ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ، نماز کے بعد مسنونہ اذکار یا پھر ایک وعظ و نصیحت کر رہا ہے اور دوسرے سن رہے ہیں، نہ کہ مروجہ مجالس ذکر جو آج کل بعض لوگوں نے رائج کر رکھی ہیں اور حلقہ بنا کر لوگوں کو تلقین کی جاتی ہے کہ سبحان اللہ اتنی دفعہ پڑھو اور فلاں کلمہ اتنی دفعہ پڑھو، یہ درست نہیں ہے۔

جیسا کہ ایک روایت میں ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں گئے، دیکھا ایک آدمی (سربراہ) ہے اور ان کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں۔ (ہر حلقے میں موجود لوگوں کو کہتا ہے) سو دفعہ لا الہ الا اللہ کہو، تو وہ سو دفعہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور وہ کہتا ہے: سو دفعہ سبحان اللہ کہو تو وہ سو دفعہ سبحان اللہ کہتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ جو میں تمہیں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا: اے ابو عبدالرحمن! یہ کنکریاں ہیں جن کے ساتھ ہم تکبیر، تہلیل اور تسبیح شمار کر رہے ہیں۔ فرمایا: تو تم اپنی برائیاں شمار کرو۔ میں ضامن ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوگی۔ (سنن دارمی، باب فی کراہیۃ اخذ الراۃ، رقم: ۲۰۴)

① بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَيَحْذَرُكَمُ اللَّهُ نَفْسِهِ﴾ رقم: ۷۴۰۵۔ مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ، رقم: ۲۶۷۵۔ مسند احمد: ۲/ ۴۳۵۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۷۶۔

(۲)..... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمل سب کا ایک (ہی) ہوتا ہے مگر قبولیت کی زیادتی مومن شخص کے خلوص نیت کے مطابق ہوتی ہے۔ نیز ((مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْهِ شَبْرًا)) کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جو شخص نیت کے اعتبار سے ایک بالشت میرے قریب ہوگا تو میں اسے ایک ہاتھ بڑھنے کی توفیق دوں گا۔ اور اگر عزم و اجتہاد (کوشش) کے ذریعہ وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں اسے ہدایت و رعایت کے ذریعہ دو ہاتھ اپنے قریب کر لوں گا۔ اور اگر وہ سب سے اعراض کر کے میری طرف آتا ہے تو میں اس کے راہ حق کی ہر رکاوٹ کو دور کر دوں گا، یہ رب کا اپنے بندے کی طرف دوڑ کر آنے کا معنی ہے۔ جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے: ((وَمَنْ آتَانِي يَمْسِي أُتَيْتُهُ هَرَوَلَةً)) (مسلم، کتاب الدعوات والاذکار، رقم: ۶۸۳۳)..... ”جب میرا بندہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔“ اس حدیث کے آخری الفاظ کا ایک معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ایسے عمل کرنے کی توفیق بخشتا ہے جس سے اس کی قرابت حاصل ہو۔ (طرح الثریب: ۲۲۵/۱۸)

[۲۵۱/۸۲۵]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَلْعَجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ، يُحَدِّثُ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَسَلَّمَ عَبْدِي وَاسْتَسَلَّمَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں عرش کے نیچے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ، اللہ فرماتا ہے: میرا بندہ اسلام لایا اور اس نے میری مکمل اطاعت کر لی۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے لاجول ولاقوۃ الا باللہ کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ فرمانبردار ہونے، سر جھکانے اور معاملات اللہ کے سپرد کرنے پر مشتمل ہے، انسان اپنے معاملے میں کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔ اسے اللہ کی مشیت کے بغیر شر کو دفع کرنے کی طاقت ہے اور نہ خیر کو حاصل کرنے کی قوت، کلمہ لاجول ولاقوۃ الا باللہ سے مدد الہی حاصل کی جاتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے موسیٰ بن قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: ”کیا میں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کے بارے میں نہ بتاؤں؟“ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)) (سنن ترمذی، رقم: ۳۸۱۶۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے)

① مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذکر، رقم: ۲۷۰۴۔ سنن ابن ماجہ، کتاب

الادب، باب ماجاء فی لاجول ولاقوۃ الا باللہ، رقم: ۳۸۲۵۔ مسند احمد: ۲/۲۹۸۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

[۳۰۱/۸۲۶] وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ لَا يَرُدُّ لَهُمْ دَعْوَةٌ: الصَّائِمُ حَتَّى يُفِطِرَ، وَإِمَامٌ عَادِلٌ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللَّهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَوَاتِ، فَيَقُولُ الرَّبُّ: وَعِزَّتِي لَا أَنْصُرَنَّكَ بَعْدَ حِينٍ. ①

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے اشخاص ہیں ان کی دعا رد نہیں کی جاتی: روزہ دار حتیٰ کہ افطار کر لے، عادل حکمران اور مظلوم کی دعا، اللہ اسے بادلوں کے اوپر اٹھالیتا ہے، آسمانوں کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں تو رب تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے میری عزت کی قسم! میں تمہاری ضرور مدد کروں گا خواہ کچھ مدت بعد ہی سہی۔

[۳۰۳/۸۲۷] أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سَعْدَانُ الْجَهَنِيُّ، عَنْ أَبِي مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مُدَلَّةٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”منصف بادشاہ کی دعا رد نہیں کی جاتی۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ عادل حکمران کی دعا اللہ ذوالجلال قبول کرتا ہے۔

یوں تو اللہ رب العزت ہر ایک کی دعا قبول فرماتے ہیں، لیکن چند ایک افراد کی دعا ان کی نیکیوں اور اللہ سے تعلق کی بنا پر خاص طور پر قبول ہوتی ہے جبکہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کی دعائیں اللہ ذوالجلال قبول نہیں کرتا۔ مثلاً رزق حرام کھانے والے (۲) زانی (۳) زبردستی ٹیکس وصول کرنے والا۔ وغیرہ

[۳۰۶/۸۲۸] أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ زِيَادٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَقُّ الصِّيَافَةِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لِلصَّيْفِ أَنْ يُقِيمَ بَعْدَ ذَلِكَ حَتَّى يُؤْذِيَ صَاحِبَ الْمَنْزِلِ. وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو اللَّهَ بِشَيْءٍ إِلَّا اسْتَجَابَ لَهُ إِمَّا أَنْ يُعَجِّلَهُ، وَإِمَّا أَنْ يُكْفِرَ عَنْهُ مِنْ خَطَايَاهُ بِمِثْلِ مَا دَعَا مَا لَمْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”حق صیافت تین دن ہے، پس اس سے زیادہ ہو تو وہ صدقہ ہے، اور مہمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس کے بعد قیام کرے کہ وہ گھر والے کو ایذا پہنچائے۔“ اور میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو بھی اللہ سے دعا کرتا ہے وہ اس کی دعا قبول فرماتا ہے، یا تو وہ اسے جلد ہی وہی چیز عطا کر دیتا ہے یا پھر اس کی دعا کے حساب سے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

① سلسلۃ الضعیفہ، رقم: ۱۳۵۸۔ ضعیف ترغیب و ترہیب، رقم: ۱۳۱۷، ۱۳۴۹۔

② مسند احمد: ۲/ ۴۴۳۔ قال شعيب الارناؤط: حسن.

يَدْعُ يَأْتِمُ أَوْ قَطِيعَةَ رَجِمٍ أَوْ يَسْتَعَجِلُ قَيْلٍ: بشرطیکہ وہ گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور وہ جلد بازی نہ کرے۔“ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول ﷺ! وہ کس طرح جلد بازی کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی، لیکن اس نے میری دعا قبول نہیں فرمائی، یا میں کسی چیز سے بے نیاز نہیں۔“

فوائد:..... (۱) مہمان نوازی تین دنوں تک حق ہے۔ اس کے بعد صدقہ ہے مہمان کو خود میزبان کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ کسی کو تنگی میں نہ ڈالے۔

(۲)..... مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو بھی دعا کرتا ہے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے، لیکن اس کی مختلف صورتیں ہیں یا تو فوراً قبول ہو جاتی ہے یا اس کے حساب سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی مسلمان دعا کرتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی کی بات نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تین باتوں میں سے ایک اسے ضرور عطا فرماتا ہے: (۱) یاد دعا کے مطابق اس کی خواہش پوری کر دی جاتی ہے۔ (۲) یا اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ اجر بنا دیتا ہے۔ (۳) یاد دعا کے برابر اس سے کوئی مصیبت ٹال دیتا ہے۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (یہ سن کر) عرض کیا: تب تو ہم کثرت سے دعا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے خزانے بہت زیادہ ہیں۔“

(مشکوٰۃ المصابیح للالبانی، رقم: ۲۲۵۹)

معلوم ہوا کہ ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ مسلمان کی ہر جائز دعا ضرور بہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اللہ ذوالجلال کی جب اور جیسی حکمت ہوگی اس کے مطابق دعا کا اثر دنیا یا آخرت میں ظاہر ہوگا۔

[۳۰۸/۸۲۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدْ قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا سِيدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ یہ دعا بھی کیا کرتے تھے: ”اے اللہ! میری اگلی پچھلی، ظاہری و باطنی لغزشیں اور میرا حد سے بڑھنا جسے تیرے سوا کوئی نہیں

① سنن ترمذی، ابواب الدعوات، باب ان دعوة المسلم مستجابة، رقم: ۳۳۸۱۔ قال الشيخ الالبانی: حسن۔

أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ وَإِسْرَافِي مَا لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُكَ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. ①

جانتا، بخش دے، تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے کر دینے والا ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔“

صحیح مسلم میں سیدنا علیؑ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشہد اور سلام کے درمیان آخر میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

((اللَّهُمَّ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)) (مسلم، رقم: ۷۷۱)

سنن ابی داؤد میں ہے سیدنا علیؑ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي..... الخ

امام داؤد رحمہ اللہ نے اس پر یہ باب باندھا ”بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ“..... ”آدمی سلام پھیرنے کے بعد کون سے اذکار بجالائے۔“

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی مکرم ﷺ کے تمام گناہوں کی معافی کے باوجود جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((يَغْفِرُ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ)) (الفتح: ۲) پھر بھی رسول اللہ ﷺ معافی مانگتے اس کے علاوہ بھی دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزانہ ستر مرتبہ بعض روایات میں سو کا تذکرہ ہے استغفار کرتے تو اس میں امت کے لیے بڑا سبق ہے کہ امت کو توبہ و استغفار سے غفلت نہیں برتنی چاہیے۔

[۳۲۷/۸۳۰]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِي، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُجَيْرَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمان (رضی اللہ عنہ) کو خیر کی وصیت فرمائی تو فرمایا: ”میں پسند کرتا ہوں کہ میں تمہیں چند کلمات عنایت کروں، تم ان میں ترغیب رکھو اور اللہ الرحمن سے سوال کرو اور رات دن ان کے ساتھ دعا کرو، تم کہو: اے اللہ! میں تجھ سے ایمان کی حالت میں صحت، خلق حسن میں ایمان اور نجات کا سوال

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى سَلْمَانَ الْخَيْرِ، فَقَالَ: إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَمْنَحَكَ كَلِمَاتٍ تَرَعَّبُ فِيهِنَّ، وَتَسْأَلُ اللَّهُ الرَّحْمَنَ وَتَدْعُو بِهِنَّ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، تَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ صِحَّةً فِي إِيْمَانٍ،

① مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه، رقم: ۷۷۱۔ سنن ابو داؤد، کتاب سجود القرآن، باب ما يقول الرجل اذا سلم، رقم: ۱۵۰۹۔ مسند احمد: ۲ / ۵۱۴۔

وَأِيمَانًا فِي خُلُقٍ حَسَنٍ، وَنَجَاحًا يَتَّبِعُهُ قَلْبُكَ، وَرَحْمَةً مِنْكَ وَعَفْوًا، وَمَغْفِرَةً مِنْكَ وَرِضْوَانًا. ①

کرتا ہوں، جس کے پیچھے تیری طرف سے فلاح و رحمت ہو اور تیری طرف سے عفو و مغفرت اور رضامندی ہو۔“

[۳۴۰/۸۳۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمٍ، حَدَّثَنِي أَبُو عَلْقَمَةَ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سبحان اللہ کہنا نصف میزان ہے، اللہ اکبر زمین و آسمان کو بھر دیتا ہے اور لا الہ الا اللہ کسی ستر و حجاب اور آڑ کے بغیر اپنے رب تک پہنچ جاتا ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: التَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ، وَالتَّكْبِيرُ يَمَلَأُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَيْسَ دُونَهَا سِتْرٌ وَلَا حِجَابٌ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَى رَبِّهَا. ②

[۴۴۶/۸۳۲]..... أَخْبَرَنَا كُلْثُومٌ، حَدَّثَنَا عَطَاءٌ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”اللہ نے تمہارے لیے افضل کلام پسند فرمایا ہے، قرآن میں سے نہیں جبکہ وہ قرآن کا حصہ ہے، ((لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ))

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَخَذَ لَكُمْ أَفْضَلَ الْكَلَامِ لَيْسَ مِنَ الْقُرْآنِ وَهُوَ مِنَ الْقُرْآنِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ. ③

نوٹ:..... مذکورہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم دوسری صحیح احادیث میں الگ الگ مذکورہ بالا کلمات کی فضیلت ثابت ہے۔ جیسا کہ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چار کلمات سب سے

① مسند احمد: ۲ / ۳۲۱۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ ضعیف۔ معجم الاوسط، رقم: ۹۳۳۳۔ مستدرک حاکم: ۱ / ۷۰۴۔

② سنن ترمذی، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۱۸ قال الالبانی: ضعیف۔ ضعیف الجامع الصغیر، رقم: ۳۲۲۹۔

③ عمل الیوم واللیلہ، رقم: ۹۴۱۔ ابن خزیمہ، رقم: ۱۱۴۲۔ صحیحہ ابن خزیمہ، رقم: ۱۱۴۲ و ابن حبان، رقم: ۸۳۳ اسنادہ مرسل صحیح لغیرہ۔

افضل ہیں۔ جس کلمہ سے بھی شروع کرو کوئی حرج نہیں۔ ((سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ.)) (سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۸۱۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَيَحْمَدُهُ“ کہا، اس کی خطاؤں کو معاف کر دیا جاتا ہے، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔“

(بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التسييح، رقم: ۶۴۰۵)

[۵۵۳/۸۳۳]..... أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقَبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ.....

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ أُمُّ أَيْمَنَ جَارِيَةً لِأُمِّ إِبْرَاهِيمَ بْنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ قَالَتْ: السَّلَامُ لَا عَلَيْكُمْ، فَرَخَّصَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَقُولَ: السَّلَامُ. ①

جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: ام ایمن رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کی ماں کی لوٹھی تھیں، پس جب وہ آتیں تو کہتیں: السلام لا علیکم، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (صرف) السلام کہنے کی رخصت عنایت فرمائی۔

[۵۹۰/۸۳۴]..... قَالَ إِسْحَاقُ: ذُكِرَ لَنَا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ الْفَدَّاحِ الْمَكِّيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: اسْمُ اللَّهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ: ﴿وَاللَّهُمَّ إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾ (البقرة: ۱۶۳) وَأَوَّلُ آلِ عِمْرَانَ: ﴿الْمُ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ (آل عمران: ۱-۲). ②

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں ﴿وَاللَّهُمَّ إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾ اور ﴿الْمُ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ (آل عمران: ۱-۲) میں ہے۔“

فوائد: معلوم ہوا اللہ ذوالجلال کے عظیم ترین نام اسم اعظم کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ جیسا کہ قاسم بن عبد الرحمن دمشقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ کا عظیم ترین نام (اسم اعظم) جس کے ساتھ اللہ ذوالجلال سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے، تین سورتوں میں ہے: سورہ بقرہ، سورہ آل عمران اور سورہ طہ۔ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۸۵۶)

① طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۲۴۔ الاصابة في تمييز الصحابة: ۸/ ۱۷۳۔

② سنن ابوداود، کتاب الصلاة، باب الدعاء، رقم: ۱۴۹۶۔ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳۴۷۸۔ قال

الشيخ الالباني: حسن۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۸۵۵۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۹۸۰۔

لیکن دوسری سند سے نبی مکرم ﷺ سے مرفوعاً بھی اسی طرح ثابت ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم قرآن مجید کی ان تین سورتوں میں ہے: سورۃ بقرہ، آل عمران اور سورۃ طہ۔“ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۷۴۶)

شیخ البانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سورۃ طہ کی ابتدائی ﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا﴾ میں اسم اعظم ہے۔

(سلسلۃ الصحیحہ، شرح حدیث نمبر: ۷۴۶)

حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ نے اسم اعظم کے تعین میں چودہ اقوال پیش کیے ہیں: (۱) هُوَ (۲) اللَّهُ (۳) اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (۴) الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (۵) الْحَيُّ الْقَيُّومُ (۶) الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (۷) بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (۸) ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (۹) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (۱۰) رَبِّ رَبِّ مَا اسْمُ اللَّهِ الْأَكْبَرُ رَبِّ رَبِّ (۱۱) لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (۱۲) هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (۱۳) هُوَ مَخْفِيٌّ فِي الْأَسْمَاءِ الْحُسْنَى (۱۴) كَلِمَةُ التَّوْحِيدِ. (فتح الباری: ۱۱/۲۶۸، ۲۶۹، حدیث: ۶۴۱۰، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

[۵۹۲/۸۳۵]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ مِغْوَلٍ يُحَدِّثُ.....

عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا: بریدہ رضی اللہ عنہما عشاء کے وقت باہر نکلے تو رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوگئی، آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں مسجد میں داخل کر دیا، وہاں ایک آدمی ان الفاظ کے ساتھ دعا کر رہا تھا: ”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ واحد یکتا ہے، بے نیاز ہے، جس کی اولاد ہے نہ والدین اور نہ ہی کوئی اس کی برابری کرنے والا ہے۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: خَرَجَ بُرَيْدَةُ عِشَاءً فَلَقِيَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَأَدْخَلَهُ الْمَسْجِدَ وَإِذَا بِرَجُلٍ يَدْعُو وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ حَيُّ أَنْتَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَكَ كُفُوًا أَحَدٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ دَعَا اللَّهُ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أُعْطِيَ. ①

① سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب الدعاء، رقم: ۱۴۹۳۔ سنن ترمذی، ابواب الدعوات، باب جامع الدعوات

الخ، رقم: ۳۴۳۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۸۵۷۔ سنن نسائی، رقم: ۲۴۹۳۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا اسم اعظم کے ساتھ دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے۔ بشرطیکہ قبولیت دعا کے لیے کوئی چیز مانع نہ ہو، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حرام کھانے والے اور خالی دل سے دعا کرنے والوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَاَدْعُوْهُ بِهَا﴾ (الاعراف: ۱۸۰)..... ”اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں، سو ان ناموں سے اللہ کو پکارا کرو۔“

مذکورہ بالا حدیث میں جو الفاظ آئے ہیں، وہ سورہ اخلاص میں ذکر کردہ صفات ہیں جن میں توحید کا جامع بیان ہے: (۱) اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ (۲) الْاَحَدُ (۳) الصَّمَدُ (۴) لَمْ يَلِدْ (۵) وَلَمْ يُولَدْ (۶) وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ.

سورہ اخلاص کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ قرآن کے تہائی کے برابر ہے۔“ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسم اعظم کے متعلق سند کے لحاظ سے یہ حدیث سب سے راجح ہے۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ہمیں اپنی دعائیں اس عظیم الشان کلمہ کے ساتھ آراستہ کرنی چاہئیں، تاکہ انہیں قبولیت کا شرف حاصل ہو جائے۔

[۶۴۶/۸۳۶]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا هَانِئُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ أُمِّهِ حُمَيْضَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ.....

سیدہ یسیرہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”تم تسبیح و تہلیل اور تقدیس کیا کرو، اور انگلیوں کے پوروں پر شمار کیا کرو، کیونکہ ان سے پوچھا جائے گا اور انہیں بلوایا جائے گا، پس غفلت کا شکار نہ ہونا، ورنہ تم رحمت سے بھلا دی جاؤ گی۔“

عَنْ جَدَّتِهَا يَسِيرَةَ، وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيَّكَ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ، وَاعْقِدْنَ بِالْأَنْمَالِ، فَإِنَّهُنَّ مَسْئُورَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ، فَلَا تَعْقُلْنَ فَتَنْسِينَ الرَّحْمَةَ. ①

نوٹ:..... سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ بِمِيمَتِهِ.)) (سنن ابوداؤد، کتاب الوتر، رقم: ۱۵۰۲) ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔“

① سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب التسبیح بالحصی، رقم: ۱۵۰۱۔ سنن ترمذی، ابواب الدعوات، باب فی فضل التسبیح والتہلیل الخ، رقم: ۳۵۸۳۔ قال الشیخ الالبانی: حسن۔ مسند احمد: ۶/ ۳۷۰۔

[۸۴۲/۸۳۷]..... أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ، نَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: دَعْوَاتَانِ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ فِيهِمَا، دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ. ①

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو دعائیں ہیں جو بندے کی قبول ہوتی ہیں: مظلوم کی دعا اور مسلمان کی اپنے دوسرے (مسلمان) بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں کی گئی دعا۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا قبولیت دعا کی جتنی صورتیں قرآن و حدیث میں ہیں، ان میں سے دو یہ ہیں:

(۱) مظلوم کی دعا: جس آدمی پر ظلم کیا جاتا ہے جب وہ بددعا کرتا ہے تو اس وقت اس کی بددعا اور اللہ ذوالجلال کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

(۲) قبولیت دعا کی دوسری شکل یہ ہے کہ کسی مسلمان کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کرنا۔ دعا کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ درج ذیل روایت سے کیا جاسکتا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَبِّهِ مَلِكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلِ))

”مسلمان کی اپنے بھائی کے حق میں اس کی عدم موجودگی میں کی گئی دعا مقبول ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے خیر و بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ آمین کہہ کر کہتا ہے: اور تجھے بھی ایسی ہی (خیر و بھلائی) نصیب ہو۔“ (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب، رقم: ۲۷۳۲)



① مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمين الخ، رقم: ۲۷۳۲۔ سنن ابو داود، رقم: ۱۵۳۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۹۸۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۸۹۵۔

کتاب الفتن

فتنوں کا بیان

[۴۳/۸۳۸]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ آدَمَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں، میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا سب سے زیادہ حق دار ہوں، اس لیے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں، وہ نازل ہوں گے پس انہیں پہچان لو کہ وہ درمیانے قد اور سرخ و سفید رنگت والے ہوں گے، ان کے سر سے قطرے ٹپکتے ہوں گے خواہ اس پر پانی نہ لگا ہو، وہ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، مال قبضے میں لے کر جزیہ ختم کر دیں گے، اللہ ان کے زمانے میں اسلام کے علاوہ باقی تمام ادیان ختم کر دے گا اور اللہ جھوٹے کانے مسیح کو ہلاک کر دے گا، اللہ امن سے زمین بھر دے گا حتیٰ کہ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چریں گے، بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے، وہ ایک

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعِلَلَاتٍ وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى، وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ نَازِلٌ فَأَعْرِفُوهُ فَإِنَّهُ رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبِيَاضِ، كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصْبَهُ بَلَلٌ، وَإِنَّهُ يَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخَنْزِيرَ وَيَفِيضُ الْمَالَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَإِنَّ اللَّهَ يُهْلِكُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا غَيْرَ الْإِسْلَامِ، وَيُهْلِكُ اللَّهُ الْمَسِيحَ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ، وَيُلْقِي اللَّهُ الْأُمَّةَ حَتَّى يُرْعَى الْأَسْوَدُ مَعَ الْإِبِلِ، وَالنَّمِرُ مَعَ الْبَقَرِ، وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ، وَيَلْعَبُ الصَّبِيَانُ بِالْحَيَاتِ، لَا يَضُرُّ

بَعْضُهُمْ بَعْضًا. ① دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔“

[۴۴/۸۳۹]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ،

عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَحْوَهُ وَنَقَصَ مِنْهُ شَيْءٌ. ②
قنادہ نے ایک آدمی کے حوالے سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی
سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے اور
اس میں سے کچھ کم روایت کیا ہے۔

نوٹ:..... معلوم ہوا کہ تمام انبیاء بھائی ہیں، امام بغوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی
مائیں تو مختلف ہیں، لیکن ان کا دین ایک ہی ہے نیز اعیانی، علاقائی اور اخیانی بہن بھائی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اعیانی:..... جن کے ماں باپ ایک ہی ہوں، انہیں عینی (سگے) بہن بھائی کہا جاتا ہے۔

علاقائی:..... جن کا باپ ایک اور ماں جدا جدا ہو، انہیں علاقائی بہن بھائی کہا جاتا ہے۔

اخیانی:..... اور جن کا باپ جدا اور ماں ایک ہو، اخیانی بہن بھائی کہا جاتا ہے۔

بہر حال اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ تمام انبیاء ﷺ کا اصل دین ایک ہی ہے، اگرچہ ان کی شریعتیں مختلف ہیں،
جیسا کہ علاقائی اولاد کا باپ ایک ہی ہوتا ہے مگر ان کی مائیں جدا جدا ہوتی ہیں۔ (شرح السنة: ۱۳ / ۲۰۰) سابقہ تمام
انبیاء و رسل کی شرعی تعلیمات میں تین باتیں مشترک رہی ہیں: ۱- توحید، ۲- رسالت، ۳- آخرت۔
معلوم ہوا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور نبی معظم ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا۔

حافظ ابو زرہ عراقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث میں ان لوگوں پر کھلا رد ہے جو کہتے ہیں: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے
بعد انبیاء و رسل ﷺ آئے تھے۔ اور اکثر نصاریٰ کا کہنا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جنہیں لوگوں کی طرف بھیجا گیا تھا،
وہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے۔ لیکن یہ ان نصاریٰ کا قول ہے جن کے بارے میں ہے لَعَنَهُمُ اللَّهُ کے الفاظ ہیں۔

(طرح التریب: ۶ / ۲۴۵)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی حصہ میں مسجد کے سفید مینار کے پاس اپنے دونوں ہاتھ فرشتوں کے کندھوں پر
رکھے ہوئے نازل ہوں گے اور نزول کے وقت ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکتے نظر
آئیں گے، جب آپ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے
کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ اور انہوں نے صلیب پر جان دے کر سارے انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر
دیا ہے، دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ ان کی شریعت میں سور حلال ہے۔

① سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب ذکر خروج الدجال، رقم: ۴۳۲۴۔ مسند احمد: ۲ / ۴۳۷۔ صحیح ابن

② انظر ما قبلہ.

حبان، رقم: ۶۸۱۴۔ اسنادہ صحیح.

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد اعلان فرمائیں گے: میں نہ اللہ کا بیٹا ہوں، نہ صلیب پر جان دی، نہ کسی کے گناہ کا کفارہ بنا، نہ سور کو حلال کیا۔

اور مذکورہ حدیث میں صلیب توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا یہی مطلب ہے۔

جزیہ ختم:..... چونکہ جزیہ غیر مسلموں سے لیا جاتا ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ باقی تمام ادیان مٹ جائیں گے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دجال کو بھی ہلاک کریں گے۔ معلوم ہوا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ مبارک نہایت ہی امن وامان والا ہوگا۔ دولت کی بھی فراوانی ہوگی لوگ آپس میں پیار و محبت سے رہیں گے اور حسد و بغض بھی نہیں ہوگا۔

[۳۶۲/۸۴۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَنَا عَاصِمٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي النَّجُودِ قَالَ: أَنَا يَزِيدُ بْنُ شَرِيكٍ، أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ، بَعَثَ مَعَهُ بِكِسْوَةِ إِبْنِ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَقَالَ: أَنْظُرْ مَنْ بِالْبَابِ، فَقَالَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”حکمرانی کرنے والے خواہش کریں گے کہ وہ ثریا سے گر جاتے لیکن وہ اس حکمرانی میں سے کچھ بھی قبول نہ کرتے۔“ مروان نے کہا: آپ مزید بیان فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اس امت کا فنا قریش کے چند نو عمر لڑکوں کے ہاتھوں ہوگا۔“

أَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: أَتَدْنُّ لَهُ، فَدَخَلَ، فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لِيَتَمَنَّيَنَّ أَقْوَامٌ وَلَوْأ هَذَا الْأَمْرَ أَنَّهُمْ خَرُّوا مِنَ الثَّرِيَا وَلَمْ يَلُؤا مِنْ هَذَا الْأَمْرِ شَيْئًا، فَقَالَ: زِدْنَا، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَنَاءُ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى يَدِ أُعْيَلِمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ. ①

نوٹ:..... عہدہ، منصب اور حکمرانی ایک اہم ذمہ داری ہے اور اس کی اسی اہمیت کے باعث اس کا حساب و کتاب بھی سخت ہے۔ روز قیامت حکمران حسرت و ندامت کا اظہار کریں گے کہ کاش ہم نے ان مناصب کو قبول نہ کیا ہوتا۔ کم عمر اور نااہل لوگوں کو منصب حکومت پر بٹھانے سے معاشرے میں فساد پیدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ نااہل حکمرانوں کو علامات قیامت میں سے شمار کیا گیا ہے۔

[۴۲۱/۸۴۱]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، عَنِ يَعْقُوبَ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،

① مسند احمد: ۲ / ۵۲۰۔ قال شعيب الارناؤط: حسن.

آپ ﷺ نے فرمایا: ”قریب ہے کہ فتنہ ظاہر ہو اللہ کے سوا کوئی نہیں بچے گا یا پھر وہ جس نے دعاء غرق کی طرح دعا کی۔“

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُوشِكُ أَنْ تَظْهَرَ فِتْنَةٌ لَا يُنَجِّي إِلَّا اللَّهُ أَوْ مَنْ دَعَا بِدُعَاءِ كَدَعَاءِ الْعَرَقِيِّ .

[۱۵۲/۸۴۲]..... أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي قَيْسٍ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا، آدمی کو عجز و فجور کے درمیان اختیار دیا جائے گا۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُخَيِّرُ الرَّجُلَ بَيْنَ الْعَجْزِ وَالْفُجُورِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَإِنْ أَدْرَكَتْ ذَلِكَ فَاخْتَرِ الْعَجْزَ عَلَى الْفُجُورِ . ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ وقت تمہاری زندگی میں آجائے تو عجز کو فجور پر ترجیح دو۔

[۲۲۸/۸۴۳]..... أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اس امت پر عذاب نہیں، اس کا عذاب اس کے ہاتھوں میں ہے، ان سے کہا گیا، اس کا عذاب ان کے ہاتھوں میں کس طرح ہو سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: کیا جنگ صفین عذاب نہیں تھا، کیا جنگ نہروان عذاب نہیں تھا؟ کیا جنگ جمل عذاب نہیں تھا؟ راوی نے بیان کیا کہ میں نے ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے کہا: اسے سعد سے کس نے روایت کیا ہے؟ انہوں نے کہا، یحییٰ بن ابی زاید نے۔

الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَيْسَ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ عَذَابٌ، إِنَّمَا عَذَابُهَا بِأَيْدِيهِمْ، فَقِيلَ: وَكَيْفَ يَكُونُ عَذَابُهَا بِأَيْدِيهِمْ؟ فَقَالَ: أَلَيْسَ صَفِينُ كَانَ عَذَابًا؟ أَلَيْسَ النَّهْرَوَانُ كَانَ عَذَابًا؟ أَلَيْسَ الْجَمَلُ كَانَ عَذَابًا؟ قُلْتُ لِأَبِي دَاوُدَ: مَنْ ذَكَرَهُ عَنْ سَعْدٍ؟ قَالَ: يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ .

..... ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری اس امت پر اللہ کی رحمت ہے، آخرت میں اس پر عذاب نہیں، اس کا عذاب دنیا میں فتنوں، زلزلوں اور قتل کی صورت میں ہے۔“ (ابو داؤد، رقم: ۴۲۷۸)

جنگ صفین: ۳۷ ہجری میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوئی، اس جنگ میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج سے ۳۵ ہزار اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے ۲۵ ہزار قتل ہوئے۔

① مسند احمد: ۲/ ۲۷۸ - سلسلہ ضعیفہ: رقم: ۳۸۱۱ - ضعیف الجامع الصغیر: رقم: ۳۲۹۴ .

جنگ نہروان: یہ سیدنا علیؑ اور خارجیوں کے مابین ۳۷ ہجری میں نہروان کے مقام پر ہوئی۔ نہروان دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر واقع ہے۔ سیدنا علیؑ نے اسی ہزار کی فوج کے ساتھ خارجیوں پر حملہ کیا اور خارجیوں کو شکست دی۔

جنگ جمل: ۳۶ ہجری میں سیدنا علیؑ اور ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے مابین ہوئی، اس جنگ میں ہزاروں مسلمان خاک و ٹون میں مل گئے۔

[۴۹۲/۸۴۴]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرِو.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْتَعِلُونَ الشَّعْرَ، وَحَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوهِ خُنْسَ الْأَنْوْفِ كَأَنَّ وُجُوهُهُمْ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ. ①

سیدنا ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا: ”قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم ایسے لوگوں سے قتال کرو گے جن کے جوتے بالوں کے بنے ہوں گے، اور تم ایسے لوگوں سے قتال کرو گے جن کے چہرے چوڑے اور ناک چھٹی ہوگی گویا کہ ان کے چہرے تہہ بہ تہہ ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔“

[۲۳۶/۸۴۵]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ.....

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَؤُلَاءِ أَقْرَبَائِي يُسَلِّمُونَ عَلَيْكَ وَيَسْأَلُونَكَ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ سِنِينَ وَلَمْ أَكُنْ سَنَوَاتٍ أَعْقَلَ مِنِّي فِيهِنَّ وَلَا أَجْدَرَ أَنْ أَعِيَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنِّي فِيهِنَّ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: تُقَاتِلُونَ قَوْمًا قُرَيْبَ السَّاعَةِ نِعَالَهُمُ الشَّعْرُ وَتُقَاتِلُونَ قَوْمًا خُلْسَ الْوُجُوهِ صِغَارَ

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم قیامت کے قریب ایک ایسی قوم سے قتال کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے، تم ایک ایسی قوم سے قتال کرو گے ان کے چہرے چھٹے ہوں گے، آنکھیں چھوٹی ہوں گی، گویا کہ ان کے چہرے تہہ شدہ ڈھالوں جیسے ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی پیٹھ پر نکلڑیوں کا گٹھالا کرفروخت کرے اور وہ اس کے ذریعے بے نیاز ہو جائے اور اس میں سے

① بخاری، کتاب الجہاد، باب قتال الذین ینتعلون الشعر، رقم: ۲۹۲۹۔ مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم

الساعة يمر الرجل الخ، رقم: ۲۹۱۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۴۳۰۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۲۱۵۔

صدقہ کرے اور کھائے تو وہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی آدمی کے پاس آئے اور اس سے سوال کرے اور وہ اسے دے یا نہ دے، اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے، اور اپنے زیر کفالت افراد سے خرچ کی ابتدا کرو، روزہ دار کے منہ کی بوالہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔“

الْأَعْيُنِ، كَأَنَّ وَجُوهُهُمْ الْمَجَانُّ الْمَطْرَقَةُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَأَنْ يَحْتَطَبَ أَحَدُكُمْ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهُ فَيَسْتَعْنِي بِهِ وَيَتَصَدَّقَ مِنْهُ وَيَأْكُلَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا فَيَسْأَلُهُ لَعَلَّهُ أَنْ يُؤْتِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ ذَلِكَ فَإِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، وَلِخُلُوفٍ فِيمَ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ. ①

[۲۳۷/۸۴۶]..... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ.....

قیس بن ابو حازم نے بیان کیا: جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، پس ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے انہیں کہا: یہ آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کریں، پس انہوں نے اسی سابقہ حدیث کی مثل ذکر کیا، اور یہ بیان کیا: ”سرخ چہروں والے، چھوٹی آنکھوں والے۔“ اور فرمایا: ”روزہ دار کے منہ کی بو۔“

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَعَ مُعَاوِيَةَ أَتَيْنَاهُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، فَقَالُوا لَهُ: إِنَّ هَؤُلَاءِ أَتَوْكَ يَسْأَلُونَكَ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: حُمْرُ الْوُجُوهِ صِغَارُ الْأَعْيُنِ، وَقَالَ: خِلْفَةُ فِيمَ الصَّائِمِ. ②

..... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے نزدیک مسلمانوں کی ایسی عجمی قوم سے لڑائی ہوگی۔

”كَأَنَّ وَجُوهُهُمْ الْمَجَانُّ الْمَطْرَقَةُ“..... ”گویا کہ ان کے چہرے تہہ شدہ ڈھال کی طرح ہوں گے۔“

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: المجان جمع ہے مجن کی اور مجن کے معنی الترس یعنی ڈھال کے ہیں اور ڈھال سے اپنے پورے بدن کو تیر (وغیرہ) سے محفوظ رکھا جاتا ہے، لہذا ان کے چہروں کو اس معنی میں تشبیہ دی گئی کہ جو چوڑے اور ڈھال کی طرح گول ہوں گے۔ اور مطرقہ سے ان کے چہروں کو اس معنی میں تشبیہ دی گئی کہ وہ بہت زیادہ

موٹے اور گوشت والے ہوں گے۔ (فتح الباری: ۶/۷۴۳۔ شرح مسلم للنووی: ص ۲۰۰۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان سے مراد اہل بارز یعنی کرد ہیں۔ (بخاری، رقم: ۳۵۹۱)

بعض نے اس سے قوم ترک کو مراد لیا ہے۔ جیسا کہ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور انہوں نے جس قوم کی یہ صفات بیان فرمائی ہیں، وہ ساری کی ساری صفات ترک قوم میں پائی جاتی ہیں یعنی سرخ چہرے والے، چھوٹی آنکھوں والے، چھٹی ناک والے، بال کے جوتے پہننے والے اور ان کے چہرے ایسے ہیں جیسے کوئی ڈھال ہوتی ہے اور اس قوم سے مسلمانوں نے کئی مرتبہ لڑائی کی ہے۔

(طرح التشریح: ۷/۲۲۴۔ شرح مسلم للنووی: ص ۲۰۱۰)

(۲)..... مذکورہ حدیث میں ہاتھ سے کمانے کی ترغیب دی گئی ہے اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ معلوم ہوا محنت کرنا اور کوئی پیشہ اختیار کرنا، یہ سوال کرنے کی ذلت سے بہتر ہے، اگرچہ وہ پیشہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہی کیوں نہ ہو۔ انبیاء کرام نے ذریعہ معاش کے طور پر مختلف پیشے اختیار کیے جسے داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے، لوہے کی زر میں بنایا کرتے تھے۔

(۳)..... معلوم ہوا کہ آدمی کو سب سے پہلے اپنی جان اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک دینار ہے، آپ نے فرمایا: ”اپنے اوپر خرچ کر“، پھر اس نے کہا: میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے خادم پر خرچ کر“ یا فرمایا: ”اپنی اولاد پر خرچ کر۔“ (ادب المفرد: ۷۵۰)

(۴)..... مذکورہ حدیث سے روزے دار کی فضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ خالی معدہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والے بوکتوری سے بڑھ کر ہے۔

[۲۶۱/۸۴۷]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ بْنُ زِيَادٍ.....

عاصم بن کلیب نے بیان کیا: میرے والد نے مجھے بتایا کہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کوفہ میں بیٹھا ہوا تھا، ایک آدمی ان کے پاس آیا، اس نے کہا: آپ کہتے ہیں، آپ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیں گے؟ انہوں نے فرمایا: عراق والو! مجھے معلوم تھا کہ تم مجھے اچھا نہیں سمجھو گے، لیکن یہ چیز مجھے اس بات سے منع نہیں کرے گی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنا ہے اسے بیان کروں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصادق المصدوق نے ہمیں بیان فرمایا: ”وجال مشرق سے لوگوں کے ایک گروہ کے درمیان ظاہر

حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ: فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَأَنْتَ الْقَائِلُ تَصَلِّيَ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ، قَالَ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ سَيَكْذِبُونِي وَلَا يَمْنَعُنِي ذَلِكَ أَنَّ أُحَدِّثَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّادِقُ الْمُصَدِّقُ أَنَّ الدَّجَالَ يَخْرُجُ

ہوگا اور وہ چالیس دن میں ہر جگہ پہنچ جائے گا، وہ مومنوں کو قابو میں لانے کی انتہائی کوشش کرے گا، اس دور میں مومن قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے، پس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ انہیں نماز پڑھائیں گے، جب وہ رکوع سے سر اٹھائیں گے تو اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دے گا۔“ رہا میرا کہنا کہ وہ حق ہے، تو وہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ حق ہے۔“ رہا میرا کہنا: مجھے امید ہے کہ میں وہ زمانہ پالوں گا، تو ہو سکتا ہے کہ میں اسے پالوں، جو تم میرے بالوں کی سفیدی اور جسم میں کمزوری اور پیرانہ سالی دیکھ رہے ہو، تو اللہ مجھ پر رحم فرمائے، میں انہیں پالوں اور ان (عیسیٰ علیہ السلام) کے ساتھ نماز پڑھوں، تم اپنے اہل کے پاس واپس جاؤ اور ابو ہریرہ نے تمہیں جو بتایا ہے، اس کے متعلق انہیں بتاؤ۔ اس آدمی نے کہا: یہ کہاں ہوگا؟ پس انہوں نے مسجد میں سے کنکریاں پکڑیں، تو فرمایا: یہاں سے، اس آدمی نے بات دہرائی، تو انہوں نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں کہوں کوفہ کی مسجد سے؟ وہ زمین سے نکلے گا، اس سے پہلے کہ اس کو بدل دیا جائے (یعنی قیامت سے پہلے) اللہ جہاں چاہے گا اسے بنا دے گا۔

مِنَ الْمَشْرِقِ فِي حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ فَيَبْلُغُ كُلَّ مَبْلَغٍ فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا فَيَزِلُّ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ أَزْلًا شَدِيدًا، وَتَأْخُذُ الْمُؤْمِنِينَ فِيهِ شِدَّةٌ شَدِيدَةٌ، فَيَنْزِلُ عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيُصَلِّي بِهِمْ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ أَهْلَكَ اللَّهُ الدَّجَالَ وَمَنْ مَعَهُ، فَأَمَّا قَوْلِي إِنَّهُ حَقٌّ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَهُوَ الْحَقُّ وَأَمَّا قَوْلِي: إِنِّي أَطْمَعُ أَنْ أُدْرِكَ ذَلِكَ فَلَعَلِّي أَنْ أُدْرِكَهُ عَلَى مَا يَرَى مِنْ بَيَاضِ شَعْرِي وَرِقَّةِ جِلْدِي وَقَدْ حَمَلْتَنِي اللَّهُ تَعَالَى فَأُدْرِكُهُ فَأُصَلِّي مَعَهُ، أَرْجِعُ إِلَى أَهْلِكَ فَأُخْبِرُهُمْ بِمَا أَخْبَرَكَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَيَنْ يَكُونُ ذَلِكَ؟ قَالَ: فَأَخَذَ حَصَى مِنْ مَسْجِدِي، فَقَالَ: مِنْ هَاهُنَا وَأَعَادَ الرَّجُلُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَتُرِيدُ أَنْ أَقُولَ مِنْ مَسْجِدِ الْكُوفَةِ، هُوَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ قَبْلَ أَنْ تُبَدَّلَ، يَجْعَلُهُ اللَّهُ حَيْثُ شَاءَ. ①

نوٹ:..... دجال کا ظہور اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول قیامت کی بڑی علامات میں سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے اور آپ سے قبل آنے والے ہر نبی نے اپنی اپنی قوم کو فتنہ دجال سے خبردار کیا، آپ علیہ السلام ہر نماز کے بعد اس فتنہ سے پناہ طلب کرتے تھے اور آپ نے اپنی امت کو بھی یہی تعلیم دی ہے۔ اللہ ہمیں دجال اور دیگر ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

[۳۴۳/۸۴۸]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ سَلَامَانَ بْنِ عَامِرِ الشَّعْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي عَثْمَانَ الْأَصْبَحِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اتُّهِمَ الْأَمِينُ وَأَمِنْ غَيْرِ الْأَمِينِ، فَصُدِّقَ الْكَاذِبُ وَكُذِّبَ الصَّادِقُ، وَأَشْرَفَ عَلَيْكُمْ الشَّرْفُ الْجَوْرُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا شَرَفُ الْجَوْرِ؟ قَالَ: فِتْنٌ كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”امانت دار پر (خیانت کی) تہمت لگائی جائے گی، غیر امانت دار کو امانت دار کہا جائے گا، جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا اور ”شرف جوڑ“ تم پر نازل ہوں گے۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ”شرف جوڑ“ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے (نازل ہوں گے)۔“

نوٹ:..... بعض محققین نے اس کو شواہد کی بنا پر حسن کہا ہے۔ مذکورہ بالا روایت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی موجودہ زمانے میں حرف پوری ہو چکی ہے چونکہ آج یہ یہی صورت حال ہے کہ خائن کو امانت دار اور جھوٹے کو سچا سمجھا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ ہے اور دن بدن فتنے اور فساد بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔

[۳۴۴/۸۴۹]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِيُّ.....

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: خَرَجْتُ حَاجًّا فَأَوْصَانِي سُلَيْمُ بْنُ عَتَرَ، وَكَانَ قَاضِيًا لِأَهْلِ مِصْرَ فِي وَكَايَةِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ وَمَنْ بَعْدَهُ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ السَّلَامُ، وَقَالَ: إِنِّي اسْتَغْفَرْتُ الْغَدَاةَ لِأَبِيهِ وَلِأُمِّهِ، فَلَقِيَتْ أَبَا هُرَيْرَةَ بِالْمَدِينَةِ فَأَبْلَغْتُهُ، فَقَالَ: وَأَنَا اسْتَغْفَرْتُ الْغَدَاةَ لَهُ وَلِأَهْلِهِ، ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ تَرَكَتَ أُمَّ خَنْوَرٍ؟ تُرِيدُ مِصْرَ، فَدَنَوْتُ مِنْ رِفَاعِيَّتِهَا وَحَالِهَا، فَقَالَ: أَمَا إِنَّهَا مِنْ أَوْلِ الْأَرْضِينَ خَرَابًا، ثُمَّ عَلَى

موسیٰ بن علی نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں حج کے لیے روانہ ہوا تو سلیم بن عتر جو کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں اور ان کے بعد تک اہل مصر کے قاضی تھے، نے مجھے وصیت کی کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سلام پہنچاؤں، اور انہوں نے کہا: میں نے کل اس کے والد اور والدہ کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے، پس میں مدینہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے انہیں سلام پہنچا دیا، تو انہوں نے کہا: میں نے کل ان کے لیے اور ان کے اہل کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے، پھر انہوں نے کہا: تم نے ام خنور (مصر) کو کس طرح چھوڑا ہے، ہمیں اس کے حال و احوال بتائے جائیں، فرمایا: سب سے پہلے اس

سرزمین پر فساد برپا ہوگا، پھر اس کے بعد آرمینیا، انہوں نے بیان کیا، میں نے انہیں کہا: کیا آپ نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: تو اور کیا کعب دو کتابوں والے سے؟

إِثْرَهَا أَرْمِينِيَّةُ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَوْ مِنْ كَعْبِ ذُو الْكِتَابَيْنِ. ①

[۳۵۹/۸۵۰]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَهُوَ الْحَدَّانِيُّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا، اس نے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑ لی، پس چرواہا اس کے پیچھے گیا اور بکری کو اس سے چھڑا لیا، بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور کہا: میں نے ایک رزق/ روزی کا ارادہ کیا تھا جو اللہ نے مجھے عطا کی، پس تو نے اسے مجھ سے چھین لیا، اس آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آج کی طرح بھیڑیے کو کلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا، اس بھیڑیے نے کہا: کیا اس سے زیادہ عجیب وہ آدمی نہیں جو دو پہاڑی میدانوں کے درمیان نخلستانوں کے درمیان ہے جو تمہیں گزرے ہوئے اور پیش آمدہ واقعات کے متعلق بتاتا ہے، راوی نے بیان کیا: وہ آدمی یہودی تھا، پس وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں آیا اور آپ کو بتایا تو اسلام قبول کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا: ”یہ قیامت کے وقوع ہونے سے پہلے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، قریب ہے کہ آدمی گھر سے نکلے اور پھر وہ واپس آئے، تو اس کے جوتے اسے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ ذئبٌ إِلَى رَاعِي غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْهَا شاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي فَأَنْتَزَعَهَا مِنْهُ فَصَعِدَ الذئبُ عَلَى تَلٍّ فَأَقْعَى وَاسْتَنْفَرَ وَقَالَ: عَمِدْتُ إِلَى رِزْقِ رَزَقِيهِ اللَّهُ أَخَذْتُهُ فَأَنْتَزَعْتُهُ مِنِّي، فَقَالَ الرَّجُلُ: بِاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ذئبًا يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ الذئبُ: أَوْ أَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ رَجُلٌ بَيْنَ النَّخْلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ، قَالَ: وَكَانَ الرَّجُلُ يَهُودِيًّا، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّهَا أَمَارَةٌ مِنْ أَمَارَاتِ بَيْنِ يَدَيِ السَّاعَةِ قَدْ أَوْشَكَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْرُجَ، ثُمَّ يَرْجِعَ فَيُحَدِّثُهُ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ. ②

① سلسلہ ضعیفہ، رقم: ۴۳۵۴۔ ضعیف الجامع الصغیر، رقم: ۴۸۱۵۔

② مسند احمد: ۲ / ۳۰۶ قال الارناؤوط: اسنادہ ضعیف لضعف شهر بن حوشب۔ دلائل النبوة لأبی نعیم، رقم:

۲۷۱، لبغوی، رقم: ۴۲۸۲۔

باتیں بتائیں اور اس کا کوڑا اسے بتائے کہ اس کے بعد اس کے گھروالوں نے کیا کام کیا ہے۔“

نوٹ:..... مذکورہ روایت سند کے لحاظ سے کمزور ہے، اس میں شہر بن حوشب صُدُوْقٌ كَثِيْرُ الْاَرْسَالِ وَالْاَوْهَامِ ہے (تقریب تہذیب: ۲۸۳۰) لیکن اس کے شواہد صحیحین میں ہیں۔

جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ بھیڑیا آ گیا اور ریوڑ سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا، چرواہے نے اس سے بکری چھڑانی چاہی تو بھیڑیا بول پڑا: درندوں والے دن میں اس کی رکھوالی کرنے والا کون ہوگا جس دن میرے سوا اور کوئی چرواہا نہ ہوگا۔“ (صحیح بخاری، رقم: ۳۶۶۳۔ مسلم، رقم: ۲۳۸۸)

معلوم ہوا اللہ ذوالجلال قادر ہے وہ چاہے تو جانوروں کو بھی بولنے کی طاقت دے۔ درندوں کے راج کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں ایک دن ایسا آئے گا کہ بکریوں کے چرواہے اور ان کی نگرانی کرنے والے ختم ہو جائیں گے تو پھر درندے ہوں گے یا پھر بکریاں ہوں گی اور ان بکریوں کو درندے جیسے چاہیں گے چیر پھاڑ کریں گے۔

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے: یہ اس وقت ہوگا جب لوگ بہت سے فتنوں میں مشغول ہوں گے۔ جانوروں کی حفاظت چھوڑ کر اپنی جانوں کی فکر میں پڑے ہوں گے، اس وقت درندے چیر پھاڑ کریں گے۔ اور بھیڑیے ان پر مسلط ہو جائیں گے۔ (فتح الباری: ۲۷/۷)

[۳۶۱/۸۵۱]..... أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ ظَالِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْفَعُهُ، قَالَ: سَيَدْنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس امت کی ہلاکت اور تباہی قریش کے نوعمر نادان لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔“^①

نوٹ:..... صحیح بخاری میں ہے: عمرو بن یحییٰ بن سعید نے کہا کہ مجھ سے میرے دادا (سعید) نے بیان کیا: میں مسجد نبوی میں مدینہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا اور مروان بھی وہیں تھا۔ اتنے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور اللہ نے ان کو سچا کہا تھا، آپ فرماتے تھے: ”قریش کے چند بدقماش لوگوں کے ہاتھوں میری امت تباہ ہوگی“ مروان نے کہا: اللہ ان پر لعنت کرے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں ان کے خاندان

① بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم: ۳۶۰۵۔ مسند احمد: ۲/ ۲۸۸۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۷۱۲۔

کے نام لے کر بتلانا چاہوں تو بتلا سکتا ہوں۔ پھر جب بنی مروان شام کی حکومت پر قابض ہو گیا تو میں اپنے دادا کے ساتھ ان کی طرف جاتا تھا۔ جب وہاں انہوں نے نوجوان لڑکوں کو دیکھا تو کہا کہ شاید یہ انہی میں سے ہوں۔ ہم نے کہا کہ آپ کو زیادہ علم ہے۔ (صحیح بخاری، رقم: ۷۰۵۸)

علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ حدیث کی شرح میں ”تیسر الباری“ میں لکھتے ہیں: آپ کے فرمانے کا مطلب ہے بدقماش لوگوں کی حکومت خرابی اور بربادی کی جڑ ہے، آخر مسلمانوں پر وہ تباہی آئی جب مسلمانوں کے سردار سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ جن سے اسلام کی زینت تھی اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی ہوئی بہت سے صحابہ اور تابعین کو مدینہ میں شہید کر دیا گیا۔

[۳۸۷/۸۵۲]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَادِرُوا بِالْعَمَلِ قَبْلَ سَيْتِ، الدَّابَّةِ وَطُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالذَّجَالِ وَالذُّخَانَ، وَخُوصِصَةَ أَحَدِكُمْ، وَأَمْرِ الْعَامَّةِ، قَالَ كُنُثُومٌ: وَخُوصِصَةُ أَحَدِكُمْ الْمَوْتُ وَأَمْرُ الْعَامَّةِ الْفِتْنَةُ. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چھ چیزوں کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کر لو: جانور کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال اور دھوئیں کا نکلنا اور موت آنے سے پہلے اور فتنوں کے ظہور سے پہلے پہلے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مذکورہ چھ چیزوں کے آنے سے قبل انسان کو نیک عمل کر لینے چاہیے۔ دابۃ الارض، سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، دجال کا نکلنا اس کے متعلق دیکھئے شرح حدیث نمبر ۲۲۰۔ دھواں: دھوئیں کے نکلنے کے بعد کسی کا نیک عمل یا ایمان لانا یا توبہ کرنا فائدہ نہیں دے گا۔ اور یہ دھواں پوری زمین کو اپنی لپیٹ میں لے گا، مسلمانوں کو صرف گھٹن، نزلہ اور زکام کی تکلیف ہوگی جبکہ کفار بے ہوش ہو جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿نَارٌ تَقْبُ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءَ بِدُخَانٍ مُبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ رَبَّنَا اكشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝﴾ (الدخان: ۱۰-۱۱-۱۲)..... ”پس انتظار کرو اس دن کا جب آسمان صریح دھواں لیے ہوئے آئے گا اور وہ لوگوں پر چھا جائے گا یہ دردناک عذاب ہے.....“

موت سے قبل توبہ..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا موت آنے سے قبل انسان کو نیک عمل کر لینے چاہئیں، کیونکہ بعد کا پچھتاوا کام نہیں آئے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① مسلم، کتاب الفتن، باب فی بقیة من احادیث الدجال، رقم: ۲۹۴۷۔ مسند احمد: ۲ / ۳۲۴۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۷۹۰۔

﴿وَأَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَلَنْ يُؤَخَّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ (المنافقون: ۱۰-۱۱)

”اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے: اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ اور جب کسی کا مقررہ وقت آجاتا ہے، پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا۔“

ڈوبتے وقت تو فرعون نے بھی ایمان لانے کا اقرار کیا۔ اللہ ذوالجلال نے فرمایا: ﴿الَّذِينَ وَكَفَرُوا قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ﴾ (یونس: ۹۱)..... ”اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔“
فتنوں کے ظہور کے وقت:..... معلوم ہوا فتنوں کے ظہور سے قبل نیکیاں کر لینی چاہئیں، کیونکہ فتنوں کے بعد نیکیاں کرنا مشکل ہو جاتی ہیں۔

[۳۸۵/۸۵۳]..... وَبِهَذَا الْأِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَىٰ شِرَارِ النَّاسِ. ①
اسی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔ نیک لوگ ایک ایک کر کے اٹھالیے جائیں گے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ اسی طرح چھانٹے جاؤ گے۔ جس طرح اچھی کھجوریں ردی کھجوروں سے چھانٹی جاتی ہیں، تم میں سے نیک لوگ اٹھالیے جائیں گے اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے (اس وقت) اگر مر سکو تو مرجانا۔“ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، رقم: ۴۰۳۸) فتنوں سے پناہ مانگنے کی رسول اللہ ﷺ نے دعائیں سکھائی ہیں، انہیں یاد کرنا چاہیے۔ اور پڑھتے رہنا چاہیے۔

[۴۱۸/۸۵۴]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَىٰ بْنُ يَحْيَىٰ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ الْمَدَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ،.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا،
آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے تمہیں تین چیزوں سے بچا لیا ہے: یہ کہ تم سب گمراہی پر جمع نہیں ہو گے، یہ کہ اہل اللہ آجارتکم من ثلاث: أَنْ تَسْتَجْمِعُوا

① مسلم، کتاب الفتن، باب قرب الساعة، رقم: ۲۹۴۹۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۴۰۷۔

باطل اہل حق پر غالب نہیں آئیں گے اور یہ کہ میں نے تمہارے لیے دعا کی کہ وہ تمہیں ہلاک نہ کر دے، اور اس نے ان کے بدلے میں تمہیں تین چیزیں دے دیں، دھواں، دجال اور دابۃ الارض (زمین سے نکلنے والا جانور)۔“

كُلُّكُمْ عَلَى الضَّلَالَةِ، وَأَنْ يَظْهَرَ أَهْلُ الْبَاطِلِ عَلَى أَهْلِ الْحَقِّ، وَأَنْ أَدْعُو دَعْوَةَ عَلَيْكُمْ فِيهِلِكُكُمْ، وَأَبْدَلَكُمْ بِهِنَّ الدُّخَانَ، وَالذَّجَالَ، وَدَابَّةَ الْأَرْضِ. ①

[۴۱۹/۸۵۵]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تم جو تباہی پھینکا ہو ادیکھو، تو آدمی کہے گا: گویا کہ وہ قرشی جوتا ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَرَى النَّعْلُ مُلْقَاةً، فَيَقُولُ الرَّجُلُ كَأَنَّهَا نَعْلُ قُرَيْشٍ. ②

[۴۲۰/۸۵۶]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تقریباً تیس عورتیں ایک آدمی کا پیچھا کریں گی، وہ سب یہی کہیں گی: مجھ سے شادی کر لو، مجھ سے شادی کر لو، مجھ سے شادی کر لو۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَّبِعَ الرَّجُلُ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ امْرَأَةً، كُلُّهُنَّ يَقُولُ: أَنْكِحْنِي أَنْكِحْنِي أَنْكِحْنِي. ③

اسی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت سے پہلے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ہوں گے، ان فتنوں میں آدمی صبح کو مومن ہوگا

[۴۳۷/۸۵۷]..... وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتْنَةٌ كَقِطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ

① سنن ابوداؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلها، رقم: ۴۲۵۳۔ قال الشيخ الالبانی: ضعيف لكن الجملة الثالثة صحيح.

② الاحاد والمثنائی: ۴ / ۱۳۵، رقم: ۲۱۱۵۔ اسنادہ ضعيف.

③ مسند الحارث: ۷۹۳۔ اسنادہ ضعيف.

يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا تُوْشَامُ كُوْكَافِرًا، اِنْ مِيْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيْعُ فِيْهَا اَقْوَامٌ دِيْنَهُمْ بَعْرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا قَلِيْلٍ. ①
تو شام کو کافر، اگر شام کو مومن ہو گا تو صبح کو کافر، ان میں لوگ دنیا کے قلیل مال و متاع کے عوض اپنا دین بیچ دیں گے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صبح کو ایمان سے متصف اور اعمال صالحہ سے مزین، لیکن شام کو کفر کی دلدل میں پھنسا ہوا اور کفریہ اعمال کرتا ہوا نظر آئے گا۔ اور یہ بھی معنی کیا گیا ہے کہ صبح کو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھے گا لیکن شام کو ان کو حلال تصور کرے گا۔

مطلب یہ کہ حالات ایسا رخ اختیار کریں گے کہ انسان کو اپنے بدل جانے کی کوئی سمجھ نہیں آئے گی وہ لاشعور سا لگ رہا ہوگا۔ لہذا کثرت سے یہ دعا پڑھتے رہنا چاہیے: ((اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا إِلَى طَاعَتِكَ))..... ”اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔“

اسی سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلندیاں تو صرف دو ہیں: خیر کی بلندی اور شر کی بلندی، پس شر کی بلندی تم میں سے کسی کو خیر کی بلندی سے زیادہ پسندیدہ نہ ہو۔“

اسی سند سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے تمہیں تین چیزوں سے پناہ دی ہے: یہ کہ تم سب کے سب گمراہی پر جمع نہیں ہو گے، تم پر باطل غالب نہیں آئے گا اور تم ایسی دعا نہیں کرو گے کہ تم سب ہلاک ہو جاؤ، لیکن تمہارے لیے دجال، دھواں اور زمین کا جانور ضروری ہے۔“

نوٹ:..... دیگر احادیث میں ہے کہ میری امت ساری کی ساری کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ اور آپ

① مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی المبادرة بالاعمال قبل تظاہر الفتن، رقم: ۱۱۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۱۹۷۔ ۲۱۹۵۔

② ضعیف ترغیب و ترہیب، رقم: ۱۸۷۹۔ طبرانی اوسط، رقم: ۲۵۴۱۔

③ سنن أبی داؤد، کتاب الفتن، باب ذکر الفتن و دلائلها، رقم: ۴۲۵۳۔ قال الشیخ الالبانی الضعیف و لکن الجملة الثالثة صحیح .

نے اپنی امت کے لیے دعا کی ہے کہ ساری امت ہلاک یکنگت ہرگز نہ ہوگی۔ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے جبکہ اس مذکورہ روایت کا آخری جملہ صحیح ثابت ہے۔

[۴۴۹/۸۶۰] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأْسُ الْكُفْرِ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ. ①

اسی سند سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کفر کا سرچشمہ/سرغنہ مشرق کی جانب سے ہے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے اہل مشرق کی مذمت ثابت ہوتی ہے، علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رضی اللہ عنہما لکھتے ہیں: مذکورہ حدیث میں مجوسیوں کے کفر کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ اس وقت فارس (موجودہ ایران) کی حکومت اور ان کی اطاعت کرنے والے عرب لوگ مدینہ منورہ سے مشرق کی جانب تھے، اس کے باشندے انتہائی قوی اور جابر تھے ان کے بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کا خط پھاڑ دیا تھا اور یہ علاقے ہمیشہ فتنوں کی آماج گاہ رہے۔ (تحفة الاحوذی: ۲۳۹/۳)

[۴۵۰/۸۶۱] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ خِلَافٌ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَجِيءَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ. ②

اسی سند سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں سے ایک جہادی گروہ موجود رہے گا، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہے گا، ان کی مخالفت کرنے والا انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا امر آجائے گا جبکہ وہ غالب ہی رہیں گے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ یہ سابقہ امتوں کی طرح ساری کی ساری گمراہ نہیں ہوگی جیسا کہ پہلی امتیں سب کی سب گمراہ ہو گئیں۔ (إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ)

مذکورہ حدیث سے جہاد کی بھی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ یہ ہمیشہ جاری رہے گا اور اس کی مخالفت کرنے والے اس کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، جیسا کہ مرزا احمد قادیانی کا مشن مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے روکنا اور نبوی منج سے دور ہٹانا تھا، لیکن وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور اللہ نے اسے عبرت کا نشان بنا دیا۔

[۴۶۸/۸۶۲] أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُضَيْلٍ بْنِ غَزْوَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ وَهُوَ بَشِيرُ بْنُ سَلْمَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ سَيِّدِنَا ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

① بخاری، کتاب بدء الخلق، باب خير مال المسلم الخ، رقم: ۳۳۰۱۔ مسلم، رقم: ۸۵۔ مسند احمد: ۲/ ۲۵۲۔

② بخاری، کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، رقم: ۷۳۱۱۔ مسلم، کتاب الامارة، باب قوله ﷺ (لا تزال طائفة

من امتي ظاهرين على الحق، رقم: ۱۹۲۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۲۲۹۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَنْ تَذْهَبَ الدُّنْيَا حَتَّى يَتَمَرَّعَ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَقُولَ: يَا لَيْتَنِي كُنْتُ صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ لَيْسَ بِهِ الدِّينُ إِلَّا الْبَلَاءُ. ①

آپ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا: کاش یہ قبر میری ہوتی، وہ دین کی وجہ سے ایسے نہیں کہے گا، بلکہ وہ صرف (دنوی) مشکلات کی وجہ سے ایسے کہے گا۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دنیا میں شر و فساد بہت زیادہ ہو جائیں گے کہ لوگ زندگی پر مرنے کو ترجیح دیں گے۔ موجودہ زمانے میں بعض لوگ ایسی ایسی آزمائشوں میں گھرے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے وہ موت کی تمنا کرتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک ایسا نہ ہو کہ آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کے شوق کی بنا پر کہے گا: کاش! میں اس کی جگہ ہوتا۔“ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۵۷۸)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سلف کی ایک جماعت کے نزدیک فساد دین کے وقت موت کی تمنا کرنا ثابت ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ایسے وقت میں موت کی تمنا کرنا مکروہ نہیں ہے، کیونکہ سلف صالحین نے ایسے کیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۵۷۸)

[۵۰۵/۸۶۳]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَوْسُ بْنُ خَالِدٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”زمین کا جانور نکلے گا اس کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کی لاشی اور سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی، عصا سے مومن کا چہرہ منور ہو جائے گا اور انگوٹھی کے ساتھ کافر کی ناک پر مہر لگا دی جائے گی، لوگ دسترخوان پر جمع ہوں گے، تو یہ کہے گا: یہ مومن اور کہے گا: یہ کافر ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مَعَهَا عَصَا مُوسَى وَخَاتَمُ سُلَيْمَانَ فَتَجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِ بِالْعَصَا وَتَخْتِمُ أَنْفَ الْكَافِرِ بِالْخَاتَمِ، وَإِنَّ النَّاسَ لَيَجْتَمِعُونَ عَلَى الْخَوَانِ فَيَقُولُ: هَذَا يَا مُؤْمِنُ، وَيَقُولُ: هَذَا يَا كَافِرُ. ②

① مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل الخ، رقم: ۱۵۷۔ صحیح ترغیب وترہیب، رقم: ۳۹۱۔

② سنن ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب سورة النمل، رقم: ۳۱۸۷۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب جيش

البيداء، رقم: ۴۰۶۶۔ قال الشيخ الالبانی: ضعيف.

[۵۰۷/۸۶۴]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَرَوَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَتَّابٍ، أَنَّهُ سَمِعَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”پانچ چیزیں ظاہر ہوں گی، ان نشانیوں میں سے کون سی پہلے واقع ہوگی جبکہ کسی نفس کا ایمان لانا اس کے لیے نفع مند نہیں ہوگا جو پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا: (وہ نشانیاں یہ ہیں) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال، یا جوج و ماجوج، دھواں اور جانور کا ظاہر ہونا۔“

[۵۲۵/۸۶۵]..... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”آج یا جوج ماجوج کے بند میں اس طرح سوراخ ہو گیا ہے۔“ راوی مؤمل نے اپنے ہاتھ سے دس کی گرہ لگائی۔

..... یاجوج ماجوج ایک فسادی قوم ہے جن کے شر سے بچانے کے لیے وہاں کے لوگوں کی خواہش پر سیدنا ذوالقرنین نے ایک بہت بڑا بند تعمیر کر کے انہیں مقید کر دیا، جس کا تذکرہ (سورہ کہف کی آیت نمبر ۹۳-۹۹) میں ہے اور قرب قیامت ان کو نکالا جائے گا اور یہ پوری دنیا پر یورش کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ۚ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذْ أَهَىٰ شَاحِصَةً أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ يُبَلِّغُنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ۝﴾

(الانبیاء: ۹۶-۹۷)

”یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے اور سچا وعدہ قریب آگے گا، اس وقت کافروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ کہ ہائے افسوس! ہم اس

① اسنادہ ضعیف۔ والحديث بغير هذا اللفظ يصح من وجوه عن ابى هريرة فقد رواه بلفظ لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها الخ انظر: ۱۷۸- ثلاثه اذا خرجن لم ينفع نفسا ايمانها الدابة الخ انظر: ۲۲۰.

② بخاری، کتاب الانبیاء، باب قصۃ یاجوج و ماجوج، رقم: ۳۳۴۷- مسلم، کتاب الفتن، باب اقتران الفتن وفتح ردم یاجوج و ماجوج، رقم: ۲۸۸۱.

حال سے غافل تھے، بلکہ فی الواقع ہم تصور وار تھے۔“

صحیح مسلم میں ہے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں یا جوج ماجوج نکل آئے گی۔ دس کا اشارہ انگوٹھے کا سرا شہادت کی انگلی کے سرے پر رکھ کر ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ انگلی پر انگوٹھا رکھنے سے جتنا بڑا حلقہ بنتا ہے، اس دیوار میں اتنا بڑا سوراخ ہو چکا ہے۔ جب ایک بار سوراخ ہو جائے تو پھر یہی خطرہ ہوتا ہے یہ سوراخ بڑا ہو جائے گا، اور آخر کار وہ دیوار ٹوٹ جائے گی۔

[۵۲۶/۸۶۶]..... أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ الصَّوَّافِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنِ الْعَبْدِيِّ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں ہونے والے ایک فتنے کے متعلق جانتا ہوں لیکن میں اس میں سے نکلنے کی راہ نہیں جانتا، ان سے پوچھا گیا: اس سے نکلنے کی راہ کیا ہے؟ فرمایا: میرے ہاتھ کے ساتھ اس طرح پکڑے حتیٰ کہ ایک آدمی میرے پاس آئے اور مجھے قتل کر دے۔

[۵۳۱/۸۶۷]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو السَّكْسَكِيِّ، عَنْ شَيْخٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہند کا ذکر کیا تو فرمایا: ”تمہارا ایک لشکر ہند پر حملہ کرے گا تو اللہ ان پر فتح عطا فرمائے گا حتیٰ کہ وہ سندھ کے بادشاہوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لائیں گے، اللہ ان کے گناہ بخش دے گا، جس وقت وہ واپس جائیں گے تو وہ مسیح ابن مریم کو شام میں پائیں گے۔“ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں نے اس غزوہ کو پالیا تو میں اپنے جانور اور جائیداد فروخت کر دوں گا اور اس غزوہ میں شرکت کروں گا، جب اللہ ہمیں فتح عطا فرمائے گا تو ہم واپس جائیں گے تو میں جہنم سے آزاد کیا ہوا ابو ہریرہ شام واپس آنے

① مستدرک حاکم: ۴ / ۴۷۱ - اسنادہ ضعیف .

الْمُحَرَّرُ يَقْدَمُ الشَّامَ فَيَلْقَى الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَلَا حَرْصَنَّ أَنْ أَدْنُو مِنْهُ فَأُخْبِرَهُ أَنِّي صَحْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا، وَقَالَ: إِنَّ جَنَّةَ الْآخِرَةِ لَيْسَتْ كَجَنَّةِ الْأُولَى يُلْقَى عَلَيْهِ مَهَابَةٌ مِثْلَ مَهَابَةِ الْمَوْتِ يَمْسُحُ وَجْهَ الرَّجَالِ وَيُبَشِّرُهُمْ بِدَرَجَاتِ الْجَنَّةِ. ①

والا ہوں گا، وہ مسیح ابن مریم علیہ السلام سے ملاقات کرے گا، پس میں بہت ہی کوشش کروں گا کہ میں ان سے قریب ہو جاؤں اور انہیں بتاؤں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ رہا ہوں، راوی نے بیان کیا: پس رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے، اور فرمایا: ”اس کا دوسری بار آنا پہلی بار آنے کی طرح نہیں ہوگا، اس پر موت کی سی ہیبت ڈالے گا، وہ مردوں کے چہروں پر ہاتھ پھیرے گا اور جنت کے درجات کے متعلق انہیں بتائے گا۔“

[۵۶۸/۸۶۸] أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، صَاحِبُ الدُّسْتَوَائِيَّ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنِ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشِبٍ.....

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَيْتِهَا وَأَسْمَاءُ تُعْجَنُ عَجِينَهَا، إِذْ ذَكَرُوا الدَّجَالَ فَقَالَ: إِنَّ قَبْلَ خُرُوجِهِ عَامًا يُمَسِكُ السَّمَاءُ فِيهِ ثُلُثُ قَطْرِهَا، وَالْأَرْضُ ثُلُثُ نَبَاتِهَا، وَالْعَامُ الثَّانِي يُمَسِكُ السَّمَاءُ ثُلُثِي قَطْرِهَا، وَالْأَرْضُ ثُلُثِي نَبَاتِهَا، وَالْعَامُ الثَّلَاثُ يُمَسِكُ السَّمَاءُ قَطْرَهَا كُلَّهُ، وَالْأَرْضُ نَبَاتَهَا كُلَّهُ، حَتَّى لَا يَبْقَى ذَاتُ ظِلْفٍ وَلَا ذَاتُ طُفْرِ، وَإِنَّ أَعْظَمَ فِتْنَةٍ أَنْ يَقُولَ لِلرَّجُلِ: أَرَأَيْتَ إِنْ أَحْيَيْتُ لَكَ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ، أَتَعْلَمُ أَنِّي رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، وَيَقُولُ لِلْأَعْرَابِيِّ: أَرَأَيْتَ إِنْ أَحْيَيْتُ لَكَ

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف فرما تھے اور اسماء آٹا گوندھ رہی تھیں، کہ انہوں نے دجال کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے خروج سے ایک سال پہلے آسمان سے تہائی بارش رک جائے گی، زمین تہائی نباتات نہیں اگائے گی، دوسرے سال آسمان دو تہائی بارش روک لے گا اور زمین دو تہائی نباتات نہیں اگائے گی، اور تیسرے سال آسمان ساری بارش روک لے گا اور زمین ہر قسم کی نباتات نہیں اگائے گی، حتیٰ کہ کوئی گائے وغیرہ نہیں رہے گی، سب سے بڑا فتنہ یہ ہوگا کہ وہ کسی آدمی سے کہے گا: مجھے بتاؤ کہ اگر میں تمہاری خاطر تمہارے باپ یا تمہارے بھائی کو زندہ کر دوں، تو کیا تم جان لو گے کہ میں تمہارا رب ہوں؟ وہ کہے گا: ہاں، وہ اعرابی سے کہے گا: مجھے بتاؤ اگر

① ا. ا. ا. ضعیف لجهاله الشيخ عن ابی هريرة

میں تمہارا اونٹ جو پہلے سے بھی زیادہ لمبی کوهان والا اور پہلے سے زیادہ بڑے تھنوں والا ہوزندہ کردوں، تو کیا تم جان لو گے کہ میں تمہارا رب ہوں؟ وہ کہے گا: ہاں، پس وہ شیاطین کو ان کی صورت میں بنائے گا، جبکہ وہ تو مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا۔“ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے کسی کام کی خاطر باہر تشریف لے گئے، پھر آپ آئے تو آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رو رہے تھے، آپ نے دروازے کی چوٹ پکڑ کر فرمایا: ”خاموش ہو جاؤ۔“ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! دجال کا ان سے ذکر ہوا ہے، جو ان پر گراں گزرا ہے، اللہ کی قسم! ہم گھبرا رہے ہیں جبکہ آپ ہمارے پاس ہیں، جب آپ نہیں ہوں گے تو پھر کیا حالت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ (دجال) اس وقت نکلتا ہے کہ میں تم میں موجود ہوں تو میں اس کے خلاف بحث و مباحثہ کر لوں گا، اور اگر وہ میرے بعد نکلتا ہے تو اللہ ہر مومن پر میرا خلیفہ ہے۔“ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس دن کھانے کے حوالے سے کیا چیز کفایت کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو آسمان والوں کو تسبیح و تقدیر میں کفایت کرتی ہے۔“

إِبْلِكَ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ أَسْنِمَةً، وَأَعْظَمَهَا ضُرُوعًا، أَتَعْلَمُ أُنَى رَبِّكَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُخِيلُ لَهُمُ الشَّيَاطِينُ، أَمَا إِنَّهُ لَا يُحْيِي الْمَوْتَى، ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ ثُمَّ جَاءَ وَأَصْحَابُهُ يَبْكُونَ، فَأَخَذَ بِلِحْيِي الْبَابِ وَقَالَ: مَهَيْمٌ؟ فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، حَدَّثْتَهُمْ عَنِ الدَّجَالِ مَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ، فَوَاللَّهِ إِنَّا لَنَجْزِعُ وَهَذَا عِنْدَنَا، فَكَيْفَ إِذْ ذَٰلِكَ؟ فَقَالَ: إِنْ يَخْرُجُ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَاجِيْجُهُ، وَإِنْ يَخْرُجُ بَعْدِي فَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ. قَالَتْ أَسْمَاءُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَا يُجْزِعُ مِنَ الطَّعَامِ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: مَا يُجْزِعُ أَهْلَ السَّمَاءِ: التَّسْبِيْحُ وَالتَّقْدِيرُ. ①

[۵۶۹/۸۶۹]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....
سیدہ اسماء بنت یزید الانصاریہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے جبکہ میں آٹا گوندھ رہی تھی، آپ نے فرمایا: دجال سے پہلے تین سال ہوں گے، پہلے سال آسمان اپنی تہائی بارش روک لے گا، زمین اپنی

① مسند احمد: ۶/ ۴۵۳۔ اسنادہ ضعیف۔ فیہ شہر بن حوشب ضعیف۔ انظر التاريخ الكبير: ۴/ ۲۷۴۰۔ میزان

تہائی روئیدگی روک لے گی۔“ پس حدیث سابق کے مثل روایت کیا، اور اونٹوں کے بارے میں فرمایا: ”شیاطین ان کے اونٹوں کے مثل ان کے لیے صورت بنا لیں گے، ان کی پہلی حالت سے بھی زیادہ بہتر اور ان کے تھن بھی پہلے سے بہت بڑے ہوں گے، اور فرمایا: ”وہ آباء اور ابناء (بیٹوں) کی صورت اختیار کرے گا، اور فرمایا: ”تمام گائیں اور اونٹ ختم ہو جائیں گے۔“ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ! ہم آنا گوندھتی ہیں تو ہم روٹی نہیں پکاتیں حتیٰ کہ ہمیں بھوک لگے، اس دن مومنوں کی کیا حالت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں وہ چیز کفایت کرے گی جو آسمان والوں کو تسبیح و تقدیس کفایت کرتی ہے۔“

[۵۷۰/۸۷۰]..... أَخْبَرَنَا مُوسَى الْقَارِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ خُثَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ.....

سیدہ اسماء بنت یزید اشعریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ اپنے اصحاب کے سامنے تھے: ”میں تمہیں مسیح دجال سے بچاتا اور آگاہ کرتا ہوں، اور ہرنبی نے اپنی قوم کو آگاہ کیا ہے، اور اے امت! وہ تم میں ہوگا، میں تمہیں اس کے متعلق اس واضح انداز سے بیان کرتا ہوں کہ کسی نبی نے ویسے اس کے متعلق نہیں بتایا، اس کے نکلنے سے پہلے پانچ سال قحط کے ہوں گے، حتیٰ کہ ان میں تمام چوپائے ہلاک ہو جائیں گے۔“ ایک آدمی نے آپ کو پکارا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس دن (کھانے کے حوالے

الْأُولَى السَّمَاءُ تُثَلَّثُ قَطْرُهَا، وَالْأَرْضُ تُثَلَّثُ نَبَاتُهَا، فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَقَالَ فِي الْإِبِلِ: يُمَثِّلُ لَهُمْ شَيَاطِينَ عَلَى نَحْوِ إِبِلِهِمْ أَحْسَنَ مَا كَانَتْ وَأَعْظَمَهَا ضُرُوعًا، وَتُمِثِّلُ كَنَحْوِ الْآبَاءِ وَالْأَبْنَاءِ، وَقَالَ: لَا يَبْقَى ذَاتُ ظَلْفٍ وَلَا ذَاتُ ضَرْسٍ إِلَّا هَلَكَتْ، وَقَالَتْ أَسْمَاءُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا لَنَعَجُنُ عَجِينَنَا، فَمَا نَحْبِزُ حَتَّى نَجُوعَ، فَكَيْفَ بِالْمُؤْمِنِينَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: يُجْزَأُ بِهِمْ مَا يُجْزَأُ أَهْلَ السَّمَاءِ: التَّسْبِيحُ وَالتَّقْدِيسُ. ①

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدِ الْأَشْعَرِيَّةِ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بَيْنَ أَظْهَرِ أَصْحَابِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: إِنِّي أُحْدِرُكُمْ الْمَسِيحَ وَأَنْذِرُكُمْوَهُ، وَكُلُّ نَبِيٍّ قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، وَإِنَّهُ فِيكُمْ آيَتُهَا الْأُمَّةُ، وَإِنِّي أَجْلِيهِ بِصِفَةٍ لَمْ يُجْلِهَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي، يَكُونُ قَبْلَ خُرُوجِهِ سِنِينَ خَمْسٍ جَذْبَةً حَتَّى يَهْلِكَ فِيهَا كُلُّ ذَاتِ حَافِرٍ، فَنَادَاهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا يُجْزَأُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: مَا يُجْزَأُ

① انظر ما قبله .

سے) مومنوں کے لیے کیا چیز کافی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو چیز فرشتوں کے لیے کافی ہوتی ہے، پھر وہ نکلے گا جبکہ وہ کانا ہے، اور اللہ کانا نہیں ہے۔ اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا، اسے ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ شخص پڑھ لے گا، اس کی پیروی کرنے والے زیادہ تر یہودی، اعرابی اور عورتیں ہوں گی، آسمان سے بارش برسی دیکھو گے جبکہ وہ بارش نہیں برسائے گا، زمین کو اگاتا ہوا دیکھو گے لیکن وہ نہیں اگائے گی، وہ اعراب سے کہے گا: تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ کیا میں نے موسلا دھار بارش نہیں برسائی، کیا میں نے تمہارے لیے تمہارے مویشی زندہ نہیں کر دیئے جو کہ موٹے تازے ہیں اور ان کے کوکھ باہر نکلے ہوئے، تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں؟“ فرمایا: ”وہ شیطان ان کے لیے ان کے آباء، بھائیوں اور دوستوں کی تصویریں بن جائیں گے، پس آدمی اپنے باپ، اپنے بھائی یا اپنے رشتے دار کے پاس آئے گا تو اسے کہے گا: کیا تم فلاں نہیں ہو؟ کیا تم میری تصدیق نہیں کرتے؟ وہ تمہارا رب ہے اس کی اتباع کرو، وہ چالیس سال تک رہے گا، سال مبینہ کی طرح، مہینہ جمعہ کی طرح، جمعہ دن کی طرح اور دن آگ میں چنگاری کی طرح، وہ دو مسجدوں (مکہ و مدینہ) کے علاوہ ہر گھاٹ پر جائے گا۔“ پھر رسول اللہ ﷺ وضو کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، تو آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آہ و بکا سنی تو واپس آگئے اور فرمایا: ”خوش ہو جاؤ! اگر وہ اس وقت نکلتا ہے کہ میں تم میں موجود ہوں، تو اللہ اور اس کا رسول تمہارے لیے

الْمَلَائِكَةَ، ثُمَّ يَخْرُجُ وَهُوَ أَعْوَرُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرٍ، بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ، يَقْرَأُ كُلُّ أُمَّيٍّ وَكَاتِبٍ، أَكْثَرُ مَنْ يَتَّبِعُهُ الْيَهُودُ وَالْأَعْرَابُ وَالنِّسَاءُ، تَرَى السَّمَاءَ تُمْطِرُ وَلَا تُمْطِرُ، وَالْأَرْضُ تُنْبِتُ وَهِيَ لَا تُنْبِتُ، وَيَقُولُ لِلْأَعْرَابِ: مَا تَبْعُونَ مِنِّي؟ أَلَمْ أُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا، أَلَمْ أُرْجِءْ لَكُمْ أَنْعَامَكُمْ شَاخِصَةً دَرَاهَا خَارِجَةٌ خَوَاصِرُهَا دَارَةٌ الْبَانِهَا، قَالَ: فَتَمَثَّلَ لَهُمْ شَيَاطِينُ عَلَى صُورَةِ الْآبَاءِ وَالْإِخْوَانِ وَالْمَعَارِفِ، فَيَأْتِي الرَّجُلَ إِلَى أَبِيهِ أَوْ أَخِيهِ أَوْ ذِي رَحِمِهِ فَيَقُولُ لَهُ: أَلَسْتُ فَلَانُ أَلَسْتُ تُصَدِّقُنِي، هُوَ رَبُّكَ فَاتَّبِعْهُ، فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، السَّنَةُ كَالشَّهْرِ، وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ، وَالْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ، وَالْيَوْمُ كَاخْتِرَاقِ السَّعْفَةِ فِي النَّارِ، يَرِدُ كُلَّ مِنْهَلٍ إِلَّا الْمَسْجِدَيْنِ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَسَمِعَ بُكَاءَ أَصْحَابِهِ وَشَهيقَهُمْ، فَرَجَعَ وَقَالَ: أَبْشُرُوا، فَإِنَّهُ إِنْ يَخْرُجُ وَأَنَا فِيكُمْ فَاللَّهُ كَافِيكُمْ وَرَسُولُهُ، وَإِنْ يَخْرُجُ بَعْدِي فَاللَّهُ خَلِيفَتِي فِيكُمْ. ①

① معجم طبرانی کبیر: ۲۴ / ۱۶۹: مجمع زوائد: باب ماجاء فی الدجال: ۷ / ۶۶۵.

کافی ہے اور اگر وہ میرے بعد ظاہر ہوتا ہے تو پھر اللہ تم میں میرا خلیفہ ہے۔“

[۵۷۱/۸۷۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ خَثِيمٍ، عَنِ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَمُكُّ الدَّجَالُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، السَّنَةُ كَالشَّهْرِ، وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ، وَالْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ، وَالْيَوْمُ كَالضُّطْرَامِ السَّعْفَةِ فِي النَّارِ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”دجال زمین پر چالیس سال رہے گا، سال مہینے کی طرح، مہینہ جمعہ کی طرح، جمعہ دن کی طرح اور دن آگ میں شعلے کی مانند ہوگا۔“

نوٹ:..... مذکورہ روایات ضعیف ہیں، البتہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ چالیس دن رہے گا، جیسا کہ سیدنا نواس بن سمان رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ایک روز رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور نصیحت فرمائی: ”اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا“ ہم نے عرض کیا: دجال کتنی مدت تک زمین میں رہے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”چالیس روز جن میں سے پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ دوسرا دن ایک مہینہ کے برابر ہوگا اور تیسرا روز ہفتہ کے برابر ہوگا اور اس کے بعد ۳۷ روز تمہارے شب و روز کے برابر ہوں گے۔“

ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! پہلا دن جو سال کے برابر ہوگا اس میں ایک دن کی (پانچ) نمازیں ہی کافی ہوں گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”نہیں، اپنے روز و شب کا اندازہ کر کے (سال بھر کی) نمازیں پڑھنا۔“

(مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، رقم: ۲۹۳۷۔ سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم، رقم: ۴۳۲۱)

[۶۰۶/۸۷۲]..... أَخْبَرَنَا جَبْرِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ.....

عَنْ أُمِّ مَالِكِ الْبَهْزِيَّةِ قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِتْنََ فَقَالَ: خَيْرُكُمْ فِيهَا أَوْ خَيْرُ النَّاسِ رَجُلٌ يَعِزُّ فِي مَالِهِ يَعْبُدُ رَبَّهُ وَيُعْطِي حَقَّهُ، وَرَجُلٌ يُخِيفُهُ الْعَدُوُّ وَيُخِيفُهُمْ. ②

ام مالک السہزیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کیا، تو فرمایا: ”ان فتنوں میں تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنا مال لے کر الگ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اس کا حق ادا کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص دشمن جس سے پوشیدہ رہے اور وہ ان سے پوشیدہ رہے۔“

① مسند احمد: ۶/ ۴۵۴۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ ضعیف .

② مسند احمد: ۱/ ۵۶۱ قال الارناؤط: صحیح لغیرہ۔ مستدرک حاکم: ۴/ ۴۹۳۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم:

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا فتنوں کے زمانہ میں بہترین لوگ وہ ہیں جو لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اللہ ذوالجلال کی عبادت کریں، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قريب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال چند بھیڑ بکریاں ہوں جنہیں لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات میں پھرتا رہے، اپنا دین لے کر فتنوں سے بچنے کے لیے بھاگتا پھرے۔“ (بخاری، رقم: ۱۹)

یہ اس وقت فتنوں کی بات ہے جب دین بچانا مشکل ہو جائے، حرام میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو، تب الگ تھلگ ہونا بہتر ہے۔ وگرنہ اسلام رہبانیت کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ لوگوں سے مل جل کر رہنے کا حکم دیتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہے، اس سے بہتر ہے جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر نہیں رہتا، نہ ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۰۳۲۔ سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۹۳۹)

[۶۱۷/۸۷۳]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا هِشَامُ وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ.....

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، تو میں نے پہچان لیا کہ کسی چیز نے آپ کو جلدی کرنے پر آمادہ کیا ہے، پس آپ نے کسی سے کلام نہ کیا، بس وضو کیا اور باہر تشریف لے گئے، میں نے حجروں میں سے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ فرماتا ہے: لوگو! نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، اس سے پہلے کہ تم اللہ سے دعائیں کرو اور وہ قبول نہ فرمائے، تم اس سے سوال کرو اور وہ تمہیں عطا نہ کرے اور تم اس سے مدد طلب کرو اور وہ تمہاری مدد نہ کرے۔“

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ قَدْ حَفَزَهُ شَيْءٌ، فَلَمْ يَكَلِّمْ أَحَدًا فَتَوَضَّأَ وَخَرَجَ، فَسَمِعْتُ مِنَ الْحُجْرَاتِ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَرُّوا بِالْمَعْرُوفِ، وَأَنْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، قَبْلَ أَنْ تَدْعُوا اللَّهَ فَلَا يُجِيبِكُمْ، وَتَسْأَلُوهُ فَلَا يُعْطِيَكُمْ، وَتَسْتَنْصِرُوهُ فَلَا يَنْصُرْكُمْ))①

نوٹ:..... مذکورہ حدیث میں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ اس فریضہ کی عدم ادائیگی کے نقصانات کا بھی ذکر ہے۔ اور اللہ ذوالجلال نے امت محمدیہ کو بہترین امت کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

① سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، رقم: ۴۰۰۴۔ قال الشیخ الالبانی:

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴿آلِ عَمْرَانَ: ۱۱۰﴾..... ”تم بہترین امت ہو جنہیں لوگوں کی (ہدایت) کے لیے نکالا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو۔“

اللہ ذوالجلال نے مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (التوبة: ۷۱)..... ”مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔“

ایک حدیث میں ہے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ”جو شخص تم میں سے کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل (روک) دے، اگر (ہاتھ سے روکنے کی) طاقت نہیں ہے تو زبان سے (اس کی برائی کو واضح کرے) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (اسے برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“ (مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۴۹)

[۶۸۰/۸۷۴]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ.....

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَطُّ إِلَّا وَقَدْ حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَالَ، وَإِنَّهُ فِيكُمْ آيَتُهَا الْأُمَّةُ وَإِنَّهُ يَطَأُ الْأَرْضَ كُلَّهَا غَيْرَ طَيْبَةٍ. يَعْنِي الْمَدِينَةَ. ①

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر نبی نے (اپنی امت کو) دجال کے فتنے سے خبردار کیا ہے، اے امت! وہ تم میں ظاہر ہوگا، لیکن وہ طیبہ (مدینہ منورہ) کے علاوہ ساری زمین پر چکر لگائے گا۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دجال کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”آدم سے لے کر قیامت تک اللہ کی مخلوق میں سے دجال سے بڑا اور کوئی (فتنہ) نہیں ہوگا۔“ (مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب فی بقیة من احادیث الدجال، رقم: ۲۹۴۶)

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کا نام طیبہ بھی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَمَّاهَا طَيْبَةً.)) (مسند احمد: ۳ / ۹۶)..... ”کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام طیبہ رکھا ہے۔“

مذکورہ حدیث سے مدینہ منورہ کی فضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے کہ اس میں دجال داخل نہیں ہوگا۔

دوسری حدیث میں ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی ایسا شہر نہیں ملے گا جسے دجال پامال نہ کرے گا، سوائے مکہ اور مدینہ کے ان کے۔ ہر راستے پر صرف بستہ فرشتے کھڑے ہوں گے جو

ان کی حفاظت کریں گے۔ پھر مدینہ کی زمین تین مرتبہ کانپنے لگی جس سے ایک ایک کافر اور منافق کو اللہ تعالیٰ اس میں سے باہر کر دے گا۔ (بخاری، کتاب فضائل المدینہ، رقم: ۱۸۸۱)

[۶۸۱/۸۷۵]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ.....

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ: إِنَّ تَمِيمَ الدَّارِيَّ حَدَّثَنِي بِحَدِيثٍ فَرِحْتُ بِهِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْوهُ لِيَتَفَرَّحُوا بِمَا فَرِحَ بِهِ نَبِيِّكُمْ، حَدَّثَ أَنَّ أَنَسًا مِنْ فِلَسْطِينَ رَكِبُوا السَّفِينَةَ فِي الْبَحْرِ فَحَالَتْ بِهِمْ حَتَّى فَرَقَتْهُمْ فِي جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ، فَإِذَا هُمْ بِدَابَّةٍ لَبَّاسَةٍ شَعْرِهِ، فَقَالُوا: مَا أَنْتِ؟ قَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، قَالُوا: فَأَخْبَرْنَا بِشَيْءٍ، قَالَ: مَا أَنَا مُخْبِرُكُمْ وَلَا مُسْتَخْبِرُكُمْ شَيْئًا، وَلَكِنْ أَتُوا أَقْصَى الْقَرْيَةِ، فَتَمَّ مِنْ يُخْبِرُكُمْ وَيَسْتَخْبِرُكُمْ، فَأَتَيْنَا أَقْصَى الْقَرْيَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُوثِقٌ بِسِلْسِلَةٍ، فَقَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُعَيْرٍ، فَقُلْنَا: مَلَأَى يَتَدَفَّقُ، قَالَ: فَأَخْبِرُونِي عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبْرِيَّةِ، قُلْنَا: مَلَأَى يَتَدَفَّقُ، قَالَ: فَأَخْبِرُونِي عَنْ نَحْلِ بَيْسَانَ الَّذِي بَيْنَ فِلَسْطِينَ وَالْأُرْدُنِّ هَلْ أُطْعِمَ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: فَأَخْبِرُونِي عَنِ النَّبِيِّ الْعَرَبِيِّ الْأُمِّيِّ، هَلْ خَرَجَ فِيكُمْ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ دَخَلَ النَّاسُ؟ فَقُلْنَا: هُمْ إِلَيْهِ سِرَاعٌ، قَالَ: فَتَزَّ نَزْوَةٌ كَادَ أَنْ تَنْقَطَعَ

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے، آپ مسکرا رہے تھے، تو فرمایا: ”تمیم داری (رضی اللہ عنہ) نے مجھے ایک بات بتائی ہے جس سے میں خوش ہوا ہوں، پس میں نے پسند کیا کہ میں تمہیں بھی بتاؤں تاکہ تم بھی اس چیز سے خوش ہو جاؤ جس کے ساتھ تمہارے نبی خوش ہوئے ہیں، اس نے مجھے بتایا کہ فلسطین کے کچھ لوگ سمندر میں سفینے میں سوار ہوئے، پس وہ انہیں بحری جزیروں میں سے ایک جزیرے میں لے گئی اور وہاں جا اتارا، وہاں انہوں نے ایک جانور دیکھا اس کا لباس بالوں کا بنا ہوا تھا، انہوں نے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں، انہوں نے کہا: ہمیں کسی چیز کے متعلق بتاؤ؟ اس نے کہا: میں تمہیں کچھ بتاؤں گی نہ تم سے کچھ پوچھوں گی، لیکن تم اس بستی کے آخری کنارے پر چلے جاؤ، وہاں کوئی ہے جو تمہیں بتائے گا اور تم سے پوچھے گا، ہم بستی کے آخری کنارے پر پہنچے تو وہاں زنجیر کے ساتھ بندھا ہوا ایک آدمی تھا، اس نے کہا: مجھے زغر کے چشمے کے متعلق بتاؤ؟ ہم نے کہا: بھرا پڑا ہے اور اچھل رہا ہے، اس نے کہا: بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ؟ ہم نے کہا: بھرا ہوا ہے اچھل رہا ہے، اس نے کہا: مجھے بیسان کے نخلستان کے متعلق بتاؤ جو کہ فلسطین اور اردن کے درمیان ہے کیا وہ پھل دے رہا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں، اس نے کہا: مجھے اس عربی امی نبی کے متعلق بتاؤ، کیا وہ تم

السَّلْسِلَةُ فقلْنَا: مَنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: أَنَا الدَّجَالُ . وَإِنَّهُ يَدْخُلُ الْأَمْصَارَ كُلَّهَا غَيْرَ طَيْبَةٍ ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهَذِهِ طَيْبَةٌ ثَلَاثًا يَعْنِي الْمَدِينَةَ .^①

میں ظاہر ہو چکے ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں، اس نے کہا: کیا لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں؟ ہم نے کہا: تیزی کے ساتھ، وہ اس طرح زور سے کودا، قریب تھا کہ وہ زنجیر توڑ دیتا، ہم نے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں دجال ہوں، وہ طیبہ کے علاوہ تمام شہروں میں داخل ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ طیبہ ہے۔“ تین بار فرمایا: یعنی مدینہ منورہ۔

[۶۸۲/۸۷۶]..... أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا الْمُجَالِدُ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ.....

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ ایک دن دوپہر کے وقت تشریف لائے اور یہ وہ وقت تھا کہ آپ اس وقت تشریف نہیں لایا کرتے تھے، آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے، تو فرمایا: ”لوگو! میں اس وقت اس جگہ کوئی ترغیب و ترہیب کی بات بتانے کھڑا نہیں ہوا، لیکن تمہیں داری میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے ایسی خبر بتائی کہ میں خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک کی وجہ سے قیلولہ بھی نہیں کر سکا، میں نے چاہا کہ میں تمہارے نبی کی خوشی کو تم تک بھی پہنچاؤں، وہ میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ میرے کچھ چچا زادوں نے بحری سفر کیا، انہیں طوفان نے اپنی لپیٹ میں لے لیا، اور انہیں ایک غیر معروف جزیرے تک پہنچا دیا، وہ چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر سفر کرتے ہوئے کنارے پر پہنچے، وہاں انہوں نے بڑی بڑی پلکوں والی، گھنے بالوں والی، سیاہ فام چیز دیکھی، وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ آدمی ہے یا عورت، انہوں نے

حَدَّثَنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي الْهَاجِرَةِ، وَذَلِكَ فِي وَفْتٍ لَمْ يَكُنْ يَخْرُجُ فِيهِ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي لَمْ أَقُمْ مَقَامِي هَذَا الْفَرْعَ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ وَلَكِنَّ تَمِيمَ الدَّارِيَّ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي خَبْرًا مَنَعَنِي الْقَيْلُولَةَ مِنَ الْفَرَحِ وَقَرَّةِ الْعَيْنِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُنْشِرَ عَلَيْكُمْ فَرَحَ نَيْبِكُمْ، أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ رَهْطًا مِنْ بَنِي عَمِهِ رَكِبُوا الْبَحْرَ فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ مِنَ الرِّيحِ، فَأَلْجَأَتْهُمْ إِلَى جَزِيرَةٍ لَا يَعْرِفُونَهَا، فَفَعَدُوا فِي قُوَيْرِبِ السَّفِينَةِ حَتَّى خَرَجُوا مِنَ الْبَحْرِ فَإِذَا هُمْ بِشَيْءٍ أَسْوَدَ وَأَهْدَبَ كَثِيرِ الشَّعْرِ لَا يَدْرُونَ أَرَجُلٌ أَمْ امْرَأَةٌ، فَقَالُوا لَهَا: مَنْ أَنْتِ؟ قَالَتْ: أَنَا

① سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب فی خبر الجساسة، رقم: ۴۳۲۶۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال، رقم: ۴۰۷۴۔ قال الشیخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۶/ ۳۷۴۔ طبرانی کبیر، رقم: ۲۴/ ۲۹۳: ۹۶۱۔

اسے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں، انہوں نے اسے کہا: کیا تم ہمیں کسی چیز کے متعلق نہیں بتاؤ گی؟ اس نے کہا: میں تمہیں کسی چیز کے متعلق بتاؤں گی نہ تم سے پوچھوں گی، لیکن یہ مندر جس کے تم قریب ہو وہاں ایک ہے جسے شوق ہے کہ وہ تمہیں کچھ بتائے اور تم سے کچھ پوچھے، (تو وہ وہاں جائے) وہ مندر میں گئے تو انہوں نے وہاں ایک چیز کو خوب جکڑے ہوئے دیکھا، اس سے بہت رنج و غم ظاہر ہو رہا ہے اور بہت ہائے ہائے کر رہا ہے، انہوں نے اسے سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا، پھر انہیں کہا: تم کہاں سے ہو؟ ہم نے کہا: شام سے، اس نے کہا: عربوں کا کیا حال ہے؟ کیا ان کا نبی ظاہر ہو چکا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: اس کا کیا حال ہے؟ قوم نے اس کا مقابلہ کیا تو اللہ نے اسے ان پر غلبہ عطا فرمایا۔ اس نے کہا: عربوں کی آج یہ حالت ہے کہ ان کا معبود ایک ہے، ان کا کلمہ ایک ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: یہ ان کے لیے بہتر ہے، اس نے کہا: عمان اور بیسان کے درمیان نخلستان کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: وہ ٹھیک ہے ہر سال پھل دیتا ہے، اس نے کہا: زغرچشمے کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: وہ ٹھیک ہے، وہاں کے باشندے خود بھی پانی پیتے ہیں اور اس میں سے اپنی کھیتیاں اور نخلستان سیراب کرتے ہیں، اس نے کہا: بحیرہ طبریہ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: وہ بھرا ہوا ہے۔ دونوں کناروں سے کثرت آب کی وجہ سے اچھل رہا ہے، اس نے ٹھنڈی سانس لی، پھر قسم اٹھا کر کہا: اگر مجھے اس قید سے رہائی مل گئی تو میں ساری زمین اپنے

الْجَسَّاسَةَ، فَقَالُوا لَهَا: أَلَا تُخْبِرُنَا بِشَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: مَا بِمُخْبِرِكُمْ وَلَا مُسْتَخْبِرِكُمْ شَيْئًا وَلَكِنَّ هَذَا الدَّيْرَ قَدْ رَأَيْتُمُوهُ فَنِيهِ مَنْ هُوَ إِلَى خَبْرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ أَنْ يُخْبِرَكُمْ وَيَسْتَخْبِرَكُمْ، فَأَتُوا الدَّيْرَ فَإِذَا هُمْ بِشَيْءٍ مُوثِقٍ شَدِيدِ الْوَتَاقِ مُظْهِرِ الْحُزْنَ كَثِيرِ التَّشَكِّي، فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: مِنْ أَيْنَ أَنْتُمْ؟ فَقُلْنَا: مِنَ الشَّامِ، قَالَ: فَمَا فَعَلْتَ الْعَرَبُ؟ أَخْرَجَ نَبِيَّهُمْ بَعْدُ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ؟ قَالَ: نَاوَهُ قَوْمٌ فَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ فَهُمْ الْيَوْمَ جَمْعٌ، قَالَ: ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ، قَالَ: فَالْعَرَبُ الْيَوْمَ إِلَهُهُمْ وَاحِدٌ وَكَلِمَتُهُمْ وَاحِدَةٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ نَخْلٌ بَيْنَ عُمَانَ وَبَيْسَانَ؟ قَالُوا: هِيَ صَالِحَةٌ يُطْعَمُ جَنَاهُ كُلَّ عَامٍ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ عَيْنُ زُغَيْرٍ؟ قَالُوا: هِيَ صَالِحَةٌ يَشْرَبُ مِنْهَا أَهْلُهَا لِسْفِيهِمْ وَيَسْقُونَ مِنْهَا زَرْعَهُمْ وَنَخْلَهُمْ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ بُحَيْرَةُ الطَّبْرِيَّةِ؟ قَالُوا: هِيَ مَلَأَى يَتَدَقَّقُ جَانِبَاهَا، ثُمَّ قَالَ: فَرَفَرَ زَفْرَةٌ ثُمَّ حَلَفَ لَوْ قَدْ انْفَلَتُ مِنْ وَثَاقِي هَذَا مَا تَرَكْتُ أَرْضًا لِلَّهِ إِلَّا وَطِئْتُهُ بِرَجْلِي هَاتَيْنِ غَيْرَ طَبِيَّةٍ لَيْسَ لِي عَلَيْهَا سَبِيلٌ وَلَا سُلْطَانٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِلَى هَذِهِ أَنْتَهَى فَرَجِي،

قدموں تلے روند ڈالوں گا، پھر ٹھنڈی سانس لی اور کہا: سوائے طیبہ (مدینہ منورہ) کے، اس پر میرا کوئی بس نہیں چلے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ سن کر میری خوشی کی انتہا ہوگئی، یہ طیبہ ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہی طیبہ ہے، اللہ نے میرے حرم کو دجال پر حرام قرار دے دیا ہے، پھر آپ ﷺ نے قسم اٹھائی، قیامت تک کے لیے فرشتہ تلوار سونتے کھڑا ہے، دجال اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔“

[۶۸۳/۸۷۷]..... قَالَ الشَّعْبِيُّ، فَلَقِيتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ عَلَيَّ.....

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: دو حرم: مکہ اور مدینہ اس (دجال) پر حرام ہیں۔

هَذِهِ طَيْبَةٌ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ هَذِهِ لَطَيْبَةٌ، وَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ حَرَمِيَّ عَلَى الدَّجَالِ ثُمَّ حَلَفَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بِهَا طَرِيقٌ ضَيِّقٌ وَلَا وَاسِعٌ فِي سَهْلٍ وَلَا جَبَلٍ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ شَاهِرُ السَّيْفِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَسْتَطِيعُ الدَّجَالُ أَنْ يَدْخُلَهَا ①

عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: الْحَرَمَانِ عَلَيْهِ حَرَامٌ: مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ. ②

شعبي رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں المحرر بن ابی ہریرہ سے ملا تو میں نے انہیں سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی، تو انہوں نے کہا: میں اپنے والد کے پاس تھا کہ انہوں نے مجھے یہ حدیث اس طرح بیان کی جس طرح فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے تمہیں بیان کی، انہوں نے اس میں سے ایک حرف کی بھی کمی نہیں کی، میرے والد نے اس میں ایک باب کا اضافہ کیا، انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب تقریباً بیس بار لکیر کھینچی۔

[۶۸۴/۸۷۸]..... قَالَ الشَّعْبِيُّ: فَلَقِيتُ الْمُحَرَّرَ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ عَلَيَّ أَبِي أَنَّهُ حَدَّثَنِي بِهِذَا الْحَدِيثِ، كَمَا حَدَّثْتِكَ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ، مَا نَقَصَتْ حَرْفًا وَاحِدًا عَنْهُ، إِنَّ أَبِي زَادَ فِيهِ بَابًا وَاحِدًا قَالَ: فَحَنَطَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ مِنْ نَحْوِ الْمَشْرِقِ مِمَّا هُوَ قَرِيبٌ مِنْ عِشْرِينَ مَرَّةً. ③

ابو اسامہ نے کہا: جس شخص نے عامر سے سنا اس نے مجھے حدیث بیان کی، اس نے حدیث میں اضافہ نقل کیا، کہ انہوں نے ان سے پوچھا: کیا بعد میں لوگوں نے اجر تیار

[۶۸۵/۸۷۹]..... قَالَ أَبُو أُسَامَةَ: فَحَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَامِرًا، زَادَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّهُ سَأَلَهُمْ: هَلْ بَنَى النَّاسُ بِالْأَجْرِ بَعْدُ، وَفِيهِ

① انظر ما قبله .

② مسند احمد: ۶ / ۳۷۳ - قال شعيب الارناؤط: حديث صحيح .

③ السابق .

انہُ ضَرَبَ قَدْمَهُ بَاطِنَ قَدَمِهِ، وَفِيهِ أَنَّهُ قَالَ: كَمَا، اور اس میں ہے کہ اس نے اپنے قدم کے اندرونی حصے سے اس کے قدم کو مارا، اور اس میں ہے کہ اس نے کہا: یمن کی جانب سے کیا وہ ہے، پھر کہا: نہیں، بلکہ العنان کی جانب سے۔

[۷۰۸/۸۸۰]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنِي أُمُّ غُرَابٍ جَدَّةُ عَلِيِّ بْنِ غُرَابٍ، عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا عَقِيلَةُ.....

عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ أُخْتِ خَرَشَةَ بِنْتِ الْحُرِّ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَمْكُثُونَ سَاعَةً لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ. ①

سیدہ سلامہ بنت الحرؓ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ وہ ایک وقت تک کھڑے رہیں گے لیکن وہ کوئی امام نہیں پائیں گے کہ وہ انہیں نماز پڑھائے۔“

[۷۰۹/۸۸۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامِ بْنِ نَافِعِ الصَّنَعَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنْ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَتَدَافَعَ قَوْمٌ الْإِمَامَةَ، فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ هَذَا لِهَذَا تَقَدَّمَ، وَهَذَا لِهَذَا تَقَدَّمَ حَتَّى خَسِفَ بِهِمْ. ②

عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی نے بیان کیا: میں نے اپنے والد کو بعض علماء سے بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا: نماز کے لیے اقامت ہو جائے گی، لوگ ایک دوسرے کو امامت کے لیے آگے بڑھائیں گے، پس یہ اسے کہے گا: آگے بڑھو اور وہ اسے کہے گا کہ آگے بڑھو، حتیٰ کہ انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

فوائد:..... مذکورہ بالا قول سے معلوم ہوا ایسا وقت بھی آئے گا کہ امامت کروانے والا کوئی نہیں ہوگا، ایسا قرب قیامت کے نزدیک ہوگا کہ دین کا علم اٹھ جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی۔ صحیح بخاری میں ہے، سیدنا ابو موسیٰؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت سے پہلے ایسے دن آئیں گے جن میں جہالت چھا جائے گی، علم اٹھ جائے گا اور ہرج یعنی خون ریزی عام ہو جائے گی۔“ (بخاری، کتاب الفتن، باب ظہور الفتن، رقم: ۷۰۶۱)

جب جہالت ہوگی علم نہیں ہوگا تو امامت کا اہل بھی کوئی نہیں ہوگا۔ موجودہ زمانہ میں بھی لوگوں کے یہ ذہن بن رہے ہیں کہ شرعی علم پڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آہستہ آہستہ لوگ دینی علم سے ہٹ کر دنیاوی علم کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔

① سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب كراهية التدافع على الامامة، رقم: ۵۸۱۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاقامة، باب ما يجب على الامام، رقم: ۹۸۲۔ قال الشيخ الالباني: ضعيف۔ مسند احمد: ۶/ ۳۸۱۔

② الاحاد والمثاني: ۶/ ۳۴۱۸۔

کتاب الامارۃ

امارت کے احکام و مسائل

[۱۱۶/۸۸۲]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ.....
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ، سَيِّدَا ابُو هُرَيْرَةَ رضي الله عنه سیدنا ابو ہریرہ رضي الله عنه سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے ایک
 ادْعِيَا دَابَّةً فَأَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا چوپائے کے (مالک ہونے کے) متعلق دعویٰ کیا اور
 شَاهِدَيْنِ، فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ دونوں نے دو گواہ بھی پیش کر دیئے، تو رسول اللہ صلى الله عليه وسلم نے
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ. ① دونوں کے درمیان نصف نصف کا فیصلہ فرمایا۔

نوٹ:..... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضي الله عنه سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک
 سو دے میں دو آدمیوں کا جھگڑا ہو گیا، ان میں سے کسی کے پاس ثبوت نہیں تھا تو رسول اللہ صلى الله عليه وسلم نے انہیں حکم دیا کہ قرعہ
 ڈال کر قسم کھالیں خواہ انہیں پسند ہو یا ناپسند ہو۔ (دیکھئے شرح حدیث نمبر: ۲۳)

لیکن مذکورہ بالا حدیث میں ہے نصف نصف تقسیم کرنے کا فیصلہ فرمایا، اکثر محققین اس روایت کو ضعیف کہتے ہیں۔
 تاہم شیخ حازم علی قاضی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ جانور دونوں کے قبضہ و تصرف میں تھا، اسی
 لیے آپ صلى الله عليه وسلم نے مجرد دونوں کے دعووں کی بنیاد پر ہی وہ جانور ان کے درمیان تقسیم کرنے کا فیصلہ فرمادیا۔ دوسری بات یہ
 ہے کہ مدعی اگر گواہ پیش نہیں کرتا اور مدعی علیہ قسم نہیں کھانا چاہتا تو قاضی دونوں کی رضامندی سے صلح کرا سکتا ہے، اس صلح
 میں متنازع مال آدھا آدھا تقسیم ہو سکتا ہے۔ اگر وہ صلح پر تیار نہ ہو تو قاضی قسم لے گا، اگر وہ دونوں قسم کھانے سے انکار
 کریں تو قاضی قرعہ ڈالے جس کے نام قرعہ نکل آئے یا وہ قسم اٹھائے گا یا پھر اس مال سے دستبردار ہوگا۔

① سنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب الرجلان یدعیان الخ، رقم: ۲۳۳۰۔ قال الشیخ حازم: اسنادہ صحیح۔

[۱۴۷/۸۸۳] أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عَيْلَانَ بْنَ جَرِيرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي قَيْسِ بْنِ رَبَاحٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص اطاعت سے نکل جائے اور جماعت سے الگ ہو جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے، جس شخص نے اندھے جھنڈے تلے قتال کیا اور وہ عصبیت کی خاطر غصے میں آتا ہے اور عصبیت کی دعوت دیتا ہے پس وہ مر جاتا ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور جو شخص میری امت کے خلاف خروج کرتا ہے اور وہ اس کے نیک و بد کو مارتا اور قتل کرتا ہے، وہ کسی مومن کو اس کے ایمان کی وجہ سے بچاتا ہے نہ کسی عہد والے سے اس کے عہد کا پاس و لحاظ رکھتا ہے تو وہ مجھ سے نہیں، اور میں اس سے نہیں۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ مَاتَ مِثَّةَ جَاهِلِيَّةٍ، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِلْعَصَبِيَّةِ وَيَدْعُو لِلْعَصَبِيَّةِ فَمَاتَ مِثَّةَ جَاهِلِيَّةٍ، وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا لَا يَتَحَاشَى عَنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِي لِأَهْلِ عَهْدِهَا فَلَيْسُوا مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُمْ. ①

[۱۴۸/۸۸۴] أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ رَبَاحٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اطاعت سے نکل کر جماعت سے الگ ہو جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور جو شخص تلوار لے کر میری امت کے خلاف خروج کرتا ہے کہ اس کے نیک و بد سب کو قتل کرتا ہے۔ وہ کسی مومن کو نہ اس کے ایمان کی وجہ سے بچاتا ہے اور نہ کسی عہد والے کے عہد کی پاسداری کرتا ہے۔ وہ میری امت سے نہیں ہے، اور جو اندھے جھنڈے تلے قتل ہو جاتا ہے کہ وہ عصبیت کی خاطر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ، وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ، فَمَاتَ مِثَّةَ جَاهِلِيَّةٍ، وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِي بِسَيْفِهِ يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا لَا يَتَحَاشَى مُؤْمِنًا لِإِيمَانِهِ وَلَا يَفِي لِذِي عَهْدٍ بِعَهْدِهِ فَلَيْسَ مِنْ أُمَّتِي، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِلْعَصَبِيَّةِ وَيُقَاتِلُ لِلْعَصَبِيَّةِ وَيَدْعُو لِلْعَصَبِيَّةِ

① مسلم، کتاب الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين الخ: رقم: ۱۸۴۸ - سنن نسائی، کتاب تحریم

الدم، باب التغلیظ فیمن قاتل تحت رایة عمیه: رقم: ۴۱۱۴ - مسند احمد: ۲/ ۲۹۶.

فَمَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً. ①

غصہ دکھاتا ہے اور عصبيت کی خاطر قتال کرتا ہے اور عصبيت کی دعوت دیتا ہے، پس وہ مر جاتا ہے تو وہ جاہليت کی موت مرتا ہے۔“

فتاویٰ: (۱)..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مسلمان حکمرانوں کی اطاعت ترک نہیں کرنی چاہیے، بلکہ ان کی اطاعت میں زندگی بسر کرنی چاہیے اور جو بندہ جاہليت کی طرح اطاعتِ امیر سے فرار اختیار کرتے ہوئے مر گیا تو گویا وہ جاہليت کی موت مرا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”(حکمرانوں کی بات) سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر کسی حبشی غلام ہی کو حاکم مقرر کر دیا جائے، گویا کہ اس کا سر انگور ہے (یعنی انگور کی طرح چھوٹا سا ہے جس سے انسان بڑا عجیب سا لگتا ہے)۔“ (بخاری، کتاب الاحکام، باب السمع والطاعة للامام، رقم: ۷۱۵۲)

(۲)..... معلوم ہوا مسلمانوں کی جماعت سے الگ رہنا بھی بہت بڑا جرم ہے اور جماعت سے مراد اہل السنۃ والجماعۃ ہیں۔ جن کا عقیدہ توحید ہے اور وہ سنت کے پیروکار ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جماعت سے باشت بھر بھی علیحدگی اختیار کی، اس نے اسلام کی رسی کو اپنے گلے سے اتار پھینکا۔“ (سنن ابو داؤد، رقم: ۴۷۵۸)

(۳)..... معلوم ہوا اگر ای کے جھنڈے کے نیچے لڑنا بہت بڑا جرم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر تحقیق کیے ہوئے کسی جماعت کے ساتھ ہو کر دوسری جماعت سے لڑنا یا آدمی صرف اپنے خاندان یا دوستی یا اپنی پارٹی کی وجہ سے لڑ رہا ہے تو ایسا گروہ اگر حق پر بھی ہو، پھر بھی مرنے والا جاہليت کی موت مرے گا، کیونکہ اس کی نیت حق کا ساتھ دینا نہ تھا بلکہ اپنی پارٹی کا ساتھ دینا تھا۔ کیونکہ اسلام سے قبل لوگ اپنی برادریوں قبیلوں کی خاطر لڑتے تھے حق ناحق کی پہچان نہیں کرتے تھے اسلام نے ایسی لڑائیوں کو ناجائز قرار دیا ہے۔

[۲۲۳/۸۸۵]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، عَنِ الْفَرَاتِ الْقَزَازِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی راہنمائی بھی کیا کرتے تھے، جب ایک نبی وفات پا جاتے تو دوسرے نبی ان کی جگہ آ جاتے، لیکن میرے بعد کوئی نبی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ إِذَا مَاتَ نَبِيٌّ قَامَ نَبِيٌّ مَكَانَهُ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي،

قَالُوا: فَمَا يَكُونُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: خُلَفَاءُ وَيَكْتُرُوا فَأَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُّوا اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ. ①

نہیں آئے گا۔“ انہوں نے عرض کیا: ”اللہ کے رسول! تو پھر کیا ہوگا؟ فرمایا: ”خلفاء (نائب) ہوں گے اور بہت ہوں گے، ان کا حق انہیں ادا کرو، اور اپنے حق کے متعلق اللہ سے سوال کرو۔“

[۲۲۴/۸۸۶]..... أَخْبَرَنَا الْمُضْعَبُ بْنُ الْمُقْدَامِ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا قُرَاتُ الْقُرَازُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: لَا نَبِيَّ بَعْدِي، قَالُوا: فَمَا يَكُونُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: يَكُونُ خُلَفَاءُ، بَعْضُهُمْ عَلَى آثَرِ بَعْضٍ، فَمَنْ اسْتَقَامَ مِنْهُمْ فَقُوا لَهُمْ بَيْعَتَهُمْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَقِمْ فَأَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُّوا اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! پھر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”ایک کے بعد ایک نائب ہوگا، پس ان میں سے جو سیدھا رہے تو ان کی بیعت کی وفاداری کرو، اور جو سیدھا نہ رہے تو انہیں ان کا حق ادا کرو، اور جو تمہارا حق ہے اس کے متعلق اللہ سے سوال کرو۔“

نوٹ: (۱)..... مذکورہ حدیث سے سیاست کا اثبات ہوتا ہے۔ معلوم ہوا سیاست کوئی بری چیز نہیں ہے اگر بری ہوتی تو انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم نہ کرتے اور انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کی سیاست کا یہ مطلب ہے وہ ان کے دین اور دنیا دونوں کے ذمے دار تھے، کیونکہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے مشن میں یہ چیزیں شامل تھیں کہ لوگوں کی اصلاح، دیکھ بھال اور اسلامی سلطنت کا انتظام کریں۔ اس لیے اگر ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا اس کا جانشین بن جاتا۔ جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے جانشین سیدنا یوشع علیہ السلام بنے۔

(۲)..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جیسا کہ اللہ ذوالجلال نے فرمایا: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۴۰)..... ”(لوگو! تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا بخوبی جاننے والا ہے۔“

① بخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، رقم: ۳۴۵۵۔ مسلم، رقم: ۱۸۴۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۸۷۱۔ مسند احمد: ۲/۲۹۷۔

② انظر ما قبلہ .

(۳)..... معلوم ہوا نبی مکرم ﷺ کے بعد خلفاء ہوں گے اور اس چیز کی وضاحت بھی کی کہ ایک خلیفہ کے بعد دوسرے خلیفہ کی بیعت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی شرعی امیر کے خلاف بغاوت کرنا جائز ہے۔ اگر امیر اپنے فرائض سے کوتاہی کرتا ہے تو وہ عند اللہ مجرم ہوگا اور عوام کو چاہیے کہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔ کیونکہ ہر آدمی سے اس کی ذمہ داریوں کا سوال کیا جائے گا، خواہ وہ حکمران ہیں یا رعایا جو بھی اپنی ذمہ داری میں کوتاہی کرے گا۔ وہ اللہ ذوالجلال کی عدالت میں جوابدہ ہوگا۔

جیسا کہ سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سلمہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے نبی! اس کی بابت ارشاد فرمائیے کہ اگر ہم پر ایسے (برے) حاکم مسلط ہو جائیں کہ وہ ہم سے تو اپنا حق مانگیں لیکن ہمیں ہمارا حق نہ دیں تو ہمارے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے اس سے اعراض فرمایا، انہوں نے پھر آپ سے یہی سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ان کی بات سنو اور مانو، ان کے ذمے وہ بوجھ ہے جو انہیں اٹھوایا گیا۔ (یعنی عدل و انصاف) اور تمہارے ذمے وہ بوجھ ہے جو تمہیں اٹھوایا گیا (یعنی اطاعت)۔“

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب فی طاعة الامراء الخ، رقم: ۱۸۴۶)

[۶۳۶/۸۸۷]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَنَا هُشَيْمٌ، عَنِ الْمُجَالِدِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ.....

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَكُونُ هَذَا الْأَمْرُ بَعْدَكَ؟ قَالَ: يَكُونُ فِي قَوْمِكَ مَا كَانَ فِيهِمْ خَيْرٌ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَيُّ الْعَرَبِ أَسْرَعُ فَنَاءً؟ فَقَالَ: قَوْمُكَ، فَقُلْتُ: وَكَيْفَ ذَلِكَ؟ قَالَ: يَسْتَحِلُّهُمْ الْمَوْتُ، وَيَنْفُسُهُمْ عَلَى النَّاسِ. ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! یہ امر (خلافت) آپ کے بعد کس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”تمہاری قوم میں جب تک خیر ہوگی یہ امر تمہاری قوم میں ہوگا۔“ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ! عربوں میں سے سب سے جلد کون فنا ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری قوم۔“ میں نے عرض کیا: ”وہ کس طرح؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”موت“ انہیں حلال جان لے گی اور لوگوں پر حسد کرنا۔“

[۷۱۲/۸۸۸]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُسَيْنِ.....

عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ الْحُسَيْنِ قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَةَ وَهُوَ كَوْمِيدَانِ عَرَفَاتٍ فِي خُطْبِهِ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا،

يَقُولُ: إِنَّ أَمْرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا مَا أَقَامَ لَكُمْ دِينَ اللَّهِ ①

آپ فرما رہے تھے: ”اگر کوئی ناک کٹا، حبشی غلام تمہارا امیر مقرر کر دیا جائے تو تم اس کی سنو اور اطاعت کرو، جب تک وہ تمہارے لیے اللہ کا دین قائم رکھے۔“

[۷۱۳/۸۸۹]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بِنُ.....

أُمُّ الْحُصَيْنِ، أَنَّ جَدَّتَهُ حَدَّثَتْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَهُ سَوَاءً ②

سیدہ ام الحُصَيْنِ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم ﷺ کو اسی سابقہ حدیث کی مثل فرماتے ہوئے سنا۔

[۷۱۸/۸۹۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْعِزَّارِ بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ.....

أُمُّ الْحُصَيْنِ الْأَخْمَسِيَّةُ تَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ يَخْطُبُ النَّاسَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ قَدِ التَّفَعَّ بِهِ مِنْ تَحْتِ إِبْطِهِ، وَإِنَّ عَضْلَةَ عَضْدِهِ لَتَرْتَجُّ، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَلَوْ أَمَرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ مَا أَقَامَ لَكُمْ كِتَابَ اللَّهِ. ③

سیدہ ام الحُصَيْنِ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں دیکھا، آپ لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، جبکہ آپ پر ایک چادر تھی، آپ نے اسے اپنی بغل کے نیچے سے لپیٹا ہوا تھا، اور آپ کے بازو کا پٹھا کانپ رہا تھا، اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ”سنو اور اطاعت کرو، اگرچہ ناک کان کٹا کوئی حبشی غلام تم پر امیر/حکمران مقرر کر دیا جائے، جب تک کہ وہ تمہارے لیے اللہ کی کتاب قائم کرے۔“

[۷۱۹/۸۹۱]..... أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ يَحْيَىٰ بِنِ أُمِّ الْحُصَيْنِ.....

عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ

سیدہ ام الحُصَيْنِ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ

① مسلم، کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية الخ، رقم: ۱۸۳۷۔ سنن ترمذی، ابواب

الجهاد، باب طاعة الامام، رقم: ۱۷۰۶۔ مسند احمد: ۴/ ۶۹، ۵/ ۳۸۱.

② انظر ما قبله.

③ سنن ترمذی، ابواب الجهاد، باب طاعة الامام، رقم: ۱۷۰۶ قال الالبانی: صحيح۔ سنن ابن ماجه، رقم:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ . ①
 کو دیکھا، پس راوی نے اسی سابقہ حدیث کی مثل ذکر کیا۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے امیر کی اطاعت کی اہمیت ثابت ہوتی ہے اور معلوم ہوا امیر کی اطاعت کرنا فرض ہے، جیسا کہ مثال سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ناک کٹا ہو، سیاہ رنگ ہو اور غلام بھی ہو تو لوگ قدر نہیں کرتے، لیکن شریعت نے کہا ہے کہ امیر جس طرح کا بھی ہو اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے، بشرطیکہ وہ دین پر قائم رہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ پسند کرے اور ان میں بھی جنہیں وہ ناپسند کرے۔ جب تک اسے معصیت اور نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے۔ پھر جب اسے معصیت کا حکم دیا تو نہ سننا باقی رہتا ہے، نہ اطاعت کرنا۔“ (بخاری، رقم : ۲۹۵۵، ۷۱۴۴)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے ایک دستہ بھیجا اور اس پر انصار کے ایک شخص کو امیر بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت کریں۔ پھر امیر ماتحت لوگوں پر غصہ ہوئے اور کہا کہ آپ ﷺ نے تمہیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ضرور دیا ہے، اس پر اس نے کہا: میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ لکڑیاں جمع کرو اور اس سے آگ جلاؤ اور اس میں کود پڑو۔ لوگوں نے لکڑیاں جمع کیں اور آگ جلائی، جب کودنا چاہا تو لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ اور ان میں سے بعض نے کہا: ہم نے آپ ﷺ کی فرمانبرداری آگ سے بچنے کے لیے کی تھی، کیا پھر ہم اس میں خود ہی داخل ہو جائیں، اس دوران میں آگ ٹھنڈی ہو گئی اور امیر کا غصہ بھی جاتا رہا۔ پھر آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ لوگ اس میں کود پڑتے، پھر اس میں سے نہیں نکل سکتے تھے۔ اطاعت صرف اچھی باتوں میں ہے۔“ (بخاری، کتاب الاحکام، رقم : ۱۴۵)



کتاب الاقضية

فیصلہ کرنے کرانے کے مسائل

[۲۲/۸۹۲]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي خَلَّاسٌ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دو آدمیوں کے متعلق مروی ہے، جنہوں نے ایک بیع میں اختلاف کیا، ان میں سے کسی کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو، انہوں نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو حکم فرمایا: ”وہ قسم اٹھانے کے لیے قرعہ اندازی کر لیں، خواہ وہ اسے پسند کریں یا ناپسند کریں۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فِي رَجُلَيْنِ تَدَارَا فِي بَيْعٍ وَلَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، قَالَ: أَمَرَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْتَهْمَا عَلَى الْيَمِينِ أَحَبَّاءَ ذَلِكَ أُمَّ كَرَّهَا. ①

[۲۳/۸۹۳]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جب دو آدمی قسم اٹھانے پر مجبور کر دیئے جائیں تو پھر ان دونوں کے درمیان قرعہ اندازی کرنا پسندیدہ امر ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكْرَهَ الرَّجُلَانِ عَلَى الْيَمِينِ فَاسْتَحَبَّاهَا أُسْهَمَ بَيْنَهُمَا. ②

① سنن ابوداؤد، کتاب الاقضية، باب الرجلین یدعیان، الخ، رقم: ۳۶۱۶۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ سنن کبریٰ بیہقی، رقم: ۶/ ۶۷۔ سنن نسائی کبریٰ: رقم: ۶۰۰۰۔

② سنن ابوداؤد، کتاب الاقضية، باب الرجلین یدعیان الخ، رقم: ۳۶۱۷۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۲/ ۳۱۷۔

حواشی:..... شریعت کا یہ قانون ہے کہ جب جھگڑا ہو تو مدعی گواہ پیش کرے، اگر وہ گواہ پیش نہ کرے تو مدعی علیہ قسم کھائے جیسا کہ حدیث میں ہے ((الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدْعَى وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ))..... ”مدعی پر ثبوت (یعنی گواہ وغیرہ) پیش کرنا لازم ہے اور قسم وہ اٹھائے گا جس نے انکار کیا۔“

(بیہقی: ۱۲۳/۸۔ ارواء الغلیل، رقم: ۱۹۳۸ اسنادہ صحیح)

لیکن جب صورت حال یہ ہو کہ دونوں فریق مدعی بھی ہوں اور مدعا علیہ بھی ہوں، تو ایسی صورت میں دونوں قسم کھانے کا حق رکھتے ہیں۔ اگر دونوں ہی قسم کھانے کے لیے تیار ہو جائیں تو پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی کرائی جائے گی جس کے نام قرعہ نکلے گا وہی قسم کھا کر اس چیز کا مستحق قرار پائے گا۔ (طرح التثريب: ۸/۸۷)

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اکراہ سے مراد حقیقی اکراہ نہیں ہے، اس لیے کہ کسی انسان کو قسم اٹھوانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ جب قسم کوان پر پیش کیا جائے اور وہ دونوں قسم اٹھانے کو تیار ہو جائیں، اگرچہ وہ قلبی طور پر اسے مکروہ سمجھیں۔ یہ استحباب کے معنی ہیں۔ ایسی صورت میں وہ دونوں قسم اٹھانے کو دل سے اچھا سمجھ رہے ہوں اور اب ان میں جھگڑا اس بات کا ہے کہ پہلے قسم کون اٹھائے گا تو اس قسم کو اٹھانے کے لیے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے یہی مراد ہے۔ (فتح الباری: ۵/۳۵۲۔ معالم السنن: ۴/۳۹)

[۱۳۸/۸۹۴]..... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدًا الْحَدَّاءَ، يَحْدِثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ سَبْرِينَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا اختلفَ النَّاسُ فِي الطَّرِيقِ فَاجْعَلُوهُ عَلَى سَبْعَةِ أَذْرُعٍ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب لوگوں کا راستے کے متعلق اختلاف ہو جائے تو اسے سات ہاتھ مقرر کر لو۔“

[۱۳۹/۸۹۵]..... أَخْبَرَنَا الْمُعْبِرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيَّةُ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اختلفَ النَّاسُ فِي الطَّرِيقِ فَاجْعَلُوهُ عَلَى سَبْعَةِ أَذْرُعٍ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب لوگوں کا راستے کے متعلق اختلاف ہو جائے تو اسے سات ہاتھ مقرر کر لو۔“

① بخاری، کتاب المظالم، باب اذا اختلفوا في الطريق الخ، رقم: ۲۴۷۳۔ مسلم، کتاب المساقاة، باب قدر

الطريق اذا اختلفوا فيه، رقم: ۱۶۱۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۵۵۔ مسند احمد: ۲/۲۲۸۔

② السابق

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جب شرکاء راستے کی چوڑائی میں جھگڑ پڑیں تو وہ چوڑائی سات ذراع (یعنی سات ہاتھ) ہوگی۔ ہاتھ سے مراد پنجے سے کہنی تک کا فاصلہ ہے جو دو باشت یعنی آٹھ گہریا ڈیڑھ فٹ کے برابر ہے۔ سات ذراع کی مقدار ساڑھے تین گز یا ساڑھے دس فٹ کے برابر ہے، لیکن سات فٹ یہ کم از کم ہے۔ موجودہ دور کاروں، بسوں وغیرہ کا ہے، تو اس لیے ان کی مناسبت سے حد مقرر کی جائے، لہذا نئی کالونیوں کے نقشے تیار کرتے وقت زیادہ سے زیادہ چوڑائی رکھنی چاہیے، اگر نہیں تو کم از کم سات ہاتھ۔

اور اسی طرح ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جو دکاندار راستے پر بیٹھتے ہیں، ان کے لیے ضروری ہے کہ اگر راستہ سات ہاتھ سے زیادہ ہے تو سات ہاتھ چھوڑ کر باقی حصے میں بیٹھیں، اگر سات ہاتھ کے اندر اندر یہ بیٹھتے ہیں تو ان کو منع کیا جائے تاکہ چلنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔

اسی سند سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے دوسرے سے زمین خریدی، اسے اس میں سے سونے کا ٹکڑا ملا جو کہ سیل بند تھا، پس اس نے زمین بیچنے والے سے کہا: اپنا یہ ٹکڑا لے لو، کیونکہ میں نے تو زمین خریدی تھی، سونا نہیں خریدا تھا، دوسرے شخص نے کہا: کیا تم وہ مال مجھے لوٹانا چاہتے ہو جسے اللہ نے مجھ سے چھین لیا ہے؟ پس وہ دونوں قاضی کے پاس مقدمہ لائے، تو اس نے کہا: کیا تم دونوں کی اولاد ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، ایک نے کہا: میرا ایک بیٹا ہے اور دوسرے نے کہا: میری ایک بیٹی ہے، اس نے کہا: پس ایک کی دوسرے سے شادی کر دو اور یہ مال ان دونوں کو دے دو وہ دونوں اس مال کو خود پر بھی خرچ کریں اور صدقہ بھی کریں۔“

[۴۵۲/۸۹۶] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ آخَرَ أَرْضًا فَأَصَابَ فِيهَا جَرَّةً مِنْ ذَهَبٍ مَخْتُومَةً، فَقَالَ لِلَّذِي بَاعَ الْأَرْضَ: خُذْ جَرَّتَكَ هَذِهِ فَإِنِّي إِنَّمَا ابْتَعْتُ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ الذَّهَبَ، فَقَالَ الْآخَرُ: أُرَدُّ عَلَى مَا لَا قَدْ نَزَعَهُ اللَّهُ مِنِّي؟ فَاخْتَصَمَا إِلَى قَاضٍ، فَقَالَ: الْكُفْمَا أَوْلَادٌ؟ فَقَالَا: نَعَمْ، قَالَ: هَذَا لِي غُلَامٌ، وَقَالَ الْآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ، قَالَ: فَأَنْكِحُوا أَحَدَهُمَا الْآخَرَ وَأَعْطُوهُمَا الْمَالَ فَلَيْسَتْ عَيْنًا مِنْهُ وَلَيْتَصَدَّقَا. ①

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا پہلی امتوں کے واقعات بطور نصیحت یا عبرت بیان کرنے بہت ہیں، بشرطیکہ وہ قرآن یا صحیح احادیث سے ثابت ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خرید و فروخت میں دیانتداری، جبر اور ہی اور تقویٰ کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیے۔ مذکورہ حدیث سے دیانتداری اور خیر خواہی کی برکت کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

① مسلم، کتاب الاقضية، باب استحباب اصلاح الحاكم بين الناس، ج ۱، رقم: ۱۷۲۱۔ مسند احمد: ۲/ ۳۱۶۔

مدفون خزانہ اس شخص کی ملکیت ہوتی ہے جس کو ملے، بشرطیکہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کس نے دفن کیا تھا۔ اور مدفون خزانہ پورے کا پورا اپنی ذات پر خرچ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اس کا خمس بیت المال میں جمع کرانا چاہیے۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ((وَفِي الرِّكَازِ خُمْسٌ)) (بخاری، کتاب الزکاة، رقم: ۱۴۹۹)..... ”مدفون خزانے میں پانچواں حصہ بیت المال کا حق ہے۔“

[۵۷۳/۸۹۷]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى أَبُو هَمَّامٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ وَهُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ.....

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشِبٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً، فَمَرُّوا بِرَجُلٍ أَعْرَابِيٍّ فِي غَنِيمَةٍ لَهُ، فَقَالُوا لَهُ: اذْبَحْ لَنَا فَجَاءَ هُمْ بِعِيرِهِ، فَقَالُوا: هَذِهِ مَهْزُولَةٌ، فَجَاءَ هُمْ بِآخَرَ، فَقَالُوا: هَذَا مَهْزُولٌ، فَأَخَذُوا شَاةً سَمِينَةً فَذَبَحُوهَا، وَأَكَلُوا، فَلَمَّا اشْتَدَّ الْحَرُّ وَكَانَ لَهُ غَنِيمَةٌ فِي ظِلِّ لَهُ، فَقَالُوا لَهُ: أَخْرِجْ غَنَمَكَ حَتَّى نَسْتِظِلَّ فِي هَذَا الظِّلِّ، فَقَالَ: إِنْ غَنِمِي وِلْدُوا، وَإِنِّي مَتَى مَا أَخْرَجْتُهَا فَيُصِيبُهَا السَّمُومُ تَخْدُجُ، فَقَالُوا: أَنْفُسْنَا أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ غَنَمِكَ، فَأَخْرَجُوهَا، فَخَرَجَتْ، فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ، فَانْتَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَاءَ تِ السَّرِيَّةُ، فَسَأَلَهُمْ، فَجَعَلُوا يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا فَعَلُوا، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ فَعَلُوا الَّذِي أَخْبَرْتُكَ بِهِ، فَانْتَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: إِنْ يَكُ فِي الْقَوْمِ خَيْرٌ فَعِنْدَ هَذَا، فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: مِثْلُ

شہر بن حوشب نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، وہ ایک اعرابی کے پاس سے گزرے جو اپنی بکریوں کے ریوڑ میں تھا، انہوں نے اسے کہا: ہمارے لیے ذبح کرو، پس وہ ایک بکری لے کر ان کے پاس آیا، تو انہوں نے کہا: یہ تو لاغر ہے، وہ ایک دوسری لایا تو انہوں نے کہا: یہ بھی لاغر ہے، پس انہوں نے ایک موٹی تازی بکری پکڑی اور اسے ذبح کر کے کھالیا، جب گرمی کی تپش زیادہ ہوئی اور اس کی بکریاں اس کے سائبان میں تھیں، انہوں نے اسے کہا: اپنی بکریاں نکالو حتیٰ کہ ہم اس سائبان میں سایہ حاصل کریں، اس نے کہا: میری بکری نے ابھی ابھی بچہ جنا ہے، اگر میں نے اسے باہر نکالا تو وہ فوراً ہی تپش سے متاثر ہو جائے گی کہ وہ ناقص الخلقیت ہو جائے گی، انہوں نے کہا: تیری بکری کی نسبت ہمیں اپنی جانیں زیادہ عزیز ہیں، پس انہوں نے اسے نکال باہر کیا، پس وہ باہر نکل گئی، وہ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کو بتایا، رسول اللہ ﷺ نے انتظار فرمایا حتیٰ کہ وہ لشکر آ گیا، تو آپ نے ان سے پوچھا، وہ اللہ کی قسم اٹھانے لگے کہ انہوں نے ایسے نہیں کیا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آپ کو جو بتایا ہے وہ انہوں نے کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں میں سے ایک آدمی کو دیکھا اور فرمایا: ”اگر

ان میں کوئی خیر ہے تو وہ اس میں ہے۔“ پس آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے آپ کو بالکل اسی طرح بتا دیا جس طرح کہ اعرابی نے کہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم جھوٹ میں اس طرح گرتے ہو جس طرح پتنگ آگ میں گرتے ہیں، ہر جھوٹ ضرور جھوٹ لکھا جاتا ہے سوائے تین کے: جنگ میں جھوٹ، جبکہ لڑائی دھوکے کا نام ہے، دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا اور آدمی کا اپنی اہلیہ کو خوش کرنے کے لیے اس سے جھوٹ بولنا۔“

[۵۷۴/۸۹۸]..... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ.....

شہر بن حوشب نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، پس راوی نے حدیث سابق کے مانند ذکر کیا، اور کہا: ریوڑ ایک خیمے میں تھا، پس انہوں نے اپنے گھوڑے داخل کر دیئے۔

مَا قَالَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَتَهَافَتُونَ فِي الْكَذِبِ تَهَافُتَ الْفَرَاشِ فِي النَّارِ، وَإِنْ كُلَّ كَذِبٍ مَكْتُوبٌ لَا مَحَالَةَ كَذِبًا إِلَّا ثَلَاثَةٌ: الْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْحَرْبُ خُدْعَةٌ، وَالْكَذِبُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمَا، وَكَذِبُ الرَّجُلِ عَلَى امْرَأَتِهِ يُمْنِيهَا. ①

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِيَّةٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَقَالَ: غَنِيمَةٌ فِي خَيْمَةٍ لَهُ فَأَدْخَلُوا خِيُولَهُمْ. ②

[۸۴۸/۸۹۹]..... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عِبَادَةَ، نَا ابْنَ جُرَيْجٍ.....

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں گھر میں جوتے/موزے سینے کا کام کرتی تھیں اور وہاں ان دونوں کے علاوہ کوئی اور ان کے ساتھ نہ تھا، ان میں سے ایک نے دوسری کے ہاتھ میں ستاری مار دی اور وہ ہاتھ کے پار ہو گئی، وہ کہنے لگی: دوسری نے اسے ستاری ماری ہے، اس کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نام خط لکھا گیا اور اس نے اسے بتایا تو انہوں نے کہا: دلیل اور ثبوت کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے کی بنا پر چیز دے دی

أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرُزَانِ فِي الْبَيْتِ، وَلَيْسَ فِي الْبَيْتِ مَعَهُمَا غَيْرُهُمَا، وَفِي الْحُجْرَةِ (حَدَاثٌ)، فَطَعَنَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فِي كَفِّهَا بِأَشْفَا، حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ ظَهْرِ كَفِّهَا، تَقُولُ: طَعَنَتَهَا الْأُخْرَى، فَكَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهَا وَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: لَا تَوَطَّأُ إِلَّا بِبَيْتِهِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ أُعْطِيَ النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ

① المعجم الكبير للطبراني: ۲۴ / ۱۶۶، و هناد بن السري في الزهد: ۲ / ۶۳۴، رقم: ۱۳۷۴ اسنادہ مرسل حسن.

② انظر ما قبله.

فیصلہ کرانے کے مسئلہ

جائے تو لوگ دوسروں کے جان و مال پر دعویٰ کر دیں گے، لیکن قسم مدعی علیہ کے ذمے ہے، ان دونوں کو بلاؤ اور انہیں قرآن سناؤ: ”جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں۔“ پس اس نے یہ کہا: تو اس نے اعتراف کر لیا۔

لَا دَعَى رَجَالٌ دِمَاءَ قَوْمٍ وَأَمْوَالِهِمْ، وَلَكِنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ، فَادْعُهُمَا فَاقْرَأْ عَلَيْهِمَا الْقُرْآنَ وَاقْرَأْ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ (آل عمران: ۷۷)، قَالَ: فَفَعَلْتُ، فَاعْتَرَفْتُ. ①

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جھگڑوں کا فیصلہ گواہی پر ہوتا ہے اور مدعی کے ذمے ہے کہ وہ گواہ پیش کرے مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں بطور گواہ لائے، جیسا کہ ارشادِ باری ہے: ﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِدَيْنِ مِنْ رَجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَيْنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشَّهَادَةِ﴾ (البقرة: ۲۸۲)..... ”اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنا لو، پس اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں، جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کرو۔“

اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہے تو ایک گواہ اور اس سے قسم لی جائے گی۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور (مدعی کی) قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔ (مسلم، کتاب الاقضية، رقم: ۱۷۱۲)

اگر مدعی کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی اور وہ قسم کھا کر اپنے موقف کے برحق ہونے کی گواہی دے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قسم لیتے وقت قاضی کو قسم کی اہمیت کے متعلق وعظ و نصیحت کرنی چاہیے۔

[۸۶۰/۹۰۰]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ، نَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَكِّيُّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ.....

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔ عمرو نے بیان کیا: یہ اموال کے بارے میں ہے، ابو محمد (ابن دینار) نے کہا: اس باب میں اس سے زیادہ صحیح حدیث کوئی نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ. قَالَ عَمْرُو: ذَلِكَ فِي الْأَمْوَالِ. قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: لَيْسَ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ أَصَحَّ مِنْ هَذَا. ②



① بخاری، کتاب التفسیر، باب سورة آل عمران، رقم: ۴۵۵۲۔ مسلم، کتاب الاقضية، باب اليمين على المدعى عليه: ۱۷۱۱۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۳۲۱۔ سنن نسائي، رقم: ۵۴۲۵۔
 ② مسلم، کتاب الاقضية، باب القضاء باليمين والشاهد، رقم: ۱۷۱۲۔ سنن ابوداود، رقم: ۳۶۰۸۔ ۳۶۱۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۴۴۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۲۳۶۸۔ ۲۳۷۰۔

کتاب الدیات والحدود

حدود اور دیتوں کا بیان

[۶۳/۹۰۱]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ.....
 أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْعَجْمَاءُ جَرَحُهَا جُبَارٌ، وَالْبَيْتُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چوپائے اگر کسی کو زخمی کر دیں تو ان کا خون بہا نہیں، کنوئیں میں گرنے کا کوئی خون بہا نہیں، کان میں گرنے کا کوئی خون بہا نہیں، اور دینے میں پانچواں حصہ ہے۔“

[۵۰۳/۹۰۲]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ.....
 عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَالْبَيْتُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ. ②

حسن رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جانور کے زخمی کر دینے پر کوئی دیت نہیں، کنوئیں میں گر جائے تو اس کے لیے کوئی دیت نہیں، کان میں دب جائے تو اس کے لیے کوئی دیت نہیں، اور دینوں میں پانچواں حصہ ہے۔“

[۵۰۴/۹۰۳]..... قَالَ عَوْفٌ: وَحَدَّثَنِي بِهِ مُحَمَّدٌ.....

① بخاری، کتاب الدیات: رقم: ۶۹۱۳، ۶۹۱۲۔ مسلم، کتاب الحدود، باب جرح العجماء والمعدن الخ: رقم: ۱۷۱۰۔ سنن ابوداؤد: رقم: ۴۵۹۳۔ ترمذی: رقم: ۶۴۲۔ مسند احمد: ۲/ ۴۵۶۔

② السابق.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا. وَحَدَّثَنِي غَيْرُ مُحَمَّدٍ كُلُّهُمْ يَرْفَعُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا۔ (ایسے ہی سابقہ حدیث کی مثل)

نوٹ:..... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مذکورہ حدیث میں جو چیزیں بیان ہوئی ہیں اگر کوئی نفس ان کی زد میں آ کر مر جائے یا زخمی ہو جائے یا کوئی نقصان ہو جائے تو ایسی صورت میں اس چیز کا مالک تاوان اور چٹی کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ جانور کوئی چھوٹ کر بھاگ جائے اور اسی اثنا میں کسی کو زخمی کر دے یا ہلاک تو جانور کا مالک ذمہ دار نہیں ہوگا۔

(۲)..... کنویں سے کوئی آدمی پانی نکالنے کی کوشش میں کنویں میں گر پڑے تو کنویں کا مالک ذمہ دار نہیں ہوگا۔
 (۳)..... اسی طرح معدنی چیزیں نکالنے کے لیے جو کان کھودی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مزدور کان میں کام کر رہا ہے کہ اوپر سے پتھر گرایا پیچھے سے پتھر گر کر راستہ بند ہو گیا جس کی وجہ سے وہ مزدور فوت ہو گیا، اس صورت میں کان کا مالک قاتل شمار نہیں ہوگا۔ اور قتل خطا والی دیت بھی اس پر لازم نہیں ہوگی۔

رکاز:..... اس خزانے کو کہتے ہیں جو گزشتہ لوگوں نے زمین میں دفن کر دیا ہو اور یہ خزانہ کسی آدمی کو مل جائے تو پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کر اداے اور بقیہ اپنے پاس رکھ لے۔ لیکن اس کے لیے نصاب کو پہنچانا ضروری نہیں ہے۔ خواہ وہ چاندی سونے کے نصاب کو پہنچے یا نہ پہنچے، ہر صورت میں خمس نکالنا ہوگا۔ جمہور، احناف، امیر صنعانی، البانی رضی اللہ عنہ اسی کے قائل ہیں۔ (تمام المنۃ: ص ۳۷۷)

[۱۱۴/۹۰۴]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جس نے بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکا اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی، تو اس کی کوئی دیت ہے نہ قصاص۔“ ②

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اطَّلَعَ فِي دَارِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَفَقَّوْا وَعَيْنُهُ فَلَا دِيَّةَ وَلَا قِصَاصَ. ②

① السابق.

② سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الاستئذان، رقم: ۵۱۷۲ قال الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۲ / ۴۱۴۔

صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۰۴۸

فوائد: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کسی کے گھر بغیر اجازت جھانکنا ناجائز ہے، اور یہ انتہائی قبیح حرکت ہے۔ اسی لیے دروازے پر دستک دینے کے بعد دین اسلام نے یہ ادب سکھایا ہے کہ دروازے کی ایک جانب کھڑے ہوں، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے دروازے پر اس سے (اندر جانے کی) اجازت لینے کے لیے تشریف لاتے تو آپ (دروازے کے) بالکل سامنے کھڑے نہ ہوتے تھے، بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے، اگر اجازت مل جاتی تو ٹھیک، ورنہ واپس تشریف لے جاتے تھے۔

(ادب المفرد للبخاری، رقم: ۱۰۷۸)

مذکورہ بالا حدیث پر غور کیا جائے تو دین اسلام کا معاشرے کو امن و امان کی فضا دینا ثابت ہوتا ہے کہ اگر ظالم شخص کسی کی ایک آنکھ نکال دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور قصاص میں اس کی آنکھ نکال لی جائے گی یا اس سے پچاس اونٹ نصف دیت وصول کی جائے گی۔ لیکن اگر وہی آنکھ دیانت و امانت کا مظاہرہ نہیں کرتی، کسی کے گھر داخل ہو جاتی ہے تو اس کی قدر و منزلت ختم ہو جائے گی۔

کیونکہ گھر تو بنایا ہی اس لیے جاتا ہے کہ اہل خانہ کی جان و مال اور عزت اس میں محفوظ رہے، اگر کوئی باہر سے گھر کے اندر کا نظارہ کرتا ہے اور پردہ نشین عورتوں کے لیے پریشانی کا موجب بنتا ہے تو اسلام اس کی آنکھ کی ضمانت نہیں دیتا۔

[۲۴۲/۹۰۵]..... أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ غَزْوَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اپنے مملوک پر تہمت لگاتا ہے، جبکہ وہ اس تہمت سے بری ہے تو اس پر حد قائم کی جائے گی، الا یہ کہ وہ ویسا ہی ہو جیسا کہ اس نے کہا ہے۔“ ①

[۲۴۳/۹۰۶]..... أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ فَضِيلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اپنے غلام پر تہمت لگاتا ہے، جبکہ وہ اس تہمت سے بری ہے تو قیامت کے دن اس پر حد قائم کی جائے گی۔“ ②

① بخاری، کتاب المحاربین من اهل الكفر والردة، رقم: ۶۸۵۸۔ مسلم، کتاب الایمان، باب التغلیظ علی من قذف مملوکه بالزنی، رقم: ۱۶۶۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۹۴۷۔ مسند احمد: ۲/ ۴۳۱۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۵۱۶۵۔

② السابق.

فوائد:..... تہمت لگانا بہت بڑا جرم اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سات ہلاک کرنے والے کاموں سے بچو (ان میں سے ایک آپ ﷺ نے یہ ذکر فرمایا) پاکدامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔“ (بخاری، رقم: ۶۸۵۷)

تہمت لگانے والوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً﴾ (النور: ۴)..... ”اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ نہیں لاتے انہیں اسی کوڑے لگاؤ۔“

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا اگر غلام مالک پر تہمت لگائے جبکہ مالک تہمت سے بری ہو تو پھر غلام کو حد لگے گی۔ اور اگر مالک غلام پر تہمت لگائے تو مالک پر دنیا میں حد قائم نہیں ہوگی (اس پر علماء کا اتفاق ہے)۔

(توضیح الاحکام: ۶/ ۲۶۰)

لیکن روز قیامت وہ سزا سے نہیں بچ سکے گا، اگر غلام نے واقعی جرم کیا ہو تو پھر غلام کو سزا ملے گی، مذکورہ حدیث سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔ جو اپنے مالکانہ اختیارات کے گھمنڈ میں اپنے غلاموں اور نوکروں پر ظلم کرتے ہیں۔

[۳۹۶/۹۰۷]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمَلَائِيُّ.....

عَنْ أُمِّيَّةَ بْنِ يَزِيدَ الشَّامِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي الْإِسْلَامِ حَدَّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا الْحَدَّثُ؟ قَالَ: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ، أَوْ امْتَثَلَ مِثْلَهُ بِغَيْرِ قَوْدٍ، أَوْ ابْتَدَعَ بِدْعَةً بِغَيْرِ سُنَّةٍ، قَالَ: وَالْعَدْلُ الْفِدْيَةُ، وَالصَّرْفُ التَّوْبَةُ. ①

امیہ بن یزید الشامی نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اسلام میں کوئی نیا کام جاری کیا تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت ہو، قیامت کے دن اس کی طرف سے کوئی نفل قبول ہوگا نہ کوئی فرض۔“ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! حدیث سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی جان کو ناحق قتل کیا یا قصاص کے بغیر بدلہ لیا، یا سنت کے بغیر کسی بدعت کو ایجاد کیا۔“ فرمایا: ”العدل“ کا معنی ہے: فدیہ اور ”الصرف“ کا معنی ہے: توبہ۔

[۹۶۶/۹۰۸]..... أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا زُهَيْرٌ- وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

① انظر ما قبله، حدیث مرسل.

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَأْتِي الْبَهِيمَةَ، فَاقْتُلُوهُ وَاقْتُلُوا الْبَهِيمَةَ، وَمَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلِ قَوْمِ لُوطٍ، فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ. ①

آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم جس شخص کو چوپائے سے برا فعل (شہوت پوری کرنے والا عمل) کرتے دیکھو تو اس شخص کو اور اس چوپائے کو قتل کر دو، اور تم جس شخص کو قوم لوط کا سا فعل کرتے ہوئے دیکھو، تو اس فعل کو کرنے والے اور فعل کروانے والے (فاعل و مفعول) کو قتل کر دو۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جانور سے بد فعلی کرنے والے کی سزا قتل ہے اور اس میں شادی شدہ یا غیر شادی شدہ کا فرق نہیں ہے اور جس جانور سے بد فعلی کی جاتی ہے اس کو بھی قتل کر دینا چاہیے۔ جانور کو قتل کرنے کا سبب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہیں سنا۔ البتہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ بد فعلی کی وجہ سے اس کا گوشت کھانے یا اس سے فائدہ حاصل کرنے کو مکروہ سمجھا ہے۔ (سنن ترمذی، رقم: ۱۴۵۵ اسنادہ حسن صحیح)

قوم لوط والا عمل کرنے والوں کی سزا کے متعلق مختلف اقوال ہیں: سیدنا ابوبکر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسے تلوار کے ساتھ قتل کر کے جلا دینا چاہیے۔ سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس پر دیوار گرا دی جائے۔ امام شافعی، ابویوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم نے کہا ہے کہ اس کی سزا وہی ہے جو زانی کی ہے۔ امام مالک اور احمد رضی اللہ عنہما نے کہا ہے: اسے ہر صورت رجم کیا جائے گا خواہ کنوارہ ہو یا شادی شدہ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پر کوئی حد نافذ نہیں کی جائے گی بلکہ بطور تعزیر چند کوڑے لگا دیئے جائیں گے۔

(تحفة الاحوذی: ۱/۴، ۸۴۷۔ کتاب الام: ۱/۷، ۱۶۳۔ المغنی: ۱/۱۲، ۳۵۰۔ نیل الاوطار: ۱/۴، ۵۶۷) تاہم ان کو ایسی سزا ملنی چاہیے جو قوم لوط کے مشابہ ہو جس کو زمین میں دھنسا دیا گیا تھا اور اس پر پتھروں کی بارش برسی۔ (نیل الاوطار: ۱/۴، ۵۶۸)

[۹۷۵/۹۰۹]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِيَّ - حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُودَى الْمُكَاتِبُ بِقَدْرِ مَا سَيَدْنَا ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَعَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رِوَايَتِهَا، قَالَ: يُودَى الْمُكَاتِبُ بِقَدْرِ مَا

① سنن ابوداؤد، کتاب الحدود، کتاب فیمن آتی بہیمہ، رقم: ۴۴۶۲، ۴۴۶۴ فال الالبانی، حسن صحیح۔ سنن ترمذی، ابواب الحدود، باب ماجاء فیمن یقع علی البہیمہ، رقم: ۱۴۵۵، ۱۴۵۶۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۵۶۱، ۲۵۶۲۔ صحیح ترغیب وترہیب، رقم: ۲۴۲۲۔ مسند احمد ۱/۳۰۰۔ حاکم: ۴/۳۵۵۔

آدَى دِيَةِ الْحَرِّ، وَمَا رَقَّ مِنْهُ دِيَةُ الْمَمْلُوكِ. ① (اس کی اس قدر آزاد کی دیت دی جائے گی جس قدر اس نے مکاتبت ادا کی ہوگی، اور وہ جس قدر غلام ہوگا اس قدر اس کی غلام کی دیت دی جائے گی۔“

..... مکاتب وہ غلام ہے جس نے اپنے مالک سے معاہدہ کیا ہو کہ وہ مقررہ رقم ادا کر کے آزاد ہو جائے گا۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جب مکاتب غلام نے اپنی مکاتبت کی کچھ رقم ادا کر دی ہو، پھر اسے قتل کر دیا جائے تو اس کی دیت یوں دی جائے گی کہ جتنا وہ آزاد ہے، اتنی دیت آزاد کی اور جتنا غلام ہے، اتنی غلام کی دیت ادا کر دی جائے۔ مثلاً آزاد کسی کو قتل کرتا ہے تو دیت سواونٹ ہے۔ اگر غلام کرتا ہے تو پچاس اونٹ ہے۔ اب آدھا آزاد ہے اور آدھا غلام تو آدھی آزادی والی دیت یعنی ۲۵ اونٹ اور آدھی غلامی والی یعنی ۱۲ اونٹ اور ایک بچہ دیت دے گا۔

[۹۷۶/۹۱۰]..... أَخْبَرَنَا وَحَدَّثَنِي أَبِي.....

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ بِمِثْلِ ذَلِكَ. ② یحییٰ بن کثیر نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما اور مروان بن الحکم سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

[۹۷۷/۹۱۱]..... أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيَّةِ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ.....

عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ③ عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

[۹۷۸/۹۱۲]..... أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، نَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُمَانَ الصَّوَّافِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَكَاتِبِ يُقْتَلُ: يُؤَدَى مَا آدَى مِنْ مَكَاتِبَتِهِ دِيَةَ الْحَرِّ، وَمَا بَقِيَ مِنْهُ دِيَةُ الْمَمْلُوكِ. ④ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے مکاتب کی دیت کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ اگر وہ قتل ہو جائے تو اس نے جس قدر اپنی مکاتبت ادا کی ہوگی، اس کی اس قدر دیت آزاد کی ہوگی، اور اس سے جو باقی

① سنن ابوداؤد، کتاب الدیات، باب فی دية المكاتب، رقم: ۴۵۸۱۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد:

۱ / ۳۶۳۔ سنن نسائی، رقم: ۴۸۱۰۔

② سنن کبریٰ بیہقی: ۱۰ / ۳۲۶۔

③ سنن نسائی، کتاب القسامة، باب دية المكاتب، رقم: ۴۸۱۰۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۱ /

۲۹۲۔ ④ انظر: ۹۷۵۔

ہوگی وہ مملوک کی دیت ہوگی۔

[۹۷۹/۹۱۳]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، نَا وَهْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مکاتب کی (اگر وہ قتل ہو جائے) اسی قدر دیت ادا ہوگی جس قدر اس نے مکاتبت ادا کی ہوگی۔“

[۹۸۰/۹۱۴]..... أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ.....

عکرمہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اسی مثل روایت کیا، لیکن اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

يَرْفَعُهُ. ②



① سنن نسائی، کتاب القسامۃ، باب دية المكاتب، رقم: ۴۸۱۱۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح.

② انظر ما قبله.

کتاب الزہد

زہد کے فضائل

[۱۲۲/۹۱۵]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ.....
 عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَطَاعَ الْعَبْدُ رَبَّهُ وَسَيِّدَهُ لَهُ أَجْرَانِ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب غلام اپنے رب اور اپنے مالک کی اطاعت کرتا ہے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔“

[۱۳۲/۹۱۶]..... أَخْبَرَنَا رُوْحُ بْنُ عَبَّادَةَ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ.....

عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الَّذِي يَسْمَعُ الْحِكْمَةَ، ثُمَّ لَا يَحْمِلُ إِلَّا شَرَّ مَا يَسْمَعُ، كَمَثَلِ رَحُلٍ أَتَى رَاعِيًا فَقَالَ: يَا رَاعِي أَجْزُرُ لِي شَاةً مِنْ عَنَمِكَ، قَالَ: أَذْهَبَ فَحُذْ خَيْرَ شَاةٍ، فَذَهَبَ فَأَخَذَ بِأُذُنِ كَلْبٍ الْعَنَمِ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ شخص جو حکمت و دانائی کی بات سنتا ہے، لیکن وہ جو سنتا ہے اسے برے انداز میں لیتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کسی چرواہے کے پاس آتا ہے اور اسے کہتا ہے: اے چرواہے! اپنی بکریوں میں سے گوشت کے لیے ایک بکری مجھے دے، وہ کہتا ہے: جاؤ اور بہترین بکری پکڑ لو، پس وہ (جا کر) ریوڑ کے کتے کا کان پکڑ لیتا ہے۔“

① مسند احمد: ۲/۲۶۳، ۴۰۶، ۳۴۴، وابو یعلیٰ، رقم: ۶۴۲۷، اسنادہ صحیح.

② سنن ابن ماجہ کتاب الزہد، باب الحکمة، رقم: ۴۱۷۲۔ قال الشيخ الالبانی: ضعيف۔ مسند احمد: ۲/

۳۵۳۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۶۳۸۸

[۱۷۷/۹۱۷]..... أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ، يُحَدِّثُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رُزْقِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَافًا. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! آل محمد (ﷺ) کو بقدر ضرورت روزی عطا فرما۔“

نوٹ:..... کفاف کا مطلب یہ ہے کہ اتنی روزی جس سے انسان کی ضروریات پوری ہو سکیں اور انسان مقروض نہ ہو اور نہ زیادہ کہ خوب سیر ہو کر کھایا جائے۔

کیونکہ زیادہ مال و دولت ہو تو انسان دنیا کی آسائشوں میں پڑ جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کا دین متاثر ہوتا ہے انبیاء کرام ﷺ کی بعثت کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگوں کو دنیا کے مشاغل، زیب و زینت سے ہٹا کر آخرت کی طرف توجہ دلائیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی لوگوں کے لیے نمونہ تھی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

اسی لیے رسول اللہ ﷺ مذکورہ بالا دعا فرمایا کرتے تھے۔ ایک دوسری حدیث میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کامیاب وہ ہے جسے اسلام کی ہدایت مل گئی ضرورت کے مطابق رزق مل گیا اور وہ اس پر قانع ہو گیا۔ (مسلم، کتاب الزکاة، رقم: ۱۰۵۴)

[۲۶۷/۹۱۸]..... أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ كُمَيْلِ بْنِ زِيَادٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَخْلٍ مِنْ نَخْلِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَلْكَ الْمُكْثِرُونَ، إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمْ الْأَسْفَلُونَ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا، يَعْنِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَخَلْفَهُ، وَعَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں مدینہ کے کھجوروں کے باغ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں چل رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو ہریرہ! زیادہ مال والے ہلاک ہوں گے، بے شک زیادہ مال والے زیادہ نیچے ہوں گے، مگر وہ جس نے اس طرح، اس طرح اور اس طرح خرچ کیا: ”یعنی! اپنے آگے پیچھے، اپنی دائیں جانب اور بائیں جانب، پھر حدیث سابق (رقم: ۲۶۵، ۲۶۶) کے مطابق

① بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف كان عيش النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه، رقم: ۶۴۶۰ - مسلم، كتاب الزكاة، باب في الكفاف والقناعة، رقم: ۱۰۵۵ - سنن ترمذی، رقم: ۲۳۶۱ - مسند احمد: ۷۱۷۳.

آخر تک روایت کیا۔

إِلَى آخِرِهِ ①

فتاویٰ..... (۱) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا مال و دولت باعث ہلاکت ہے، الّا یہ کہ اس کا حق ادا کر دیا جائے، کیونکہ ایسا مال خرچ کرنے کی وجہ سے نیکیوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَذِلُّ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَّا كَافِرٌ ۝۱۰۰﴾ (الہمزہ: ۱-۳)..... ”ہلاکت ہے ہر طعنہ دینے والے، بہت عیب لگانے والے کے لیے جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ رہے گا۔“

(۲)..... مذکورہ حدیث سے لاجول ولاقوة الا باللہ کی فضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

(اس کے متعلق دیکھئے حدیث و شرح: ۲۵۱)

(۳)..... معلوم ہوا اللہ ذوالجلال کا لوگوں پر یہ حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، کیونکہ اللہ ذوالجلال نے انسانوں اور جنوں کو پیدا ہی اپنی عبادت کے لیے کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝۱۰۰﴾ (الذاریات: ۵۶)..... ”میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔“ عبادت کا مطلب کیا ہے؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اصل میں عبادت عاجزی اور جھک جانے کا نام ہے، اور شریعت کے افعال کو عبادت اس لیے کہتے ہیں کہ مکلفین افعال کو اللہ کے سامنے عاجزی و انکساری کرتے ہوئے سرانجام دیتے ہیں۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مطلب یہ ہے کہ جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو بجالایا جائے اور جن سے منع کیا ان سے رک جایا جائے اور یہی دین اسلام کی حقیقت ہے، کیونکہ اسلام کا معنی اللہ کا اتنا فرمانبردار ہونا ہے کہ وہ اطاعت و عاجزی میں انتہا کر دے۔ (فتح المجید: ص ۱۴)

مذکورہ بالا حدیث سے توحید کی فضیلت کا بھی اثبات ہوتا ہے گویا جو اللہ ذوالجلال کے ساتھ شرک نہیں کرتا وہ عذاب الہی سے بچ جائے گا، لیکن مشرکین کے متعلق اللہ ذوالجلال فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (النساء: ۴۸)..... ”بے شک اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی معاف نہیں کریں گے اور اس کے علاوہ جسے چاہیں گے معاف کر دیں گے۔“

[۲۸۵/۹۱۹]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، وَجَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنِ الْأَعْرَابِيِّ مُسْلِمٍ..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ سَيِّدِنَا ابُو هُرَيْرَةَ رضي الله عنه نے رسول اللہ صلى الله عليه وسلم سے روایت کیا،

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعِزُّ إِزَارِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا قَطَمْتُهُ أَلْقَيْتُهُ فِي النَّارِ. ①

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ فرماتا ہے: کبریائی میری چادر ہے اور عزت میرا ازار ہے، پس جس نے ان دونوں میں سے کسی ایک کو مجھ سے کھینچنے کی کوشش کی تو میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔“

تذکرہ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا تکبر سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا چاہیے، کیونکہ متکبر اللہ ذوالجلال کی صفت ہے۔ اور جو تکبر کرتا ہے گویا کہ وہ اللہ ذوالجلال کی صفات میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ جس طرح رداء وہ کپڑا جو انسان اپنے جسم کے اوپر والے حصے پر اوڑھتا ہے اور ازار نیچے والے کپڑے کو کہتے ہیں جو بطور تہبند استعمال ہوتا ہے۔ ایک انسان کسی کو اپنی رداء اور ازار میں شریک نہیں کرتا تو اللہ ذوالجلال کا مقام و مرتبہ بے انتہا بلند و بالا ہے۔ کھینچنے سے مراد یہ ہے کہ جو اللہ ذوالجلال کی صفات ہیں، ان صفات سے متصف ہونے کی کوشش کرنا یا دعویٰ کرنا تو ایسے لوگوں کا انجام جہنم ہے، کیونکہ تکبر کی معمولی مقدار بھی اللہ ذوالجلال کو پسند نہیں ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔“ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۱۷۳ - اسنادہ صحیح) تکبر کے متعلق اور ایسے لوگوں کا انجام کیا ہوگا (دیکھئے حدیث: ۶۹-۷۹)

[۳۰۲/۹۲۰]..... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا حَمَزَةُ الزِّيَّاتُ، عَنْ أَبِي مُجَاهِدٍ سَعْدِ الطَّائِيِّ، عَنْ أَبِي الْمَدْلِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ كَأَنَّ قُلُوبَنَا فِي الْأَحْرَةِ، وَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ فَلَقِينَا الْأَهْلَ وَالْوَالِدَ ذَهَبَ ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كُنْتُمْ إِذَا خَرَجْتُمْ مِنْ عِنْدِي تَكُونُونَ كَمَا تَكُونُونَ عِنْدِي لَصَافَحْتُمْ الْمَلَائِكَةَ بِأَكْفِهَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا کیا معاملہ ہے کہ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو گویا ہمارے دل آخرت میں (لگے) ہوتے ہیں، جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور اپنے اہل و عیال سے ملاقات کرتے ہیں تو ہماری یہ کیفیت جاتی رہتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہاری میرے پاس سے جانے کے بعد بھی وہی کیفیت رہے جو

① سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر، رقم: ۴۰۹۰۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب البراءة من الکبر والتواضع، رقم: ۴۱۷۴۔ قال الشيخ الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۲ / ۴۲۷۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۶۷۱۔ مسند حمیدی، رقم: ۱۱۴۹۔

وَلَزَّارَتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ، وَلَوْ لَمْ تَذُنِبُوا لَجَاءَ اللَّهُ بِقَوْمٍ يُذُنِبُونَ فَيَغْفِرَ لَهُمْ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي مِمَّا خَلِقَ الْخَلْقُ، فَقَالَ: مِنَ الْمَاءِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْجَنَّةِ مَا بِنَاؤُهَا، فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ عِيسَى إِلَى آخِرِهِ سَوَاءً، وَقَالَ: الْمِسْكُ الْإِذْخِرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللَّوْلُؤُ وَالْيَاقُوتُ، وَقَالَ: وَالْإِمَامُ الْمُفْسِطُ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ. ①

کہ میرے پاس ہوتے ہوئے ہوتی ہے تو پھر فرشتے اپنے ہاتھوں کے ساتھ تم سے مصافحہ کریں، تمہارے گھروں میں تمہاری زیارت کریں، اور اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ ایسے لوگ لے آئے گا جو کہ گناہ کریں گے تو انہیں بخش دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے بتائیں کہ مخلوق کی تخلیق کس چیز سے ہوئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پانی سے“ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے جنت اور اس کی تعمیر کے متعلق بتائیں؟ پس راوی نے روایت عیسیٰ کے مثل ذکر کی اور آخر تک اسی طرح بیان کیا اور فرمایا: ”مسک (کستوری) اذخر ہے اور اس کے سنگریزے، ہیرے جواہرات اور یاقوت ہیں۔“ اور فرمایا: ”منصف بادشاہ کی دعا رد نہیں کی جاتی۔“

نوٹ:..... (۱) مذکورہ حدیث سے ہمیشہ ذکر الہی میں مشغول رہنے والوں کی فضیلت واضح ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ ایمانی کیفیت ہمیشہ ایک جیسی نہیں رہتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی ایمانی کیفیت کے متعلق بہت محتاط رہنا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں مشغول ہونا، اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا، شرعی حقوق کے اندر رہتے ہوئے اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن ساتھ حقوق اللہ بھی ادا کرنے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، آپ ﷺ نے نصیحت کی اور دوزخ کا ذکر کیا، پھر میں گھر میں آیا اور بچوں سے پیار کیا اور کچھ دیر بیوی سے مشغول رہا۔ پھر میں نکلا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے، میں نے ان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا: میں نے بھی ایسا کیا، پھر ہم دونوں رسول اللہ ﷺ سے ملے میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حنظلہ تو منافق ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا کہتا ہے؟“ میں نے سارا حال بیان کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کی طرح کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے حنظلہ! ایک ساعت یاد کی ہے اور ایک ساعت غفلت کی، اگر تمہارے دل اسی طرح رہیں جیسے وعظ کے وقت ہوتے ہیں تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں یہاں تک کہ راہوں میں تم کو سلام کریں۔“

(مسلم، کتاب التوبة، باب فضل دوام الذكر والحواز ترك ذلك، رقم: ۲۷۵۰)

① مسند احمد: ۲ / ۳۰۴۔ قال شعيب الارناؤط: صحيح بطرقه وشواهدہ۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۵۲۵۳۔

(۲)..... مذکورہ بالا حدیث میں یہ ہے کہ: ((لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَجَاءَ اللَّهُ بِقَوْمٍ)) اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے گناہ کریں یا وہ گناہ گار لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء ﷺ کے علاوہ تو ہر انسان ہی خطا کار ہے، کیونکہ طبعی طور پر وہ غلطی کے دہانے پر کھڑا ہوتا ہے اور کسی وقت بھی اس سے کوئی گناہ ہو سکتا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَائِينَ التَّوَّابُونَ)) (سنن ترمذی، رقم: ۲۴۹۹۔ ابن ماجہ، رقم: ۴۲۵۱)..... ”آدم کی تمام اولاد خطا کرنے والی ہے اور خطا کرنے والوں میں سب سے بہتر توبہ کرنے والے ہیں۔“ (شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو حسن کہا ہے) کیونکہ گناہ سرزد ہونے کے بعد توبہ و استغفار سے بندے کو قرب کا وہ مقام حاصل ہوتا ہے جو گناہ سرزد نہ ہونے سے اسے حاصل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يُبدِلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾ (الفرقان: ۷۰)..... ”یہ لوگ (جو گناہ کے بعد توبہ کرتے) ہیں، ان کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔“

(۳)..... مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا مخلوق کی تخلیق پانی سے ہوئی ہے۔ انسان کے متعلق اللہ ذوالجلال نے فرمایا ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا﴾ (الفرقان: ۵۴)..... ”وہ جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا۔“ [۳۴۷/۹۲۱]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِي، حَدَّثَنَا الْأَقْرَبِيُّ، حَدَّثَنَا عَمَارَةُ بْنُ رَاشِدِ بْنِ مُسْلِمٍ..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: شَرُّ أُمَّتِي الَّذِينَ عَدُّوا فِي النِّعَمِ وَنَبَتَتْ عَلَيْهِمْ أَجْسَامُهُمْ. ① ہیں جنہوں نے نعمتوں میں نشوونما پائی اور اس پر ان کے اجسام کی بڑھوتری ہوئی۔“

فوائد:..... مذکورہ حدیث سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیسے کی ریل پیل میں آنکھ کھولتے ہیں یعنی سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوتے ہیں اور غربت ان کے قریب سے بھی نہیں گزرتی ان کی زندگی کا مقصد عیش و عشرت کرنا اور مال کو دنیاوی لذتوں میں صرف کرنا ہوتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جنہیں مختلف نعمتوں سے نوازا گیا لیکن انہوں نے (آخرت کو بھلا کر) قسما قسم کے کھانوں اور رنگا رنگ کپڑوں پر بھر پور توجہ دینا اور فصیح و بلیغ گفتگو کرنے کے لیے باجھوں کو موڑنا شروع کر دیا۔“ (سلسلة الصحيحہ: ۱۸۹۱)

① صحیح ترمذی و ترمذی، رقم: ۲۱۴۷۔ قال الشيخ الالبانی: حسن لغيره.

[۳۵۲/۹۲۲]..... أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ فُرَافِصَةَ، عَنْ مَكْحُولٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اسْتَعْفَافًا عَنِ الْمَسْأَلَةِ وَسَعْيًا عَلَى أَهْلِهِ وَتَعَطُّفًا عَلَى جَارِهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجْهُهُ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا مَفَاخِرًا مُكَاثِرًا مُرَائِيًا لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانٌ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص حلال طریقے سے دنیا طلب کرتا ہے وہ کسی سے مانگنے سے بچنا چاہتا ہے اور اپنے اہل و عیال کی ضرورتیں پوری کرنا چاہتا ہے، نیز وہ اپنے ہمسائے پر شفقت کرنا چاہتا ہے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا، اور جو دنیا حلال طریقے سے چاہتا ہے اور باہم فخر و تکاثر اور دکھلاوا چاہتا ہے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔“

[۳۸۸/۹۲۳]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ الْحَكِيمُ الْمُتَعَفِّفُ وَيَكْرَهُ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ الْبَذِيءَ السَّائِلَ الْمُلْحِفَ. ②

اسی (سابقہ ۳۸۷) سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ دانا، پختہ رائے والے اور سوال کرنے سے اجتناب کرنے والے کو پسند فرماتا ہے اور وہ فحش گو، بدکلام اور چمٹ کر سوال کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔“

[۳۹۴/۹۲۴]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ فَانْتَهُوا. ③

اسی (سابقہ ۳۹۳) سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ذکر کی طرف رک جاؤ۔“

نوٹ:..... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا ذُكِرْتُمْ بِاللَّهِ فَانْتَهُوا)) (سلسلة الصحيحه، رقم : ۱۳۱۹)..... ”جب تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام پر وعظ و نصیحت کی جائے۔ تو باز آ جاؤ۔“

معلوم ہوا جس کو اللہ ذوالجلال کا واسطہ دیا جائے، اس کو اللہ ذوالجلال کی شان و عظمت کا خیال رکھتے ہوئے اگر اس کام سے رکنے کا یا کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو اس کو پورا کرنا چاہیے۔

① لسلة ضعيفه، رقم: ۱۰۳۲۔ مسند عبد بن حميد، رقم: ۱۴۳۳۔ مسند الشاميين، رقم: ۳۴۵۶۔

② مجمع الزوائد: ۸ / ۷۸-۷۹۔

③ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۵۴۶۔

[۴۴۱/۹۲۵]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ: أَتَدْرُونَ مَا النَّمِيمَةُ؟ فَقَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: نَقَلَ حَدِيثِ النَّاسِ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ لِيُفْسِدَ بَيْنَهُمْ. وَقَالَ: لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ مِنْ مَالٍ لَا يَتَغَىٰ وَادِيًا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ نَفْسَ بَنِي آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَعْفُوا اللَّهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ. ①

اسی (سابقہ ۴۴۰) سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے انہیں فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ ”نمیمہ“ کیا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”لوگوں کی بات کو دوسرے لوگوں تک پہنچانا تاکہ وہ ان کے درمیان بگاڑ پیدا کرے۔“ اور آپ نے فرمایا: ”اگر انسان کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی تلاش کرے گا، انسان کے نفس کو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی، اور اللہ جس سے چاہتا ہے درگزر فرماتا ہے۔“

نوائے..... (۱)..... مذکورہ حدیث سے چغل خوری کا مفہوم واضح ہوتا ہے، فساد پھیلانے کے لیے ایک دوسرے کی بات آگے منتقل کرنا، ایسے لوگوں کے متعلق (صحیح مسلم، رقم: ۱۰۵) میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ تَمَامًا))..... ”چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔“

اس سے معلوم ہوا کہ چغلی حرام ہے اور اللہ ذوالجلال نے کفار کی صفات میں ایک صفت بیان فرمائی ہے: ﴿هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ﴾ (القلم: ۱۱)..... ”بہت طعنے دینے والا، بہت زیادہ چغل خور۔“

اتنی سخت وعید شریعت نے کیوں فرمائی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ چغلی سے باہمی محبت والفت کی جڑ کٹ جاتی ہے اور چغل خور معاشرے کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے (مشکل) کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا، ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرا ”فَكَانَ يَمْسِي بِالنَّمِيمَةِ“ ”چغل خور“ تھا۔“ (صحیح بخاری، رقم: ۲۱۸)

(۲)..... مذکورہ بالا حدیث میں انسان کی دنیا کے مال کی حرص کا تذکرہ ہے۔ مال کی محبت کوئی بری چیز نہیں ہے، کیونکہ یہ فطری طور پر موجود ہے، لیکن جب اتنی دلچسپی ہو کہ دین سے مال کی محبت غافل کر دے تو یہ کیفیت باعث ہلاکت ہے۔

اگر مال ہے تو اس سے زکوٰۃ و صدقات دیئے جائیں اور فخر و غرور نہ کیا جائے، بلکہ اللہ ذوالجلال کا شکر ادا کیا

① بخاری، کتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنه المال، رقم: ۶۴۳۶۔ مسلم، کتاب الزكاة، باب لو ان لابن آدم واديين لا يتغى واديا ثالثا، رقم: ۱۰۴۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۳۳۷۔

[۴۸۵/۹۲۹]..... وَبَهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَصَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيَمَا سِوَاهُ لَيْسَ الْكُعْبَةَ. ①

اسی سند سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مسجد مدینہ (مسجد نبوی) میں ایک نماز پڑھنا کعبہ (بیت اللہ) کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے۔“

نوٹ:

..... مذکورہ حدیث سے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے نبی معظم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِ أَرْبَعِينَ صَلَاةً لَا تَفْوُتُهُ صَلَاةٌ كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَ بَرَاءَةٌ مِنَ الْعَذَابِ وَ بَرَاءَةٌ مِنَ الْيَقَاقِ.)) (مسند احمد: ۱۵۵/۳)..... ”جو (مومن موحد) میری اس مسجد میں چالیس نمازیں پے در پے پڑھے کسی ایک نماز کا نافع نہ کرے تو وہ جہنم کی آگ و سزا اور نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔“

[۵۰۲/۹۳۰]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَكِنْ قَارِبُوا وَسَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”جو میں جانتا ہوں، اگر تمہیں اس کا پتہ چل جائے تو پھر تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ، لیکن قریب قریب رہو، درست رہو اور بشارت قبول کرو۔“

نوٹ:

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کم ہنسنا چاہیے اور زیادہ رونا چاہیے۔ مذکورہ حدیث کے الفاظ ”جو کچھ میں جانتا ہوں وہ اگر تم بھی جان لو“ اس بارے میں کئی ایک اقوال ہیں جن کا مفہوم تقریباً یہی ہے کہ نبی ﷺ کے فرمان کا مطلب ہے: امور آخرت، اس کی سختیاں، جہنم کی ہولناکیاں، گنہگاروں کو عذاب دینا اور موت و قبر کے احوال وغیرہ ان کی حقیقت کا مجھے علم ہے۔ اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو تم بہت ہی کم ہنسو۔ (فتح الباری: ۱۱/۵۲۷-۵۲۸)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جو شخص یہ جانتا ہے کہ موت نے آنا ہے، قیامت قائم ہونی ہے اور اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر حساب و کتاب دینا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ دنیا میں (زندگی کا) طویل حصہ رنج و غم میں گزارے۔ (فتح الباری: ۱۱/۳۱۹-۳۲۰)

① مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدينة، رقم: ۱۳۹۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۲۵۔ سنن نسائی، رقم: ۶۹۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۴۰۴۔

② بخاری، کتاب التفسیر.....، رقم: ۴۶۲۱، ۶۴۸۵۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب توقيره ﷺ وترك اكلار..... الخ، رقم: ۲۳۵۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۳۱۳۔ مسند احمد: ۲/۴۶۷۔

شاعر کہتا ہے:

ہر وقت کا ہنسنا تجھے برباد نہ کر دے
تہائی کے لمحوں میں کبھی رو بھی لیا کر

[۵۸۶/۹۳۱]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....
عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ فَقَالُوا: بَلَى، فَقَالَ: الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللَّهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟، فَقَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: الْمَاشُونَ بِالنَّمِيمَةِ الْمُفْسِدُونَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ، الْبَاغُونَ الْبِرَاءَ الْعَنْتَ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں تمہارے بہترین افراد کے متعلق نہ بتاؤں؟“ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(تمہارے بہترین افراد) وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ کی یاد آ جائے، کیا میں تمہیں تمہارے بدترین افراد کے متعلق نہ بتاؤں؟“ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”چنغل خور، دوستوں کے درمیان لڑائی کرانے والے اور

فساد و خرابی کے طلب گار۔“

..... (۱)..... **شوائب**..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا، بہترین لوگ وہ ہیں جن کو دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے کیونکہ اللہ والے ہوتے ہی وہ ہیں جو شرعی احکام کی پاسداری کرتے ہیں اور ان کے چہروں پر تقویٰ و پارسائی کا مخصوص نور ہوتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی معظم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (۱) کے بارے میں فرمایا: اللہ کے ولی وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آ جاتا ہے۔ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۱۶۴۶)

(۲)..... مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بُرے لوگ وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں، ادھر کی بات ادھر لگاتے ہیں اور وہاں کی بات یہاں پہنچا دی، ایسے لوگ دوستوں میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔

[۶۰۷/۹۳۲]..... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا وَهُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، حَدَّثَنِي شُرَيْحُ بْنُ هَانَءٍ.....

① سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب من لا یؤبہ لہ، رقم: ۴۱۱۹ قال الالبانی: ضعیف۔ صحیح ترغیب و ترہیب، رقم: ۲۸۲۴۔ مسند احمد: ۴/ ۲۲۷۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا ”جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے، اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے، جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے تو اللہ اس سے ملنا پسند کرتا ہے، اور اللہ کی ملاقات سے پہلے موت ہے۔“

أَنَّ عَائِشَةَ، حَدَّثَتْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللَّهِ. ①

[۶۴۱/۹۳۳]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَنَا هُشَيْمٌ، عَنِ الْمُجَالِيدِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ.....

مسروق نے بیان کیا: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا تو وہ رو رہی تھیں، میں نے ان سے کہا: ام المؤمنین! آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں کھانے سے جو شکم سیر ہوتی ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ روؤں تو میں رو پڑتی ہوں اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن میں دو بار گندم کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی تھی کہ آپ وفات پا گئے۔

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا يُبْكِيكَ؟ فَقَالَتْ: مَا أَشْبَعُ مِنْ طَعَامٍ وَاشْتَهَيْ أَنْ أَبْكِي إِلَّا بَكَيْتُ، وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ بَرْ فِي يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ حَتَّى قُبِضَ. ②

حواشی: مذکورہ حدیث سے رسول اللہ ﷺ کے زہد و استغنا اور قناعت کا اثبات ہوتا ہے۔ حالانکہ اسلام کے ابتدائی سالوں میں مسلمانوں کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری سالوں میں اللہ ذوالجلال نے مسلمانوں کے حالات بہتر فرمادیے، پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے پیٹ بھر کر دو وقت کھانا نہیں کھایا بلکہ جو آتا اس کو صدقہ کر دیتے تھے۔

[۶۴۲/۹۳۴]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، نَا صَالِحُ بْنُ مُوسَى الطَّلْحِيُّ، عَنِ مُعَاوِيَةَ، قَالَ يَحْيَى: وَهُوَ عِنْدَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ.....

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَسْرَعُ الْخَيْرِ نَيْكُ كَامُونَ فِي حَسَنِ سَلُوكٍ أَوْ صِلَةِ رَحْمِي كَمَا

① بخاری، کتاب الرقاق، باب من احب لقاء الله احب الله لقاءه، رقم: ۶۵۰۷۔ مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب من احب لقاء الله احب الله الخ، رقم: ۲۶۸۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۰۶۶۔ سنن نسائی، رقم: ۲۳۰۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۲۶۴۔

② بخاری، کتاب الاطعمه، باب ما كان النبي ﷺ واصحابه ياكلون۔ مسلم، کتاب الزهد، رقم: ۲۹۷۴۔ ترمذی، رقم: ۲۳۵۶۔

ثَوَابًا: الْبِرُّ وَصِلَةُ الرَّحِمِ، وَأَسْرَعُ الشَّرِّ ثَوَابَ سَبِّ سَائِرِ النَّاسِ، وَأَسْرَعُ الشَّرِّ عَقُوبَةُ: الْبَغْيِ وَقَطِيعَةُ الرَّحِمِ. ①
 ثواب سب سے جلد ملتا ہے، اور زیادتی قطع رحمی کی سزا سب برائیوں سے جلد ملتی ہے۔“

فوائد: اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ انسان جیسا عمل کرے ویسا اُسے صلہ ملتا ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((كَمَا تَدِينُ تَدَانُ.)) (الجامع الصغير للسيوطی) مثل مشہور ہے: جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی وغیرہ۔

[۷۳۲/۹۳۵]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ خَيْثَمَةَ عَنِ ابْنِ لِحْدَيْفَةَ، عَنْ عَمَّةٍ لَهُ قَالَتْ: مَرِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ فِي نِسْوَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ وَقَدْ عَلِقَ سِقَاءً وَهُوَ يَقْطُرُ عَلَى فُوَادِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ آذَاكَ هَذَا، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَكْشِفَهُ عَنْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ بَلَاءَ الْأَنْبِيَاءِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. ②
 سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے اپنی پھوپھی (فاطمہ بنت یمان رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے، تو میں چند مہاجر خواتین کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ نے ایک مشکیزہ لٹکا رکھا تھا، وہ آپ کے دل پر قطرہ قطرہ گرا رہا تھا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اس نے آپ کو ایذا پہنچائی ہے، اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ آپ کی اس تکلیف کو دور کر دے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے زیادہ انبیاء ﷺ کی آزمائش ہوتی ہے، اس کے بعد ان کے بعد والے حضرات کی، اور پھر ان کی جوان کے بعد آتے ہیں۔“

[۷۳۳/۹۳۶]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُصَيْنِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ حُدَيْفَةَ.....

عَنْ عَمَّتِهِ فَاطِمَةَ قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوذُ فِي نِسْوَةٍ وَقَدْ

① سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب البغی، رقم: ۴۲۱۲۔ ضعیف الجامع الصغير، رقم: ۸۴۰۔ سلسلہ ضعیفہ، رقم: ۲۷۸۷۔

② سنن ترمذی، ابواب الزہد، باب الصبر علی البلاء، رقم: ۲۳۹۸۔ قال الشيخ الالبانی: حسن صحیح۔ مسند احمد۔ ۶ / ۳۶۹۔ صحیح الجامع الصغير، رقم: ۱۵۶۲۔ مسند بزار، رقم: ۱۱۵۰۔ معجم طبرانی کبیر: ۲۴ / ۶۳۰: ۲۴۶۔

عَلَّقَ سِقَاءً ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ . ①

حاضر ہوئی، آپ نے مشکیزہ لٹکا رکھا تھا، پس راوی نے حدیث سابق کے مانند ذکر کیا۔

[۷۳۴/۹۳۷]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ.....

عَنْ عَمَّتِهِ ، قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ نِسْوَةٍ ، فَإِذَا هُوَ قَدْ عَلَّقَ سِقَاءً يَقْطُرُ عَلَيْهِ مِنْ مَائِهِ مِنْ شِدَّةِ مَا يَجِدُهُ ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، لَوْ دَعَوْتَ اللَّهَ أَنْ يُفَرِّجَ عَنْكَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ . ②

سیدہ فاطمہ (بنت الیمان) رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں چند خواتین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، تو دیکھا کہ آپ نے مشکیزہ لٹکا رکھا ہے اور آپ جو تکلیف محسوس کر رہے ہیں اس وجہ سے اس کا پانی قطرہ قطرہ کر کے آپ پر گرایا جا رہا ہے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ آپ کی تکلیف دور فرما دے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم پر سب سے سخت آزمائش آتی ہے، پھر جو ان کے بعد، پھر جو ان کے بعد اور پھر جو ان کے بعد“

نوٹ:..... معلوم ہوا بندہ اللہ ذوالجلال کے جتنا قریب ہوتا ہے اتنی ہی اس کو آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ آزمائشیں گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو شدید بخار تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو بہت تیز بخار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں مجھے تنہا ایسا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔“ میں نے عرض کیا یہ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثواب بھی دو گنا ہے؟ فرمایا: ”ہاں یہی بات ہے۔ مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے کاٹنا ہو یا اس سے زیادہ تکلیف دینے والی کوئی چیز تو جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے، اسی طرح اللہ پاک اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔“ (بخاری، کتاب المرضی، رقم: ۵۶۴۸)

اللہ کا فرمان ہے: ﴿أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ﴾ (العنکبوت: ۲).....

”کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں، ہم انہیں بغیر آزمائش ہی چھوڑ دیں گے۔“ معلوم ہوا مومنوں کو آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، سابقہ امتوں اور انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کے حالات کو پیش نظر رکھ کر ہمیں بھی مشکلات و مصائب پر صبر کرنا چاہیے۔

[۷۴۳/۹۳۸]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ.....
 عَنْ عُبَيْدِ سَنُوطَا قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ مُحَمَّدٍ، وَكَانَتْ تَحْتَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، تَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: حَنْظَلَةُ فَقَالَتْ: جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى بِنْتِ حَمْزَةَ، فَذَكَرَتْ لَهُ الْأَمَارَاتِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَ بِحَقِّهَا بَارَكَ اللَّهُ لَهُ فِيهَا، وَرَبَّ مُتَحَوِّضٍ فِي مَالِ اللَّهِ فِيمَا اشْتَهَتْ نَفْسُهُ لَهُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ①

عبدالسنوطا نے بیان کیا، میں ام محمد (خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا) کے پاس گیا، وہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں، ان کے بعد حنظلہ نامی شخص نے ان سے شادی کر لی تھی، انہوں (خولہ رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ ایک دن بنت حمزہ کے پاس آئے تو اس نے آپ سے امارات کا ذکر کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا سرسبز و شاداب ہے، پس جس نے اس کے حق سے لیا تو اللہ اس شخص کے لیے اس میں برکت فرمائے گا، بسا اوقات اپنے نفس کی خواہش پر اللہ کے مال میں مشغول ہونے والے شخص کے لیے قیامت کے دن جہنم کی آگ ہوگی۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا دنیا کا مال اچھا اور دل کو پیارا لگتا ہے، اگر اس مال کو حلال طریقے سے کمایا جائے تو اس میں برکت بھی ہوتی ہے۔ لیکن حرام مال میں برکت نہیں ہوتی، اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور اللہ ذوالجلال نے بھی لوگوں کو حلال کھانے کا حکم دیا ہے: ﴿يَأْتِيهَا النَّاسُ كُلُّوْا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَلًا طَيِّبًا﴾ (البقرة: ۱۶۸)..... ”لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں، انہیں کھاؤ۔“

اللہ ذوالجلال کے مال میں ناجائز گھسنے والے:..... بخاری شریف کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إِنَّ رِجَالًا يَتَحَوِّضُونَ فِي مَالِ اللَّهِ بِغَيْرِ حَقِّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.) (بخاری، رقم: ۳۱۱۸)..... ”کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال کو بے جا اڑاتے ہیں انہیں قیامت کے دن آگ ملے گی۔“
 معلوم ہوا مال غنیمت یا راہ الہی کے مال کو بے دریغ ناحق خرچ کرنا ممنوع ہے۔

[۹۳۴/۹۳۹]..... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، نَا طَلْحَةَ، عَنْ عَطَاءٍ.....
 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا مَا يَقُولُ، فَلَا أَدْرِي أَهُوَ شَيْءٌ يَسْتَجِبُهُ، أَوْ هُوَ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ یہ بات اکثر کہا کرتے تھے، پس میں نہیں جانتا کہ کیا وہ ایسی چیز ہے جسے آپ مستحب سمجھتے تھے یا وہ اللہ کی کتاب میں سے

① سنن ترمذی، ابواب الزهد، باب اخذ المال، رقم: ۲۳۷۴ قال الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۶ / ۳۶۴۔

صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۴۱۰۔

لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ مِثْلَهُ، وَلَا يَمْلَأُ نَفْسَهُ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتَوَوَّبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ. ①

ہے: ”اگر انسان کے پاس مال کی دوادیاں ہوں تو وہ اللہ سے اس کے مثل مزید کی تمنا کرے گا، اس کے نفس کو تو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی، جو توبہ کرتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔“

نوائے مال کی محبت انسان میں فطری طور پر موجود ہے۔ دنیاوی مال کو حسب ضرورت جمع کرنا کوئی بری بات نہیں ہے، البتہ یہ مذموم تب ہے جب دنیاوی مال کی حرص میں آخرت کو فراموش کر دیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الْهَكْمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝﴾ (التكاثر: ۱، ۲) ”تمہیں ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی حرص نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔“

مال کی حرص نہایت ہی خطرناک ہے جو دین کو خراب کر دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو بھوکے بھیلے جو بھیلے بکریوں میں چھوڑ دیے جائیں، انہیں اتنا خراب نہیں کرتے جتنا آدمی کے مال اور شرف (اونچا ہونے) کی حرص اس کے دین کو خراب کرتی ہے۔“ (سنن ترمذی، باب الزهد، رقم: ۲۳۷۶۔ شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔)



① بخاری، کتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنة المال، رقم: ۶۴۳۶۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب لو ان لابن آدم واديين الخ، رقم: ۱۰۴۸۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۳۳۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۲۳۵۔ مسند احمد: ۱ / ۳۷۰۔

کتاب احوال الاخرة

احوال آخرت کا بیان

[۱۰/۹۴۰]..... أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّوَّاسِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعِ الْمَدَنِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا جبکہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں تھے، آپ نے فرمایا: ”جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا، اس نے صور کو تخلیق فرمایا اور وہ اسرافیل علیہ السلام کو عطا فرمایا، پس وہ اسے اپنے منہ پر لگائے ہوئے ہیں اور اپنی نظر (نگاہ) عرش کی طرف جھکائے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ انہیں کب حکم دیا جاتا ہے (تا کہ وہ صور میں پھونک مار دیں)۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! صور کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سینگ ہے۔“ میں نے عرض کیا: اس کی کیفیت کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ ایک بڑی چیز ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَمَّا خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ خَلَقَ الصُّورَ، فَأَعْطَاهُ إِسْرَافِيلَ، فَهُوَ وَاضِعُهُ عَلَى فِيهِ شَاخِصٌ بَصْرَهُ إِلَى الْعَرْشِ يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ، قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الصُّورُ؟ قَالَ: الْقَرْنُ، قُلْتُ: وَكَيْفَ هُوَ؟ قَالَ: عَظِيمٌ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ عَظْمَ دَارَةٍ فِيهِ لَكَعْرَضِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، يَأْمُرُ اللَّهُ إِسْرَافِيلَ أَنْ يَنْفُخَ ثَلَاثَ نَفَخَاتٍ، الْأُولَى نَفْحَةُ الْفَزَعِ، وَالثَّانِيَةُ نَفْحَةُ الصُّعُوقِ،

کے منہ کا دائرہ اس طرح بڑا ہے جس طرح آسمان اور زمین کا عرض ہے، اللہ اسرافیل کو حکم فرمائے گا کہ وہ اس میں تین بار پھونک مارے: پہلی بار پھونک مارنا فزع (گھبراہٹ) ہے، دوسری بار: نغخہ صعوق (بے ہوشی والی پھونک) اور تیسری بار پھونک مارنا پروردگار عالم کے حضور قیام کے لیے ہوگا، اللہ اسرافیل کو حکم فرمائے گا تو اسے فرمائے گا: نغخہ فزع پھونکو، پس آسمان والوں اور زمین والوں میں سے اللہ جسے مستثنیٰ کرنا چاہے گا، اس کے علاوہ باقی سب گھبرا جائیں گے، پس وہ اسے حکم فرمائے گا، تو وہ کسی توقف و تعطل کے بغیر اسے بجاتا رہے گا، اس کے متعلق اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ”یہ لوگ صرف ایک چیخ کے منظر ہیں جس میں کوئی وقفہ نہ ہوگا۔“ پس اللہ پہاڑوں کو چلائے گا وہ بادلوں کے مانند چلیں گے، پھر وہ ریت بن جائیں گے، پھر زمین اپنے باسیوں کے ساتھ خوب لرز جائے گی، اور اللہ عزوجل نے اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے: ”اس دن لرز جانے والی لرز جائے گی اور اس کے پیچھے دوسرا زلزلہ آئے گا، اس دن کتنے ہی دل مضطرب ہوں گے۔“ پس زمین سمندر میں پرخطر کشتی کے مانند ہوگی، موجیں اسے تھپیڑے مارتی ہوں گی اور وہ اپنے سواروں سمیت الٹ جائے گی، یا عرش کے ساتھ معلق تبدیل کی طرح، ہوائیں اسے جھولا جھلاتی ہوں گی، پس لوگ اپنی پشت کے بل لیٹ جائیں گے، دودھ پلانے والی (مائیں) حواس باختہ ہو جائیں گی، حاملہ خواتین اپنے حمل گرا دیں گی، بچے بوڑھے ہو جائیں گے، شیاطین بھاگتے پھر رہے ہوں گے حتیٰ کہ وہ کناروں تک پہنچیں

وَالثَّالِثَةُ نَفْحَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ، يَا مُرُّ
اللَّهُ إِسْرَافِيلَ فَيَقُولُ لَهُ: انْفُخْ نَفْحَةَ الْفَزَعِ
فَيَفْزَعُ أَهْلَ السَّمَوَاتِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ، إِلَّا
مَنْ شَاءَ اللَّهُ، فَيَأْمُرُهُ فَيُدِيمُهَا وَيَطْوِي لَهَا فَلَا
يَفْتَرُّ، وَهِيَ الَّتِي يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ:
﴿وَمَا يَنْظُرُ هَؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَّا لَهَا
مِنْ فَوَاقٍ﴾ (ص: ۱۵)، فَيَسِيرُ اللَّهُ الْجِبَالَ
فَتَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ، ثُمَّ تَكُونُ تَرَابًا وَتَرْتَجُ
الْأَرْضُ بِأَهْلِهَا رَجًّا، وَهِيَ الَّتِي يَقُولُ اللَّهُ
عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ، تَتْبَعُهَا
الرَّادِفَةُ، قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ﴾
(النازعات: ۷)، فَتَكُونُ الْأَرْضُ كَالسَّفِينَةِ
الْمُوثَقَةِ فِي الْبَحْرِ، تَضْرِبُهَا الْأَمْوَاجُ تُكْفَأُ
بِأَهْلِهَا، أَوْ كَالْفِنْدِيلِ الْمُعَلَّقِ بِالْعَرْشِ
تُرْجِحُهُ الْأَرْوَاحُ، فَتَمِيدُ النَّاسُ عَلَى
ظَهْرِهَا فَتَذْهَلُ الْمَرَاضِعُ، وَتَضَعُ
الْحَوَامِلُ، وَتَشِيبُ الْوِلْدَانُ، وَتَطِيرُ
الشَّيَاطِينُ هَارِبَةً حَتَّى تَأْتِيَ الْأَقْطَارَ،
فَتَلْقَاهَا الْمَلَائِكَةُ فَتَضْرِبُ وَجُوهَهَا،
فَيَرْجِعُ وَيُوَلِّي النَّاسُ مُدْبِرِينَ، يُنَادِي
بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَهِيَ الَّتِي يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ
وَجَلَّ: ﴿يَوْمَ التَّنَادِ يَوْمَ تُولُونَ مُدْبِرِينَ مَا
لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ، وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ
فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ﴾ (غافر: ۳۲)، فَبَيْنَمَا هُمْ
عَلَى ذَلِكَ إِذْ انْصَدَعَتِ الْأَرْضُ فَانْصَدَعَتْ

گے تو فرشتے انہیں ملیں گے وہ ان کے چہروں پر ماریں گے اور وہ پلٹ جائیں گے، لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے وہ ایک دوسرے کو پکاریں گے، اسی کے متعلق اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”پکارنے (قیامت) کا دن، جس دن پیٹھ پھیر کر بھاگو گے تمہیں اللہ سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا، اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔“ پس وہ اسی اثنا میں ہوں گے کہ زمین پھٹ جائے گی، پس وہ ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھٹ جائے گی، وہ ایک بڑا واقعہ دیکھیں گے، اس وجہ سے وہ کرب و ہول کا شکار ہو جائیں گے جس کے متعلق اللہ خوب جانتا ہے، پھر آسمان تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا، پھر وہ ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھٹ جائے گا۔ پھر سورج اور چاند بے نور ہو جائیں گے اور ستارے جھڑ جائیں گے، پھر ان سے آسمان کو ہٹا لیا جائے گا۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کو اس میں سے کسی چیز کا علم نہیں ہوگا۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ کے فرمان میں جو یہ استثناء کا ذکر ہے: ”پس جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، سب گھبرا اٹھیں گے مگر جسے اللہ چاہے۔“ تو یہ استثناء کسے حاصل ہوگا؟ ”آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شہداء ہیں، وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، یہ گھبراہٹ زندوں تک پہنچے گی، پس اللہ انہیں اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ و مامون رکھے گا، اور وہ اللہ کا عذاب ہے وہ اسے اپنی مخلوق کے بدترین لوگوں پر بھیجے گا، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ، بے

مِنْ قُطْرٍ إِلَى قُطْرٍ، فَرَأَوْا أَمْرًا عَظِيمًا فَآخَذَهُمْ لَذِكِ مِنَ الْكُرْبِ وَالْهَوْلِ مَا اللَّهُ بِهِ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ، ثُمَّ انشَقَّتْ مِنْ قُطْرٍ إِلَى قُطْرٍ، ثُمَّ انْحَسَفَتْ شَمْسُهَا وَقَمَرُهَا وَانْتَثَرَتْ نُجُومُهَا، ثُمَّ كُشِطَتِ السَّمَاءُ عَنْهُمْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالْأَمْوَاتُ لَا يَعْلَمُونَ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اسْتَشْنَى اللَّهُ حِينَ يَقُولُ: ﴿فَفَزَعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ﴾ (النمل: ۸۷)، فَقَالَ: أُولَئِكَ الشَّهَدَاءُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ، وَإِنَّمَا يَصِلُ الْفَزَعُ إِلَى الْأَحْيَاءِ، فَوَقَاهُمُ اللَّهُ فَزَعَ ذَلِكَ الْيَوْمِ، وَآمَنَهُمْ مِنْهُ، وَهُوَ عَذَابُ اللَّهِ يَبْعَثُهُ عَلَى شَرَارِ خَلْقِهِ، وَهِيَ الَّتِي يَقُولُ اللَّهُ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ، يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمَلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾ (الحج: ۱)، قَالَ: فَيَمُكُّثُونَ فِي ذَلِكَ الْبَلَاءِ مَا شَاءَ اللَّهُ، إِلَّا أَنَّهُ يَطُولُ ذَلِكَ، ثُمَّ يَأْمُرُ اللَّهُ إِسْرَافِيلَ بِنَفْخَةِ الصَّعَقِ فَيُصْعِقُ أَهْلَ السَّمَوَاتِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ

شک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے، جس دن تم اسے دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنی اولاد کو بھول جائے گی جن کو اس نے دودھ پلایا ہے، اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور تم لوگوں کو مدہوش دیکھو گے جبکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔“

فرمایا: وہ اس آزمائش میں جب تک اللہ چاہے گا رہیں گے، البتہ یہ عرصہ طویل ہوگا۔ پھر اللہ اسرائیل علیہ السلام کو نفع صعق (بے ہوش ہو جانے کے متعلق پھونک) کے متعلق حکم فرمائے گا، تو آسمانوں والے اور زمین والے بے ہوش ہو جائیں گے سوائے اس کے جسے اللہ چاہے گا، پس وہ بے حس و حرکت ہو جائیں گے، ملک الموت الجبار (اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں حاضر ہو کر کہے گا: پروردگار! آسمانوں والے اور زمین والے مر چکے ہیں سوائے ان کے جیسے تو نے چاہا، اللہ اسے فرمائے گا، جبکہ وہ خوب جاننے والا ہے: باقی کون بچا ہے؟ تو وہ عرض کرے گا: پروردگار! تو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے تجھے موت نہیں آئے گی، تیرے عرش کو اٹھانے والے، جبریل و میکائیل اور میں باقی رہ گئے ہیں، اللہ فرمائے گا: جبریل و میکائیل کو مار دے، تو عرش بولے گا اور کہے گا: اے رب! کیا آپ جبریل و میکائیل کو بھی مار دیں گے تو اللہ اسے فرمائے گا: خاموش ہو جا، جو میرے عرش کے نیچے ہے میں نے اس پر مرنا لکھ دیا ہے، پس وہ مر جائیں گے اور ملک الموت الجبار کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرے گا: رب جی! جبریل و میکائیل وفات پا گئے ہیں، اللہ اسے فرمائے گا، جبکہ وہ خوب جانتا ہے: کون باقی بچا ہے؟ وہ عرض کرے

اللَّهُ، فَإِذَا هُمْ حَمَدُوا وَحُمُودًا، فَجَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى الْجَبَّارِ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، قَدْ مَاتَ أَهْلُ السَّمَوَاتِ وَأَهْلُ الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شِئْتَ، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ وَهُوَ أَعْلَمُ: فَمَنْ بَقِيَ؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، أَنْتَ الْحَيُّ لَا تَمُوتُ وَبَقِيَ حَمَلَةُ عَرْشِكَ وَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَأَنَا، فَيَقُولُ اللَّهُ: لِيَمُتْ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، قَالَ: فَيَتَكَلَّمُ الْعَرْشُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، أَنْمَيْتُ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ؟ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ: اسْكُتْ فَإِنِّي كَتَبْتُ عَلَى مَنْ كَانَ تَحْتَ عَرْشِي الْمَوْتَ، فَيَمُوتَانِ وَيَأْتِي مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى الْجَبَّارِ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، قَدْ مَاتَ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ وَهُوَ أَعْلَمُ: فَمَنْ بَقِيَ؟ فَيَقُولُ: بَقِيَتْ أَنْتَ الْحَيُّ لَا تَمُوتُ وَبَقِيَ حَمَلَةُ عَرْشِكَ وَأَنَا، فَيَقُولُ اللَّهُ: لِيَمُتْ حَمَلَةُ عَرْشِي، فَيَمُوتُونَ، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ وَهُوَ أَعْلَمُ: فَمَنْ بَقِيَ؟ فَيَقُولُ بَقِيَتْ أَنْتَ الْحَيُّ لَا تَمُوتُ وَبَقِيَتْ أَنَا، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ: أَنْتَ خَلَقْتَ مِنْ خَلْقِي، خَلَقْتَنِي لِمَا قَدْ رَأَيْتَ فَمُتْ، فَيَمُوتُ، فَإِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ الصَّمَدُ الَّذِي لَيْسَ بِوَالِدٍ وَلَا وَلَدٍ كَانَ آخِرًا كَمَا كَانَ أَوَّلًا، قَالَ: خُلُودٌ لَا مَوْتَ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَا مَوْتَ عَلَى أَهْلِ النَّارِ، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ؟ لِمَنِ الْمُلْكُ

گا: تو ہمیشہ زندہ رہنے والا باقی بچا ہے جسے موت نہیں آئے گی، تیرے عرش کو اٹھانے والے اور میں باقی بچا ہوں، اللہ فرمائے گا: میرے عرش کو اٹھانے والے فوت ہو جائیں۔ تو وہ فوت ہو جائیں گے۔ اللہ اسے فرمائے گا، جبکہ وہ خوب جانتا ہے: کون باقی بچا ہے؟ وہ عرض کرے گا: تو ہمیشہ زندہ رہنے والا باقی رہ گیا ہے، جسے موت نہیں آئے گی اور میں باقی رہ گیا ہوں، تو اللہ اسے فرمائے گا: تو میری مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے تو نے جو دیکھا ہے میں نے تجھے اس لیے پیدا کیا تھا، پس مرجا، تو وہ مرجائے گا۔ پس جب صرف اللہ الواحد القہار الصمد جو کہ واحد ہے نہ اس کی اولاد ہے باقی رہ جائے گا، جس طرح وہ اول تھا وہی آخر پر رہ جائے گا تو وہ فرمائے گا: بس اب خلود (بہشتی) ہے جنتیوں پر موت ہے نہ جہنمیوں پر۔ پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: ”آج کس کی بادشاہت ہے؟ کس کی بادشاہت ہے؟“ کوئی اسے جواب نہیں دے گا، پھر وہ اپنے آپ سے فرمائے گا: ”اللہ اکیلے غالب کے لیے ہے۔“ پھر اللہ آسمانوں اور زمین کو کتاب کے لیے لکھے گئے طواریک طرح لپیٹ دے گا، پھر اللہ آسمان اور زمین کو دوسری زمین سے بدل دے گا، پھر ان دونوں کو کشادہ کر دے گا، پھر انہیں اچک لے گا، پھر فرمائے گا: میں الجبار ہوں، پھر آسمان اور زمین کو دوسری زمین سے بدل دے گا، پھر انہیں کشادہ کر دے گا، پھر انہیں اچک لے گا، پس تین بار کہے گا: میں الجبار ہوں، جو کوئی میرا شریک تھا وہ آئے، سنو میرا جو کوئی شریک تھا وہ آئے، کوئی بھی نہیں آئے گا، تو وہ اسے ادیم عکاظ کی طرح کشادہ کر

الْيَوْمَ؟ فَلَا يُجِيبُهُ أَحَدٌ، ثُمَّ يَقُولُ لِنَفْسِهِ: لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، ثُمَّ يَطْوِي اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كَطَيِّ السِّجْلِ لِلْكِتَابِ، ثُمَّ يُبَدِّلُ اللَّهُ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ، ثُمَّ دَحَاهَا، ثُمَّ يَلْفُفُهَا، ثُمَّ قَالَ: أَنَا الْجَبَّارُ، ثُمَّ يُبَدِّلُ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ، ثُمَّ دَحَاهُمَا، ثُمَّ يَلْفُفُهَا فَقَالَ ثَلَاثًا: أَنَا الْجَبَّارُ، أَلَا مَنْ كَانَ لِي شَرِيكًا فَلْيَأْتِ، فَلَا يَأْتِيهِ أَحَدٌ، فَيَسْطُهَا وَيَسْطُحُهَا وَيَمُدُّهَا مَدَّ الْأَدِيمِ الْعُكَاظِي لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا، ثُمَّ يَزْجُرُ اللَّهُ الْخَلْقَ زَجْرَةً وَاحِدَةً، فَإِذَا هُمْ فِي هَذِهِ الْمُبَدَّلَةِ فِي مِثْلِ مَوَاضِعِهِمُ الْأُولَى، مَنْ كَانَ فِي بَطْنِهَا كَانَ فِي بَطْنِهَا، وَمَنْ كَانَ عَلَى ظَهْرِهَا كَانَ عَلَى ظَهْرِهَا، ثُمَّ يُنَزِّلُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَاءً مِّنْ تَحْتِ الْعَرْشِ فَتُمْطَرُ السَّمَاءُ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، فَيَنْبُتُونَ كَنْبَاتِ الطَّرَائِثِ وَكَنْبَاتِ الْبُقُلِ، حَتَّى إِذَا تَكَامَلَتْ أَجْسَادُهُمْ فَكَانَتْ كَمَا كَانَتْ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: لِيَحْيَى حَمَلَةُ الْعَرْشِ فَيَحْيُونَ، ثُمَّ يَقُولُ: لِيَحْيَى جِبْرِيْلُ وَمِيكَائِيلُ فَيَحْيِيَانِ، ثُمَّ يَأْمُرُ اللَّهُ إِسْرَافِيْلَ فَيَقُولُ لَهُ: انْفُخْ نَفْخَةَ الْبَعْثِ، وَيَنْفُخْ نَفْخَةَ الْبَعْثِ، فَتَخْرُجُ الْأَرْوَاحُ كَأَنَّهَا النَّحْلُ قَدْ

کے بچھا دے گا، اس میں کوئی ٹیڑھا پن نظر آئے گا نہ کوئی ٹیلہ (نشیب و فراز) پھر اللہ مخلوق کو خوب ڈانٹے گا، تو وہ اس تبدیلی میں اپنے پہلے مقامات کی حالت میں ہوں گے، جو اس کے بطن (پیٹ) میں ہوگا تو وہ اس کے بطن میں ہوگا اور جو اس کی پشت پر ہوگا تو وہ اس کی پشت پر ہوگا، پھر اللہ عرش کے نیچے سے ان پر پانی نازل فرمائے گا تو ان پر چالیس روز بارش ہوگی تو وہ طرثوث اور ترکاری کی طرح اُگ آئیں گے حتیٰ کہ جب ان کے جسم مکمل ہو جائیں گے جس طرح کہ وہ ہے تو اللہ عزوجل فرمائے گا: حاملین عرش زندہ ہو جائیں، پس وہ زندہ ہو جائیں گے، پھر فرمائے گا: جبریل و میکائیل زندہ ہو جائیں، تو وہ زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ اسرافیل کو حکم فرماتے ہوئے فرمائے گا: نغمہ بعث (دوبارہ جی اٹھنے کے لیے صور) پھونکو، وہ نغمہ بعث پھونکیں گے، تو روحیں شہد کی مکھیوں کی طرح نکل آئیں گی اور زمین و آسمان کا درمیانی حصہ بھر جائے گا، الجبار فرمائے گا: میری عزت و جلال کی قسم! ہر روح اپنے جسم کی طرف لوٹ جائے، پس روحیں زمین میں اجساد میں داخل ہو جائیں گی، پھر وہ نتھنوں میں اس طرح چلیں گی جس طرح زہر اس شخص کے جسم میں سرایت کرتا ہے جسے کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا ہو، پھر زمین ان پر سے پھٹ جائے گی۔ اور سب سے پہلے مجھ پر سے زمین پھٹے گی۔ پھر تم تیزی کے ساتھ نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑو گے اور اس وقت تم سب تیس سال کی عمر کے ہو گے اور زبان سریانی ہوگی۔ ”تم پکارنے والے کی طرف عاجزی و انکساری کے ساتھ (سراٹھائے ہوئے) دوڑتے

مَلَأَتْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، يَقُولُ الْجَبَّارُ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَيَرْجِعَنَّ كُلُّ رُوحٍ إِلَى جَسَدِهِ، فَتَدْخُلُ الْأَرْوَاحُ فِي الْأَرْضِ عَلَى الْأَجْسَادِ، ثُمَّ تَمْشِي فِي الْخَيَاشِيمِ كَمْشِي السَّمِّ فِي اللَّدِيغِ، ثُمَّ تَنْشَقُّ عَنْهُمْ الْأَرْضُ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، فَتَخْرُجُونَ سِرَاعًا إِلَى رَبِّكُمْ تَسْئَلُونَ، كَلِّكُمْ عَلَى سِنِّ ثَلَاثِينَ، وَاللِّسَانُ يَوْمَئِذٍ سُريَانِيَّةٌ، ﴿مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَذَا يَوْمَ عَسِرٌ﴾ (القمر: ۸)، ذَلِكَ يَوْمَ الْخُرُوجِ، يُوقَفُونَ فِي مَوْقِفٍ وَاحِدٍ مَقْدَارَ سَبْعِينَ عَامًا، حُفَاةَ عُرَاةٍ غُلْفًا غُرْلًا، لَا يَنْظُرُ إِلَيْكُمْ وَلَا يَقْضِي بَيْنَكُمْ، فَيَبْكِي الْخَلَائِقُ حَتَّى يَنْقَطِعَ الدَّمْعُ وَيَذْمَعُونَ دَمًا، وَيَعْرِفُونَ حَتَّى يَبْلُغَ ذَلِكَ مِنْهُمْ الْأَذْقَانَ وَيُلْجِمُهُمْ، ثُمَّ يَضْجُونَ يَقُولُونَ: مَنْ يَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّنَا لِيَقْضِيَ بَيْنَنَا؟، يَقُولُونَ: وَمَنْ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْ أَيْبِكُمْ آدَمَ، خَلَقَهُ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَكَلَّمَهُ قُبْلًا، فَيُوتَى آدَمَ فَيَطْلُبُ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَيَأْبَى فَيَسْتَقْرِوْنَ الْأَنْبِيَاءَ نَبِيًّا نَبِيًّا، كُلَّمَا جَاءَ وَنَبِيًّا أَبِي، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَتَّى يَأْتُونِي فَإِذَا جَاءَ وَنِي انْطَلَقْتُ حَتَّى آتِيَ الْفَحْصَ فَأَخْرَجُ قُدَّامَ الْعَرْشِ سَاجِدًا، فَيَبْعَثُ اللَّهُ

ہوئے آؤ گے، کافر کہیں گے یہ تو سخت دن ہے۔“ یہ (قبروں سے) نکلنے کا دن ہے، انہیں ایک ہی جگہ ٹھہرایا جائے گا، وہاں مدت قیام ستر سال ہوگی اور وہ ننگے بدن اور ننگے پاؤں، غیر مختون ہوں گے، تمہاری طرف دیکھا جائے گا نہ تمہارے درمیان فیصلہ کیا جائے گا، مخلوق رورہی ہوگی حتیٰ کہ آنسو ختم ہو جائیں گے اور پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے، پسینے سے شرابور ہوں گے حتیٰ کہ ان میں سے کچھ کو ٹھوڑیوں تک پسینہ پہنچا ہوگا، اور انہیں لگام ڈالی جائے گی، پھر وہ چیخ و پکار کرتے ہوئے کہیں گے: ہمارے رب کے حضور کون ہماری سفارش کرتا ہے تاکہ وہ ہمارے درمیان فیصلہ فرما دے؟ وہ کہیں گے: تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے علاوہ کون اس کا زیادہ حق دار ہے، اللہ نے انہیں اپنے ہاتھ سے تخلیق فرمایا، اس میں اپنی روح پھونکی اور بالمشافہ ان سے کلام فرمایا، آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، ان سے درخواست کی جائے گی تو وہ انکار کر دیں گے، وہ ایک ایک نبی کے پاس آ کر درخواست کریں گے لیکن وہ انکار کر دیں گے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حتیٰ کہ وہ میرے پاس آئیں گے، جب وہ میرے پاس آئیں گے تو میں چل کر مقام حوض تک پہنچ کر عرش کے مقابل سجدہ ریز ہو جاؤں گا، تو میرا پروردگار ایک فرشتہ میری طرف بھیجے گا، وہ میرا بازو پکڑ کر مجھے اٹھائے گا۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عرش کے سامنے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ فرمائے گا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ جبکہ وہ خوب جانتا

إِلَىٰ مَلَكًا فَيَأْخُذُ بِعَضِدِي فَيَرْفَعُنِي، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْفَحْصُ؟ فَقَالَ: قُدَامُ الْعَرْشِ، قَالَ: يَقُولُ اللَّهُ: مَا شَأْنُكَ يَا مُحَمَّدٌ؟ وَهُوَ أَعْلَمُ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ، وَعَدْتَنِي الشَّفَاعَةَ فَشَفَعْنِي فِي خَلْقِكَ فَأَفْضِ بَيْنَهُمْ، قَالَ: فَيَقُولُ اللَّهُ أَنَا آتِيكُمْ فَأَفْضِي بَيْنَكُمْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَجِيءُ فَأَرْجِعُ فَأَقِفُ مَعَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا نَحْنُ وَقُوفًا إِذْ سَمِعْنَا حِسًا مِنَ السَّمَاءِ شَدِيدًا فَهَالِنَا، فَنَزَلَ أَهْلُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِمِثْلِي مَنْ فِيهَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، حَتَّىٰ إِذَا دَنَوْنَا مِنَ الْأَرْضِ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ لِنُورِهِمْ فَأَخَذُوا مَصَافَهُمْ، فَقُلْنَا: أَفِيكُمْ رَبُّنَا؟ فَقَالُوا: لَا وَهُوَ آتٍ، ثُمَّ يَنْزِلُ أَهْلُ السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ بِمِثْلِي مَنْ نَزَلَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَبِمِثْلِي مَنْ فِيهَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، حَتَّىٰ إِذَا دَنَوْنَا مِنَ الْأَرْضِ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ لِنُورِهِمْ، وَأَخَذُوا مَصَافَهُمْ، فَقُلْنَا لَهُمْ: أَفِيكُمْ رَبُّنَا؟ فَقَالُوا: لَا وَهُوَ آتٍ، ثُمَّ يَنْزِلُ أَهْلُ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ بِمِثْلِي مَنْ نَزَلَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَبِمِثْلِي مَنْ فِيهَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ حَتَّىٰ إِذَا دَنَوْنَا مِنَ الْأَرْضِ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ لِنُورِهِمْ، وَأَخَذُوا مَصَافَهُمْ، فَقُلْنَا لَهُمْ: أَفِيكُمْ رَبُّنَا؟ فَقَالُوا: لَا وَهُوَ آتٍ، ثُمَّ يَنْزِلُ أَهْلُ السَّمَوَاتِ

ہے، میں عرض کروں گا: رب جی! تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا، پس اپنی مخلوق کے متعلق میری شفاعت قبول فرما اور ان کے درمیان فیصلہ فرما۔“ فرمایا: ”اللہ فرمائے گا، میں تمہارے ہاں آ کر تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پس میں واپس آ کر لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا، اس اثنا میں کہ ہم کھڑے ہوں گے، اچانک ہم آسمان سے سخت آہٹ سنیں گے وہ ہمیں خوف زدہ کر دے گی، وہاں موجود جن وانس سے دوگنا آسمان دنیا والے نازل ہوں گے، حتیٰ کہ جب وہ زمین کے قریب پہنچیں گے تو زمین ان کے نور سے منور ہو جائے گی، وہ صفیں باندھ لیں گے، ہم انہیں کہیں گے: کیا تم میں ہمارا رب ہے؟ وہ کہیں گے: نہیں، وہ آنے ہی والا ہے، پھر تیسرے آسمان والے نازل ہونے والے فرشتوں اور وہاں موجود جن وانس سے دوگنا مقدار میں نازل ہوں گے، حتیٰ کہ جب وہ زمین کے قریب آجائیں گے تو زمین ان کے نور سے منور ہو جائے گی اور وہ اپنی صفیں باندھ لیں گے، ہم انہیں کہیں گے: کیا ہمارا رب تم میں ہے؟ وہ کہیں گے: نہیں، بس وہ آنے ہی والا ہے، پھر ایک ایک آسمان سے اس اضافے کے ساتھ تمام آسمانوں والے نازل ہوں گے حتیٰ کہ فرشتوں اور بادلوں کے سائے میں الجبار نازل ہوگا، آٹھ فرشتے اس کا عرش اٹھائے ہوئے ہوں گے، وہ اس دن چار ہوں گے ان کے قدم ارض سفلی کی سرحدوں پر ہوں گے، آسمان اور زمینیں ان کے ازار باندھنے کی جگہ پر ہوں گے اور عرش ان کے کندھوں پر ہوگا، ان کی تسبیح سے ایک شور ہوگا، اور

سَمَاءَ سَمَاءَ عَلَى قَدَرٍ ذَلِكَ مِنَ التَّضْعِيفِ حَتَّى يَنْزَلَ الْجَبَّارُ فِي ظَلَمٍ مِنَ الْعَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ تَحْمِلُ عَرْشَهُ ثَمَانِيَةً، وَهُمْ الْيَوْمَ أَرْبَعَةٌ، أَقْدَامُهُمْ عَلَى تُحُومِ الْأَرْضِ السُّفْلَى، وَالْأَرْضُونَ وَالسَّمَوَاتُ عَلَى حُجْرِهِمْ وَالْعَرْشُ عَلَى مَنَاكِبِهِمْ، لَهُمْ زَجَلٌ مِنَ التَّسْبِيحِ، وَتَسْبِيحُهُمْ أَنْ يَقُولُوا: سُبْحَانَكَ ذِي الْمُلْكِ ذِي الْمَلَكُوتِ، سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ ذِي الْجَبْرُوتِ، سُبْحَانَ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ، قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ، سُبْحَانَ رَبَّنَا الْأَعْلَى، سُبْحَانَ رَبِّ الْمَلَكُوتِ وَالْجَبْرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالسُّلْطَانِ وَالْعِظْمَةِ، سُبْحَانَهُ أَبَدَ الْأَبَدِ، سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، سُبْحَانَ الَّذِي يُمِيتُ الْخَلَائِقَ وَلَا يَمُوتُ. ثُمَّ يَضَعُ اللَّهُ عَرْشَهُ حَيْثُ يَشَاءُ مِنَ الْأَرْضِ فَيَقُولُ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا يُجَاوِزُنِي أَحَدٌ الْيَوْمَ يَظْلَمُ، ثُمَّ يَنَادِي نِدَاءً يُسْمَعُ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ، فَيَقُولُ: إِنِّي أَنْصِتُ لَكُمْ مِنْذُ خَلَقْتُكُمْ، أَبْصِرْ أَعْمَالَكُمْ وَأَسْمِعْ قَوْلَكُمْ، فَأَنْصِتُوا إِلَيَّ فَإِنَّمَا هِيَ صُحُفُكُمْ وَأَعْمَالُكُمْ تُقْرَأُ عَلَيْكُمْ فَمَنْ وَجَدَ الْيَوْمَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ، ثُمَّ يَأْمُرُ اللَّهُ جَهَنَّمَ فَيَخْرُجُ مِنْهَا عُنُقٌ سَاطِعٌ مُظْلِمٌ، فَيَقُولُ:

ان کی تسبیح کے یہ الفاظ ہوں گے: ((سُبْحَانَكَ ذِي الْمُلْكِ ذِي الْمَلَكُوتِ، سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ ذِي الْجَبْرُوتِ، سُبْحَانَ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ، قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ، سُبْحَانَ رَبِّنَا الْأَعْلَى، سُبْحَانَ رَبِّ الْمَلَكُوتِ وَالْجَبْرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالسُّلْطَانِ وَالْعِظْمَةِ، سُبْحَانَهُ أَبَدَ الْأَبَدِ، سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، سُبْحَانَ الَّذِي يُمِيتُ الْخَلَائِقَ وَلَا يَمُوتُ.))

پھر اللہ زمین کے جس حصے پر چاہے گا، اپنا عرش رکھے گا، وہ فرمائے گا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! آج کوئی ظلم کے ساتھ میرے پاس نہیں رہ سکے گا، پھر وہ ایک آواز دے گا جسے وہ ساری مخلوق کو سناے گا، فرمائے گا: میں نے جب سے تمہیں پیدا فرمایا، تب سے تمہاری خاطر خاموشی اختیار کیے رکھی، میں تمہارے اعمال دیکھتا تھا اور تمہارے اقوال سنتا تھا، پس تم میری خاطر خاموشی اختیار کرو، یہ تمہارے رجسٹر اور تمہارے اعمال ہیں جو پڑھ کر تمہیں سناے جائیں گے، جو خیر و بھلائی پائے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرے، اور جو اس کے علاوہ کوئی چیز پائے تو وہ صرف اپنے آپ ہی کو ملامت کرے، پھر اللہ جنہم کو حکم فرمائے گا تو اس میں سے ایک گردن بلند ہوگی، وہ کہے گی: ”مجرمو! آج الگ ہو جاؤ۔“ کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا۔..... (پس) اس قول تک کہ ”اس (شیطان) نے تم میں سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر دیا، کیا تمہیں عقل نہیں تھی۔“ فرمایا: ”جن و انس کے علاوہ اللہ اپنی ساری مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمادے گا، اور ایک دوسرے سے بدلہ

﴿أَمْتَارُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ، أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ﴾ (یس: ۵۹) ﴿إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَلَقَدْ أَصَلَّ مِنْكُمْ جِبَلًا كَثِيرًا، أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ﴾ (یس: ۶۲)، قَالَ: فَيَقْضِي اللَّهُ بَيْنَ خَلْقِهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ يُقِيدُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ، حَتَّىٰ إِنَّهُ لَيُقِيدُ الْجَمَاءَ مِنْ ذَاتِ الْقُرْنِ، فَإِذَا لَمْ تَبْقَ تَبَعَةٌ لِيُوَاحِدَةً عِنْدَ أُخْرَىٰ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهَا: كُونِي تَرَابًا فَعِنْدَ ذَلِكَ: ﴿يَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تَرَابًا﴾ (النبا: ۴۰)، ثُمَّ يَقْضِي اللَّهُ بَيْنَ الثَّقَلَيْنِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، فَيَكُونُ أَوَّلُ مَا يَقْضِي فِيهِ الدَّمَاءَ، فَيُؤْتِي بِالَّذِي كَانَ يَقْتُلُ فِي الدُّنْيَا عَلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ وَكِتَابِهِ وَيُؤْتِي بِالَّذِي قُتِلَ كُلُّهُمْ يَحْمِلُ رَأْسَهُ تَشْخَبُ أَوْ دَاجُهُ دَمًا، فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا قَتَلَنِي هَذَا، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ وَهُوَ أَعْلَمُ: لِمَ قَتَلْتَ هَذَا؟ فَيَقُولُ: قَتَلْتَهُ لِتَكُونَ الْعِزَّةَ لَكَ، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ: صَدَقْتَ، فَيَجْعَلُ اللَّهُ لِيُوجِّهَهُ مِثْلَ نُورِ الشَّمْسِ وَتُشِيعُهُ الْمَلَائِكَةُ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيُؤْتِي بِالَّذِي كَانَ يَقْتُلُ فِي الدُّنْيَا عَلَىٰ غَيْرِ طَاعَةِ اللَّهِ وَأَمْرِهِ تَعَزُّزًا فِي الدُّنْيَا، وَيُؤْتِي بِالَّذِي قُتِلَ، كُلُّهُمْ يَحْمِلُ رَأْسَهُ تَشْخَبُ أَوْ دَاجُهُ دَمًا، فَيَقُولُ: يَا رَبَّنَا قَتَلْتَ هَذَا، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ وَهُوَ أَعْلَمُ: لِمَ قَتَلْتَ هَذَا وَهُوَ أَعْلَمُ فَيَقُولُ: قَتَلْتَهُ لِتَكُونَ الْعِزَّةَ

لِي ، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ: تَعَسْتَ تَعَسْتَ
تَعَسْتَ ، فَيَسْوِدُ اللَّهُ وَجْهَهُ وَتَزْرُقُ عَيْنَاهُ
فَلَا تَبْقَى نَفْسٌ قَتَلَهَا إِلَّا قُتِلَ بِهَا ، ثُمَّ
يَقْضِي اللَّهُ بَيْنَ مَنْ بَقِيَ مِنْ خَلْقِهِ حَتَّىٰ إِنَّهُ
لَيَكْلِفُ يَوْمَئِذٍ شَائِبَ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ ، ثُمَّ
يَبِيعُهُ أَنْ يُخْلَصَ الْمَاءَ مِنَ اللَّبَنِ حَتَّىٰ إِذَا
لَمْ يَبْقَ لِأَحَدٍ عِنْدَ أَحَدٍ تَبِعَةٌ نَادَىٰ مُنَادٍ
فَأَسْمَعَ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ فَقَالَ: أَلَا لَتَلْحَقَ كُلُّ
قَوْمٍ بِآلِهَتِهِمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ
اللَّهِ فَلَا يَبْقَىٰ أَحَدٌ عَبْدٌ دُونَ اللَّهِ شَيْئًا إِلَّا
مُثِلَتْ لَهُ آلِهَتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَجْعَلُ مَلَكٌ مِنَ
الْمَلَائِكَةِ يَوْمَئِذٍ عَلَىٰ صُورَةِ عَزِيرٍ ، فَيَتَّبِعُهُ
الْيَهُودُ ، وَيَجْعَلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَوْمَئِذٍ
عَلَىٰ صُورَةِ عِيسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَتَّبِعُهُ
النَّصَارَىٰ ، ثُمَّ تَقُودُهُمْ آلِهَتُهُمْ إِلَى النَّارِ ،
وَهِيَ الَّتِي يَقُولُ اللَّهُ: ﴿لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ آلِهَةً
مَا وَرَدُوهَا﴾ (الأنبياء: ۹۹) قَالَ: ثُمَّ يَأْتِيهِمْ
اللَّهُ فِيمَا شَاءَ مِنْ هَيْبَةٍ ، فَيَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ
قَدْ ذَهَبَ النَّاسُ الْحَقُّوًّا بِآلِهَتِكُمْ وَمَا كُنْتُمْ
تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ، فَيَقُولُونَ: وَاللَّهِ مَا
لَنَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ ، وَمَا كُنَّا نَعْبُدُ غَيْرَهُ ،
قَالَ: فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ وَهُوَ اللَّهُ مَعَهُمْ ثُمَّ
يَأْتِيهِمُ اللَّهُ فِيمَا شَاءَ مِنْ هَيْبَتِهِ ، فَيَقُولُ:
أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ ذَهَبَ النَّاسُ الْحَقُّوًّا
بِآلِهَتِكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ،

دلانے گا، حتیٰ کہ وہ سینگ والی سے سینگ کے بغیر والی کو
بدلہ دلائے گا، پس جب کسی کا کسی کے ہاں کوئی بدلہ باقی
نہیں رہے گا، اللہ عزوجل اسے فرمائے گا: مٹی ہو جا، اس
وقت کافر کہے گا: ”کاش کہ میں مٹی ہوتا۔“ پھر اللہ جن
وانس کے درمیان فیصلہ کرے گا، سب سے پہلے خون
(قتل) کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا، پس اس شخص کو لایا
جائے گا جو دنیا میں قتل کیا کرتا تھا، اللہ کی کتاب اور اس
کے امر کے مطابق ایسے کرتا تھا اور پھر مقتول کو پیش کیا
جائے گا، وہ اپنا سر اٹھائے ہوئے ہوگا اس کی رگوں سے
خون بہتا ہوگا، وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار! اس شخص
نے مجھے قتل کیا ہے، اللہ اسے فرمائے گا، جبکہ وہ خوب جانتا
ہے: تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے اسے
اس لیے قتل کیا تاکہ عزت وغلبہ تمہارے لیے ہو جائے،
اللہ اسے فرمائے گا: تم نے سچ کہا ہے، اللہ اس کے چہرے
کے لیے مثل نور آفتاب بنادے گا اور فرشتے جنت تک اس
کے ساتھ ساتھ چلیں گے، پھر اس شخص کو لایا جائے گا جو
دنیا میں اللہ کی اطاعت اور اس کے امر سے ہٹ کر دنیا
میں غلبہ حاصل کرنے کے لیے قتل کیا کرتا تھا، اور مقتول کو
بھی لایا جائے گا، وہ اپنا سر اٹھائے ہوئے ہوگا اس کی
رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا، وہ (مقتولین) کہیں گے:
ہمارے رب! اس نے ہمیں قتل کیا ہے، پس اللہ تعالیٰ
اسے فرمائے گا، جبکہ وہ خوب جانتا ہے: تم نے انہیں کیوں
قتل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے انہیں اس لیے قتل کیا تاکہ
میرے لیے عزت وغلبہ ہو جائے، اللہ اسے فرمائے گا، تو
برباد ہو گیا، برباد ہو گیا۔ اللہ اس کے چہرے کو سیاہ بنادے

گا اور اس کی آنکھیں نیلی بنا دے گا، اس نے جس بھی نفس کو قتل کیا ہوگا، اسے اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا، پھر اللہ اپنی مخلوق میں سے بچ جانے والوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا، حتیٰ کہ وہ اس دن دودھ میں پانی ملانے والے کو اس بات کا مکلف ٹھہرائے گا کہ وہ دودھ میں سے پانی کو الگ کرے، حتیٰ کہ جب کسی کا کسی کے ہاں کوئی ذمے داری باقی نہیں رہے گی تو منادی کرنے والا اعلان کرے گا تو وہ ساری مخلوق کو سنائے گا، پس وہ کہے گا: سن لو! ہر وہ قوم جو اللہ کو چھوڑ کر کسی اور معبود کی پوجا کیا کرتی تھی، وہ اپنے اپنے معبود کے ساتھ مل جائے، جو بھی اللہ کے علاوہ کسی چیز کی پوجا کیا کرتا تھا، اسے اس کے معبود کی شکل میں تشکیل دے کر اس کے سامنے پیش کیا جائے گا، اس دن فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو عزیر علیہ السلام کی صورت میں بنا دیا جائے گا تو یہود اس کی اتباع کریں گے، اور ایک فرشتے کو عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں بنا دیا جائے گا تو نصاریٰ اس کی اتباع کریں گے، پھر ان کے معبود انہیں جہنم کی طرف لے جائیں گے، اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اگر وہ (حقیقی) معبود ہوتے تو وہ اس میں داخل نہ ہوتے۔“ فرمایا: ”پھر اللہ جس ہنیت میں چاہے گا ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا: لوگو! لوگ جا چکے، تم اللہ کو چھوڑ کر جن معبودوں کی پوجا کیا کرتے تھے ان کے ساتھ جا ملو، وہ کہیں گے: اللہ کے علاوہ تو ہمارا کوئی معبود نہیں، ہم اس کے علاوہ کسی اور کی پوجا نہیں کیا کرتے تھے، پس وہ ان سے الگ ہو جائے گا اور وہ ان کے درمیان اللہ ہوگا، پھر وہ اپنی جس ہنیت میں چاہے گا ان

فَيَقُولُونَ: وَاللَّهِ مَا لَنَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ، وَمَا كُنَّا نَعْبُدُ غَيْرَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ وَهُوَ اللَّهُ مَعَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِيهِمُ اللَّهُ فِيمَا شَاءَ مِنْ هَبِيَّتِهِ، فَيَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ ذَهَبَ النَّاسُ الْحَقُّوَا بِآلِهَتِكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ، فَيَقُولُونَ: مَا كُنَّا نَعْبُدُ غَيْرَهُ، فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَهَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ مِنْ آيَةٍ تَعْرِفُونَهَا، قَالَ: فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ، فَيَتَجَلَّى لَهُمْ مِنْ عَظَمَةِ اللَّهِ مَا يَعْرِفُونَ بِهِ أَنَّهُ رَبُّهُمْ فَيَخِرُّونَ سُجَّدًا، وَيَجْعَلُ اللَّهُ أَصْلَابَ الْمُنَافِقِينَ كَصِيَاصِي الْبَقْرِ، وَيَخِرُّونَ عَلَى أَقْفَيْتِهِمْ، ثُمَّ يَأْذُنُ اللَّهُ لَهُمْ أَنْ يَرْفَعُوا رُءُوسَهُمْ، وَيُضْرَبُ بِالصِّرَاطِ بَيْنَ ظَهْرَانِي جَهَنَّمَ كَحَدِّ الشَّعْرَةِ أَوْ كَحَدِّ السِّيفِ لَهُ كَلَالِيْبٌ وَخَطَاطِيفٌ وَحَسَكٌ كَحَسَكِ السَّعْدَانِ، دُونَهُ جِسْرٌ دَحِيضٌ مَزْلَقَةٌ، فَيَمْرُؤُونَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَلَمَعِ الْبَرْقِ وَكَمَرِ الرِّيحِ وَكَأَجَاوِيدِ الْحَيْلِ وَكَأَجَاوِيدِ الرِّكَابِ وَكَأَجَاوِيدِ الرِّجَالِ، فَتَاجِ سَالِمٍ، وَتَاجِ مَخْدُوشٍ وَمَكْدُوسٍ عَلَى وَجْهِهِ، فَيَقَعُ فِي جَهَنَّمَ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ أَوْبَقَّتْهُمْ أَعْمَالُهُمْ فَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُ النَّارُ قَدَمِيهِ لَا تُجَاوِزُ ذَلِكَ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى نِصْفِ سَاقِيهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى حَقْوِيهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُ كُلَّ

کے پاس آئے گا، تو کہے گا: لوگو! تم اللہ کے علاوہ جس کی پوجا کیا کرتے تھے اپنے ان معبودوں کے ساتھ جا ملو، وہ عرض کریں گے: ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کی پوجا نہیں کیا کرتے تھے، وہ فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں، کیا تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان کوئی نشانی ہے، جسے تم پہچانتے ہو؟“ فرمایا: ”پس پنڈلی سے کپڑا اٹھایا جائے گا، تو اللہ کی عظمت ان پر ظاہر ہو جائے گی جس کے ذریعے وہ پہچانیں گے کہ وہ ان کا رب ہے، پس وہ سجدہ ریز ہو جائیں گے اور اللہ منافقوں کی کمر کو تیل/گائے کے سینگوں کی طرح سخت کر دے گا، تو وہ اپنی گدی کے بل گر پڑیں گے، پھر اللہ انہیں اجازت دے گا کہ وہ اپنے سر اٹھائیں، اور جہنم کے دونوں سروں کے درمیان بال کی طرح باریک یا تلوار کی طرح تیز پل قائم کیا جائے گا، اس پر آنکڑے اور سعدان کی کانٹے دار گھاس کی طرح کانٹے ہوں گے، پھسلنے والا پل ہوگا، پس وہ اس پر سے آنکھ جھپکنے، بجلی چپکنے، ہوا کے چلنے، سب رفتار گھوڑے، اونٹ اور تیز رفتار آدمیوں کی طرح گزریں گے، پس کوئی سلامتی کے ساتھ گزر جائے گا اور کسی کے جسم پر خراشیں آئیں گی، یہ بھی کامیاب ہوگا، اللہ کی بہت ساری مخلوق جہنم میں گر جائے گی، ان کے اعمال نے انہیں ہلاک کر دیا ہوگا، ان میں سے کسی کو آگ اس کے پاؤں تک پکڑ لے گی اور وہ اس سے تجاوز نہیں کرے گی، کسی کی آگ نصف پنڈلی تک ہوگی اور کسی کے ازار بند کی جگہ تک، اور ان میں سے کوئی چہرے کے علاوہ مکمل طور پر آگ کی لپیٹ میں ہوگا، اللہ نے چہرے پر آگ کو حرام قرار دے دیا ہے، اس لیے

جَسَدِهِ إِلَّا صُورَهُمْ يُحَرِّمُهَا اللَّهُ عَلَيْهَا فَإِذَا أَفْضَى أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ، قَالُوا: مَنْ يَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّنَا لِيُدْخِلَنَا الْجَنَّةَ، قَالَ: فَيَقُولُونَ: وَمَنْ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْ أَيْكُمْ آدَمُ خَلَقَهُ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَكَلَّمَهُ قُبْلًا، فَيُؤْتَى آدَمُ فَيُطَلَّبُ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَيَأْبَى وَيَقُولُ: عَلَيْكُمْ يُنُوحُ؛ فَإِنَّهُ أَوَّلُ رُسُلِ اللَّهِ، فَيُؤْتَى نُوحٌ فَيُطَلَّبُ ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَيَذْكُرُ ذَنْبًا وَيَقُولُ مَا أَنَا بِصَاحِبِ ذَلِكَ، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَهُ خَلِيلًا، فَيُؤْتَى إِبْرَاهِيمُ فَيُطَلَّبُ ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَيَقُولُ: مَا أَنَا بِصَاحِبِ ذَلِكَ وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّ اللَّهَ قَرَّبَهُ نَجِيًّا وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ التَّوْرَةَ، فَيُؤْتَى مُوسَى فَيُطَلَّبُ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَيَقُولُ: مَا أَنَا بِصَاحِبِ ذَلِكَ وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِرُوحِ اللَّهِ وَكَلِمَتِهِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَيُؤْتَى عِيسَى فَيُطَلَّبُ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَيَقُولُ: مَا أَنَا بِصَاحِبِ ذَلِكَ وَلَكِنْ سَادُّكُمْ، عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَيَأْتُونِي وَلِي عِنْدَ رَبِّي ثَلَاثُ شَفَاعَاتٍ وَعَدَنِيهِنَّ، قَالَ: فَآتَى الْجَنَّةَ فَأَخَذُ بِحَلْقَةِ الْبَابِ فَاسْتَفْتَحَ فَيُفْتَحُ لِي فَتَحًا، فَأَحْيَى وَيَرْحَبُ بِي، فَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلْتُهَا نَظَرْتُ إِلَى رَبِّي عَلَى عَرْشِهِ خَرَرْتُ سَاجِدًا، فَاسْجُدْ مَا شَاءَ اللَّهُ

وہ محفوظ ہوگا۔ پس جب جنتی جنت کی طرف اور جہنمی جہنم کی طرف چل پڑیں گے تو وہ کہیں گے: ”ہمارے متعلق ہمارے رب سے کون سفارش کرتا ہے کہ وہ ہمیں جنت میں داخل فرمادے؟“ فرمایا: ”وہ کہیں گے: تمہارے باپ آدم علیہ السلام سے زیادہ اس کا حق دار کون ہے؟ اللہ نے اپنے ہاتھ سے انہیں پیدا فرمایا، ان میں اپنی روح پھونکی اور ان سے براہ راست کلام فرمایا، پس آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق ان سے درخواست کی جائے گی، تو وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے: تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ اللہ کے پہلے رسول ہیں، پس وہ نوح علیہ السلام کے پاس جا کر اس کے متعلق ان سے درخواست کریں گے، تو وہ ایک بات یاد کر کے کہیں گے: میں اس لائق نہیں، تم ابراہیم علیہ السلام کے ہاں جاؤ، کیونکہ اللہ نے انہیں خلیل بنایا ہے، پس ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اس کے متعلق درخواست کی جائے گی، تو وہ فرمائیں گے: میں اس قابل نہیں، تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ اللہ نے ان سے کلام فرمایا ہے اور ان پر تورات نازل فرمائی ہے، پس وہ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اس کا مطالبہ کریں گے، تو وہ فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں، تم روح اللہ اور اس کے کلمہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر ان سے اس کے متعلق درخواست کریں گے، لیکن وہ بھی یہی فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں، لیکن میں تمہاری راہنمائی کر دیتا ہوں، تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔“ فرمایا: ”پس وہ میرے پاس آئیں گے اور میرے رب کے ہاں

أَنْ أَسْجُدَ فَيَأْذُنُ اللَّهُ لِي مِنْ حَمْدِهِ وَتَمَجِيدِهِ بِشَيْءٍ مَا أِذْنُ لِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَرْفَعُ رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ، وَاشْفَعُ تُشْفَعُ وَاسْأَلْ تُعْطَهُ، قَالَ: فَأَقُولُ: يَا رَبِّ، مَنْ وَقَعَ فِي النَّارِ مِنْ أُمَّتِي، فَيَقُولُ اللَّهُ: اذْهَبُوا فَمَنْ عُرِفَتْ صُورَتُهُ فَأَخْرِجُوهُ مِنَ النَّارِ، فَيُخْرِجُ أَوْلِيكَ حَتَّى لَا يَبْقَى أَحَدٌ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ: اذْهَبُوا فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ دِينَارٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ مِنَ النَّارِ، ثُمَّ يَقُولُ: ثَلَاثِي دِينَارٍ، ثُمَّ يَقُولُ: نِصْفُ دِينَارٍ، ثُمَّ يَقُولُ: قِيرَاطٌ، ثُمَّ يَقُولُ: اذْهَبُوا، مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ، قَالَ: فَيُخْرِجُونَ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَعْرَفَ فِي الدُّنْيَا بِمَسَاكِينِكُمْ وَأَزْوَاجِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ بِمَسَاكِينِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ إِذَا دَخَلُوا الْجَنَّةَ، قَالَ: فَيُخْرِجُ أَوْلِيكَ، ثُمَّ يَأْذُنُ اللَّهُ فِي الشَّفَاعَةِ فَلَا يَبْقَى نَبِيٌّ وَلَا شَهِيدٌ وَلَا مُؤْمِنٌ إِلَّا يُشْفَعُ إِلَّا اللَّعَانَ فَإِنَّهُ لَا يَكْتَبُ شَهِيدًا وَلَا يُؤْذَنُ لَهُ فِي الشَّفَاعَةِ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ: أَنَا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ، فَيُخْرِجُ اللَّهُ مِنْ جَهَنَّمَ مَا لَا يُحْصِي عَدَدَهُ إِلَّا هُوَ، فَيُلْقِيهِمْ عَلَى نَهْرٍ يَقَالُ لَهُ الْحَيَوَانُ، فَيَنْبَتُونَ فِيهِ كَمَا تَنْبَتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ مَا يَلِي السَّمْسَ مِنْهَا أَخْيَضَرُ وَمَا

میرے لیے تین شفاعتیں ہیں، جن کا اس نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔“ فرمایا: ”پس میں جنت کے پاس آؤں گا اور دروازے کے حلقے (کنڈے) کو پکڑ کر دروازہ کھولنے کے لیے کہوں گا تو وہ میرے لیے کھول دیا جائے گا، مجھے سلام کیا جائے گا اور خوش آمدید کہا جائے گا، پس میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا، جب میں اس میں داخل ہو جاؤں گا، تو میں اپنے رب کو اس کے عرش پر دیکھوں گا تو سجدہ ریز ہو جاؤں گا، جس قدر اللہ چاہے گا کہ میں سجدے کی حالت میں رہوں میں سجدے میں رہوں گا، اللہ مجھے اپنی تحمید و تمجید میں سے ایسے الفاظ سکھائے گا جو اس نے

يَلِي الظَّلِّ مِنْهَا أَصِيْفُرُ، قَالَ: فَكَانَتْ الْعَرَبُ إِذَا سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَأَنَّكَ كُنْتَ فِي الْبَادِيَةِ، ثُمَّ يَنْبُتُونَ فِي جِيْفِهِمْ أَمْثَالُ الدَّرِّ مَكْتُوبٌ فِي أَعْنَاقِهِمْ الْجَهَنَّمِيُّونَ عَتَقَاءُ الرَّحْمَنِ، يَعْرِفُهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ بِذَلِكَ الْكِتَابِ، فَيَمَكْتُوْنَ مَا شَاءَ اللَّهُ كَذَلِكَ، ثُمَّ يَقُولُونَ: يَا رَبَّنَا امْحُ عَنَّا هَذَا الْإِسْمَ، فَيَمْحُو اللَّهُ عَنْهُمْ ذَلِكَ. ①

اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں سکھائے ہوں گے، پھر وہ فرمائے گا: محمد (ﷺ)! اپنا سراٹھائیں، شفاعت کریں، تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، سوال کریں تمہیں عطا کیا جائے گا۔“ میں عرض کروں گا: ”پروردگار! میری امت میں سے جو جہنم میں جاگرا ہے،“ تو اللہ فرمائے گا: ”جاؤ جسے تم اس کی صورت سے پہچانتے ہو، اسے آگ سے نکال لاؤ، پس وہ نکال لیے جائیں گے اور جہنم میں کوئی ایک بھی باقی نہیں رہے گا، پھر اللہ فرمائے گا: جاؤ، جس کے دل میں دینار برابر ایمان ہے، اسے جہنم سے نکال لاؤ، پھر فرمائے گا: دو تہائی دینار (کے برابر ایمان) والے کو، پھر فرمائے گا: نصف دینار، پھر فرمائے گا: قیراط (والے کو)، پھر فرمائے گا: جاؤ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے، اسے بھی نکال لاؤ۔“ فرمایا: ”پس وہ نکال لیے جائیں گے تو وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔“ فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم جنتیوں کو، جب وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے، ان کے مساکن و ازواج کو دنیا میں اپنے مساکن و ازواج سے زیادہ نہیں پہچانتے ہو گے۔“ فرمایا: ”وہ نکل آئیں گے، پھر اللہ شفاعت کے بارے حکم فرمائے گا، تو ہر نبی، شہید اور مومن کی شفاعت قبول کی جائے گی، سوائے بہت زیادہ لعنت کرنے والے کے، کیونکہ نہ وہ شہید لکھا جائے گا نہ اسے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی، پھر اللہ فرمائے گا: میں رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں، پس اللہ اس قدر لوگوں کو جہنم سے نکالے گا کہ ان کی گنتی کے متعلق صرف وہی جانتا ہے، وہ انہیں حیوان نامی نہر میں ڈالے گا تو وہ اس میں اس طرح اُگ آئیں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کرکٹ میں دانہ (تیزی کے ساتھ) اگتا ہے، اس میں سے جو دھوپ میں ہوگا، وہ زیادہ سبز ہوگا اور جو سائے میں ہوگا، وہ زیادہ

① رواہ الطبري في التفسير: ۱۷/۱۱۰، ۲۴/۳۰ اسنادہ ضعیف، اسماعیل بن رافع المدنی ضعیف.

زرد ہوگا۔ فرمایا: عربوں نے جب رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سنا تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! گویا کہ آپ دیہات میں تھے؟ ”پھر وہ اپنی سڑی ہوئی لاشوں میں چیونٹیوں کے مثل اگیں گے، ان کی گردنوں میں ”الْجَهَنَّمِيُونَ“ رحمن کے آزاد کردہ لکھا ہوگا، جنتی اس تحریر کی وجہ سے انہیں پہچانیں گے، پس جس قدر اللہ چاہے گا، وہ اس طرح رہیں گے، پھر وہ عرض کریں گے: ہمارے رب! اس نام (الْجَهَنَّمِيُونَ) کو ہم سے مٹا دے، تو اللہ ان سے اس نام کو مٹا دے گا۔

[۴۱/۹۴۱]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِي حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْأَخْنَفِ بْنِ قَيْسٍ.....

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”چار اشخاص روز قیامت جحیم میں پیش کریں گے: بہرہ، احمق، بوڑھا اور زمانہ فترہ (دو انبیاء کے درمیانی وقفہ میں فوت ہونے والا) رہا بہرا شخص تو وہ عرض کرے گا: پروردگار! اسلام آیا اور میں کچھ سنتا نہیں تھا، رہا احمق تو وہ عرض کرے گا: پروردگار! اسلام آیا، جبکہ مجھ پر بچے میٹگیاں پھینکتے تھے، رہا بوڑھا شخص تو وہ عرض کرے گا: پروردگار! اسلام آیا تو مجھے کوئی عقل نہیں تھی (اور میری یادداشت ختم ہو چکی تھی)، رہا وہ شخص جو زمانہ فترہ میں وفات پا گیا تھا، وہ عرض کرے گا: پروردگار! میرے پاس تیرا کوئی رسول نہیں آیا تھا، پس وہ ان سے پختہ عہد لے گا کہ وہ اس کی اطاعت کریں گے، پس وہ ایک قاصدان کی طرف بھیجے گا کہ انہیں جہنم میں داخل کر دو۔“ فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر وہ اس میں داخل ہوتے تو وہ ان پر سلامتی والی ٹھنڈی ہو جاتی۔“

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيحٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعَةٌ يَحْتَجُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ أَصَمٌّ، وَرَجُلٌ أَحْمَقُ، وَرَجُلٌ هَرِمٌ، وَرَجُلٌ مَاتَ فِي الْفِتْرَةِ، فَأَمَّا الْأَصَمُّ فَيَقُولُ: رَبِّ لَقَدْ جَاءَ الْإِسْلَامَ وَلَمْ أَسْمَعْ شَيْئًا، وَأَمَّا الْأَحْمَقُ فَيَقُولُ: رَبِّ لَقَدْ جَاءَ الْإِسْلَامَ وَالصَّبِيحُ يُحَذِّفُونِي بِالْبَعْرِ، وَأَمَّا الْهَرِمُ فَيَقُولُ: رَبِّ لَقَدْ جَاءَ الْإِسْلَامَ وَمَا أَعْقَلُ، وَأَمَّا الَّذِي مَاتَ فِي الْفِتْرَةِ فَيَقُولُ: رَبِّ مَا أَتَانِي لَكَ رَسُولٌ، فَيَأْخُذُ مَوَائِقَهُمْ لِيُطِيعَنَّهُ، فَيُرْسِلُ إِلَيْهِمْ رَسُولًا أَنْ ادْخُلُوا النَّارَ قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ دَخَلُوهَا كَانَتْ عَلَيْهِمْ بَرْدًا وَسَلَامًا. ①

① مسند احمد: ۴ / ۲۴۔ قال شعيب الارناؤط: حديث حسن مسند ابى يعلى، رقم: ۴۲۲۴۔ صحيح ابن حبان،

رقم: ۷۳۵۷۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۸۸۱۔

[۴۲/۹۴۲]..... أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: فَمَنْ دَخَلَهَا كَانَتْ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا، وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْهَا يُسْحَبُ إِلَيْهَا. ①
 ابورافع نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سابقہ حدیث کے مثل روایت کیا ہے، البتہ انہوں نے یہ بتایا کہ آپ نے فرمایا: ”پس جو اس میں داخل ہو جائے گا اس پر سلامتی اور ٹھنڈک ہوگی اور جو اس میں داخل نہیں ہوگا اسے اس کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔“

[۵۰۸/۹۴۳]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعُ كُلُّهُمْ يُدْلَى عَلَى اللَّهِ بِحُجَّةٍ وَعَذْرٍ رَجُلٌ مَاتَ فِي الْفِتْرَةِ، وَرَجُلٌ مَاتَ هَرِمًا، وَرَجُلٌ مَعْتُوهُ، وَرَجُلٌ أَصَمُّ أَبْكُمْ، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُمْ: إِنِّي أُرْسِلُ إِلَيْكُمْ رَسُولًا فَأَطِيعُوهُ، فَيَأْتِيهِمْ فَيَتَأَجَّجُ لَهُمْ نَارًا فَيَقُولُ: اقْتَحِمُواهَا مَنْ دَخَلَهَا كَانَتْ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا، وَمَنْ لَمْ يَقْتَحِمْهَا حَقَّتْ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ. ②
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ”چار چیزیں ہیں وہ سب حجت اور عذر کے ساتھ اللہ پر دلالت کرتی ہیں، ایک وہ آدمی جو دو انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے درمیانی مدت میں وفات پا گیا، ایک وہ آدمی جو بڑھاپے میں فوت ہوا، دیوانہ شخص اور بہرا و گونگا شخص، تو اللہ انہیں فرمائے گا، میں تمہاری طرف ایک قاصد بھیجنے والا ہوں اس کی اطاعت کرنا، پس وہ ان کے پاس آئے گا تو وہ ان کے لیے آگ بھڑکائے گا، پھر وہ کہے گا: اس میں داخل ہو جاؤ، جو اس میں داخل ہو جائے گا تو وہ اس پر ٹھنڈک اور سلامتی والی بن جائے گی اور جو اس میں داخل نہیں ہوگا اس پر عذاب کا حکم ثابت ہو جائے گا۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ بہرے، مجنون اور انتہائی بوڑھے اور دو بیٹیمبروں کے درمیانی وقفہ میں زندگی گزارنے والوں کا میدان حشر میں دوبارہ امتحان ہوگا۔

کیونکہ یہ عذر پیش کریں گے تو اللہ ذوالجلال ان کا امتحان لے گا۔ دوسری حدیث میں وضاحت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”روز قیامت ان چار افراد کو لایا جائے گا: بچہ، مجنون، دو رسولوں کے درمیانی وقفے میں مرنے والا اور بہت بوڑھا۔ ان میں سے ہر کوئی اپنی اپنی دلیل پیش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ آگ کی گردن (یعنی لپیٹ) سے فرمائے گا: نمایاں ہو، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اپنے بندوں کی طرح ان میں رسول بھیجتا رہا اور اب میں تمہارے لیے اپنا

قاصد خود ہوں اور کہتا ہوں کہ (اب سب کے سب) اس آگ میں داخل ہو جاؤ، بد بخت لوگ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم اس میں کیسے داخل ہوں، ہم تو اس سے دور بھاگتے تھے، سعادت مند لوگ (اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے) چل پڑیں گے اور اس میں جلدی جلدی اور زبردستی گھسیں گے۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم (آگ میں داخل نہ ہونے والے بد بخت) لوگ میرے رسولوں کو جھٹلانے اور اس کی نافرمانی کرنے میں بڑے ہوتے (کیونکہ تم نے میری براہ راست بات ہی نہیں مانی) اب یہ جنت میں داخل ہوں گے اور یہ آگ میں۔“

(مسند ابی یعلیٰ: ۳/ ۱۰۴۴ اسنادہ صحیح)

اس میں نبی مکرم ﷺ نے ان لوگوں کو متنبہ کیا ہے جن کو اللہ ذوالجلال نے قوت سماعت عطا کر رکھی ہے، عقل مند ہیں، رسول کا پیغام پہنچ چکا ہے اور اسے سمجھنے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی دنیا میں گزاری گئی زندگی کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، دوبارہ امتحان نہیں ہوگا۔

[۱۳۰/۹۴۴]..... أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنِي أَوْسُ بْنُ أَوْسٍ.....
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَثْلَاثٍ، تُلَّثُ عَلَى الدَّوَابِّ، وَتُلَّثُ يَنْسِلُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ سَلًا، وَتُلَّثُ عَلَى وَجُوهِهِمْ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ تین (تہائیوں) قسموں پر جمع کیے جائیں گے: تہائی جانوروں پر ہوں گے، تہائی اپنے قدموں پر چل رہے ہوں گے اور تہائی اپنے چہروں کے بل۔“

[۱۳۱/۹۴۵]..... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ، تُلَّثُ رُكْبَانًا، وَتُلَّثُ عَلَى أَقْدَامِهِمْ مَشِيًّا، وَتُلَّثُ عَلَى وَجُوهِهِمْ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ يَمْشُونَ عَلَى وَجُوهِهِمْ؟ فَقَالَ: إِنَّ الَّذِي أَمْشَاهُمْ عَلَى أَقْدَامِهِمْ قَادِرٌ عَلَى أَنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ تین قسموں پر جمع کیے جائیں گے: تہائی سواروں پر، تہائی اپنے قدموں پر چلیں گے اور تہائی چہروں کے بل۔“ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول ﷺ! وہ اپنے چہروں کے بل کس طرح چلیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”جس ذات نے انہیں ان کے قدموں پر چلایا، وہ اس پر قادر ہے کہ وہ انہیں ان کے چہروں کے بل چلا

يُمَشِّئُهُمْ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ، أَمَا إِنَّهُمْ يَتَّقُونَ ۖ دے، سنو! وہ ہر بلند جگہ اور کانٹے سے اپنے چہروں کے
بُؤْجُوهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَشَوْكٍ. ① ذریعے بچیں گے۔“

نوٹ: صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگ تین
حالتوں پر جمع ہوں گے رغبت کرنے والے اور ڈرنے والے: دو دو آدمی ایک اونٹ پر، تین تین آدمی ایک اونٹ پر، چار
چار آدمی ایک اونٹ پر دس آدمی ایک اونٹ پر سوار ہو کر آئیں گے۔ باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی جہاں وہ قیلولہ
کریں گے، وہاں قیلولہ کرے گی، جہاں وہ رات گزاریں گے، وہ وہاں رات گزارے گی۔ جہاں وہ صبح کریں گے، وہ
وہاں صبح کرے گی، اور جہاں وہ شام کریں گے وہ وہاں شام کرے گی۔“

(بخاری، رقم: ۶۵۲۲۔ سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۳۳۹۵)

معلوم ہوا کہ لوگوں کی تین اقسام ہوں گی، جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ جب قیامت کے روز لوگ قبروں سے
اٹھائے جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۚ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۚ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا
أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۚ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۚ﴾ (الواقعة: ۷-۱۰)

”اس وقت تم تین گروہ بن جاؤ گے، (ایک تو) دائیں ہاتھ والے ہوں گے اور دائیں ہاتھ والوں کا کیا کہنا،
(دوسرے) بائیں ہاتھ والے ہوں گے اور بائیں ہاتھ والوں کا کیا کہنا، (تیسرے) سبقت والے تو بہر حال
سبقت لے جانے والے ہی ہیں۔“

مذکورہ بالا حدیث اور آیات سے معلوم ہوا کہ دو قسم کے لوگ جتنی ہوں گے اور ایک قسم کے لوگ جہنمی ہوں گے
جن کو چہروں کے بل چلایا جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ سُورًا وَمَكَانًا وَّأَصْلًا سَبِيلًا﴾ (الفرقان: ۳۴)

”جو لوگ اپنے منہ کے بل جہنم کی طرف جمع کیے جائیں گے، وہی بدتر مکان والے اور گمراہ تر راستے والے ہیں۔“

صحیح بخاری میں ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے نبی! قیامت میں کافروں کو ان کے
چہرے کے بل کس طرح حشر کیا جائے گا؟ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیا وہ ذات جس نے انہیں دنیا میں دو پاؤں پر چلایا،
اسے اس پر قدرت نہیں ہے کہ قیامت کے دن انہیں چہرے کے بل چلا دے؟“

(بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ۶۵۲۳)

① بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ﴿الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ﴾، رقم: ۴۷۶۰۔ مسلم، کتاب
صفات المنافقین، باب يحشر الكافر على وجهه، رقم: ۲۸۰۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۱۴۲۔

[۱۸۶/۹۶۶]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ.....
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَضَعْتُ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةً مِنْ تَرِيدٍ فَنَاولَ الدِّرَاعَ وَكَانَ أَحَبَّ الشَّاةِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَشَّ نَهَشَةً، فَقَالَ: أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَلَمَّا رَأَى أَنَّ أَصْحَابَهُ لَا يَسْأَلُوهُ قَالَ: أَلَا تَقُولُونَ كَيْفَهُ؟ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَهُ؟ قَالَ: يَقَوْمُ النَّاسِ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ، يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيَ وَيُنْفِذُهُمُ الْبَصَرَ، وَتَدْنُوا الشَّمْسُ مِنْ رُؤُوسِهِمْ فَيَسْتَدُّ عَلَيْهِمْ حَرَقًا وَيَشْتُقُّ عَلَيْهِمْ دُنُوحًا مِنْهُمْ، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ مِنَ الضُّجْرِ وَالْجَزَعِ مِمَّا هُمْ فِيهِ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: يَا آدَمُ، أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الشَّرِّ؟ فَيَقُولُ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ كَانَ أَمْرِي بِأَمْرِ فَعَصَيْتُهُ وَأَطَعْتُ الشَّيْطَانَ، نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ، فَعَصَيْتُهُ فَأَخَافُ أَنْ يَطْرَحَنِي فِي النَّارِ فَنَاطِلِقُوا إِلَى غَيْرِي، نَفْسِي نَفْسِي، فَيَنْطَلِقُونَ إِلَى نُوحٍ، فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَوَأْوَلُ رُسُلِ اللَّهِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ترید کا ایک پیالہ رکھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دتی کا گوشت لے لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا دتی کا گوشت بہت ہی مرغوب تھا، پس آپ نے دتی کی ہڈی کا گوشت دانٹوں سے نونچ کر کھایا تو فرمایا: ”میں قیامت کے دن آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔“ پس جب آپ نے دیکھا کہ آپ کے اصحاب آپ سے سوال نہیں کر رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم کیوں نہیں کہتے: کس طرح؟“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کس طرح؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سارے لوگ پروردگار عالم کے حضور کھڑے ہوں گے، دیکھنے والا نہیں دیکھتا ہوگا اور آواز دینے والے کی آواز سنی جائے گی، سورج ان کے سروں کے قریب ہو جائے گا، اس کی گرمی اور تپش ان پر بہت ہی سخت ہوگی، اور اس کا ان کے قریب ہونا ان پر گراں گزرے گا۔“ فرمایا: ”پس وہ اس تکلیف اور پریشانی کے عالم میں ہوں گے تو اسی حالت میں آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے: آدم علیہ السلام! آپ ابو البشر ہیں، اللہ نے اپنے ہاتھ سے آپ کو پیدا فرمایا، فرشتوں کو حکم فرمایا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، اپنے رب سے ہماری سفارش کریں، کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس بری حالت سے دوچار ہیں؟ پس آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میرا پروردگار آج اس قدر غصے میں ہے کہ وہ اتنا غصے میں کبھی ہوا تھا نہ آئندہ ہوگا، پس اس نے مجھے ایک حکم دیا تھا تو میں نے اس کی نافرمانی کی اور میں نے شیطان کی

بات مان لی تھی، اس نے مجھے درخت سے منع کیا تھا تو میں اس میں کوتاہی کر بیٹھا، مجھے تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جہنم میں نہ پھینک دے، پس تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، مجھے تو اپنی ہی پڑی ہے۔ پس وہ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، تو عرض کریں گے: نوح (علیہ السلام)! آپ اللہ کے نبی اور اللہ کے پہلے رسول ہیں، اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کریں، کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس قدر تکلیف میں ہیں؟ تو نوح علیہ السلام فرمائیں گے: میرا رب جس قدر آج غصے میں ہے اس قدر وہ آج سے پہلے غصے میں تھا نہ اس قدر اس کے بعد غصے میں ہوگا، مجھے ایک دعا کرنے کا حق دیا گیا تھا تو میں نے وہ دعا اپنی قوم پر بددعا کے لیے استعمال کر لی تو وہ ہلاک ہو گئے، مجھے تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھے آگ میں نہ پھینک دے، تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، مجھے تو اپنی جان کی فکر ہے۔“ فرمایا: ”پس وہ چل کر ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: ابراہیم (علیہ السلام)! آپ اللہ کے خلیل ہیں، آسمان والے اور زمین والے تم دونوں کی خلت (دوستی) کے متعلق سن چکے ہیں، اپنے رب سے ہماری سفارش کریں، کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس قدر تکلیف میں ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میرا رب جس قدر آج غصے میں ہے، وہ اس قدر اس سے پہلے کبھی غصے میں آیا ہے نہ وہ اس کے بعد اس قدر غصے میں آئے گا، انہوں نے کواکب (ستاروں) کے بارے میں اپنا قول ذکر کیا، کہ وہ میرا رب ہے، اور ان کے معبودوں کے بارے میں اپنا قول: یہ ان سب

رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الشَّرِّ؟ فَيَقُولُ نُوحٌ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ فَدَعَوْتُ بِهَا عَلَى قَوْمِي فَأَهْلِكُوا، وَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَطْرَحَنِي فِي النَّارِ، انْطَلِقُوا إِلَيَّ غَيْرِي، نَفْسِي نَفْسِي، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولُونَ: يَا إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ خَلِيلُ اللَّهِ، قَدْ سَمِعَ بِخُلَّتِكَمَا أَهْلُ السَّمَوَاتِ وَأَهْلُ الْأَرْضِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الشَّرِّ؟ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَذَكَرَ الْكَوَاكِبَ، قَوْلُهُ: إِنَّهُ رَبِّي، وَقَوْلُهُ لِلَّهِتِهِمْ: هَذَا كَبِيرُهُمْ وَقَوْلُهُ: إِنِّي سَقِيمٌ، وَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَطْرَحَنِي فِي النَّارِ انْطَلِقُوا إِلَيَّ غَيْرِي نَفْسِي نَفْسِي، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ حَتَّى يَأْتُوا مُوسَى فَيَقُولُونَ: يَا مُوسَى أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَاتِهِ وَكَلَّمَكَ تَكْلِيمًا، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الشَّرِّ؟ فَقَالَ مُوسَى: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُؤْمَرْ بِهَا، فَأَخَافُ أَنْ يَطْرَحَنِي فِي النَّارِ انْطَلِقُوا إِلَيَّ غَيْرِي، نَفْسِي نَفْسِي، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ

حَتَّى يَأْتُوا عِيسَى فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ وَرُوحُهُ الْقَاهَا عَلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ الشَّرِّ؟ فَيَقُولُ عِيسَى: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، قَالَ عُمَارَةُ: وَلَا أَعْلَمُ ذَكَرَ ذَنْبًا، قَالَ: إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَطْرَحَنِي فِي النَّارِ، انْطَلِقُوا إِلَى غَيْرِي، نَفْسِي نَفْسِي، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ فَيَأْتُونَ؟ فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، قَالَ: فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقْعُ سَاجِدًا لِرَبِّي، فَيُقِيمُنِي رَبُّ الْعَالَمِينَ مَقَامًا لَمْ يَقْمَهُ أَحَدٌ قَبْلِي، فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ: اشْفَعْ تُشْفَعُ، وَسَلْ تُعْطَى، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ: أَدْخِلْ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِكَ الْبَابَ الْاِيْمَنَ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِي الْاَبْوَابِ الْاٰخِرِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا بَيْنَ الْبَابِ اِلَى الْبَابِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ مَكَّةَ وَبُصْرَى، قَالَ: لَا اَدْرِ اَيُّهُمَا قَالَ. ①

سے بڑا ہے، اور اپنی یہ بات کہ میں بیمار ہوں (یاد کریں گے) مجھے تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جہنم میں نہ ڈال دے، پس تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ فرمایا: ”پس وہ جائیں گے حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو کہیں گے: موسیٰ (علیہ السلام)! آپ اللہ کے نبی ہیں، اللہ نے اپنی رسالت کے لیے آپ کو چن لیا، آپ سے کلام فرمایا، اپنے رب سے ہماری سفارش کریں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس قدر تکلیف میں ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میرا رب جس قدر آج غضبناک ہے وہ اس قدر اس سے پہلے کبھی غضبناک ہوا نہ اس کے بعد اس قدر غضبناک ہوگا، میں نے ایک شخص کو ناحق قتل کر دیا تھا، مجھے تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھے آگ میں نہ پھینک دے، میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ، مجھے تو اپنی جان کی فکر ہے۔“ فرمایا: پس وہ چل کر عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: عیسیٰ (علیہ السلام)! آپ اللہ کے نبی اور اس کا کلمہ ہیں اور اس کی روح ہیں جسے اس نے مریم علیہا السلام کی طرف القا کیا تھا، اپنے رب سے ہماری سفارش کریں، کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس تکلیف میں ہیں؟ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میرا رب جس قدر آج غضبناک ہے وہ اس قدر اس سے پہلے غضبناک ہوا، نہ اس قدر اس کے بعد غضبناک ہوگا۔ عمارہ (راوی) نے کہا: میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کسی لغزش کا ذکر کیا، ”مجھے تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جہنم میں نہ

① بخاری، کتاب التفسیر، باب سورة الاسراء، رقم: ۴۷۱۲۔ مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اهل الجنة منزلة

فیہا، رقم: ۱۹۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۴۳۴۔

پھینک دے، میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ پس وہ چل کر میرے پاس آئیں گے تو کہیں گے: محمد (ﷺ)! آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، اللہ نے آپ کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں معاف فرما دی ہیں، اپنے رب سے ہماری سفارش کریں۔“ فرمایا: ”پس میں چلوں گا اور عرش کے نیچے آ کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پس پروردگار عالم مجھے ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں مجھ سے پہلے کوئی کھڑا نہیں ہوا ہوگا، فرمائے گا: محمد (ﷺ)! شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا، میں عرض کروں گا: پروردگار! میری امت کو بچالے، میری امت کو بچالے، تو اللہ مجھ سے فرمائے گا: آپ اپنی امت میں سے ایسے افراد کو جن کے ذمے کوئی حساب نہیں، باب ایمین سے داخل فرمائیں۔ اور وہ دیگر ابواب میں لوگوں کے حصے دار ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان یا مکہ اور بصری کے درمیان فاصلہ ہے۔“ راوی نے کہا: میں نہیں جانتا کہ دونوں میں سے کیا فرمایا۔“

[۱۸۷/۹۴۷]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ وَعِنْدَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَنَأَوَلُوهُ الدَّرَاعَ وَكَانَ أَحَبَّ الشَّيْءِ إِلَيْهِ فَنَهَسَ نَهْشَةً، فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ عُمَارَةَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فِي ذِكْرِ عِيسَى وَلَمْ يَذْكَرْ ذَنْبًا وَقَالَ: مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ كَمَا بَيْنَ بَصْرَى وَمَكَّةَ أَوْ مَكَّةَ وَهَجَرَ. ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا جبکہ آپ کے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے دسی کا گوشت آپ کی خدمت میں پیش کیا، آپ کو بکری کا اس حصے کا گوشت بہت زیادہ پسند تھا، پس آپ نے دانتوں کے ساتھ توڑ کر تناول فرمایا، پس انہوں نے حدیث عمارہ کے مثل ذکر کیا، اور روایت میں عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں کسی لغزش کا ذکر نہیں کیا، اور یہ بیان کیا: ”اس کی دو چوکھٹوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا بصری اور مکہ کے درمیان یا مکہ اور ہجر کے درمیان۔“

کے درمیان یا مکہ اور ہجر کے درمیان۔“

..... (۱) معلوم ہوا روز قیامت ساری انسانیت حساب و کتاب سے خوفزدہ ہوگی۔

(۲)..... رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ حساب و کتاب کا آغاز فرمائیں گے۔

(۳)..... آپ ﷺ اولاد آدم کے سید (سردار) ہیں۔

(۴)..... اللہ تعالیٰ آپ کو شفاعت کبریٰ سے نوازیں گے۔

(۵)..... آپ کو دسی کا گوشت مرغوب تھا۔

(۶)..... امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاة والسلام کے بعض لوگ بغیر حساب و کتاب جنت کے حقدار ٹھہریں گے۔

(۷)..... جنت کے دروازوں میں سے ایک کا نام ”ایمن“ ہے۔

(۸)..... روز محشر رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لیے اللہ سے فریاد کریں گے۔

[۲۰۹/۹۴۸]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے، وہاں ٹھہرے تو آپ نے کھجور کی دو ٹہنیاں منگوائیں، آپ نے ان میں سے ایک اس کے سر کے پاس اور دوسری اس کے پاؤں کے پاس لگا دی، پھر فرمایا: ”ہو سکتا ہے کہ جب تک ان میں تری (گیلا پن) رہے اللہ ان کے عذاب قبر میں تخفیف کر دے۔“^①

نوٹ:..... ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ مدینہ یا مکہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے (وہاں) آپ نے دو شخصوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب کیا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”بات یہ ہے کہ ایک شخص ان میں سے پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا“ پھر آپ نے (کھجور کی) ایک ڈالی منگوائی اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیا، ان میں سے (ایک ایک ٹکڑا) ہر ایک کی قبر پر رکھ دیا۔ لوگوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ آپ نے کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس لیے کہ جب تک یہ ڈالیاں خشک ہوں شاید اس وقت تک ان پر عذاب کم ہو جائے۔“

(بخاری، کتاب الوضوء، رقم : ۲۱۶)

علماء یہ کہتے ہیں کہ عذاب کا کم ہونا آپ ﷺ کے ہاتھوں کی برکات کی وجہ سے تھا، نہ کہ ان ٹہنیوں کی خصوصیات تھی، جیسا کہ ابن طولون کہتے ہیں کہ عذاب کا رک جانا رسول اللہ ﷺ کی برکت کی وجہ سے تھا کہ آپ نے ان کی قبروں پر دو شاخیں رکھی تھیں۔ (المنہل الروی فی الطب النبوی لابن طولون، ص : ۱۹۰)

[۲۸۴/۹۴۹]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَىٰ بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ خَيْثَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعَيْمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ أَبُو الْقَاسِمِ عليه السلام قَالَ: أَوَّلُ حَظْمٍ يُفْضَى فِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنَزَانُ ذَاتُ قَرْنٍ وَعَيْرُ ذَاتِ قَرْنٍ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ الصادق المصدوق علیہ السلام نے ہمیں بیان فرمایا: ”قیامت کے دن سب سے پہلے دو بکریوں کے مقدمے کا فیصلہ سنایا جائے گا، سینگوں والی بکری اور دوسری جس کے سینگ نہیں ہوں گے۔“

[۲۸۹/۹۵۰]..... أَخْبَرَنَا عَقْرُ بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْهَجَرِيُّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: بَيْلَى مِنْ ابْنِ آدَمَ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا عَجَبُ الذَّنْبِ وَفِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انسان کا ہر حصہ بوسیدہ ہو جائے گا، سوائے ریڑھ کی ہڈی کے آخری سرے سے، اسی سے دوبارہ تخلیق کی جائے گی۔“

نوٹ: صحیح بخاری میں ہے: ((لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا بَيْلَى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجَبُ الذَّنْبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (بخاری، رقم: ۴۹۳۵)..... ”انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے سوائے ایک ہڈی کے وہ ریڑھ کی ہڈی کا آخری مہرہ ہے، قیامت کے دن اسی سے تخلیق شروع ہوگی۔“

معلوم ہوا قبر میں انسان کا جسم آہستہ آہستہ مٹی میں تبدیل ہو جاتا ہے حتیٰ کہ ہڈیاں بھی مٹی بن جاتی ہیں۔ ہاں جن کے جسموں کو اللہ ذوالجلال محفوظ رکھنا چاہے تو ان کے جسموں کو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

صحیح بخاری میں ہے عبد الملک بن مروان کے عہد حکومت میں جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کی دیوارگری لوگ اسے (زیادہ اونچی) اٹھانے لگے تو وہاں ایک قدم ظاہر ہوا لوگ یہ سمجھ کر گھبرا گئے کہ یہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو قدم کو پہچان سکتا۔ آخر عمرو بن زبیر نے بتایا کہ نہیں خدا گواہ ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم نہیں ہے بلکہ یہ تو عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔ (بخاری، رقم: ۱۳۹۰)

موطا امام مالک میں ہے عبد الرحمن بن ابوصعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمرو بن جموح اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو انصاری سلمی دونوں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے پانی کے بہاؤ نے ان کی قبر کو اکھیر دیا، قریب تھا کہ ان کی قبر بہہ جاتی۔ دونوں حضرات ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے تھے۔ چنانچہ ان کی قبر کھودی گئی تاکہ ان کی میت نکال کر دوسری جگہ

① مجمع الزوائد: ۱۰ / ۳۵۲ - اسنادہ ضعیف .

② مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ما بین النفتین، رقم: ۲۹۵۵ - سنن ابوداؤد، رقم: ۴۷۴۳ .

دفن کر دی جائے، دونوں حضرات کی میتوں میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے ابھی کل ہی شہید ہوئے ہیں۔ دونوں حضرات میں سے ایک کو جب زخم لگا تو اس نے (تکلیف کی وجہ سے) اپنا ہاتھ زخم پر رکھ لیا تھا، جب ان کو (دوسری جگہ) دفن کرنے لگے تو (لوگوں نے ان کا) ہاتھ ہٹانا چاہا، لیکن وہ پھر وہیں (زخم کی جگہ) آگیا کھودنے کا واقعہ غزوہ احد کے چھالیس سال بعد کا ہے۔ (موطا مالک، کتاب الجهاد، باب الدفن فی قبر واحد من ضرورة، رقم: ۱۷۰۴)

لیکن انبیاء ﷺ کے اجسام قبروں میں قیامت تک محفوظ رہتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے انبیاء ﷺ کے جسم زمین پر حرام کر دیئے ہیں۔“ (صحیح ابو داؤد، رقم: ۹۲۵)

علامہ ابن عبدالبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس حکم میں انبیاء ﷺ کے علاوہ شہداء بھی شامل ہیں۔ علامہ قرطبی ﷺ نے تو اس موذن کو شامل کیا ہے، جو نیک نیت سے اذان کہے۔ علاوہ ازیں قاضی عیاض ﷺ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: حدیث کا مقصد یہ ہے کہ مٹی تمام بنی آدم کے اجسام کھا جاتی ہے۔ سوائے مخصوص اجسام کے جیسے اجسام انبیاء ﷺ وغیرہ۔ (فتح الباری: ۸/۵۵۳، رقم الحدیث: ۴۸۱۴)

علامہ ابن جوزی ﷺ ابن عقیل کا قول نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں (کہ مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ ریڑھ کی ہڈی باقی بچ جاتی ہے) اس میں اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے جو سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اس لیے کہ جو اللہ عدم سے وجود میں لاسکتا ہے تو اس کے لیے کسی چیز کے خمیر کا محتاج ہونا ضروری نہیں۔ (فتح الباری: ۸/۵۵۳-۵۵۴)

[۳۲۲/۹۵۱]..... أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بَرْقَانَ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْأَصَمِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا سَيَحْشُرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يُقْتَصُّ لِبَعْضِهَا مِنْ بَعْضٍ حَتَّى يُقْتَصَّ لِلْجَمَاءِ مِنْ ذَاتِ الْقَرْنِ، فَعِنْدَ ذَلِكَ يَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تَرَابًا، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَاقْرَأْ وَإِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَّمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ﴾ (الأنعام: ۳۸)①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: زمین پر چلنے والا ہر جانور اور پروں سے اڑنے والا ہر پرندہ قیامت کے دن جمع کیا جائے گا، پھر ان میں سے ایک کو دوسرے سے بدلہ دلایا جائے گا، حتیٰ کہ جس بکری کے سینگ نہیں ہوں گے اسے سینگوں والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا، تب کافر کہے گا: کاش کہ میں مٹی ہوتا، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: ”جتنے حیوانات زمین پر چلتے پھرتے ہیں اور جتنے پرندے اپنے پروں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں، سب تمہاری ہی طرح کی مخلوقات ہیں، ہم نے کتاب میں کوئی چیز بیان کرنے سے نہیں چھوڑی، پھر وہ سب اپنے

① مستدرک حاکم: ۲/۳۴۵، رقم: ۳۲۳۱ علی شرط مسلم.

رب کے حضور جمع کیے جائیں گے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا قیامت کے دن جانوروں کو بھی بدلہ دلایا جائے گا، جس طرح اہل تکلیف انسانوں، بچوں اور مجنونوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اسی طرح جانوروں کو بھی زندہ کیا جائے گا اور ان سے قصاص لیا جائے گا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے (مرقاۃ المصابیح: ۴/۶۱) میں لکھا ہے: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بکری تو غیر مکلف ہے اس سے قصاص کیسے لیا جائے گا؟ تو ہم کہیں گے: بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے، اس سے اس امر کے بارے میں نہیں پوچھا جاسکتا جو وہ کرتا ہے۔ جانوروں سے قصاص دلوانے کا مقصد لوگوں کو اس حقیقت پر آگاہ کرنا ہے کہ حقوق کو ضائع نہیں کیا جائے گا، اور ہر صورت میں مظلوم کو ظالم سے قصاص دلویا جائے گا۔ مذکورہ بالا روایت ان لوگوں کی بھی تاویلات کا رد کرتی ہے، جو لوگ جانوروں کے حقیقی طور پر جمع ہونے اور ان سے قصاص لیے جانے کے قائل نہیں ہیں۔

[۴۰۲/۹۵۲]..... وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَيَرَدَنَّ عَلَيَّ الْحَوْضَ رَجَالًا حَتَّى إِذَا رُفِعُوا إِلَيَّ وَعَرَفْتُهُمْ حُجِبُوا دُونِي، فَأَقُولُ: أَصْحَابِي أَصْحَابِي، فَيَقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحَدْتُوا بَعْدَكَ. ①

اسی (سابقہ ۴۰۱) سند سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! کچھ لوگ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے، حتیٰ کہ جب وہ میرے قریب پہنچیں گے اور میں انہیں پہچان لوں گا، تو انہیں میرے نزدیک آنے سے روک دیا جائے گا، میں کہوں گا: میرے ساتھی ہیں، میرے ساتھی ہیں۔“ بتایا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام جاری کر لیے تھے۔“

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا حوض کوثر پر پانی پینے کے مستحق وہ لوگ ہوں گے جو اسلام پر قائم رہے اور اسلام کی حالت میں فوت ہوئے۔ جنہوں نے بدعت کا ارتکاب کیا وہ قیامت کے روز حوض کوثر کے پانی سے محروم رہیں گے۔ (بدعت کے متعلق دیکھئے شرح حدیث نمبر ۳۹۵)

[۵۳۲/۹۵۳]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ الْأَعْمِينَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ.....

① مسلم، کتاب الطہارۃ، باب استحباب الحلالۃ الغرۃ الخ، رقم: ۲۴۹۔ مسند احمد: ۲/ ۴۰۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۳۰۶۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَنْعَمَ وَصَاحِبُ الْقُرْنِ قَدِ التَّمَمَ الْقُرْنَ، وَأَصْغَى سَمْعَهُ وَحَنَى جَبْهَتَهُ يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ أَنْ يَنْفُخَ فَيَنْفُخَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: قُولُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں کس طرح بے خوف ہو سکتا ہوں جبکہ سینک / بگل والے (اسرافیل علیہ السلام) نے اپنا منہ اس پر لگا رکھا ہے اور وہ اس کان لگائے ہوئے اپنا چہرہ اس پر جھکا رکھا ہے اور وہ اس بات کا منتظر ہے کہ اسے پھونک مارنے کا کب حکم دیا جائے اور وہ پھونک مار دے؟“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”کہو ((حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا)) اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا۔“

[۵۳۳/۹۵۴]..... قَالَ: وَقَالَ أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَعْمَشِ.....

عَنْ أَبِي صَالِحٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَيْفَ أَنْعَمَ؟، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. ②

ابوصالح سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں کس طرح بے خوف ہو سکتا ہوں.....“ پس راوی نے اسی مثل ذکر کیا۔

[۵۳۴/۹۵۵]..... أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُطَرِّفٍ.....

عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. ③

عطیہ نے سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی (حدیث سابق، رقم: ۵۳۲) کے مثل روایت کیا ہے۔

..... صور ایک قسم کا بگل ہوتا تھا، جو کسی جانور کے سینک سے بنایا جاتا تھا۔ حدیث میں مذکور صور سے مراد وہ صور ہے جو دنیا کے خاتمے پر بجایا جائے گا۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾ (الزمر: ۶۸)

① سنن ترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورة الزمر، رقم: ۳۲۴۳ قال الالبانی: صحیح۔ مسند احمد: ۷/۳۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۴۵۹۲۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۱۰۸۴۔

② السابق۔

③ سنن ترمذی، رقم: ۳۲۴۳۔ مسند احمد: ۷/۳۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۴۵۹۲۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۱۰۸۴۔

”اور صور پھونک دیا جائے گا، پس آسمانوں اور زمین والے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا، تو وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔“

ایک حدیث میں ہے کہ ایک بدو نبی کرم ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: صور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ”صور ایک سینک ہے جس میں پھونک دیا جائے گا۔“ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۱۵۸۰)

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مسلمان کو آخرت کے واقعات کی گھبراہٹ اور فکر لاحق ہو تو ((حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا)) پڑھنا چاہیے۔

[۵۸۵/۹۵۶]..... أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ.....

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ الْعَبْسَمِيَّةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، فَيَسْمَعُهُمُ الدَّاعِي وَتُبْعُهُمُ الْبَصَرُ، ثُمَّ يَقُومُ مُنَادِي فَيُنَادِي يَقُولُ: سَيَعْلَمُ أَهْلُ الْجَمْعِ الْيَوْمَ مَنْ أَوْلَى بِالْكَرَمِ، فَيَقُولُ: أَيْنَ الَّذِينَ يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ، فَيَقُومُونَ: وَهُمْ قَلِيلُونَ، فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، ثُمَّ يَعُودُ فَيُنَادِي: أَيْنَ الَّذِينَ لَا تَلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ﷻ (النور: ۳۷) الْآيَةَ، فَيَقُومُونَ وَهُمْ قَلِيلُونَ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، ثُمَّ يَعُودُ فَيُنَادِي فَيَقُولُ: أَيْنَ الَّذِينَ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ، فَيَقُومُونَ وَهُمْ قَلِيلُونَ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، ثُمَّ سَآئِرَ النَّاسِ فَيُحَاسَبُونَ. ①

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں آئیں گے، داعی انہیں آواز سنا سکے گا، نظر انہیں دیکھ پائے گی، پھر ایک منادی کھڑا ہوگا تو وہ اعلان کرے گا: آج سب کو معلوم ہو جائے گا کہ کرم کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے، پس وہ کہے گا: وہ لوگ کہاں ہیں جو خوش حالی اور تنگ حالی میں اللہ کی حمد کیا کرتے تھے، تو وہ کھڑے ہوں گے اور وہ کم ہی ہوں گے، پس وہ بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے، پھر وہ اعلان کرے گا: وہ لوگ کہاں ہیں؟ ”جنہیں ان کی تجارت اور لین دین کے معاملات اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتے“ پس وہ کھڑے ہوں گے اور وہ کم ہوں گے، پس وہ حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے، پھر وہ بارہ اعلان کرے گا تو کہے گا: وہ کہاں ہیں؟ ”جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے۔“ تو وہ کھڑے ہوں گے اور وہ کم ہوں گے، پس وہ بھی بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے، پھر باقی لوگوں کا حساب ہوگا۔“

① مسند عبد بن حمید، رقم: ۱۵۸۱۔ شعب الایمان، رقم: ۶۹۳۔ مصنف عبدالرزاقی، رقم: ۲۰۵۷۸۔ اسنادہ ضعیف۔

کتاب الجنة والنار وصفتهما

جنت اور جہنم کے خصائل

[۳۶/۹۵۷]..... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَبِي

رَافِعٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص جنت میں داخل ہوگا، وہ ہمیشہ نعمتوں میں خوشحال رہے گا کبھی خستہ حال نہ ہوگا، اس کا لباس پرانا ہوگا نہ اس کی جوانی ختم ہوگی، اور جنت میں وہ کچھ ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی انسان کے خیال نے اس کا احاطہ کیا ہے۔“^①

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جنتی جنت میں ہمیشہ خوش و خرم رہیں گے، کبھی پریشان اور رنجیدہ نہیں ہوں گے اور ہمیشہ جوان رہیں گے، کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے۔ اور خوش باش اور بادشاہوں کی طرح زندگی بسر کریں گے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے نبی کہ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(قیامت کے روز) ایک پکارنے والا (فرشتہ جنتی لوگوں کو مخاطب کر کے) پکارے گا: تم لوگ ہمیشہ صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ ہمیشہ زندہ رہو گے، تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ ہمیشہ جوان رہو گے، تمہیں کبھی بڑھا پانا نہیں آئے گا، ہمیشہ مزے کرو گے، تم کبھی رنجیدہ

① مسلم، کتاب الجنة وصفة، باب فی دوام نعيم اهل الجنة الخ، رقم: ۲۸۳۶۔ مسند احمد: ۲ / ۳۶۹۔ سنن

دارمی، رقم: ۲۸۱۹۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۶۴۲۸۔

نہیں ہو گے اور یہی مطلب ہے اللہ عزوجل کے ارشاد مبارک کا: ﴿وَنُودُوا أَنْ تُلَكُمُ الْجَنَّةُ أُوْرْتَمَوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (الاعراف: ۴۳)..... ”جنتی لوگ پکارے جائیں گے کہ یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے بدلے میں جو تم کرتے تھے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيمها، باب في دوام نعيم اهل الجنة الخ) مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کی جو نعمتیں اور راحتیں ہوں گی ان کو دنیا والوں کی آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا تک نہ ہوگا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی آنکھ جنت اور اس کی بہار اور نعمتوں کو دیکھ نہیں پاتی، جبکہ نبی مکرم ﷺ نے معراج کے موقع پر ان کا نظارہ کیا تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس مطلق نفی سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا نہ دیکھنا مراد ہے، رسول اللہ ﷺ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور قرآن مجید فرقان حمید میں بھی مذکورہ بالا بات کی تصدیق موجود ہے۔ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (السجدة: ۱۷)..... ”کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے ان کے لیے بطور جزاء پوشیدہ کر رکھی ہے، جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔“

نفس نکرہ ہے جو عوم کا فائدہ دیتا ہے یعنی اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ان نعمتوں کو جو اس نے مذکورہ اہل ایمان کے لیے چھپا کر رکھی ہیں، جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔

[۶۱/۹۵۸]..... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ.....

عَنْ قَتَادَةَ، فِي قَوْلِهِ: ﴿وَوَظِلٌّ مَّمْدُودٌ﴾ (الواقعة: ۳۰)، قَالَ: زَعَمَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجْرَةً يَسِيرُ الرَّابِئُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ مَا تَقَطَّعُهَا قَالَ مَعْمَرٌ: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَأَقْرَأَ وَإِنْ شِئْتُمْ ﴿وَوَظِلٌّ مَّمْدُودٌ﴾. ①

قنادہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”لبے سائے۔“ کے بارے میں مروی ہے، انہوں نے کہا: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک درخت ہے، سوار اس کے سائے میں سو سال سفر کرتا رہے گا، لیکن وہ اسے ختم نہیں کر سکے گا۔“ معمر نے کہا: مجھے محمد بن زیاد نے خبر دی کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے (اسی بات کو) سنا، پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے اگر تم چاہو تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَوَظِلٌّ مَّمْدُودٌ﴾ کو پڑھ لو۔

① بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء في صفة الجنة وانها مخلوقة، رقم: ۳۲۵۱۔ مسلم، کتاب الجنة وصفة، باب ان في الجنة شجرة الخ، رقم: ۲۸۲۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۵۲۳۔ مسند احمد: ۲/ ۴۳۸۔

[۴۱۳/۹۵۹]..... أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، اللَّهُ ﷻ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجْرَةً يَسِيرُ الرَّائِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ. ①

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک درخت ہے سوار اس کے سائے میں سو برس سفر کرتا رہے گا۔“

..... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جنت میں درختوں کے سائے بہت طویل ہوں گے اور وہ درخت ہمیشہ پھلوں سے بھرے رہیں گے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مُدْهَامَتَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝﴾ (الرحمن: ۶۴-۶۵)..... ”(جنت کے باغ) گھنے سیاہی مائل سرسبز ہیں۔ پس اے جن وانس! تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے؟“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”طوبی جنت میں ایک درخت کا نام ہے اس (کے سائے) کی مسافت سو سال ہے۔ اور جنتیوں کے کپڑے اس کی کلیوں کے غلاف سے تیار کیے گئے ہیں۔“

(سلسلة الصحيحه، رقم: ۱۹۸۵)

حالانکہ جنت میں دھوپ نہیں ہوگی لیکن درختوں کا وجود اللہ ذوالجلال کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جس سے منظر خوبصورت بنتا ہے۔ مذکورہ حدیث سے جنت کی وسعت کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جس کے درخت اتنے بڑے ہیں وہ خود کتنی بڑی ہوگی۔

[۱۲۳/۹۶۰]..... أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُلْقَى فِي النَّارِ أَهْلُهَا وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟ حَتَّى يَأْتِيَهَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَيَضَعُ فِيهَا قَدَمَهُ فَيَبْرَدُ أَوْ تَقُولُ: قَطُّ قَطُّ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہنمیوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا، تو وہ یہی کہے گی: کیا کچھ اور ہے؟ حتیٰ کہ اس کے پاس اللہ تبارک و تعالیٰ آئے گا تو وہ اپنا قدم اس میں رکھے گا تو وہ سٹ جائے گی اور کہے گی: کافی ہے، کافی ہے۔“

① السابق .

② بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله (وتقول هل من مزيد)، رقم: ۴۸۴۹۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة، باب النار يدخلها الجبارون الخ، رقم: ۲۸۴۸ .

نوٹ: مذکورہ حدیث سے جہنم کی وسعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں انسان اور جن داخل کر دیئے جائیں گے، اس کے باوجود وہ نہیں بھرے گی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ہر ہزار میں سے نو سو تانوں سے آدمی جہنم میں جائیں گے۔ اور جہنم نہیں بھرے گی تو اللہ ذوالجلال نے وعدہ کیا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَا مَلَأْنَا جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾ (السجدة: ۱۳) ”میں جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دوں گا۔“

لیکن جب جن و انس جہنم میں جائیں گے، اس کے بعد اللہ ذوالجلال پوچھے گا: تو بھر گئی ہے یا نہیں؟ وہ جواب دے گی: کیا کچھ اور بھی ہے؟ یعنی اگرچہ میں بھر گئی ہوں، لیکن یا اللہ تیرے دشمنوں کے لیے میرے دامن میں اب بھی گنجائش ہے۔ تو اللہ ذوالجلال اس کے بعد اپنا قدم رکھیں گے تو جہنم پکار اٹھے گی: کافی ہے، کافی ہے۔

[۱۷۹/۹۶۱] أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت میں سے جنت میں جانے والا پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی صورت پر ہوگا، پھر جو ان کے بعد داخل ہوگا وہ آسمان پر سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے کی صورت پر ہوگا، انہیں بول و براز کی حاجت ہوگی نہ وہ تھوکیں گے اور نہ وہ ناک صاف کریں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور پسینہ کستوری کا ہوگا، ان کے دھونی دان اگر بتی (عود) کے ہوں گے، ان کی ازواج حوریں ہوں گی، اور ان کی تخلیق ایک جیسی ہوگی اپنے باپ آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہاتھ (لبے ہوں گے)۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَوْلُ زُمْرَةٍ مِنْ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى صُورَةِ أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، لَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَتَفَلَّوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلْوَةُ وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ وَأَخْلَافُهُمْ عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سْتُونَ ذِرَاعًا. ①

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت میں جانے والوں کے حسن و جمال میں فرق ہوگا، جتنے اعمال زیادہ ہوں گے اس حساب سے حسن بھی زیادہ ہوگا۔ لیکن قد و قامت میں سب برابر ہوں گے وہ ساٹھ ہاتھ (تقریباً نوے فٹ بنتا) ہے اور اسی طرح ان کی عمریں بھی برابر ہوں گی تیس تینتیس برس، جیسا کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنتی لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے بدن پر بال نہیں

① بخاری، رقم: ۳۳۲۷۔ مسلم، کتاب الجنة، باب اول زمرة تدخل الجنة الخ، رقم: ۲۸۳۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۵۳۵۔ مسند احمد: ۲/۲۳۰۔

ہوں گے، نہ ہی (چہرے پر) داڑھی اور مونچھ ہوگی، آنکھیں سرگیں ہوں گی اور عمر تیس یا تینتیس سال ہوگی۔“

(سنن ترمذی، ابواب صفة الجنة، باب ماجاء فی سنن اهل الجنة)

معلوم ہوا جنت میں پیشاب پاخانے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی، اور نہ ہی تھوک، ناک کی ریخت اور کان کی میل وغیرہ الائشیں ہوں گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کی نعمتوں کی طرح حوریں بھی جنتی مردوں کے لیے ایک نعمت ہوں گی۔ حوروں سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اللہ ذوالجلال نے اپنی قدرت سے جنت میں مومنوں کے لیے پیدا کی ہیں۔ جو خوبصورت، سرگمیں آنکھوں والی، لولؤ کی طرح سفید اور شفاف رنگت والی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَحُورٌ عِينٌ ۝ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۝ جَزَاءً لِّمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الواقعة: ۲۲-۲۴)..... ”اہل جنت کے لیے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی، ایسی حوریں جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی یہ سب کچھ انہیں ان اعمال کے بدلے میں ملے گا جو وہ دنیا میں کرتے رہے تھے۔“

یہ بھی معلوم ہوا ان کے اخلاق بھی ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے، کیونکہ جو لوگ اخلاق و عادات اور پسند و ناپسند میں جس قدر ہم خیال ہوتے ہیں، تو ان لوگوں کی اتنی ہی زیادہ گہری دوستی ہوتی ہے اور جنت میں لوگ ہم خیال اور ہم ذہن ہوں گے۔ کسی کے دل میں ایک دوسرے کے متعلق حسد و کینہ وغیرہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ﴾ (الحجر: ۴۷)

”ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا ہم سب کچھ نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آنسنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔“

[۲۱۵/۹۶۲]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا اسْتَجَارَ عَبْدٌ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ إِلَّا قَالَتِ النَّارُ: يَا رَبِّ إِنَّ عَبْدَكَ فَلَانًا اسْتَجَارَكَ مِنِّي فَأَجِرْهُ، وَلَا يَسْأَلُ اللَّهُ الْجَنَّةَ سَبْعَ مَرَّاتٍ إِلَّا قَالَتِ الْجَنَّةُ: يَا رَبِّ إِنَّ عَبْدَكَ فَلَانًا سَأَلَنِي فَأَذِخْهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندہ سات بار جہنم سے پناہ طلب کرتا ہے تو وہ کہتی ہے: پروردگار! تیرے فلاں بندے نے مجھ سے پناہ طلب کی ہے پس تو اسے پناہ دے دے، اور جو شخص اللہ سے سات مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے: پروردگار! تیرے فلاں بندے نے میرے متعلق سوال کیا، پس تو اسے داخل فرما دے۔“

..... مذکورہ حدیث سے صبح وشام سات سات مرتبہ جنت کا سوال کرنے اور جہنم سے پناہ مانگنے کا

اثبات ہوتا ہے۔ اور ہمیں چاہیے کہ ہم اس حدیث پر عمل کریں۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: دمشق وغیرہ میں بعض لوگ نماز فجر کے بعد باواز بلند سات دفعہ جنت کا سوال کرتے ہیں اور سات بار جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس انداز سے اس حدیث پر عمل کرنا نہ اس حدیث سے اور نہ کسی دوسری دلیل سے ثابت ہے۔ یہ ذکر کسی نماز یا نماز باجماعت کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ مطلق ہے اور جس عمل کو شارح رحمۃ اللہ علیہ نے مطلق رکھا ہو۔ اسے کسی زمان و مکان کے ساتھ خاص نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ شریعت کے مقید کو مطلق نہیں کیا جاسکتا۔ پس آدمی کو اس حدیث پر عمل کرنا چاہیے، وہ رات یا دن کی کسی گھڑی میں یا قبل از نماز یا بعد از نماز یہ عمل کر سکتا ہے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع محض ہوگی اور ان شاء اللہ اخلاص بھی نصیب ہوگا۔

رہا مسئلہ اس حدیث کا جب نماز فجر ادا کرے تو (کسی سے) کلام کرنے سے پہلے یہ دعائیں دفعہ پڑھا کر
 ”اللَّهُمَّ اجِرْنِي مِنَ النَّارِ“..... ”اے اللہ! مجھے جہنم سے پناہ دے۔“ تو گزارش ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

(سلسلۃ الضعیفہ، رقم : ۱۶۲۴)

[۲۵۴/۹۶۳]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِيهِ.....
 عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَبْقَ
 مِنْ الْجَنَّةِ فِي الْأَرْضِ شَيْءٌ إِلَّا هَذَا
 الْحَجَرُ وَعَرَسُ الْعَجْوَةِ وَأَوْدَاءُ مِنَ الْجَنَّةِ
 يَصُبُّ فِي مَاءِ الْفُرَاتِ كُلِّ يَوْمٍ ثَلَاثَ
 مَرَّاتٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَسْمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: أَنَا مَا
 طَهُوِي فَأَعَادَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَنَا مَا طَهُوِي. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: زمین پر جنت کی اشیاء
 میں سے صرف یہ پتھر (حجر اسود) اور عجوہ کھجور کا پودا لگانا
 باقی رہ گیا ہے، جنتی برتنوں کو روزانہ تین بار فرات کے پانی
 میں ڈالا جاتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا: آپ نے اسے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میرا پتھر کیا
 کام اگر میں نے اسے آپ سے نہ سنا ہو۔ اس نے پتھر
 پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرا پتھر کیا کام اگر میں نے اسے
 آپ سے نہ سنا ہو۔

..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت کی صرف تین چیزیں
 اس زمین میں پائی جاتی ہیں، عجوہ کھجور کا درخت، اوقیہ جو برکات جنت میں سے فرات میں نازل ہوتے ہیں اور حجر
 اسود۔“ (سلسلۃ الصحیحہ، رقم : ۳۱۱۱)

[۲۶۲/۹۶۴]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ،
 حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انسان جو ساری آگ جلاتے ہیں وہ جہنم کی آگ کا ستر واں حصہ ہے۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ تو پھر کافی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسے ابتر درجے بڑھا دیا گیا ہے۔“

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ نَارٍ أَوْقَدَهَا بَنُو آدَمَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءٍ أَمْ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ كَانَتْ هَذِهِ لِكَافِيَةٍ، فَقَالَ: إِنَّهَا ضِعْفَتْ بِتِسْعَةِ وَسِتِّينَ جُزْءًا. ①

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جہنم کی آگ کی شدت دنیا کی آگ سے ۷۰ گنا زیادہ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مسند احمد کی روایت میں (مِنْ مِائَةِ جُزْءٍ) کے لفظ ہیں، یعنی دنیا کی آگ جہنم کے سو حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ ان دونوں روایات میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے، کیونکہ ایک روایت میں ستر کے لفظ ہیں جبکہ دوسری میں سو کے۔ تو ان احادیث اور ان جیسی دوسری احادیث جس میں کچھ اور تعداد منقول ہے، تطبیق اس طرح ہے کہ یہاں دوزخ کی آگ کی حرارت کی شدت بیان کرنا مقصود ہے، نہ کہ کوئی خاص تعداد۔ (فتح الباری: ۶/ ۳۳۴)

کیونکہ عربی زبان میں ستر کا عدد کثرت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ﴾ (التوبة: ۸۰)

اللہ تعالیٰ نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی ہے کہ منافقین اللہ کی مغفرت کے اہل نہیں ہیں، لہذا آپ چاہے ان کے لیے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں برابر ہے۔ اور ستر کے عدد سے مقصود مبالغہ ہے۔ یہ نہیں کہ اگر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ستر سے زائد بار مغفرت طلب کریں گے تو اللہ منافقوں کو معاف کر دے گا۔ یعنی یہاں مذکورہ حدیث میں بھی جہنم کی آگ کی شدت حرارت اور سختی کو بیان کرنا مقصود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ﴾ (التوبة: ۸۱)..... ”کہہ دیجئے! کہ دوزخ کی آگ بہت ہی سخت گرم ہے، کاش کہ وہ سمجھتے ہوتے۔“

[۲۸۸/۹۶۵]..... أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْهَجْرِيُّ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ.....

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا ستر واں حصہ ہے، اگر اس پر سات بار پانی نہ ڈالا جاتا تو اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ نَارَكُمْ هَذِهِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءٍ أَمْ مِنْ جَهَنَّمَ وَلَوْ لَا مَا ضُرِبَ بِهَا الْمَاءُ سُبْعَ مَرَّاتٍ مَا انْتَفَعَ بِهَا بَنُو آدَمَ.

① بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار وانها مخلوقة، رقم: ۳۲۶۵۔ مسلم، کتاب الحنة وصفة، باب في

شدة حر نار جهنم الخ، رقم: ۲۸۴۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۵۸۹۔ مسند احمد: ۲/ ۳۱۳۔

[۲۹۱/۹۶۶]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ زِيَادٍ، مَوْلَى بَنِي مَخْزُومٍ.....
 عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْلَى زُمْرَةٍ مِنْ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ، صُورَةٌ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ كَأَشَدَّ ضَوْءٍ كَوَكَبٍ فِي السَّمَاءِ، ثُمَّ بَعْدَ ذَلِكَ هُمْ مَنَازِلُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہم دنیا میں سب سے آخر پر آئے اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے، میری امت کا پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ ستر ہزار افراد ہوں گے جن کا کوئی حساب نہیں ہوگا، ان میں سے ہر ایک کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا، پھر وہ جو ان کے بعد والے ہوں گے وہ آسمان میں سب سے زیادہ چمک دار ستارے کی طرح روشن ہوں گے، پھر اس کے بعد وہ درجہ بدرجہ ہوں گے۔“

[۲۹۲/۹۶۷]..... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ.....

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. ②

ابن ابی خالد نے اس اسناد سے اسی مثل روایت کیا ہے۔

نوٹ:..... مذکورہ حدیث سے امت محمدیہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: آخر دن، سے مراد زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ یعنی ہم آخری امت درجہ میں سب سے پہلے ہیں، یہ شرف اس امت کو حاصل ہے کہ وجود کے اعتبار سے یہ امت اگرچہ سب امتوں سے آخر میں آئی ہے۔ لیکن آخرت میں بقیہ امتوں سے سبقت لے جانے والی ہے کہ ان کا حشر سب سے پہلے ہوگا۔ حساب بھی اس امت کا سب سے پہلے ہوگا۔ سب سے پہلے فیصلہ ان کے بارے میں سنایا جائے گا۔ بقیہ امتوں کی نسبت یہ امت سب سے پہلے جنت میں جائے، اس بات کی دلیل سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہم دنیا میں آنے کے اعتبار سے آخر میں ہیں، اور قیامت کے دن درجہ میں سب سے پہلے ہوں گے، سب مخلوقات سے پہلے ہمارے متعلق فیصلہ سنایا جائے گا۔“ (مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ۸۵۶، دیکھئے شرح سنن نسائی: ۸/۱)

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل جنت کو حسن و جمال ان کے اعمال و درجات کے مطابق ملے گا۔

[۲۹۷/۹۶۸]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ كَعْبٍ.....

① بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة الخ، رقم: ۳۲۴۶۔ مسلم، کتاب الجنة وصفة، باب

اول زمرة تدخل الجنة الخ، رقم: ۲۸۳۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۳۳۳۔ مسند احمد: ۲/ ۴۷۳۔

② صحیح ابن حبان، رقم: ۵۷۶۴۔ مسند احمد: ۲/ ۴۴۰۔ صحیح ترغیب وترہیب، رقم: ۲۵۶۰۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتِكُمْ عَلَيَّ زَكَاةٌ لَكُمْ وَاسْأَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ قَالَ: فَسُئِلَ عَنِ الْوَسِيلَةِ أَوْ أَخْبَرَهُمْ بِهَا، قَالَ: هِيَ أَعْلَى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ وَلَا يَبْلُغُهَا أَحَدٌ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھ پر صلوٰۃ پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا مجھ پر صلوٰۃ پڑھنا تمہارے لیے پاکیزگی کا باعث ہے، اور اللہ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو۔“ راوی نے بیان کیا: آپ سے وسیلے کے متعلق پوچھا گیا یا آپ نے اس کے متعلق انہیں بتایا، فرمایا: ”وہ جنت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے، وہاں تک صرف ایک ہی شخص کی رسائی ہوگی، مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا۔“

[۳۶۴/۹۶۹]..... أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ لَيْثًا يَحْدِثُ، عَنْ كَعْبٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهَا زَكَاةٌ لَكُمْ، وَاسْأَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ وَهِيَ أَعْلَى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يُدْرِكُهَا أَوْ قَالَ: لَا يَبْلُغُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھ پر صلوٰۃ بھیجو، کیونکہ وہ تمہارے لیے پاکیزگی ہے، اور اللہ سے میرے لیے وسیلے کی درخواست کرو وہ جنت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے، وہاں تک صرف ایک ہی آدمی کی رسائی ہوگی اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔“

[۲۹۹/۹۷۰]..... أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ كَعْبٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ أَوْ قَالَ: الْعَلَامَةُ. ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں، کیونکہ وہ برا ساتھی ہے، اور میں خیانت سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ وہ برا راز دان ہے یا فرمایا بری نشانی ہے۔“

① مسند احمد: ۲ / ۳۶۵۔ قال شعيب الارناؤط، اسنادہ ضعيف .

② السابق .

③ سنن ابوداود، كتاب سجود القرآن، باب في الاستعاذه، رقم: ۱۵۴۷ قال الالباني :حسن۔ سنن نسائي، رقم:

۵۴۶۸۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۱۰۲۹۔ صحيح ترغيب وترهيب، رقم: ۳۰۰۲ .

نوٹ: (۱) مذکورہ دعا بڑی جامع ہے لہذا یہ دعا انسان کو مانگتے رہنا چاہیے، کیونکہ بسا اوقات بھوک بندے کو اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتی ہے۔ لہذا ایسی بھوک سے اللہ ذوالجلال سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔ جو کفر تک پہنچادے۔

(۲)..... خیانت سے پناہ مانگتے تھے، کیونکہ وہ براراز دان اور بری ہم نشین و مصاحب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب خائن آدمی کی خیانت کا راز فاش ہوتا ہے تو آدمی بدنام ہوتا ہے معاشرے میں ذلیل و خوار ہو کر رہ جاتا ہے۔

[۳۰۰/۹۷۱]..... أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا سَعْدَانُ الْجُهَنِيُّ، عَنْ سَعْدِ أَبِي الْمُجَاهِدِ الطَّائِي، عَنْ أَبِي الْمُدَلَّةِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا بِنَاءُ الْجَنَّةِ، قَالَ: لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، وَلَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَمَلَاطُهَا الْمَسْكُ، وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ وَحَصْبَتُهَا اللَّوْلُؤُ، مَنْ يَدْخُلُهَا يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ وَلَا يَخْرَقُ ثِيَابَهُ، وَلَا يَبْلَى شَبَابُهُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی تعمیر کس طرح کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے، اس کا گارا کستوری کا ہے، اس کی مٹی زعفران ہے، اس کے سنگریزے موتیوں کے ہیں، جو اس میں داخل ہوگا، وہ خوش گوار رہے گا مایوس نہیں ہوگا، اس کی پوشاک بوسیدہ ہوگی نہ اس کی جوانی ڈھلے گی۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے اور چاندی کی اینٹوں سے جنت کے محلات بنے ہوئے ہیں اور یہ درجات کے اعتبار سے ملیں گے۔ جیسا کہ سیدنا ابوبکر بن ابوموسیٰ (اشعری) اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سابقوں کے لیے سونے کے دو باغ اور اصحاب الیمین کے لیے چاندی کے دو باغ ہیں۔“ (النهاية لابن كثير: ۳۴۶ اسنادہ صحیح) آج دنیا کا امیر ترین شخص بھی ایسا قیمتی ایک کمرہ نہیں بنا سکتا محل تو دور کی بات ہے۔ ایسی جنت کے حصول کے لیے محنت کرنی چاہیے اللہ کی رضا کے لیے خواہشات کو قربان کر دینا چاہیے۔

[۳۴۵/۹۷۲]..... أَخْبَرَنَا عِيسَى، حَدَّثَنَا الْأَقْرَبِيُّ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رَاشِدٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ: أَيْمَسُّ أَهْلُ الْجَنَّةِ النِّسَاءَ؟ قَالَ: نَعَمْ، بِذِكْرِ لَا يَمَلُّ، وَفَرَجٍ لَا يُجْفَا، وَشَهْوَةٍ لَا تَنْقَطِعُ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا جنتی عورتوں سے مس (جماع) کریں گے؟ انہوں نے کہا: ہاں (مرد کی) ایسی شرم گاہ کے ساتھ جو تھکے گی نہیں، ایسی شرم گاہ جو گھسے گی نہیں اور ایسی شہوت جو ختم نہیں ہوگی۔

① مسند احمد: ۲ / ۴۴۵۔ قال شعيب الارناؤط: صحيح.

[۳۴۶/۹۷۳]..... أَخْبَرَنَا الْمُقْرِيُّ ، حَدَّثَنَا الْأَفْرِيقِيُّ ، حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ رَاشِدٍ بْنِ مُسْلِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَّمَسُّ أَهْلُ الْجَنَّةِ أَرْوَاجَهُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ بِذَكَرٍ لَا يَمَلُّ وَفَرْجٌ لَا يُجْفَأُ وَشَهْوَةٌ لَا يَنْقَطِعُ. ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کیا جنتی اپنی بیویوں سے جماع کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں، ایسے ذکر (شرم گاہ) کے ساتھ جو تھکے گی نہیں، ایسی شرم گاہ جو گھسے گی نہیں اور ایسی شہوت جو ختم نہیں ہوگی۔“

[۴۳۳/۹۷۴]..... أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَصَمِّ ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ جَنَّةَ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ ، فَأَيْنَ النَّارُ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ هَذَا اللَّيْلَ الَّذِي قَدْ كَانَ أَلْبَسَ عَلَيْكَ كُلَّ شَيْءٍ ، أَيْنَ جُعِلَ؟ فَقَالَ: اللَّهُ أَعْلَمُ ، قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ. ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بتائیں جنت جس کی عرض (چوڑائی) آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، تو پھر جہنم کہاں ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ”مجھے بتاؤ یہ جو رات ہے جس نے تم پر ہر چیز مخفی کر دی تھی، اس کا کیا بنے گا؟“ اس نے کہا: واللہ اعلم، (اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے) آپ نے فرمایا: ”اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔“

نوٹ:..... قرآن مجید میں ہے: ﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ﴾ (ال عمران: ۱۳۳)..... ”اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے۔“

اس آیت کو مد نظر رکھ کر اس آدمی نے بات کی۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس حدیث کی فقہ کا علم امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے اس حدیث پر قائم کردہ درج ذیل باب سے ہوتا ہے۔ ((ذِكْرُ الْخَبَرِ الدَّالِّ عَلَى إِجَابَةِ الْعَالِمِ بِالْأَجْوِبَةِ عَلَى سَبِيلِ التَّشْبِيهِ وَالْمَقَاسِيَةِ دُونَ الْفَضْلِ فِي الْقِصَّةِ .))..... ”اصل قصہ کی تفصیل میں پڑے بغیر جواب دینے کے لیے عالم کا ایسی دلیل ذکر کرنا جو تشبیہ و تقییس کی صورت میں سائل کو دیئے جانے والے

① مسند بزار، رقم: ۳۵۲۴۔ مطالب العالیہ، رقم: ۶۶۷۸۔ اسنادہ ضعیف۔

② صحیح ابن حبان، رقم: ۱۰۳۔ قال شعيب الارناؤط: اسنادہ صحیح۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۹۲، رقم: ۱۰۳۔

جوابات پر مشتمل ہو۔“

اسی (سابقہ ۴۳۵) سند سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جنت میں داخل ہوگا، وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا، (آدم علیہ السلام کے بعد) انسانوں میں اب تک قد چھوٹے ہوتے رہے ہیں۔“
[۴۳۶/۹۷۵] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَهُوَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ وَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الْيَوْمِ. ①

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جو بھی جنت میں جائے گا وہ حسن وجمال، خوبصورتی اور قد و قامت میں سیدنا آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بھی جنت میں جائے گا۔ وہ سیدنا آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔“ (شروع میں لوگوں کے قد ساٹھ ہاتھ تھے) جو بعد میں گھٹتے گئے، حتیٰ کہ موجودہ قدر پر آ گئے۔ (مسلم، کتاب الجنة و صفة، باب يدخل الجنة اقوام افئدتهم مثل افئدة الطير) یہ بھی معلوم ہوا ہر زمانے کے لوگ قد و قامت کے لحاظ سے اپنے سے پہلے لوگوں کے مقابلہ میں پست رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام قدموں کے نشان مقام ابراہیم پر موجودہ عام سائز کے ہیں۔ یعنی ۶ یا ۷ انچ تقریباً۔

اسی سند (سابقہ ۴۵۲) سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت کو ناپسندیدہ چیزوں کے ساتھ گھیر دیا گیا ہے، جبکہ جہنم کو شہوات کے ساتھ گھیر دیا گیا ہے۔“
[۴۵۳/۹۷۶] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْجَنَّةُ حُقَّتْ بِالْمَكَارِهِ، وَالنَّارُ حُقَّتْ بِالشَّهَوَاتِ. ②

نوٹ: ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ ذوالجلال نے جنت کو پیدا کیا تو جبریل امین سے کہا: جاؤ، اسے دیکھو، چنانچہ وہ گئے اور اسے دیکھا، پھر آئے تو کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! اس کے متعلق جو کوئی بھی سنے گا، اس میں داخل ہونا چاہے گا۔ پھر اللہ عزوجل نے اس کو مکرہات کے گھیرے میں دے دیا۔“

”اس میں آنے والوں کو جو عمل کرنے ہوں گے اور جن شرعی پابندیوں کو قبول کرنا ہوگا، عمومی طور پر ان کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی یا حق کی راہ پر جسے رہنے کی وجہ سے تکلیفیں اٹھانی ہوں گی۔“

① بخاری، کتاب الاستئذان، باب بدء السلام، رقم: ۶۲۲۷۔ مسلم، رقم: ۲۸۴۱۔ مسند احمد: ۲/ ۳۰۱۵۔
② بخاری، کتاب الرقاق، باب حجت النار بالشہوات، رقم: ۶۴۸۷۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمها و اهلها، رقم: ۲۸۲۳۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۷۴۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۵۶۰۔ مسند احمد: ۲/ ۲۶۰۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۷۱۶۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر جب دوزخ کو پیدا کیا تو جبریل سے کہا: جاؤ اور دوزخ کو دیکھ کر آؤ۔ وہ گئے اور دیکھ کر آئے، واپس آ کر کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! کوئی نہیں جو اس کے متعلق سنے اور پھر اس میں داخل ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو نفسانی خواہشات اور مرغوبات کے گھیرے میں دے دیا۔ پھر فرمایا: اے جبریل! جاؤ اور اسے دیکھ کر آؤ۔ وہ گئے اور اسے دیکھا، پھر آئے اور کہا: اے میرے رب! تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں داخل ہونے سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ، رقم: ۴۷۴۴۔ اسنادہ حسن)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَأَمَّا مَنْ طَغَىٰ ۖ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۖ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۖ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ﴾ (النازعات: ۳۷-۴۱)..... ”تو جس (شخص) نے سرکشی کی (ہوگی) اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی (ہوگی) (اس کا) ٹھکانا جہنم ہے۔ ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا۔ تو اس کا ٹھکانا جنت ہے۔“

[۴۹۵/۹۷۷]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُهَازِمِ، قَالَ: سَمِعْتُ.....
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ دو آدمی جنت میں اکٹھے نہیں ہو سکتے جن میں سے ایک نے اپنے مسلمان بھائی سے کہا ہو: اے کافر۔“

[۵۱۳/۹۷۸]..... أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسٍ.....
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں سو سو سال چلے گا، لیکن اس کا سایہ ختم نہیں ہوگا۔“

[۵۱۴/۹۷۹]..... قَالَ عَوْفٌ.....
وَقَالَ الْحَسَنُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. قَالَ عَوْفٌ: وَبَلَّغَنِي أَنَّهُ الظِّلُّ الْمَمْدُودُ.

[۵۱۷/۹۸۰] وَبِهَذَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَاللَّهِ لَقَابُ قَوْسٍ أَحَدِكُمْ أَوْ سَوْطِهِ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ. ①

اسی (سابقہ ۵۱۶) سند سے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! جنت میں تم میں سے کسی کے کمان یا کوڑے برابر جگہ (اس سے بہتر ہے) جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے۔“

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا جنت میں چھڑی برابر جگہ زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ بھی ہے، اس سے افضل ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔

(بخاری، رقم: ۲۸۹۲، ۳۲۵۰، ۶۴۱۵)

سبحان اللہ! جنت کی کتنی بڑی عظمت اور شان ہے اور جنت پھر تھوڑی سی نہیں ملتی، بلکہ کم سے کم درجے کے جنتی کو جنت میں دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنت سے کئی گنا زیادہ جگہ ملے گی۔

جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے معلوم ہے کون سا جہنمی سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور کون سا جنتی سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا۔ ایک شخص جہنم سے گھٹنوں کو گھسیٹتے ہوئے نکلے گا، اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ جنت کے پاس آئے گا، لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ واپس آئے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ پھر اس سے کہے گا: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ پھر آئے گا، لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا: اے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، تمہیں دنیا اور اس سے دس گنا زیادہ دیا جاتا ہے یا (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ) تمہیں دنیا کے دس گنا دیا جاتا ہے۔ وہ شخص کہے گا: تو میرا مذاق بناتا ہے، حالانکہ تو شہنشاہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس بات پر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے اور آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور کہا جاتا ہے کہ وہ جنت کا سب سے کم درجے والا شخص ہوگا۔ (بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ۶۵۷۱)

[۵۲۹/۹۸۱] أَخْبَرَنَا غِيَاثُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ بْنِ هُرْمَزٍ الْهَرَمُزِيِّ

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: قِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ سَمَاعٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، شَجَرَةٌ أَصْلُهَا مِنْ ذَهَبٍ وَأَغْصَانُهَا

مجاہد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا جنت میں سماع ہوگا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، ایک درخت ہے اس کا تنا سونے کا، اس کی شاخیں چاندی کی

① بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، رقم: ۶۵۶۸۔ مسلم، رقم: ۱۸۸۰۔ سنن ترمذی، رقم:

الْفِضَّةُ، وَثَمَرُهَا الْيَاقُوتُ وَالزَّبَرَجَدُ يَبْعَثُ
 لَهَا رِيحًا فَتَحْكُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَمَا سَمِعَ
 شَيْءًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ. ①

اور اس کا میوہ یاقوت اور زبرجد کا ہوگا، ایک ہوا بھیجی
 جائے گی تو وہ ایک دوسرے سے رگڑ کھائیں گے، تو (اس
 سے جو آواز پیدا ہوگی) اس سے بہتر کسی چیز نے (آواز)
 نہ سنی ہوگی۔



① لم اجده و اسنادہ ضعيف لضعف عبداللہ بن مسلم بن هرمز تقریب التہذیب : ۳۴۱۴ .



مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ الْعَلِيمَ

مَعْرِضِي



تأليف

ابوالقاسم سبلان بن احمد بن ايوبي طبراني المتوفى ٣٦٠ هـ

ترجمہ

عبدالصمد ریاوی

فوائد

فاروق رفیع

حافظ محمد زہد

تصحیح

حافظ عبدالرشک ورتزندی

اصول اللہ

پبلیکیشنز اسلام آباد

اسلامی اکادمی -۱- الفضل مارکیٹ اتر دوبکانہ راولپنڈی

042-37357587

سلسلہ احادیث صحیحہ (اُردو)

تصنیف

مجددینِ محدث کبیر محقق شہیر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ تہویب، شرح

قصیدتہ الشیخ رحمۃ اللہ علیہ محمد محفوظ احمد رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

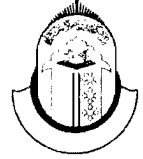
قصیدتہ الشیخ رحمۃ اللہ علیہ قفر الزمان المدینی رحمۃ اللہ علیہ || قصیدتہ الشیخ رحمۃ اللہ علیہ محمد عبد اللہ سلیم رحمۃ اللہ علیہ

قصیدتہ الشیخ رحمۃ اللہ علیہ محمد نعیم رضوان رحمۃ اللہ علیہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

اسلامی اکادمی، افضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور

فون: 042-37357587



احادیث مبارکہ کا عظیم ترین مجموعہ

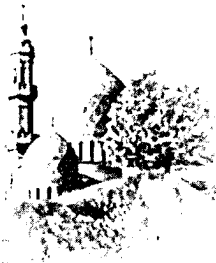
سُننک اُمی (اردو) ۶

ابو محمد عبداللہ بن عبد الرحمن بن القیامی الدارمی (توفی ۲۵۵ھ)

ترجمہ: بنت شیخ الحدیث حافظ عبدالستار حامد

تخریج و فوائد: ابوالحسن عبد المنان راسخ

نظر ثانی: شیخ الحدیث قاری سعید احمد کلیری حافظ مطبع اللہ



امصار السنہ بکلیت کیشن لائبر

اسلامی اکادمی، ۱- الفضل مارکیٹ امرڈوب کانرا لاهور

042-37357587



اردو زبان میں اپنی نوعیت کی تحفہ دار اولین کاوش
سلیس ترجمہ، اکتیس بیچ، تحقیق و تدقیق

الفتوح الربانی
فقہی تہذیب

مستدام احمد بن حنبل

شیخ الاسلام صاحبہ العالیہ شیخ مسند احمد بن حنبل و صاحبہ العالیہ علی الرضا
ابو عبد اللہ احمد بن حنبل بن حنیبل السیبانی

ترجمہ
مولانا محمد امجد علی عثمانی
پروفیسر، مدرسہ اسلامیہ، لاہور



قال رسول الله



انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور

عقیدہ و تصحیح و شرح
ابوالفہم محمد منظور اعوان

مطالعہ کتابی مائتہ عبدالرزاق
تذکرہ کتابی



انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ اتر ڈوب انار لاهور

042-37357587